إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

[illegible] ان کے لیے رحمت و نصیحت ہے جو لوگ ایمان لائیں

اسلامی نظامِ زندگی

قرآن اور عظمتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ و مؤلفہ

ڈاکٹر [illegible] سید محمد معز [illegible] شاہ

نقشبندی مجددی

خلف

[illegible]

[illegible]

مرکز تصنیف و تالیف

[illegible]

موجودہ پُرفتن دورِ مادیت لادینیت، بدمذہبیت، پرویزیت، قادیانیت، نجدیت کے طوفانی دور میں دینِ متین ومسلکِ حق اہل سنت کی تبلیغ واشاعت کے لئے دورِ حاضرہ کی بینظیر اور بے مثل کتاب

حضور کا اُسوہ حسنہ عالم انسانیت کیلئے عالمگیر پیغام ہے

حضور سرورِ کائنات فخرِ دوجہاں رحمۃ العالمین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ پاک دینِ اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے آپؐ نے قرآن اور حدیث کی شکل میں جو آئین دنیا کے سامنے پیش کیا اُسے عملی نمونوں کے قابل بنا دیا۔ قرآن کریم اور سیرت نبوی دراصل ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں قرآن مجید کلام الٰہی ہے اور سیرت طیبہ اس کا عملی نمونہ ہے قرآن مجید علم ہے اور سیرت طیبہ عمل ہے۔ آپؐ کی ذات بابرکات ایک مجسّم قرآن ہے، اور آپ کا اُسوہ حسنہ رہتی دنیا تک عالم انسانیت کیلئے عالمگیر پیغام ہے۔

اگر آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قرآن حکیم کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں تو آج ہی کتاب "قرآن اور عظمتِ رسول عربی" پڑھیے۔ جس کو سید محمد معزالدین نقشبندی مجددی دہلوی نے مرتب کیا ہے۔ جس میں قرآن مجید کی ہرآیت سے یہ بتایا ہے کہ قرآن مجید مقامِ مصطفےٰ، جمالِ مصطفےٰ، کمالِ مصطفےٰ، معراجِ مصطفےٰ، ذکرِ مصطفےٰ، نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پیش کرتا ہے اور قرآن مجید حضور کے اوصاف حمیدہ کی کس انداز میں تشریح فرمارہا ہے۔ درحقیقت قرآن ربّانی میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے اوصاف حمیدہ اور مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرکے دنیا کو فراست، عقل ودانائی سے عاجز کردیا اس کتاب میں قرآن مجید کی آیات سے قرآنی علم کے سمندر سے مسلمانوں کیلئے چند موتی اس قرآنی سمندر کی گہرائی میں سے چن چن کر نکالے ہیں جو آپ کے سامنے کتاب کی شکل میں پیش کررہے ہیں ضرور خریدیے عظمتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیجئے اور ایمان اور عقیدے کو روشن اور منوّر فرمایئے۔ ہر گھر میں یہ کتاب ہونی ضروری ہے بار بار پڑھیے اور ایمان میں روشنی پیدا کیجئے اسکی روشنی سے اپنے ایمان کو روشن کیجئے۔

پتہ: مکتبہ اشاعت القرآن نکل روڈ کراچی یہ کتاب ایک ہزار چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ ہدیہ مجلد قسم اعلیٰ ۱۰۰ روپے

مطبوعہ فضلی سنز لمیٹڈ۔ اُردو بازار کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ جملہ حقوق مصنف محفوظ ہیں نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

جس شخص نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی بیشک
اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی

اہل علم و تحقیق و فکر اسلامی کیلئے خصوصی طور پر ایک مکمل منفرد اور جامع کتاب

قرآن اور عظمتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

آفتابِ اہلسنّت سیّد محمد معز الدین شاہ نقشبندی مجددی دہلوی
خلف حاجی الحرمین الشریفین عالیجناب شمس الاسلام نواب مولوی سیّد محمد شفیع الدین
نقشبندی مجددی دہلوی نور اللہ مرقدہ

— دینی و مذہبی کتابوں کا مرکز —

تصنیف و تالیف شارع نوابزادہ ایس ایم اعزاز الدین

۹۔ فاطمہ جناح مارکیٹ —— ایم اے جناح روڈ کراچی ۵

بار اوّل۔ تعداد ۱۰۰۰۔ طباعت جنوری ۱۹۸۵ء۔ ہدیہ ۶۵/ روپے

Marfat.com

58685

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

اس کتاب کی تصنیف کا مقصد !

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ط

اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

اس عہد کثیف اور اس دور ابتلا و آزمائش میں انسان مقام انسانیت سے بھی گر گیا ہے دوسرے لوگوں کو تو چھوڑیئے کہ وہ جسقدر پستی میں نہ ہوں کم ہے خود مسلمانوں کو دیکھیئے جو ایک اللہ ایک کتاب (قرآن مجید) اور ایک نبی (رسول برحق خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانتے ہیں۔ اسلام کو سلامتی کی راہ جانتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس راہ پر چل رہے ہیں جو پستیوں کی عمیق گہرائیوں کی طرف جاتی ہے۔ اچھے، بُرے، حلال حرام کی تمیز ختم ہو چکی ہے۔

نیک و بد کا فرق اُٹھ چکا ہے گناہوں کا دور دورہ ہے۔ برائیوں کا راج ہے۔ بد دیانتی دیانت اور بے راہ روی صراط مستقیم ٹھہری ہے۔ بزرگان دین کی عزت لوگوں کے دلوں سے اُٹھ گئی ہے۔ بزرگوں کی کرامات کو مذاق اور اولیاء اللہ کی روحانی قوتوں کو ڈھونگ قرار دیا جا رہا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کو اچھے بُرے کی تمیز سکھائی جائے انہیں نیک و بد سے آگاہ کیا جائے۔ انہیں برائیوں کے انجام سے ڈرایا جائے انہیں رسول برحق حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی تعلیم دیجائے۔ انہیں بزرگان دین کے مقام اور اولیائے اللہ کی روحانی قوتوں سے آگاہ کیا جائے۔ یہ کتاب ان ہی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے تصنیف کی گئی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں حق کی اس راہ پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں ان نیک مقاصد کو پورا کرنے کے قابل بنائے۔ (آمین) مسلمانو! شعار اسلام اختیار کرو، اپنے رب کی یاد سے غافل مت رہو حضور نبی اکرم ؐ کے ساتھ عشق و محبت پیدا کرو اور خوب کثرت سے درود و سلام پڑھا کرو تا کہ غلبۂ محبت کے سبب بلا تکلف آپ کی پیروی و اتباع نصیب ہو۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

آپ سے چند اہم باتیں!

نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ مقدس دین ہے جس کی ایک ایک بات وحیِ الٰہی سے منور اور رضائے الٰہی کی ضامن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے! کہ کتاب نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا باب (حصہ) عقائدِ اسلامی سات سو بیس صفحات پر شائع ہو کر ہر طبقۂ احباب میں مقبول ہوا۔ باب (حصہ) دوم باب الحدیث شائع ہونا تھا مگر اس کتاب کی تالیف و ترتیب کا خیال مجھے تب ہوا جب حلقۂ احباب کی ایک مجلس میں ایک ایسے مجموعہ کی ضرورت کا اظہار کیا گیا جو "عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کے متعلق ہو۔ جس کے پڑھنے سے مسلمانوں کے دل نورِ ایمان سے جگمگا جاویں۔

اس موقع پر بعض کرم فرماؤں نے مجھے اس کام کی طرف متوجہ کیا۔ لیکن مصروفیات کے ہجوم نے اس طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ البتہ وہ خیال اور اس کی ضرورت ذہن میں ہر وقت تازہ رہی۔

آخر کار! زمانہ کی اس زبوں حالت میں جبکہ مسلمانوں کے اندر بیشمار جماعتیں جنم میں آئیں۔ جنہوں نے اسلام کے اصل سرچشمہ پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ "اسلامی خدمت" کے بھیس میں مسلمانوں کی جاسوسی کی اور عقائدِ باطلہ کی اشاعت کی جیسے نجدیت، وہابیت، مودودیت، قادیانیت، پرویزیت، احمدیت، رافضیت وغیرہ وغیرہ۔ اسکی

Marfat.com

نمایاں ترین مثال موجود ہے پس اس پُر آشوب اور پُر فتن دور کو دیکھتے ہوئے اور وقت کی اہمیت اور تقاضا ادھر کرم فرماؤں کا ' بیحد اصرار نے مجبور کیا تو احقر ناچیز اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں ہمہ تن مصروف ہو گیا اور کئی سال کی محنتِ شاقہ اور شب و روز کی عرق ریزی کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کرم ' اپنے فضل' اپنی رحمت' اپنی عظمت' اپنے جمال ' اپنے جلال' اپنی قدرت اور اپنے کمال سے' اور حضور آقائے دو جہاں رحمۃ للعالمین نورِ مجسّم حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مجھ عاجز و ناتوان کو تالیف و ترتیب کی توفیق عطا فرمائی۔

بحمد اللہ ! آج میں اس پاک پروردگارِ عالم اور حضور شہنشاہ دو جہاں شافع محشر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان و برکات اور عنایاتِ بے پایاں سے اس مقدس تالیف کو مکمل کرنے میں کامیاب ہوا۔

یہ سعادت میرے نصیب میں تھی اُردو زبان میں اس موضوع پر اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ راہِ نجاتِ اُخروی نکالی کہ میں اس موضوع کی کچھ خدمت کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت میرے نصیب میں لکھ رکھی تھی۔ چنانچہ کرم فرماؤں کی یہ پاکیزہ خواہش اللہ تعالیٰ اپنے اس ناتوان بندے کے ہاتھوں پوری کر رہا ہے۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ! جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے بڑی محنت و عرق ریزی اور جانفشانی سے اس کتاب کو صحیح صحیح انداز میں مرتب کیا ہے۔ احقر ناچیز کے خلوص کا اندازہ تو خالق السموات والارض

Marfat.com

عالم الغیب والشہادۃ کو ہے۔ باقی میری سعی کوشش کو ناظرین حضرات بخوبی مطالعہ کے بعد معلوم کر سکیں گے۔

میں محض مٹی ہوں اگر اس میں کچھ خوشبو کسی کو معلوم ہو تو وہ کسی اور کی پھونکی ہوئی روح ہے ؎

جمال ہم نشین در من اثر کرد		وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

مجھے یقین کامل ہے! کہ میری یہ سعی وکوشش ضرور شرفِ قبولیت حاصل کرے گی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف کریمانہ سے مجھے دُنیوی واُخروی سعادتوں سے بہرہ مندی ضرور نصیب ہوگی اور کیا عجب ہے کہ قیامت کے دن غلامانِ شافعِ محشر ہی کیساتھ محشور کیا جاؤں ؏

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

حقیقت یہ ہے! کہ اس بگڑے ہوئے ماحول میں جبکہ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے دور چلے جا رہے ہیں ایسی کتاب کی سخت ضرورت تھی۔ لہٰذا اس حقیقت واہمیت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ مرنے کے بعد مسلمانوں سے دو قسم کے سوالات ہونگے۔ "پہلا سوال حقوق اللہ" کے متعلق ہوگا کہ تم نے حقوق اللہ کو سمجھا اور ان کو صحیح طور پر ادا کیا یا نہیں؟

"اگر حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوئی کمی یا کوتاہی ہو گئی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت ومغفرت سے معاف فرما دے گا، وہ بڑا ذرہ نواز اور مہربان ہے۔ لیکن "دوسرا سوال حقوق العباد" کا حساب بڑا سخت ہوگا۔ ماں باپ کے حقوق، بیوی اور شوہر کے حقوق۔ بیوی بچوں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، ہمسایہ کے حقوق، مہمانوں کے حقوق، یتیموں کے حقوق

Marfat.com

اور عام انسانوں کے حقوق ہیں۔ ان سب کو حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی کا نام ہی اسلامی زندگی، دینداری اور بزرگی ہے۔ اسی میں روحانیت و اخلاق کی ترقی ہے اور اسی سے ایک سچے مسلمان کو دیکھا اور پرکھا جا سکتا ہے۔
اگر ان کی ادائیگی میں کمی، کوتاہی اور غفلت ہوئی ہو گی تو سخت عذاب کا سامنا ہو گا۔ قرآنِ کریم و حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سخت وعیدیں سُنائی ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو حقوق اللہ کیساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا بہت زیادہ فکر و خیال رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں قسم کے حقوق کی پوری اور صحیح توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آخر میں گذارش ہے! کہ میں اپنی دوسری تصانیف کی طرح یہ کتاب جو کہ حقیقتاً انمول موتی ہیں کسی دینوی غرض یا طمع ولالچ کے لئے نہیں لکھی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی اور مُسلمان بھائیوں کی رہنمائی اور اصلاح کیلئے قلم اٹھایا ہے۔

آپ کا فرض ہے! کہ نئی نسل کی ذہنوں کو ایسی کتابوں کی تعلیم دیکر اسلام کی طرف مائل کیا جائے تاکہ موجودہ معاشرتی بے راہ روی جو خاصکر مذہب کے لئے سَم قاتل ہے، کا مقابلہ کر سکیں۔

صلوٰۃ وسلام اس ذاتِ مقدس پر! اس کتاب سے دوسروں کو فائدہ پہنچنے کی جو اُمید ہے وہ اپنی جگہ پر۔ اللہ تعالیٰ اُسے پورا فرمائے لیکن خود میری ذات کو اس کتاب کی تیاری کے زمانے میں جو فائدے حاصل ہوئے وہ میری کوششوں کا نقد صلہ ہے جو بجائے خود

Marfat.com

کچھ کم نہیں۔

صلوٰۃ وسلام اس ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کے ذریعہ میری زندگی کو روشنی ملی۔ جس کی زندگی کو پڑھ کر فکر و نظر کو گہرائی ملی۔ خیالات کو بلندی ملی۔ جذبات کو ستھرائی اور پاکیزگی ملی۔ فضائلِ اخلاق وحسنِ اعمال کا کامل ترین اسوہ ملا۔ عزم و حوصلہ اور صبر و استقلال کا بلند ترین نمونہ ملا۔ اور عبدیت و بندگی کی اعلیٰ ترین تصویر ملی۔ صلوٰۃ وسلام ہو۔ اس ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کا اتباع میری زندگی کا سرمایہ اور جس کی شفاعت میری آخرت کا سہارا ہے۔ جس کے فیض سے میرے قلم کو گویائی ملی۔ اس ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور پیغام سے لوگوں کو باخبر کرنا انسانیت کی سب سے بڑی خدمت اور میری سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے۔ لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور اس گنہگار کے حق میں رحمت و مغفرت کا بہانہ بنے۔

اے اللہ! اس کتاب کے پڑھنے والوں کو عمل کی توفیق عطا فرما۔

———— اے اللہ اپنے حبیب پاک حضور پُرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل اس خدمت کو قبول فرما کر اس عاجز کے لئے ذخیرہ آخرت بنا اور اس کو مسلمانوں کے لئے رہبری اور مذہبی علوم کی اشاعت کا ذریعہ بنا۔

اے پروردگار! اگرچہ ہمارا دامن حسنِ عمل سے خالی ہے مگر ہمارا دردمند دل تیرے خوف اور تیری رحمت کی اُمید سے خالی نہیں اور ہمارا سر عجز و نیاز تیری بارگاہِ مغفرت میں جُھکا ہوا ہے جس کا ٹھکرانہ تیری شانِ رحیمی و کریمی کے خلاف ہے۔

پس اے آقا! اے مولا! اے کریم! اے کارساز! اور اے مجیب الدعوات ہمیں اپنے محبوب اعظم حضور پُرنور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں

Marfat.com

اپنا بنالے اور اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعشق و اطاعت میں فنا کردے ۔ ہمارے دلوں میں اپنا خوف پیدا کردے ۔ اور دُنیا کی تمام طاغوتی و شیطانی طاقتوں کا ڈر ہمارے سینوں سے نکال دے، ہمیں اپنے احکام اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور ان کے صدقے میں فراخ دستی اور عزت وحشمت عطا فرما۔ ہمیں پاکیزگی اور حیاتِ نور بخش تنگدستی دور فرما، بے روزگاروں کو روزگار عطا فرما، بے اولادوں کو نیک اور صالح اولاد دے ۔ غریبوں سے فقر و فاقہ کو دور فرما۔ دشمنوں کی دشمنی و عداوت سے محفوظ رکھ۔ تندرستی اور صحت کاملہ عطا فرما۔ بیماروں کو شفائے کلی عطا فرما۔ مصیبتوں اور دکھوں سے نجات دے اور قلبوں کی بے چینی اور بیقراری دور فرما۔ اور سکون و اطمینان عطا فرما۔ اور دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کا بول بالا فرما آمین

وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِراً

عاجزانہ گذارش ہے کہ یہ ناچیز بصد ادب التماس کرتا ہے کہ جب آپ دعاؤں میں مشغول ہوں اس وقت میرے ماں باپ کے لیے جنکی پُرسوز دعاؤں اور پاکیزہ تمناؤں کے نتیجہ میں اور جنکی خاص توجہ اور فیض تربیت سے میں اس خدمت کے لائق ہوا۔ مغفرت کی دُعا فرمائیں اور قرآن مجید اور درود شریف پڑھکر بہ وسیلہ حضور آقائے دوجہاں رحمتِ دوعالم حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ بھیجیں۔

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں میرے والدین پر

اے اللہ ! میرے والدین کی قبروں کو نور سے بھر دے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور انکی ارواح پاک کو اولیائے کاملین میں شامل فرما اور درجات عالیہ سے نواز دے (آمین) ..

Marfat.com

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج
اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝
رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ
وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

"اے میرے پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنا۔ اور میری اولاد کو بھی۔ اے پروردگار ہمارے، میری دعا قبول فرما۔ اے پروردگار ہمارے، مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جس دن حساب قائم ہوگا۔

زمین اور آسمانوں کے بنانے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا سرپرست ہے۔ میرا خاتمہ اسلام پر کرنا اور انجام کار مجھے صالحین کیساتھ ملانا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اے پروردگار تو ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے۔

اغثنی یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ط لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط

سن لو بیشک اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

اھل شریعت وطریقت کیلئے بے مثل کتاب!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بارگاہِ التفات حضور آقائے دو جہاں سلطانِ پیغمبران اشرفِ مخلوقات افضل موجودات رحمۃ اللعالمین عالم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ باعث ایجادِ عالم اللہ تعالیٰ کے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاک پائے مدینہ کے صدقہ سے اس کتاب کو یہ شرف وعزت حاصل ہے۔

تبلیغ اسلام اور اصلاح معاشرہ کے تحت اشاعتِ دین قرآن اور عظمتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں

احیاء دین اور اتباع سُنت مبارکہ اور عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاکہ دینی وعلمی تحقیقی اردو زبان میں مکمل تشریح کیساتھ پیش کیا ہے۔

باب۱ دعوتِ فکر اسلامی۔ باب۲ معلومات قرآن۔ باب۳ معلومات اسلام۔ باب۴ عقائد اسلامی کا تصور۔ باب۵ بدعت کی تشریح۔ باب۶ عقائد کی درستی ہی سے ایمان مستحکم ہوتا ہے باب۷ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج۔ باب۸ اخلاص نیت۔ باب۹ فاسد نیت کا انجام۔ باب۱۰ قرآن اور عظمتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم باب۱۱ قرآن رحمت، ہدایت اور مسلمانوں کیلئے بشارت ہے قرآن پاک کا ہر لفظ صداقت پر مبنی ہے۔ باب۱۲ اسلام دل قول اور عمل کی تصدیق کا نام ہے۔ باب۱۳ حضور کا تشریف لانا دنیا والوں کیلئے نعمت ہے۔ باب۱۴ ولادت النبی۔ معراج النبی۔ حیات النبی ختم نبوت اور

Marfat.com

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غور و فکر اور تحقیق کیساتھ مرتب کردہ روشن باب کا مطالعہ کیجئے ذکر مصطفیٰ ا جمال مصطفیٰ ا کمال مصطفیٰ ا کی روشنی دیکھئے لہٰذا عظمت رسول عربی پر عمل کیجئے آپ اپنی اولاد کو عظمت رسول عربی کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیجئے اور اپنے عزیز و اقارب دوستوں کو بھی اس دعوت عظمت رسول عربی میں شریک کیجئے یہ آپکا دینی فرض ہے کہ اس کار خیر اور ثواب جاریہ میں حصہ لیجئے اور اپنے اہل سنت و جماعت بھائیوں کی اصلاح کیلئے اس کتاب کی دعوت دیجئے اس دور فتنہ دہریت، لادینیت، بدعقیدگی میں آپکا اولین فرض ہے کہ آپ یہ کتاب خود عشق اور محبت کیساتھ بار بار پڑھیئے۔ اور اپنی اولاد اور اپنے دوست واحباب کو بھی اس دعوت القرآن کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیجئے یہ انکا حق ہے اور آپ کا فرض ہے۔ اس کی جوابدہی آپ کے ذمہ ہے۔ **یاد رکھیئے**:! اگر آپ اسکی ضرورت محسوس نہیں کرینگے تو لادینی۔ دہریت۔ بدعقیدگی اور بے حیائی کا طوفان آپکے گھر کا معاشرہ بلکہ پوری قوم کو تباہ کردیگا۔ لہٰذا آپ اس تبلیغ کے فرض کفایہ کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ تبلیغ و اصلاح کیلئے آپکی قربانی (جہاد) کے جذبہ کی اشد ضرورت ہے۔ اسلیئے آپ کا اسلامی فرض ہے کہ ان کتابوں کو حسب حیثیت اکٹھی جلدیں خرید کر غریب مشتاق مسلمانوں کو تقسیم کریں یا مساجد اور مدارس اور خانقاہوں اور لائبریریوں میں بھیج دیجئے تو یہ ثواب جاریہ کا بہترین اور مفید مصرف ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ عمل باقیات الصالحات میں سے ہے جو قیامت تک ثواب ہی ثواب ملتا رہیگا۔ لہٰذا حضور رحمت دوعالم کے اس ارشاد کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ اشاعت کر کے ثواب دارین حاصل کیجئے۔ اور آپ کے اس تعاون سے دیگر کتابیں شائع کرنے میں مدد ملے گی۔ لہٰذا ثواب جاریہ کا یہ ایک واحد ذریعہ ہے قدم بڑھایئے اور اہلسنت و جماعت کے تبلیغی مشن کو فروغ دیجئے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا دَائِمًا
اَبَدًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

حمد و نعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ
شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا اَحْمَدُ مُجْتَبٰی
مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ؕ

حمد کے قابل ہے وہ رحمٰن و رحیم. وہ حیّ و قیوم اور وہ سمیع و بصیر جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ثانی، وہ دونوں عالم کا خالق ہے. وہی ذات مطلق ہے جس کو ہم اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں. انسان، حیوان، چرند، پرند، زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، کہکشاں، قطرہ، دریا، صحرا، گلزار، شجر، حجر غرض ہر ذی روح و غیر ذی روح کو اسی نے پیدا کیا. صبح کا آفتاب اس کی عظمت و جلال کا قصیدہ پڑھتا ہوا طلوع ہوتا ہے، نسیم سحر اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور خوش الحان پرند اس کی حمد کا ترانہ سناتے ہیں، وہ رحمٰن و رحیم ہے ہم جن نعمتوں کے مستحق ہیں وہ بھی عطا کرتا ہے اور جن نعمتوں کے مستحق نہیں اپنے فضل و کرم سے وہ بھی دیتا ہے، وہ حیّ و قیوم ہے. ہمیشہ زندہ

Marfat.com

اور قائم رہنے والا نہ اس کو فنا ہے نہ اس کو کوئی مٹا سکتا ہے، وہ سمیع و بصیر ہے زبان ہی نہیں دلوں کی بات سننے والا اور ظاہر و نہاں کو دیکھنے والا، وہ وحدہٗ لاشریک ہے اپنی ذات وصفات میں تنہا۔ وہ ستار و غفار ہے، ہماری لغزشوں، ہمارے عیب اور ہماری خطاؤں کو چھپانے اور بخش دینے والا، وہ قہار و جبار ہے۔ ظالموں اور سرکشوں پر قہر نازل کرنیوالا، اُس کی جتنی حمد وثنا کی جائے کم اور جتنی تعریف و توصیف بیان کی جائے ناکافی ہے، یہاں نہ لفظوں کا ذخیرہ کام دیتا ہے نہ بیان کی قوت، باکمال خطیب، قادر الکلام شاعر اور سحر نگار ادیب سر نیاز جھکائے اس کی بارگاہ میں اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں۔

یہ آسمان کی نیلی چھت جو سورج، چاند اور ستاروں سے سجی ہوئی ہے، یہ زمین جس سے ہرے بھرے درخت اور پودے اُگتے ہیں، یہ چمن کی مسکراتی اور ہنستی ہوئی کلیاں جن کو دیکھ کر ہماری روح خوش ہوتی ہے، یہ موجیں مارتا ہوا دریا جس سے ہم اور ہماری کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں، یہ زمین پر میخ کی طرح گڑے ہوئے پہاڑ جو زمین کا توازن قائم رکھتے ہیں، یہ اُودی اُودی گھٹائیں جو رحمت بن کر برستی اور ہمارے لیے غلہ پیدا کرتی ہیں یہ بخارات پیدا کرنے والی آگ جس سے ہم کھانا پکاتے اور طرح طرح کے کام لیتے ہیں سب اس کی قوت وعظمت کا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ان سب کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی خدا عبادت کے لائق ہے۔

بے شمار درود اور بے حساب سلام اُس آقائے دوجہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کی زندگی، جس کی سیرت، جس کے معجزات، جس کا اخلاق، جس کی محبت ہر حال میں ہماری دستگیر اور ہمارے لیے وجہ سکون و باعث سرور ہے، دل وجان اس سراج منیر پر قربان جس کی ضوء سے ہمارے قلوب روشن، جس کے نور سے ہماری روح مجلیٰ اور جس کے کرم سے جنت کے دروازے ہمارے لیے کھلے ہوئے ہیں۔

❀❀❀❀❀❀

Marfat.com

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۞

اے اللہ! اپنے فضل و کرم لطف و عنایت، مہربانی و بخشش سے ہمیں دنیا و آخرت میں سرخرو و شادکام بنا

خلاقِ کائنات پروردگارِ موجودات جل جلالہٗ کے دربارِ عالی وقار میں

بے کس و بے بس، مجبور و پریشاں حال بندوں کا استغاثہ

یہ مانا، میں ہوں گنہگار، قابلِ دوزخ — مگر تجھے تو غفور الرحیم کہتے ہیں

اے مالک الملک، ایزدِ غفار رحیم و کریم پروردگار —! واسطہ حضور سید ابرار مدنی تاجدار سلطان عرش وقار، سرکار ابد قرار سیدنا مولینا احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، واسطہ جمیع اصحاب کبار کا واسطہ، واسطہ عزت و حرمت حضراتِ چار یار کا، واسطہ صدیقؓ باوقار کا، واسطہ فاروقؓ معدلت شعار کا، واسطہ عثمانؓ پر انوار کا، واسطہ حیدرِ کرارؓ کا، واسطہ اہلبیت اطہار کا، ازواجؓ سجدہ گزار، عترتِ نامدار کا، واسطہ سبطین نیرین سعیدین و شہیدین حضرات حسنینؓ فرزندانِ شافعِ روزِ شمار کا!

اے رب العٰلمین، خیر الرازقین، خیر الراحمین، خیر الفاتحین، خیر الناصرین، خیر الحاکمین، صدقہ حضور خیر البشر، خیر الوریٰ، خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، صدقہ صدیقینؓ و شہداءؓ و صالحینؓ اُمتِ سید المرسلین کا، صدقہ ائمہ طاہرینؓ امام زین العابدینؓ - امام باقرؓ، امام جعفر صادقؓ، امام موسیٰ کاظمؓ، امام علی موسیٰ رضا و بقیہ دوازدہ ائمہ ذی وقار کا، واسطہ جمیع اولیاءؒ و اصفیاءؒ و اتقیاءؒ و ازکیاءؒ اُمتِ رسولِ پاک کا، صدقہ تمام اوتاد و اغواثؒ و اقطابؒ و ابدالؒ حلقۂ صاحبِ لولاک کا واسطہ حضور محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی محی الدین، غوث اعظم ابو محمد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کا، ابھی واسطہ حضرت

Marfat.com

معین بیکساں، سلطانِ ہند، غریب نواز خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا، اے چارہ سازِ کون و مکاں! واسطہ شیخ الشیوخ سیدنا حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کا، الٰہی واسطہ حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ کا، الٰہی واسطہ حضرت خواجہ بہاء الدین ذکریا غوث ملتانی سہروردیؒ کا، الٰہی وسیلہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کا، الٰہی واسطہ حضرت خواجہ احرار نقشبندؒ کا، الٰہی واسطہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا، الٰہی واسطہ حضرت خواجہ سید العلیؒ کا الٰہی وسیلہ شہید محبت، قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا، الٰہی وسیلہ شیخ الشیوخ، شیخ العالم بابا فرید الدین مسعود شکر گنج کا الٰہی واسطہ سلطان المشائخ حضرت سلطان نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہی بخاری دہلوی کا، الٰہی وسیلہ مخدوم جہاں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ الٰہی واسطہ قطب عالم حضرت خواجہ شیخ عالم جمال الدین ہانسویؒ کا الٰہی واسطہ حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلیؒ کا الٰہی وسیلہ شیخ الاولیاء حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ دولی شاہجہان آبادیؒ کا۔ الٰہی وسیلہ فخر الزماں حضرت مولانا فخر الدین چشتیؒ کا۔

خداوندا! وسیلہ بقیہ بائیس خواجگانؒ دہلی کا، الٰہی وسیلہ اولیاء اللہ کے قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، نیازیہ خاندانوں کا، مسلمانوں پر اپنی رحمتیں نازل فرما، تمام بنی نوع انسان کو رحمت و کرم، امن و امان اور سکون و عافیت کی نعمتوں سے مالامال فرما، مسلمانانِ عالم کو ایمانِ کامل، ایمانِ صادق عطا فرما، اپنی سچی محبت اور اپنے محبوبان بارگاہ کی محبت و عقیدت عطا فرما آمین بجاہ سید المرسلین۔ سرورِ دنیا و دین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

Marfat.com

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؁

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام !

اے رحمتِ عالم، ابرِ کرمؐ ! رحمت کا اشارہ ہو جائے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا ؎ دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا

مرادیں بھر کے دامن میں مناجاتِ بنوآئی ؎ امیدوں کی سحر پڑھتی ہوئی آیاتِ نورآئی

محبوبِ داور، سلطانِ بحر و بر، بادشاہِ جن و بشر، ساقیِ کوثر

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پر انوار میں ہدیۂ درود و سلام !

سلام اُن پر جن کے مولودِ مسعود کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے تمام رسولوں اور نبیوں نے دی۔

سلام اُن پر جن کی ولادتِ باسعادت کی خبر تمام الہامی و آسمانی کتابوں میں بیان کی گئی جن کی ولادت کے وقت قیصر و کسریٰ کے کنگرے گر گئے

سلام عبد المطلب کے نورِ عین اور آمنہ کے لال پر جو لعلِ شب چراغ تھا۔ جس کے نورِ مبین نے ظلمت کدہ کائنات کو روشنی سے معمور کر دیا۔

سلام اُن پر جنہیں سب سے آخر میں رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا لیکن سب سے اوّلیت میں جنکی شان ہے لولاک لما خلقت الافلاک

سلام اس مقدس آفتابِ ہدایت پر جو غارِ حرا سے طلوع ہوا لیکن جس

Marfat.com

کی کرنیں دُنیا کے ہر گوشہ تک پہونچ گئیں۔

سلام اُن پر جنہوں نے ادائیگی فریضہ تبلیغ کے لئے طائف میں سخت اذیتیں برداشت کیں لیکن تنِ نازک سے لہو بہنے کے بعد بھی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ فرمایا۔ اور اس قطعۂ زمین کو آسمانی عذاب سے بچا لیا۔

سلام اُن پر جنہیں سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ سے سرفراز فرما کر اُن کے علوِ مرتبت کا اعلان کیا گیا۔

سلام اُن پر جنہیں دعوتِ حق پرستی کی خاطر رات کی تاریکی میں دشمنوں کی ننگی تلواروں کے حصار سے نکل کر ہجرت کرنی پڑی اور جنہیں وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی کا مجد و شرف عطا ہوا۔

سلام اُن پر جنہوں نے عہد کی پابندی کا حکم دیا، جو مزدور کو فوراً ہی مزدوری ادا کرتے تھے۔

سلام اُن پر جو عورتوں اور بچوں پر بہت مہربان تھے اور جنہوں نے دُنیا کو پہلی مرتبہ جنسِ لطیف کی عزت سے آشنا کیا۔

سلام اُن پر جنہوں نے دولت کو گردش میں رکھنے کا حکم دیا ہے اور کسی ایک جگہ خزانہ بنا کر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

سلام اُن پر جو یتیموں کے والی، غلاموں کے مولیٰ اور بیکسوں کے دستگیر تھے۔

سلام اُن پر جنہیں غیبت، فحش گوئی، جھوٹ، سخت کلامی، کاہلی اور بے کاری سے سخت نفرت تھی۔

سلام اُس بوریا نشین کملی والے شہنشاہِ کونین و سلطانِ کائنات پر جنکے غلاموں نے روم و ایران کی عظیم الشان سلطنتوں میں جور و جبر اور کفر و شرک مٹا کر علمِ توحید بلند کیا۔

سلام اُن پر جو احمد، محمود اور محمد ﷺ ہیں۔ کروڑوں مسلمان

Marfat.com

روز و شب جن پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور ....

جن پر خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے بے شمار فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں اور جن پر خود خدائے قدوس سلام بھیجتا ہے کہ وہ باعثِ ایجادِ کل محبوب ربّ العالمین ہیں

اے رحمتِ عالمؐ! آپؐ کے ایک ادنیٰ اشارۂ رحمت اور نگاہ کرم کی ضرورت ہے۔ آپؐ رحمتِ عالم ہیں، شفیع المذنبین ہیں ___

للّٰہ۔! اپنے دامنِ رحمت میں پناہ دیجئے۔ اور اپنی گنہگار اُمت کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دے کر کنارے پر لگا دیجئے ___

شہنشاہِ کونینؐ! آپ نے خطا کاروں کی خطائیں معاف فرمائی ہیں ظالموں پر رحم فرمایا ہے۔ للّٰہ اپنے خطا کار غلاموں کی خطائیں بھی معاف فرما دیجئے۔ اللہ نے آپؐ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿﴾

حضورؐ! حضورؐ آپ نے بے نواؤں کو تاجدار بنایا ہے۔ گداؤں کو امارت و سیادت بخشی ہے۔ خدا کے لیے اپنے غمزدہ غلاموں پر رحم کیجئے۔

آج آپؐ کے غلاموں کی شکستہ اُمیدیں، بے سہارا آرزوئیں آپؐ ہی کی نگاہِ کرم کا انتظار کر رہی ہیں۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اُنْظُرْ حَالَنَا	یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ! اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ	خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اِشْکَالَنَا
للّٰہ رحم کر دے، بگڑی ہوئی بنا دے	غم سے نجات دیدے اَوکارسے چھڑا دے
حاضر ہیں تیرے در پہ تیرے غلام آقا	دیدے انہیں خوشی سے بھر بھر کے جام آقا

اے اللہ۔ تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے حقیقی برادرانہ جذبہ اور محبت اور اتفاق پیدا کر دے۔ بیت اللہ شریف، مدینہ منورہ، بیت المقدس کی عظمت قائم کر دے۔ نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، زکواۃ ادا کریں، حج کریں، قرآن مجید پڑھیں اور اس پر عمل کریں ثوابِ دارین حاصل کریں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد پروردگارِ عالم

مسافر کے لیئے سامانِ راحت بھیجنے والے
مسافر کے لئے بارانِ رحمت بھیجنے والے

مرے مالک مقدس نام تیرا راحتِ جاں ہے
مرے آقا پیارا نام تیرا روحِ ایماں ہے

زباں میں ہے، کہاں جرأت کروں تعریف میں تیری
قلم میں ہے کہاں طاقت لکھوں توصیف میں تیری

قلم قاصر زباں عاجز مرا بے ربط سا مضموں
مرے ٹوٹے ہوئے الفاظ اور تحریر ناموزوں!

کرم فرما تصدق میں تری ذرہ نوازی کے
پلائے جام بھر بھر کر مجھے تو نے حجازی کے

جھکا دی خاکساری کی ترے بندے نے پیشانی
تری دہلیز عالی شان پر معبودِ لاثانی!

محبت کا تری چشمہ مرے دل میں اُبلتا ہے
مرا ہر شعر سانچے میں حجازی لے کے ڈھلتا ہے

مجھے اپنے جمال و حسن کی تعریف کرنے دے
مرے دامن کو اپنے نور کے پھولوں سے بھرنے دے

سُن اے ناقدر انساں تجھکو دی ہے کس نے بینائی
سماعت دی تجھے کس نے تجھے دی کس نے گویائی

نہیں معلوم تجھ کو ذرہ ذرہ ساری دنیا کا
خدائے پاک ہی کے نام پر ہے والہ و شیدا

وہ جس کا نور چھن چھن کر ہر اک ذرّے پہ گرتا ہے
وہ جس کے حسنِ عالم سوز پر ہر شخص مرتا ہے

پیاسوں پہ برستا ہے سدا ابرِ کرم جس کا
بچھا رہتا ہے بھوکوں کیلئے خوانِ نعم جس کا

وہی جو حکمراں ہے ذرّے ذرّے پتّے پتّے پر
وہی جلوہ ہے جس کا چپّے چپّے خطّے خطّے پر!

سدا رہتا ہے دریا جوش پر جس کی سخاوت کا
کھلا رہتا ہے دروازہ سدا جس کی عدالت کا

اسی کے نام پر قربان اپنی جان کرتا ہوں
اسی کے پاس جانے کے لئے سامان کرتا ہوں

Marfat.com

اسی کے نام سے طاقت ہے میرے جسم اور جاں میں — اسی کے نام سے ہے جگمگاتا نور ایماں میں
اسی کا نام لے کر میں اس دنیا میں جیتا ہوں — اسی کا نام پڑھ پڑھ کر مئے توحید پیتا ہوں
اسی کے نام سے روشن مرا کاشانۂ دل ہے — اسی کی معرفت کی جگمگاتی دل میں مشعل ہے
اسی کے نام کی برکت سے برکت ہے جہاں بھر میں — اسی سے حسن تاباں ہے رُخِ گلہائے انور میں

میں ایسے ہی خدا کے نام پر ذوق سے مرتا ہوں
اسی کا نام نامی لے کے دنیا سے گذرتا ہوں

نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہدایت کے لئے فخرِ رسل تشریف لے آئے — محمد مصطفےٰ محبوبِ کل تشریف لے آئے
وہ جن کے مختصر بولوں میں پر قندِ مکرر ہے — وہ جن کی پیاری باتوں میں بھری مصری سراسر ہے
وہ جن کی شانِ محبوبی پہ دنیا ناز کرتی ہے — اطاعت جن کی مولا سے ہمیں ہمراز کرتی ہے
وہی محبوبِ عالم مجھ کو دنیا سے پیارا ہے — مدینہ کا وہ باشندہ مری آنکھوں کا تارا ہے
اسی پیارے پیمبر کی ادائیں مجھ کو بھاتی ہیں — اسی محبوبِ عالم کی صدائیں مجھ کو آتی ہیں
حلیمہ دائی کی بھی گود کو جس سے کبھی زینت — ابو طالب کے دل میں بھی کبھی جس لال کی چاہت
خدیجہ نے جنھیں پھیلا کے اپنے ہاتھ مانگا تھا — نگاہوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ کی جن کو تاکا تھا
اسی پیغمبرِ اسلام پہ میری فدا جاں ہے — اسی کے پاک ہاتھوں سے ملا کچھ نقدِ ایماں ہے
وہی جس نے ہدایت کا زمیں پہ نور پھیلایا — وہی جو رحمۃ للعالمیں کے روپ میں آیا
وہ جس کے پاک ہاتھوں نے زمانے کو سنوارا ہے — وہی دلبر ہمارا ہے وہی دلبر ہمارا ہے

Marfat.com

تمنا ہے اسی کی پاک بستی کو چلا جاؤں
میں دامن کامرانی سے مدینے جاکے بھر لاؤں

سلام اے ہادیٔ برحق سلام اے نورِ ربانی
سلام اے رحمتِ دو عالم سلام اے ماہِ لاثانی

ہزاروں درود و سلام ہوں آپؐ پہ اے محبوبِ یزدانی

دُعا

مسلماں پہ خدایا کوثرِ انوار برسا دے
دلِ مسلم کو اپنے جوشِ لاثانی سے گرما دے

حجازی خون کی گرمی دلِ مومن میں پیدا کر
عطا کر جوشِ لاثانی انہیں ملت پہ شیدا کر

الٰہی گلشنِ اسلام میں پھر سے بہار آئے
دلِ مسلم میں احساسِ بلندی بار بار آئے

پرستارانِ توحیدِ حقیقی کیوں پریشاں ہوں
مہیا غیب سے ان کیلئے راحت کے ساماں ہوں

دلِ معزؔ کو رکھ ثابت قدم ایمان کے اندر
نظر آئے ہر اک مسلم نمایاں شان کے اندر

پیغامِ قضا

بلاوا ہے مرے رب کا قضا پیغام لائی ہے
عزیزو اب ہمیشہ کے لئے تم سے جدائی ہے

ملیں گے پھر کبھی بچھڑے ہوئے ہم تم سے جنت میں
بسر ہوگی حیاتِ جاودانی عیش و عشرت میں

زہے قسمت مرے اللہ نے مجھ کو بلایا ہے
فرشتہ موت کا پیغامِ رحلت لے کے آیا ہے

جدا ہونا پڑے گا مجھ کو احباب و اقارب سے
اجل کا تلخ ساغر لگنے والا ہے مرے لب سے

بشر کی موت کا پیغام اس کی زندگانی ہے
یہ عمرِ چند روزہ ہی فنا کی اک نشانی ہے

ملی توفیقِ طاعت جس کو اس دنیائے فانی میں
سمجھ لو مل گئی فردوس اس کو زندگانی میں!

58685

Marfat.com

مرے مرنے پہ مت رونا یہی انجام ہے سب کا — اجل سر پہ کھڑی ہے سب کے حکم آنے کو ہے رب کا
پڑھو یٰسین مجھ پر سختیاں آسان ہو جائیں — خطا اُس دم نہ اے مالک مرے اوسان ہو جائیں
گناہوں کا لدا ہے بوجھ سر پہ دور منزل ہے — سفر طے ہو گا یارب کس طرح بندہ تو بیدل ہے
بڑی دشوار گھاٹی ہے بڑی پر خار داری ہے — ترا بندہ تو عشرت کا مرے اللہ عادی ہے
کہیں میں گر نہ جاؤں دستِ رحمت تھام لے مجھکو — بڑی نازک گھڑی ہے ربِ رحمت تھام لے مجھکو
عطا کر خود فراموشی مجھے فردوس دکھلا کر — مسرت کر عطا یارب مجھے جنت میں لے جا کر
دلِ ناداں مبارک ہو اب آئی وصل کی ساعت — جدائی ہو گئی رخصت ابد کی مل گئی راحت
جسے ہم موت کہتے ہیں حیاتِ جاودانی ہے — یہاں کی زندگی اک عکس ہے موہوم و فانی ہے
"فنا کیسی بقا کیسی جب اس کے آشنا ٹھہرے — کبھی اس گھر میں آ نکلے کبھی اُس گھر میں جا ٹھہرے"
بلایا ہے مجھے اللہ نے اُس پار جاؤں گا — شہنشاہِ حقیقی کے سرِ دربار جاؤں گا

اگر کلمہ اُسی کا پڑھتے پڑھتے دم نکل جائے
تو پھر معزؔ تجھے فردوس کا پروانہ مل جائے

حقیقی وطن

خبر بھی ہے تجھے غافل یہاں سے ہے کہ مرجانا — کہاں ٹھہرا ہوا ہے تو کدھر ہے تیرا کاشانہ
تجارت کے لئے زندگی کا لے کے سرمایہ — بقا کے ملک سے بھیجا ہوا دارِ فنا آیا
خدا نے زندگی دے کر عمل کے واسطے بھیجا — سفر کے واسطے توشہ تو اپنے ساتھ لیتا جا
بہت تھوڑی ہے فرصت کر گذر جو کچھ بھی کرنا ہے — اجل منڈلا رہی ہے سر پہ اک دن تجھ کو مرنا ہے

Marfat.com

عدم آباد جانے کو فنا کے پل سے گزرے گا — سرِ دوشِ اقارب تو بھری محفل سے گزریگا
تو سمجھا ہے کہ اس گلزار سے تجھ کو نہ جانا ہے — عدم کے پار پہ دیسی ترا اصلی ٹھکانا ہے
جزا کے دن کا مالک ایک دن تجھ کو بلائیگا — بروزِ حشر عملوں کی جزا تو اپنے پائے گا
قیامت آئے گی خوابیدہ فتنے جاگ جائینگے — صلے اچھے برے عملوں کے اپنے لوگ پائینگے
الٰہی دامنِ رحمت میں مُعِزؔ کو چھپا لینا — لوا الحمد کے نیچے خداوندا جگہ دینا

نہ رکھنا نعمتِ دیدار سے محروم مُعِزؔ کو
عطا کرنا بہاریں جنت الفردوس کی سبکو

موت

بنایا تھا مجھے اللہ نے اک دن بگڑنے کو — میں پیدا ہی ہوا تھا ایکدن بے شبہ مرنے کو
زمیں نے خوشنما پھولوں کی چادر آج تانی ہے — پہن کر ریشمی کپڑے دلہن بننے کی ٹھانی ہے
مگر کل جا کے کرنا دیدۂ عبرت سے نظارہ — کہ رنگ و روپ بیچاری دولہن کا چھن گیا سارا
وہی گلشن جہاں کل شور و غل تھا ہائے اور ہو کا — وہاں ہوتا ہے دن میں بھی صدائے بوم کا دھوکا
جہاں کل تاج پہنے سبزۂ نو کے تھے اکلوتے — وہاں وہ آج مٹی میں ابد کی نیند ہیں سوتے
زمیں کے روئے خاکی میں بھرا تھا رنگ تو جس نے — وہی پروردۂ ناز اب لگا پاؤں تلے پسنے
یہی ہیں نت نئی گلکاریاں نقاشِ فطرت کی — کہیں راحت کے دن ہیں اور کہیں راتیں ہیں حسرت کی
کہیں تو صبحِ عشرت ہے کہیں پر شامِ کلفت ہے — کہیں تو نور و ایماں ہے کہیں پر کفر و ظلمت ہے
کسی کو تنگی و فاقہ کسی پر بارشِ دولت — کسی کو عزت و عظمت کسی نکبت و ذلت
کسی کے ہاتھ سے جود و سخا کی نہر جاری ہے — مقدر سے کوئی بیچارہ در در کا بھکاری ہے

Marfat.com

کوئی آتا ہے اس دنیائے فانی کی بہاروں میں   کوئی جاتا ہے اُس دنیا کے اوپر چاند تاروں میں
کوئی روتا ہے حسرت سے کوئی ہنستا ہے قسمت سے   کوئی رنجیدہ ذلت سے کوئی خوش اپنی عزت سے
بکھیری ہوئی ہیں گلکاریاں گلکار فطرت نے   یہی رنگینیاں بخشی ہیں اس عالم کو قدرت نے

وہ باغِ حسن میں ہر دم نئی ایجاد کرتا ہے
ہری کر کر کے کھیتی حسن کی برباد کرتا ہے

آخری دُعا

سرِ تسلیم خم کرتا ہوں یارب حکم کے آگے   ادب سے دست بستہ جھک رہا ہوں حکم کے آگے
مرا محبوب تو ہی ہے مرا مسجود تو ہی ہے   مرا پیارا مرادلبر مرا معبود تو ہی ہے !!
گذاری جستجو میں جس کی میں نے زندگی ساری   مجھے جان اور دل سے ہے اسکی بندگی پیاری
الٰہی حکم دے اب روح کو باہر نکل آئے   فرشتے منتظر ہیں دیر سے یارب اجل آئے
الٰہی سوئے دربارِ جلیل الشان آجاؤں   میں اپنے ساتھ لے کر دولت ایمان آجاؤں
دمِ رخصت رہوں ثابت قدم ایمان کے اندر   کمی آنے نہ پائے اے خدا ایقان کے اندر
الٰہی آخری ساعت ہماری لاج رکھ لینا   ہمیں ثابت قدم کلمے پہ اپنے آج رکھ لینا
بلانا سرخرو کر کے الٰہی ساتھ عزت کے   کہ ہم تھے تندرستی میں بھی عاشق تیری رحمت کے
تو اپنے بے سروساماں کو یارب خوب ساماں دے   اُسے اپنا ہی ارماں دے اُسے اپنا ہی ارماں دے

رضائے رب کی مل جائے بشارت زندگانی میں
تو معز لطف آجائے تجھے بھی ناتوانی میں!

Marfat.com

بیکسی کا ڈھیر

تماشہ بیکسی کا دیکھنا ہو تو چلے آؤ
ذرا اس حسرتوں کے ڈھیر کو آکر تو نہلاؤ

ذرا دیکھو تو اس برتے پہ انساں کی اکڑ فوں ہے
خدا کو بھول جاتا ہے وہ اور دنیا پہ مفتوں ہے

چلا ہے آج یہ بے کس سر دوش اقارب پر
چھپائے منہ جاتا ہے بار عصیاں کو لئے سر پہ

اے سلطان عالیشان کے دربار جانا ہے
خدا کو منہ دکھانا ہے خدا کو منہ دکھانا ہے

عزیزو دل سے جدا ہو کر لحد میں جا کے سونا ہے
جہاں مٹی ہی مٹی ہے نہ تکیہ نہ بچھونا ہے

الٰہی قبر کے اندر دل معتزؔ نہ گھبرائے
عمل کی چاندنی سے کنج تربت جگمگا جائے

پیام قبر

مسافر ہوش میں آ بھول مت اپنا حقیقی گھر
ضرور اک روز آنا ہے تجھے ناداں مرے گھر پر

ترے ارمان لاکھوں خاک میں اک دن ملا دونگی
میں لیکر اپنے پہلو میں عزیزوں سے چھڑا دونگی

خبر بھی ہے تجھے میں کون ہوں غربت کی بستی ہوں
میں گھر ہوں وحشت و تنہائی کا حسرت کی بستی ہوں

مری آباد آبادی سدا برباد رہتی ہے
مری سنسان بستی مائل فریاد رہتی ہے

غم و رنج و الم سے پر ہے میرا سارا کاشانہ
چھلکتا تلخیوں سے دمبدم ہے میرا پیمانہ

ہزاروں رنگ کے کیڑے مجھے آباد کرتے ہیں
محل والو تمہیں ہر روز وہ سب یاد کرتے ہیں

سنوارے سونے والو سیج پر رنگیں پھولوں کی
یہ گھر ہے بچھوؤں کا جگہ ہے زہریلے سانپوں کی

گھروں میں بجلیاں اور نور کے ہنڈے جلاتے ہو
گھروں کو جھاڑ اور فانوس سے اپنے سجاتے ہو

نظر آتی ہے گلکاری در و دیوار پر گھر کے
یہ رنگینی کہ گھر دیکھا نہیں جاتا نظر بھر کے

Marfat.com

تمہارا صحنِ خانہ صحنِ گلشن کو ہی شرماتا !
تمنّا ہے کہ کاشانہ ارم جیسا ہی بن جاتا

بہاریں ہیں یہ دو دن کی یہ دو دن کی ہے زندگی
نہیں یہ جگہ راحت کی یہ ہے سامان بے چینی

حقیقی گھر ہے مٹی کا سدا جس جگہ سونا ہے
نہ بستر ہے نہ تکیہ ہے فقط میرا بچھونا ہے

خرید و علم کے ہنڈے اجالا قبر میں ہو گا
رفیقِ قبر ہو گا علم مونس حشر میں ہو گا

عمل صالح کو گر لیکر مرے سینے میں آؤ گے
مری غربت کی دنیا میں دیے اک یار پاؤ گے

تمہاری پہلی منزل حسرت و افسوس کا گھر ہے
بنا جس قصرِ غربت کی فقط اعمال ہی پر ہے

کسی ہمدرد کو لے کر اگر اس گھر میں آؤ گے
بہت آرام پاؤ گے بہت آرام پاؤ گے

لگاؤ نیکیوں میں زندگی کا اپنی سرمایہ
کماؤ شوق سے میدانِ محشر کے لئے مایہ

دل معرفت اے مالک حجاب اُٹھ جائیں غفلت کے
دل کا جگمگا جائے خدایا نورِ وحدت سے

فرزند آدم سے خطاب

سر زمین قبر کی ہے یہ پکار
کہتی ہے ہر روز تجھ کو تین بار

سُن ذرا فرزند آدم سُن ذرا
میں ہوں اک عبرت کا گھر وحشت سرا

میں ہوں تنہائی اندھیری کوٹھڑی
اور مٹی دُھول سے بھی ہوں بھری

سانپ بھی بچھو بھی ہیں اندر مرے
کیوں نہیں ڈرتا عذاب قبر سے

پیٹھ پر میری تو پھرتا چلتا ہے
میرے اندر تو نہیں ہل سکتا ہے

پیٹھ پہ میری تو کھاتا ہے حرام
گوش بر آواز ہو کر سُن ذرا میرا پیام

Marfat.com

میرے اندر تجھ کو کیڑے کھائیں گے — جس گھڑی ہستی تیری یا جائیں گے
تو گناہ کرتا ہے میری پیٹھ پر — رات دن کیا یہ نہیں تجھ کو خبر
یاد رکھ ہوگا یہ بس تیرا حساب — میرے اندر آکے پائے گا عذاب
پیٹھ پر ہے میری ہنستا کھیلتا — میرے اندر روئے گا چلّائے گا
پیٹھ پر میری بہت مغرور ہے — اور تکبّر میں تو بے حد چُور ہے
پیٹھ پر میری مناتا ہے خوشی — ہوگا غمگین میرے اندر سخت ہی
پیٹھ پر میری تکبّر کرتا ہے — کبر و نخوت میں اکڑتا پھرتا ہے
میرے اندر تو ذلیل ہو جائے گا — میرے اندر آکے ذِلّت پائے گا
آشناؤ دوستوں کے ساتھ تو — پشت پر ہے مبتلائے رنگ و بُو
میرے اندر بس اکیلا ہوگا تو — میرے گھر میں دیکھ تنہا ہوگا تو
بدعمل کرتا ہے میرے پیٹھ پر — اس عمل کی ہوگی پرسش میرے گھر
پیٹھ، پر میری گرجتا رہتا ہے — اور تو بکواس کرتا رہتا ہے
پیٹھ پر میری بہت ہے مست تو — میرے اندر ہوگا رنجیدہ وہ تو
جاگ تو اب جاگ تو بیدار ہو — خواب غفلت میں نہ پڑ ہوشیار ہو
پیٹھ، پر میری جو مہلت ہے تجھے — دیکھ اُس کو تو غنیمت جان لے
نیک عمل اس درمیان میں کر لے تو — اور تو حکمت بھرے قرآن کو
پڑھ سمجھ کر، اُس کو ہی مونس بنا — اور نماز پنجگانہ کر ادا !!
پڑھ لیا کر تو تہجد بھی ذرا ! — اور نمازوں کے دیئے لے کر تو آ
اور ڈرتا رہ خُدا کے قہر سے — دور رہنا ہے گناہوں سے تجھے

Marfat.com

ہو گی تجھ پر رحمت رب قدیر ۔۔۔ جب سوال آکر کریں منکر نکیر
تو جواب ہو جائے آساں اس گھڑی ۔۔۔ یہ صدا عبرت سرا ہے قبر کی
اس نظیر خستہ کے سارے قصور ۔۔۔ درگزر کر دے تو اے رب غفور

واسطہ تجھ کو ترے محبوب کا
تو عذاب قبر سے اُس کو بچا

سارے ہیں جہاں کے ساز و ساماں فانی ۔۔۔ گویا ازل سے بزم امکاں فانی
دریا میں حباب دم کا مہماں ہے معز ۔۔۔ دنیا ہے بے ثبات انساں فانی
انسان ہے اک نقش بر آب ہستی ۔۔۔ دم بھر کا ہے مہمان حباب ہستی
سائے کی طرح ڈھلتا ہے دن جیسے معز ۔۔۔ اس طرح گزرتا ہے شباب ہستی

گلزارِ زندگی

گلزارِ زندگی کو یا رب بقا عطا کر ۔۔۔ اس روح ناتواں کو مالک شفا عطا کر
کمزور ناتواں کو طاقت خدا عطا کر ۔۔۔ عمدہ سا باغ جنت مرقد کی جا عطا کر
دنیا میں دے فراخی عقبیٰ میں سرخروئی ۔۔۔ ذلت سے دور کر دے عزت خدا عطا کر
گلزارِ زندگی کو تازہ بہار دے دے ۔۔۔ تاریک گھر میں میرے روشن دیا عطا کر

معز سے راضی ہو جا اس کے گناہ دھو دے
رحمت سے اپنی اُس کو اپنی رضا عطا کر

Marfat.com

مومن کا رخِ انور

کیا نور ہے اس چہرے سے عیاں سبحان اللہ سبحان اللہ
ہونے کو ہے اب یہ چاند نہاں سبحان اللہ سبحان اللہ

پیشانی پہ موتی بکھرے ہیں اس نور سے کیسے نکھرے ہیں
سجدوں کا ہے کیا چہرے پہ نشاں سبحان اللہ سبحان اللہ

کس شان سے باندھا رخت سفر تکبیر کا نعرہ تھا لب پر
اللہ کے مہماں واہ میاں سبحان اللہ سبحان اللہ

مرقد کو سواری جاتی ہے اک اور خدائی آتی ہے
تھا وقت نزع بھی رب کا دھیاں سبحان اللہ سبحان اللہ

نکلے گا نہ پھر یہ چاند کبھی اس چاند سے رخ کو دیکھیں سبھی
ہو جائیگا پھر بادل میں نہاں سبحان اللہ سبحان اللہ

آرام سے دو تربت میں لٹا نیتے صاف کفن زرد خاک ہٹا
بنجائے یہ تربت باغ جناں سبحان اللہ سبحان اللہ

دی راہ خدا میں عمر گنوا اللہ کے بندے کیا کہنا
بتلاؤ ثواب جاتے ہو کہاں سبحان اللہ سبحان اللہ

ہوں پاس خدا یا اچھے عمل جب آئے فرشتہ لیکے اجل
معزؔ کی زباں پر بھی ہو رواں سبحان اللہ سبحان اللہ

سوارِ دوشِ اخواں

نہا دھو کر کفن بر دوش لو گو کون جاتا ہے
فلک روتا ہے جس پر اور رضواں مسکراتا ہے

سوارِ دوشِ اخواں نیکیاں تجھ کو مبارک ہوں
عمل اب ساتھ ہیں تیرے نہ رشتہ ہے نہ ناتا ہے

نئی دنیا کے باشندے تری دنیا نرالی ہے
یہاں کا غم کا مارا بھی جگہ آرام پاتا ہے

ہلا دی اس نے الا اللہ کے نعروں سے دنیا کو
نکیرو چھوڑ دو اس کو اسے اسلام بھاتا ہے

یہ کس کی قبر پر گھر کر گھٹا آئی ہے رحمت کی
یہ کس کی خاک پر سبزہ چمن کا لہلہاتا ہے

یہ معزؔ دلی والا ہے یہ ہے مذہب کا سودائی
دم آخر بھی الا اللہ پڑھ کر مسکراتا ہے

Marfat.com

انسان کا انجام

نزع کا عالم ہے جسم مضمحل ہے بیقرار
نور آنکھوں میں نہیں چہرے پہ زیبائی نہیں
ہر طرف گھبرا کے اٹھتی ہیں نگاہیں بار بار
حسرت گفتار ہے اور تاب گویائی نہیں
دیکھ او مغرور انساں! اپنی ہستی آج دیکھ

بسکہ زعم علم و دانش سے فلک پر تھا دماغ
ایک مخلوق خیالی تھا خدا تیرے لئے
مادی دنیا نے تجھ کو وہ دکھائے سبز باغ
تو نے یہ سمجھا نہ تھی گویا فنا میرے لئے
کس طرح مٹتی ہے تیری خود پرستی آج دیکھ

کیا ہوئی وہ تیری دولت کیا ہوا وہ تیرا گنج
ہر گھڑی بے تاب تیرا نفس تھا جس کے لئے
ہاں اسے بھی ساتھ لیتا جا کہ حاصل ہو نہ رنج
کیا یہیں تک ختم تھی تیری طلب اس کے لئے
اتنی دولت پر بھی اپنی تنگ دستی آج دیکھ

یا وفور ناز سے پھولوں پہ نیند آتی نہ تھی
یا قضا تجھ کو سلائے گی خس و خاشاک میں
اب فلک پیمائی اور عالی دماغی ہو چکی
خاک کے پتلے تجھے ملنا پڑے گا خاک میں
عمر بھر دیکھا ہے تو نے اوج پستی آج دیکھ

ایک دنیا دور ہے دنیا سے اور دنیا میں ہے
ایک آبادی جو ہے آباد بھی برباد بھی!
شہر ہے اک شہر کے نزدیک اور صحرا میں ہے
حشر تک رہنا ہے جس میں شاد بھی ناشاد بھی
جو نہ دیکھی تھی کبھی تو نے وہ بستی آج دیکھ

٭٭٭٭٭٭٭٭

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما دائما ابدا کثیرا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(اور اے محبوب ہم نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(سُن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ط

بیشک (اس کتاب) میں نصیحت ہے اسکے لئے جس کے پاس دل ہے

اما بعد اِس کتاب میں حضور آقائے دوجہاں سراپا نور محبوبِ خدا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نوری حقیقت اور اس کی بےمثل ازلی وابدی عظمتوں کا تفصیلی بیان اور قرآن واحادیث اور اولیائے کرام، محققین محدثین اور مشہور مستند پیرانِ عظام کے عقائد و تعلیمات کی روشنی میں جمع کردیا ہے۔ جس کا جاننا ہر مسلمان مرد عورت اور ہر عاشق صادق خدا و محبوبِ خدا کے لئے ضروری ہے۔

Marfat.com

اور ہر مسلمان پر فرض ہے بلکہ ذرہ برابر شک و شبہ کے بغیر ان تمام باتوں کا یقین رکھنا تکمیلِ ایمان کے لئے ضروری ہے اس بے مثال کتاب کا ہر صفحہ بے مثال ایمانی و روحانی نکات کا انمول خزانہ ہے۔ شمع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے اس کے مطالعہ سے اپنے دل کو محبت اور عشقِ رسول پاکؐ سے تیز تر کریں اس لئے کہ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار امتی جنکی بخشش کا انحصار حضور پاک رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش و شفاعت پر ہے۔ کم از کم اس کتاب میں مندرج عظمتوں کو اچھی طرح پڑھیں اور سمجھیں تاکہ پڑھنے والے کا دل منور ہو جائے اور وہ مرتے دم تک اپنے آقا و مولا حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف صدقِ دل سے ادب و احترام کریں بلکہ آپ کے پُر خلوص دلی عشق کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔

ایمان کی کسوٹی:۔ حقیقی توحید اسلامی کے سمجھنے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ توحید اسلامی کا جزو لاینفک ہے۔

کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کیساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا زیادہ سے زیادہ عرفان حاصل کیا جائے۔ کیونکہ جس حد تک عرفانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ناقص ہو گا اسی حد تک توحید پر عقیدہ بھی ناقص رہیگا اور جس حد تک توحید پر عقیدہ ناقص ہو گا اسی حد تک ایمان غائب اور عمل نامقبول ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا کلمہ توحید صرف ..

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پر مشتمل نہیں ہے۔ یعنی جب تک "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پر بھی ایمان مکمل نہ ہو فقط "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنے سے ایمان کامل نہیں ہوتا نہ توحید مکمل ہوتی ہے۔

Marfat.com

میرے بزرگو! اور نوجوان دوستو! حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے ان پہلوؤں کی،

جو اس کتاب میں مذکور ہیں، حضور پاک رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرنے والوں نے ہمیشہ مخالفت کی ہے اس کی وجہ خواہ کچھ ہو۔ ہمیں یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز ہرگز وہ بات پسند نہیں جس سے اُس کے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرّہ برابر بھی تنقیص شان ہوتی ہو۔ لہٰذا مخالفین کی مخالفت انہیں کو مبارک رہے۔ لیکن نورِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اس کتاب میں مذکورہ "عقائد" کو اپنے اپنے دلوں میں اُتار لیں اس سے ان کے دل منوّر ہونگے ان کا کلمۂ توحید دُرست ہو جائیگا۔ عشقِ مصطفےٰ میں اضافہ ہو گا اسی نسبت سے ان کا ایمان مکمّل ہو گا اور یہی نسبت سے حضور پاک رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلمؐ اپنی رحمتوں سے اُنہیں دونوں جہاں میں نوازیں گے۔

ناظرین! اگر آپ حضور پاک رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار اُمتی ہیں تو اپنے علم وعقل پر حضورِ پاکؐ کے عشق کو غالب کریں۔ علمی یا عقلی اُدھیڑ بُن میں عمر رائیگاں نہ کریں، بلکہ عشقِ مصطفےٰ کا سودا کھرا سودا ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے، جناں وچیں کے چکّروں سے نکل کر عشقِ مصطفےٰ کے پیکر بن جائے۔ جو کچھ اس کتاب میں مذکور ہوا ہے۔ قرآن و احادیث سے باہر نہیں ہے نہ وہ عشقِ صحابہ کرام و محبّت سلف صالحین کے خلاف ہے۔ اسے بزرگانِ دین کے کشف والہام اوران کے علم لدنی کی تائید بھی حاصل ہے۔ واضح رہے کہ بزرگوں کا علم محض علم اکتسابی نہیں ہوتا، بلکہ وہ منجانب اللہ

Marfat.com

ورسول پاکؐ ہوتا ہے۔ ہم اولیاء اللہ کے مقلد ہیں۔ جنکی شان میں سب سے بڑی قرآنی شہادت یہ ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ (پارہ ۱۰ آیت ۶۲) ترجمہ :-

ترجمہ ! سُن لو خبردار ہو جاؤ۔ اور تاکید جانو کہ اللہ کے ولیوں (اولیاء اللہ) کے لئے نہ خوف ہے اور نہ رنج و ملال !

ہم اسی زمرے کے قائل ہیں کیونکہ یہی حضرات پیکرِ عشقِ مصطفٰےؐ مغزِ قرآن اور روحِ دین ہوتے ہیں۔ بقول مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ

مغزِ قرآن، روحِ ایمان۔ جانِ دین۔
ہست حُبِّ رحمۃً للعالمین

اولیاء اللہ اسی حُبِّ رحمۃ للعالمین کے پیکر اور دوسروں کے لئے صحیح ترین نمونہ ہوتے ہیں۔ انہیں کی تعلیمات اور انہی کے مسلک اور عقیدے کی ہم آپ کو دعوت دے رہے ہیں۔ ہماری نیت خیر پر ہے۔

میرے نوجوان دوستوں ! اتنا ضرور سمجھ لیجئے کہ اگر راستہ صحیح نہیں ہے تو منزلِ مقصود تک پہنچنا قطعاً ناممکن ہے۔ مدینہ شریف جانے والے کسی اور جگہ روس وچین و امریکہ کا ٹکٹ لیکر غلط ہوائی جہاز میں سفر کریں تو وہ مدینہ شریف کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ ؟

عزیزو اور نوجوان دوستو ! اس کتاب میں جو نکات بیان کئے گئے ہیں اُنہیں دِلنشین کر لیجئے کیونکہ معاملہ دین و ایمان اور درستیٔ عقیدہ اور عاقبت کا ہے۔ موت سر پر سوار ہے۔ موت سے پہلے عقیدوں کی دُرستی اور صحیح عمل کا موقع ہے بعد موت

Marfat.com

بہ موقع ہمیشہ کے لیے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ چنانچہ جن حضرات کے دل میں اللہ اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی ذرا سی بھی چنگاری ہوگی وہ ضرور اس کتاب کو پورے اشتیاق اور محبت کے ساتھ پڑھیں گے ممکن ہے کہ ان کی محبت کی وہ چنگاری بڑھ کر شعلہ بن جائے اور رسمی ایمان اور اسلام کے بجائے حقیقی ایمان اور اسلام اختیار کرلیں کیونکہ یہی مقصود حیات ہے۔ جب تک ایمان و اسلام حقیقی نہ ہوں اعمال شرفِ قبولیت حاصل نہیں کرسکتے۔

یاد رکھیئے! طوطے کی طرح "اللہ محمد" رٹے جانے سے بہتر ہے کہ مومن کامل بنکر ان کی صحیح باہمی نسبت دل نشین کیجئے اور مرنے سے پہلے عاشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنکر دُنیا سے رخصت ہوئے کیونکہ سچا عشق حقیقت محمدی ہی ضامن وصال حقیقی ہے

یٰایھا الذین اٰمنو! یعنی ایمان والوں سے درخواست ہے کہ وہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کی زہریلی تقریروں اور تحریروں اور کتابوں کو خطرناک ناگوں کے زہر سے بھی زیادہ خطرناک قاتل زہر سمجھیں کیونکہ سانپ کا زہر "جان" لیتا ہے لیکن بدعقیدہ باغیوں کا زہر "ایمان" کو ختم کر دیتا ہے۔ آپ سے عرض ہے کہ اس کتاب قرآن اور عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے اپنے اور اپنے نوجوان دوستوں کے عشق کو عشقِ مصطفےٰ سے تیز کریں اور اپنے ایمان کو حضورِ پاکؐ ہی کے عشق کے آبِ حیات سے غسل دیکر اہلبیت کرام، خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ اور اولیاء اللہ اور لاکھوں کروڑوں جان نثارِ عشاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان

Marfat.com

کے رنگ میں اپنے ایمانوں کو رنگ لیں تاکہ دین و دُنیا کی بلندیاں نصیب ہوں اور آخرت میں اللہ و رسول پاک کے سامنے سُرخرو بھی ہو سکیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ تمام محبان اور سلسلے کے جملہ اشیاخ کرام کی نجات و ترقی درجات کا ذریعہ بنائے (آمین)

سلام ہو — سیدی، سندی، مخدومی، اعلحضرت عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت علامہ حافظ شاہ محمد احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ پر

جن کی کتابوں اور فتوئی سے علم کی روشنی ملی، جن سے روحانیت کے مدارج ملے، جن سے عقائد اہلسنت کی تفصیل ملی، جن سے خدا کی وحدانیت کا صحیح مقام حاصل ہوا۔ جن سے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ ہوا اور عظمتِ مصطفےٰ کی محبت اور تڑپ ملی، جن سے نجدیت، وہابیت، غیر مقلدین کے عقائد باطلہ تفصیل سے ملے پس اِس ذاتِ بابرکات نے اس صدی میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عشقِ

عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع فروزاں کیا۔ دین کا لبادہ اوڑھنے والے نام نہاد تبلیغی واسلام کے دشمنوں کی نقاب کشائی اور نشاندہی کرتے ہوئے دُودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا اور مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کے عقائد کا تحفظ کرتے ہوئے اُمتِ مسلمہ پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ (مصنف)

بارِ الٰہا — ! یہ تیرا ناچیز بندہ تیرے فضل واحسان کا شکریہ کس زبان سے ادا کرے، تیری ہی دی ہوئی زبان ہے

Marfat.com

اور تیری ہی عطا فرمائی ہوئی توفیق، اے علاّم الغیوب تو دلوں کے اسرار سے واقف اور ذات الصدور سے آگاہ ہے، تیرے دین اسلام کی خدمت اور جماعت اہلسنّت کا تبلیغی مشن کے لئے قرآن اور عظمتِ رسول عربی اور مقام ولادت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نظام مصطفےٰ کا پیغام حیات اور قول مصطفےٰ تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ مقبولیت تیرے لامحصور کرم کے ہاتھ ہے اور قدردانی تیرے غیر محدود فضل کے اختیار میں ہے۔

اے میرے پروردگار! سچ ہے اور حق ہے کہ چودہ سو سال قبل بھٹکی ہوئی انسانیت کو رحمت دوعالم کے دامنِ رحمت میں پناہ ملی تھی اور آج بھی سسکتی اور تڑپتی ہوئی انسانیت کو امن وسکون کی دولت صرف نظامِ مصطفےٰ کا پیغامِ حیات ہی عطا کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے! کہ میری زبان وقلم وکلام کو غلطی سے بچائے۔ حق باتیں ظاہر فرمائے اور بخیرو خوبی اس کتاب کو انجام پر پہنچائے اور اسے قبول فرمائے۔ اور مجھ فقیرِ بے نوا کے لئے صدقہ جاریہ اور توشۂ آخرت بنائے (آمین)

اے میرے پروردگار تیرا یہ گناہ گار بندہ اپنی خطاؤں کا معترف عفو کا اُمیدوار، اور تیرے لطف کا ذریعہ بھی تیرا لطف ہی سمجھ کر بطفیل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم عفو تقصیر کا خواہاں اور رحمت شاملہ کا سائل ہے۔ جس نے یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں دستگیری کی تھی۔

اے میرے پروردگار اپنے ناکارہ بندۂ ناچیز کو اور میرے دونوں

Marfat.com

صاحبزادوں سید محمد اعزاز الدین اور سید محمد محی الدین کو اور میری ہمشیرہ اور بھائیوں کو اور میرے تمام حلقۂ احباب کو دُنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا مت کیجیو اور عالم ناپایدار میں نیک اعمال کی توفیق اور شریعت حقہ نبویہ کا سچا و کامل اتباع نصیب فرمائیو اور حشر کے ہولناک دن میں ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مقبول بندوں اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ بنا کر عفو و کرم کی موسلادھار بارش سے مستفیض و سیراب بنائیو۔

اے میرے پروردگار اُن تمام حضرات کو اپنے بے پایاں انعامات سے سرفراز فرمائیو، جن جن حضرات نے اس کتاب میں ,, دامے ، درمے ، قدمے ، سخنے ، قلمے ،، کوشش کی ہے اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائیو دُنیا و آخرت کی نعمتوں اور برکتوں اور ان کی نیک دلی تمناؤں اور ارادوں کو پورا فرمائیو اور ان کو فلاح کلی عطا فرمائیو۔ اور انکی اولادوں کو نیک صالح جماعت اہلسنت پر قائم و دائم رکھیو آمین

نعت شریف

میرا دل ہے کعبہ جگر ہے مدینہ
زمین عرب بن گیا میرا سینہ

خوشی زندگی کی نہ ہے موت کا غم
تمہاری ہی مرضی پہ ہے مرنا جینا

تمہیں بحر الفت کے جب ناخدا ہو
تو ممکن نہیں ڈوبے دل کا سفینہ

جو دل میں تھی عظمت حبیب خدا کی
اُسی نے سکھایا ادب اور قرینہ

خدا کلمے محبوب آرام فرما
نہ کیوں سجدہ گاہِ ملک ہو مدینہ

حبیب خدا کا تصور ہے ایماں
یہی تو ہے بامِ حقیقت کا زینہ

نہ رازِ حقیقت کیا آشکارا
ملی جس کو منزل بہ سینہ بسینہ

بخیر اپنا انجام آخر نہ ہو کیوں
ترا نام لب پر ہے شاہِ مدینہ

Marfat.com

سلام بحضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

از

حضرت غلام مصطفیٰ صاحب عشقی رحمۃ اللہ علیہ

یا شفیع الوریٰ سلام علیک — یا نبی الہدیٰ سلام علیک
خاتم الانبیاء سلام علیک — سید الاصفیا سلام علیک
احمد لیس مثلک احد — مرحبا مرحبا سلام علیک
واجب حبک علی المخلوق — یا حبیب العلیٰ سلام علیک
اعظم الخلق اشرف الشرفا — افضل الاذکیا سلام علیک
کشفت منک ظلمۃ الظلم — انت بدر الدجیٰ سلام علیک
طلعت منک کوکب العرفان — انت شمس الضحیٰ سلام علیک
مہبط الوحی منزل القرآن — صاحب الاھتدا سلام علیک
انک مقصدی و ملجائی — انک مدعا سلام علیک
مطلبی یا حبیبی لیس سواک — انت مطلوبنا سلام علیک
سیدی یا حبیبی مولائی — لک روحی فدا سلام علیک

ھذا قول غلامک عشقی
منہ یا مصطفیٰ سلام علیک

Marfat.com

عَلَیْہِ مَاجَنَّ لَیْلٌ اَوْ بَدَا اسْحَر   صَلّٰی وَسَلَّمَ مَنْ اَوْلَاہُ کُلَّ عُلاً

ترجمہ: حضورؐ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرمائے وہ ذات جس نے آپ کو ہر قسم کا علو عطا فرمایا ہے جب تک کہ شب محیط ہوتی رہے یا سحر ظاہر ہوتی رہے۔

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں!

اہل سنت وجماعت کا تبلیغی مشن

مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج

پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر آٹھ کتابوں کی خصوصی پیشکش

مؤلف کی زندگی کے پچاس سال کی متفرق اوقات کا اسلامی قانونِ شریعت کا تصور اور اس کا نچوڑ!

جو اہل سنت وجماعت کے علاوہ دیگر فرقے اور مسلمانوں کے جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے مشعل راہ کا کام دیں گیں۔

احقر ایک عرصے سے مختلف موضوع پر کچھ نہ کچھ لکھتا چلا آرہا ہے۔ اس ناچیز خادم کا پہلا اور اہم کام قرآن مجید فرقان حمید کی تفسیر ہے۔ جو سب سے پہلے دہلی کے مطبع اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خاں دہلی سے شائع ہوئی اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس تفسیر کا آغاز اس وقت ہوا جبکہ محترم حضرت والد صاحب الحاج شمس الاسلام سید محمد شفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی نور اللہ مرقدہ نے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فارسی قرآن مجید کے ترجمہ کو اردو زبان میں ترجمہ کیا تو ساتھ ساتھ اس کا حاشیہ تفسیر کا سلسلہ بھی قائم رکھا۔ تقریباً دس سال کا عرصہ گزر گیا صرف چودہ پاروں کا ترجمہ اور تفسیر کا کام ہوسکا محترم والد صاحب چاہتے تھے کہ یہ کام جلد سے جلد پورا ہوجائے تاکہ عوام قرآنی علوم کو اردو زبان میں باآسانی سمجھ سکیں۔ اس لیے ترجمہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ بقیہ تفسیر کیلئے علماء کرام کی ایک جماعت کو دعوت دی اور انکی خدمات حاصل کیں۔ اور تفسیر کا کچھ کام ہوا مگر علماء کرام نے اس اہم کام سے معذرت چاہی۔ آخر والد محترم نے اس ناچیز گنہگار پر توجہ فرمائی اور بقیہ سولہ پاروں کی تفسیر کی ذمہ داری کا بوجھ اس خادم کے سپرد کر دیا گیا۔ بس محترم والد صاحب کی توجہ اور حکم کی تعمیل

Marfat.com

پر اس ناچیز جاہل نے یہ کام شروع کر دیا۔ یقین جانیئے! کہ قرآن مجید کے متعلق ایک ایک لفظ لکھتے وقت میری رُوح کانپ اٹھتی تھی۔ ہاتھ تھرتھرا جاتا تھا کہ یہ ذمہ داری بڑی اور یہ مرحلہ نہایت نازک ہے۔ انسان جوں جوں قرآن کریم کے قریب ہوتا ہے اسکی عظمت اور اپنی کوتاہیاں نمایاں ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اس لیئے مجھے یہ دعویٰ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو کچھ سمجھا گیا ہے وہ لفظ آخر ہے اور جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں ترمیم اور اصلاح کی گنجائش نہیں۔ نہ ہی اس سے یہ مقصود ہے کہ قرآن مجید کی تمام وکمال تعلیم اس تفسیر میں آگئی۔ اتنی کوشش اور محنت کے باوجود سینکڑوں عنوانات ایسے ہو سکتے ہیں جن کا اس پر اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ "قرآن مجید تو ایک ایسا بحر بے کنار ہے" کہ کوئی انسانی عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ احقر نے جو کچھ لکھا ہے وہ فقط ایک خاکہ ہے میرا منشا تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ سعید روحیں جو قرآنی حقائق کی تلاش کی تڑپ رکھتی ہیں انکے لئے وہ ابتدائی مشکلات حل کر دوں میرے پیش نظر قرآن کریم سے تعارف کرانا ہے۔ اس کے بعد قرآن کریم میں خود وہ کشش وجاذبیت ہے میں کیا عرض کروں کہ قرآن کریم میں کیا لذت ہے۔ دُنیا کا کوئی کیف اور سرور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جوں جوں اسکے حقائق بے نقاب ہوتے جاتے ہیں انسان وجد و مسرت سے جھوم اٹھتا ہے۔

احقر اپنی اس لذت میں آپ کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے کہ تکمیل مسرت دوسروں کی شرکت سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر میری یہ حقیر سی کوشش کسی ایک سعید رُوح کیلئے بھی قرآن فہمی کے ذوق کا موجب بن گئی تو میں سمجھونگا کہ میری کاوشوں کا مجھے کافی صلہ مل گیا کہ اصل صلہ تو اس پاک پروردگار عالم کی بارگاہِ صمدیت سے ہی مل سکتا ہے جو نیتوں کا جاننے والا اور ارادوں سے واقف ہے۔ جو مساعی اس کے دربار میں قبول ہوں وہی نتیجہ خیز ہیں اور جو وہاں نامقبول ہوں وہ خواہ بظاہر کیسی ہی درخشندہ تابناک کیوں نہ ہوں دنیا و آخرت میں موجب ہلاکت ہیں۔

گذارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں! کہ یہ تفسیر میرے اپنے ذوق کا پیکر اور میری زندگی کا مقصود ہے۔ آخر میں چند الفاظ اس پورے سلسلہ تفسیر کی نسبت کہہ دینا ضروری ہیں کہ کامل چالیس سال قرآن کریم میرے شب و روز کے فکر و نظر کا موضوع رہا ہے۔ اس کی ایک ایک سورۃ ایک ایک مقام ایک ایک آیت ایک ایک لفظ پر میں نے وادیاں قطع کی ہیں سرحلوں پر مرحلے طے کیئے ہیں۔ تفاسیر و

کا جتنا مطبوعہ و غیر مطبوعہ ذخیرہ میرے پاس موجود ہے ۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کا بڑا حصہ میری نظر سے گزر چکا ہے اور علوم قرآن کے مباحث و مقامات کا کوئی گوشہ نہیں جس کی طرف حتی الوسع ذہن نے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو علم و نظر کی راہوں میں آج کل قدیم و جدید کی تقسیمیں کی جاتی ہیں لیکن میرے لیے یہ تقسیمیں بھی کوئی تقسیم نہیں ۔ جو کچھ قدیم ہے وہ مجھے ورثہ میں ملا ہے اور تحقیق کی تشنگی نے کسی میدان میں بھی ساتھ نہ چھوڑا ۔ ماضی سے وابستگی ایک گراں مایہ جوہر ہے ہم اپنے اسلاف کے کارناموں کے وارث ہیں اس لیے اس متاع حیات سے مستفید ہونا ہمارے لیے قابل فخر ہے ۔

اس تمام عرصے کی جستجو و طلب کے بعد قرآن کریم کو جیسا کچھ سمجھ سکا ہوں احقر نے اسکو تفسیر کے صفحوں پر پھیلا دیا ہے اور سلف صالحین کے ان بیشمار اور بیش بہا خزانوں کو جو بکھرے ہوئے موتی تھے ان کو اس میں جمع کر دیئے ہیں ۔

آیئے ! اب اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کو اس کی حقیقی شکل و نوعیت میں دیکھیں تو ضروری ہے کہ پہلے وہ تمام پردے ہٹائیں جو مختلف عہدوں اور مختلف گوشوں کے خارجی مؤثرات نے اس کے چہرے پر ڈالدیئے ہیں پھر آگے بڑھیں اور قرآن کریم کی حقیقت خود قرآن مجید کے صفحوں میں تلاش کریں ۔

یہ بات بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں اجب یہ قرآن کریم مع تفسیر کے ساتھ شائع ہوا ۔ تو علماء کرام کی خدمت میں قرآن مجید پہنچا تو سینکڑوں علماء ربانی نے ان سولہ پاروں پر تقریظات اور اپنی اپنی رائے سے عوام کو توجہ دلائی کہ یہ قرآن کریم ہر گھر میں مرد و عورت بچے کو مطالعہ میں رکھنا چاہیے جیسا کہ چند علماء ربانی کی تقریظات سے آپ کو انہی صفحوں میں معلوم ہو جائیگا ۔ پھر بڑی عقیدت و محبت سے علماء کرام کی ایک بڑی جماعت نے اس ناچیز سے فرمایا کہ صاحبزادے آپ نے جو تفسیر مرتب کی ہے وہ بڑی جامع اور روحانیت کیساتھ الہامی معلوم ہوتی ہے ۔ وہ وہ نکات ملتے ہیں جو بڑی بڑی تفسیروں کے مطالعہ سے بھی حاصل نہیں ہوئے ۔ لہذا ابتدا کے چودہ پاروں کی تفسیر بھی اسی جذبہ کیساتھ اللہ کا نام لے کر شروع کر دیں لہذا بقیہ پاروں کا آغاز کر دیا تھا اور پانچ پاروں کی تفسیر ہو چکی تھی مگر اس انقلاب عظیم ہندو پاکستان کی آزادی اور فسادات دہلی نے یہ پانچ پاروں کی تفسیر کا مسودہ ضائع کر دیا جس کا زندگی بھر ملال رہے گا ۔ دہلی کے مطبوعہ والا قرآن کریم پاکستان میں شائع ہوا اور ایک ایڈیشن شائع ہو کر دوبارہ شائع نہ ہو سکا جبکہ

Marfat.com

مقبولیت کی یہ کیفیت ہے کہ ۵۲ سال گزر گئے مگر آج تک بیشمار خطوط آ رہے ہیں مگر ابھی تک کوئی مرد مجاہد مخیر حضرات میں سے کسی نے توجہ نہ فرمائی۔ بہرحال یہ احقر اور چند اسلامیات پر کتابیں لکھتا رہا اور چند کتابیں شائع بھی ہوئیں اور کچھ وقت کی مشکلات نے شائع ہونے نہ دیا ۱۹۷۵ء میں کتاب "نظام مصطفیٰ" شائع ہوئی تو عوام نے بڑی عقیدت سے پسند فرمائی اور ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ناظرین ہوئی۔ اس کے بعد کتاب نظام مصطفیٰ کا پیغام حیات" شائع کرنیکی سعادت نصیب ہوئی اور اس کے ساتھ چند اور کتابوں کا تذکرہ ذیل میں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ زندگی کے آخر لمحہ تک دین کی خدمت کا کام انجام دیتا رہوں تاکہ یہ باقیات الصالحات نجات کا ذریعہ بن جائے۔

ہے کوئی مخیر حضرات! جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور تفسیر سراج المنیر کے شائع کرانے کی ہمت کرے۔ پس آخرت کی زندگی کے لئے سرمایہ لگا کر اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور ثواب جاریہ اور ثواب دارین حاصل کرنے کا یہ واحد ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین

موجودہ دور کے مسلمانوں کے علاوہ آئندہ نسلوں کیلئے چند اور مفید کتابیں

آیئے! دیکھئے! اور عمل کیجئے! اور اسلام اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام حیات کی تعلیمات کی روشنی کی شمع سے دل منور فرمایئے! اس ناچیز کی جتنی کتابیں تالیف ہیں۔ ہر فرقے کے وہ سلیم الطبع اور ذی علم مسلمان جو فرقہ پرستی کے فتنہ سے پریشان ہو کر صراط مستقیم کی جستجو میں حیران و سرگرداں ہیں۔ ان حضرات کو میری تصنیف (کتابوں) سے سکون خاطر اور اطمینان قلب حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز کی یہ خدمت قبول فرمائے اور جویائے حق مسلمان اس چشمہ ہدایت سے سیراب ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔

میرے مسلمان بھائیو! قرآن مجید بلاشبہ مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کا فرض انجام دیتا ہے۔ ہمیں سیاست و معاشرت کے آداب سکھاتا ہے اور اخوت، محبت، بھائی چارہ، مساوات، قناعت اور ایثار کا درس دیتا ہے۔ قرآن مجید نے انسانی اقدار کی عظمت کو چار چاند لگائے اور انکا تحفظ فراہم کیا اور اعلان کیا کہ بارگاہ الٰہی میں مقبولیت کا سبب نہ مال و دولت ہے نہ جاہ و حشمت بلکہ بزرگی کا معیار صرف تقویٰ ہے درحقیقت قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری کی ہر چیز کا ذکر فرما دیا ہے اور حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ رحمٰن نے حضور کو قرآن کی تعلیم دی ہے۔ آیئے اب ہم آپکو اسلامی عقائد و ایمان

Marfat.com

کی روشنی کی طرف سے کر چلیں کہ کلام پاک مقام مصطفیٰ، جمال مصطفیٰ۔ کمال مصطفیٰ، معراج مصطفیٰ۔ ذکر مصطفیٰ، نظام مصطفیٰ کے پیغام حیات کو کیسے پیش کرتا ہے قرآن حکیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کی کس انداز میں تشریح فرما رہا ہے۔ درحقیقت قرآن ربانی میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری و باطنی کے چشمے جاری فرما دیئے۔ قرآن مجید نے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر کے دنیا کو فراست، عقل و دانائی سے عاجز کر دیا۔ اسی لیے اب مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید مسلمانوں کیلئے کسوٹی ہے۔

مسلمانو! ہم نے اس ضابطۂ حیات" قرآنی علم کا سمندر" میں سے چند موتی سمندر کی گہرائی میں سے چن چن کر نکالے ہیں۔ جو آپ کے سامنے کتاب کی شکل میں پیش کر رہے ہیں ایک کتاب **قرآن اور عظمت رسول عربی** صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دوسری کتاب **ذکر حبیب خدا** سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان دونوں کتابوں میں آپ دیکھیں گے کہ ہر آیات قرآن ربانی مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات پیش کر رہی ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان پورے طور پر قرآن کریم کو سمجھیں تاکہ کمالات مصطفیٰ، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اوصاف حمیدہ کے سمجھنے میں عمل کی راہ آسان ہو جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد نے بنی نوع انسان کو ہر شعبے اخلاق، تہذیب، تمدن، قانون، علوم و فنون، عقائد و نظریات، معاشرت، معیشت سیاست اور حکومت کرنے کیلئے نظام مصطفیٰ کا عادلانہ نظام دیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عادلانہ نظام تاریخ انسانی کا عظیم معجزہ ہے۔ افسوس آج مسلمان اپنی آسانی کے لیے اسلام کے نام کو استعمال کرتے ہیں۔ نام کے مسلمان ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو پورا کرنے اور اسلام کی سربلندی کے لیئے قرآن و سنت پر عمل پیرا ہو کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبہ اسلام کیلئے کام کریں مذہب اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اسلام اور مکمل ضابطہ حیات ہے اس لیئے ضروری ہے کہ ان کتابوں کو خود پڑھیں اور اپنے گھر کے ہر فرد کو سنائیں۔ اور اپنے دوست واحباب کو بھی ان کتابوں کے خریدنے کی ترغیب دیجئے آپ کا فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ خریدار بنائیں اور کم از کم دس دس کتابوں کے خریدار بنا کر ثواب جاریہ اور ثواب دارین حاصل کیجئے ان کتابوں کی اشاعت فرما کر **اہلسنت وجماعت** کے

Marfat.com

تبلیغی مشن میں شریک ہو جایئے ہمارے علماء اور مشائخ عظام کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی اپنے حلقہ اور معتقدین میں اشاعت کر کے زیادہ سے زیادہ ان کتابوں کو گھر گھر پہنچانے کی کوشش فرمائیں۔

ان کے علاوہ چھ کتابیں اور بھی پیش کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس سعادت علمیٰ میں سے تیسری کتاب "انتخاب حدیث قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" ہے اس میں ڈیڑھ ہزار سے زیادہ مستند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیش بہا ذخیرہ یعنی حدیث شریف کی گیارہ کتابوں۔ بخاری، مسلم، ترمذی ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی، سنن امام مالک۔ امام احمد، امام بیہقی، دارمی کا عطر درج ہے۔ یہ ایک مکمل حدیث مبارکہ کا مجموعہ ہے۔ تمام فلاح دین و دنیا کی خدشیوں کو یکجا جمع کر کے سمندر کو کوزہ میں سمو دیا ہے۔ یہ حدیث مبارکہ کا مجموعہ محبت الٰہی اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی روح رواں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اسلامیہ کا عطر ہے اور یہ حدیث مبارکہ کا مجموعہ اس عطر کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ درحقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا کو امن و سکون کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔ دامن رسول پاک سے وابستگی ہی دین و دنیا میں کامیابی کی ضامن ہے حضورؐ کو تعلیم خود اللہ نے دی اسلیئے قرآن کی روح کو سمجھنے کیلئے احادیث کا مطالعہ ضروری ہے

جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے اور اس کی ربوبیت سے کوئی ایک چیز بھی لاپرواہ نہیں ہو سکتی اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کی رحمت کا فیضان سب کیلئے ہے اور کوئی شے بھی اپنے آپ کو حضور رحمت دو عالم کی رحمت سے مستغنی ثابت نہیں کر سکتی جس طرح اللہ تمام دنیا کا خدا ہے تمام دنیا کا پروردگار ہے اسی طرح اس کا محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساری دنیا کا رسول اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہے اور اس کا پیغام بھی تمام دنیا کیلئے پیغام ہے۔ جہاں تک اللہ کی سلطنت ہے وہاں تک آپؐ کی پیغمبری کی وسعت ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے جنوب تک اور زمین سے آسمان تک کیلئے آپؐ رسول ہیں۔ لہٰذا اپنے ذہن اور دل اور ایمان اور عقائد اسلامی کو منور کرنے کیلئے "قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کا ضرور مطالعہ کیجئے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے بارے میں ابھی تک کوئی ایسی مستند کتاب اردو زبان میں موجود نہیں ہے۔ جو مسلمانوں کو عربی زبان کی بڑی بڑی اور ضخیم احادیث کی کتب سے بے نیاز کر دے ہمکو مسرت ہے کہ "قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شائع ہونیکے بعد

Marfat.com

یہ کمی پوری ہو گئی کیونکہ اس میں حدیثوں کی تمام مستند کتب کی مدد سے وہ تمام ضروری احادیث جمع کر دی گئی ہیں جن کی روزانہ زندگی میں ہر مسلمان کو ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ یہ بے نظیر تالیف اردو زبان میں وہ نایاب اضافہ ہے جس نے عربی زبان کی قیمتی اور ضخیم احادیث کی کتب سے بے نیاز کر دیا ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ایک معمولی اردو دان بھی علماء کی طرح احادیث سے پورا پورا استفادہ کر سکے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی حدیث کی کتاب ہے۔

آج ہی خریدیئے اور دین و دنیا کے ہر چھوٹے بڑے تمام اسلامی احکام سے واقف ہو جایئے اور عشق مصطفےٰ میں اضافہ ہو گا چوتھی کتاب **نظام مصطفےٰ کا پیغام حیات** ہے۔ یہ کتاب کیا ہے۔ پچاس نہایت مستند اسلامی کتابوں کی روح اور ایک زبردست اسلامی انسائیکلو پیڈیا ہے دراصل عربی تعلیم اور مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے مسلمان دن بدن اسلام سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اس لاپرواہی اور بے دینی سے بچانے کیلئے میں نے پچاس مستند اسلامی کتابوں کی مدد سے ایک ایسی جامع اور مستند کتاب تصنیف کی ہے جس میں دس ہزار سے زیادہ ایسے تمام دینی اور دنیاوی مسائل بیان کئے ہیں جن سے ہر مسلمان کو روزانہ واسطہ پڑتا رہتا ہے یہ مستند اور ضخیم کتاب "**نظام مصطفےٰ کا پیغام حیات**" کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ ضرور خریدیئے اور اشاعت کے لیے ہر شخص کو خریدار بنایئے۔ آپ اس اہل سنت و جماعت کے تبلیغی مشن میں حصہ لے کر ثواب جاریہ اور ثواب دارین حاصل کیجئے۔ پانچویں کتاب "**فتاویٰ اعزازیہ**" کی روشنی میں روح شریعت یعنی "**فقہ اسلامی**" امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ و اجتہاد کے مطابق تمام دینی مسائل کا یہ ایک لاجواب مجموعہ ہے دینی اور دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اردو زبان میں سب سے سہل اور جامع کتاب ہے اس کتاب میں ان تمام مسائل کو انتہائی تفصیل اور تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو سارے مسلمانوں کو ہر وقت انکی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں ضرور خریدیئے۔ یہ کتاب دینی اخلاقی تعلیمات کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے۔ جسے ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہونا چاہیئے۔ یہ کتاب درحقیقت "درس قرآن" "درس حدیث" اور راہ شریعت ہے۔

چھٹی کتاب "مقام اولیاء ہند اور پاکستان" اولیائے کرام اور صوفیائے کرام کی گذشتہ سات سو سالہ تبلیغی جدوجہد کی مکمل تاریخ ہے اس کتاب میں ہند اور پاکستان کے تمام اولیائے کرام

Marfat.com

اور صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے حیرت انگیز واقعات درج ہیں ۔ یہ ایک روحانی اور ایمان کو تقویت بخشنے والی کتاب ہے ، ضرور مطالعہ میں رکھیئے ۔ اس میں اولیاء اللہ کی محبت کا درس موجود ہے ۔

ساتویں کتاب : عملیات اولیا نقشبندیہ قادریہ اُفی الحقیقت اعمال و وظائف اور نقوش نویسی کے فن پر سب سے مستند کتاب ہے ۔ جس میں اعمال و وظائف کے بارے میں مکمل معلومات ہے ۔

آٹھویں کتاب " بوستان غوثیہ " اردو اضافہ کے ساتھ ۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کی بڑی جامع و مکمل اور مستند سوانح عمری جس کے پڑھنے سے رُوح کی تازگی ہو گی ۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آج جن حالات سے مسلمان گزر رہے ہیں وہ انتہائی نازک اور پُر خطر ہیں ۔

دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے صحیح مسلک کو چھوڑ چکے ہیں ۔ اللہ اور اسکے پیارے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک حکم کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے شعائر اللہ کی جگہ جگہ توہین ہو رہی ہے اور ساری دُنیا کے مسلمان غیر اقوام کے ہاتھوں کھیل کے گیند بنے ہوئے ہیں ۔ یہ حالات جس قدر نازک اور پُر خطر ہیں مسلم قوم کی ذمہ داریاں اس سے کہیں زیادہ نازک تر ہیں ۔

اب ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ اسلام کی سربلندی اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وہ کونسا طریق اختیار کرنا چاہیئے ۔ موجودہ دور میں افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے تقریر و بیان کو وہ اہمیت حاصل نہیں رہی جو اس وقت نشر و اشاعت اور تحریر کو حاصل ہو گئی ہے چنانچہ یہ کتابیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں جس کا مقصد صرف کتاب و سُنت اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی اشاعت ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا کس طرح شکر ادا کروں ! اور اسکے اس انعام کا کن لفظوں میں ذکر کروں کہ آج آٹھ کتابیں پیش کرنے کے لائق ہوا ۔ یہ میری زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ اور میری محنت کا سب سے بڑا اندوختہ ہے اور اللہ تعالیٰ اگر قبول فرمائے تو میری نجات کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ان تصنیفات میں کتنی مدت صرف ہوئی نہ معلوم کتنی راتیں جاگی گئیں ۔

Marfat.com

کتنے دفتر چھانے گئے کتنے اوراق اُلٹے گئے. لیکن اس تمام تحقیق و تفتیش کا مطلب صرف ایک تھا وہ یہی کہ ہر ہر سطر، ہر ہر لفظ اور ہر ہر روایت کو بڑی جانچ اور بڑی احتیاط سے لکھا جائے۔ اہم موضوع اختلاف کے موقع پر میں نے اس کے وجود و دلائل کی طرف اشارات بھی دیئے ہیں۔ گو طوالت کے خوف سے اکثر تفصیلی مباحث سے احتراز کیا ہے۔

میرا خیال ہے کہ اہل علم ان کتابوں کو جامع، مکمل اور بہترین پائیں گے اور ارباب فہم و بصیرت ان کتابوں میں اپنے سوالات کا جواب علی وجہ و کمال پائیں گے۔ کیونکہ آج برسوں کے وسیع و عمیق مطالعہ اور فکر و تحقیق کے بعد یہ تالیف اس اطمینان کے ساتھ حوالہ اشاعت کر رہا ہوں کہ میں نے اپنی طرف سے دیانت و امانت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اہل اسلام کو نفع پہنچے ان کتابوں کی تالیف کا واحد مقصد کفر و ضلالت کی خوفناک تاریکیاں دور کر کے شمع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی منور کرنوں سے مسلمان کو جگمگا دینا ہے۔

یہ کتابیں اس الحاد و زندقہ کے دور میں ہر مکتبۂ خیال کے مسلمانوں کے لئے ایک دینی مجلہ اور روشنی کا مینار ہیں۔

درحقیقت: میں نے یہ کتابیں اُن حضرات کے زنگ کدورت دور کرنے کے لیے لکھی ہیں جو حجاب علمی یعنی پردۂ صفائی میں گرفتار ہیں اور ان کے دلوں میں نور حق کا خزانہ ہے تاکہ ان کتابوں کے پڑھنے کی برکت سے وہ حجاب اُٹھ جائے اور حقیقی معنیٰ کی طرف انہیں راہ مل جائے۔ لیکن وہ لوگ جن کی سرشت و عادت ہی انکارِ حق ہو اور باطل پر قائم اور برقرار رہنا ہی جن کا شعار ہو وہ شاہد حق کی راہ سے ہمیشہ محروم رہیں گے ایسے لوگوں کے لئے یہ کتابیں کچھ فائدہ مند نہ ہو گی۔

مجھے اللہ جل شانہٗ کے فضل و کرم بطفیل حضور آقائے نعمت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمید ہے کہ ان کتابوں کو زیور قبولیت سے آراستہ فرمائے گا اور میرے مقاصد دارین حاصل فرمائے گا۔ مسلمانوں میں نے اللہ و رسول پاک کی خوشنودی کے لیے یہ کتابیں تالیف کی ہیں۔ اس لیئے آپ بھی دینِ مصطفیٰ کے مشن کے لئے اہل سنت و جماعت کا تبلیغی مشن کو کامیاب بنائیے۔ اللہ کے دین اسلام کو دُنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لئے متحد ہو جائیے۔ اور مذہب و جانب اللہ کے پسندیدہ دینِ اسلام کے وقار کو بلند تر کرنے کے لئے متحد ہو جائیے۔

Marfat.com

اسلام اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانو! آئیے موجودہ پرفتن دورِ مادیت لادینیت بدمذہبیت، پرویزیت، قادیانیت، نجدیت کے طوفانی دور میں دین متین و مسلک حق اہلسنت کی تبلیغ و اشاعت کیلئے دورِ حاضرہ کی بینظیر اور بے مثل کتابیں خود پڑھیئے اور دوسروں کو خریدار بنا کر اشاعت کیجئے اور ہر فرقہ سے علیحدہ ہو کر اہل سنت وجماعت کے تبلیغی مشن کو کامیاب بنایئے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر ہم سب ایک عظیم مقصد کی تکمیل کیلئے کھڑے ہو جانا چاہیئے اور مشترک تعاون سے اسلام اور نظام مصطفےٰ، مقام مصطفےٰ، جمال مصطفےٰ، کمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایک روحانی انقلاب کیلئے زمین تیار کیجئے۔ اور ان کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کیجئے۔ یہ وقت کی اہم پکار اور تقاضا ہے۔

علمائے کرام اور مشائخ عظام اور خطیب حضرات کی خدمت میں عرضداشت! کہ ان کتابوں کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیجئے! اپنے حلقہ مریدوں اور معتقدین اور شاگردوں، طالب علموں اور واعظوں اور عام مسلمانوں کو ان کتابوں کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے تاکہ نظامِ مصطفےٰ، مقام مصطفےٰ، ذکر مصطفےٰ اور عقائد اسلامی اہل سنت وجماعت سے واقف ہو جائیں۔ والدین اپنی بیٹی کو قرآن مجید کے ساتھ ان کتابوں کو بھی جہیز میں دیں تاکہ اسلامی نظام زندگی کے ہر چھوٹے بڑے اصولِ زندگی سے واقف ہو جائیں۔ ان کتابوں سے صحیح عقائد اور دین و دنیا کی فلاح حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ اہلسنت وجماعت کا تبلیغی سلسلہ جاری رکھئے تاکہ آپ بھی اس ثواب جاریہ میں شامل ہو جائیں جو قیامت تک قائم و دائم رہتا ہے۔

سونے والے نوجوان مسلم سے وقت کی اہم پکار! ان کتابوں کو بار بار پڑھیئے اور دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح عقائد اور مسائل ذہن نشین کر لیجئے اور لوگوں کو تبلیغ کیجئے اور دین کے مسائل ان کتابوں سے پڑھ کر سنایئے۔ اشاعت دین کیجئے۔ اشاعت میں بالکل غفلت نہ کیجئے۔ گھر گھر ان کتابوں کو پہنچانے اور اشاعت دین کرنا آپ کا فرض ہے۔ اس چند روزہ زندگی میں نیک کام کر لیجئے تاکہ دنیا و آخرت میں آپ کو اجر و ثواب مل جائے۔ یہ وقت کی اہم پکار ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

مسلمانو! یاد رکھئے اور یہ چند باتیں ذہن نشین کر لیجئے! کہ آنکھ۔ دیدار کیلئے، دل عشق الٰہی

Marfat.com

اور عشق مصطفیٰ کیلئے، جان وفا کیلئے، روح پرواز کے لئے، زبان ذکر الٰہی اور ذکر مصطفیٰ کیلئے، عقل فکر کیلئے، کان حکم کے لیے، سر عجز کیلئے، ہاتھ طہارت کیلئے، پاؤں خدمت کیلئے، سراپا جسم نماز کیلئے ہے خواہشات کیلئے نہیں، جس رزق و عزت کیلئے تو دن رات مارے مارے پھرتا ہے۔ وہ تیرے رب کے پاس ہے، تیری عقل و ہمت سے بالاتر اور اکرم الاکرمین کے کرم پہ موقوف ہے۔ مسلمانو! یہ مسئلہ یاد رکھئے کہ حاضر تو کبھی غیر حاضر بھی ہو سکتا ہے مگر حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشہود ہیں وہ مومن کے قلب میں ہر وقت موجود ہیں۔ لہٰذا تیرے ہر قول و فعل میں سنّت جلوہ گر ہو۔ تیرا ہر قول و فعل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہو۔

قُلْ عِشْقُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَذْهَبِیْ وَحُبُّهٗ مِلَّتِیْ وَطَاعَتُهٗ مَنْزِلِیْ۔

اے مسلمانو! تم ایمانی جذبہ اور محبت سے یہ کہو کہ حضور آقائے دوجہاں رحمت للعالمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب ہے اور محبت میری ملت ہے اور اتباع میری منزل ہے۔

التجائے دِل!

اے غفار و ذنوب اے ستار عیوب، اے رحمٰن الرحیم تو دلوں کا حال جاننے والا ہے تو سمیع ہے تو بصیر ہے۔ تو علیم ہے تو خبیر ہے یا ارحم الراحمین اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہماری خامیوں کو دور فرما اے اللہ یا مالک ذوالجلال اپنے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق میں ہماری ریاضت و محنت کو قبول فرما اور ہمیں صدق اخلاص کے ساتھ اسلامی احکام کی تعمیل کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں اس بات کی بھی توفیق دے کہ اپنے دل کی بیقراری کے ساتھ تیری تقدیس و تمہید بیان کریں۔ اور اپنی زندگی کے ہر کام میں تیری اور تیرے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کو سامنے رکھیں، اور اے اللہ ہماری خطاؤں کو بخش دے ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمارے دلوں کو اپنے اور اپنے حبیب

Marfat.com

پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبات سے معمور کردے۔

اے اللہ ہم سب کو اخلاص و محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنیکی توفیق عنائت فرما دے اور زندگی کے آخری لمحہ تک صراط مستقیم پر قائم رکھ۔ اے اللہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان مقدس ہستیوں کے طفیل سے ان کتابوں پر عمل کرنے اور اچھے اعمال اور اچھے کردار نصیب فرما دے۔ اور ان کے لئے آفتاب ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔ اور اپنی رضا و محبت اور اپنے پسندیدہ دین اہلسنت و جماعت کی اشاعت اور اپنے برگزیدہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت اور فرمانبرداری کی دولت سے سرفراز فرما دے۔

یا اللہ یہ جو چند کلمات اس احقر نے ان کتابوں میں قلمبند کئے ہیں۔ آن مقدس ہستیوں کے دریائے علوم و معارف کے چند قطرے اور اس باغیچہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خوشے ہیں تو اپنے حبیب معظم آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل قبول فرمالے اور مقبول بنا دے۔ اور اس عاجز کو اس کی جزائے خیر عطا فرما اور مغفرت کا ذریعہ بنا دے اور اے اللہ تو حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میرے دونوں صاحبزادوں سید محمد اعزاز الدین اور سید محمد محی الدین ان دونوں کو دُنیاوی اور اخروی اعزاز میں مزید ترقی بخش اور تادیر زندہ سلامت رکھ۔ ایمن ثم ایمن اور میری ہمشیرہ محمودہ بیگم کو بھی دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرما۔ اور میرے بھائیوں کو بھی دنیاوی اور اُخروی نعمتیں عطا فرما۔

عاجزانہ گذارش ہے کہ یہ ناچیز بصد ادب التماس کرتا ہے کہ جب آپ اپنی دعاؤں میں مشغول ہوں اُس وقت میرے ماں باپ (والدین) کیلئے جن کی پُر سوز دعاؤں اور پاکیزہ تمناؤں کے نتیجہ میں اور جن کی خاص توجہ اور فیض تربیت سے میں اس خدمت کے لائق ہوا مغفرت کی دعائیں فرمائیں اور قرآن شریف اور درود شریف پڑھ کر بہ وسیلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ بھیجدیں

اے اللہ! میرے والدین کی قبروں کو نور سے بھر دے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور ان کی پاک ارواح کو اولیار کاملین میں شامل فرما اور درجات عالیہ سے نواز دے۔

اے اللہ! اس کتاب کے طبع کرانے میں جن جن حضرات نے حصّہ لیا ہے۔ ان کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل دنیا و آخرت میں نواز دے اور ان کے لئے ذخیرۂ آخرت اور

Marfat.com

بخشش کا ذریعہ بنادے اور ان کے لئے قیامت تک ثواب جاریہ کا ثواب قائم فرمادے

"جزاھم اللہ احسن الجزا واصلح بالھم"

میرا ایمان ہے! کہ کسی نہ کسی کی دعاؤں کے صدقہ میں ہماری سب کی مغفرت ہو ہی جائے گی۔

اے اللہ! اس کتاب کے پڑھنے والوں کو عمل کی توفیق عطا فرما۔ اور اس گنہگار خطاکار کی اس خدمت کو قبول فرما کر اس عاجز کے لیئے ذخیرہ آخرت بنادے آمین آمین آمین آمین یارب العالمین فسبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ط

اللھم صل علی سیدنا ومولانا ونبینا وشفیعنا محمدن النبی الامی وازواجہ امھات المؤمنین وذریتہ واھل بیتہ صلوٰۃً وسلامًا دائمین متلازمین الی یوم الدین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ط برحمتک یا ارحم الراحمین

اللھم صل علی قبر محمد فی القبور ط اللھم صل علی جسد محمد فی الاجساد ط اللھم صل علی روح محمد فی الارواح وبارک وسلم ط

خاکپائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید محمد معز الدین عفی عنہ خلف الصدق حاجی الحرمین الشریفین عالیجناب نواب مولوی سید محمد شفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی نور اللہ مرقدہ

ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ احیاناً اگر کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو بمصداق الانسان مرکب ومن الخطاء والنسیان درگزر فرمائیں

۱ رجب ۱۴۰۱ھ

اپیل! ایک قطعہ زمین خانقاہ شریف کے لیے جس میں مسجد اور مدرسہ تعلیم القرآن شامل ہے مخلص حضرات توجہ فرمائیں عطیات کیلئے پتہ نوٹ کر لیجیے حضرت صاحب اکاؤنٹ نمبر ۹-۱۶۲۵ معرفت تاج اردو کتاب گھر نکل روڈ کراچی ملا

Marfat.com

مُناجات بدرگاہِ ربّ العالمین

اعلیٰحضرت شاہ مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رح

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے مُنہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جُود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جُرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نورالہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پہ چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربّنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ اٰقَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ایک عقیدت مند اور سعید روح شخصیت

کی جانب سے دس ۱۰ ہزار روپے کی پیشکش

——— ایک صاحب جو اس ناچیز احقر کے عقیدت مندوں میں سے ہیں ان کی جانب سے دس ہزار روپے کی رقم کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں ملی ہے۔ اس سعادتمند نے بڑی تڑپ اور عقیدت کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ یہ رقم دیکر فرمایا کہ حضرت صاحب قبلہ اس گنہگار کا نام ظاہر نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ نام کی شہرت کہیں ریا و نمود کی فہرست میں میرا نام نہ لکھا جائے اور ثواب جاریہ سے محروم ہو جاؤں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دلوں، ارادوں اور بھیدوں اور نیتوں سے واقف ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور حضور سرکار دوجہاں رحمۃ اللعٰلمین محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں۔ آقا یارسول اللہ کا کرم ہے کہ مجھ کو توفیق عطا فرمائی۔ کیا عجب ہے کہ حضور آقا یارسول اللہ

Marfat.com

میری یہ حقیر رقم قبول فرمالیں اس احقر کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل اس نیک دل اور صاحب ایمان اور صاحب عقیدت، پُرخلوص کی یہ رقم قبول فرما کر انکے درجات بلند فرمائے اور انکو دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالامال فرمائے اور یہ باقیات الصالحات کے درجے میں شامل ہو جائے۔ اے اللہ! اس خوش عقیدت اور پُرخلوص کو تندرستی اور صحت اور سلامتی عطا فرما اے اللہ! ہم سب کے دلوں کو اپنے نور سے منور فرمادے، روحوں اور قلبوں کی بے چینی اور بیزاری دور فرما اور سکون و اطمینان عطا فرما۔ اے اللہ! ہم سب کے لیے قبر کے سوال کو آسان فرمادے۔ میدان حشر کی سختی سے بچا دے اور اپنے دیدار اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرمادے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس احقر ناچیز کے پاس اکثر حضرات کیطرف سے اسی قسم کی اور بھی پیشکشیں ہوئیں۔ ایک صاحب نے فرمایا حضرتؒ صاحب میری تمنا اور خواہش ہے کہ خانقاہ اور مزار کیلئے زمین وقف کردوں۔ اس ناچیز نے ان سے معذرت چاہی۔ کیونکہ اس میں خلوص نیت کے اثرات کی تاثیر نظر نہیں آتی تھی ہم اس اخلاص نیت کے موضوع پر ذیل میں حضورؐ کے ارشادات پیش کریں گے۔

دُعا اے اللہ! اس ناچیز احقر کے عقیدتمندوں کو جو پاکستان اور دیگر کئی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ خصوصًا سعودی عرب میں کئی حضرات نے اس ناچیز کو مدینہ منورہ حضور آقائے دوجہاں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی دعوت دی ہے اللہ تعالیٰ انکے ان نیک ارادوں کو قبول فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے اے اللہ ان حضرات اور تمام عقیدتمندوں کو دنیا میں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھنا اور راہِ مستقیم پر بھی قائم رکھنا اور ان سب کو بدعقیدگی کے مرض سے پاک اور محفوظ رکھکر مذہبِ حق اہل سنت وجماعت پر زندہ رکھنا اور یاد رکھئے! روح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے اسی پر سارے عمل کا مدار ہے بلکہ ایمان کے تمام آخروی نتائج اسی پر مرتب کہ اعتبار خاتمہ ایمان ہی کا ہے اور شیطان ایمان لینے کی فکر میں ہے جس کو اللہ و رسول پاکؐ اسکے مکر سے بچائیں اور ایمان

Marfat.com

پر خاتمہ فرمائیں وہ مراد کو پہنچا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جسکا آخر کلام " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " ہو یعنی کلمہ طیبہ وہ جنت میں داخل ہوا۔ الٰہی ہم سب کا خاتمہ کلمہ طیبہ اور دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرمانا۔ اے اللہ ہم سب کو جب تک زندہ رکھے وہ راحتیں عطا فرما جو دنیا کی بھلائی اور آخرت کی کامیابی کیلئے ہمارے حق میں مفید ثابت ہوں اور دنیا میں اسلام اور نظام مصطفےٰ اور مسلمانوں کا بول بالا فرما۔ آمین۔

اخلاص نیت کا بیان! آیئے اب ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی بیان کردیں

(۱) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ۔ (متفق علیہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کا دارومدار صرف نیت پر ہے۔ اور آدمی کو وہی کچھ ملیگا جس کی اُس نے نیت کی ہوگی۔

یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح و تربیت کے باب کی نہایت اہم حدیث پاک ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اگر نیت اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے تو اس کا ثواب ملیگا ورنہ نہیں ملیگا۔ کوئی عمل چاہے وہ دیکھنے میں نیک ہو۔ اُس کا اجر آخرت میں صرف اسی صورت میں ملے گا جبکہ وہ اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیلئے کیا گیا ہو۔ اور اگر اس عمل کا محرک دنیا طلبی ہو۔ یا اُسے کسی اپنی دُنیاوی غرض پوری کرنے کیلئے انجام دیا گیا ہو تو آخرت کے بازار میں اسکی کوئی قیمت نہ لگے گی۔ اُس کا یہ عمل وہاں کھوٹا سکہ قرار پائے گا۔ آخرت میں اُسے اس عمل کا جو بظاہر بہت بڑی نیکی ہے۔ کچھ ثواب نہ ملیگا۔

نیکی کا معیار: — عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت اور تمہارے مال کو نہ دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھے گا

فاسد نیت کا انجام

(۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلَیْہِ رَجُلٌ نِ اسْتُشْہِدَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعْمَۃً فَعَرَفَہَا، قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْہَا؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِیْکَ حَتّٰی اسْتُشْہِدْتُ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیْءٌ فَقَدْ قِیْلَ۔ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْہِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَہٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَہَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْہَا؟ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُہٗ وَقَرَاْتُ فِیْکَ الْقُرْاٰنَ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ تَعَلَّمْتَ لِیُقَالَ ھُوَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ ھُوَ قَارِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْہِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَعْطَاہُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَہَا، قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْہَا؟ قَالَ مَا تَرَکْتُ مِنْ سَبِیْلٍ تُحِبُّ اَنْ یُّنْفَقَ فِیْہَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِیْہَا لَکَ، قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ فَعَلْتَ لِیُقَالَ ھُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْہِہٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایسے شخص کے خلاف فیصلہ سنایا جائیگا جس نے شہادت پائی ہوگی۔ اُسے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر کیا جائیگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُسے اپنی سب نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ انہیں تسلیم کرے گا۔ تب پوچھے گا کہ تو نے میری نعمتیں پاکر کیا کام کئے؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری خوشنودی

Marfat.com

کی خاطر (تیرے دین سے لڑنے والوں کے خلاف) جنگ کی۔ یہانتک کہ میں نے اپنی جان دیدی۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہیگا تونے یہ بات غلط کہی کہ میری خاطر جنگ کی۔ تو نے تو صرف اس لیے جنگ کی کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو دنیا میں تجھے اس کا صلہ مل گیا۔ پھر حکم ہوگا کہ اس "مرد شہید" کو منہ کے بل گھسیٹتے لے جاؤ۔ اور جہنم میں ڈالدو۔ چنانچہ اُسے جہنم میں ڈالدیا جائے گا۔ پھر دوسرا ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائیگا جو دین کا عالم و معلم ہوگا۔ اُسے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائیگا اور وہ اُنہیں تسلیم کریگا۔ تب اس سے کہیگا ان نعمتوں کو پاکر تونے کیا عمل کئے؟ وہ عرض کریگا۔ اللہ تعالیٰ میں نے تیری خاطر تیرا دین سیکھا اور تیری خاطر دوسروں کو اس کی تعلیم دی تیری خاطر قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تونے جھوٹ کہا تونے تو اس لیے علم سیکھا تھا کہ لوگ تجھ کو عالم کہیں گے اور قرآن اس غرض سے تونے پڑھا تھا کہ لوگ تجھ کو قرآن کا جاننے والا کہیں۔ سو تجھکو دنیا میں اس کا صلہ مل گیا پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو۔ چنانچہ اسے گھسیٹتے ہوئے لے جاکر جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور تیسرا ایسا آدمی وہ ہوگا جس کو اللہ نے دنیا میں کشادگی بخشی تھی اور ہر قسم کی دولت سے نوازا تھا ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کیا جائیگا اور وہ اسے اپنی تمام نعمتیں بتائے گا اور وہ ساری نعمتوں کا اقرار کریگا کہ ہاں یہ سب نعمتیں اسے دی گئی تھیں۔ تب اس سے اس کا پروردگار پوچھے گا میری نعمتوں کو پاکر تونے کیا کام کئے؟ وہ جواب میں عرض کریگا جن جن راستوں میں خرچ کرنا تیرے نزدیک پسندیدہ تھا اُن سب راستوں میں میں نے تیری خوشنودی کیلئے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جھوٹ کہا۔ تونے یہ سارا مال اس لیے لٹایا تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں سو یہ لقب دنیا میں مل گیا۔ پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور آگ میں ڈالدو۔ چنانچہ اسے لے جاکر آگ میں ڈال دیا جائیگا۔

تشریح: ۔ اوپر تینوں روایتیں جس حقیقت کو وضاحت سے سامنے لاتی ہیں وہ یہ ہے کہ آخرت میں کسی نیک کام کی ظاہری شکل پر کوئی انعام نہیں مل جائے گا۔

Marfat.com

وہاں تو صرف وہی کام اجر و ثواب کا مستحق ہوگا جس کو اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیلئے کیا گیا ہوگا۔ بڑے سے بڑا نیکی کا کام اگر اس لیے کیا گیا ہے کہ دوسرے اس سے خوش ہوں یا لوگوں کی نگاہ میں اس کی وقعت بڑھے تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اسکی کوئی وقعت نہیں۔ آخرت کے بازار میں اسکی کوئی قیمت نہیں۔ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کی میزان میں کھوٹا بلکہ جعلی سکہ قرار پائیگا۔ نہ ایسا ایمان کام آئے گا اور نہ ایسی عبادت کام آئیگی۔ جب حقیقت یہ ہے اور اسکے حقیقت ہونے میں کوئی شبہ نہیں تو ہمیں دکھاوے اور نام و نمود کے تباہ کن جذبے سے بہت ہوشیار اور چوکنا رہنا ہوگا ورنہ ساری محنت برباد جائیگی اور سرمایہ کی بربادی کا علم وہاں ہوگا۔ جہاں آدمی کوڑی کوڑی کا محتاج ہوگا۔

آیئے ثواب جاریہ کیلئے بھی کچھ عرض کردیں:۔

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ، صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهٗ (مسلم۔ ابوہریرہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا ہے ایک یہ کہ وہ صدقہ ثواب جاریہ کر جائے یا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرا نیک لڑکا جو اس کیلئے دعا ایصال ثواب کرتا ہے۔

صدقہ ثواب جاریہ سے مراد یہ ہے کہ جس کا فیض عرصہ تک باقی رہے۔ نہر کھدوا دے یا مسافروں کیلئے سرائے بنوا دے یا راستہ پر درخت لگوا دے یا کسی دینی درس گاہ میں کتابیں وقف کر جائے یا کسی دینی کتاب کو شائع کرا دے جس سے دین کی معلومات حاصل ہوں اور اگر وہ ایک بات بھی عمل کر گیا تو قیامت تک اس عمل اور نیکی کا ثواب ملتا رہے گا۔ تیسرا عمل جس کا ثواب ملتا رہے گا وہ اس کا اپنا لڑکا ہے جس کو اس نے شروع ہی سے عمدہ دینی تربیت دی ہے اور اسکی کوشش کے نتیجہ میں وہ متقی اور پرہیزگار بنا ہے تو جب تک یہ لڑکا دنیا میں زندہ رہے گا اس کی نیکیوں کا ثواب اسکے باپ

Marfat.com

کو ملتا رہے گا۔ مزید یہ کہ وہ چونکہ نیک ہے اس لیے وہ اپنے باپ کے حق میں دعائیں اور ایصال ثواب سے یاد کرتا رہے گا۔

یہ بات یاد رکھیے:۔ کہ جو بھی انسان دین مصطفےٰ کو قبول کرکے اللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قوانین پر عمل پیرا ہوکر دوسروں کو اس دین مصطفےٰ میں شامل کرکے ان پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف اسکی حفاظت کرتا ہے بلکہ اس گروہ کو دنیا کا حکمران بنا دیتا ہے۔ آیئے! **نظامِ مصطفیٰ کا پیغامِ حیات**" کی بقا کے لیئے خود دین مصطفےٰ میں شامل ہوجائیے بلکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دوسروں کو بھی دین مصطفےٰ کی دعوت دیجیے اور اس کتاب کو گھر گھر کونہ کونہ پہنچانے کی سعادت حاصل کیجیے! اور ثواب دارین حاصل کرکے اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کیجیے

آیئے آپ اپنا سرمایہ آخرت کے بنک میں جمع کرا دیجیے:۔ اگر آپ اپنا سرمایہ آخرت میں جمع کرانا چاہتے ہیں تو دین مصطفےٰ کے بنک میں اپنا سرمایہ جمع کرایئے اور ہمارے کام میں تعاون کرکے دین مصطفےٰ کے کاموں کو مزید بڑھانے کیلئے قدم بڑھایئے۔ موت سے پہلے اپنا سرمایہ آخرت کیلئے جمع کرا دیجیے۔

نصیحت نامہ:۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں اسکی مثال ایک دانہ کی مثال کی طرح ہے جس نے سات بالیں اگائیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کیلئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور وہ بہت وسعت دینے والا ہے (البقرہ)۔ ذرا توجہ فرمائیں۔ ایسے نیک کاموں میں خرچ کرنے کا صلہ آیت قرآنی کے مطابق (۷۰۰) گنا ملیگا۔ اور پھر آخرت کا بے حساب اجر اسکے علاوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔ زندگی میں موقع ہے مرنے کے بعد یہ سب مواقع ختم ہو جائیں گے۔ آپ پھر محتاج ہونگے کہ دنیا والوں کی طرف سے کوئی نفع ایصال ثواب پہنچے تو راحت حاصل ہو۔ کیوں اپنی زندگی کو غنیمت نہیں جانتے کیوں نہ زندگی میں ہی ثواب جاریہ کا پودا لگا جائیں جو قیامت تک ثواب ہی ثواب ملتا ہے

Marfat.com

زندگی میں یہ سامان مہیا کر جایئے۔ پس دنیا میں بو جایئے اور آخرت میں اس کھیتی کو کاٹ لیجیئے۔ جو بوگے اور جس نیت سے بوگے وہ آخرت میں اس جیسی کھیتی کو کاٹ لینا۔ آؤ اور اس کھیتی کو دنیا میں بو جایئے۔ عبادت پر ناز ۔۔ ۔ بیٹھنے والے کہتے ہیں بہت نمازی، عبادت گذار ہے۔ لیکن قرآن کہتا ہے۔ صرف نماز پڑھ لینا روزے رکھ لینا ہی مکمل عبادت نہیں ہے۔ اگر سجدے کرنے کا نام ہی مکمل عبادت ہوتا تو شیطان نے بھی بہت سجدے کیئے تھے۔ روایت ہے کہ ابلیس نے دو رکعت نماز دس ہزار برس میں ختم کی تھی اور شیطان خدا پر ایمان رکھتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ شیطان کی دس ہزار برس کی عبادت اسکے سجدے پل بھر میں خاک میں مل گئے۔ اتنی لمبی مدت کی عبادت نے ابلیس کو کچھ فائدہ نہ دیا یہ عبادت اس کے کچھ کام نہ آئی جنت سے نکالا گیا ملعون کہلایا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس کی عبادت کیلئے صرف نماز روزہ ہی کافی نہیں ہے بلکہ اسکے دوسرے احکام کی بھی اطاعت کرنا لازم ہے۔ عبادت بھی بہت سی باتوں بہت سے عمل کیساتھ مل کر فائدہ دیتی ہے۔ دنیا مسافر خانہ ہے اور آخرت کا وطن دائمی ہے جس کو فنا ہی نہیں ہے موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ نہ معلوم موت کسوقت آپکڑے۔ رات دن دیکھتے اور پڑھتے ہیں کہ فلاں شخص اچھا تندرست آناً فاناً میں مرگیا۔ یا کوئی ناگہانی حادثہ کا شکار ہوگیا۔ ایسی موت سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے دنیا سبق حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ مشاہدہ کی جگہ ہے لہٰذا کرو جو کچھ آخرت کیلئے کرنا ہے۔ موت ۔ روز ستر مرتبہ پکارتی ہے۔ بس موت کا ہر وقت خیال رکھو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت عقیدت اور عشق قائم کرو۔ درود و سلام پیش کرتے رہو۔ جب محبت ہوگی تو آقا یا رسول اللہ کی اتباع اور پیروی اور آپؐ کے حکم کی پابندی ہوگی۔ اور کوئی برا کام نہیں ہوگا۔ ہر وقت اللہ کا ڈر غالب رکھو۔ خدارا اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہو۔ اللہ و رسول پاکؐ کے نافرمان بندے بن کر اس دنیا سے رخصت نہ ہو۔ اچھے اعمال اور نیک اعمال کیساتھ اللہ کے دربار میں حاضر ہو۔ دنیا میں اگر کہیں مہمان بن کر جاتے ہو تو کیسا انتظام کرتے ہو۔ نہا دھو کر عمدہ سے عمدہ لباس پہن کر خوبصورت شکل بنا کر جاتے ہو۔ تو پھر اللہ کے ہاں بھی اچھے اچھے اعمال کا لباس سے مزین ہو کر جاؤ۔ وہی اصلی گھر ہے وہی اصلی وطن ہے۔

Marfat.com

دنیا میں نیک کام کرلو۔ وقت کو غنیمت جانو غفلت کو چھوڑ دو۔ ریل گاڑی ٹائم سے چھوڑ جاتی ہے اسی طرح موت کا ٹائم مقرر ہے موت آکر رہے گی جب ریل کا سفر کرتے ہو تو بستر اور ہر قسم کا سامان ضرورت کی ہر چیز جمع کرکے لے جاتے ہو۔ اس لئے آخرت کیلئے توشہ آخرت جمع کرکے جاؤ۔ خالی ہاتھ جاکر اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔ وہاں کوئی بچانے والا نہیں اپنے اعمال ہونگے اور تم ہوگے نیکی کرلو وقت کا انتظار نہ کرو۔ زندگی برف کی طرح گھل رہی ہے کل کا انتظار نہ کرو بلکہ جو نیک کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کیونکہ توفیق کا ملنا یہی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ غفلت کی زندگی مت گذارو۔ اللہ کی یاد اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پیش کرتے رہو۔ یہی نجات کی کنجی ہے یہ نصیحت ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

اے اللہ! اپنے اس ناکارہ بندے معز الدین کو دنیا یا آخرت میں ذلیل ورسوا مت کیجیو۔ عالم ناپائیدار میں نیک اعمال کی توفیق اور شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا کامل اتباع نصیب فرمائیو۔ اور حشر کے ہولناک دن میں اپنے مقبول بندوں کے دامن سے وابستہ بناکر عفو وکرم کی موسلا دھار بارش سے مستفیض وسیراب بنائیو۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

برحمتک یا ارحم الراحمین

مغفرت کا امیدوار

احقر ناچیز سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی

دھلوی عفی عنہ

عطیات کے لیے پتہ نوٹ کر لیجیے

حضرت صاحب معرفت تاج اردو کتاب گھر

نکلسن روڈ کراچی نمبر ۲

اکاؤنٹ نمبر:- ۹-۲۱۶۲۵

اپیل: ایک تعلیم دین خانقاہ شریف کیلئے جس میں مسجد اور مدرسہ تعلیم القرآن شامل ہے مخلص حضرات توجہ فرمائیں۔

Marfat.com

رَاسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللہ

سب سے بڑی دانائی خدا کا خوف ہے،

اِنَّ بُغْضَ الرِّجَالِ اِلَی اللہِ اِلَّا الدُّ الْخَصِمْ

اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو،

لَا تُکَلِّمُ بِکَلَامٍ تُعْذِرُ مِنْہُ غَدًا

کوئی ایسی بات نہ کر جس کے لئے کل تجھے پچھتانا پڑے،

اِذَا قُمْتَ فِی صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ

جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو یہ سمجھ کر پڑھ کہ (تیری زندگی کی) یہ آخری نماز ہے،

"رات کو سونے سے پہلے تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ

ممکن ہے یہ رات تیری زندگی کی آخری رات ہو"

نماز میں وسوسے نہ آنے کی دُعا

ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دُعا کی فضیلت بیان فرمائی ہے

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَاَعْمَالَنَا مِنَ الرِّیَاءِ وَاَلْسِنَتَنَا مِنَ الْکِذْبِ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ (الحدیث)

Marfat.com

استغاثہ گنہگار بدربار ایزد غفار ؐ

اے خالقِ کائنات! مالکِ موجودات، لاریب کہ تیری ذات حدود تعینات اور عقول مخلوقات سے ورا الورا ہے۔ انسان ضعیف البیان جس کو تو نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کے خلعت سے سرفراز فرمایا، جس کو تو نے مجلس ازل میں لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا تاج پہنایا، جس کا درجہ ارتقا کی اعلیٰ بلندیوں تک پہونچایا۔ جس کا مرتبہ تمام مخلوق سے بڑھایا۔ باوجود ان تمام صفات کمال کے انسان عمر بھر تیری کنہ حقیقت سے خبردار نہیں ہے۔

لاریب کہ انسان گنہگار ہے، عالم بشریت خطا دار ہے، اسی جہان آدمیت میں اُمتِ مسلمہ کا شمار ہے، ملتِ اسلامیہ معصیت میں گرفتار ہے۔ بداعمالیوں کی شکار ہے، مگر اے رحمٰن و رحیم مالکِ یوم الدین، تو غفار ہے۔ تو ارحم الراحمین ہے، ستار ہے، رحمت تیرا شیوہ معفرت تیرا شعار ہے۔ ہر گنہگار کو تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار ہے۔ مگر ہر آن ہر ساعت تیری رحمت کا خواستگار ہے۔ تیرے الکلام عطایا کا طلبگار ہے، ہر لمحہ یہ ایمان و عقیدہ ہر دین دار ہے کہ تیرا قہر تیری رحمت پر نثار ہے۔ ؎

مالک الملک ہے رحمٰن ہے ستار ہے تو میں گنہگار ہوں مولیٰ مرے غفار ہے تو

اے حافظِ حقیقی! دیکھ کہ آج اُمتِ اسلامیہ پر تیری زمین تنگ ہے۔ ہر قوم اس سے آمادۂ جنگ ہے، ہر حکومت اس کی بربادی کی خواہاں مثل

Marfat.com

اہلِ فرنگ ہے۔ نصاریٰ کے ہاتھ میں توپ و تفنگ ہے، دہریت کے قبضہ میں ایٹم بم بجائے تیر و تفنگ ہے، طاقتِ کفر و باطل ہمیں مٹانے پر ہم آہنگ ہے ـــ اے ستّار و غفّار مولیٰ! ہمارا ایمان و عقیدہ اور کامل اذعان دالیقان ہے کہ دُنیا دارالعمل ہے اور دارالجزا کوئی دوسری جگہ ہے۔ تیری بارگاہِ جہاں پناہ میں تیرے محبوب کی اُمّتِ خستہ حال استغاثہ لیکر آئی ہے تیرے حضور اپنی رُوداد لائی ہے، تیرے آگے اپنی داستانِ غم کہہ سُنائی ہے۔)

اے مالک! تو خبیر و بصیر ہے، تو سمیع او علیم ہے، تو ہمارے حال سے واقف ہے۔ تجھ پر ہماری ساری پریشانیاں عیاں ہیں، اے کریم مولیٰ! ہم تجھ سے تیرے رحم و کرم کے خواہاں ہیں، تو نے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ) فرما کر ہمیں مایوسیوں کے ماحول میں ہمیشہ ڈھارس دی ہے۔ قرآنِ عظیم نے ہمیں تعلیم دی ہے۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (حقیقی عزت اللہ تعالیٰ، رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور مومنین کے لئے ہے) قربان تیرے فرمانِ عظیم الشان کے، ہاں ہاں تو نے فرمایا ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (اور تم ہی سربلند ہو اگر تم مومن ہو) لاریب، تو نے ہم سیاہ کاروں، عصیاں شعاروں کو مومن بنایا، دولتِ ایمان دی، ہمارے لئے اعلیٰ منزلت، علوِ مرتبت اور حکومتِ خلق کی عظیم نعمت عطا فرمائی۔

مالکِ دوجہاں! ہمیں اعتراف ہے کہ ہم نے اپنے اسلاف کا اتباع ترک کر دیا ہے۔ ہم نے اپنے آقا و مولا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت سے اعراض کیا ہے، ہم نے شریعت کے احکام بجالانے میں

Marfat.com

کوتاہی کی ہے۔

لیکن ہم آج تیری بارگاہ میں اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں، اے توّاب الرحیم! ہماری توبہ قبول فرما، ہماری فریاد سن، ہماری گریہ وزاری پر نظر فرما اور ہمارا استغاثہ قبول فرما، ہم پر رحم فرما اور ہمیں دین و دُنیا کی تمام نعمتیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرما۔

شاہا ز کرم بر منِ درویش نگر
بر حالِ من خستۂ دلریش نگر
ہر چند نیم لائقِ بخشائشِ تو
بر من منگر، بر کرمِ خویش نگر

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا
وَّاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ
فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

اے خدا میں نے تو اپنے نفس پر — ظلم کثرت سے کیا ہے سر بسر
بس سوا تیرے گناہوں کو مرے — بخش سکتا ہی نہیں کوئی تو مجھ کو بخش دے
اپنی بخشش خاص سے رب کریم — بخش دے میرے گناہوں کو رحیم
تو ہے بیشک بخشنے والا بڑا — رحم والے رحم فرما دے خدا

Marfat.com

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور صرف تم ہی سربلند ہو گے بشرطیکہ تم مومن ہو۔

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی!

ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

اُٹھ مسلم خوابیدہ! خلوت گہِ راحت سے

ظلم و جہل:۔ کی چھاؤں میں آرام کرنے والے! غفلت و بے حسی کی زندگی گذارنے والے مسلمانو! تم حق کا نام بلند کرنے کے لئے دُنیا میں آئے ہو۔ بدر کے میدان میں باطل بدوش اکثریت کو حق پرست اقلیت سے تم نے شکست دی ہے۔ اعلانِ حق ناموس دین اور عزتِ اسلام پر تم نے ماں باپ، بیوی بچے، اور دولت و ثروت کو لٹا دیا ہے۔ جو پھانک کر کھجوریں کھا کر فاقے کر کے تم نے خندق کھودی ہے اور حفاظتِ اسلام کا فرض ادا کیا ہے، عرب کے ریگستان سے نکل کر دُنیا کو درسِ توحید دیا ہے۔ قیصر کے ایوانوں اور کسریٰ کے محلوں میں زلزلے ڈال کر تم نے حق کے نور سے روم اور ایران کی فضاؤں کو معمور و پُر نور بنایا ہے۔ کبھی طارق بن کر اندلس کی سرزمین کو ظلم وستم سے پاک کیا ہے اور کبھی موسیٰ بن نصیر بن کر افریقہ کے ریگستانوں میں صدائے حق بلند کی ہے:

Marfat.com

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے تم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے تم نے

لیکن آہ: خوابیدہ مسلمانو! آج تمہارے دل کی وہ گرمی کیا ہوئی — ؟ فقر و توکل کی دولت سے تمہارے دامن آج کیوں خالی ہیں۔ کیا آج بھی تمھاری ہمدردی و محبت سے غریبوں کے دلوں کو ڈھارس ملتی ہے۔ کیا آج بھی کمزوروں، ناتوانوں اور بے کسوں کے لئے تمہاری قوت و طاقت اور زور و ہمت سہارا بن کر ان کی مشکلوں میں معین و مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مکر و فریب اور ظلم و ستم کے خلاف کیا آج بھی تم صف آرا ہوتے ہو — ؟ کیا تم آج بھی اپنی عزت و عظمت اور دولت و منصب کو اس لئے لٹا سکتے ہو کہ حق کا کلمہ بلند ہو اور دُنیا کی فضا میں رحم و انصاف کے ترانے گونج اُٹھیں — ؟ کیا تمہارے گھروں میں خاتونِ جنت رض کے اُسوہ حسنہ پر عمل کرنے والی خواتین موجود ہیں — ؟ خولہ، اسماء رض اور رابعہ رح کی صدائے حق پر لبیک کہنے والی عورتوں کو تم نے پرورش کیا ہے ؟ اللہ کو دا حد ماننے والوں کی رضا طلبی، حق پرستی اور اطاعت الہیہ کی داستانیں، کیا تمہارے دلوں میں کوئی حرکت پیدا کرتی ہیں — ؟ خواجہ اجمیری رح قطب الاقطاب رح بابا فرید رح، محبوب الٰہی رح اور صابر کلیری رح کی مبارک زندگیوں سے تم نے کوئی درس لیا ہے — ؟

غفلت و جہالت کی گہری نیند سونے والے مسلمانو: تمہارے لئے ہر رات کو ایک غیبی آواز بلند ہوتی ہے، کہ کوئی مغفرت چاہنے والا ہے۔ جسے مغفرت دی جائے ؟ ، کوئی حق کے آبِ حیات کا طلب گار ہے جس کے دل کی پیاس بجھا دی جائے ؟ کوئی سائل ہے جسے اس کی دلی آرزو

Marfat.com

بخش دی جائے . . . ؟ لیکن کوئی نہیں ہے جو ان آوازوں پر لبیک کہے۔ قرآن مجید کے عبرت و موعظت اور وعظ و نصیحت کے سی پارے تمہارے گھروں کے طاقوں میں رکھے ہوئے تمہاری بے حسی کے لئے ماتم کناں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ نے تمہارے لئے اندھیری راہوں میں حق و ہدایت کا نور پھیلا دیا ہے۔ لیکن تمہارے لئے حق کی روشنی، موسم سرما کی صرف خنک چاندنی بن کر رہ گئی ہے۔ صحابہ کرام رض کی علمی و عملی زندگی اور مجاہدانہ کارناموں کو دنیا کی تاریخیں سینہ سے لگائے ہوئے ہیں۔ اولیاء کرام کے اعلانِ حق، تبلیغ دین اور سرفروشانہ جدوجہد سے انسانیت کا سر افتخار آسمان سے جا ملا ہے اور پھر تمہارے سامنے حالات و واقعات ہیں، حوادث و تغیرات کی کتاب تمہارے سامنے کھلی ہوئی ہے . . . . تم خود ان سے گذرے ہو۔ اس دور کی کتابِ حوادث کا ایک مستقل اندوہناک باب تمہارے نام سے بھی معنون ہے۔ ہزاروں تلخیاں تم نے اس طرح چکھی ہیں کہ شاید شیرینی کا ذائقہ بھی آج تمہیں یاد نہیں رہا ہے۔ !

پھر تم ہی بتلاؤ کہ آخر کون سی تمنا تمہارے لئے پیدا ہو کہ تمہارا یہ نشہ ٹوٹ جائے۔ نیند کا جادو اترے اور تم ایک انگڑائی لے کر بیدار ہو جاؤ۔ اگر اس دور کی آفتیں اور جھٹکے بھی تمہاری سرگرانیوں کا علاج نہ بن سکے تو کیا پھر تم قیامت کے زلزلوں کے منتظر بیٹھے ہو؟ بہت سو چکے اب بیدار ہو جاؤ۔ بہت کھو چکے اب اس پر نظر ڈالو جو کچھ پا سکتے ہو۔ دنیا کے سارے رشتے توڑ دو اور صرف خدائے واحد اور حضور آقائے دوجہاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لو۔ تمہیں

Marfat.com

آج بھی خدا اور رسول پاک کی رحمتیں آگے بڑھ کر لپنے سینے سے لگا لے گی، دُنیا کی ساری عزتیں، عظمتیں، دولتیں اور وجاہتیں فانی ہیں۔ بڑے سے بڑے عیش و اقتدار کی انتہا یہ ہے کہ آج ہے اور کل فنا ہو جائیگا۔

یقینِ کامل اور اطمینانِ قلب پیدا کرنا چاہتے ہو تو پیچھے مڑ کر سلاطین کے عالی شان مقبروں کو دیکھو۔ تاج و تخت کی وہ سطوت و جبروت کس طرح خاک میں مل گئی ہے۔ امرا و روسا کی ٹوٹی ہوئی قبروں سے پوچھو کہ دُنیوی امارت و ریاست کی وہ عظمتیں کہاں چلی گئیں۔ جن کا تصور کرتے تھے تو غرور تکبر سے سینہ پھول جاتا تھا — اگر دُنیا کی یہ زندہ نصیحتیں تمہارے پتھر دلوں کو موم کر سکیں، اور ندامت کے آنسو تمہاری آنکھوں سے بہنے لگیں تو عہد کرو کہ انسان بن کر جئیں گے ظلم و جبر سے تمہاری جنگ ہوگی اور غریب و بیکس کے لئے تمہارے پاس صرف رحم و انصاف ہوگا۔ تم حق کے لئے جیو گے اور حق کے لئے مرو گے — خدا کا اس اُمت سے مطالبہ بھی یہی ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

مسلمانو! خدا اور رسول پاک کے فرمانبردار بندے بن کر دین و دنیا کے مالک بن جاؤ اب بھی وقت ہے۔ ہوش میں آؤ۔ اور قرآن کریم اور قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے شوق سے پڑھو سمجھ کر پڑھو۔ عمل کی نیت سے پڑھو۔ عمل پیرا ہو کر دیکھو۔ دُنیا کے تخت و تاج مسلمانوں تمہارے قدموں تلے ہوں گے۔ ورنہ یاد رکھو۔ دُنیا کی قومیں (یاجوج و ماجوج) مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

Marfat.com

افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر
کلمہ پڑھتے تھے ہمیں چھاؤں میں تلواروں کی

مسلمان، خدا کا اطاعت گزار اور اسی کی رضا و خوشنودی کا طلبگار رہے۔ اور خدا کی رضا و خوشنودی کے لئے اعلان حق کرتے ہوئے اگر موت بھی اس کے سامنے آجائے تو وہ خوشی سے اس کا استقبال کرتا ہے۔

تلواروں کے سایہ میں مسلمانوں کا اعلانِ حق

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جہاد کی قسمیں بیان فرمائیں اور اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الجِہَادِ کَلِمَۃَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (ترمذی شریف) (عظیم الشان جہاد یہ ہے کہ کلمہ حق ظالم حاکم کے سامنے کہا جائے) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اعلان حق مسلمانوں کی امتیازی خصوصیت ہے، جو مدعیانِ اسلام اس صفتِ خاص سے متصف نہیں ہیں ان کا دعویٰ اسلام بحث طلب ہے۔ مسلمان تو صرف وہ ہے جو تلواروں کے سایہ میں حق کا اعلان کرے اور سب سے بہتر شہادت اس کی ہے جو ظالموں کے روبرو کلمہ حق کہے اور اس کی سزا میں قتل کیا جائے۔" ان تعلیمات کی روشنی میں توحید اور رسالت کے متوالوں نے کٹھن سے کٹھن مواقع پر اعلانِ حق فرمایا ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی سے کون سا مسلمان ہے جو واقف نہیں ہے۔ یہی وہ مجاہد اعظم ہیں جنہوں نے آگ کے شعلوں اور تلواروں کے سایہ میں اعلانِ حق فرمایا ہے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ حضرت ابن حذافہ رضی

Marfat.com

اور حضرت خبیبؓ انصاری نے ان ہی شدائد میں ! اعلانِ حق فرمایا ہے۔ جب مسلمانوں کی گردنیں تلواروں کی امتحان گاہ بنی ہوئی تھیں ۔ برچھیوں اور نیزوں کے لئے انکے سینے وقف ہو گئے تھے تاریخ اسلام کا ہر صفحہ اس قسم کے حالات اور واقعات سے روشن و تابناک ہے ۔

حضرت ابن حذافہ اور قیصر کا دربار :- حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو رومی مشرکین نے گرفتار کر کے شہنشاہِ روم، قیصر کے سامنے پیش کیا شہنشاہ نے ان سے کہا۔ "تم عیسائی ہو جاؤ تو میں تمہیں ایک صوبہ کا گورنر بنا دوں گا اور پھر اپنی لڑکی سے تمہاری شادی بھی کر دونگا ۔"

حضرت عبداللہ بن حذافہ نے جواب دیا۔

اگر آپ تمام بادشاہت بھی مجھے دے دیں اور دنیا کی سلطنت بھی مجھے سونپ دیں اور آپ یہ چاہیں کہ ایک لمحہ کے لئے دینِ اسلام اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو جائیں تو یہ ممکن نہیں ہے ۔ !

شہنشاہ نے غضبناک ہو کر ان کو قید خانہ میں بھیج دیا اور کھانا پینا بھی بند کر دیا۔ کئی دن کے بعد شراب اور سور کا گوشت اس نے قید خانہ میں بھیجا لیکن انہوں نے انتہائی بھوک کے باوجود اس کھانے کی طرف توجہ نہ فرمائی، شہنشاہ نے قید خانہ سے بلوا کر حضرت عبداللہؓ سے کھانا نہ کھانے کا سبب پوچھا تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا۔

"اگرچہ شریعتِ مصطفےٰ کی رو سے یہ کھانا کئی روز کے فاقوں کے بعد میرے لئے حلال ہو گیا ہے۔ لیکن میں آپ جیسے دشمنِ اسلام کو اپنے بارہ میں ذرہ برابر بھی خوش ہونے کا موقع نہیں دینا چاہتا ۔" شہنشاہ نے کہا" میں تمہیں قتل کر دونگا ۔! آپ نے فرمایا ۔" آپ کو اختیار ہے

Marfat.com

چنانچہ اسی وقت شہنشاہ نے حکم دیا۔" ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو باندھ کر سولی پر چڑھا دیا جائے۔" چنانچہ حضرت عبداللہؓ کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور جلادوں نے تیروں کے ذریعہ ان کے ہاتھوں پاؤں اور جسم کو چھیدنا شروع کر دیا۔ شہنشاہ بار بار حضرت عبداللہؓ سے اس دوران میں یہ کہتا رہا" اب بھی اسلام کو چھوڑ دو اور محمد مصطفیٰؐ کی محبت ترک کر دو۔ مگر حضرت عبداللہؓ پورے استقلال واستقامت اور صبر سے جواب دیتے رہے"۔ ہرگز نہیں ایسا نہیں ہوسکتا! آخر شہنشاہ نے کہا"۔ انہیں سولی سے اتار لیا جائے اور تیل کے ایک کڑھائے کو خوب کھولا لیا جائے۔ شہنشاہ کے تعمیل حکم میں جب تیل کڑھائے میں جوش مارنے لگا تو بادشاہ نے ایک قیدی کو بلوایا اور کڑھائے میں ڈلوا دیا۔ وہ قیدی اسی وقت مرگیا۔ اور اس کی ہڈیاں چٹخنے لگیں پھر شہنشاہ نے حضرت عبداللہؓ سے کہا۔

دیکھو اب بھی ہماری بات مان لو اور اسلام اور محمد مصطفیٰؐ کی محبت کو چھوڑ دو ورنہ اس کھولتے ہوئے تیل میں اسی طرح تمہیں بھی ڈال دیا جائے گا اس وقت بھی حضرت عبداللہؓ نے یہی فرمایا" یہ ناممکن ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دینِ حق کو کسی ایک لمحہ کے لئے بھی چھوڑ دوں!" یہ جواب سن کر شہنشاہ نے حکم دیا"۔ تو پھر اب ان کو بھی چرخی پر چڑھا کر تیل میں ڈال ہی دو۔ چنانچہ جب یہ تیل میں ڈالے جانے کے لئے چرخی پر چڑھائے گئے تو شہنشاہ نے دیکھا کہ حضرت عبداللہؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں۔ اسی وقت اس نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ وہ رک جائیں اور حضرت عبداللہ کو اپنے پاس بلایا شہنشاہ کو یقین ہوگیا تھا کہ اس عذاب اور مصیبت کو دیکھ کر ان کے خیالات میں تبدیلی آگئی ہے اور اب یہ میری بات ضرور مان لیں گے لیکن

Marfat.com

شہنشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال محض وہم ثابت ہوا اور جب شہنشاہ نے حضرت عبداللہؓ سے استفسارِ حال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ میں اس وقت صرف اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ آہ! آج ایک ہی جان ہے جسے راہ خدا اور حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا میں اس طرح قربان ہونے کا موقعہ مل رہا ہے، کاش! میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان ہوتی اور میں راہ خدا اور عشق مصطفےٰؐ میں اسی طرح ان سب جانوں کو قربان کر دیتا۔

یہ جواب شہنشاہ کے لیے بحد متاثر کن تھا چنانچہ حضرتؓ کا یہ جواب سن کر شہنشاہ نے کہا — اگر تم میرے سر کا بوسہ لو تو میں تمہیں ابھی چھوڑ دوں گا۔ اور حضرت عبداللہؓ نے شہنشاہ کی یہ پیشکش مان لی اس کے سر کا بوسہ لے لیا۔ شہنشاہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور حضرت عبداللہؓ کو چھوڑ دیا گیا۔

حضرت عبداللہؓ بن حذافہ جب یہاں سے آزاد ہو کر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور یہ سارا واقعہ سنایا تو حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے فرمایا — ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جناب عبداللہ بن حذافہ انصاری کا ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں! اور حضرت عمرؓ نے آپؓ کے سر کا بوسہ لیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہ ہے اعلانِ حق کی صحیح تصویر کہ ایک ظالم و جابر شہنشاہ کے جاہ و جلال کے سامنے سر تسلیم خم نہ ہو سکا اور جان کی بازی لگا دی۔ جب ایمان و یقین اس درجہ بڑھ جاتا ہے تو توفیقِ ربانی شامل حال ہو جاتی ہے اور انسان کے ہاتھوں قدرت ایسے محیر العقول کارنامے کرا دیتی ہے جو عظمت و شرافت کی صحیح تصویر ہوتے ہیں اور جن کا بیان تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت خبیب اور مسیلمۃ الکذاب :۔

حضرت خبیب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اس سے بھی زیادہ دردانگیز ہے۔ جب حضرت خبیبؓ سے مسیلمہ کذاب نے کہا: کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی گواہی دیتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا۔ یقیناً! پھر اس نے پوچھا۔ اور میرے رسول ہونے کی بھی گواہی دیتے ہو! تو حضرتؓ نے فرمایا بالکل نہیں ۔! اس پر اس شیطان نے ان کے جسم مبارک کے ایک عضو کو کاٹ ڈالنے کا حکم دے دیا، ایک عضو کے کاٹ دینے کے بعد بھی سوال وجواب کا یہی سلسلہ قائم رہا اور ہر سوال وجواب کے اختتام پر حضرت خبیبؓ کا ایک عضو کاٹا جاتا رہا یہاں تک کہ ان کے سارے اعضاء کاٹ دیئے گئے اور حضرت خبیبؓ اس شیطان کی نبوت کا انکار ہی کرتے رہے

(تفسیر ابن کثیر)

جان و مال سے جہاد کرنا افضل ہے ۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین سلطان دارین، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز میرے غریب خانہ پر رونق افروز ہوئے، کسی شخص نے عرض کیا۔ آقا یا رسول اللہ! سب سے افضل آدمی کون ہے ۔؟ آپؐ نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا "وہ مرد مجاہد، جو اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے ۔ (مفہوم)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام الامت حضرت شیخ محمد عبدہٗ مصری تحریر فرماتے ہیں ۔ وہ نفوس مبارک ہیں جنہوں نے اپنی جان و مال کو راہ خدا ہی میں وقف کر دیا ہے اور ان کی زندگی کا ہر کام خدا و رسول ہی کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہوتا ہے اور ان کی زندگی کا بہترین دستور العمل اطاعت

Marfat.com

خداوندی واطاعت رسول ہے۔ تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ جس زمانہ بابرکت میں مسلمانوں کی زندگی کا اولین مقصد اللہ جل جلالہٗ اور حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا کی رضامندی حاصل کرنا تھا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے اپنی جان و مال اللہ و رسول کی راہ میں نثار کرنا ان کا بہترین طریقہ تھا۔ اس زمانہ میں ان کی عزت و عظمت کا آفتاب چمک رہا تھا۔ اور تمام روئے زمین کے دلوں پر ان کی حکومت تھی۔ لیکن جب سے مسلمانوں میں خود غرضی کے جذبات پیدا ہوئے ہیں اور جان و مال کی قربانی کا جذبہ ان کے دلوں سے نکل گیا ہے وہ ذلیل و حقیر ہو گئے ہیں اور آج دنیا میں ان کی کوئی عزت نہیں ہے اور کسی قوم کے دل میں ان کا ادب اور احترام نہیں ہے۔ صرف اسی لئے کہ آج مسلمان مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ہیں بلکہ مجاہد فی سبیل الشیطان ہیں۔ آج ہمارے تمام کاموں کی روح صرف اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل ہے ہمارے کاموں میں اللہ و رسول کی رضامندی اور خدائے واحد کی اطاعت و بندگی اور سنتِ رسول پاک کی روح بالکل مفقود ہے حالانکہ مسلمان ہونے کی نسبت سے ہماری ساری زندگی اور زندگی کا ہر عمل، صرف خدائے واحد کی اطاعت و بندگی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد ہی پر مبنی ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم گنہگار و عصیاں شعار مسلمانوں کو نفس و غرض کی اطاعت سے نجات دے اور صرف اپنی محبت و اطاعت اور بندگی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سنت کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط

Marfat.com

اپنے اعضاء آنکھ، کان پیٹ، ہاتھ پاؤں، شرمگاہ، دل کو گناہوں سے بچائیے!

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ پ ۱۵

ترجمہ: بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) سوال ہونا ہے۔
خالق کائنات کا بنی نوع انسان پر بڑا احسان و انعام ہے۔ کہ اس کو عدم سے وجود میں اور نیست سے ہست میں لایا۔ پھر یہ احسان فرمایا کہ دیکھنے کے لیے آنکھیں عنایت فرمائیں اگر آنکھیں نہ ہوں۔ تو دنیا کے عجائبات کے دیکھنے سے محروم رہتا ہے اور کان عطا فرمائے اگر قوت سماعی سے محروم ہو۔ تو کتنی تکلیف ہوتی ہے اور زبان بولنے کو مرحمت فرمائی۔ اگر زبان میں قوت ناطقہ نہ ہو تو گونگا کہلاتا ہے۔ اور مافی الضمیر کا اظہار نہیں کر سکتا اور پیٹ کی نعمت عطا فرمائی۔ جس میں تمام کھائی ہوئی غذائیں قرار پکڑتی ہیں۔ اور خون بن کر طاقت کا باعث بنتی ہیں ہاتھوں کی نعمت دی۔ تاکہ اپنے ضروری کام ان سے سرانجام دیئے جائیں۔ پاؤں مرحمت فرمائے۔ کہ اُن سے چل کر اپنا کاروبار کر سکیں۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکیں۔ ان پاؤں سے چل کر مسجد میں جا کر نماز پڑھ سکیں۔ خانہ کعبہ شریف کی زیارت اور طواف کریں۔ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر سبز گنبد والے آقا کی حاضری دیں۔ غرضیکہ پاؤں اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اسی طرح اس پروردگار نے شرمگاہ انسان کو عنایت فرمائی۔ تاکہ انسان اس شرمگاہ کو جائز مقام میں استعمال کر کے اپنے لئے اولاد حاصل کرے۔ پھر دل جیسی نعمت الٰہیہ عطا فرمائی اور اس کے علاوہ اور رحمتیں دیں۔ مگر یہ سات اعضاء تو بہت بڑی نعمتیں ہیں لہٰذا انسان پر واجب ہے کہ ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرے۔ اور ان اعضاء کو اپنے منعم حقیقی کی اطاعت میں استعمال کرے۔ اگر ہم ان اعضاء کو اپنے رب کی نافرمانی اور معصیت میں استعمال کریں گے۔ تو ہم نے ان نعمتوں کی قدر نہیں پہچانی اور پروردگار کی دی ہوئی نعمت کی ناشکری کی۔

Marfat.com

جس سے وہ منعم حقیقی ناراض ہو گا۔ اور قیامت کے روز ان اعضاء کے متعلق سوال کریگا کہ آیا ان اعضاء کو میری اطاعت میں استعمال کیا ہے۔ یا میری نافرمانی میں۔ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا ط
بے شک کان، آنکھ و دل سے (قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا (کہ ان کو جائز محل میں استعمال کیا ہے یا ناجائز) جب ہم ان اعضاء کو جائز محل میں استعمال کرتے ہیں۔ تو یہ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اگر ناجائز کاموں میں استعمال کریں۔ تو سخت ناراض ہوتے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ قیامت کے روز ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَوۡمَ تَشۡہَدُ عَلَیۡہِمۡ اَلۡسِنَتُہُمۡ وَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۱۹

قیامت کے روز ہمارے خلاف گواہی دیں گے ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ہر اس چیز کے ساتھ جو وہ عمل کرتے تھے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اَلۡیَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰۤی اَفۡوَاہِہِمۡ وَ تُکَلِّمُنَاۤ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ تَشۡہَدُ اَرۡجُلُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ۶۵

اس دن یعنی قیامت کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے (کہ وہ بول نہ سکیں) اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے۔ اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے۔

ثابت ہوا کہ اگر ہم نے اعضاء کو گناہوں میں استعمال کیا۔ تو کل قیامت کے روز یہی ہمارے اپنے اعضاء ہمارے دشمن بن جائیں گے اور ہمارے خلاف بارگاہِ الٰہی میں گواہی دیں گے۔ لہٰذا آج موقع ہے۔ ہم ان اعضاء کو نیک کاموں میں استعمال کریں۔ اور ان کو گناہوں کے کاموں میں استعمال کرنے سے بچائیں وہ اعضاء جن سے اکثر ہم گناہ کرتے ہیں۔ وہ سات ہیں (۱) آنکھ (۲) کان (۳) زبان (۴) پیٹ (۵) شرم گاہ۔ (۶) ہاتھ (۷) پاؤں۔

آنکھ کے گناہ

آنکھ کو خالق کائنات نے اس لئے پیدا فرمایا ہے۔ کہ آنکھ سے ہم اندھیروں اور روشنی میں اپنے ضروری کام سرانجام دیں زمین و

Marfat.com

آسماں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ دیکھیں۔ عجائبات کائنات کا مشاہدہ کریں اور زبان سے یہ کہیں۔ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ط اے پروردگار تو نے ان آسمانوں وزمینوں کو بے کار نہیں فرمایا۔ نیز ان آنکھوں سے اولیاء وعلماء مشائخ کے چہروں کو دیکھیں۔ قرآن پاک کی سورتوں کو دیکھیں۔ آنکھیں اس لیے نہیں پیدا کی گئیں۔ کہ نامحرم عورت کے حسن وجمال کو بنظر شہوت دیکھا جائے۔ بلکہ جب کوئی نامحرم عورت نظر کے سامنے آ بھی جائے تو آنکھیں بند کر لیں۔ اور اس کی طرف نگاہ نہ ڈالیں۔ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ہ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (پ۱۸ سورۃ نور)

ترجمہ: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ایماندار مردوں کو حکم دیجیے کہ وہ اپنی نظریں نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (اور زنا وحرام سے بچیں) یہ ان کے لیے بہت پاکیزگی اور ستھرے پن کی بات ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ کہ تم لوگ کرتے ہو۔ اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں کو حکم کیجیے کہ وہ اپنی نظریں نیچے رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔"

حدیث پاک میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس پر جو نظر بد کرتا ہے۔ اور اس پر جس کی طرف کی گئی ہے۔"

یہاں بھی بدنظری سے روکا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے۔ اور اس کو جو دلوں میں چھپی ہوئی ہیں۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ نگاہ آنکھ ابلیس کے تیروں میں ایک زہر سے بجھا ہوا تیر ہے۔ اس لئے کہ ناجائز تعلقات آنکھ کے دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ لوگوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ زنا کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ آنکھوں سے۔ کیمیائے سعادت صـ۲۶۴ ۔

یعنی اگر مرد نامحرم عورت کو نہ دیکھے گا نہ تو اس کی محبت دل میں آئے گی اور نہ ہی زنا جیسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فرج کی طرح آنکھ بھی زنا کرتی ہے۔ اور آنکھ کا زنا اُس کا دیکھنا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حکایت ایک شخص حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ راہ چلتے ہوئے اس کی نگاہ ایک نامحرم عورت پر پڑ چکی تھی۔ تو ان کو دیکھ کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ بعض انسان میرے پاس اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کے نشان پائے جاتے ہیں ایک دوسرے نے عرض کیا کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی ہے (جس سے آپ نے یہ جان لیا ہے) آپ نے فرمایا وحی تو بند ہو چکی ہے۔ مگر میں اپنی ایمانی فراست سے یہ بات جانتا ہوں۔ (نزہۃ المجالس صـ۱۱ و جمال الاولیاء صـ۲۰)

اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ ۔ مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ جمال الاولیاء صـ۲۱ نزہۃ المجالس صـ۱۱

معلوم ہوا کہ شہوت سے دیکھنا بھی آنکھ کا زنا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ بزرگان دین کے سامنے پوشیدہ شے بھی ظاہر معلوم ہوتی ہے۔

حکایت ایک شخص ایک جامع مسجد میں داخل ہوا۔ اور وہاں کے دو امام حضرت

Marfat.com

امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف رکھتے تھے۔ شخص مذکور نماز میں مشغول ہوا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نورِ فراست سے جانتا ہوں کہ یہ شخص نجار ہے۔ حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے نورِ فراست سے جانتا ہوں کہ یہ شخص حداد (لوہار) ہے۔ جب وہ شخص نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے کسب کے متعلق پوچھا گیا۔ تو اس نے بتایا کہ اس سے قبل میں نجاری کا کام کرتا تھا۔ اور اس سال لوہار کا کام کرنا شروع کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ دونوں اماموں کی فراست صحیح تھی نزھۃ المجالس صفحہ ۱۱ حصہ اول۔ آمدم برسرِ مطلب۔ اگر کوئی شخص کسی عورت پر قادر ہو کر زنا سے بچ جائے تو قیامت کے روز جہاں سخت گرمی ہو گی۔ اور عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا تو یہ شخص اس عرش الٰہی کے سایہ میں آرام کرے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۶۸۔

حکایت حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نہایت حسین و جمیل تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں حج کرنے کے لئے جب مدینہ طیبہ سے باہر نکلا اور مقام ابوا میں قیام کیا۔ تو میرا دوسرا ساتھی کچھ جنس خریدنے کے لئے چلا گیا۔ اور میں اس مقام میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ ایک خوبصورت عورت آئی جس کا چہرہ سورج و قمر کی طرح چمک رہا تھا۔ اس نے مجھ کو کچھ کہا۔ میں نے سمجھا کہ یہ عورت روٹی طلب کرتی ہے۔ اس لئے میں نے اس کے سامنے روٹی پیش کی۔ اس نے کہا کہ میں روٹی کی طلب گار نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہ چاہتی ہوں۔ جو عورتیں مردوں سے چاہتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر اپنا سر جھکا یا اور رونے لگا۔ اور اتنا رویا کہ وہ عورت چلی گئی۔ جب میرا رفیق سفر واپس آیا تو اس نے مجھ پر رونے کا اثر دیکھا کہا معاملہ کیا ہے۔ میں نے پہلے تو اس معاملہ کو صیغہ راز میں رکھا اور کہا۔ کہ بچوں کا خیال دل میں آگیا ہے۔ جس سے طبیعت پریشان ہو گئی ہے۔ ساتھی نے کہا یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ آپ بال بچوں سے فارغ البال ہیں ضرور کوئی سانحہ پیش آیا ہے۔ وہ بتاؤ آخر مجھے سارا واقعہ بیان کرنا پڑا۔ میرا

Marfat.com

ساتھی یہ واقعہ سن کر رونے لگا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔ جو تو نے کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں جب ہم مکہ معظمہ پہنچے طواف وسعی سے فارغ ہوئے اور حجرہ میں قیام کیا۔ تو میں سو گیا۔ میں نے خواب میں ایک حسین شخص کو دیکھا میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں یوسف علیہ السلام ہوں۔ میں نے پوچھا یوسف علیہ السلام۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ میں یوسف علیہ السلام ہوں۔ میں نے ان کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ حضرت زلیخا کے ساتھ آپ کا قصہ نہایت عجیب ہے۔ تو آپ نے فرمایا اے سلیمان بن بشار تمہارا قصہ اس عورت کے ساتھ بہت عجیب ہے۔ (کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام معصوم تھے۔ اور یہ شخص باوجود معصوم نہ ہونے کے زنا سے بچنا ان کا بڑا کمال تھا کیمیائے سعادت ۲۶۵۔ ثابت ہوا کہ جو شخص زنا سے بچتا ہے۔ وہ یوسف علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتا۔)

حکایت

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے ہمسایہ کی کنیز پر عاشق تھے۔ ایک دفعہ وہ لونڈی کسی کام کے لئے ایک کھیت میں گئی۔ قصاب عاشق کو پتہ چلا۔ یہ بھی اس جگہ پہنچ گیا۔ اور لونڈی سے لپٹ گیا۔ لونڈی نے کہا۔ اور خوب کہا۔ اے شخص میں تجھ کو بہت پسند کرتی ہوں۔ اور میرے دل میں تیری اتنی محبت ہے۔ کہ اتنی محبت تیرے دل میں میری نہ ہوگی۔ مگر اس کے باوجود میں اپنے مالک حقیقی خدائے قدوس و برتر سے بہت ڈرتی ہوں۔ قصاب نے کہا اے معشوقہ اگر تو باوجود عورت ہونے کے، اپنے خدا سے ڈرتی ہے۔ تو میں مرد ہو کر اپنے اللہ تعالیٰ سے نہ ڈروں قصاب نے یہ کہہ کر توبہ کی۔ اور اپنے اس فعل پر بڑا نادم ہوا۔ عورت کو چھوڑ کر چل پڑا۔ راستے میں اس پر اتنی پیاس غالب ہوئی۔ کہ ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا۔ اتنے میں پیچھے سے ایک حضرت تشریف لائے۔ جو پیغمبر وقت کا قاصد تھا۔ اس نے قصاب کے اضطراب کو دیکھ کر پوچھا۔ کہ کیا مصیبت تجھ پر نازل ہوئی ہے۔

Marfat.com

کہ بے تاب نظر آتا ہے۔ قصاب نے جواب دیا۔ میں پیاس کی وجہ سے بے تاب ہو رہا ہوں۔ قاصد نے کہا۔ آؤ میں اور تو دونوں دعا کریں۔ کہ پروردگار ہم پر منزلِ مقصود تک سایہ فرمائے۔ قصاب نے کہا بھائی میں تو ایک گنہگار انسان ہوں۔ البتہ تم دُعا کرو۔ اور میں آمین کہوں گا۔ اس پر قاصد نے دُعا کرنی شروع کی۔ اور قصاب نے آمین کہنی شروع کی۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ کہ یہ ابھی دعا مانگ رہے تھے۔ کہ ایک بادل اُٹھا۔ اُن کے سروں پر سایہ کرنے لگا۔ انہوں نے اس سایہ میں چلنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں ان دونوں نے آپس میں جدا ہونا تھا۔ جب دونوں جدا ہوئے اور اپنے اپنے راستے پہ چلنے لگے۔ تو بادل کا سایہ قصاب کے ساتھ چلنے لگا۔ اور وہ قاصد دُھوپ میں رہ گیا۔ اس نے قصاب سے پوچھا۔ اے جوان تُو تو کہتا تھا۔ کہ میں عابد نہیں ہوں۔ ایک گنہگار انسان ہوں۔ لیکن اب معلوم ہوا۔ کہ تُو تو کوئی مقبول انسان تھا۔ کہ بادل کا سایہ تیرے سر پر ہے۔ اور مجھ سے جُدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا مجھے اپنا نیک عمل بتا۔ قصاب نے کہا اور تو کوئی نیک عمل معلوم نہیں صرف اتنی بات ہے۔ کہ میں نے ایک لونڈی کے کہنے سے ابھی زنا سے توبہ کی ہے۔ اس قاصد نے کہا۔ کہ یہ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان تائب کو اپنا مقبول بنا لیتا ہے۔ کیمیائے سعادت ص۱۳۱

معلوم ہوا کہ زنا سے بچنے والا جیسا کہ قیامت میں سایہ رحمت میں ہوگا۔ دنیا میں بھی سایہ میں رہے گا۔

کان کی حفاظت

خدائے قدوس نے کانوں میں قوت سماعی اس لئے عطا فرمائی۔ کہ ان کانوں سے اپنے رب العالمین کا قرآن پاک اور رسول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کو سُنے۔ اور اولیائے اللہ کی حکیمانہ باتیں سُنے اور علماء سے علم کی باتیں اور احکام و مسائل سُنے۔ اے انسان تجھ پر کانوں کی نعمت اس لئے نہیں دی گئی۔ کہ ان سے جھوٹ اور بیہودہ باتیں اور غیبت سُنے

Marfat.com

حدیث پاک میں ہے۔ کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

زبان کی حفاظت

رب العالمین نے انسان کو زبان کی نعمت اس لئے عنایت فرمائی۔ کہ انسان اس زبان سے اپنے رب کریم کا ذکر کثرت سے کرے۔ اور قرآن پاک پڑھے۔ درود پاک تسبیح وتہلیل پڑھے۔ اے انسان تجھ کو زبان اس لئے نہیں دی گئی۔ کہ اس سے بیہودہ باتیں بکواس بکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ

ترجمہ: بہت سی پوشیدہ باتوں میں اچھائی نہیں، مگر بھلائی اس شخص کے مشورے میں ہے کہ جو خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے۔ اگر کوئی انسان اچھی بات زبان سے نہیں کہہ سکتا۔ تو اس کو خاموشی اختیار کر لینی چاہئے۔ کیونکہ خاموشی میں اس کی نجات ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ مَنْ سَكَتَ نَجَا۔ رواہ احمد والترمذی (مشکوٰۃ شریف ص۴۱۳) جس نے خاموشی اختیار کی۔ اس نے نجات پائی۔

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۱۴) مرد کا خاموشی اختیار کرنا۔ ساٹھ سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ مَا النَّجَاةُ قَالَ أَمْلِكْ لِسَانَكَ مشکوٰۃ ص۴۱۳ نجات کس میں ہے فرمایا اپنی زبان کی حفاظت کرو۔

ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ تمام اعمال میں کونسا عمل افضل ہے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک منہ سے باہر نکالی۔ اور اس پر انگلی رکھ کر اشارہ سے بتایا کہ خاموشی۔ کیمیائے سعادت ص۳۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ عبادتیں دس ہیں اُن میں سے نو خاموشی میں ہیں۔ اور ایک لوگوں سے بھاگنا ہے۔ کیمیائے سعادت ص۳۷۱۔
لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اپنی زبان سے اچھی بات نہیں کرسکتا۔ تو اس پہ خاموشی کی مُہر لگا دے۔

اپنی زبان کو آٹھ چیزوں سے بچانا ضروری ہے

(۱) اوّل زبان کو لایعنی باتوں سے۔ کہ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالے۔ جس کی ضرورت نہ ہو۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ (مشکوٰۃ شریف ص۴۱۳۔ یعنی جو بات ضروری نہ ہو۔ اس کا ترک کرنا حسنِ اسلام میں داخل ہے۔ کاش کہ ہم لوگ اپنا سارا عزیز وقت لایعنی باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔

حکایت

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ ایک سال متواتر حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اور دیکھتے رہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے ہیں۔ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں آتا تھا۔ کہ پوچھیں کہ آپ کیا چیز بناتے ہیں مگر اس خیال سے کہ اس سوال کا کوئی فائدہ نہیں۔ خاموش ہو جاتے تھے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے زرہ مکمل کر لی۔ اور حضرت لقمان کو خود بتایا۔ کہ یہ لڑائی کے واسطے اچھا لباس ہے۔ تب حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعی بہتر ہے کیمیائے سعادت ص۳۷۲۔ حدیث پاک میں ہے۔ کہ ایک نوجوان اُحد میں شہید ہو گیا جب لوگوں نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے اس کے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ اس کی ماں نے اس کے چہرے سے خاک جھاڑ کر کہا۔ هَنِيْئًا لَّكَ الْجَنَّةُ۔ تجھے جنت مبارک ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے شخص کی ماں تجھے کیا خبر لَعَلَّهٗ كَانَ يَتَكَلَّمُ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ۔ ممکن ہے کہ اس نے کوئی لایعنی بات کی ہو۔ کیمیائے سعادت ص۳۷۲۔ نزہۃ المجالس ص۱۱۸۔) مطلب یہ ہے کہ لایعنی باتوں کا بھی اس سے حساب لیا جائے گا۔

Marfat.com

پیارے سنی بھائیو! اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے بچایا کرو۔

۲۔ دوسری چیز جس سے زبان کو پاک رکھنا ضروری ہے۔ فحش کلامی سے منہ گندہ ہو جاتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فحش کلامی کرنے والے پر بہشت حرام ہے اور فرمایا کہ دوزخ میں کچھ لوگ جائیں گے کہ جن کے منہ سے پلیدی نکلے گی اور اس کی گندگی سے تمام اہل دوزخ فریاد کریں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ یہ کون ہے۔ تو کہا جائیگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فحش کلامی کرتے تھے اور فحش کلامی کو دوست رکھتے تھے کیمیائے سعادت ص۳۰۴

حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص فحش کلامی دنیا میں کرے گا۔ قیامت کے روز کتے کی شکل میں ہوگا۔ کیمیائے سعادت ص۳۰۵

۳۔ تیسری چیز جس سے زبان کو بچانا ضروری ہے۔ لعنت کرنا ہے مسلمان کو چاہئے کہ اپنی زبان سے کسی پر لعنت نہ کرے۔ خواہ انسان ہو یا حیوان یا اور کوئی چیز۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ مومن لعنت نہیں کرتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۱۳)

ایک سفر میں ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ اس نے ایک اونٹ پر لعنت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس اونٹ کو ننگا کر کے قافلہ سے باہر نکال دو کیونکہ یہ ملعون ہے۔ ایک عرصہ تک وہ اونٹ ادھر ادھر پھرتا رہا۔ اور کوئی شخص اس کے نزدیک نہ گیا۔ کیمیائے سعادت ص۳۰۵

جو شخص کسی پر لعنت کرتا ہے۔ اگر وہ لعنت کے قابل ہے۔ تو لعنت اس پر واقع ہو جاتی ہے۔ اگر وہ لعنت کے قابل نہیں تو لعنت لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّہٗ مَنْ لَعَنَ شَیْئًا لَیْسَ لَہٗ بِاَھْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَۃُ عَلَیْہِ۔ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص۴۱۳)

Marfat.com

مسئلہ :۔ کسی معین شخص پر لعنت کرنی جائز نہیں۔ البتہ وہ شخص جس کی موت کفر پر یقینی طور پہ واقع ہوئی ہو۔ اس پر لعنت جائز ہے جیسے فرعون، ابوجہل، شداد وغیرہ۔ ہاں کلی طور پر لعنت جائز۔ مثلاً یوں کہے ظالموں پر لعنت کافروں پر لعنت۔ فاسقوں پہ لعنت، جھوٹوں پر لعنت ہو کیمیا سعادت ص۳۷۶۔

۴ ۔ جو چیز جس سے زبان کو بچانا ضروری ہے۔ وہ استہزا ہے کہ کسی کی باتوں پہ ہنسنا اور اس کے افعال و اقوال کی نقل اتارنا۔ تاکہ دوسرے لوگ ہنسیں۔ اگر اس سے وہ شخص رنجیدہ اور ناراض ہوتا ہے۔ تو حرام ہے۔ رب العالمین کا ارشاد ہے۔

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ پ۲۶ (۱۱)

ترجمہ: یعنی کسی کی ہنسی نہ اُڑاؤ شاید وہ تم سے بہتر ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو لوگوں سے استہزا کرتے ہیں۔ اور اُن کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ تو ان کے لئے روزِ قیامت بہشت کا دروازہ کھولا جائیگا۔ اور ان کو داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ جب وہ دروازہ میں داخل ہونا چاہیں گے۔ انہیں داخل ہونے سے روک دیا جائے گا۔ جب وہاں سے واپس پھیریں گے۔ تو بہشت کا دوسرا دروازہ کھول کر ان کو بلائیں گے، لیکن جب وہ نزدیک جائیں گے تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ چنانچہ چند بار ان سے ایسا کیا جائے گا۔ آخر وہ نااُمید ہو جائیں گے۔ اب جب کہ ان کو بلایا جائے گا تو وہ نہ آئیں گے (یہ ہے سزا ان کو اس استہزاء کی۔ جو وہ دُنیا میں لوگوں سے کرتے تھے) العیاذ باللہ رب العالمین کیمیائے سعادت ص۳۷۶

۵ ۔ جس سے زبان کو روکنا ازبس ضروری ہے وہ غیبت ہے۔ مگر کاش ہماری اکثر مجلس غیبت سے خالی نہیں ہوتی حالانکہ غیبت ایک وبال عظیم ہے۔ حق تعالیٰ نے خود اپنی کلام میں غیبت کی برائی بیان فرمائی۔ اور منع فرمایا۔ ارشاد ہے۔

لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا

Marfat.com

نَكْرِهْتُمُوْهُ پ ۲۶ س حجرات ۔ ترجمہ: تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی مردہ کا گوشت کھائے پس تم اس کو ناپسند ہی کروگے۔

یہاں غیبت کرنے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ لہٰذا انسان کو ایسی بُری چیز سے بچنا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں حاضر تھے ایک شخص اُٹھ کر چلا گیا۔ ایک دوسرے نے اس کی غیبت کی۔ تو سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَخَلَّلْ۔ اے شخص اپنے دانتوں کا خلال کر۔ تو شخص مذکور نے عرض کی۔ مِمَّا اَتَخَلَّلُ مَا اَكَلْتُ لَحْمًا حضور کس چیز کا خلال کروں۔ گوشت تو میں نے کھایا ہی نہیں ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ تو نے غیبت کر کے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے لہٰذا خلال کرو۔

غیبت زنا سے بدتر ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیبت سے دُور رہو۔ کیونکہ زنا سے بدتر ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قِيْلَ كَيْفَ قَالَ الرَّجُلُ يَزْنِيْ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَ لَهٗ صَاحِبُهٗ۔ (زواجر ص۹) ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے بدتر ہے۔ کسی نے عرض کی آقا یا رسول اللہ کیسے۔ فرمایا مرد زنا کرتا ہے۔ جب توبہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ مگر غیبت کرنے والے کی مغفرت نہیں ہوتی جب تک کہ اس کا صاحب معافی نہ دے۔ یعنی جس کی غیبت کی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں معراج کی رات ایک ایسے گروہ پر گذرا جو اپنے ناخنوں سے اپنے چہرے کا گوشت نوچ رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جواب ملا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں۔ کیمیائے سعادت ص۳۱۵

حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ جو شخص غیبت سے توبہ

Marfat.com

کر کے مرگیا۔ وہ سب سے آخر بہشت میں جائے گا۔ اگر بغیر توبہ کے مرگیا۔ تو سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔ کیمیائے سعادت ص۲۸۵۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ہمراہ دو قبروں کے پاس سے گذرے۔ اور فرمایا ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور فرمایا وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیْرٍ کسی گناہ کبیرہ کی وجہ سے ان کو عذاب نہیں ہو رہا ہے یعنی تمہارے نزدیک وہ کبیرہ گناہ نہیں اگرچہ وہ نفس الامر میں کبیرہ ہیں۔ پھر فرمایا ایک کو غیبت کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے۔ کہ وہ پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا پھر آپؐ نے ایک ہری ٹہنی کے دو ٹکڑے کر کے ان کی قبروں پہ گاڑ دیئے۔ اور فرمایا جب تک یہ خشک نہ ہوں گے۔ ان پہ عذاب کی تخفیف رہے گی۔ رواہ احمد۔ کیمیائے سعادت ص۲۸۵۔ غیبت کرنی جیسے حرام ہے۔ ایسے ہی غیبت سننی بھی ناجائز ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں

غیبت وہ ہے۔ جو بات کسی شخص کے بارے میں اس کی عدم موجودگی میں کہی جائے۔ اور وہ بات ایسی ہے۔ کہ اگر اس کی موجودگی میں کرتے۔ تو وہ ضرور ناراض ہوتا۔ اگرچہ وہ سچ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر جھوٹ ہو تو اسے بہتان کہا جاتا ہے۔ جو غیبت سے بھی سخت برا ہے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ احیاء ج ۳

۶۔ جس چیز سے زبان کو بچانا ضروری ہے وہ جھوٹا وعدہ ہے۔ جب کسی سے وعدہ کیا جائے تو سچا کرے اور اس کو پورا کرے۔ جھوٹا وعدہ کسی سے نہ کرے سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (مشکوٰۃ شریف ص۱۷)

ترجمہ: جب بات کرے۔ جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے۔ تو اسکے خلاف کرے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے۔ تو خیانت کرے۔"

سچا وعدہ کرنا۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین کا شعار ہے۔ رب کریم نے

Marfat.com

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تعریف فرمائی اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ بیشک تم وعدہ میں سچے تھے۔

اسی طرح ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور آپ سے وعدہ کیا کہ میں فلاں جگہ آپ کے پاس آؤں گا۔ لیکن وہ شخص اپنا وعدہ بھول گیا۔ پہلے دن بھی نہ آیا۔ دوسرے دن بھی نہ آیا تیسرے دن وہ مقام موعود پر پہنچا تو دیکھا کہ حضور آقائے نعمت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ انتظار فرمار ہے ہیں۔ آپ نے اسے فرمایا اے شخص میں تین دن سے یہاں تیرا انتظار کر رہا ہوں (نزہۃ المجالس ص حصہ دوم)

۷۔ جس چیز سے زبان کو بچانا ضروری ہے وہ جھوٹ اور جھوٹی قسم کھانا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ کہ جھوٹوں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت۔ گویا جھوٹا انسان اپنے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے دُور اور محروم ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب انسان بار بار جھوٹ بولتا ہے۔ تو حق تعالیٰ کے نزدیک اس کا نام جھوٹوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا تجار فجار ہیں۔ تاجر لوگ فاجر اور گنہگار ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا۔ وہ کس طرح آقا یا رسول اللہ کیا بیع حلال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تاجر لوگ فاجر اس لئے ہیں کہ وہ وقت بیع جھوٹی قسمیں بہت کھاتے ہیں۔ اور جب بات کرتے ہیں۔ تو جھوٹ کرتے ہیں (کیمیائے سعادت ص)

اگر تاجر وقت تجارت سچ بولے۔ اور بیع میں جو عیب ہیں۔ اسے بیان کر دے۔ تو وہ قیامت کے روز انبیائے کرام کے ساتھ ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک التاجر الصدوق مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ رواہ الترمذی۔ نزہتہ المجالس

حضرت عبداللہ جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مومن بھی زنا کرتا ہے۔ فرمایا شاید کر بیٹھے۔ پھر عرض کی کیا مومن جھوٹ بولتا ہے۔

Marfat.com

فرمایا نہیں پھر آپ نے یہ آیت بطور استدلال پڑھی۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی جھوٹ بولنا انہی لوگوں کا شیوہ ہے جو ایماندار نہیں ہیں۔ کیمیائے سعادت ص ۳۸۱

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا لڑکا کھیلنے کے جا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا میں تجھے کچھ دوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شانۂ عالیہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا دو گے۔ میں نے عرض کی کھجور۔ آپ نے فرمایا اگر کھجور نہ دیتے تو تمہارے اعمال نامہ میں جھوٹ لکھا جاتا (کیمیائے سعادت ص ۳۸۱)

حکایت

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے طالب علمی کے زمانہ میں ایک محدث کے پاس حدیث پاک پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس محدث کی گھوڑی بھاگ گئی وہ گھوڑی کو پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے گیا اور اپنی چادر سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ گویا اس چادر میں کوئی چارہ وغیرہ ہے۔ گھوڑی چارہ سمجھ کر واپس آگئی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس محدث سے پوچھا۔ کیا آپ کی چادر میں چارہ تھا۔ اس نے کہا نہیں چارہ وغیرہ تو کوئی نہ تھا۔ محض گھوڑی پکڑنے کے لئے ایک بہانہ بنایا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ میں ایسے شخص سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں پڑھتا۔ جو جانوروں پہ جھوٹ بولتا ہے۔ نزھتہ المجالس ص ۱۱۹۔

حکایت

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اکابر اولیاء کرام سے تھے۔ ایک نحوی سے علم نحو پڑھنا شروع کیا تو استاد صاحب نے کہا۔ ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا زید نے عمرو کو فی الواقع مارا ہے۔ نحوی نے کہا مارا تو نہیں بلکہ بطور مثال فرمایا۔ آپ نے فرمایا میں ایسے علم کو نہیں پڑھتا جس کے اول میں جھوٹ ہے (نزھتہ المجالس ۱۱۹)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ۔ صدق میں نجات ہے۔ اور کذب میں ہلاکت ہے۔ واقعی سچ میں نجات ہے۔ ایک شخص بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ آقا یا رسول اللہ میں

Marfat.com

مسلمان ہونا چاہتا ہوں مگر مجھ میں زنا، شراب، چوری، جھوٹ کی عادت ہے۔ ان سب کو چھوڑ نہیں سکتا۔ البتہ ان میں سے ایک کو چھوڑ دوں گا۔ آپ نے فرمایا (اچھا) جھوٹ کو چھوڑ دو۔ اس نے وعدہ کیا کہ میں جھوٹ کو چھوڑ دوں گا۔ وعدہ کر کے اپنے گھر چلا گیا۔ چونکہ زنا کرنے کی اسے عادت تھی۔ جب زنا کا ارادہ کیا تو سوچا۔ کہ اگر میں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ کیا تم نے زنا نہیں کیا۔ اگر سچ بولوں گا۔ تو حد جاری ہو گی۔ اگر جھوٹ بولوں۔ تو وعدہ خلافی ہو گی لہٰذا زنا کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ پھر شراب پینے کا ارادہ کیا تو یہی سوچا۔ آخر شراب کو چھوڑ دیا۔ جب رات آئی تو چوری کا ارادہ کیا تو یہی خیال کر کے اس کو بھی چھوڑ دیا۔ پس سچ کی برکت سے زنا جیسا فاحش گناہ سے بچ گیا۔ شراب خوری کی مصیبت سے بھی بچ گیا۔ اور چوری بھی چھوڑ دی۔ نزہتہ المجالس ص۱۱۹

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل صحیح ہے۔ اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِکُ۔ سچ میں نجات ہے۔ جھوٹ میں ہلاکت ہے۔

حکایت

حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت بیویاں تھیں ایک رات سب بیویوں کے پاس تشریف لے گئے تاکہ ہر عورت سے رب کریم ولد صالح عطا فرمائے۔ قدرت خدا کہ ایک بچہ پیدا ہوا جس کا صرف ایک پاؤں تھا۔ اور صرف ایک ہاتھ تھا۔ دوسرا ہاتھ نہ تھا۔ صرف ایک آنکھ دوسری آنکھ نہ تھی۔ یہ بات حضرت سلیمان پر شاق گذری۔ آپ نے اپنے وزیر آصف برخیا رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا۔ وزیر موصوف نے عرض کی آپ ایسا کریں۔ کہ ایک جگہ میں آپ اور بچہ کی والدہ اکٹھے ہوں۔ اور ہر ایک ایک سچی بات کرے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ رب تعالیٰ اس سچ کی برکت سے بچہ کو تندرست کر دے۔ چنانچہ تینوں حضرات ایک مقام پر اکٹھے ہوئے۔ اور ایک ایک سچی بات بیان کرنی شروع کی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کوئی

Marfat.com

مشرق و مغرب کا بادشاہ ہوں کسی چیز کی کمی نہیں ہے مگر اس کے باوجود میں ہدیہ کو پسند رکھتا ہوں۔ حضرت آصف بن برخیا وزیر نے کہا میں زبان سے تو کہتا ہوں کہ مجھے وزارت کا عہدہ پسند نہیں۔ مگر دل میں اس کی خواہش ہے۔ بچہ کی والدہ بولی۔ اے سلیمان علیہ السلام اگرچہ آپ مشرق و مغرب کے بادشاہ ہیں اور ہر دولت کے مالک ہو مگر سفید داڑھی والے ہو۔ اگر بالکل فقیر ہوتے اور داڑھی سیاہ ہوتی۔ تو فقیری مجھے بادشاہی سے زیادہ پسند تھی۔ اس کے بعد انہوں نے دعا مانگی۔ الٰہی اس سچ کی برکت سے ہمارے اس ناتمام بچے کو تمام کر دے دعا مانگنے کی دیر تھی۔ کہ بچہ بالکل تندرست ہو گیا۔ اور اسکے اعضاء تمام ہو گئے۔

۸ - جس چیز سے زبان کی حفاظت ضروری ہے۔ وہ چغل خوری اور غمازی ہے۔ یہ ایک بہت بری عادت ہے۔ اس سے دو شخصوں کے درمیان خواہ مخواہ عداوت بڑھتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ۔ خرابی ہے۔ واسطے چغلخور کے (پ ۳۰)

حدیث پاک میں ہے۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے بدترین شخص وہ ہے۔ جو چغل خوری کرتا ہے۔ کیمیائے سعادت ص ۳۹۲۔

ایک دفعہ بنی اسرائیل کی قوم میں قحط پڑا۔ لوگ بڑے تنگ آ گئے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اسرائیل کو نماز استسقاء پڑھائی تاکہ اللہ تعالیٰ رحم فرما کر بارش عنایت فرمائے۔ مگر بارش نہ ہوئی۔ دوسرے روز پھر نماز پڑھائی گئی۔ اور بارش نہ ہوئی حتیٰ کہ چند روز نماز پڑھنے کے باوجود بارش نہ ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے۔ تب وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔ کیونکہ تم میں ایک چغل خور ہے۔ آپ نے عرض کی یا اللہ وہ کون ہے۔ تاکہ اس کو باہر نکال دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں جب چغلخوری کو برا جانتا ہوں۔ تو کیسے بتا کر چغل خوری کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب مجمع کو حکم دیا۔ کہ خالص دل سے چغل خوری سے توبہ کریں۔ سب نے

Marfat.com

چغل خوری سے توبہ کی۔ ادھر مجمع نے توبہ کی ادھر بارش برسنی شروع ہوگئی (کیمیائے سعادت[۳۱۳] نزہتہ المجالس[۱۲۶])

حکایت ایک شخص اپنا ایک غلام فروخت کر رہا تھا۔ جو قد و قامت میں عمدہ تھا۔ مگر مالک لوگوں سے کہتا تھا۔ کہ اس غلام میں سوائے ایک عیب کے اور کوئی عیب نہیں۔ صرف چغل خور ہے۔ ایک گاہک نے یہ سمجھ کر کہ غلام اچھا کام کرنے والا ہے۔ صرف چغل خور ہے۔ ہمارا کیا بگاڑے گا۔ خرید لیا اور گھر لے آیا۔ ایک روز اس غلام نے اپنے مالک کی بیوی سے کہنے لگا۔ کہ تیرا خاوند تجھے پسند نہیں رکھتا وہ ایک لونڈی خریدنے والا ہے۔ عورت نے پوچھا اس کا علاج کیا ہے۔ غلام کہنے لگا۔ اس کا علاج آسان ہے۔ کہ جب تیرا شوہر سو جائے تو اس کے حلق کے نیچے سے چند بال اُسترے سے مونڈ کر لا۔ میں ان بالوں پر ایسا منتر پڑھ کر تجھے دوں گا۔ کہ خاوند تیرا مطیع اور عاشق ہو جائے گا۔ عورت کو یہ کہا اور اپنے مالک کو یہ کہا کہ تیری عورت کسی پر عاشق ہے۔ وہ تجھے قتل کرنا چاہتی ہے اگر تجھے شک و شبہ ہو۔ تو رات کو اپنے آپ کو سویا ہوا بنا لے تجھے اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ چنانچہ رات کو اس کا مرد ظاہری طور پر سو گیا۔ اور حقیقت میں جاگتا تھا۔ عورت نے سمجھا۔ کہ وہ سو گیا ہے۔ اس نے اُسترہ لیا۔ اور بال مونڈھنے کے لئے اس کی داڑھی پر ہاتھ رکھا۔ خاوند نے یہ دیکھ کر یقین کر لیا۔ کہ واقعی عورت مجھے قتل کرنا چاہتی ہے۔ اُٹھا اور عورت کو قتل کر ڈالا۔ جب عورت مذکورہ کے رشتہ داروں نے سُنا وہ دوڑے۔ آکر اس مرد کو قتل کر دیا۔ جب مرد کے ورثاء کو پتہ چلا۔ تو دونوں قبیلوں کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور جانبین سے کئی آدمی مارے گئے۔

دوستو! یہ ساری نحوست چغل خوری کی صرف ایک چغلی کا نتیجہ تھی۔
(کیمیائے سعادت صفحہ[۲۹۴] نزہتہ المجالس صفحہ[۱۲۴] حصہ اول)

Marfat.com

تیسرا عضو جو گناہ کا موجب بنتا ہے وہ پیٹ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (پ ۲)

ترجمہ:- اے ایمان والو ہماری دی ہوئی پاکیزہ اور ستھری چیزیں کھاؤ۔"

اس سے پہلے دو عضوؤں کا بیان ہو چکا ہے۔ جو باعث گناہ بنتے ہیں۔ اب تیسرے عضو کا بیان ہے۔ جو موجب گناہ ہے۔ سو وہ پیٹ ہے۔ پیٹ بدن کے لئے ایک حوض ہے۔ اور تمام خواہشات کا منبع ہے۔ اسی پیٹ کی خاطر لوگوں میں باہمی حسد۔ تعصب عداوت کبر و ریا۔ کینہ وغیرہ امراض نفسیانیہ پیدا ہوتے ہیں۔ اگر یہ پیٹ نہ ہوتا۔ تو نہ آپس میں تنازعات ہوتے نہ عداوت ہوتی۔ لہذا پیٹ کی اصلاح ضروری ہے۔ پہلی اصلاح اس کی یہ ہے کہ اس کو کھانے سے بالکل نہ بھرا جائے۔ کیونکہ جب پیٹ کھانے سے بالکل بھر جائے تو طبیعت میں سستی پیدا ہوتی ہے عبادت میں حلاوت اور لطف نہیں آتا۔ مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹروں کی ناز برداری اٹھانی پڑتی ہے اور بہت سارو پیہ ادویات پر صرف ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صحابہؓ کے علاج کے لئے ایک طبیب بھیجا۔ طبیب کافی عرصہ آپ کی خدمت میں رہا۔ مگر کوئی صحابی بیمار نہ ہوا۔ طبیب نے پوچھا۔ کہ تم میں سے کوئی بیمار نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم کو ہمارے طبیب حاذق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نسخہ بتلایا ہے۔ جس کو استعمال کر کے ہم بیمار نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب کچھ اشتہاء باقی ہو۔ کھانا کھانا چھوڑ دو۔ بس ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اور بیماری سے محفوظ رہتے ہیں۔ نیز سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

ثُلُثٌ لِطَّعَامِ۔ وَ ثُلُثٌ لِلشَّرَابِ۔ وَ ثُلُثٌ لِذِكْرِ۔ اور ایک روایت

Marfat.com

میں ہے۔ ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ۔ کیمیائے سعادت ۵۵؁ : ترجمہ:۔ ایک تہائی پیٹ کے کھانے کے لئے اور دوسری تہائی پینے کے لئے۔ اور تیسری اللہ تعالٰے کے ذکر کیلئے یا سانس لینے کے لئے باقی رکھو۔"

معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کھانا کھانا بھی پیٹ بھر کر پسند نہ فرمایا۔ تو اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ حرام کھانے سے پیٹ بھرنا کیسے جائز ہوگا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بدایۃ الہدایہ ص۷۵ پر لکھا ہے کہ حرام کھا کر عبادت کرنا اور علم دین حاصل کرنا ایسا ہے جیسے پاخانہ پر خوبصورت محل تیار کیا جائے۔ مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ حرام اور مشتبہ کھانے سے اپنے پیٹ کو بچائیں۔ ورنہ نہ عبادت میں لطف و ذوق ہوگا۔ اور نہ ہی عبادت درجہ قبولیت حاصل کر سکتی ہے۔ اسی لئے خالق کائنات ایمانداروں کو حلال کھانے کا حکم دیتا ہے۔ ایک مقام پر حکم ہوتا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ ترجمہ: اے ایمان والو ہماری دی ہوئی پاکیزہ اور ستھری چیزیں کھاؤ۔ اور اللہ تعالٰی کا احسان مانو (اس کا شکر کرو) اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔

وہی خدا حرام کھانے سے منع فرماتا ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ پ۲) ترجمہ: اور (اے لوگو) آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق (رشوت، سود، دھوکے وغیرہ کے ذریعہ) نہ کھاؤ۔ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ تم لوگوں کا کچھ مال (حکام کو رشوت دے کر) جان بوجھ کر ناجائز طور پر کھاؤ۔

اس آیت کریمہ میں ہر باطل طریقہ سے کمایا ہوا مال کو حرام فرمایا۔ خواہ لوٹ کر

Marfat.com

یا چوری سے یا جوئے سے یا سود سے حرام تماشوں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی سے۔ یہ سب طریقے حرام ہیں۔ تُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ۔ کا مطلب یہ ہے ناجائز مقدمہ بنا کر حکام کے پاس سے جاؤ۔ اور حکام کو رشوت دے کر دوسرے کا ناحق مال کھالو۔ اس سے رشوت دینا لینا حرام فرمایا گیا۔ حدیث پاک میں رشوت دینے والے، اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی گئی۔ ترمذی و ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ (زواجر ص۱۵۸) طبرانی شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ وَالرَّائِشَ يَعْنِي الَّذِي يَمْشِي بَيْنَهُمَا (زواجر ۱۵۸) ترجمہ: لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے پر اور رشوت دلانے والے پر۔

حاکم نے روایت کی ہے۔ جو حاکم ہو۔ اگرچہ دس انسانوں پر ہی حاکم ہو۔ اور لوگوں کے درمیان حکم کرے۔ قیامت کے روز دربار الٰہی میں اس حال میں حاضر کیا جائے گا۔ کہ اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوں گے اگر اس نے انصاف کیا ہوگا اور رشوت نہ لی ہوگی تو اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر اس نے شریعت کے خلاف حکم کیا ہوگا۔ اور رشوت لی ہوگی۔ تو اسے جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔ پانچ سو سال جہنم میں لڑھکتا جائے گا اور وہ دوزخ کی گہرائی کو نہ پہنچے گا۔ (زواجر ص۱۵۸ ج۲)

اسی طرح حکام کا لوگوں سے تحفہ و تحائف اور ہدیہ لینا حرام ہیں بلکہ ان کے گھر سے ضیافت کھانی بھی حرام ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ هَدَايَا الْعُمَّالِ غُلُولٌ (زواجر ص۱۵۸ حصہ دوم۔) حکام کو ہدیے قبول کرنا خیانت ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

زکوٰۃ کی وصولی کے ایک شخص ابن للتبیہ نامی کو تحصیل دار بنا کر بھیجا۔ جب یہ واپس آئے۔ تو خدمت اقدس میں مال پیش کیا۔ اور کہنے لگا یہ مال تمہارے لئے یعنی بیت المال کے لئے اور یہ مال مجھے ہدیہ کے طور پر ملا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اسی پر لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں نے بعض امور پر ایک شخص کو عامل بنایا اور وہ آکر کہتا ہے کہ یہ مال تمہارے لئے ہے۔ اور یہ مجھ کو بطور ہدیہ ملا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو وہ باپ یا ماں کے گھر بیٹھ جائے۔ اور پھر دیکھے کہ کوئی اس کو ہدیہ دیتا ہے۔ یا نہیں مشکوٰۃ شریف ص۱۵۵

حکایت بنی اسرائیل میں تین حاکم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا۔ اُن کی طرف دو فرشتے بھیجے۔ ایک فرشتہ انسانی صورت بن کر ایک گھوڑی پر سوار ہوا۔ اور اس گھوڑی کا ایک بچہ بھی ساتھ تھا۔ دوسرے فرشتے کے پاس ایک گائے تھی۔ گائے والے نے دعویٰ کیا۔ کہ یہ گھوڑی کا بچہ میرا ہے گھوڑی والے نے کہا کہ یہ بچہ اس گھوڑی کا ہے۔ اور میں اس کا مالک ہوں۔ گائے والے نے کہا نہیں یہ میری گائے کا بچہ ہے۔ دونوں نے ایک مجسٹریٹ کے پاس گئے اور فیصلہ چاہا۔ گائے والے نے مجسٹریٹ کو رشوت دے دی۔ لہٰذا مجسٹریٹ نے حکم سنایا۔ کہ یہ بچہ اس گائے کا ہے۔ اور گائے والا اس کا مالک ہے دوسرے نے بڑا واویلا کیا۔ مگر کچھ نہ سنی گئی۔ پھر وہ دونوں ایک اور حاکم کے پاس گئے۔ گائے والے نے اس کو بھی رشوت دے دی۔ اس نے بھی گھوڑی والے کا بچہ گائے والے کو دلوایا۔ پھر وہ تیسرے حاکم کے پاس گئے۔ اپنے مقدمہ کی تفصیل بیان کی۔ حاکم نے سُن کر کہا مجھے حیض آرہا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کیا مرد کو بھی حیض آتا ہے۔ حاکم نے جواب دیا کیا گائے بھی گھوڑی کا بچہ جنتی ہے فرشتوں نے کہا کہ پہلے دونوں حاکم دوزخ میں جائیں گے۔ اور تیسرا حاکم جنت میں جائے گا (نزہتہ المجالس ص۲۵ حصہ دوم۔

Marfat.com

اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِمَامٌ جَائِرٌ۔ روہ الطبرانی نزہتہ المجالس ص۹ حصہ دوم)
قیامت کے روز سب سے سخت عذاب بادشاہ ظالم اور ناانصاف کو ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمارے حاکموں کو عادل بنائے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔ باطل اور ناجائز طریق سے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔ ان باطل طریقوں میں ایک سود خوری بھی ہے۔ سود ایک ایسا حرام قطعی ہے۔ جس کا منکر کافر اور حرام سمجھ کر کھانے والا فاسق مردودۃ الشہادۃ ہے۔ (بہار شریعت حصہ یازدہم) انہی سود خوروں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے
اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (پ۳ سورہ بقرہ)
ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن کھڑے نہ ہوں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان چھو کر دیوانہ کر دیتا ہے۔ یہ سزا اس لئے ہے کہ انہوں نے کہا کہ خرید و فروخت کرنا بھی تو سود ہی جیسا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ تو جس کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے یہ نصیحت پہنچ جائے اور وہ (سود سے) باز آجائے تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا تو اس کے لئے معاف ہے اور اس کا کام اللہ کے حوالے ہے۔ اور جو کوئی پھر بھی سود لیوے پس وہ دوزخی ہیں اور وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔
روایت میں ہے کہ جب لوگ قبروں سے نکالے جائیں گے۔ تو تمام لوگ جلدی جلدی نکلیں گے مگر سود خور جب نکلنے کے لئے کھڑا ہوگا۔ تو منہ کے بل گر

Marfat.com

پڑے گا۔ پھر جب کھڑا ہوگا۔ تو پہلو کی جانب گر پڑے گا پھر جب کھڑا ہوگا تو پشت کی جانب گر پڑے گا۔ یہ اس لئے کہ اس کے پیٹ میں سود کا کھایا ہوا مال ہوگا (زواجر ص۱۸۰ حصہ اول)

حدیث پاک میں ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پیٹ کوٹھے کی طرح بڑے بڑے ہیں ان پیٹوں میں سانپ چلتے پھرتے ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل۔ یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا۔ یہ سود خور ہیں (زواجر ص۱۸۱ و بہار شریعت حصہ یازدہم)

اور سود کی برائی سنئے۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دِرْهَمُ رِبُوْا یَّاکُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ زِنْیَةً۔ (رواہ امام احمد و دارقطنی زواجر ص۱۸۲) ترجمہ: ایک درہم سود کا جو شخص جانتے ہوئے کھاتا ہے۔ وہ چھتیس زناؤں سے زیادہ سخت ہے۔

نیز فرمایا اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُهَا اَنْ یَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔ رواہ ابن ماجہ (زواجر ص۱۸۴) سود کا گناہ ستر حصہ ہے۔ ان میں سے کم درجہ یہ ہے۔ کہ کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

لہٰذا جو شخص اپنی ماں سے زنا کرنے کو ایک امر عظیم خیال کرتا ہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ سود کھانے سے توبہ کرے۔ کیونکہ یہ ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی بدتر فعل ہے۔

تنبیہ یہ کوئی خیال نہ کرے۔ کہ یہ وعید فقط سود کھانے والے کے لئے ہے بلکہ سود لینے والا اور سود دینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ بلکہ کاتب گواہ بھی اُسی حکم میں ہیں حدیث پاک میں ہے۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَیْهِ وَقَالَ هُمْ فِیْهِ سَوَاءٌ۔ (رواہ مسلم۔ زواجر ص۱۸۴ حصہ اول)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور سود دینے والے

Marfat.com

اور سود کا کاغذ لکھنے والا اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔

افسوس اس زمانہ میں کوئی کم ہی ہوگا جو سود سے بچا ہوا ہے۔ اسی لئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے خبر دی ہے۔

لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا اٰکِلُ الرِّبَا فَمَنْ لَّمْ یَاْکُلْ اَصَابَہٗ مِنْ غُبَارِہٖ (رواہ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ، زواجر ص۱۸۵ ج ۲)

ترجمہ: کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سود کھانے سے کوئی بھی نہ بچے گا۔ اگر سود نہ کھائے گا۔ تو اس کے بخارات ضرور اس کو پہنچیں گے۔

یعنی سود کی گواہی دے گا۔ یا دستاویز لکھے گا۔ یا سودی روپیہ کسی کو دلانے کی کوشش کرے گا۔ یا سود خوار کے ہاں دعوت کھائے گا یا اس کا ہدیہ قبول کرے گا۔ سو آج وہ دور آگیا ہے کہ سود مختلف شکلوں میں نمودار ہے۔ زمیندارہ بنک۔ قومی بنک۔ نیشنل بنک وغیرہ۔ اور اس پہ غضب یہ ہے۔ کہ لوگ اس کو سود ہی نہیں سمجھتے

سود کھانا بادشاہ حقیقی کے ساتھ جنگ کرنا ہے

سنو۔ خوب غور سے سنو! سود خواری کیا ہے۔ یہ احکم الحاکمین۔ بادشاہ حقیقی کے ساتھ جنگ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پ۳۔ آل عمران)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ جل اعلا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود رہ گیا ہے چھوڑ دو۔ اگر تم مومن ہو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم کو اللہ و رسول کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے (تیار رہو جاؤ)

Marfat.com

سُودی مال میں نفع نہیں

سطحی نظر والے کہتے ہیں! کہ جناب! آج کوئی تجارت یا صنعت یا کوئی معاشی نظام بغیر سود کے چل نہیں سکتا۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ لوگ بنکوں سے روپیہ لے کر تجارت کرتے ہیں۔ کوئی لاکھ پتی بن جاتا ہے۔ اور کوئی کروڑ پتی۔ تم بنکوں سے لین دین کو ناجائز کہتے ہو۔ یہ بات ان لوگوں کی خوش فہمی ہے۔ دراصل معاملہ برعکس ہے۔ سودی کاروبار کو فروغ نہیں۔ آج ظاہری طور پہ نفع نظر آتا ہے۔ مگر یہ نفع نہیں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ یہ سود پہلے سرمایہ کو لے ڈوبے گا۔ ہمارا سچا خدا فرماتا ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

(پ۳ س ال عمران)

ترجمہ: اللہ تعالےٰ سود کو مٹاتا ہے۔ اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔

حضرات! اگر تم میں کوئی سودی کاروبار کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈر کر چھوڑ دے اور اللہ ورسول کا حکم اپنی آنکھوں پہ مانے پھر دیکھنا۔ کہ اس خدا کریم کے کرم کی بارش تم پر کس قدر ہو گی۔

خدائے قدوس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں

وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(پ۲ ع ۱۰ البقر)

اور شاید تم کو کوئی بات ناپسند ہووے اور وہ ہی تمہارے حق میں بہتر ہو اور شاید کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ ہی تمہارے حق میں بُری ہو اور ہر چیز کی برائی بھلائی کو اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

Marfat.com

تجارت میں سچائی اور امانتداری کیوں ضروری ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سچا، امانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی، دارمی، دارقطنی، مشکوٰۃ ص۲۴۳)

حضرت عبید بن رفاعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے جائیں گے، سوائے اس شخص کے جس نے پرہیزگاری سچائی اور راستی سے کام لیا۔

(ترمذی ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۲۴۴)

تشریح:۔ لین دین خرید و فروخت اور تجارت انسان کی ایک ناگزیر ضرورت ہے اس لئے ہر شخص کو کم و بیش تاجروں سے واسطہ پڑتا ہے تاجر حضرات کا کردار اگر صاف ستھرا ہو تو پورے معاشرے پر اس کے اثرات پڑیں گے۔ ہر شخص کو کاروبار میں سکون و اطمینان نصیب ہوگا۔ اور ہر گھر میں رزقِ حلال کی برکتیں ہوں گی۔ اور اگر خدانخواستہ تاجر طبقہ بگڑ جائے اور تجارت کی منڈی میں دھوکا، فریب، جھوٹ، بددیانتی بے ایمانی اور حرص و لالچ کا سکہ چلنے لگے۔ تو اس کے اثرات بھی پورے معاشرے میں پھیل جائیں گے۔ ہر شخص پر بے اطمینانی کی کیفیت طاری ہوگی۔ ہر شخص پر جھوٹ فریب کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ کمانے کی دھن سوار ہوگی، اور ہر گھر پر رزقِ حرام کی نحوست برسے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی معاشرے کے سنوارنے اور بگاڑنے میں تاجر حضرات کا کردار بہت ہی موثر اور دور رس نتائج کا حامل ہوتا ہے۔

Marfat.com

ان کے اسی موثر کردار کے پیش نظر آنحضرت نے اچھے تاجروں کی مدح فرمائی، کہ قیامت کے دن ان کو نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔ اور بُرے تاجروں کی مذمت فرمائی۔ کہ ان کا حشر بدکاروں کے ساتھ ہوگا۔

آپؐ نے اچھے تاجر کی دو علامتیں ذکر فرمائیں۔ سچائی اور ایمانداری۔ اس کے برعکس بُرے تاجر کی دو علامتیں ٹھہریں۔

یعنی غلط بیانی اور بے ایمانی۔

اچھے تاجروں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لائحہ عمل تجویز فرمایا ہے۔ اس کے مختصر نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ رزق حلال حاصل کرنے کی نیت سے خدا، و رسولؐ کا حکم سمجھ کر کاروبار کرے۔ مگر اس میں ایسا ممکن نہ ہو جائے کہ نماز روزہ اور دوسرے فرائض سے غافل ہو جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسب حلال کا طلب کرنا فرض ہے۔ دیگر فرائض کے بعد۔

(بیہقی۔ شعب الایمان، مشکوٰۃ صـ ۲۴۲)

افسوس ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگوں نے پیٹ پوجا کو ہی سب سے بڑا کارنامہ سمجھ لیا ہے۔ دین اور عقل کے سارے تقاضوں کو ایک طرف رکھ کر اس دوزخ کا ایندھن جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ نہ تن بدن کا ہوش ہے۔ نہ نماز روزے کی فرصت، نہ حرام و حلال کی پرواہ ہے۔ اگر کسی سے کہا جائے کہ بھائی کچھ نماز روزہ بھی کیا کرو۔ کچھ خدا تعالیٰ کی یاد بھی کر لیا کرو۔ کچھ آخرت کا سامان بھی کرنے کی فکر کیا کرو کسی وقت اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کے پاس بھی جا بیٹھا کرو۔ تو جواب ملتا ہے اجی! بچوں کا پیٹ پالنا بھی تو عبادت ہے۔ خدا کا حکم ہے، بلاشک یہ بھی عبادت ہے۔ یہ بھی خدا کا حکم ہے

Marfat.com

مگر اپنے ضمیر کو گواہ بنا کر کہئے کہ جب ہم خدا تعالیٰ کے سارے حکموں کو توڑ کر کام کاج کرتے ہیں تو کیا واقعی کیا خدا تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کرتے ہیں۔ نہیں یہ محض ہمارے نفس کا بہانہ ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کرتے تو اس کی رضا کا بھی لحاظ رکھتے، اس کے دوسرے احکام بھی بجالاتے اور اس کاروبار کو رازق تصور نہ کرتے۔

۲۔ جس کاروبار کو شروع کرے اس کے بارے میں یہ معلوم کرلے کہ یہ ناجائز تو نہیں کیونکہ اگر وہ کاروبار ناجائز ہوا تو اس سے جو روزی حاصل ہوگی وہ بھی پاک نہیں ہوگی۔

۳۔ اسی کے ساتھ اس کاروبار سے متعلق ضروری مسائل بھی سیکھ لے۔ خواہ کتابوں میں پڑھ کر یا اہل علم سے پوچھ کر۔ کیونکہ اگر مسائل کا علم نہ ہوگا تو اپنا کاروبار خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہیں کرسکے گا۔ اس لئے کاروبار میں جتنی صورتیں اسے پیش آتی ہیں ان کے بارے میں دریافت کرلیا کرے۔

۴۔ معاملہ میں سچائی اور امانت داری کا طریقہ اختیار کرے ورنہ اس کا نام بدکاروں میں لکھا جائے گا۔ اور اس کے کاروبار میں بھی بے برکتی ہوگی۔

آجکل ہمارے بازاروں میں بددیانتی کی بہت سی صورتیں رائج ہیں۔ مثلاً کسی کو بغیر بتائے عیب دار چیز دے دینا، اچھی چیز بتا کر گھٹیا چیز دے دینا۔ اچھی چیز میں ردّی چیز ملا کر فروخت کردینا، غلط بھاؤ بتا کر گاہک کو پریشان کرنا وغیرہ وغیرہ ـــ اسی بددیانتی کا نتیجہ ہے کہ بھرے بازار میں اجنبی آدمی کو کسی پر اعتماد نہیں ہوتا کہ وہ اس کے ساتھ ٹھگی و بے ایمانی نہیں کرے گا۔ افسوس ہے کہ لوگوں نے بددیانتی کو ہنر بنالیا ہے۔ اور جھوٹ اور بے ایمانی کو تجارت کا سب سے بڑا اصول سمجھ لیا ہے۔

۵۔ کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اکثر غفلت ہوجاتی ہے اور بعض دفعہ

Marfat.com

نادانستہ بھی کوئی بات غلط ہو جاتی ہے ۔ جس کا میل اور زنگ آدمی کے دل پر جم جاتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ توبہ و استغفار کا بھی اہتمام کیا کریں ۔ اور زکواۃ و صدقات واجبہ کے علاوہ بھی کثرت سے کیا کریں تاکہ بازار کا گرد و غبار دھلتا رہے ۔

۶۔ تاجروں کو پورا تولنے اور ناپنے کا بھی بہت اہتمام کرنا چاہیئے ۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جھکتا ہوا تولنا چاہیئے ۔ اس سے تجارت میں برکت ہوتی ہے ۔ بعض لوگ تو قصداً کم تولنے اور کم ناپنے کے عادی ہوتے ہیں ۔ کپڑے کا عرض ایک گز ہے مگر جب اس کو دھویا جائے تو کم ہو جاتا ہے یہ بھی بددیانتی ہے ۔ قرآن کریم میں کم تولنے اور ناپنے والوں کے لئے ہلاکت فرمائی ہے ۔ اور یہ ہلاکت آخرت میں تو ہوگی ہی، دُنیا میں بھی ایسے لوگوں کے چہروں پر لعنت برستی ہے ۔ اور قیامت کے دِن جب ان سے زندگی بھر کے کم تولے ہوئے اور کم ناپی ہوئی کمی کو پورا کرنے کے لئے کہا جائے گا ۔ تب معلوم ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت کے کس گڑھے میں ڈال رہے تھے ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اچھے تاجر بننے کی توفیق دے اور بدکار تاجروں کے شر سے پناہ میں رکھے اور انہیں ہدایت نصیب فرمائے ۔

حضور کا ارشاد گرامی ہے کہ رزق بندہ کو اس طرح ڈھونڈتا جسطرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے

حضور کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی فاسق و فاجر کی نعمت و دولت پر رشک نہ کرو ۔ اس لئے کہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ مرنے کے بعد اسکے ساتھ کیا سلوک ہونیوالا ہے ۔

حضور کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنی روزی میں وسعت اور درازی عمر کا خواہشمند ہو تو اسکو اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے ۔

حضور کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کیساتھ مکر کرے یا ضرر پہنچائے وہ ملعون ہے
حضور نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کیدن ظالم کو ہر طرف سے تاریکی گھیرے گی ۔

Marfat.com

چغلخوری کی برائی سے انسانیت کے امن وسکون اور راحت ومحبت میں خلل پڑتا ہے

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝ (پارہ ۲۹ (سورہ قلم) (آیت ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: اور ہر ایسے شخص کا کہا نہ مانو جو بہت (جھوٹی) قسمیں کھانیوالا ہے۔ بہت طعنے دینے والا بہت اِدہر اُدہر کی لگاتا پھرنے والا۔ چغلخور لوگوں میں فساد ڈالنے والا اور بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار رہے سخت مزاج ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔

برادران اسلام! ذرا اپنی حالت پر غور کرو۔ فرض کرو کہ تمہاری عدم موجودگی میں کوئی تمہارے گھر میں گھس کر تمہارے مال واسباب کو نکال لے جائے اور کسی طرح تمہیں اس چوری کی اطلاع بھی مل جائے تو تمہارے غیظ وغضب کی آگ کس قدر مشتعل ہو گی تمہاری کوشش صرف یہی نہیں ہو گی کہ تمہارا مال تم کو واپس مل جائے بلکہ تمہاری یہ خواہش اور تمنا ہو گی کہ تم اس چور کو پکڑ پاؤ اور اسے اس حرکت پر کافی سزا دو مگر تم نے اپنی حالت پر بھی غور کیا ہے کہ تم دن رات خدائے قدوس کی چوریاں کرتے ہو قصر ایمان میں نقب لگاتے ہو اور نفس کے بہکانے پر جھوٹ، دغا کرو فریب غیبت اور چغلی سے کام لیتے ہو اور ناجائز حرکات سے اپنے دامن کو داغ دار بناتے ہو مگر تمہارے دل میں کبھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ ایک پوشیدہ ذات تمہیں آسمان کی بلندیوں سے تمہیں اور تمہاری ان چوریوں کو دیکھ رہی ہے جس کی زبردست گرفت سے تم کسی طرح بچ نہیں سکتے افسوس! اس غفلت کا برا ہو کہ ہماری روح ہزاروں امراض

Marfat.com

کے ہجوم میں گھری ہوئی ہو مگر ہمیں اپنی روحانی صحت کا ذرا بھر بھی فکر نہیں۔ ان ہلاکت خیز بیماریوں میں سے چغلخوری بھی ہے۔ اس مرض سے ہماری قوم کو بڑا نقصان پہنچا ہے اور اس نے ہمارے اقبال مندی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اس منحوس عادت کی مذمت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ — خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے

پارہ ۳۰ س ھمزہ

اس آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمزہ لمزہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کی چغلیاں کھا کر دوستوں میں تفرق کرا دیتے ہیں (در منثور جلد ششم)

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ہمزہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو لوگوں کے سامنے برائیاں بیان کرتے ہوں اور پیٹھ پیچھے برائی کرنے والوں کو لمزہ کہتے ہیں۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ کسی کی برائی کی طرف آنکھ سے اشارہ کرنے کو ہمزہ اور زبان سے برائی کرنے کو لمزہ کہتے ہیں۔ تفسیر عزیزی آخری پارہ ص ۲۷۷

بہر حال اللہ تعالیٰ نے چغلخوری کی مذمت بیان فرمائی اور ان کے لیے ویل کی سزا بیان فرمائی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت کے پاس گذرے جو پستانوں کے بل لٹکے ہوئے ہیں آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا یہ کون ہیں، انہوں نے عرض کیا یہ چغلخور مرد اور عورتیں ہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ فرمایا ہے (در منثور جلد ششم) اللہ تعالیٰ سورت قلم میں ارشاد فرماتا ہے۔

هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ — بہت طعنے دینے والا بہت ادھر

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ — ادھر لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے

Marfat.com

بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيْمٍ ۙ (پ۲۹ س قلم) — والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خو اس پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زنیم حرام زادہ کو کہتے ہیں جو کسی بات کو نہ چھپائے اور لوگوں کے اسرار دوسروں کو بتلائے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اشارہ ہے کہ جو کوئی کسی کی راز کی بات ظاہر کر دے اور چغلخوری کر دے وہ حرام زادہ ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم ص۱۵۱)

چغل خور کی تعریف پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے چغلخوری کسے کہتے ہیں چغلخوری کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی راز کی بات دوسرے سے کہدی جائے اور اس سے نا اتفاقی کرادی جائے خواہ قول سے ہو یا فعل سے چغلخور کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ذیل ارشادات ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَاءَ الْعَنَتَ

رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص۴۱۵

روایت ہے عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جس وقت دیکھے جائیں خدا یاد آجائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں کہ چغلی کے ساتھ (مجلسوں میں) چلتے ہیں دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں پاک لوگوں سے مشقت اور ہلاکت و فساد چاہتے ہیں یعنی ایک جماعت کو جو گناہ اور فساد و برائی وغیرہ سے پاک ہیں انکو گناہ سے متہم کر کے مشقت و ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

Marfat.com

واقعی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق چغلخور سے زیادہ بُرا کوئی نہیں کیونکہ وہ چغل خوری سے سوسائٹی کے امن وسکون اور راحت ومحبت میں خلل ڈالتا ہے اور انسانی سوسائٹی کے لیے چوہا ہے جو اندر ہی اندر اتحاد واتفاق کے کپڑے کو کترتا ہے اور قوم پر تباہی اور ہلاکت کو لاتا ہے۔

حکایت ایک شخص ایک غلام کو فروخت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس میں سوائے اس کے کوئی عیب نہیں کہ یہ چغل خور ہے ایک شخص نے اس عیب کو معمولی سمجھ کر غلام کو خرید لیا۔ ایک دن اس غلام نے اپنے مالک کی بیوی سے کہا کہ تیرا خاوند تجھے پسند نہیں رکھتا۔ اب وہ ایک خوبصورت لونڈی خریدنے والا ہے۔ تو ایسا کر کہ جب وہ سو جائے تو اس کے حلق کے نیچے سے اُسترے کے ساتھ چند بال اتار لے میں تجھے ایسا جادو کر کے دونگا کہ وہ تیرا عاشق ہو جائے گا اور ادھر اپنے مالک سے کہا کہ تیری عورت کسی پر عاشق ہے اور وہ تجھے قتل کرنا چاہتی ہے لہٰذا تو اپنے آپ کو سویا ہوا بنا لے تجھے سب قصہ معلوم ہو جائے گا۔

چنانچہ رات کو مرد نے اپنے آپ کو سویا ہوا بنا لیا عورت اُسترا لیئے ہوئے آئی اور بال تراشنے کے لیئے اپنے خاوند کی داڑھی پر ہاتھ ڈالا۔ خاوند کو یقین ہو گیا کہ واقعی عورت مجھے قتل کرنا چاہتی ہے۔ اُٹھا اور عورت کو قتل کر دیا۔ جب اس کا علم عورت کے رشتہ داروں کو ہوا تو انہوں نے مرد کو قتل کر دیا پھر دونوں قبیلوں میں سخت خونریزی ہوئی (احیاء العلوم جلد سوم ص۱۵۴)

حضرات دیکھا آپ نے کہ اس شخص نے اس عیب کی چنداں پرواہ نہ کی تھی آخر اس نے کیا غضب ڈھایا معلوم ہوا کہ چغلخور بڑا خطرناک اور مفسد ہوتا ہے۔

عَنْ حذیفۃ قال سمعتُ
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ (رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۱۴۱)

روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

چونکہ چغلخور ادہر کی بات اُدہر کہہ کر لوگوں میں فساد کراتا ہے۔اس لیے وہ جنت سے محروم ہے۔ یہ بہت بداخلاقی اور کمینہ پن ہے کہ سامنے بیٹھ کر تو میٹھی میٹھی باتیں کی جائیں کہ سننے والے اس کو اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھے اور پس پشت اس کی برائی کی جائے۔

حکایت خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے کسی کی چغل خوری کی۔ فرمایا میں غور کرتا ہوں کہ اگر تو نے جھوٹ کہا ہے۔ تو تو اس آیت کا اہل ہے۔ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ ؕ اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو اس آیت کا مصداق ہے ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ۔ اگر تو چاہے تو توبہ کر میں تجھے معاف کر دونگا اس نے کہا امیر المؤمنین! میں نے توبہ کی۔

(احیاء العلوم جلد سوم ص۱۵۳)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔ ذَا الْوَجْھَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰؤُلَآءِ بِوَجْہٍ

رواہ البخاری ومسلم (مشکوٰۃ ص۱۴۱)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز دو رویہ شخص کو بدترین لوگوں سے پاؤ گے جو ایک جماعت کے پاس ایک طریقہ سے آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے طریقہ سے آتا ہے۔

ایک شخص نے ایک حکیم سے کہا کہ آپ کے فلاں دوست نے تیرے حق میں ایسا ایسا کہا ہے۔ حکیم نے جواب دیا تو بہت دیر کے بعد میری ملاقات کو آیا ہے لیکن تو

Marfat.com

نے تین خیانتیں کیں ہیں کہ ایک تو تُونے ایک بھائی کو میرے دل میں بُرا ٹھہرایا دوسرے میرے دل میں رنج پیدا کیا اور تیسرے اپنے آپکو میرے سامنے فاسق اور مفتری ظاہر کیا۔ (کیمیائے سعادت)

کسی کی چغلی سُننی جائز نہیں ہے

حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک چغلی کرنے سے چغلی کا سننا زیادہ بُرا ہے۔ کیونکہ چغلخوری سے مقصود بھڑکانا ہوتا ہے۔ اور چغلی سننے والا اسکو قبول کرتا ہے۔ اور اس کو چغلی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کی باتیں تیرے سامنے بیان کرتا ہے۔ وہ تیری باتیں بھی دوسروں کے سامنے بیان کریگا۔ (کیمیائے سعادت)

چغلخوری عذاب قبر کا سبب ہے

عام طور پر لوگ پیشاب کی چھینٹوں اور چغلی کھانے کو ایک معمولی بات سمجھتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ دونوں امر معمولی نہیں ہیں بلکہ عذاب قبر کا سبب بنتے ہیں۔ (حدیث پاک سنئے)

عن ابن عباس قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ

(حدیث رواہ البخاری و مسلم مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے فرمایا ان دونوں قبروں کے صاحب کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب میں نہیں ہیں ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا

حضرات چغلی ایک ایسا مذموم فعل ہے کہ چغلخور ہمیشہ لوگوں کے نزدیک ذلیل ہوتا

Marfat.com

گنہگاروں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَہٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۝ پ۵ سورۂ نساء۔

ترجمہ: اور جس نے کوئی برا کام کیا یا اپنی جان پر ظلم کیا پھر اُس نے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہی تو وہ اللہ تعالیٰ کو (بھی) معاف کرنے والا مہربان پائے گا۔

دنیا میں جب کوئی غلام اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے تو خواہ مخواہ آقا اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔ پھر جب دوبارہ معافی مانگتا ہے۔ تو کہیں جاکر اس پر اس کا آقا راضی ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ آقا معافی مانگنے پر بھی راضی نہ ہو اسی طرح جب کوئی بندہ اپنے حقیقی مولا اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور گناہ کے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تو اس پر اس کا اللہ جو حقیقی مولا ہے ناراض ہو جاتا ہے لیکن جب وہ گنہگار بندہ شرمندہ ہو کر اپنے مولا اللہ عزوجل سے صرف ایک دفعہ معافی مانگتا ہے یعنی توبہ اور استغفار کرتا ہے تو وہ روٹھا ہوا اللہ فوراً راضی ہو جاتا ہے۔ اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے اللہ کو منانے اور راضی کرنے کا نسخہ توبہ اور استغفار ہے۔ وہ خود فرماتا ہے کہ مجھ سے معافی مانگو میں تمہیں معاف کر دوں گا سنئے ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَہٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۝ پ۵

ترجمہ: اور جس نے بُرا کام کیا۔ یا اپنی جان پر ظلم کیا پھر اُس نے اللہ تعالےٰ سے معافی چاہی تو وہ اللہ تعالیٰ کو (بھی) معاف کرنے والا مہربان پائے گا۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور گنہگاروں کے گناہ بخش دیتا ہے۔

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :۔

اَللّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ رَاحِلَتُہٗ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْہُ وَعَلَیْھَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاَیِسَ مِنْھَا فَاَتٰی شَجَرَۃً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّھَا قَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِہٖ فَبَیْنَمَا ھُوَکَذَالِکَ اِذْھُوَ بِھَا قَائِمَۃٌ عِنْدَہٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِھَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ اَخْطَاءَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۲۰۳

ترجمہ: البتہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ ساتھ توبہ کرنے بندے اپنے کے جس وقت توبہ کرتا ہے۔ طرف اس کے بہ نسبت ایک تمہارے کے کہ ہو سواری اس کی بیچ زمین جنگل کے پھر جاتی رہے سواری اس سے اور اس پر تھا کھانا اور پینا اس کا پس نا امید ہوا اس سے یعنی بعد تلاش کرنے کے پھر آیا ایک درخت کے پاس پس لیٹ رہا اس کے سایہ میں نا امید ہو کر اپنی سواری سے پس وقت کہ وہ تھا اسی طرح سے دیکھا کہ ناگہاں سواری کھڑی ہے۔ نزدیک اس کے پس پکڑی مہار اس کی پھر کہا۔ مارے نہایت خوشی کے یا الٰہی تو ہے بندہ میرا اور میں ہوں رب تیرا چوک گیا مارے زیادتی خوشی کے۔

یعنی اسے اس طرح کہنا تھا تو میرا رب ہے۔ اور میں تیرا بندہ ہوں مگر خوشی میں ایسا مدہوش ہو گیا کہ کہہ بیٹھا یا الٰہی تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ تھا کہ خدائے قدوس گنہگار بندوں کی توبہ سے بڑا خوش اور راضی ہوتا ہے اور توبہ قبول فرماتا ہے اور سنئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَذَھَبَ اللّٰہُ بِکُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ فَیَغْفِرُ لَھُمْ۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۲۰۳

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے اگر تم گناہ نہ کرو البتہ لے جائے

Marfat.com

تم کو اللہ اور البتہ لادے ایک قوم کو کہ گناہ کریں پھر بخشش مانگیں اللہ سے پس بخشے اللہ ان کو"

اس سے یہ مقصود نہیں کہ لوگ گناہ کریں کیونکہ گناہوں سے منع کیا گیا ہے بلکہ یہ مقصود ہے کہ لوگ توبہ کی طرف رغبت کریں تاکہ راضی ہو کر ان کے گناہ بخش دے۔

توبہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبّت کرتا ہے

جو شخص اپنے گناہوں سے خالص توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اتنا راضی ہوتا ہے کہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے جیساکہ وہ خود فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ پ۲ سورہ بقر

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور اچھی طرح پاکی اور ستھرائی کرنے والوں کو بھی پسند فرماتا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور ان سے محبت فرماتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ۔ رواہ البیہقی مشکوٰۃ ص۲۰۶۔

"بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے مومن کو کہ مبتلا ہوتا ہے گناہوں میں اور بہت توبہ کرتا ہے دوست رکھتا ہے۔"

یعنی یہ دوست رکھنا توبہ کی وجہ سے نہ گناہوں کی وجہ سے۔ ایک حدیث پاک میں ہے

اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ (احیاء العلوم جلد چہارم ص۳)

توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔

حکایت

بنی اسرائیل کا ایک جوان تھا جس نے بیس سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر بیس سال اس کی نافرمانی کی۔ ایک دفعہ اس نے شیشہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی داڑھی کے بال سفید ہو گئے ہیں اس سے وہ غمناک ہوا اور بارگاہ الٰہی میں اس طرح عرض کیا۔ الٰہی میں بیس سال تیری اطاعت میں مشغول رہا اور پھر بیس سال تیری نافرمانی کرتا رہا۔ اب اگر میں توبہ کر کے تیری طرف آنا چاہوں تو کیا تو مجھے قبول فرمائے گا۔ غیب سے

Marfat.com

یہ آواز آئی کہ جب تو مجھ سے محبت کرتا رہا میں بھی تجھ سے محبت کرتا رہا۔ جب تو نے مجھے چھوڑ دیا میں نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔ جب تو نے میری نافرمانی کی تو میں نے تجھے مہلت دی۔ اب اگر تو میری طرف لوٹنا چاہتا ہے۔ تو میں تجھے قبول کرتا ہوں (احیاء العلوم جلد چہارم ص۱۴۱)

توبہ کرنے کا خدائی حکم

اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے کہ اس کے بندے اس کی نافرمانی نہ کریں اگر نافرمانی کر بیٹھیں تو فوراً توبہ کریں تاکہ ان کے گناہوں کو بخش دے اور ان کو بہشت میں داخل فرماتا ہے اس لئے وہ اپنے بندوں کو توبہ کرنے کا حکم عام دیتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ سورہ نور)

"اور اے مسلمانو (اگر تم سے ان احکام الٰہیہ میں کوتاہی ہو گئی ہو تو) تم سب اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ"

یہاں تو اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں کو توبہ کرنے کا حکم دیا اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے کرم سے تمہاری توبہ قبول بھی کروں گا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ؛

"اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو"

حکایت

پہلے زمانہ میں ایک بندہ تھا جس نے اپنی ساری عمر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گذار دی آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس پر کرم فرمایا کہ اس کو توبہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی چنانچہ اس نے ایک روز اپنی بیوی سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا دوست ہے جو میری شفاعت کرے اس نے کہا نہیں۔ اس بندہ نے کہا میں بارگاہ خدائی میں تو بھاگتا ہوں بیوی نے کہا خدا تعالیٰ کا ذکر نہ کر کیونکہ تو اس معاملہ کو جو تیرے اور خدا کے درمیان تھا خراب کر چکا ہے۔ وہ یہ سنتے ہی جنگل کی طرف بھاگ گیا وہاں وہ کبھی آسمان کو اپنی سفارش کے لئے پکارتا تھا اور کبھی زمین کو اسی طرح وہ پکارتے پکارتے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا جس

Marfat.com

خدا کو رحم آیا اس نے ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتے نے اُسے اُٹھا کر بٹھایا اور اس کے چہرہ سے گرد وغبار کو صاف کیا اور کہا کہ تجھے مبارک ہو کہ خدا تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمالی نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۶

حکایت ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا کام ڈاکہ ڈالنا اور لوگوں کو لوٹنا تھا ایک روز دریائے دجلہ پر گیا وہاں دو کھجور کے درخت تھے ایک تر وتازہ اور ایک خشک۔ میں نے دیکھا کہ ایک پرندہ تر وتازہ کھجور سے کھجوریں توڑتا ہے اور پھر اڑ کر خشک کھجور پر چڑھ جاتا ہے اور وہاں ایک اندھا سانپ ہے۔ یہ پرندہ اس کو کھجوریں کھلاتا ہے میں نے دل میں کہا اے پروردگار یہ سانپ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے مارنے کا حکم دیا ہے۔ تو نے اس کے کھانا کھلانے کے لئے ایک پرندہ مقرر فرمادیا ہے۔ حالانکہ میں تیری واحدنیت کی شہادت دیتا ہوں۔ پھر بھی مجھے ڈاکو بنا دیا اتنے میں ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے میرے بندے توبہ کرنے والوں کے لئے میرا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ یہ سُنتے ہی اس نے اپنی تلوار توڑ دی اور توبہ توبہ پکارنے لگا اور غیب سے یہ آواز آنے لگی قَبِلْنَاكَ قَبِلْنَاكَ ہم نے تجھے قبول کیا ہم نے تجھے قبول کیا۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا جب انہوں نے یہ سُنا کہ میں توبہ توبہ پکارتا پھرتا ہوں اُنہوں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو میں نے کہا کہ اب میں نے اپنے اللہ سے صلح کر لی ہے۔ یہ سن کر ساتھیوں نے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ صلح کرتے ہیں۔ ہم نے (چوری کے) اپنے بدن سے کپڑے اتار دیئے اور مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے راستہ میں ہم ایک گاؤں میں داخل ہوئے وہاں ایک بڑھیا ملی اس نے ہم سے پوچھا کیا تمہارے ساتھ فلاں شخص ہے میں نے کہا وہ میں ہی ہوں اس نے کچھ کپڑے نکال کر کہا یہ میرے بچے کے کپڑے ہیں میں آپ پر ان کو صدقہ کرنا چاہتی ہوں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں حکم فرمایا ہے۔ کہ یہ کپڑے فلانے کو دیدو۔ چنانچہ میں نے وہ کپڑے بڑھیا سے لئے اور اُن کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے (نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۳۱)

Marfat.com

حکایت بصرہ کا ایک نوجوان تھا جو ہمیشہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرتا تھا اس کی والدہ اس کو بُرے کاموں سے روکتی تھی۔ مگر وہ باز نہ آتا تھا اس کی والدہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتی تھی اور پھر واپس آکر اپنے لڑکے کو وعظ سُنا کر ڈراتی تھی جب اس نوجوان کی موت کا وقت قریب ہُوا تو اپنی والدہ سے عرض کی کہ تم حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ وہ مجھ کو توبہ کرنے کا طریقہ سمجھا دیں۔ جب اس کی والدہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچی اور اپنے بچے کی درخواست پیش کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں ایک فاسق کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ ہی اس کا جنازہ پڑھوں گا۔ والدہ غمزدہ ہو کر گھر واپس آگئی اور سارا قصہ اپنے بچے کو سُنا دیا۔ بچے نے اپنی والدہ کو وصیت کی کہ جب میری روح پرواز کر جائے تو میری گردن میں رسی ڈال دینا اور مجھے منہ کے بل گھر میں گھسیٹنا اور یہ کہنا اللہ تعالےٰ کے نافرمان بندے کی یہی سزا ہوتی ہے۔ اور گھر میں ہی میری قبر بنوانا تاکہ مُردوں کو مجھ سے تکلیف نہ ہو جیسا کہ زندہ مجھ سے تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ جب جوان مر گیا اور والدہ نے اس کی گردن میں رسی ڈالی۔ تو والدہ کیا سُنتی ہے۔ کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ کہ اے نوجوان کی والدہ اللہ تعالےٰ کے ولی اور دوست کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو والدہ نے اپنے بچہ کو اپنے گھر میں دفن کر دیا اتنے میں دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی اس نے پوچھا کون ہے۔ تو آواز آئی میں حسن بصری ہوں فرمانے لگے کہ میں نے خواب میں اپنے پروردگار کو دیکھا اس نے مجھے فرمایا۔ اے حسن تو تو میرے بندے کو میری رحمت سے ناامید کرنا چاہتا تھا۔ مگر میں نے اس کو بخش دیا ہے اور جنت میں اسے مقام عطا فرمایا ہے۔ نزہتہ المجالس (جلد دوم ص۵۹)

مسلمانوں یقین رکھو۔ کہ جب تم دل سے اپنے رب سے معافی مانگو گے اور توبہ کرو گے۔ تو تمہارا مہربان اللہ اپنے کرم سے تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں اور وہ اپنے ازلی کلام قرآن حکیم میں وعدہ فرما چکا ہے کہ تم توبہ کرو میں تمہاری

Marfat.com

توبہ قبول فرماؤں گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ ط

توبہ قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

جیسا کہ ہمارے پروردگار کی بہت سی صفتیں ہیں اسی طرح گناہ بخشنا اور توبہ قبول کرنا بھی اس کی خاص صفت ہے۔ ارشاد فرماتا ہے۔

حٰمٓ ۞ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۞ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞ پ۲۴ سورہ مؤمن

"کتاب (یعنی قرآن) کا اُتارنا اللہ غالب جاننے والے کی طرف سے ہے جو بخشنے والا گناہ کا اور توبہ قبول کرنے والا ہے (کافروں پر) سخت عذاب کرنے والا (عارفوں پر) بڑے انعام والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف پھرنا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (مسلم مشکوٰۃ ص۲۰۵)

"اے لوگو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو بے شک میں دن میں سو مرتبہ اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

فائدہ حضور نبی کریم آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا توبہ و استغفار کرنا گناہ کے لئے نہیں تھا کیونکہ آپ معصوم ہیں صرف تعلیم اُمت کے لئے تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۲۰۳)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بندہ جب اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

Marfat.com

توبہ سے گناہ جھڑتے ہیں اور رزق بڑھتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ قف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ. پ سورہ آل عمران

ترجمہ: اور وہ لوگ جو کبھی کوئی بُرا بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (یعنی گناہ) تو اُسی وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کریں پھر اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے۔ اور نہ اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا بدلہ ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش ہے اور بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور اچھے کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

توبہ سے گناہ جھڑتے ہیں

جب بدن انسانی گرد و غبار سے میلا کچیلا ہو جاتا ہے تو پانی اور صابن سے صاف و پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب مسلمان کا دل گناہوں کی میل سے میلا ہو جاتا ہے۔ تو توبہ و استغفار کے پانی سے بالکل پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ پ سورہ تحریم

اے مسلمانو تم اللہ کے سامنے ایسی خالص سچی توبہ کرو۔ جو آگے کو نصیحت ہو جائے امید ہے تمہارا پروردگار (توبہ قبول فرمانے کے بعد) تمہارے گناہوں کو ان سے دور فرما دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل

Marfat.com

فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔"

توبہ نصوح

توبہ نصوح اس خالص توبہ کو کہتے ہیں کہ توبہ کے بعد گناہ کے پاس نہ جائے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اصحاب نے فرمایا کہ توبہ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا (خزائن العرفان) اس سے ثابت ہوا کہ توبہ سے آدمی کے گناہ جھڑتے ہیں اور دل صاف ہو جاتا ہے۔ حضور آقائے دو جہاں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوْ قَلْبَہٗ فَذَالِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ ترمذی مشکوٰۃ

"بے شک مومن جب گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ اس کے دل میں سیاہ نکتہ بن جاتا ہے پس اگر وہ توبہ و استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ زیادہ گناہ کرے تو نکتہ زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے۔ بس یہ ہے (زنگ) جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ ہرگز نہیں یوں بلکہ زنگ باندھا ہے ان کے دلوں پر ان کی کمائی نے یعنی بُرے عملوں نے۔"

اس سے ثابت ہوا کہ دل کا زنگ توبہ استغفار سے صاف ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ۔ رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۲۰۶

"گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ نہیں کیا۔"

حضرات! شیطان مسلمانوں کا دشمن ہے وہ ہر وقت مسلمانوں سے گناہ کرانے کی تدبیر کرتا رہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ رحیم اور غفار کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے توبہ کرنے والے

Marfat.com

بندوں کے گناہوں کو اپنے رحمت کے پانی سے دھوتا رہتا ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِيْ عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ (رواہ احمد مشکوٰۃ ص۲۰۳)

بے شک شیطان نے کہا اے پروردگار تیری عزت کی قسم میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک کہ جسموں میں جان ہے۔ رب عزوجل نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال اور بلندی مکان کی قسم ہے کہ میں ہمیشہ ان کی مغفرت کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰے يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً

رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف ص۲۰۳۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے آدم کے بیٹے جب تک تو مجھ سے مانگتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تیری بخشش کرتا رہوں گا اگرچہ تیرے عمل برے ہی ہوں۔ اور میں پرواہ نہیں کرتا یعنی تیرا بخشنا بڑا کام نہیں۔ اے بیٹے آدم کے اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش مانگے میں تجھے بخش دوں۔ مجھے پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے اگر تو مجھ سے ملے بھری زمین کے خطاؤں سے پھر تو مجھ سے ملے اس حال میں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک

Marfat.com

نہ بنایا ہو تو البتہ میں آؤں گا تیرے پاس بھری ہوئی زمین کے ازروئے بخشش کے۔"

حکایت حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ آخر وہ گھر سے نکلا تاکہ دریافت کرے کہ میری توبہ قبول ہو جائے گی۔ وہ ایک عابد زاہد کے پاس آیا اور اپنا حال بتا کر دریافت کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عابد نے کہا تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی (جبکہ تو ننانوے آدمیوں کا قاتل ہے) اس نے اس کو بھی مار ڈالا اب پورے سو قتل ہو گئے) پھر پوچھنا شروع کیا ایک شخص نے اس سے کہا کہ تو فلانے گاؤں میں چلا جا اور اس کا وصف بیان کیا کہ اس گاؤں میں ایک بزرگ عالم عابد رہتا ہے وہ تجھے توبہ کا طریقہ سکھائے گا پس وہ اس گاؤں کی طرف چل پڑا جب آدھی راہ طے کر لی تو موت اس کے قریب آگئی تو اس نے اپنا سینہ اس گاؤں کی طرف جھکا دیا اس کے پاس رحمت اور عذاب کے فرشتے آگئے وہ آپس میں اس کی روح قبض کرنے میں جھگڑنے لگے۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ یہ اتنا بڑا مجرم ہے کہ اس نے سو آدمی قتل کئے ہیں اور رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ یہ توبہ کے لئے اس گاؤں کو جا رہا تھا۔ اس لئے وہ تائب ہے، ہم اس کی روح کو لے جائیں گے (اللہ تعالٰے نے یہ فیصلہ فرمایا) کہ اس بستی کو حکم دیا جس کی طرف جا رہا تھا تو میت کے قریب ہو جاؤ جس بستی سے آ رہا تھا اس کو فرمایا تو میت سے دور ہو جا۔ پھر فرشتوں کو فرمایا کہ دونوں کی درمیانی جگہ ناپو میت جس کے قریب ہو گی۔ اسی کے فرشتے اس روح کو لے جائیں گے۔ جب جگہ ناپی گئی تو ایک بالشت اس گاؤں کے زیادہ قریب تھا جس کی طرف جا رہا تھا پس اللہ تعالٰے نے اس کو بخش دیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۰۲)

حکایت بنی اسرائیل سے ایک ذوالکفل نامی شخص تھا۔ جو گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ ایک حاجتمند عورت اس کے پاس آئی۔ تو اس شخص نے ساٹھ دینار

Marfat.com

اس شرط پر دیئے کہ وہ اس سے زنا کرے گا۔ جب وہ عورت کے قریب گیا تو وہ کانپنے اور رونے لگی ذوالکفل نے رونے کا سبب پوچھا تو عورت نے کہا کہ مجھے حاجت نے اس کام پر مجبور کر دیا ورنہ میں نے یہ کام آج تک نہیں کیا ہے ذوالکفل نے کہا جب تو زنا سے محض اللہ تعالےٰ سے ڈرتی ہے تو میں مرد ہوں مجھے اللہ سے بطریق اولیٰ ڈرنا چاہیئے یہ کہا اور عورت کو اجازت دے دی کہ یہ ساٹھ دینار اپنے ساتھ لے جائے۔ اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں اس کے بعد کبھی بھی اپنے اللہ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ جب رات کو سویا تو اس کی رُوح اس کے بدن سے پرواز کر گئی صبح کے وقت جب لوگوں نے دیکھا تو اس کے دروازے پر جلی قلم سے لکھا ہوا تھا قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لِذِی الْکِفْلِ اللہ تعالےٰ نے ذوالکفل کو بخش دیا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۳۰)

حکایت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کی بیمار پرسی کے لئے گیا اس وقت اس پر سکرات موت طاری تھی۔ حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کرنے کا حکم دیا وہ زبان سے توبہ نہ کر سکا اس نے سچے دل سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور نادم ہوا اسی وقت اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے فرشتو میرا بندہ زبان سے توبہ نہیں کر سکا مگر دل میں شرمندہ ہوا۔ میں تم کو اس بات پر گواہ بنا لیتا ہوں کہ میں نے اس کے سب گناہ بخش دیئے ہیں اگرچہ وہ ریگستان کی ریت سے زیادہ ہوں (نزہۃ المجالس ج ۲ صفحہ ۲)

توبہ توڑنے کے بعد بھی توبہ قبول ہوتی ہے

مسلمان کو چاہیئے کہ جب گناہ دل سے توبہ کرے تو پھر گناہوں کے قریب نہ جائے اگر پھر بھی کوئی گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بلکہ پھر توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی پھر بھی توبہ قبول فرمائے گا۔ خود وہ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ۝ پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل۔

Marfat.com

"بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔"

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو گناہ کرکے توبہ کرلیتے اور پھر گناہ کرتے ہیں اور پھر توبہ کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضور آقائے دوجہاں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَذْنَبَ قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَاشَاءَ (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ ص۲۰۳)

"بے شک بندہ ایک گناہ کرتا ہے پھر عرض کرتا ہے۔ اے رب میں نے گناہ کیا ہے۔ تو اسے بخش دے اس کا رب فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ بخشتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا وہ ٹھہرتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ چاہے پھر گناہ کرلیتا ہے اور عرض کرتا ہے میں نے ایک گناہ کیا ہے تو اس کو بخش دے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ بخشتا ہے اور اس کی وجہ سے گرفت فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے ٹھہرتا ہے پھر گناہ کر بیٹھتا ہے عرض کرتا ہے اے رب میں گناہ کر بیٹھا ہوں تو اس کو بخش دے میرے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ بخشتا ہے اور اس پر گرفت فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا جو چاہے سو کرے۔"

حکایت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک آدمی تھا جو توبہ کرکے توڑ دیتا

Marfat.com

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ اس آدمی کو سنا دو کہ وہ اپنی توبہ کو نہ توڑے اب اگر اس نے میری نافرمانی کی تو میں اس کو سخت عذاب دوں گا اور اس کی توبہ قبول نہ فرماؤں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ خدائی پیغام اس آدمی کو پہنچا دیا۔ اس نے چند دن تو صبر کیا مگر پھر نافرمانی کرنے لگا اللہ تعالیٰ نے پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ اس آدمی کو فرما دو کہ میں اس پر ناراض ہوں جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آدمی کو یہ پیغام پہنچا دیا تو وہ جنگل کی طرف نکل گیا۔ اور اپنے رب کو اس طرح پکارنے لگا مولا! تو نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے یہ پیغام بھیجا ہے کیا تیرے معافی کے خزانے ختم ہو گئے ہیں یا میری نافرمانی نے تجھے کوئی نقصان پہنچایا ہے یا کیا تو اپنے بندوں پر بخل سے کام لیتا ہے۔ کیا کوئی گناہ تیری عفو و کرم سے بڑا ہے۔ کہ تو فرماتا ہے کہ میں تجھے نہ بخشوں گا کس طرح تو مجھے نہ بخشے حالانکہ عفو و کرم تیری خاص صفت ہے۔ جب تیری ذات اپنے بندوں کو ناامید کر دے گی تو وہ کس دروازے پر جائیں گے۔ اگر تو ان کو اپنے دربار سے نکال دے گا تو بتا کہ پھر وہ کس کی پناہ تلاش کریں گے الٰہی! اگر تیری رحمت ختم ہو گئی ہے اور تجھ پر عذاب لازم ہو گیا ہے تو اپنے تمام بندوں کے گناہ میرے اوپر ڈال دے میں اپنی جان ان سب پر قربان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس آدمی کو فرما دو کہ اگر تیرے گناہوں سے آسمان اور زمین کی درمیانی فضا بھی بھر جائے پھر بھی میں تجھے بخش دوں گا کیونکہ وہ میری رحمت کاملہ اور عفو عام کا اعتراف کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۷۹)

توبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے

خدائے غفار اپنے ازلی علم سے جانتا ہے کہ ہر زمانہ میں بکثرت ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔ جو گناہ کریں گے اس لئے اس غفور اور رحیم خدا نے توبہ کا

Marfat.com

دروازہ قیامت تک کھلا رکھا ہوا ہے کہ لوگ توبہ کر کے میری بے پایاں رحمت سے بہرہ ور ہوں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُہٗ مَسِیْرَۃُ سَبْعِیْنَ عَامًا لِلتَّوْبَۃِ لَا یُغْلَقُ مَالَمْ تَطْلَعُ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِہٖ وَ ذَالِکَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ الاٰیۃ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۲۰۲)

"بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے توبہ کے لئے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے۔ جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت ہے۔ وہ دروازہ جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا یوم یاتی۔ الآیۃ۔"

توبہ سے برائیاں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے گنہگار بندوں کو توبہ کا ایک ایسا سانچہ مرحمت فرمایا ہے جو بُرائیوں اور گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سُن کر گنہگار خوشیاں منائیں ارشاد ہوتا ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (پ۱۹ سورہ فرقان)

"مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو اللہ تعالیٰ ایسوں کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ توبہ کی وجہ سے بدی کرنے کے بعد نیکی کی توفیق دیتا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے (جو ہمارے مضمون کے موافق ہے) کہ توبہ کی برکت سے اللہ تعالےٰ بدیوں کو مٹا دے گا اور ان کی جگہ نیکیاں ثبت فرمائے گا (مدارک) مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ کہ قیامت کے دن ایک شخص حاضر کیا جائے گا۔ فرشتے

Marfat.com

بحکم الٰہی اس کے صغیرہ گناہ ایک ایک کرکے اس کو یاد دلاتے جائیں گے وہ اقرار کرتا جائیگا اور اپنے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈرتا ہوگا اس کے بعد کہا جائے گا کہ ہر ایک بدی کے عوض تجھ کو نیکی دی گئی یہ بیان فرماتے ہوئے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور اس کی شان وکرم پر خوشی ہوئی اور چہرہ اقدس پر سرور کے آثار نمایاں ہوئے۔ خزائن العرفان ص۵۱۵۔

توبہ عذاب سے بچاؤ کی ڈھال ہے

جس طرح تلوار سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہوتی ہے۔ اسی طرح دنیا میں ہلاکت اور عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے توبہ اور استغفار ڈھال ہے۔ جب تک لوگ توبہ اور استغفار کرتے رہیں گے تو عذاب خدا سے امن میں رہیں گے۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○

(پ۹ سورہ انفال) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ (اے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم جبتک آپ اُن میں موجود ہیں پھر بھی ان پر عذاب بھیج دے۔ جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں ۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ توبہ اور استغفار عذاب سے امن میں رہنے کا ذریعہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے لئے دو امانتیں اتاریں ایک میرا ان میں تشریف فرما ہونا ایک اُن کا استغفار کرنا (خزائن العرفان ص۲۶۶) صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے دو امان ہیں ایک حضور پُرنُور آقائے دو جہاں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف فرمانا دوسرا استغفار۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور استغفار باقی رہ گیا اگر یہ بھی چلی گئی تو ہماری ہلاکت میں کوئی شبہ نہیں (احیاء العلوم جلد چہارم ص۲۷)

دوسروں کی استغفار سے فائدہ ہوتا ہے

اہل سنت کا اجماع ہے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے صدقہ

Marfat.com

اور دُعا اور استغفار دوسروں کو پہنچتا ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالےٰ ہے :۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿پ ۲۴ سورہ مومن﴾

"وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے آس پاس ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں (اور یوں کہتے ہیں) کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر حاوی ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے تو ان کو بخش دے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے"۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ فرشتے مسلمانوں کے لئے استغفار کرتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کو ان کے استغفار سے کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ ورنہ ان کا استغفار کرنا عبث ہو جائے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ دوسروں کے استغفار سے فائدہ پہنچتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور آقائے دوجہاں رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ (رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

"بے شک اللہ عزوجل نیک بندے کا جنت میں درجہ بلند فرمائے گا وہ عرض کرے گا اے پروردگار مجھے یہ درجہ کہاں سے حاصل ہوا اللہ تعالےٰ فرمائے گا تیرے فرزند کے تیرے لئے (ایصال ثواب) استغفار کرنے کے سبب سے یہ بلند درجہ ملا ہے"۔

توبہ سے مغفرت اور جنت ملتی ہے

توبہ کے بہت سے فائدے بیان ہو چکے ہیں ایک فائدہ یہ بھی ہے

Marfat.com

کہ جو لوگ توبہ کرتے ہیں تو وہ بارگاہِ الٰہی سے مغفرت اور جنت پائیں گے۔

شانِ نزول ایک خرما فروش کے پاس ایک حسین عورت خرمے خریدنے آئی اس نے کہا یہ خرمے تو اچھے نہیں ہیں عمدہ خرمے مکان کے اندر ہیں اس حیلے سے اس کو مکان میں لے گیا اور پکڑ کر لپٹا لیا اور منہ چوم لیا۔ عورت نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر یہ سنتے ہی اس کو چھوڑ دیا اور شرمندہ ہوا اور حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اس پر آیت وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا نازل ہوئی ایک قول یہ ہے۔ کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی کے درمیان دوستی تھی۔ ہر ایک نے ایک دوسرے کو بھائی بنایا ہوا تھا۔ ثقفی جہاد میں چلا گیا اور اپنے مکان کی نگرانی اپنے بھائی انصاری کے سپرد کر گیا تھا ایک روز انصاری گوشت لایا۔ جب ثقفی کی عورت نے گوشت لینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو انصاری نے اس کا ہاتھ چوم لیا۔ مگر چومتے ہی اس کو سخت ندامت اور شرمندگی ہوئی۔ اور وہ جنگل میں نکل گیا اپنے سر پر خاک ڈالی اور منہ پر طمانچے مارے۔ جب ثقفی جہاد سے واپس آیا تو اس نے اپنی بیوی سے انصاری کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ ایسے کو بھائی نہ بنائے اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ ادھر انصاری پہاڑوں میں روتا اور توبہ و استغفار کرتا پھرتا تھا ثقفی اس کو تلاش کر کے حضور رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اس کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں (خزائن العرفان)

بہر حال ان آیات بینات سے صاف ظاہر ہے کہ توبہ اور استغفار سے بارگاہِ الٰہی سے مغفرت اور جنت کی نعمت مرحمت ہوتی ہے۔ جس جنت میں دیدارِ الٰہی اور رضائے الٰہی حاصل ہوگی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

استغفار سے بارش اور اولاد و رزق بڑھتا ہے مسلمانو! توبہ

Marfat.com

واستغفار ایک ایسا بہترین وظیفہ ہے۔ جس کی کثرت سے مال۔ اولاد میں کثرت ہوتی ہے۔ رحمت کی بارشیں برستی ہیں اور قحط سالی دور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۭ (پ ۲۹ س نوح)

"پس میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے بخشش مانگو (کفر سے توبہ کرو) بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ تم پر موسلادھار بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ تیار کر دے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا۔"

ان مبارک آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ استغفار کے مندرجہ ذیل فائدے ہیں۔

(۱) بارش برستی ہے قحط سالی دور ہوتی ہے (۲) مال و رزق بڑھتا ہے تنگدستی جاتی رہتی ہے (۳) اولاد بڑھتی ہے۔ (۴) زمین کی پیداوار میں ترقی ہوتی ہے۔ (۵) گناہ معاف ہوتے ہیں ربیع بن صبیح سے روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اس نے قلت بارش کی شکایت کی آپ نے استغفار پڑھنے کا حکم دیا۔ دوسرا آیا اس نے تنگدستی کی شکایت کی اسے بھی یہی فرمایا پھر چوتھا آیا اس نے اپنی زمین کی قلتِ پیداوار کی شکایت کی اسے بھی استغفار کا حکم دیا۔ ربیع بن صبیح جو حاضر تھے انہوں نے عرض کیا کہ چند لوگ آئے انہوں نے قسم قسم کی حاجتیں پیش کیں آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ استغفار کرو آپ نے فرمایا میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ اللہ تعالےٰ نے ان چاروں حاجتوں کا علاج استغفار ہی بنایا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ صفحہ ۱۲۹)

حکایت عہد فاروقی میں ایک دفعہ قحط سالی ہو گئی حضرت فاروقِ اعظم تمام صحابہ کے ہمراہ مسجد میں طلب بارش کے لئے آئے اور ممبر پر

Marfat.com

تشریف لائے تاکہ بارش کے لئے دُعا کریں مگر انہوں نے ممبر پر صرف استغفار کی اور واپس آ گئے واپسی پر لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے بارش کے لئے کوئی دُعا نہیں کی آپ نے فرمایا کہ میں نے بارش کے لئے دعا مانگی ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ چنانچہ اسی دن زور کی بارش ہوئی (تفسیر عزیزی ص۱۲۴)

استغفار سے ہر رنج و غم دور ہوتا ہے

دُنیا کے ہسپتالوں میں ہر بیماری کا کوئی نہ کوئی علاج ہوتا ہے مگر رنج و غم کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ہاں البتہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفاخانہ میں تمام بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔ اور رنج و غم کا بھی علاج موجود ہے۔ کہ استغفار کی کثرت سے نہ صرف رنج و غم کی بیماری دور ہو گی بلکہ ہر سختی ٹل جائے گی اور حلال رزق کی کثرت ہو جائیگی حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (رواہ احمد مشکوٰۃ ص۲۰۴)

"جو شخص استغفار کو لازم کرے اللہ تعالےٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بناتا ہے۔ اور ہر غم سے خلاصی دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہو سکتا ہے"

اپیل

فقیر ناچیز تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہے کہ استغفار بکثرت پڑھا کرو جس سے تمہاری مشکلیں خواہ دینی ہوں یا دنیوی ہوں سب حل ہو جائیں گی۔ (مؤلف)

Marfat.com

صبر کے درجات

صبر کے لفظی معنی برداشت کرنے روکنے یا کسی بات پر قائم رہنے کے ہیں اور اصطلاح میں صبر سے مراد شدائد و تکالیف کے وقت ثابت قدم رہنے کے ہیں۔ صفات انسانی میں بہترین صفت استقلال کی ہے اس لئے کہ استقلال ہی کے ذریعے آخرکار کامیابی نصیب ہوتی ہے استقلال ہی کی بدولت افراد و عوام ترقی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اکثر استقلال کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور صابرین کے بامراد ہونے کی بشارت آئی ہے۔ فی زمانہ مجبوری کا نام صبر رکھا گیا ہے۔ حالانکہ مجبوری کا نام صبر نہیں ہے۔ بلکہ مصیبت کے وقت عزم راسخ، بلند ہمتی، شجاعت، ضبط اور تحمل جیسے اعلیٰ صفات کا پابند ہونا فی الحقیقت صبر ہے انتہائی مصیبت۔ انتہائی ناکامی انتہائی ظلم، اور بے حد نقصان پر پریشان نہ ہونا غم نہ کرنا۔ اور ناامید نہ ہونا۔ بلکہ ثابت قدم رہنے کا نام صبر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جو لوگ ان مصائب پر صبر کرتے ہیں ان کے لئے۔ خوشخبری ہے۔ ایسے ہی مصیبت کے وقت کہتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ یعنی ہم اللہ کے لئے ہیں ہمیں اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ صبر کی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان نقصان اور تکلیف سے گھبرا نہ جائے۔ بلکہ پامردی سے اس کو برداشت کرے۔ صبر کوئی معمولی کام نہیں ہے بلکہ یہ بڑے ہی حوصلہ کا کام ہے۔ وہی شخص صبر کر سکتا ہے جو بلند حوصلہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

Marfat.com

یعنی وہ لوگ نقصان سے محفوظ ہیں جو لوگوں کو حق کی بات اور صبر کی تعلیم دیتے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔

یعنی تجھے جو نقصان پہنچے اس پر صبر کر۔ درحقیقت صبر بڑے حوصلے کا کام ہے۔ کہنے کو تو صبر بڑا آسان کام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بڑی جوانمردی کا کام ہے۔ اسی لئے صبر کرنے والوں کو اللہ کی نصرت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ؕ

یعنی مصیبت کے وقت صبر اور نماز کو اللہ کی مدد طلب کرنے کا وسیلہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا معین و مددگار ہے۔

غرضکہ صبر ایک طاقت ہے جس کے ذریعہ انسان مصائب پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو لوگ نیک اور متقی ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑی خوبی صبر کی ہوتی ہے۔ اسی بناء پر ان کے درجات اللہ کے نزدیک بلند سے بلند تر ہوتے ہیں۔ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ۔ اگر تم صبر کرو گے تو یقیناً صابروں کے لئے بہتری ہے۔ اور اللہ کا وعدہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔

یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

انسان دراصل وہی ہے جو مصائب کے وقت ڈگمگا نہ جائے۔ اپنی امکان بھر جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد رکھے۔ اسی سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

تفصیل کیلئے آگے ایک مضمون اور ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

مومن وہ ہے جو صابر ہے اور صبر رُوح کی غذا ہے!

امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ صبر کی مثال اس طرح ہے۔ جس طرح تن کیساتھ سر نہ ہو۔ جس کا سر نہیں اور جس کو صبر نہ ہو اس کا ایمان نہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ ہمارا ایک قبیلے میں سے گزر ہوا۔ ایک عورت دوڑی دوڑی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا آقا یا رسول اللہ میرا بیٹا قریب مرگ ہے اور اس پر نزع کی حالت طاری ہے۔ دو جہانوں کے مالک اس عورت کیساتھ گھر تشریف لے گئے اور اس کے لڑکے کو انتہائی محبت اور شفقت سے اپنی گود میں لٹا لیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ لڑکا اللہ کو پیارا ہو گیا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضعیف ماں کے خیال سے بہت رنج ہوا۔ چشم مبارک سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے اس ضعیفہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہر شے کے لئے ایک مدت مقرر ہے۔ پس تجھے صبر کرنا چاہیئے۔ اس کا اجر و ثواب لینا چاہیئے۔ اور تکلیف میں صبر کرنا بہتر ہے۔ جزع و فزع نہ کرنا چاہیئے آہستہ آہستہ صبر تو آ ہی جاتا ہے۔ بے اختیار انسان کیا کر سکتا ہے۔

یک روز حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے مناجات کی کہ الٰہی تیرے نزدیک کون سا بندہ افضل تر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا جو عطا پر شکر بجا لائے یعنی جو کچھ اللہ دے اسے قبول کرے بلا پر صبر کرے اور غصے کے وقت عفو یعنی درگزر کرے جو کل صدقہ کرنا ہو اسے آج ہی کرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا کہ جب قیامت کے دن محشر کے میدان میں یہ آواز گونجے گی کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کیا کرتے تھے۔ یہ آواز سن کر وہی لوگ کھڑے ہونگے جو رنج و راحت میں اپنے پروردگار کا شکر اور نعمت الٰہی اس کی رحمت سمجھتے تھے اور زحمت بھی اس کی طرف سے خیال کرتے تھے۔

کسی تکلیف اور حادثے پر غم کا اظہار کرنا ایک فطری امر ہے ہاں اس بات کا البتہ ضرور خیال رکھنا چاہیئے کہ غم کے انتہائی ماحول میں بھی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکلے جس سے خدا اور اس کا رسول پاکؐ ناراض ہو۔ دل کو جتنا چاہے دکھ پہنچے لیکن صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ جتنی سخت مصیبت اور آزمائش ہوگی اتنا ہی بڑا اس کا اجر ملتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کو مزید نکھارنے کے لئے آزمائش میں بتلا کر دیتا ہے پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی کبھی ان سے ناراض نہیں ہوتا۔ اور جو آزمائش میں اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوں اللہ تعالیٰ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب کسی انسان کا کوئی بچہ مر جاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی جان لے لی ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہاں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہنے لگے کہ تیرے بندے نے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون ۀ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کیلئے جنت الفردوس میں ایک گھر

Marfat.com

تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں آنے والی مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا چاہیئے اگر دکھ اور تکلیف پہنچے تو ان پر رنجیدہ ہونے کی بجائے خوشی محسوس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے اپنی راہ میں آپ کی قربانی قبول فرمائی۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا اور وہ بچے کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنے کام پر چلے گئے۔ یہ اکلوتا لڑکا ابو طلحہ کو بہت پیارا تھا اور وہ اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ قضائے الٰہی سے ان کا لڑکا فوت ہو گیا۔ ابو طلحہ کی بیوی ام مسلمہ نے اس خیال سے کہ ابو طلحہ روزہ سے ہیں اور عبادت میں مشغول ہیں۔ انہیں لڑکے کی وفات کی خبر نہ دی جب شام کو حضرت ابو طلحہ گھر واپس آئے اور روزہ افطار کیا لڑکے کا حال پوچھا اور بے رقت سونے کا سبب پوچھا تو ام مسلمہ نے انکو باتوں میں ٹال دیا اور بولیں پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ ابو طلحہ نے اس خیال سے کہ میرا بیٹا پہلے سے سکون میں ہے اس لئے اسے اٹھانا مناسب نہ سمجھا اور لیٹ گئے صبح ہوئی تو نیک بیوی نے نہایت ہی حکیمانہ انداز میں پوچھا کہ اگر کوئی کسی شخص کو بطور امانت کچھ دے اور امانت رکھنے والا اس سے مطمئن اور کامیاب ہو لیکن جب وہ آدمی اپنی امانت واپس لینا چاہیئے تو وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی ہو خیانت کرنا چاہے تو کیا کر سکتا ہے اس پر ابو طلحہ نے کہا نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا شریعت اس سے منع کرتی ہے حضرت ابو طلحہ کی بیوی ام مسلمہ نے کہا کہ اگر یہ بات یہی ہے تو تمہارا بیٹا داعی اجل کو لبیک کہہ گیا میں نے صبر کیا ہے تم بھی صبر کرو۔ اور اس کا ثواب آخرت کے لئے محفوظ رکھو ابو طلحہ نے یہ سن کر

Marfat.com

کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت ابوطلحہ اپنی بیوی کے صبر سے حیران رہ گئے۔ ابوطلحہ ابھی اس حادثہ کی خبر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے نہ پائے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور پاک کی خدمت میں تشریف لائے اور ابوطلحہ اور انکی بیوی کے صبر وجمیل کے واقعہ سے آگاہ کیا جب ابوطلحہ حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور پاک نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ تم دونوں کو صبر کرنے سے برکت دے اللہ تعالیٰ نے حضور پاک کی یہ دعا قبول فرمائی۔ تھوڑے عرصہ بعد ابوطلحہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور اس لڑکے نے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ مومنوں یہ غور کا مقام ہے کہ صبر کی حقیقت کیا ہے۔

صبر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنا مال اپنی اولاد کو اپنا نہ جانے بلکہ یہ سب کچھ قدرت ہی کی طرف سے جانے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ آیت پڑھتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمتوں کے صدقے اس کے رنج وغم دور فرماتا ہے یہ کلمہ ننانوے (۹۹) بیماریوں کی دوا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ولا منجا من اللہ الا الیہ۔

گناہ سے باز رہنے کی طاقت اور عمل صالح کی توفیق بخشنے کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے اور اسکے عتاب سے بچنے کے لئے کوئی پناہگاہ نہیں سوا اسکی ذات کے۔

قدم قدم پر مومن کے صبر کا امتحان ہوتا ہے ۔ عزیزو! اور دوستو! اور میری دینی بہنو! آپنے اوپر پڑھا اور بار بار سنا ہوگا کہ مومن کیلئے صبر ایک نہایت پسندیدہ اور مطلوب صفت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔ صبر کرنیوالوں کو انکا بدلہ بلا حساب دیا جائے گا۔ نیز ارشاد فرمایا۔ ان اللہ مع الصابرین۔ اللہ صبر کرنیوالوں کیساتھ ہے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا "وبشر الصبرین" صبر کرنیوالوں کو خوشخبری دیدو

Marfat.com

اور فرمایا۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ۔" اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" ساتھ ہی صبر کرنے والوں کے درجات کی بلندی اور ان کے اجر کا ذکر بھی قرآن شریف میں بار بار آتا ہے۔ فرمایا:۔ اِنِّی جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ :۔ آج میں نے ان کے صبر کرنے کا یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں ۔" اور فرمایا۔ اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ بِمَا صَبَرُوْا ۔" ان لوگوں کو ان کے صبر کے بدلہ میں عالی شان محل دیے جائیں گے۔" اور فرمایا۔ وَجَزٰھُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّۃً۔ اور اس نے انھیں ان کے صبر کے بدلے میں جنت دی۔" جنت میں فرشتے جب مومنین کے پاس آئیں گے۔ تو کہیں گے۔ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ تم پر سلامتی ہے، تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو۔

پھر قرآنِ پاک میں اللہ تعالے نے مومنوں کو بار بار صبر اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ فرمایا۔ فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔" صبر اختیار کرو۔ بہترین انجام متقیوں ہی کے لئے ہے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ۔ صبر اختیار کرو۔ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ فرمایا۔ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا۔ صبر اختیار کرو بہترین طریقے پر۔ یہ اور اس طرح کی بہت سی آیتیں، صبر کے متعلق آئی ہیں۔ جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ صبر اختیار کرنا مومن کے لئے ایک ضروری صفت ہے اللہ تعالٰی نے اس صفت کو پیدا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور اس صفت کے اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالے بیحد پسند فرماتا ہے۔ اور آخرت میں

Marfat.com

اس نے ان کے لئے بڑے بڑے اجر رکھے ہیں، تو بھائیو! یہ سوچنے کی بات ہے کہ آخر اس صبر کی حقیقت کیا ہے جس کے لئے اتنی تاکید کی گئی ہے اور جس کا اتنا اُونچا بدلہ مل سکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ کسی شخص کو کوئی ایسی چیز عطا نہیں کی گئی جو صبر سے زیادہ بہتر اور کار آمد ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر ہمارے سامنے اس لفظ کا صحیح مفہوم ہو اور ہم اچھی طرح یہ سمجھ لیں کہ اس سے کیا مراد ہے تو پھر بڑی آسانی سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ صبر کتنی بڑی نیکی ہے اور اس کا اتنا بڑا اجر کیوں رکھا گیا ہے۔

بھائیو! عربی زبان میں صبر کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اپنے جذبات اور خواہشات کو قابو میں رکھنا بھی صبر ہے۔ جلد بازی اور گھبراہٹ سے کام نہ لینا بھی صبر ہے۔ کسی خوف یا لالچ کے موقع پر اپنے مقام سے نہ ہٹنا بھی صبر ہے۔ کیسے ہی اندیشے اور مشکلیں ہمارے سامنے ہوں۔ اس کے باوجود اگر ہمارے قدم نہ لڑکھڑائیں تو یہ بھی صبر ہے۔ غصے کے وقت اپنے کو قابو میں رکھنا بھی صبر ہے۔ اشتعال انگیزی کے موقعوں پر غلط کام نہ کر بیٹھنا بھی صبر ہے۔ مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹے۔ حالات بگڑتے نظر آئیں تو ایسی حالت میں بے چین نہ ہونا اور حواس کو پریشان نہ ہونے دینا بھی صبر ہے۔ کسی مقصد کے حاصل کرنے کے شوق میں جلد بازی سے بچنا بھی صبر ہے۔ دنیوی فائدے نفس کی لذتیں اور طرح طرح کی چیزیں جب دل کو لبھائیں تو ان کے مقابلے میں صحیح راستے پر قائم رہنا اور کوئی غلط قدم نہ اٹھانا بھی صبر ہے۔ غرض یہ کہ قرآن میں جس جس طرح پر اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے اس کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس لفظ میں بہت سے معنی سمیٹے دیئے گئے ہیں۔ اب ذرا سوچئے

Marfat.com

کہ جب ایک بندۂ مومن ان تمام موقعوں پر جن کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور کوئی غلط قدم نہیں اٹھاتا تو یقیناً وہ ایک بڑا کام کرتا ہے اور اس سے اس کا ایسا ہی بدلہ ملنا چاہئے۔ مثال کے طور پر سوچیئے کہ ایک شخص آپ کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ آپ کو بھی قدرت حاصل ہے۔ کہ آپ اسے تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن اگر صرف اس خیال سے آپ نے اس کی زیادتی کو برداشت کر لیا کہ آپ کا مالک آپ سے خوش ہوگا اور آپ اسے کچھ نہیں کہتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کا یہ صبر کرنا بیکار ہو جائے اور آپ کو اس کا کوئی بدلہ نہ ملے۔ آپ سنتے ہیں کہ کسی شخص نے آپ کے خلاف الزام تراشیاں کیں آپ بھی اس کے بہت سے عیب جانتے ہیں۔ آپ کا نفس تقاضا کرتا ہے کہ اس کی برائیاں بیان کر کے اسے بھی لوگوں کی نظروں میں گرایا جائے۔ لیکن آپ ایسا نہیں کرتے صرف اس لئے کہ ایسا کرنے سے آپ کو روکا گیا ہے۔ اس طرح نفس کی خواہش کو دبانے سے آپ کو ایک تکلیف بھی ہوتی ہے اور آپ اسے برداشت کر لیتے ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو اس تکلیف برداشت کرنے کا کوئی بدلہ نہ ملے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ انسان کو ہر برائی کی طرف لے جانے والی نفس کی خواہش ہی ہوتی ہے۔ خواہش نفس کو روکنا صبر ہے۔ اس طرح گویا صبر برائیوں سے روکنے کے لئے سب سے بڑی قوت ہے۔ اگر انسان اس قوت سے کام نہ لے تو ہر آن اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ نیکیوں سے محروم ہو جائے اور برائیوں میں پھنس جائے۔

ایک شخص معاشی تنگی میں مبتلا ہے۔ حلال روزی کمانے کی جتنی کوشش کرتا ہے۔ ناکامی ہوتی ہے۔ ذرا بے احتیاطی سے کام لے تو ناجائز

Marfat.com

طریقوں سے آسانی کے ساتھ رزق حاصل ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کے خوف سے غلط طریقوں سے بچتا ہے۔ اور اس کے اجر کی امید میں سختیاں برداشت کر لیتا ہے تو یہ صبر ہے اور اس کا اجر اسے یقیناً ملنا چاہیئے۔ دوسری طرف ایک شخص کو معاشی خوش حالی حاصل ہے۔ جائز طریقوں سے اللہ تعالےٰ نے اُسے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ دولت اپنے ساتھ سامان تعیش کی خواہش اور نام و نمود کی آرزو لے کر آتی ہے۔ قدم قدم پر نفس کی خواہشات دولت کے نئے نئے مصارف سامنے لاتی ہے۔ اب اگر اس موقع پر بندۂ مومن اعتدال کی راہ پر قائم رہتا ہے۔ کسی ایسی جگہ اپنا پیسہ صرف نہیں کرتا جو اللہ و رسول پاک کی ناخوشی کا باعث ہو اور ہر غلط خواہش کے مقابلے میں اپنے نفس کو روکتا ہے تو بھی صبر ہے اور اس کے لئے وہ یقیناً اجر کا مستحق ہے۔

کاروبار کے شباب کا وقت ہے۔ بظاہر ذرا سی بے توجہی سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ لیکن عین اسی وقت دین کے تقاضے بھی سامنے آتے ہیں۔ گاہکوں کو چھوڑ کر نماز باجماعت کے لئے دکان سے اُٹھنا پڑتا ہے۔ اب ایک طرف کاروبار کا دباؤ ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالےٰ کے احکام ہیں۔ اس موقع پر ظاہری مفاد کو ترک کر دینا صبر ہی ہے اور اس کے لئے یقیناً اجر ملنا چاہیئے۔

اسی طرح زندگی میں بیشمار پہلو صبح سے شام تک ہمارے سامنے آتے ہیں جہاں ایک طرف خواہش نفس ہوتی ہے اور دوسری طرف دینی اور اخلاقی تقاضے۔ گھریلو زندگی کی بدمزگیاں اولاد کی محبت، اولاد کی نافرمانیاں، دوستوں اور رشتہ داروں کی بیوفائیاں، ملازموں اور دوسرے اہلِ معاملہ کی بےعنوانیاں، غرض یہ کہ قدم قدم پر مومن کے صبر کا امتحان

Marfat.com

ہوتا ہے۔ نفس کہتا ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ برائی کی ہے۔ تم بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو۔ جو تمہارا ہمدرد نہیں تم بھی اس کے ساتھ ہمدردی نہ کرو، لیکن ایمان کا تقاضا ہوتا ہے کہ اس موقع پر اونچے اخلاق کا ثبوت دیا جائے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذَالِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ " جس کسی نے صبر کیا اور درگزر سے کام لیا تو یقیناً یہ بہت اونچے درجہ کا کام ہے۔ "

حق اور صبر میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ آپ حق کو اختیار کریں یا حق پر قائم رہنا چاہیں دونوں صورتوں میں آپ کو صبر کی ضرورت ہے۔ حالات ناسازگار ہیں۔ کلمہ حق منہ سے نکالنا اپنے لئے مصیبتوں کو دعوت دینا ہے لیکن آپ حالات کی پروا کئے بغیر حق پر قائم ہیں۔ حق پر ہی قائم رہنا چاہتے ہیں جو مشکلات بھی آئیں انہیں برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں یہی صبر ہے۔

بہت سے موقع ایسے آتے ہیں کہ حق بظاہر مغلوب دکھائی دیتا ہے حق کی حمایت میں زبانیں گونگی ہو جاتی ہیں۔ حق کی مدد کرنے والے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر اگر آپ ہاتھ سے کام لیں تو اس کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے۔ زبان سے حق کی حمایت کریں تو یہ بھی صبر کے بغیر ممکن نہیں اور پھر اس راہ میں جو کچھ سہنا پڑے اس سب کو خوشی خوشی جھیل لیں تو اس کے لئے صبر ہی درکار ہے۔

غرض یہ کہ زندگی کا شاید ہی کوئی لمحہ ایسا ہو جو ہم سے صبر کا مطالبہ نہ کرتا ہو۔ ہر قدم پر صبر ہر حال میں صبر، یہی وجہ ہے کہ صبر کے لئے اتنا اجر ہے اور صابروں کا درجہ اتنا اونچا۔

بھائیو اور عزیزو! آج جن حالات میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ وہ ہم سے

Marfat.com

صبر کا شدید مطالبہ کرتے ہیں ہمیں دعا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بصیرت عطا فرمائے کہ ہم ہر موقع پر صبر کے تقاضوں کو سمجھ سکیں اور یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اِن تقاضوں کو پورا کر سکیں۔

بھائیو! دنیا میں ایسا کون شخص ہے جسے کسی نہ کسی مصیبت، تکلیف اور کسی نہ کسی رنج سے دوچار ہونا نہ پڑا ہو۔ ان مصیبتوں اور تکلیفوں کا تعلق کبھی انسان کی جان سے ہوتا ہے اور کبھی اس کے مال سے۔ وہ بیمار پڑتا ہے، اس کے قریبی عزیز، دوست اور گھر والے بیمار ہوتے ہیں اور جب کا وقت آجاتا ہے وہ داغِ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے رخصت بھی ہو جاتا ہے اس کے کاروبار میں نقصان آتا ہے۔ کھیتیاں اُجڑ جاتی ہیں۔ آن کی آن میں لاکھوں کی دولت خاک میں مل جاتی ہے۔ دیکھتے دیکھتے بڑے بڑے کھاتے پیتے، دولت والے اور حکومت کے مالک، دانے دانے کو محتاج ہو جاتے ہیں۔ زندگی کے یہ اُتار چڑھاؤ اتنے عام ہیں کہ کوئی شخص ان سے بچا ہوا نہیں ہر ایک کو ان سے واسطہ پڑتا ہے۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ۔

ایک طرف یہ صورتِ حال ہے۔ دوسری طرف ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا مالک بے انتہا رحمت والا ہے، اس نے خود فرمایا ہے کہ رَبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ (تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے) مزید فرمایا۔ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے) ایک اور جگہ ارشاد فرمایا رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے) پھر یہ مصیبتیں کیسی؟ اور یہ مصیبتیں اس کے باغیوں کے حصے میں آئیں تو ایک بات بھی ہے لیکن اس کا نام لینے والے اور اس کا کلمہ پڑھنے والے کیوں ان مصیبتوں کا شکار ہوں؟ یہ ایک سوال ہے

Marfat.com

جولاعلمی کی وجہ سے ذہنوں میں ابھر سکتا ہے۔ دراصل یہ سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب انسان کی نظروں سے اس دُنیا کی زندگی کی اصل حیثیت اوجھل ہوجاتی ہے۔

دوستو! ہم سب کا ایمان ہے کہ دُنیا کی یہ زندگی آخری زندگی نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہمیشہ رہنے والی زندگی کی ایک ادنیٰ منزل ہے۔ یہ ہمیشہ رہنے والی زندگی موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ موت سے پہلے ہر انسان کو جو مہلت ملی ہوئی ہے وہ تو حقیقت میں آگے آنے والی زندگی کے لئے کمائی کا زمانہ ہے۔ دُنیا کی اس زندگی میں اگر کسی کو نعمتیں ہی نعمتیں مل رہی ہیں تو ضروری نہیں کہ وہ اس کے کسی اچھے کام کا بدلہ یا اس کے حق میں انعام ہوں۔ اور اگر کوئی مصیبتوں اور دُکھوں میں مُبتلا ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اسکے لئے کوئی عذاب یا اُس کے جُرموں کی سزا ہی ہے۔ یہاں تو جو حالت ہے وہ امتحان اور جانچ ...... کے لئے ہے۔ کسی کو نعمتیں دے کر آزمایا جاتا ہے تو کسی کا امتحان سختیوں اور مصیبتوں میں لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اگر اپنے بندوں پر کبھی کچھ مصیبتیں ڈالتا ہے یا انھیں اُس کے حکم سے کوئی جسمانی تکلیف یا مالی نقصان پہنچتا ہے تو اس لئے نہیں کہ وہ انھیں ہلاک کرنا چاہتا ہے یا وہ انھیں عذاب دیتا ہے' بلکہ اس کی غرض کبھی تنبیہ ہوتی ہے اور کبھی امتحان۔ کبھی بندوں پر مصیبتیں اس لئے نازل ہوتی ہیں کہ شاید اُن کی وجہ سے ان کے دل نرم ہو جائیں وہ اللہ کو یاد کریں، اس کی طرف رجوع ہوں اپنی غلطیوں کو محسوس کریں۔ اور اپنی غلط روش سے باز آجائیں۔ اور کبھی یہ مصیبتیں اس لئے آتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے صبر اور ان کے توکل اور ان کے اعتماد کی جانچ فرماتا ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے'

Marfat.com

کہ بندے میں برداشت کی طاقت کہاں تک ہے۔ اس کے ایمان اور اللہ و رسول پاکؐ پر اس کے بھروسے اور اعتماد کی حالت کیا ہے۔ ان مصیبتوں سے بندے کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے، اللہ و رسول پاکؐ پر اس کا بھروسہ بڑھتا ہے۔ اور اس کے اندر ثابت قدمی کی قوت اور زیادتی ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر جب یہ مصیبتیں دین کی راہ پر چلنے میں پیش آتی ہیں اور جب ایمان اور اسلام کے تقاضے پورا کرنے کے نتیجے میں مومن کو تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں تو اس کا تعلق اللہ تعالےٰ سے اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے' اللہ و رسول پاکؐ کی محبت اور اس کے ساتھ وابستگی میں ترقی ہوتی ہے۔ جس قدر بندہ اللہ و رسول پاکؐ کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ اسی قدر اس کے اندر ایمانی کیفیت بڑھتی ہے جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ جو کچھ ہے وہ میرے مولا کی طرف سے ہے اور میں جس حال میں رکھا گیا ہوں وہ میرے آقا ہی کا فیصلہ ہے تو پھر مصیبتیں آسان ہی نہیں ہو جاتی ہیں بلکہ ان میں ایک قسم کی لذت پیدا ہونے لگتی ہے۔ یہ وہ منزل ہے جو اللہ کے مقرب بندوں کو حاصل ہوتی ہے۔

بھائیو! مصیبتوں میں صبر کرنا اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا بڑی نعمت ہے۔ ایسی بڑی نعمت کہ اس سے زیادہ اور کسی نعمت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی بدولت بندے کی خطائیں معاف ہوتی ہیں۔ آخرت میں اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور ایک صبر کرنے والے مومن کے لئے مصیبتیں ہی دراصل رحمت کا سبب بن جاتی ہیں۔ بعض بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ اگر دُنیا میں مصیبتیں نہ ہوتیں تو شاید ہم آخرت میں بالکل خالی ہاتھ ہوتے' مومن کے لئے تو راحت ہو یا مصیبت' دونوں میں خیر ہی خیر ہے۔ راحت ملنے پر وہ شکر ادا کرتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کی مزید رحمتوں کا مستحق

Marfat.com

بنا تا ہے اور مصیبت پڑنے پر وہ صبر کرتا ہے اور اپنے مالک کے دربار سے اس صبر پر بڑا انعام پاتا ہے۔

بھائیو! مصیبتیں کس پر نہیں آتیں۔ کیا جو لوگ اللہ کے دین سے بے بہرہ اور اللہ کے باغی ہیں، انھیں جسمانی اور مالی تکالیف نہیں پہنچتیں؟ کیا وہ بیماریاں نہیں جھیلتے؟ مالی نقصانات نہیں برداشت کرتے؟ اور حد یہ کہ وہ اپنے غلط روش پر چلنے کی خاطر طرح طرح کی سختیاں اور مصیبتیں نہیں اٹھاتے۔ پھر بھلا جس کے سامنے اس زندگی سے آگے کوئی اور زندگی ہی نہ ہو جس کی نظریں موت کے اس پار تک جاتی ہی نہ ہوں اگر گھبرا جائے اور وہ اگر فوری ملنے والے فائدوں کی خاطر کچھ غلط کام کر بیٹھے تو یقیناً اس سے کچھ بعید نہیں۔ لیکن جو شخص اس دنیا کی زندگی کو ایک اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کا دیباچہ سمجھتا ہو، جس کی نظر میں زندگی کی یہ مہلت محض کمائی کا زمانہ ہو اور جو یہاں کھیتی اسی لیے بو رہا ہو کہ اسے آخرت میں یہ کھیتی کاٹنا ہے اس کی نظر میں بھلا یہاں کے عیش و آرام اور یہاں کی مصیبتوں کا مقام ہی کیا ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہر وقت یہی سمجھتا ہے کہ ہم سب اللہ کے ہیں جو کچھ ہم کو پیش آرہا ہے وہ اللہ کی مرضی اور اس کے حکم سے پیش آرہا ہے اور آخر کار ایک نہ ایک دن ہمیں اپنے اسی مالک کے حضور حاضر ہونا ہے۔ وہ ہماری تمام باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ہر سختی اور ہر مصیبت کے وقت یہی کہتے ہیں کہ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ (ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں لوٹ کر اسی کی طرف جانا ہے) ایسے لوگوں کے لئے بڑی خوشخبری ہے۔ اور یقیناً وہ آخرت میں بڑے درجات پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن کے شامل حال ہوگی۔ اور ایسے ہی لوگ حقیقت میں صحیح راستے پر ہیں۔

Marfat.com

آیئے! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ کا مفہوم بھی سمجھ لیجئے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ قرآنِ مجید میں ہے کہ مومنوں پر جب مصیبت آپڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ چنانچہ اہلِ اسلام کا طریقہ بھی یہی مروج ہے کہ ایسے حوادث کے موقع پر یہ آیت پڑھتے ہیں۔ جب زبانوں پر کوئی چیز زیادہ آتی ہے تو عموماً معنوں کی گہرائی تک ذہن نہیں جاتا وہ الفاظ رسمی نوعیت بنکر رہ جاتے ہیں کہ جب کوئی بات تکلیف پہنچانے والی سامنے آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ دیا۔ اس سے کسی کو سروکار نہیں ہوتا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ الفاظ مذکورہ کے پڑھنے کے ساتھ ان پر غور و فکر کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اسی کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ مومنوں کی یہ شان ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ ہی کے پاس جانیوالے ہیں۔ یعنی ہمارا وجود ہماری جان ہمارا جسم اور ہمارا مال و اولاد درحقیقت ہمارا اپنا کچھ بھی نہیں۔ سب کا اللہ ہی مالک ہے اس کو ہر طرح کا اختیار ہے وہ جس کو جب تک چاہے اس دُنیا میں رکھے اور جب چاہے دوسری دُنیا میں منتقل کر دے۔ اس دُنیا میں جو شخص بھی آتا ہے۔ وہ مستقل قیام کے لئے نہیں آتا بلکہ ایک محدود وقت کے لئے آتا ہے۔ جب وہ وقت پورا ہوجاتا ہے تو یہاں سے دوسرے عالم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ عالم ہمیشہ رہنے کے لئے بنایا ہی نہیں گیا۔ یہاں سے ہر ایک کو جانا ہی ہے کوئی پہلے جائیگا کوئی پیچھے۔ مگر جانا ہر ایک کے لئے ضروری ہے تو اس مسافر خانے کے قیام پر کیا دل لگایئے۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے اس حقیقت کو اس لئے کھولا ہے کہ بندے صبر کرنا سیکھیں۔ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اُس عالم کی نعمتیں اس عالم میں

Marfat.com

نہیں مل سکتیں، ان کے حاصل ہونے کے لئے وہاں جانا شرط ہے اور وہ اتنی عجیب ہیں کہ دُنیا کی بڑی سے بڑی نعمت وہاں کی ادنیٰ سے ادنیٰ اور چھوٹی سے چھوٹی نعمت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہاں جانے کے بعد واضح ہوگا کہ جواہرات تو یہاں ہیں۔ جن کو ہم وہاں یعنی دُنیا میں جواہرات کہتے تھے وہ تو محض کنکر پتھر تھے، صرف ظاہری چمک تھی حقیقت اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں تھی۔ وہاں جانے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جائیگی کہ فنا اور موت کیسی نعمت ہے اگر یہ ہم سے دور رہتی تو یہ حقیقی نعمتیں کیسے ملتیں اسی لئے تو قرآن مجید میں سورۂ الرحمٰن میں کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ کے بعد فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ فرما کر اس کو نعمتوں کے زمرے میں داخل فرمایا گیا ہے اگر یہ نہ ہوتی تو مہمان کی نعمتوں سے سب محروم رہتے اور اس دُنیا کے مصائب کا کبھی خاتمہ ہی نہ ہوتا۔ پھر ایک حقیقت اور بھی ایسی ہے جو ہماری اس عقل سے جو اس عالم فانی میں مقید ہے اونچی ہے قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا ہے۔ وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ یعنی تیرے رب کے پاس کا ایک دن تمہاری شمار کے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے جب روح اس عالم میں پہنچتی ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے دو ڈھائی گھنٹے یہاں کے سنو برس کے برابر ہیں۔ متوفی کی روح تو مطمئن ہوتی ہے کہ سب چند ساعتوں میں اسی جگہ آنے والے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں لوگوں کو دکھا بھی دیئے سمجھ لیجئے کہ متوفی اور تمہارے بیچ میں ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ زیادہ دوری نہیں۔ دُنیا سے ایسے گذرنے والے خوش قسمت ہیں جن کے بعد ان کے لئے مغفرت کرنے والے اور ایصال ثواب کرنے والے موجود ہوں۔ آپ تلاوت قرآن مجید

Marfat.com

اور کلمۂ طیبہ کے ثواب سے اپنے والدین اور عزیز و اقارب مرحوم کو ایصالِ ثواب کر کے ان کی جائے قیام کو نورانی بناتے رہیئے۔

سوالا کھ کلمہ طیبہ اور قرآن مجید کے ختم کا ثواب پہنچا دینا چاہیئے۔ یہ مرنے والے کے لئے بخشش کا ذریعہ نعمتوں کا تحفہ ہے۔ ایصالِ ثواب کا طریقہ کتاب نظامِ مصطفیٰ کے پہلے حصّہ میں مفصل بیان کر چکے ہیں۔ لہذا ایصالِ ثواب کی جامع تعریف اور صحیح مفہوم سے مطالعہ کر کے مستفید ہوں۔

آیئے! اب ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں۔ کہ اے اللہ ہم کو ہر دشواریوں میں صبر عطا فرما۔

الٰہی ہم گنہگار ہیں ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اور ہمارے گناہوں کو بخش دے۔

الٰہی ہمیں قبر کے عذاب سے بچا اور ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ

الٰہی قیامت کے دن سب گنہگار اُمت کے چہرے سیاہ ہوں تو آپ ہمارے چہروں کو اپنے نور سے منوّر فرمانا۔

الٰہی قیامت کے دن جب گنہگار اُمت پیاس کی شدت سے تڑپتی ہو تو ہمیں حوضِ کوثر کا پانی پلانا اور جب گنہگار امت دھوپ کی شدت سے بےچین ہو تو ہمیں حضور رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نصیب کرنا۔

الٰہی تو اپنی رحمت کی بارش ہم پر فرما اور ہمارے گھروں پر رحمتیں نازل فرما۔

الٰہی جب موت آئے تو میرا آخری کلام دنیا میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمانا۔ ناچیز گنہگار سید محمد معز الدین عفی عنہ۔

Marfat.com

اگر مسلمان سے کچھ گناہ ہوئے ہوں تو کیا قبر میں اس کو تکلیف ہوگی؟ اور کیا مردہ کے کسی نیک کام سے جس کا ثواب مردہ کو بخشا گیا ہو مردہ کی تکلیف میں تخفیف ہو سکتی اور ثواب پہنچ سکتا ہے؟

ہاں مسلمان سے جو گناہ سرزد ہوا اور مرنے سے قبل اس نے توبہ نہ کی تو قبر میں اس کو تکلیف ہوگی۔ چنانچہ احادیث میں بعض مسلمانوں کا ذکر آیا ہے کہ قبر میں ان کو تکلیف ہوئی جب حضرت سعد بن معاذ کو دفن کیا گیا تو حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر تک قبر پر کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل کی جب اس کا سبب دریافت کیا گیا تو ارشاد ہوا۔ اس نیک بندہ پر قبر کی تنگی ہوئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے کھول دی (رواہ احمد) جب دوبارہ آپ سے ان ہی کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا کہ پیشاب سے پاک رہنے میں ان سے کچھ کمی ہو جاتی تھی (راہ بیہقی) ان روایات سے معلوم ہوا کہ قبر میں گناہ کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے اب اس قبر کی تکلیف کے دور ہونے کی کئی صورتیں ہیں کہ متوفی کے عزیز و اقارب اور دوست و آشنا عبادت مالی اور بدنی کا ثواب جو ان کو ملا ہے اس کو مرنے والے کو بخش دیں تو اللہ تعالیٰ مردہ کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ اسی کو ایصال ثواب یا فاتحہ نیاز کہتے ہیں ایصال ثواب کی مثالوں میں سب سے بڑی مثال تو نماز جنازہ ہے جو صرف میت کے گناہوں کی معافی کے لیے پڑھی جاتی ہے اور جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک جاری ہے اور تمام فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ نماز دعا میت ہے اس کی مغفرت اور معافی کے لیے پڑھی جاتی ہے جس سے ایصال ثواب کا بہت بڑا ثبوت ملتا ہے۔

ایک حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کے جنازہ پر سو مسلمان جمع ہو کر نماز جنازہ پڑھیں اور مردے کے لیے شفاعت کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے (مسلم) یہ تو عبادت بدنی کا ثبوت تھا اب عبادتِ مالی کا ثبوت لیجئے کہ مال کو

Marfat.com

صدقہ و خیرات کرنے سے بھی میت کو نفع پہنچتا ہے، احادیث صحاح میں موجود ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والدہ کے لیے دریافت کیا کہ ان کا کونسا نافع ہے آپؐ نے فرمایا کہ پانی کا صدقہ نافع ہے، چنانچہ حضرت سعدؓ نے اپنی والدہ کے نام سے ایک کنواں کھدوا کر وقف کر دیا۔ نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دُعا بلا کو رد کرتی ہے اور صدقہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ یہی دلائل ہیں۔ جن کی بنا پر موجودہ طریقہ فاتحہ نیاز یا ایصال ثواب جائز اور درست ہے۔ اب یہ فاتحہ خواہ بعد دفن قبر پر ہو یا تیسرے روز ہو، یا دسویں روز ہو، یا بیسویں روز ہو، یا چالیسیں روز یا سال کے بعد ہو یا ہر سال ہو جب کبھی ہو بلا ریب جائز و مستحسن ہے ہاں اس میں جو جہالت کی باتیں عوام نے اضافہ کر دی ہیں ان کا ترک اولیٰ ہے مگر یہ نہیں کہ بعض خرابیوں کی وجہ سے ایصال ثواب روک دیا جائے بزرگان دین کے عرس بھی اسی غرض کے لیے کئے جاتے ہیں اس لئے وہ اجتماعی بھی ممنوع نہیں مگر عرس میں ناچ گانا اور لہو و لہب جس طرح ہر وقت بُرا ہے وہاں بھی بُرا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ میت کے لیے دعا کرنے میں مستحب طریقہ یہ ہے جو اکثر شافعیہ اور احناف کے نزدیک درست ہے جیسا کہ حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارا کوئی بھائی انتقال کر جائے اور تم اُسے دفن کر چکو تو ایک آدمی کو اس کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ کہنا چاہیئے کہ اے فلاں پس میّت اس آواز کو سنتی ہے لیکن جواب نہیں دیتی پھر دوبارہ کہے اے فلاں ابن فلاں جب مردہ دوبارہ اس آواز کو سنتا ہے تو قبر میں بیٹھ جاتا ہے پھر وہ کہے اے فلاں ابن فلاں! اس وقت مردہ کہتا ہے کہ خدا تجھ پر رحم کرے کہہ کیا کہتا ہے؟ مگر اس کا یہ قول تم نہیں سن سکتے۔ پھر اس شخص کو مردہ سے یہ کہنا چاہیئے کہ اے فلاں جس کلمہ پر تو دنیا سے گیا ہے وہ کہہ یعنے تو نے اقرار کیا ہے کہ خدا تیرا پروردگار ہے اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رسول ہیں اور اسلام تیرا دین ہے اور قرآن تیرا امام ہے۔ جب مردہ یہ کہتا ہے تو منکر و نکیر

Marfat.com

ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس بندہ کے پاس سے باہر چلو ہمارا یہاں کچھ کام نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دلیل اس کو تلقین کر دی۔" ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آقا یا رسول اللہ اگر میت کی ماں کا نام یاد نہ ہو تو کس طرح کہیں! ارشاد ہوا کہ ابن حوا کہہ دو کہ وہ سب کی ماں ہیں الخ اور دوسری روایت میں یہ بھی وارد ہوا کہ الٓمٓ سے مفلحون تک اور اٰمن الرسول سے فانصرنا علی القوم الکٰفرین تک پڑھیں اور اگر ختم قرآن کریں تو اولیٰ و افضل ہے، نیز بعض علماء نے کہا ہے کہ فقہ کے مسائل کا تذکرہ بھی موجب نزول رحمت ہے اور قبر پر پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ یہی قول مختار ہے اور شیخ ابن الہمام بھی اس کے ہم خیال ہیں (حاشیہ شرح عقائد) ایصال ثواب خواہ مالی ہو۔ یا بدنی سب کا ثواب مردہ کو ملتا ہے اور اس کی تکالیف دور ہو جاتی ہے یہ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے کہ اپنے عاجز بندے مرنے والے کے گناہوں کو اس کے عزیز دوستوں کی نیکیوں پہ معاف کر دیتا ہے اور یہ یقینی ہے کہ خداوند کریم سے مانگنے والے جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ عطا فرماتا ہے اور وہ حاجات پوری کرتا ہے جس کا حکم ہے:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ "مجھ سے مانگو میں دوں گا۔"

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب زندہ اور سخی ہے اُسے شرم آتی ہے کہ بندہ اس کی جناب میں ہاتھ پھیلائے اور وہ خالی لوٹا دے، غرض وہ دعاؤں کو سنتا اور حاجتوں کو پورا کرتا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ عمداً بار بار گناہ کیا یا گناہ کی عادت ڈالی اور پھر دعا شروع کر دی کہ یہ تمسخر اور گناہ پر اصرار ہے ایسے شخص کی معافی نہ ہوگی۔ خدا رحم و کرم کے ساتھ جبار و قہار بھی ہے اور

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ "بے شک تمہارے خدا کی بازپرس سخت ہے"

اس کا فرمان ہے پس اس کی رحمت کی اُمید کے ساتھ اس کے غضب سے بھی ڈرنا چاہیئے۔

Marfat.com

از صاحبزادہ سید محمد محی الدین دہلوی

خود احتسابی کا عمل

آج کل "احتساب" کا تذکرہ زبانِ زدِ عام و خاص ہے۔ احتساب کا عمل اسلامی زندگی اختیار کرنے والوں کے لئے بیحد ضروری ہے کہ "محاسبے" کے بغیر انسانی زندگی کی اصلاح ممکن ہی نہیں۔ زندگی کا خواہ کوئی بھی شعبہ ہو۔ "محاسبہ" ضروری ہے۔ محاسبہ صرف سیاست کی حد تک محدود نہیں ہونا چاہئے، بلکہ تجارت، ملازمت اور صنعت اور زراعت کے شعبوں کا محاسبہ بھی ضروری ہے اور پھر کسی منظم طریقے سے انسان کی انفرادی زندگی کا محاسبہ ہونا چاہئے۔ یہ سب کچھ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہمارا انفرادی اور اجتماعی بگاڑ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ آج ہم بُرائی کو بُرائی سمجھتے ہوئے بھی اس سے گریز نہیں کرتے۔ چنانچہ ہمارے اس بگاڑ کو کوئی سخت ترین محاسبہ ہی اصلاح میں بدل سکتا ہے ہم بظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ "اسلام" ہمارے تمام تر دکھوں کا واحد علاج ہے۔ اس لئے "اسلام" کو ملک میں جتنا جلد ہو سکے نافذ کیا جائے۔ یہ صرف رسمی کلمات ہیں جو ہماری زبان سے بیساختہ ادا ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن خود کو ذہنی اور دلی طور پر اسلامی نظام کے لئے تیار نہیں کرتے۔ ہماری تغافل پسندی اب اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ ہم اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو دوسروں پر ڈال دیتے ہیں۔

چنانچہ جب انسان اس قدر مفاد پرست، خود غرض اور دنیا دار ہو گیا ہے تو پھر وہ اپنے حقوق و فرائض کو کس طرح ادا کر سکتا ہے۔ ذاتی مفاد اور خود غرضی کی عینک لگانے والوں کو نہ اپنے فرائض یاد رہتے ہیں اور نہ دوسروں کے حقوق۔ ان کو مُفاد پرستی کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اس حالت میں خدا کا خوف، آخرت کا خیال اور سزا

Marfat.com

وجزا کا احساس مٹ جاتا ہے۔ اور پھر انسان حیوان مطلق بن جاتا ہے۔ جب انفرادی زندگی میں من مانی، نفس پرستی اور خود ستائی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اجتماعی زندگی انتشار کا شکار ہو کر رہ جاتی ہے۔ آج اگر ہم اپنی معاشراتی زندگی کا تجزیہ کریں تو ہمیں یہ بات آسانی سے معلوم ہو جائے گی کہ نہ ہماری انفرادی زندگی مثالی ہے۔ اور نہ اجتماعی زندگی چنانچہ آج اگر ہم اپنے خود پیدا کردہ دکھوں کا علاج چاہتے ہیں تو ہمیں ساری برائیوں سے پرہیز کرنا پڑے گا۔ اپنی انفرادی زندگی کو بدلنا ہو گا۔ اور اسلام کا پاکیزہ معاشرہ قائم کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا ہو گا۔ سب سے پہلے اپنے فرائض کو سمجھنا پڑے گا۔ پھر دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا ہو گا۔ اور اپنا محاسبہ خود کرنا پڑے گا۔ اس کا سہل اور آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کو سمجھ کر ان کو ادا کریں۔ عشاء کی نماز کے بعد جب ہم اپنے بستروں پر لیٹیں تو اپنی دن بھر کی سرگرمیوں کا جائزہ لیں، اور پھر خود یہ اندازہ کریں کہ ہمارا کون سا فعل صحیح اور کون سا غلط تھا۔ غلط فعل کا دوبارہ اعادہ نہ ہو اور صحیح فعل کی تکرار ضروری ہے ایسا کرنے سے ہم خود احتسابی کے عمل کے عادی بن جائیں گے۔ اور پھر انفرادی زندگی میں نکھار پیدا ہو گا۔ اور وہ مثالی زندگی بن جائے گی۔ جب انفرادی زندگی میں پاکیزگی پیدا ہو گی تو پھر اجتماعی زندگی یعنی ہمارا معاشرہ خود بخود پاکیزہ ہو جائے گا۔

لہٰذا ہمیں آج ہی سے خود احتسابی کے عمل کو اختیار کر لینا چاہیئے تاکہ ہم جلد از جلد اپنے وطن عزیز پاکستان کو دنیا میں ایک مثالی اسلامی ریاست بنا سکیں۔ اُمید ہے کہ ہر پاکستانی مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے اپنا احتساب روزانہ خود کریگا جب ہم خود تبدیل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہماری مدد کریگا۔ اور ہمیں نیک بننے کی توفیق بھی ملے گی۔ ورنہ پھر ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی!
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا!

Marfat.com

عمل پیہم

قرآن پڑھیں. قرآن سمجھیں. قرآن پر عمل کریں اسلام نام ہی ہے عمل کا. قرآن پر عمل. اسوہ حسنہ پر عمل.! قرآن کی ایک آیت پر صحیح عمل قوم کو صدیوں تک عروج عطا کرنے کے لئے کافی ہے۔

میرے نزدیک قرآن حکمنامۂ خدا ہے اسکی صحیح قدر اس پر عمل کرنا ہے اسکے محاکمات پر عمل مسلسل ہی منشائے ایزدی ہے۔ یہی وہ صحیفۂ آسمانی ہے جس کی صرف ایک آیت پر عمل پوری قوم کو صدیوں تک عروج کے فلک الافلاک تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔

عزیزانِ گرامی! آنے والے عذاب سے بچنے کے لئے قرآنی احکام پر عمل، صرف عمل، عملِ پیہم اشد ضروری ہے۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم ۔ جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں
(اقبالؒ)

اپنا محاسبہ کیجئے

صدایات	عمل
نماز	کیا میں نے آج سب نمازیں ادا کی ہیں؟
روزہ	کیا میں نے ماہِ رمضان میں روزے رکھے؟
زکوٰۃ	کیا مجھ پر زکوٰۃ فرض ہے اور اگر ہے تو کیا میں ادا کرتا ہوں
تلاوت قرآن پاک	کیا میں نے آج تلاوت قرآن پاک کی؟ اور اس کو سمجھ کر عمل بھی کیا! صبح کی تلاوت سے تمام دن برکت سے گزر جاتا ہے۔
ادائیگی فرض	کیا میں نے آج اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر ادا کی اور کسی قسم کی کوتاہی تو نہیں کی۔
سچ بولنا	کیا میں نے آج جھوٹ تو نہیں بولا؟

Marfat.com

ہدایات	محاسبہ
انصاف کرنا	کیا میں نے آج اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر ادا کی اور کسی قسم کی کوتاہی تو نہیں کی ؟
تکبر کرنا	کیا میں نے آج غرور تو نہیں کیا ۔ ؟
دل دکھانا	کیا میں نے آج کسی کا دل تو نہیں دکھایا ، یا ظلم تو نہیں
یا ظلم کرنا	کیا (طعنہ سے ہنسی اُڑا کر ، یا ایذا پہنچا کر)
خلوص ومروت	کیا میں آج ہر ایک سے خلوص ومروت سے پیش آیا ؟
(واخلاق)	اخلاق انسانیت کا سب سے بڑا جوہر ہے ۔
راز رکھنا	کیا میں نے آج کسی کا راز تو فاش نہیں کیا ۔ ؟
چوری کرنا	کیا میں نے آج چوری تو نہیں کی ، یہ ایک ذلیل حرکت ہے ؟
امانت میں خیانت	کیا میں نے آج کسی کی امانت میں خیانت تو نہیں کی ؟
غیبت کرنا یا	کیا میں نے آج کسی کی غیبت تو نہیں کی یا کسی پر بہتان ۔
بہتان لگانا	(الزام) تو نہیں لگایا ؟
حق مارنا یا	کیا میں نے آج کسی کا حق تو نہیں مارا ۔ یا مال
غصب کرنا	غصب تو نہیں کیا ۔
بغض وکینہ	کیا میرے دل میں کسی کی طرف سے بغض وکینہ تو نہیں ہے ؟
حقوق العباد	کیا آج میرے پڑوس میں کوئی بھوکا یا حاجت مند تو نہیں جس کی میں
〃	نے احوال پرسی اور امداد نہ کی ہو ؟
والدین	کیا آج میں نے خدمت والدین میں کوتاہی تو نہیں کی ؟
حلال اور حرام کی تمیز	کیا آج میری کمائی میں حرام تو شریک نہیں ہوا ؟ حرام کی کمائی حلال

Marfat.com

ہدایات	محاسبہ
	روزی کو بھی ضائع کر دیتی ہے ۔
شرم و حیا	کیا میں نے آج کوئی باعث شرم حرکت تو نہیں کی کسی لڑکی یا
〃	عورت کو بُری نگاہ سے تو نہیں دیکھا (حیا نصف
〃	ایمان ہے)
دھوکہ فریب	کیا میں نے آج کسی کے ساتھ دھوکہ یا فریب تو نہیں کیا ۔ ؟
غریبوں کی	کیا میں نے آج کسی مستحق غریبوں ۔ محتاجوں اور بیوگان کی
امداد	کوئی امداد کی ہے ۔ (یہ خدا کی راہ میں جہاد کے برابر ہے)
دینی خدمات	کیا میں نے آج دینی خدمت کے سلسلہ میں کوئی حصّہ لیا ہے ؟
بُری صحبت سے	کیا میں نے آج کسی بُری صحبت میں تو حصہ نہیں لیا یا ایسی کسی جگہ
بچنا	بیٹھا ، جس سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو ۔
خوف خدا رکھنا	کیا میرا دل خوف خدا سے عاری تو نہیں ہے ۔
شرع کی پابندی	کیا میں نے آج کوئی غیر شرعی کام تو نہیں کیا ؟

ہدایات : ر کو سونے سے پہلے مذکورہ بالا باتوں پر غور کریں اور اپنے دل سے جواب طلب کریں ۔ اگر کسی قسم کی کوتاہی محسوس ہو تو صدق دل سے توبہ کریں ۔ اور آئندہ اس غلطی سے جو سرزد ہو چکی ہے ۔ احتراز کریں ۔ اور ہر نماز کے بعد ربّ العزت سے التجا کریں کہ غلطیوں کو معاف فرما کر اپنی رحمت سے ہم سب مسلمانوں کو صراط مستقیم دکھا ۔ (آمین)

احکام خداوندی کی پوری پوری تعمیل کریں اور حقیقی معنی میں مومن بن جائیں ۔ جن کی طرف قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

Marfat.com

معلومات اسلام

اسلام یہ ہے کہ گواہی دو۔ کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں نماز پڑھو زکوٰۃ دو۔ اور اسلام کے روزے رکھو اور صاحب استعداد ہو تو حج کعبہ کرو۔ یہی وہ مذہب ہے کہ جس نے اپنے پیروؤں کو مادی اور روحانی محاسن و فضائل عطا کر کے ساری دنیا سے ممتاز کر دیا اور جس کے اصول آج بھی اسیطرح ہر شہر کے لیے مفید ہیں۔ جس طرح چودہ۱۴ صدی پیشتر تھے یہ جامعیت صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ ایک طرف اپنے پیروؤں کو حسن معاشرت آداب تمدن اور تدبیر سیاست کی تعلیم دیتا ہے اور دوسری طرف ان کو تزکیہ نفس صفائی باطن اور ترقی روحانی کے طریقہ سکھا کر انسانیت کے درجہ کمال پر پہنچاتا ہے نوع انسانی اسلام کے احسانات سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہی ایک ایسا مذہب ہے جو نہ صرف اپنے ماننے والوں کیلئے نجات و فلاح کا باعث ہے بلکہ امن جوئی اور اصلاح پسندی کی بنا پر سارے عالم کے لیے خیر و برکت کا سرچشمہ ہے اسلام نے اس وقت دنیا کو منور کیا جب اس کا ہر گوشہ تیرہ و تار ہو رہا تھا اور نوع انسانی کو اس وقت ایمان و عافیت کے ساحل پر پہنچایا جبکہ وہ کفر و تباہی کے گرداب میں غرق ہو رہی تھی۔

توحید کی تعلیم جس وقت اسلام دنیا میں رونما ہوا۔ اس وقت ہر حصہ عالم میں کفر و شرک پھیلا ہوا تھا پیمان ازل دلوں سے فراموش ہو چکا تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا کوئی اثر باقی نہیں رہا تھا نہ زبور اپنی حالت پر تھی نہ تورات و انجیل تحریف سے محفوظ رہی تھی۔ بنی اسرائیل نے حضرت عزیر کو اور امت مسیح نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا تھا ہر طرف بت پرستی کا چرچا تھا اوہام باطلہ اور عقائد فاسدہ نے روحانیت کو برباد کر رکھا تھا اسلام نے کفر و الحاد کی ان تاریکیوں کو مٹایا اور دنیا کو توحید کا بھولا ہوا سبق یاد کرایا۔

Marfat.com

نظامِ زندگی دنیا ایک منتشر شیرازہ کی حالت میں تھی کسی بات کے لیے کوئی قاعدہ اور کسی فیصلہ کے لیے کوئی ضابطہ نہ تھا معاشرت کے لیے کوئی نظام نہ تھا نہ تمدن وسیاست کے لیے کوئی اصول تھا۔

اخلاقی حالت اخلاقی حالت تباہ و برباد ہو چکی تھی معاصی جرائم زندگی کا شعار بن گئے تھے قتل وغارت روزمرہ کے مشاغل میں شامل تھے۔ زبردست زیردستوں پر حکومت کرتے تھے ادنیٰ باتوں پر لڑنا جھگڑنا اور اس کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہتا تھا لیکن اسلام نے جب علم ومعرفت کی روشنی سے دلوں کو منور کیا تو اخلاقی حالت خود بخود اصلاح پذیر ہوگئی اور ایسے خدا ترس ہو گئے کہ اگر کسی کے رونے کی آواز بھی سن لیتے تھے تو ان کا دل تڑپ جاتا تھا۔

عورتوں کا احترام اسلام کے سوا دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے عورتوں کو مساوات وحریت کی نعمت عطا کی ہو اسلام سے پہلے عورتوں کو نہایت درجہ ذلیل سمجھا جاتا تھا مردوں کی نظر میں ان کی عزت نہ تھی انکو طرح طرح کی اذیت دی جاتی تھی۔ لوگ اپنی سوتیلی ماؤں سے بے تکلف نکاح کر لیتے تھے طلاق کے بعد بھی عورتوں کی آزادی کو روکا جاتا تھا اسلام نے ان سب باتوں کے لیے جو کہ ان پر مظالم تھے ان کا انسداد کیا محرمات کی ایک فہرست مرتب کی نکاح اور طلاق کے ضوابط قرار دیئے اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ان کو آزادی اور مساوات کا حق عطا کیا اور ان پر مردوں کی طرح اس قدر فضیلت رہ گئی جتنی ان کو تمدنی نظام پر حاصل ہے الغرض ہر شخص کو اس کے حقوق وفرائض سے آگاہ کیا اور راستی کی تعلیم دی بے کسوں کی امداد مظلوموں کی فریادرسی۔ رحم، خداترسی، نیک نفسی، عفت وعصمت صبر وتحمل اور ان تمام صفات محمودہ کو جو حسن معاشرت اور تکمیل انسانی کے لیے ضروری ہیں مسلمانوں کا شعار قرار دیا اور سب سے بڑی خوبی اسلام میں یہ ہے کہ وہ غریبانہ

Marfat.com

ضعیف و قوی، تندرست و بیمار، جاہل و عالم ہر شخص کے لیے یکساں مفید ہے اور خدا کے بندوں کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور دین میں کوئی ایسی بات نہیں جو آسان نہ ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام ان تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے جو دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں پائے جاتے۔

عقیدہ کا بیان

اللہ تعالیٰ تمام عالم کا مختار ہے زمین۔ آسمان بادل ہوا درخت، پہاڑ، سمندر، دریا، ندی، نالے اور تمام انسان و حیوان وغیرہ یہ سب اسی خالق و مالک کے بنائے ہوئے ہیں وہی زندہ رکھتا ہے وہی مارتا ہے اسے ہر چیز کا حساب اور گنتی معلوم ہے وہ ماں باپ سے زیادہ ہم پر مہربان ہے اس نے ہماری ہدایت کے واسطے اور ہمیں گناہوں سے بچانے کے لیے اور نیک کام کرنے کے لیے ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے۔ ان میں سب سے اوّل پیغمبر ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر ہمارے حضرت محبوب رب العالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کی اُمت ہیں ہم ہیں اللہ نے اپنی طرف سے پیغمبروں کے پاس لوگوں کے پڑھنے اور عمل کرنے کے واسطے بڑی بڑی معتبر چار کتابیں توریت۔ انجیل۔ زبور۔ قرآن اتاریں۔ تمام مسلمان مرد عورتوں اور بالغ بچوں پر فرض ہے کہ ہم اپنے پیغمبر آخر الزمان کی فرمانبرداری دل و جان سے ادا کریں اور ان کے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کریں اور ان سے ہمیشہ اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت رکھیں ہمارے پیغمبر قیامت کے دن اپنی اُمت کے گنہگاروں کو دوزخ اور حساب کتاب کی تکلیفوں سے نجات دلوائیں گے اور خدا کے دربار میں ہمارے واسطے بخشش طلب کریں گے اور جو ان کے احکام پر چلیں گے جنت میں جائیں گے اور جو ان کا کہنا نہ مانیں گے وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے یا اللہ تو ہم کو اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بردار اور

Marfat.com

ان کا سچا اُمتی بنا اور ان کے ہمراہ ہمیں جنت میں داخل فرما۔ آمین رب العالمین

مسلمانوں حدیث شریف میں ہے ما انا علیہ واصحابی (ترجمہ) وہ عقیدہ جس پر میں اور میرے صحابی راستہ بتانے والے ہیں انکی اقتدا کرو تمہیں راستہ مل جائے گا۔ اب تم کو چاہیے کہ تم اپنا عقیدہ سلف صالحین علما محققین اولیاء کاملین شیخ المشائخ حضرت امام اعظم اور حضرت غوث الاعظم اور علما محدثین پر رکھو اور جس مسئلہ اور جس عقیدہ پر وہ چلتے ہیں ان کا ڈنکا تمام عالم میں بج رہا ہے اور قیامت تک بجتا رہے گا ان کو سب جانتے چلے آئے ہیں بس وہی مقبول بارگاہ ہیں تم بھی انہی کے قدم بقدم چلو اور ان کی اقتدا کرو جہاں یہ سب لوگ جائیں گے وہیں تم سب ان کے ہمراہ ہو گے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم (ترجمہ) یعنی جو جسکی مشابہت کرے گا اسی میں شمار کیا جائے گا۔ اس لئے ان کا ادب کرنا تمہارا فرض عین ہے تم کسی نبی یا ولی کی شان میں کبھی اور کسی وقت گستاخی نہ کرو۔ ورنہ تم سے اس کا مواخذہ ہوگا۔ جہاں تک تم سے ہو سکے اپنی زبان سے ان کی خوب تعریف کرو خداوند تعالیٰ سب سے بڑا اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے بعد حضور سرور دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہے جن کے لیے تمام عالم پیدا کیا گیا اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا حضور کے بعد آپ کی آل اولاد سادات اور اصحاب ہیں پھر اس کے بعد اولیاء کاملین ہیں یہ سب قابل تعریف ہیں ان کی تعریف کرو تاکہ یہ سب تم سے راضی ہوں ان بزرگوں کی بے ادبی کرنا کسی حال میں جائز نہیں ان میں سے جو ایک کا منکر ہے سب سمجھو وہ سب کا منکر ہے۔

۲۶ چند روزہ زندگی میں نیک کام کر لیجیے تاکہ آخرت میں کچھ ثواب مل جائے۔ یہ وقت کا اہم پکار ہے ... وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک وھو ارحم الراحمین ؛

Marfat.com

اسلام دل قول اور عمل کی تصدیق کا نام ہے

حضرت امام غزالی رحؒ نے ایمان اور اسلام کے موضوع پر ایک قابل مطالعہ بحث کی ہے جس کا خلاصہ افادہ کے خیال سے اس موقع پر درج کیا جاتا ہے۔

علماء اسلام کے درمیان یہ امر مختلف فیہ ہے کہ اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہے یا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں بعض نے دونوں کو ایک قرار دیا ہے بعض نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ بتایا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ دونوں دو چیزیں ہیں لیکن ایک دوسرے سے وابستہ ہیں ہم اس مسئلہ پر تین طریقوں سے بحث کرنا چاہتے ہیں یعنی لغوی۔ تفسیری اور فقہی طریقوں پر۔

(۱) اسلام کے معنی لغت میں فرمانبرداری کرنے اور سرکشی و عناد سے باز رہنے کے ہیں اور ایمان کے معنی ہیں کسی چیز کی تصدیق کرنا جیسا کہ خداوند تعالےٰ کے اس ارشاد وماانت بمومن لنا (یعنی تو ہمارے کہنے کا یقین نہ کرے گا) کے اندر مومن سے مراد تصدیق کرنے والا ہے۔

اس لغوی تشریح سے اسلام و ایمان کی نسبت ایک جامع فیصلہ آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام چونکہ اطاعت و فرمانبرداری اور سرکشی و عناد سے بیزاری کا نام ہے اور زبان سے اعتراف کے بعد جسم کے اعضاء سے طاعت و انقیاد کا اظہار اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ دل زبان کے اعتراف اور اعضاء جسم کے اعمال کا ہمنوا ہے۔ اس لیے اسلام لغت کے اعتبار سے عام ہے جس میں قلبی تصدیق بھی قرائن سے شامل ہے اور ایمان خاص اُس قلبی تصدیق کا نام ہے جس میں تسلیم و اطاعت ضروری ہیں مختصر یہ ہے کہ اسلام میں ایمان داخل ہے اور ایمان اسلام کے اجزا میں سب سے بہتر جزو ہے۔

۲۔ احادیث و آیات میں اسلام و ایمان کو مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔ بعض جگہ دونوں کو ایک ہی معنے میں داخل و شامل ہے ان تمام چیزوں پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلام دل قول اور عمل کی تصدیق کا نام ہے اور ایمان صرف ایک دل کی تصدیق کو کہتے ہیں

Marfat.com

اس اعتبار سے بھی ایمان اسلام کے اندر داخل ہوگا اور ایمان کے اسلام کو بہترین اسلام کہا جائے گا۔

مسلمان کو کن کن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے

لہٰذا حسب ذیل باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے جن میں سے بعض تو وہ ہیں جن کا اس دنیا سے متعلق ہے اور بعض وہ ہیں کہ آخرت کے ساتھ خاص ہیں اور وہ اس عبادت میں جمع ہیں:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

یعنے ان باتوں پر ایمان کہ (۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (۳) فرشتے (۴) اور اس کی کتابیں (۵) اور اس کے رسول (۶) اور قیامت کا دن برحق ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق مسلمان کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے

اللہ تعالیٰ کی ذات کے مسئلہ میں پہلے اس کے وجود کا ثبوت ہے علم کلام میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر عقلی اور نقلی بیسوں دلائل قائم کئے گئے ہیں۔ اگرچہ وجود باری تعالیٰ کے ثبوت کی چنداں ضرورت نہیں، کیونکہ انسانی آبادی کا کثیر حصہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا قائل ہے اس تعداد کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے انکار کرنے والوں کی نہایت قلیل جماعت رہ جاتی ہے جس کا وجود وعدم وجود برابر ہے تاہم کتب عقائد کی پیروی میں کچھ دلیلیں ثبوت باری تعالیٰ کے متعلق پیش کی جاتی ہیں ورنہ کہاں خاکی پتلا اور کہاں خدا کی ذات وصفات سے

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

Marfat.com

کتب کلامیہ میں وجود باری تعالیٰ کا ثبوت حدوث عالم اور عالم کے متحرک ہونے سے دیا گیا ہے یعنے
جب عالم حادث اور نو پیدا شدہ ہے تو ضرور ہے کہ اس کے لیے کوئی پیدا کرنے والا ہو کیونکہ
بغیر پیدا کرنے والے کے کوئی چیز وجود میں نہیں آسکتی پس عالم کے لئے ایک بنانے والے کی
ضرورت پڑی اور وہی خدا ہے دوسری دلیل یہ کہ عالم متحرک ہے۔ اس لیے کہ تمام چیزوں
کے اجزا ء بدلتے رہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی حرکت ہے اس لیے عالم متحرک اس لیے محرک کی
ضرورت لاحق ہوئی اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ سلسلہ کسی حد پر جاکر قائم ہو جائے گا
یعنے آخر میں ایک ایسی چیز ثابت ہو کہ جو بالذات یا بواسطہ تمام چیزوں کی محرک ہو اور خود
متحرک نہ ہو پس وہی اللہ ہے یا یہ سلسلہ کہیں نہ ٹھہرے گا تو غیر متناہی ہوگا اور یہ محال ہے ان کے
ماسوا اور بھی جوہر عرض وغیرہ سے دلائل قائم کئے ہیں ہم نے صرف دو دلیلوں کا ناکہ پیش کر دیا
ہے ورنہ یہ مباحث بہت طویل ہیں اور یہاں موقعہ نہیں اس لیے ہم متکلمین وغیرہ کی دلیلوں کی
جگہ وہ دلائل مجملاً بیان کرتے ہیں جن کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ ہمارے نزدیک تمام ادلہ
سے یہ ہی الہامی دلیلیں بہتر اور کافی ہیں، ذرا اس پر غور کرو کہ انسان کے سامنے دنیا کی تمام
چیزیں دو صورتوں میں آتی ہیں ایک وہ جو غیر مرتب اور منتشر اوراق کی طرح بکھری ہوتی
ہیں جیسے زمین پر ذرات خس وخاشاک، دوسرے وہ جو ترتیب اور قاعدے کے ساتھ
اپنے محل اور موقعہ پر رکھی ہوئی یا لگی ہوئی ہیں پہلی کی نسبت ہر شخص کا یہ ہی خیال ہوگا کہ
خود بخود اس حالت میں بے ترتیب پڑی ہوئی ہیں اور دوسری کے متعلق یقین کرے گا کہ
کسی کی عقل اور کسی کے ہاتھ سے مرتب ہو کر یہ اس سلیقہ سے رکھی گئی ہیں ان مثالوں کے
بعد کائنات عالم کا مطالعہ کرو تو ہر شے میں ایک نظام ایک ترتیب ایک سلیقہ نظر آئیگا
اور بغیر کسی برہان و دلیل کے اشیاء عالم کے متعلق یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ دنیا اور اس کا نظام
بدوں کسی قدرت والی ذات کے اس طرح محکم اور درست نہیں ہو سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ
کارخانہ دنیا کی ترتیب انسانی عقل و دماغ کی احسان مند نہیں ہے۔

Marfat.com

انسان تو صرف ان چیزوں سے فائدہ اُٹھانے والا ہے جو دنیا میں موجود ہیں بلکہ دنیا کی بہت سی اشیاء کی حقیقت تک انسان کا دماغ بھی نہ پہنچا۔ یہ نظام عالم اپنی اس ترتیب اور موزونیت پر خود بخود نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے صانع کی ضرورت ہے اور وہی ہستی ہے جسے اللہ کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے دنیا کی ان ہی ترتیب و تنظیم کو پیش نظر رکھ کر وجود باری تعالیٰ پر استدلال قائم کئے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ۔ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۔ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۔ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۔ (یہ اللہ تعالےٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر شئے کو پختہ طور سے بنایا۔ خدا کی صنعت میں تم کوئی فرق نظر نہ آئے گا۔ پھر دوبارہ دیکھو کہیں کوئی کمی نظر آتی ہے؟ خدا نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک انداز مقرر کیا۔ خدا کی بناوٹ میں ردوبدل نہیں ہو سکتا۔ خدا کے طریقے میں تم ردوبدل نہیں پا سکتے)

ان آیتوں میں عالم کے متعلق حالات بیان کیے گئے ہیں کہ وہ کامل ہے اور موزوں و مرتب ہے اور ایسے اصول کا پابند ہے، جو کبھی نہ ٹوٹ سکیں اور نہ ان میں ردوبدل ہو سکے [illegible] دنیا اور [illegible] پر غور کر کے تو جو استدلال قرآن حکیم نے تمام آیات سے کیا وہ بالکل درست اور حق مشاہدہ ہے جو نظام عالم میں ہم اسی طرح دیکھتے ہیں اس میں کبھی ردوبدل نہیں ہوا۔ حالانکہ علم اور سائنس نے ترقی کہاں سے کہاں تک اپنے کو پہنچایا ہے مگر نظام عالم کی ترتیب میں کوئی انقلاب رونما نہیں ہوا اور یہ امر خود ظاہر ہے کہ دنیا کی یہ ترتیب اور اس کا نظم جو ہمیشہ ایک ہی طریقہ اور ایک ہی رستہ کا پابند ہے بغیر کسی طاقت اور قدرت کے قائم نہیں رہ سکتا۔ لامحالہ اس کے لیے ایک صانع اور خالق کی ضرورت ہے جو تمام عالم کے جزو کل پر حاوی اور متصرف ہو اور اسی ذات کو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ نظام عالم کی ترتیب سے لیے ایک صانع اور خالق کے وجود کا تسلیم کرنا

Marfat.com

لازم ہے ورنہ عقل کے نزدیک محال ہے کہ بغیر کسی بدلہ اور ذی قوت و قدرت کے اتنا عظیم الشان کارخانہ دنیا قائم رہ سکے اور وہ بھی اس ترتیب و اسلوب پر کہ اس میں کبھی ردو بدل نہ ہو سکے ان استدلال کے ہوتے ہوئے خدا کے وجود کو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں رہ سکتا مگر پھر بھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ خدا کا وجود ان کی عقل میں نہیں آتا۔ ان منکرین و ملحدین کے لیے اپنی دلائل پر مضمون ختم کرتے ہیں کیونکہ اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کی آیات ذیل بھی عالم کے حدوث پر دال ہیں:۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ "اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو چھ روز میں بنایا۔"

خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا "اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا اور اس کا اندازہ کیا۔"

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ "اللہ تعالیٰ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔"

ان دو آیتوں میں "کُلِّ شَیْءٍ" کا لفظ جو تمام عالم پر حاوی ہے۔

نیز بخاری کی حدیث میں فرمایا گیا۔ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ شَیْءٌ قَبْلَہٗ ازل میں خدا تھا اور کوئی شے نہ تھی۔ ان دلیلوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ عالم حادث ہے اور جب حادث ہوا تو ضرور ہوا کہ اس کا بنانے والا بھی کوئی ہو۔ اور وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ وجود باری کے ثبوت میں ہم نے پہلے چند آیتیں پیش کی ہیں اسی طرح اور بھی آیات موجود ہیں جن میں وجود باری تعالیٰ کا ثبوت خود عالم اور تصرف عالم سے دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ "رات دن کے بدلنے میں اور کشتیوں میں جو انسان کے فائدہ چیزیں لے کر دریا میں چلتی ہیں اور اس پانی میں

Marfat.com

جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہوا کے بدلنے اور بادلوں میں کہ جو آسمان و زمین کے درمیان معلق ہیں نہر در ان میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

نیز اور آیتیں موجود ہیں جن میں تربیت عالم وغیرہ سے وجود باری تعالیٰ کے ثبوت ملتے ہیں انسان ذرا غور کرے دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز پر نظر ڈالے تو ہر شے کی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے وجود، تدبر، نظام کی تجلیاں جلوہ ریز دکھائی دیں گی آیات بالا میں جن اشیاء کا ذکر کیا ہے اگر ان کے وجود ان کے تغیر و تبدل ان کے مفاد، ان کے مقررہ اوقات ان کے نظام ہی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تصرف عالم اور تربیت عالم نظام عالم یہ خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کے زبردست ثبوت و دلائل ہیں جن کے بعد ضرورت نہیں رہتی کہ خدائے عالم ساز کی ذات کو ثابت کیا جائے بے شک وہ ہے اور ہر شے اس کی گواہی کی مظہر ہے۔ کیا اب بھی ان استدلال کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا وجود اور حضور کی رسالت اور آپ سے سچی محبت اور عشق کے جذبات کے ساتھ یقین کامل کے ساتھ ماننا ان کی عقل میں نہیں آتا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ رَسُوْلِ اللّٰہِ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا والوں کے لیے نعمت ہے

اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (پارہ ۲۱ ع ۲)

"بے شک تمہارے لیے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے اس شخص کے لیے جو اللہ کے ثواب کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو۔"

اب ہم ان منکرین و ملحدین کے لیے اسی دعا پر مضمون کو ختم کرتے ہیں کیونکہ اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان کی سمجھ میں آ جائے اور سچے پکے مسلمان بن کر اللہ و رسول پاک کے احکام پر چل کر ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔

Marfat.com

تحریر نوابزادہ سید محمد اقبال الدین دہلوی مقیم لاہور

اسلامی نظام زندگی اور انسانی فکر و عمل کی باتیں

ھادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور دنیا و آخرت کی چند نہایت اہم ضروری باتوں کی نسبت سوالات کئے اُس نے عرض کیا آقا یا رسول اللہ۔ میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا عالم بن جاؤں!

حضور آقائے دو جہاں نے فرمایا! خدا سے ڈرتے رہو، سب سے بڑے عالم بن جاؤ گے، خدا کا خوف اور اُس کے احکام پر عمل کرنے سے انسان پر علم و حکمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔"

"عرض کیا آقا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں سب سے بڑا انسان بن جاؤں۔"

"فرمایا سب سے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے تمہیں چاہئے کہ سب کے لئے نفع بخش بن جاؤ۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میری تمنا ہے کہ عادل و منصف بنوں"

ارشاد فرمایا! دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میں خدا کے دربار میں سب سے زیادہ مقرب بننا چاہتا ہوں"

فرمایا! کثرت سے خدا کا ذکر کرو، خدا کے مقرب بن جاؤ گے"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میری خواہش ہے کہ میں نیک اور احسان کرنے والا بنوں۔"

ارشاد ہوا! "نماز اس طرح پڑھا کرو کہ گویا تم نماز میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اس طرح تو پڑھو کہ حق تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان مکمل ہو جائے۔" فرمایا! "اپنے اخلاق و عادات کو سنوار لو، ایمان مکمل ہو جائے گا۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! میں خدا کا اطاعت گزار بھی بننا چاہتا ہوں۔" ارشاد ہوا! اپنے فرائض ادا کرتے رہو گے تو تمہارا شمار اطاعت گذاروں میں کیا جائے گا۔"

Marfat.com

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! میں خدا تعالیٰ سے اس حالت میں ملنا چاہتا ہوں کہ تمام گناہوں سے پاک و صاف ہوں۔" فرمایا! "غسلِ جنابت کی برکت سے گناہوں سے پاک اُٹھو گے۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میری آرزو ہے کہ میدانِ حشر میں نور کے ساتھ اٹھایا جاؤں" فرمایا! "اگر ظلم نہ کرو گے تو قیامت میں نور کے ساتھ اُٹھو گے۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میں چاہتا ہوں خدا تعالیٰ مجھ پر رحم کرے۔"

ارشاد ہوا: "اپنے نفس پر بھی رحم و کرم اور خلقِ خدا پر بھی رحم کھاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہوں۔" فرمایا۔ "استغفار کثرت سے پڑھا کرو۔ گناہ کم ہو جائیں گے۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میں سب لوگوں سے بزرگ تر بننا چاہتا ہوں۔ فرمایا! "مصیبت کے اوقات میں خدا کی شکایت نہ کرو، سب سے بزرگ تر ہو جاؤ گے۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میں چاہتا ہوں کہ میری رزق میں زیادتی ہو" فرمایا "ہمیشہ پاک و طاہر رہا کرو، رزق میں برکت ہوگی۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا دوست بن جاؤں" فرمایا! "جو چیز خدا کو پسند ہیں اُن کو اپنے لئے بھی پسند کرو۔ اور جو باتیں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہیں اُن سے نفرت اختیار کرو گے تو خدا اور رسولؐ کے دوست بن جاؤ گے۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "خدا کے غضب سے بچنا چاہتا ہوں۔"

فرمایا! "اگر کسی پر بے جا غصہ نہ کرو گے تو خدا کے غضب اور ناراضی سے بچے رہو گے۔"

Marfat.com

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میں خدا کے دربار میں مستجاب الدعوات بننا چاہتا ہوں۔"
فرمایا! حرام چیزوں اور حرام باتوں سے بچتے رہو گے تو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے قیامت میں سب کے سامنے رسوا نہ کرے۔" فرمایا! "اپنی شرمگاہ کی حفاظت اختیار کرو گے تو خدا تمہیں قیامت میں رسوائی سے بچائے گا۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میں چاہتا ہوں کہ خدا میرے عیب چھپائے۔" فرمایا! "اپنے بھائیوں کے عیب چھپاؤ، خدا تمہاری عیب پوشی کریگا۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "میرے گناہ کس طرح معاف ہو سکتے ہیں۔"
فرمایا! "خدا کے سامنے رونے، عاجزی کرنے اور بیماریوں سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "کون سی نیکی خدا کے یہاں افضل ہے؟
فرمایا! "اچھے اخلاق، انکساری مصیبتوں پر صبر اور خدا کے فیصلوں پر راضی رہنا۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "خدا کے یہاں سب سے بڑی برائی کیا ہے۔؟"
فرمایا! "بدترین اخلاق اور کنجوسی۔"

عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "کونسی چیز خدا کے غضب کو روکتی ہے؟"
ارشاد ہوا! "اس طرح صدقہ دینا کہ دوسروں کو علم نہ ہونے پائے قرابتداروں کا حق ادا کرنا اور ان سے حسن سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آنا۔ والدین کا ادب کرنا"

"عرض کیا آقا یا رسول اللہ! "دوزخ کی آگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے۔"
فرمایا! "روزہ دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (کنزالعمال)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں عقائدِ اسلامی کا تصور

عقائد۔ عقیدہ کی جمع ہے جس کے معنی عہد و پیمان باندھنے کے ہیں اور اعتقاد کسی چیز پہ گرویدہ ہونے، چیز کا یقین کرنے اور چیز کی صحت پر کامل یقین رکھنے کو کہتے ہیں۔ اس بنا پر انسانی عقیدہ کے معنی یہ ہوئے کہ انسان کا کسی ایسے دین و مذہب پر قائم ہونا۔ یا کسی ایسی چیز پر شیدا و فریفتہ ہونا جس کی صحت۔ درستی اور خوبی پر اس کو کامل یقین ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ اعتقاد ادیان و مذاہب کا بنیادی مسئلہ ہے کہ اس کے بغیر کوئی شخص کسی مذہب اور کسی ملت کا پابند نہیں ہو سکتا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اعتقاد کے بغیر دنیا کا کوئی کام سرانجام نہیں پا سکتا خواہ وہ دینی کام ہو یا دنیوی کسی حکومت کے ماتحت کوئی شخص آرام و سکھ اور آزادی کے ساتھ زندگی بسر نہیں کر سکتا جب تک وہ بادشاہ کو اپنا حاکم نہ مانتا ہو یا اس کی حکومت کو درست تسلیم نہ کرتا ہو۔ تمدنی و معاشرتی زندگی اس کو اطمینان عطا نہیں کر سکتی جبتک کہ اس کو اس امر کا یقین نہ ہو کہ اتحاد اشخاص یا اقوام تمدن و معاشرہ کے نظام کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ کاروباری زندگی میں انسان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خوش تدبیری محنت و مشقت اور دیانت داری سے کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔ اور انسان استوار عقیدہ سے مواقعات پر قابو پا جاتا ہے۔ یہی کیفیت دینی اعتقاد کی ہے کہ جب تک انسان دین و مذہب کے اصولی امور پر کامل اعتقاد نہ رکھے کہ اس کی مذہبی زندگی نہ تو اس کے لیے مفید ہو سکتی ہے اور نہ کامیاب ہو گا۔

مذہب اسلام میں اعتقاد کے مسئلہ نے چونکہ آج کل ایک خاص صورت اختیار کر رکھی ہے اور ہر تعلیم یافتہ شخص ایک جداگانہ اعتقادی دنیا رکھتا ہے۔ اس لیے ہم ذرا اس مسئلہ پر تشریح سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ادعا اسلام کے بعد اعتقادات کی دنیا میں زیادہ رو

Marfat.com

شایان نہیں ہے اور اسلام اُسی وقت تک اسلام ہے جب تک کہ اس کے معتقدات پر کامل اعتماد ویقین ہو۔ پھر اعتقاد کی درستی کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان

خداوند تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون" یعنی اے محبوب! لوگوں سے فرما دیجئے کہ جو لوگ علم سے واقف ہیں اور جو واقف نہیں کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟" یعنی عالم و جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اس لیے انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی اعتقادی دنیا کو درست کرنے کے لیے دین کا علم حاصل کرے یعنی دین کے متعلق ضروری معلومات کو حاصل کر کے اپنے دل میں اس کا پورا پورا اطمینان کرے کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے جن باتوں کو میں مان رہا ہوں وہ سچی اور بالکل سچی ہیں اور ان میں ذرہ بھر بھی شک وشبہ نہیں ہے۔ حضور سرور کائنات افضل الصلوۃ والتحیات فرماتے ہیں۔ من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین ویلھمہ رشدہ" یعنی خداوند تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کا علم اور مذہب کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور الہام کے ذریعہ راہ راست اس کو معلوم ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دینی علم اور دینی سمجھ ایک خداداد عطیہ ہے اس کی قدر کرنی چاہیئے اور جس کو قدرت یہ عطیہ مرحمت نہ فرمائے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی بدبختی پر روئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے سمجھ عطا فرمانے کی دعا کرے اور ساتھ ہی دینی معلومات کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے کہ خداوند تعالیٰ اس کی توبہ اور کوشش کو دیکھ کر اس پر اپنا فضل نازل فرمائے گا۔ اب رہا کہ سچے عقیدہ کا مسلمان بننے کے لیے کتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے لہٰذا حضور کی ایک حدیث پاک ذیل میں بیان کرتے ہیں غور سے پڑھیے۔

حضور آقائے دوجہاں کا ارشاد گرامی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے"۔ اس حدیث کی بنا پر کونسا اور کتنا علم مسلمان کو حاصل کرنا چاہیئے اس کی بابت علماء وفقہا کے درمیان کثیر اختلاف ہے۔

Marfat.com

اور ہر شخص اسی علم کو ضروری بتاتا ہے جس سے اس کو خاص ذوق ہے۔

محققین کی ایک جماعت نے غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ علم جس کا حاصل کرنا فرض عین ہے علم شریعت ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان (بخاری ومسلم)

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اوّل اس بات کا زبان اور دل سے اعتراف کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور خدا کے رسول ہیں۔ دوسرے نماز ادا کرنا۔ تیسرے زکوٰۃ دینا۔ چوتھے حج کرنا اور پانچویں ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔"

یعنی ان پانچ چیزوں کا علم حاصل کرنا اور علم کے بعد ان پر عمل کرنا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ یعنی مذہبی زندگی بسر کرنے کے لیے اس کو ان چیزوں کا علم اور ان کے عمل کی کیفیت کا علم ضروری ہے۔ اگر اسی پر اکتفا کرے کچھ گناہ نہیں۔ اور اس سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔

علم شریعت اور علم آخرت کا تصور

حضرت امام غزالی اور حضرت امام محمد بن عثمان بن عمر بلخی رحہٗ کہتے ہیں کہ جس علم کے ذریعہ آخرت کی جانب توجہ کی جاتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک علم معاملہ اور دوسرا علم مکاشفہ۔

۱۔ **علم معاملہ** اُن امور کی واقفیت کا نام ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیں یا جو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیں۔

۲۔ **علم مکاشفہ** اس علم کا نام ہے جس سے مقصود کے ظاہر ہونے اور شے مطلوب کے پا جانے کی کوشش کی جائے۔ امام بلخی رحہٗ فرماتے ہیں کہ علم مکاشفہ حقیقت میں ایک نور ہے جو قلب کے اندر ظاہر ہوتا ہے اور دل اس نور سے غیب کی اشیاء کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ علم اس وقت بھی موجود ہے اور قیامت تک دنیا میں رہے گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اذا دخل النور فی القلب انشرح وانفسح وحفظ السر یعنی جب نور قلب میں داخل ہوتا ہے

Marfat.com

تو قلب روشن ہو جاتا ہے: یعنی امور غیبیہ کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے. یعنی مصائب و دشواریوں کو برداشت کرنے لگتا ہے اور راز کو محفوظ رکھتا ہے یعنی ضبط واتفاق پر اس کو قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

آخرت کی طلب کے ان دونوں ذریعوں میں سے علماء حق اہل سنت وجماعت کے نزدیک علم مکاشفہ مقدم ہے اور علم معاملہ اس کے حصول کا ذریعہ ہے۔ لیکن چونکہ علم مکاشفہ کی تعلیم و تبلیغ انبیا علیہم السلام نے اپنی اُمتوں کو نہیں کی اور صرف رمز و اشارہ ہی سے اس کو بتایا اور ظاہر کیا ہے اس لیے انسان کو علم مکاشفہ کا حاصل کرنا ضروری نہیں ہے دوسرے اس وجہ سے بھی اس علم کی تعلیم نہیں دی گئی کہ انتہا درجہ کا دشوار اور پھر نازک علم ہے معمولی فہم کا آدمی اس کو سمجھ نہیں سکتا اور معمولی باتیں اگر اس علم کی معلوم بھی ہو جائیں تو وہ مفید ہونے کی بجائے مضر ہوتی ہیں اور انسان کامیاب ہونے کے بجائے گمراہ ہو جاتا ہے۔

غرض یہ کہ علم مکاشفہ کا حصول نہ تو فرض ہے اور نہ کسی اعتبار سے ضروری اس لیے انسان کو چاہیئے کہ وہ مسلمان بننے کے لیے صرف علم معاملہ کو حاصل کرے اور اس کی جانب پوری توجہ کرے کہ حدیث بنی الاسلام علی خمس کا علم حاصل کرنا ہی علم معاملہ ہے۔

پھر علماء نے علم معاملہ کی دو قسمیں کی ہیں (۱) علم ظاہر یعنی ظاہری اعضاء کے اعمال کا علم مثلاً عبادت۔ اور عادت وغیرہ (۲) علم باطن یعنے ان اعمال کا علم جو دل سے تعلق رکھتے ہیں۔

مختصر یہ کہ علم معاملہ نام ہے اعتقاد کا۔ اعمال کے کرنے کا اور اعمال کے نہ کرنے کا یعنی علم معاملہ کے علم ظاہری میں تو وہ تمام امور داخل ہیں جو عبادات وعادات سے تعلق رکھتے ہیں اور اس میں تمام اوامر و نواہی شامل ہیں اور علم باطن میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جن کا تعلق دل سے ہے یعنی عقائد کا علم اور یقین۔ اور شبہات و شکوک پیدا ہونے کی صورت میں ان کے ازالہ کی کوشش۔

اعمال کے علم کی کیفیت اور امام غزالی کی وضاحت

یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ اسلام کی بنیاد

Marfat.com

عقائد کا مسئلہ ہے اور اس بنیادی مسئلہ کا علم حدیث بنی الاسلام علی خمس کے علم یا علم معاملہ کے حصول سے ہوتا ہے۔ اب رہا یہ کہ علم معاملہ کے حصول کی کیا صورت ہے۔ اس کی کیفیت حضرت امام غزالیؒ نے اس طرح بتائی ہے کہ

"کوئی شخص مثلاً چاشت کے وقت بالغ ہوا یا کسی دوسرے مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہوا اُس وقت اُس پر صرف اتنا علم حاصل کرنا فرض ہوگا کہ وہ کلمہ طیبہ کو سیکھے۔ اس کے معانی سمجھے اور دل سے ان معانی کی تصدیق کرے۔ خدا کی وحدانیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دلیل معلوم کرنا یا اس پر بحث و گفتگو کرنا ضروری نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل یہ تھا کہ جب عرب کے لوگ آپ کی خدمت میں قبول اسلام کے لیے حاضر ہوتے تو آپ صرف تصدیق و اقرار پر اکتفا کرتے۔ دلیل بتانے یا مسئلہ کو سمجھانے کی کوشش نہ فرماتے تھے۔ مختصر یہ کہ بلوغ یا قبول اسلام کے وقت صرف اتنا ہی فرض ہے کہ وہ زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرے اور اس پر یقین رکھے۔ اور جب یہ یقین کامل کے ساتھ یاد ہو جائے تو پھر دوسری منزل کی تیاری کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

لہٰذا ظہر کا وقت آنے پر ایک نئی چیز کا علم اس پر واجب ہوگا یعنی اس پر یہ فرض ہوگا کہ وہ طہارت اور نماز کے احکام و مسائل کو سیکھے اور اُن کو معلوم کر کے نماز کو ادا کرے۔ اسی طرح پانچوں نمازوں کے وقت ہر نماز کا علم حاصل کرنا اور نماز کو ادا کرنا اس پر فرض ہوگا۔

پھر ماہ رمضان آنے پر اُس کا فرض ہوگا کہ روزہ کے احکام اور مسائل کو معلوم کرے اور ان کو عمل میں لائے پھر کافی مقدار میں مال جمع ہو جانے پر اس کا فرض ہوگا کہ وہ زکوٰۃ کے احکام و مسائل کو دریافت کرے اور زکوٰۃ ادا کرے پھر حج کے ایام آنے پر اگر اس کے پاس کافی زاد راہ ہوگا تو اس پر حج کے احکام و مسائل سیکھنا فرض ہو جائیں گے اور حج کو ادا کرنا ضروری ہو جائے گا۔ غرض یہ کہ جس چیز کا وقت آتا جائے گا یا جو اہلیت و صلاحیت اس میں پیدا ہو جائے گی اس کے موافق

Marfat.com

علم کو حاصل کرنا اور پھر علم کے مطابق عمل کرنا اس پہ واجب ہوتا جائے گا۔ اور اتنا ہی علم اس کے لیے حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ اور بس

یہ تو اعمال کے علم کی کیفیت ہوئی۔ یہی صورت منہیات سے اجتناب کی بھی ہوگی یعنی جو امر منکرہ پیش آتا جائے گا اس سے باز رہنے کا علم حاصل کرنا ضروری ہوجائے گا اور پھر یہی صورت اعتقادات اور قلب کے اعمال میں بھی رہے گی۔ یعنی جو خطرات اور واقعات رونما ہوتے جائیں گے ان کا علم حاصل کرنا اور پھر علم کے موافق عمل کرنا ضروری ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کے دل میں یہ شک پیدا ہوا کہ کیا خداوند تعالیٰ واقعی ایک ہی ہے یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہی کے رسول ہیں تو اس وقت مسلمان کا فرض ہوگا کہ وہ کوئی ایسی چیز یا علم سیکھے جس سے اس کا یہ شک دور ہوجائے اور دل کو اطمینان حاصل ہوجائے۔

عقائد کا علم شریعتِ اسلام کا رکن ہے

مذکورۂ بالا ابحاث وگفتگو سے نتیجہ نکلا کہ علم معاملہ میں علم باطن حاصل کرنا سب سے مقدم ہے اس لیے کہ تمام ظاہری اعضاء کے اعمال وغیرہ اس علم باطن پر موقوف ہیں یعنی جب تک انسان خدا کی وحدانیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا دل اور زبان سے اعتراف نہ کرے گا اُس وقت تک اس کا کوئی عمل صالح مقبول نہیں ہوگا۔ اور نہ اس کو مومن کہا جائے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ صرف زبان سے توحید ورسالت اور حضور نبی کریم سے عشق ومحبت کے جذبات کا اقرار اور ان امور کی صداقت کا اعتراف جو عقائد کی حدود میں داخل ہیں اسلام کے لیے کافی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اعتراف لسانی اگرچہ اسلام کے لیے کافی ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ اعمال کے ساتھ دلوں کو بھی دیکھتا ہے اگر دل زبانی اقرار کے موافق نہ ہوئے تو خدا ان کو بھی مومن قرار نہ دے گا اگرچہ دنیا اُس کو مسلمان خیال کرے۔ اس لیے ایک مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ صرف اقرار لسانی پہ کفایت نہ کرے۔ زبانی اعتراف کے ساتھ دل کی تصدیق کو بھی ضروری سمجھے اور دل میں شکوک وشبہات پیدا ہوں یا دل ان امور کے اعتراف پہ تیار نہ ہو جن کا اعتراف ایمان کے لیے

Marfat.com

ضروری ہے تو اُن ذرائع کو اختیار کرے جن سے شکوک وشبہات دور ہو جائیں اور یقین کامل حاصل ہو جائے اور ان ذرائع میں علماء حق اہل سنت وجماعت کی صحبت میں حاضر ہونا اہل اللہ کی صحبت سے فائدہ اٹھانا اور علم مکاشفہ وعلم معاملہ دونوں کی جامع ہستیوں کے علم وکشف سے متمتع ہونا مفید وبہتر ہے۔

عقائد اسلام کا اجمالی ذکر

اسلام کے پانچ اصول ہیں جن کا ذکر اس حدیث شریف میں ہے:۔

بنی الاسلام علیٰ خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔

"اسلام کے پانچ اصول ہیں اس امر کا اعتراف کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور زاد راہ میسر ہونے پر بیت اللہ کا حج کرنا"۔

ان ارکان اسلام میں سب سے بڑا رکن وحدانیت اور رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف ہے اس لیے کہ ایمان ان تمام چیزوں کی قلبی تصدیق کو کہتے ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں اور اس تصدیق کا علم صرف زبانی اعتراف سے ہو سکتا ہے کسی اور ذریعہ سے نہیں۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قلبی تصدیق کے لیے زبانی اعتراف ضروری ولازمی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کرنے کے بعد مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت بیس باتوں کا علم اور حاصل کرے اور ان پر کامل اعتقاد ویقین رکھے اور وہ بیس باتیں یہ ہیں کہ (۱) خدا کا موجود ہونا (۲) خدا کا ہمیشہ سے ہونا یعنی قدیم اور ازلی ہونا جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ اس کے وجود کی ابتداء نہ ہونا (۳) ہمیشہ باقی رہنا یعنی جس طرح وہ ہمیشہ سے ہے اسی طرح وہ ہمیشہ رہے گا کبھی اُس کے وجود کا خاتمہ نہ ہوگا۔ (۴) حوادث سے خداوند تعالیٰ کا پاک ہونا یعنی جو تغیرات اور حوادث کائنات کی مخلوق میں پیش آتے رہتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا اُن سے پاک ہونا (۵) قائم بالذات ہونا یعنی اپنے وجود میں کسی چیز کا محتاج نہ ہونا (۶) یکتا وتنہا ہونا۔

Marfat.com

(۷) ہر قسم کی قدرت کا مالک ہونا (۸) صاحب ارادہ ہونا یعنی ارادہ کا مالک ہونا اور جو چاہنا وہ کرنا (۹) صاحب علم ہونا یعنی ہر قسم کے علم کا مالک ہونا (۱۰) زندگی کا مالک ہونا (۱۱) صاحب سمع یعنی قوت سماعت کا مالک ہونا (۱۲) صاحب بصارت یعنی قوت بصارت کا مالک ہونا، (۱۳) صاحب کلام یعنی قوت گویائی کا مالک ہونا (۱۴) خدا تعالیٰ کا ہر چیز پر قادر ہونا (۱۵) ہر چیز پر ارادہ کی قدرت رکھنا (۱۶) عالم ہونا یعنی ہر قسم کے علوم کا عالم ہونا (۱۷) زندہ ہونا (۱۸) سمیع یعنی سننے والا ہونا (۱۹) بصیر یعنی دیکھنے والا ہونا (۲۰) متکلم یعنی بولنے والا ہونا۔ پھر اسی کے ساتھ خداوند تعالیٰ کو اُن باتوں سے پاک وصاف سمجھنا بھی مسلمان کا فرض ہے جو مذکورہ بالا باتوں کے خلاف ہیں۔ مثلاً عدم۔ حدوث۔ فنا۔ مماثل حوادث اور مقام مخصص سے خدا کو پاک قرار دینا۔ تعدد۔ عجز۔ کراہت۔ جہل اور موت سے پاک سمجھنا۔ کلام۔ بصارت اور سماعت وغیرہ قوتوں کا مالک نہ ہونے اور عاجز ناکارہ۔ جاہل۔ مردہ۔ گونگا۔ بہرا اور اندھا ہونے سے پاک قرار دینا بھی ضروری ہے۔ اور پھر یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ خداوند تعالےٰ ہر ممکن چیز کو عمل میں لا سکتا ہے۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف کرنے کے بعد ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے حق میں چار باتوں کو ضروری جانے یعنی دل سے اس کو سچ سمجھے کہ خدا کے رسول سچے ہیں۔ امین و دیانت دار ہیں۔ تبلیغ ان کا فرض ہے اور خداداد ذکاوت وذہانت ان میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ان باتوں کی مخالف باتوں کو رسولوں کے اندر محال وناممکن خیال کرے یعنی کذب وخیانت۔ کتمان حق اور بلادت کو محال سمجھے۔

اور اس کے بعد خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام ہم کو دیئے ہیں ان پر عمل کرے جن باتوں سے منع کیا ہے ان کو چھوڑ دے اور جن باتوں کو صحیح و درست سمجھنے کی ہدایت کی ہے ان کو صحیح و درست سمجھے اسی کا نام اسلام ہے اسی کو ایمان کہتے ہیں اور اعتقادات اسی میں داخل وشامل ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

یاد رکھیے! عقائد کی درستی ہی سے ایمان مستحکم ہوتا ہے

میرے نوجوان دوستو اور بہنو! درحقیقت عقائد درست ہیں تو ایمان کی پختگی، نیت کی صفائی اور دل میں خوفِ الٰہی اور عشقِ خدا اور عشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا۔ عقیدہ وہ شے ہے کہ بندے کو بندہ نواز بنا دیتی ہے۔ جس مسلمان کا عقیدہ مستحکم نہیں ہے وہ مسلمان زندہ نہیں مردہ ہے اور اگر مردے کو ضرب لگائی جائے تو اس میں نہ تو کسی قسم کی حرکت پیدا ہوگی نہ ہی کوئی آواز۔ بعینہ جس دل میں عقیدہ مستحکم نہیں ہے اس کی حالت ایک مردے کی سی ہے۔ عقیدت اور محبت اسطرح ہے جس طرح گلاب کا پھول اور اس کی خوشبو۔ اگر مسلمان میں عقیدت

ہے۔ لیکن محبت کی کمی ہے تو بھی منشائے عبودیت پورا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ سچا مسلمان کہلایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح عقیدت کی کمی بھی مکمل مسلمان بننے میں حائل ہوتی ہے۔ سچا مسلمان تو ظاہراً باطناً عمل صالح اور خلوص و عقیدت اور عشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کسی قسم کی غلطی کرنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ سچا عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر لمحہ اور ہر گھڑی اور ہر جگہ عقیدت اور محبت کا مظہر ہوتا ہے۔ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین پر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ پر اور اس کی کتاب (قرآن مجید) پر ایمان لایا تو اس پر تمام پابندیاں عاید ہو جاتی ہیں اور وہ عقیدتاً ظاہر و باطن میں اللہ و رسول پاک کا تابع فرمانبردار ہو جاتا ہے اور حضور نبی کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق اور پیروکار اور بلاچوں وچرا احکامِ شرعی پر عمل کرنے کا پابند ہو جاتا ہے اور یہی عقیدہ اور عقیدت کا تقاضا بھی ہے مگر آج کل اس مقدس جذبے سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں سے عقیدت ختم ہوتی جا رہی ہے اور دین کی بنیادیں کھوکھلی ہوتی جا رہی ہیں۔ فی زمانہ عقائد کی درستی بہت ضروری ہے۔ علماء اہلسنت کے سے بہت نقال پیدا ہو گئے ہیں اور وہ بزرگانِ دین کا سہارا لیکر بدعقیدہ کر رہے ہیں۔ آپ کی پختگیٔ عقیدہ کے لئے پھر پچھلے مضمون کا تسلسل قائم کرتا ہوں تاکہ آپ کا ایمان سلامت رہے اور فتنہ سے محفوظ رہیں اس کو بار بار پڑھیے اور عقائد کی پختگی کو مستحکم بنائیے یہ دُنیا دار العمل اے اللہ! تو سادہ لوح مسلمانوں کو کھرے کھوٹے اور اچھے بُرے میں تمیز کرنے کی صلاحیت عطا فرما۔ اور ان کو اپنا عرفان عطا فرما۔

پس یہ کتاب اسلامی نظامِ زندگی کے قیام کیلئے
سوشلزم اور بدعقیدگی کو مٹانے کیلئے
ایک کھلی کتاب ہے

قرآن اور عظمتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

آیئے! قرآن کریم میں جمالِ مصطفےٰ، کمالِ مصطفےٰ، معراجِ مصطفےٰ، انعامِ مصطفےٰ، رحمتِ مصطفےٰ، حیاتِ مصطفےٰ، شفاعتِ مصطفےٰ، اختیاراتِ مصطفےٰ۔ عید میلادِ مصطفےٰ، علمِ غیبِ مصطفےٰ کی روشنی دیکھئے۔ مسلمانو! اس دورِ فتنہ دہریت، لادینیت، بدعقیدگی میں

Marfat.com

آپ کا اولین فرض ہے کہ آپ یہ کتابیں خود عشق اور محبّت کیساتھ بار بار پڑھیئے اور اس دعوت القرآن پر عمل کیجیئے اور اپنی اولاد گھر کے افراد اپنے دوست واحباب کو بھی اس دعوت القرآن کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیجیئے۔ یہ انکا حق ہے اور آپ کا فرض ہے۔ اسکی جواب دہی آپ کے ذمّہ ہے

یاد رکھیئے! اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو یقینی لا دینی دہریت۔ بدعقیدگی اور بے حیائی کا طوفان آپ کے گھر کا معاشرہ بلکہ پوری قوم کو تباہ کر دے گا۔ لہذا آپ اس تبلیغ کے فرض کفایہ کی ذمّہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے تبلیغ واصلاح کیلیئے آپ کی قربانی (جہاد) کے جذبہ کی اشد ضرورت ہے اسلیئے آپ کا اسلامی فرض ہے کہ اس کتاب کو حسب حیثیت اکٹھی جلدیں خرید کر غریب مشتاق مسلمانوں کو تقسیم کریں یا مساجد اور مدارس اور خانقاہوں اور لائبریریوں میں بھیج دیجیئے تو یہ ثواب جاریہ کا بہترین اور مفید مصرف ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ عمل باقیات الصالحات میں سے ہے جو قیامت تک ثواب ہی ثواب ملتا رہے گا۔ لہذا حضور کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں آپ کا دینی فرض ہے کہ اس کار خیر اور ثواب جاریہ میں حصّہ لیجیئے اور زیادہ سے زیادہ کتاب کی اشاعت کیلیئے اور اپنے اہل سنت وجماعت بھائیوں کی اصلاح کے لیئے اس کتاب کی دعوت دیجیئے۔

تکمیل ایمان اور پختہ عقیدہ! اولیاء کرام رض ومشائخ عظام کی عزّت وعظمت، بارگاہ نبوی میں اُن کی مقبولیت خلق اللہ میں اُن کی بے مثال ہر دلعزیزی کے سلاطین پر اُن کے اثرات اور غیر مسلموں میں ان کی تبلیغی کامیابیاں دیکھکر بعض "علماء ظواہر" نے بھی "دلق وسجادہ" سنبھالا۔ یعنی بیعت لینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لیکن تزکیہ نفس اور سخت روحانی

Marfat.com

مجاہدات کے بجائے اپنے ظاہری اور کتابی علم کا ڈھول پیٹنے اور فقراء و مشائخ کرام پر اعتراضات اور جابے جا حملوں کی بوچھاڑ ہی کو عالم کے فلاح کی واحد کنجی سمجھ کر، صوفیائے کرام کے خلاف اپنی دانست میں زبردست محاذ تیار کر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جن طبائع کو دین وایمان کی صحیح فہم حاصل نہ تھی وہ ان "ملاؤں" کے پیرو بن گئے۔ جن کے دل محبت حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے آپ کی بے حرمتی اور بے ادبی سے معمور تھے۔ بعدازاں وہ بھی اپنے استادوں کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں حقیقت و معرفت اور ولایت وروحانیت کے نام پر دراصل ان امور کی روح کے مخالفوں کا ایک لشکر جرار تیار ہو گیا۔ یہ وہ لوگ نہیں جو کھلم کھلا روحانیت وولایت یا حقیقت ومعرفت کے خلاف ہیں۔ نہ یہ لوگ وہ ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو "علم شریعت" درویشی" اور مشیخت کے بادے ہیں کر حضور نبی کریم سرور کائنات، خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میلاد، قیام وسلام، کثرت صلوٰۃ ودرود وغیرہ کی مخالفت شدومد کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کو دنیا سے ختم کرنے کے لئے تن۔ من۔ دھن سے دن رات کوشاں ہیں۔ اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازی اوصاف یعنی ان تمام اوصاف کمالیہ حقی وخلقی پر جن کے متعلق زمانہ صحابہ کرام تک سب کا اور اس کے بعد آج تک تمام اہل ایمان علمائے حق اور بزرگان دین اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کا اجماع رہا ہے۔ ان عقائد پر ایمان رکھنے اور ان کا ذکر کرنے کو "بدعت" بلکہ کفر و شرک" قرار دیتے ہیں۔

لہٰذا فی زمانہ اولیائے کرام ؒ۔ پیران عظام رح اور اولیاء اللہ

Marfat.com

کے مقبول دوستوں کی سب سے بڑی پہچان یہی ہے کہ وہ میلاد شریف، درود وسلام۔ اور کھڑے ہوکر دست بستہ حضورؐ پر سلام پڑھنے کے مخالف نہیں ہوتے بلکہ انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ یہ امور انجام دیتے ہیں اور دوسروں کو کثرتِ درود شریف، کی تاکید ہی نہیں کرتے بلکہ تربیت دے کر مستغرق بہ نورِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم بنادیتے ہیں۔

اِس پہلی پہچان کے بعد اِن میں تمام خوبیاں تلاش کرنی چاہئیں جن کا ذکر اولیاء اللہ کے متعلق اوپر ہو چکا ہے۔ یاد رکھیے کہ مذکورہ اوصاف عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یقیناً موجود رہتے ہیں۔ مگر وہ حضرات ہرگز ہرگز "اللہ کے دوست" یا "مقبول بندے" نہیں ہوسکتے جو اس کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب احترام کے مخالف ہیں۔

ادب واحترام۔ قیام ومیلاد اور کھڑے ہوکر دست بستہ روضہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت کی طرح بہ آوازِ بلند صلوٰۃ وسلام پڑھنا اشد ضروری ہے تاکہ جہاں تک آواز جائے شیطان اور شیطانی اثرات دفع ہو جائیں اور غافلوں کو ترغیب ہو قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ "فیشن" کے طور پر استعمال کرنے والوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ جب تک ان سلسلوں میں باقاعدہ بیعت نہ ہو قلب کو بزرگانِ سلسلہ سے نسبت نہیں پیدا ہوسکتی۔ نہ بزرگانِ سلسلہ اُن کی جانب توجہ فرماتے ہیں۔ قلب کی جس حالت کا نام "نسبت" ہے۔ وہ بعد بیعت ان بزرگوں کی تعلیمات کے مطابق محنت وریاضت سے پیدا ہوتی ہے۔ گویا کل پتہ ہے

Marfat.com

درست کر کے مشین چلتی ہے۔ اور مشین کے چلنے سے کام بنتا ہے۔
خراب مشین پر تیل چھڑ دینے سے وہ کام نہیں کر سکتی۔ یا کوئی شخص "سنگر مشین" لکھ کر تختی گلے میں لٹکا لے تو واقعی وہ "سنگر مشین" نہیں بن سکتا ہے۔ اسی طرح حضورؐ کا ذکرِ میلاد، انا من نور اللہ وَ الخلق کلہم من نوری کی حقیقت و صداقت۔ حضورؐ پر کثرت درود و سلام، کلمۂ توحید کے مطابق اپنی توحید درست کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ عقائد فروعات میں داخل نہیں ہیں۔ یہی تو ایمان و اسلام کی بنیادیں ہیں۔ یہی غلط ہیں تو کیسا ایمان اور کہاں کا اسلام؟

لہٰذا مذکورہ بالا پہچانوں کو اصل الاصول ایمان و اسلام اور توحید کی بنیاد سمجھو۔ اور کسی کو قابل تقلید بزرگ سمجھنے سے پہلے مذکورہ باتوں پر اس کے ایمان کی جانچ کر لو اللہ تبارک و تعالےٰ توفیق صحیح عطا فرمائے۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام

۱۔ امام رازی فرماتے ہیں:۔

"استغفار و درود شریف میں کامیابی و نجات کے لئے درود شریف زیادہ محفوظ طریقہ ہے کیونکہ درود شریف کے نامنظور و نامقبول ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تو سراسر فعل الٰہی ہے اور ہم تو محض صلی اللہ جیسے تائیدی کلمات کہنے والے اور اللہ جلّ شانہٗ کی ہاں میں ہاں ملانے والے ہیں۔ مگر استغفار بندہ کی طرف سے دعاؤں میں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ، کامل اخلاص روح و قلب اور جسم و جاں کیساتھ

Marfat.com

کامل سپردگی ہوئی تو دعائیں مقبول ہوں گی ورنہ اخلاص و توجہ میں کوئی کمی رہی تو اللہ رب العزت ان دعاؤں کو اگر رد فرما دے تو جائے تعجب اور مقام شکایت نہیں ہے۔ لہٰذا استغفار کی قبولیت کا یقین نہیں کیا جاسکتا اور درود شریف کی قبولیت میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔"

مذکورہ مضمون کے دیگر نکات کا خلاصہ:۔

درود و سلام کا ورد زیادہ سے زیادہ رکھا جائے۔ اس سے قربِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتا ہے۔ قرب سے تزکیہ نفس اور نورانیت قلب و روح حاصل ہوتی ہے۔ عفو اور استغفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد رکھو۔ آپؐ خود امت کے لئے دعا فرماتے ہیں جو یقیناً قبول ہوگی۔

حدیث قدسی:۔ اِنَّمَا جَعَلْتُ ذِکْرَکَ ذِکْرِیْ (اے محبوبؐ میں نے آپؐ کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا) لہٰذا آپ سے متعلق ہر ذکر خدا کا ذکر ہوا۔ — وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (اور بلندی عطا فرمائی ہم نے آپؐ کے ذکر کو)

اور درود وسلام پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ یہ خود اللہ کا فعل بھی ہے۔ صحابہ کرام رضؓ اور علماء سلفؒ کے سامنے جب کوئی مسئلہ آتا تو بیک زبان پکار اٹھتے — اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ (اللہ

لہ بیعت و ارادت، کا مسئلہ اسلام کا مسلمہ مسئلہ ہے۔ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ زمانۂ اولیٰ سے آج تک صلحائے امت اور سواد اعظم کا اس پر عمل رہا ہے مفصل بحث کا یہاں نہ موقع ہے نہ گنجائش۔ ؎۲ ماخوذ از مضمون مولانا سید محمد ہاشم فاضل شمسی مطبوعہ رسالہ خاتونِ پاکستان رسول نمبر۔ ۱۹۶۴ء

Marfat.com

اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں) کلمہ اَعلَمُ اسمِ تفضیل کا صیغہ ہے۔ (افرادِ گروہ وہابیہ، دیوبندیہ، بدعتیہ، جو حضورؐ کے علم کی توہین کرتے ہیں اس سے سبق لیں۔ صحابہٴ کرامؓ اسے اللہ ورسولؐ کی طرف منسوب کرتے تھے' اُن کے ایمان نے اُسے کبھی خلافِ توحید نہ سمجھا۔ (اس لئے کہ وہ دونوں کو معناً ایک ذات یقین کرتے تھے۔ اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس سے روکا۔ (یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ وہ حق پر تھے مگر افسوس آج رسول اللہؐ کے مقام علم کو موضوعِ بحث بنایا جاتا ہے۔

قلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ و شر فجاء نا اللہ بھذا الخیر من شر۔

ترجمہ:۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ بیشک ہم لوگ جاہلیت اور فساد میں مبتلا تھے کہ اللہ خیر کے ساتھ ہمارے پاس آگیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ (بخاری ومسلم)

غور فرمائیے ...... صحابہٴ کرام رضؓ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کو اللہ کی آمد سے تعبیر کررہے ہیں۔ محدثین عظام حضورؐ کی آمد کو رسول ونبیؑ کی آمد کہتے ہیں دونوں حق پر ہیں......

صحابہٴ کرام رضؓ کو حضورؐ کی ذات میں اللہ تبارک و تعالےٰ کے جلوے نظر آئے اور محدثین نے اس پیکرِ خوبی میں رسالت ونبوت کی تابانیاں دیکھیں۔ مگر آج کے گستاخوں کو حضور علیہ السلام کے اندر "بشریت" کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ اپنی اپنی آنکھیں ہیں اور اپنا اپنا فہم اور اپنا اپنا ایمان۔"

Marfat.com

یاد رکھئے اور اس کو ذہن نشین کر لیجئے !

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "دو جہتیں" تھے۔ ایک جہت نوری تھی۔ دوسری جہت، جہتِ بشری تھی۔ جہت نوری۔ احکام لینے کے لئے تھی اور احکام پہنچانے کے لئے جہتِ بشری تھی۔ محمد رسول اللہ یا محمد عبدہٗ ورسولہٗ میں دونوں جہتوں کا ذکر ایک ساتھ ہے۔ لہٰذا دونوں پر ایمان ضروری ہے۔ اور مذکورۂ بالا فقرات زبان سے ادا کرتے وقت دل میں ہر دو جہالت کے معنے واضح رہنے چاہئیں۔

یہ سمجھ لیجئے! کہ نماز، روزہ۔ حج وزکوٰۃ کی جملہ تفصیلات و توضیحات ہمیں سیدِ عالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہی سے ملی ہیں۔ حتیٰ کہ خدا کی معرفت و پہچان، اس کی وحدانیت کا اقرار و تصدیق۔ سب انھیں کی بارگاہ کرم کا عطیہ ہے۔ اس لئے ہم اپنے اس عقیدے میں حق بجانب ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم خدا اور بندوں کے درمیان نہ صرف وسیلہ، بلکہ وسیلہ اور مقصد دونوں ہیں۔" (یعنی حضور ہی وسیلہ بھی ہیں اور حضورؐ ہی مقصد و مقصود بھی ہیں۔ اگر وہ (صلی اللہ علیہ وسلم مقصد نہ ہوں تو قبر کا آنا ہی سوال کافی ہوتا کہ

مَنْ رَّبُّكَ ۔ تمہارا رب کون ہے ۔ ؟
مَا دِيْنُكَ ۔ تمہارا دین کیا ہے ۔ ؟
یہ نہ دریافت کیا جاتا کہ انھیں جانتے ہو یا نہیں ؟"
اس موقع پر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔
بقدرت خداوندی مُردے کے سامنے ہوں گے۔

Marfat.com

اس سوال نے وسیلہ کے علاوہ ان کے (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے مقصد (یعنی مقصود) ہونے پر مہر لگا دی کہ حضورؐ
سے تمہارا رشتہ ٹوٹ تو نہیں گیا ہے۔ ؟" (یعنی زندگی میں
تم نے حضورؐ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حال کی
پیروی کی یا نہیں ۔؟ اور اب بھی تم حضور نبی کریم کو وسیلہ و
مقصود یقین کرتے ہو یا نہیں ۔ ؟

"دونوں سوالوں کے جوابات کی صحت حضورؐ کے پہچاننے
پر موقوف ہے۔ گویا حضور کا پہچاننا ہی اس دستاویز کی آخری
مہر ہے۔" دستاویز سے مراد انسان کی پوری زندگی ہے ۔
دنیا کی زندگی بھی اور آخرت کی زندگی بھی ۔

اس تمہید کے بعد اقتباس کو پھر پڑھ لیا جائے تو بہتر ہے
ناظرین پر واضح ہو جائے گا کہ قبر ہماری ناسوتی زندگی کے اختتام کی
حد ہے اور سوالات قبر سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہماری ناسوتی زندگی
کا خاص الخاص مقصد۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت پاک کی
پہچان ہے۔ پہلے دو سوالات بھی یقیناً اہم ہیں ۔لیکن تیسرے سوال کی
اہمیت سب سے تقاضے کے بموجب۔ جب تک صورت نظریں نہ ہو۔ جمال
نظر نہیں آتا۔ اور جب تک جمال نظر نہ آئے، صاحب جمال سے محبت یا عشق
پیدا نہیں ہوتا۔

یہاں صاحبِ جمال = ذاتِ محمدیؐ ہے
اور ذاتِ محمدی کا آئینہ = صورتِ محمدی ہے

Marfat.com

اسی لئے قبر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیکرِ جسم و صورت و جمالِ اقدس کی حیثیت میں دکھایا جاتا اور دریافت کیا جاتا ہے کہ "انھیں پہچانتے ہو — ؟"

ظاہر ہے کہ جو اشخاص نہ پہچان سکیں گے وہ گویا عملاً امتحانِ خداوندی میں ناکامیاب ہوں گے اور سزا کے مستحق ہوں گے۔ یاد رکھیئے کہ قبر کا سوال یہ نہیں ہے کہ "خدا کو پہچانتے ہو ؟ یا نہیں —" لہٰذا وہ اشخاص بتائیں جو محمد رسول اللہ کو "فراموش" کر کے حضورؐ کی تنقیصِ شان" کر کے۔ صرف اللہ۔ اللہ کی رٹ لگاتے اور حضورؐ یا اُن کے عشاق کی تنقیصِ شان کرتے ہیں، وہ تیسرے سوال کا جواب کس طرح صحیح دیں گے۔ وہ اس کی بہت سی تاویلیں پہلے بھی کر چکے ہیں۔ اب بھی کریں گے۔ لیکن بات سیدھی سادی ہے جس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔ فرشتے جواب چاہتے ہیں۔ کہو ہاں۔ یا نہیں۔

وہ فرمائیں گے " اللہ ہماری مدد کرے گا" ہم عرض کرتے ہیں " اللہ بے ایمانوں کی مدد نہیں کرتا — " کیونکہ جس کے دل میں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں وہ بے ایمان ہے کیونکہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نام ایمان ہے۔

جس کی جتنی محبت محمدی ہوگی اتنا ایمان ہوگا۔ محبت محمدی شدید ہے۔ تو ایمان بھی شدید ہوگا۔ محبت محمدی خفیف ہے تو ایمان بھی خفیف ہے۔ محبوبِ خدا کا ادب و احترام نہ کرنے والے ایمان سے محروم اور انسانیت کے سب سے بڑے محسن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان فراموش ہیں۔

Marfat.com

انھوں نے اپنی ناسوتی زندگی میں کبھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو "وسیلہ و مقصد" نہیں سمجھا۔ نہ حضور سے محبت کی۔ نہ انھوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائبین صادقین یعنی مشائخ کرام اور صحیح پیرانِ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے محبت کی جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح وارثین اور حق رسی کا وسیلہ از روئے نقل قرآنی دیئے گئے ہیں۔ اور اس طرح ان بے ادبوں اور منافقوں نے دُہرا جرم کیا ہے (اس کی بحث آگے آرہی ہے) اور پھر بھی قبر میں اللہ کی مدد کے اُمیدوار ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

معترضین یہ اعتراض بھی کر سکتے ہیں کہ :۔

(۱) جن اشخاص نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی وہ حضورؐ کو قبر میں کیونکر پہچان سکتے ہیں ؟

(۲) چنانچہ یہ سوال اللہ تعالےٰ کے عدل کے خلاف ہے۔ (عیاذاً باللہ)

جواب اعتراض (۱) اوّل تو عشاق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور کی زیارت ضرور ہوتی ہے۔ اگر خدانخواستہ نہ ہوئی ہو یا وہ سمجھ نہ سکے ہوں تو اللہ پاک اپنے محبوب اقدس واکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کی مدد ہر مرحلے میں کرتا ہے (کیونکہ عشق محمدی ہی عشق خدا ہے) اور وہ اللہ کی مدد سے قبر میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فوراً پہچان لیں گے۔ البتہ جن بدبختوں کے دل حضورؐ کے عشق اور ادب و تعظیم سے خالی ہیں (اگرچہ انھوں نے تمام عمر اللہ کو پکارا ہو اور تمام زندگی اللہ کی عبادت کی ہو۔) وہ اللہ کی مدد سے محروم رہیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب) کیونکہ ایسی عبادت غیر مسلمین بھی کرتے ہیں۔ اور ابلیس مردود نے بھی کی تھی۔

Marfat.com

جواب اعتراض نمبر (۲) اس جواب کے دو حصے ہیں (الف اور ب)
حصۂ اول (الف) پروردگارِ عالم کا کوئی کام، نعوذ باللہ خلاف عدل نہیں ہوتا۔ اگر ان اشخاص کے دل محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عشق اور ادب و تعظیم سے خالی ہیں تو وہ یقیناً مستحق عذاب ہیں اور یہی ان کے حق میں اللہ کا عدل ہے۔

حصہ (ب) اگر ان کے دل میں ذرہ برابر بھی حضور سرکارِ دو عالم۔ نورِ مجسم خاتم الانبیا، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم سے پُرخلوص جذبۂ محبت ہے۔ اگر ان کے دل میں ذرہ برابر بھی حضور کی تنقیص شان کا جذبہ نہیں ہے۔ اگر وہ نیک کرداروں کی صحبت اور ان کی مجلسوں میں نشست و برخاست رکھتے ہیں اور بدکرداروں سے دُور رہتے ہیں، اگر انھیں اللہ کی جستجو ہے، اگر وہ اللہ سے ملنے کے واقعی خواہش مند ہیں۔ وغیرہ وغیرہ تو ان کے لئے بیعت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ وہ کسی مخلص اللہ والے کے دستِ حق پر بیعت کر کے عشقِ محمدی اور عرفانِ حقیقت کا درس لیں اور عملی تربیت حاصل کریں۔ کیونکہ جب تک "ماہرین فن" کی صحبت نہ اختیار کی جائے فنی نشیب و فراز سے واقفیت محال ہے۔

بیعت و ارادت۔ شریعت و طریقت، معرفت و حقیقت مشیخت و ولایت، جھوٹ اور سچ وغیرہ پر بحث و مباحث سے بیشمار کتابیں پُر ہیں۔ ان موضوعات پر بحث کا یہاں موقع ہے نہ گنجائش۔ ایسے اشخاص (اگر مخلص ہیں) تو یہ مان لیں کہ

(۱) بیعت نہ صرف مسنون ہے بلکہ نصِ قرآنی سے ثابت اور احادیث کی رو سے ناگزیر ہے۔

Marfat.com

(۲) جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر (رہنما) شیطان ہے۔ یعنی اسے قدم قدم پر ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے۔ دورِ حاضر میں خاص طور سے ایک کھونٹے سے بندھ کر رہنے کی سخت ضرورت ہے۔

(۳) بعض اشخاص پیر کی تلاش میں عمر ضائع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ "پیر" میں نبیؐ کے معجزات یا محیر العقول کرامات دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ اُن کی بہت بڑی غلطی ہے۔ آج کل جانچ پڑتال یا تحقیق وتلاش کی کسوٹی صرف یہ ہے کہ جس شخص میں تین صفات ہوں اُس کے ہاتھ پر کسی پس وپیش کے بغیر بے دھڑک بیعت کر لی جائے۔

(اول) وہ عشق محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں خود بھی عملاً ڈوبا ہوا ہو، اور دوسروں کو دامے، درمے، سخنے، قدمے عشقِ خدا ورسولؐ ہی کی دعوت دیتا ہو۔ اس کی محلس میں بیٹھنے والا خدا ورسولؐ کی یاد میں ہر گھڑی محور رہتا ہو اور گرد وپیش کے حالات کا اُسے ہوش نہ رہتا ہو۔

(دوم) وہ کسی ایک سلسلے سے نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نیازیہ، رحمانیہ سلسلوں میں سے ضرور وابستہ ہو۔ اور اس کا شجرۂ طریقت اور خلافت نامہ مستند ہوں۔ اور اس کی زندگی شروع سے آخر تک بے داغ اور نیک نام ہو۔

(سوم) وہ خود بھی ذی علم، نیک صورت، نیک سیرت، خوش اخلاق، خوش وضع، خوش گفتار، خوش کردار، جذبۂ حق کیساتھ ایمان واسلام کا پابند، اپنے پیرانِ عظام کے طور طریقوں کا

Marfat.com

پابند ہو۔ اس کا چہرہ نورانی ہو اور اس کی طرف دل خود بخود کھنچتا ہو۔ ایسا شخص "اللہ والا" اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا "محبوب" ہوتا ہے اور اس کا دیدار۔ محبوبِ خدا کے محبوب و نائب کا دیدار ہوتا ہے بقول مولانائے روم ؒ ایک چراغ سے لاکھ چراغ جلیں تو بھی آخری چراغ کی روشنی اوّل چراغ ہی کی روشنی ہو گی۔

وسیلہ کیا چیز ہے ! نظامِ بیعت و اطاعت منصوص و مسنون ہے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس پر صالحین اُمت کا ہمیشہ عمل رہا ہے۔ اسکے بیشمار فوائد ہیں جن کی تفصیل کتب صوفیہ و مشائخ میں موجود ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

مرشد وسیلہ الی الرسولؐ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے وسیلہ الی اللہ ہوتا ہے۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ۔ الخ (۵ - ۳۵)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو۔ اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو الخ (خطاب نفسِ امارہ سے نہیں بلکہ اہلِ ایمان سے ہے کیونکہ مومن وہی ہے اور وہی ہوتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہوتے ہیں، وہی اللہ سے ڈرتے ہیں اور وہی اللہ و رسول پاکؐ کی محبت میں مرشد کی اطاعت کر سکتے ہیں ۔۔۔۔ نفس امارہ کے غلام آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ و رسولِ پاک کی خوشنودی کیلئے بھی مرشد کی اطاعت کی پابندی گوارا نہیں کرتے ان کے لئے ان سے خطاب نہیں ہے)

قیامت تک یہ "وسیلہ" شخص اقرب الی اللہ" ہی ہو گا۔

Marfat.com

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ ۝ (بنی اسرائیل رکوع ۱ آیۃ ۲) اس آیۃ میں صاف طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ شخص اقرب الی اللہ ہی "وسیلہ" الی الحق ہو سکتا ہے۔ نہ کہ القرآن [۱] جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ دوسری بات یہ واضح ہو رہی ہے کہ "وسیلہ" تلاش کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ جس کا بجا لانا ضروری ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ حکم مطلق ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ اسی لئے تابعین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی عاشقین صادقین محمدی قیامت تک ہوتے رہیں گے تاکہ "مرشدین" کا حصول "ناممکن" نہ بن سکے اور "تلاش" سے وہ ملتے رہیں۔

"مرشد" کا ہونا۔ نمونہ عمل اور عملی تربیت ہی کے لئے ضروری نہیں ہے۔ بلکہ مریدین و سالکین کے لئے وہی منزل مقصود" بھی بنتا ہے تاکہ سالک کو اس میں "گم شدگی" "فنائیت" کا درجہ نصیب ہو سکے۔

جب تک یہ "فنائیت" نصیب نہ ہو۔ سالک "فانی فی الرسول" بن سکتا ہے نہ "فانی فی اللہ"۔

شدید محبت اور محبوب میں فنائیت کی راہ میں "مرشد" مرحلہ اوّل بھی ہے اور مرحلۂ آخر بھی۔ جب تک مرشد کے عشق میں سالک "فانی" نہ ہو جائے اس کا دعوئ عشقِ رسول (اور پھر دعوئ عشقِ خدا) صحیح

---

[۱] قرآن ہدایت ہے جو مرشد کے بغیر نا مقبول ہے۔ اگر غیر مسلم قرآن پر عمل کریں۔ بنا بر حق صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں تو ان کا ایمان بالقرآن اللہ کی نظر میں مقبول نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

نہیں ہو سکتا۔ درحقیقت، مرشد کا عشق اور اس میں سالک کا پورا اُترنا ہی، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ خدا ہو گا۔ جو شخص اپنی آنکھوں کے سامنے موجود تجلی نور محمدیؐ (پیرو مرشد) کو نہ سمجھ سکے اور اس کی محبت کو عشق کے درجے تک نہ پہنچا سکے۔ وہ دور کی غیر مرئی تجلی نورِ محمدی کو کیا سمجھ سکتا۔ اور اس سے کس طرح محبت کر سکتا ہے؟ محبت کو عشق کے درجے تک پہنچانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ محبت ہوائی۔ وہمی یا خیالی صورت سے نہیں ہوتی۔ محبت حقیقی صورت سے ہوتی ہے۔ کیونکہ صورت ہی ذات کی مظہر ہوتی ہے۔ دیکھو کعبہ اینٹ پتھر کی محدود عمارت ہے لیکن اُسے غیر محدود اللہ کا گھر کہتے اسی کی طرف سجدہ کرتے اور اس کا انتہائی ادب کرتے ہیں۔ اسی یہ "زندہ کعبہ" یعنی پیرو مرشد کی ذات اور جسم و صورت وغیرہ کو سمجھو تاکہ محبت خدا اور تعظیم رسولؐ کے لئے ٹھوس مرکز اور زندہ مرکزیت حاصل رہے۔ اس لئے دور رہنے والا کعبہ کا مخالف بلکہ خدا و رسولؐ کا دشمن ہے۔ یہی "پیری مریدی" کا ٹھوس فلسفہ ہے جو جہلا کی فہم سے باہر ہے قصہ مختصر ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ (۱) ہمارا عشق، دیدار اور وصال۔ نیز ہمارے تمام معاملات ذات گرامی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس جہت تک ہی رہ سکتے ہیں۔ جو ہمارے تعین کی جانب ہے۔

(۲) اسی کو ہم "واصل بحق ہونا" سمجھتے ہیں۔

(۳) براہِ راست اللہ کا وصل۔ صرف نور محمدؐ۔ جسم محمدیؐ اور صورت خاص محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ کیونکہ حضور پاکؐ اور صرف حضور پاک، نورِ ذات، بلا واسطہ ہیں۔

Marfat.com

(۴) نورِ ذات ہی ذات سے ہر وقت واصل رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے
اور اپنا روئے رحمت۔ مخلوق کی جانب بھی رکھتا ہے۔ یہ مقام
برزخ کبریٰ کا ہے۔ جو صرف حضورؐ پاک کو حاصل ہے۔
اسی معنیٰ میں شاید حضرت شمس تبریزؒ نے فرمایا ہے:

محمدؐ بیں نہ گوید نام اللہ
حکایت ختم شد واللہ باللہ

(اس میں اللہ تعالیٰ کا انکار نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ھوالباطنُ
والظاہرُ مانتے ہوئے دونوں جہات کا بواسطۂ محمدیؐ اقرار ہے۔
کیونکہ وسیلہ واسطۂ محمدیؐ ہی اللہ کو محبوب ہے۔)

(۵) مرید اور مرشد کی باہمی نسبت واضح ہے۔ مرشد کے بغیر مرید کے لئے
منزل رسی۔ یعنی خدا رسی محال ہے۔ وہی "سلسلۂ سلوک" کی
(مرید کے لئے) درمیانی اور اہم ترین کڑی ہے۔ بلکہ درحقیقت
بعد بیعت پیر ہی وسیلہ بھی ہے اور منزلِ مقصود بھی۔

نصِ قرآنی کے ہوتے ہوئے کسی دلیل یا بحث کی ضرورت نہیں ہے۔
تمام بزرگانِ دین نے اس پر عمل کیا ہے۔

بیعت سے متعلق دو حدیثیں بھی پڑھ لیجئے: اور عمل کیجئے۔

(۱) لا دین لمن لا شیخ لہٗ ومن لا شیخ لہٗ فھو شیطانٌ
(یعنی جس کا کوئی پیر نہیں اُس کا دین نہیں اور جس کا پیر نہیں وہ شیطان
ہے۔ (مفتاح اللطائف بحوالہ خزینۃ المشائخ۔ صہ ۴۲)

(۲) من لا شیخ لہٗ فشیخہٗ شیطان = یعنی جس کا کوئی
مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔ (یعنی مرشد اسے صراطِ مستقیم
پر چلائے گا۔ اگر مرشد نہ ہوا تو وہ شخص۔ بھٹک کر شیطان رجیم کی راہ

Marfat.com

پر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ صحیح راہ نما کے بغیر کوئی کام بہ حسن وخوبی انجام نہیں پاتا تو قرب خدا کس طرح نصیب ہو سکتا ہے۔) خلاصہ تحریر یہ ہے کہ بیعت حق۔ منصوص ومسنون ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر آج تک تمام اکابرین کا اس پر عمل رہا ہے۔ پیر نائب رسولؐ اور محبوبِ خدا ہونے کی حیثیت سے ہر متلاشی صادق کے ہے۔ اس کی زندگی کے ہر مرحلے میں حتیٰ کہ بعدِ مرگ مرحلۂ قبر میں بھی حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب وجانشین کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔ یہی اللہ کا عدل ہے کہ ہر شخص قیامت تک' بوسیلۂ نائب رسولؐ ذاتِ رسولؐ کو دیکھ سکتا اور پا سکتا ہے۔ اور یہی صورت۔ اللہ کے دیکھنے اور پانے کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوں تو کردی ذاتِ مرشد را قبول
ہم خدا را یافتی وہم رسول

یا

ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

(رومی رح) ★

چنانچہ کلمۂ توحید پر ایمان۔ کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس کے اُن تمام مضمرات پر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس کے اُن تمام مضمرات پر ایمان کامل نہ ہو جو اوپر بیان ہوئے۔ درحقیقت پیر ومرشد کی صحیح "حیثیت" کو تسلیم نہ کرنے سے ایک زبردست فتنہ ملت کے انتشار کا پیدا ہوا۔ جس نے قرونِ اولیٰ میں خارجیوں کو جنم دیا۔ اور قرونِ آخر یعنی دور حاضر میں قادیانیت یا مرزائیت کو جنم دیا۔ حضور سرکار دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبین مانتے ہوئے سلسلہ بیعت کا صحیح تسلیم کرنا اور اپنی زندگی میں کسی نیک شخص کو منتخب کر کے اپنا پیر مرشد بنانا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے۔ جھوٹے مسلمانوں سے جس طرح صحیح اسلام ختم نہیں ہوتا اسی طرح "جھوٹے پیروں سے صحیح نظام بیعت ختم نہیں ہو سکتا۔ سچے پیرانِ عظام اور ان کی رہنمائی قیامت تک جاری رہے گی۔ آنکھیں چاہئیں۔ دیکھو اور ڈھونڈو۔

السعی منی والاتمام من اللہ ۔ جو خلوص سے تلاش نہیں کرتے یا سب کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ انھیں کوئی شخص اللہ سے محبت کرنے والا نہیں ملتا۔ خود ان کے دل خلوص اور یقین سے خالی ہوتے ہیں ورنہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی نے چور یا ڈاکو کو پیر بنا لیا اور پھر اس کا دامن نہ چھوڑا، حالانکہ اس چور یا ڈاکو نے ہر چند اسے یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ وہ "اللہ والا" نہیں ہے، لیکن اس شخص نے اُسے نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اس ڈاکو پر فضل کیا اور وہ واقعی توبہ کر کے "اللہ والا" بن گیا۔ اس طرح مرید کے یقین مستحکم نے ڈاکو کے اندر انقلاب پیدا کر دیا اور دونوں کا کام بن گیا۔

درحقیقت پیر کی ہدایت سے زیادہ مرید کا مستحکم یقین کام کرتا ہے۔ لہٰذا یہ عذر ہرگز قابلِ قبول نہیں ہو سکتا کہ "ہم ابھی پیر کی تلاش میں ہیں" یا تلاش کے باوجود ہمیں کوئی نہیں ملا" یا "دنیا میں کوئی نیک بندہ رہا ہی نہیں۔ کس کا ہاتھ پکڑیں ۔؟ " یہ سب نفس کے شیطانی مغالطے ہیں ۔ اور جاہلیت کی موت مرنے کے بہانے ہیں۔ موت یقینی ہے اور قبر کے سوالات بھی یقینی ہیں ۔ وہاں کوئی منطق یا دلیل کام نہیں

Marfat.com

اسکی طوعاً یا کرہاً ہر شخص کو اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

چلتے چلتے مثنوی مولوی معنوی رح کے چار شعر پھر پڑھ لیجئے

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول — ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

در میں و در مخواں و دو مداں — خواجہؐ را در خواجہ خود محوداں

چوں جُدا بینی ز حق ایں خواجہ را — گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

پیر و حق را ازِ احولی ہر کہ دو دید — او مُرید ست در حقیقت نے مُرید

ترجمہ :۔ جب تو نے پیر کی ذات کو قبول کر لیا تو اس میں خُدا بھی مِل گیا اور رسولؐ بھی۔ دو نہ دیکھ۔ دو نہ کہہ اور دو نہ جان خواجہؐ کونین کو اپنے پیر کی ذات میں موجود جان۔ اگر تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خُدا سے جُدا ——— اور اپنے پیر کو سرکارِ دو عالم سے جُدا دیکھے گا تو کتاب ایمان کا متن اور دیباچہ دونوں گم کر دے گا۔

جس نے اپنے بھینگے پن سے پیر اور خُدا کو دو دیکھا وہ مردود ہے۔ مرید نہیں ہے۔

ے حُسنِ یوسفؑ۔ دمِ عیسیٰؑ۔ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہ شعر بہت مشہور ہے اور اکثر پڑھا بھی جاتا ہے اور لکھا بھی جاتا ہے۔ یہ سمجھ کر کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی توصیف ہو گئی۔ لیکن یہ خیال حقیقت حال کو واضح نہیں کرتا کیونکہ اولاً حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی توصیف نہ کوئی جانتا ہے نہ کر سکتا ہے۔ اس کا علم صرف خُدا اور اس کے محبوبؐ ہی کو ہے اور وہی کر بھی سکتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ جہاں تک عالم بشریت کا تعلق ہے

Marfat.com

تو ہمیں بتایا گیا ہے کہ جس قدر اوصاف حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان ہو چکے ہیں اُن سے کہیں زیادہ حضورؐ کے وہ اوصاف ہیں جو بیان نہیں ہوئے۔

ہاں۔ مذکورۂ بالا شعر اس حقیقت کو ضرور ظاہر کرتا ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین مل کر بھی جو اوصاف رکھتے ہیں وہ تنہا حضورِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں اور اس لحاظ سے کسی نبی کی قوم یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ ان کا نبی یا رسول ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوصاف میں بڑھا ہوا ہے۔

اشارات! حضورِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ذات و اسماء و صفاتِ حق تعالیٰ کے مظہرِ اتم ہیں کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہیں۔ آپؐ کنزاً مخفیاً کے نورِ ظہورِ اولین ہیں۔

آپؐ نورِ ظہور ھُوَ الْبَاطِنُ وَالظَّاهِرُ وَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نورِ حق ہیں۔ آپؐ کی بدولت ہم نے خدا کو پہچانا بھی اور پایا بھی ہے۔

کیا جانئے خدا کو کیسا ہے وہ کہاں ہے
جاناں تری بدولت ۔ پایا تری گلی میں

آپؐ باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ آپ رحمۃ للعلمین ہیں۔ آپؐ جامع صفات ہیں۔ آپ جامع الکلم ہیں۔ آپ کے سوا کمالاتِ حقی و خلقی کا کوئی جامع نہیں۔ آپ اسم اللہ کے مظہر ہیں (انا عبداللہ کے یہی معنے ہیں۔ یہ عبدیت یا عبودیت خاصّہ آپ کے اسم اللہ کے ساتھ موسوم ہونے

Marfat.com

سے مراد ہے) اسی طرح آپؐ تمام اسمائے حسنیٰ اور اوصافِ باری تعالیٰ
کے ساتھ موصوف اور متحقق ہیں۔)

آپؐ محبوبِ خدا ہیں۔ آپؐ سید المرسلین ہیں۔ تمام انبیا آپؐ کے
نائب ہیں۔ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ لا نبی بعدی آپ کا قول
صادق ہے۔

آپؐ نور الانوار۔ سر الاسرار ہیں۔ آپؐ ربوبیت حق بلکہ کل
صفات و اسماء و احکام و آثار الٰہیہ کے ظہور کا باعث ہیں۔

آپؐ عالمین کے ظہور کا باعث ہیں۔ اور ان سب کا مجموعہ بھی ہیں۔
حضورؐ کی قابلیت کلی ہے۔ باقی تمام انبیاء مرسلین و انبیاء و صدیقین و
مومنین و صالحین اور تمام اکوان (مخلوقات) کی قابلیت جزوی ہے۔

آپ جامعیت کبریٰ کے مالک ہیں۔ (مقام قاب قوسین۔ ذات و
صفات میں دونوں جہتوں کی حقیقت ہیں)

آپؐ سرکارِ دو عالم یعنی امر و خلق کے سرکار اور دین و دنیا کے مختار ہیں۔
آپؐ کی حقیقت کا ہر عالم (اجسام۔ ارواح۔ عالم معنی۔ عرش بالائے عرش وغیرہ)
میں اس کے حال کے لائق ایک ظہور ہے۔

آپؐ اللہ کے خزانوں کے ایسے تقسیم کنندہ ہیں کہ جسے جو چاہیں عطا
فرمادیں۔

دو عالم رضائے خدا چاہتے ہیں، لیکن خدا آپؐ کی رضا چاہتا ہے۔
آپؐ اللہ سے ہر آن واصل ہیں۔

آپؐ اور اللہ کے درمیان اتنا بھی فصل (فاصلہ) نہیں ہے کہ وہاں
کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل سما سکے۔

Marfat.com

ہر سالمہ - ہر ذرّہ اور عرش سے فرش تک تمام فضا آپؐ کے نور وجود سے پُر ہے - آپؐ وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کے مصداق ہیں -

آپؐ کے اسمائے گرامی احمدؐ - محمدؐ - محمودؐ - خود اللہ نے تجویز فرمائے ہیں --- آپؐ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا - سب کچھ آپؐ کے لئے اور آپ کے باعث پیدا کیا گیا ہے -

آپؐ کی نبوت و رسالت اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنی قیامت تک جو مخلوق پیدا ہوتی رہے گی - سب کے لئے ہے -

آپؐ صاحب معراج ہیں - مقام اوادنیٰ پر آپ کی عبدیّت سے مُراد ایسی عبودیت ہے جو ماورائے عقل انسانی ہے - زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہاں وہ واصل بحق ہیں جہاں من و تو کا فرق باقی نہیں رہتا -

آپ "مقام محمود" اور کوثر و تسنیم کے مالک ہیں -

آپؐ شافع روزِ جزا ہیں - آپؐ نورِ کل - وجودِ کل - عقلِ کل روحِ کل ہیں

آپ کا نور ایک لطف جوہر حیات ہے جو برق و براق اور فرشتوں جبرئیلؑ وغیرہ سب سے زیادہ طاقت ور اور سب پہ غالب ہے - معراج النبیؐ اس کا ثبوت ہے -

آپؐ خدا کی ذات یا صفات و اسماء کسی میں کہیں باہر سے آکر "شریک" نہیں ہوئے بلکہ آپؐ نورِ ذات ہیں - جو ذات سے نہ کبھی جُدا تھا نہ جُدا رہ سکتا ہے - (اسی لئے نورِ محمدیؐ کو "مخلوق" کہنا محل نظر ہے - اور صرف اُن کے لئے "خلق" کے معنی "ظاہر ہونا" لئے جاتے ہیں)

Marfat.com

مذکورۂ بالا معنیٰ ہی ـــ کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مفہوم و مقصود ہے۔ اور یہی توحید حقیقی و اسلامی ہے۔

انہی معنیٰ میں اہل اللہ نے فرمایا ہے جو کچھ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا ہے۔ یعنی محمدؐ کہنا ہی اللہ کہنا ہے۔

اصطلاح تصوف وحدت کا یہی مفہوم ہے۔

"تمثیل بشریت" میں آپؐ کا ظہور آپؐ کے نور کی ایک تجلی تھی اسی لئے آپ کا جسم پاک، صورت اقدس بلکہ بال بال - صدہا معجزات کا سرچشمہ ہے بلکہ جس شخص یا شے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ برابر بھی نسبت ہوئی ہے وہ سرتاپا مقدس و محترم بن گیا - کائنات کی ہر شے آپؐ کے نورؐ کی تجلی ہے۔(اس شے کی مقررہ استعداد کے بموجب ان میں نور بحیثیت اصل ہے۔ باقی جو کچھ ہے فرع ہے۔

آپ برزخِ کبریٰ بھی ہیں۔ بلکہ پورا دائرہ وجود آپؐ سے پُر ہے اسی لئے حضرت شمس تبریزرح نے صاف صاف فرمادیا ؎

محمدؐ بیں نہ گوید تمام اللہ ؛ حکایت ختم شد واللہ باللہ

آپ متخلق بہ اخلاق الٰہیہ ہیں - آپؐ کا خلق قرآن ہے۔

قرآن پاک جیساجامع نسخۂ احکام الٰہیہ - جو سابق تمام کتب و صحائف آسمانی کا ناسخ ہے - سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہوا ہے۔

نزولِ وحی کا سلسلہ آپؐ کے بعد بند ہو گیا ـــ آپ ہی سے دین اسلام کامل ہوا - آپؐ کا دین اور آپ کا قرآن تمام انسانیت کی ہدایت کے لئے تاقیامت ہر لحاظ سے کافی ہیں - آپؐ کی شریعت اور آپؐ کی سیرتِ حسنہ

Marfat.com

تاقیامت، ہر دور میں کرۂ ارض پر بسنے والے ہر انسان کے لئے ۔ ہر لحاظ سے کامل واکمل ہدایت اور بہترین نمونۂ عمل ہیں ۔ آپؐ کی اطاعت ہر نبی اور رسول آپؐ کا نائب تھا۔ ہر نبی و رسول نے اپنے دور اور اپنے مخصوص علاقے میں آپؐ ہی کے اسلام کے صرف اتنے حصے کی تبلیغ کی جس کی اسے اجازت تھی ۔ (میثاق النبیین)

اب کسی نبی یا رسول کی دُنیا کو ضرورت نہیں رہی، کیونکہ دین کامل ہو چکا ہے ۔ (اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ۔ اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ) جو ان احکام کو نہیں مانتا وہ عملاً خدا اور اس کے پیارے محبوبؐ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیتا ہے ۔ لہٰذا دیگر کفار و مشرکین کی طرح مردود ہے ۔

دینِ اسلام، شریعت ۔ طریقت ۔ حقیقت ۔ معرفت (یا ایمان ۔ اسلام ۔ اور احسان) کا مجموعہ ہے ۔ رہتی دنیا تک حیات انسانی کی ضروریات کے باعث ان امور کی شرح و وضاحت کی ضرورت پیش آتی رہے گی ۔ لہٰذا اُمّتِ محمدی میں اب علماء محققین یہ خدمت انجام دے رہے یہ "شعبۂ تعلیم کتاب" ہے ۔ معرفتِ حق تعالیٰ و احسان کا تعلق خاص امر ولایت سے ہے ۔ اس کی وضاحت کا شعبہ علم کتاب و حکمت دونوں سے ہے اس لئے کہ صوفیۂ محققین ۔ و مشائخ صادقین ہیں ۔ دونوں شعبے ایک ہی اسلام کی دو جہات ہیں ۔

عشقِ محمدیؐ ۔ ایمان کی بنیاد بھی ہے ۔ عمارت بھی ہے ۔ اور اس کی زیب و زینت بھی ۔ یہی شریعت ۔ طریقت ۔ معرفت ۔ توحید اور ولایت سب کی جان ہے ۔ عشقِ محمدیؐ کی وضاحت کے نمونے خود حبیبِ کبریا و محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے عشاق اور اولیائے اُمّتِ

Marfat.com

محمدی سے سیکھے جا سکتے ہیں۔

انداز عشق کے نت نئے نمونے تاریخ اسلام میں نظر آتے رہے ہیں، اور قیامت تک نظر آتے رہیں گے۔ نہ عشق و ولایت محدود ہیں۔ نہ اُن کے نمونے۔

عشاق کی بھی ایک "فقہ" ہے اور اس کے بھی "ماہرین" "مجتہدین" ہیں۔

آپؐ وجود میں سب سے اوّل ہیں۔ کیونکہ آپؐ ذاتِ محض ہیں۔ اور تمام عالم اس ذات کی صفتیں اور حدیث جابرؓ میں اس قول کے یہی معنیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو حضور کے نور سے پیدا کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا نام حق اور نور نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے صرف حضور پاکؐ کو اپنے اسمائے ذاتی سے علی الاطلاق مسمّیٰ کیا ہے۔ کسی دوسرے نبی کو نہیں کیا۔ محققین کے نزدیک متفقہ طور پہ حضورؐ تمام اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ عُلیا کے ساتھ موصوف اور متحقق ہیں۔

حضور پاکؐ کو آپؐ کے سوا کوئی کما حقہٗ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں مگر وہی۔

حضور آقائے دوجہاں اوّل ہیں۔ یعنی وجود کے اوّل اور اسکی اصل ہیں۔

حضور آقائے دوجہاں آخر ہیں۔ یعنی ظہور میں وجود کا آخر ہیں۔

حضورؐ ظاہر ہیں۔ اس لئے کہ آپؐ ہر موجود کا عین ہیں کیونکہ وہ آپ کے نور سے پیدا ہوا ہے۔

Marfat.com

حضورؐ باطن ہیں کہ اس لئے کہ آپؐ حقیقت الحقائق ہیں اور وہ مشہود نہیں ہے۔

انبیائے کرام صفات الٰہیہ سے متصف ہیں۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صفات کی حقیقت ہیں۔ کیونکہ آپؐ نورِ ذات کے تحت ہیں۔ صفات سے موصوف ہونے اور صفات سے متحقق ہونے میں وہی فرق ہے جو اصل اور فرع میں ہے۔

حضورؐ کے حال کو دوسروں کے حال پر قیاس کرنا ہرگز صحیح نہیں۔

حضورؐ کے کمالات کی انتہا نہیں ہے۔ اس لئے آپؐ کی شان میں جو کچھ کہا جائے جائز ہے۔

معافی کے لئے اور دعا میں قبلہ کے بجائے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کرنا یا متوجہ ہونا چاہئے۔ حکم قرآنی ربانی یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ پس نہیں زمین و آسمانوں میں مگر نورِ الٰہی جو تمام موجودات میں ساری ہے اور وہی وجود و حیات اور جمال و کمال ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس نور کے مظہر اتم اور واسطۂ ظہور ہیں۔

درود شریف پڑھنا، ذکرِ الٰہی سے افضل ہے۔ اسی لئے کہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ لیکن درود شریف کے متعلق فرمایا کہ ایک درود شریف کے بدلے دس بار درود شریف بھیجتا ہوں۔ یعنی تو اگر میرا ذکر ایک بار کرے تو میں بھی ایک بار تیرا ذکر کروں گا۔ لیکن اگر تو میرے محبوبؐ کی ثناء ایک بار کرے تو میں تیری ثناء دس بار کروں گا۔ (یا تجھ پر دس رحمتیں نازل کروں گا)

Marfat.com

اسم محمدؐ کے فنا کرنے والوں کا درجہ ملائکہ سے افضل ہے۔ تو عاشقانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ کیا ہوگا۔ خود ہی سمجھ لو۔

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ جو خاک آپ نے پھینکی۔ (اے محبوبؐ) وہ آپؐ نے نہیں۔ بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (القرآن)

من رانی فقد رای الحق۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا۔ (احادیث نبوی)

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (القرآن)

یٰسٓ و طٰہٰ (القرآن) ان کے علاوہ قرآنِ پاک میں اور بھی کئی حروف مقطعات ہیں۔ یہ اللہ پاک کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پیارے نام ہیں جو معارف الٰہیہ کا بحر ذخار ہیں۔

گزشتہ نمبر کے تحت ہم نے چند حقائق بطور اشارات صرف یہ ثابت کرنے کے لئے لکھے ہیں کہ ان میں سے کوئی صفت بھی ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبروں میں سے کسی ایک پیغمبر کو بھی نہیں ملی۔ ان کے علاوہ ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف لامتناہی ہیں۔ جو مشتے نمونہ ازخروارے کلام پیر یا اولیا ء اللہ پر واضح ہوئے ہیں۔ وہ بحرِ ناپیدا کنار کا محض قطرہ ہیں۔ چنانچہ اس حقیقت کے مقابل یہ کہنا کہ ؎ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

کوئی عظیم الشان تعریف نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اللہ کے مظہر اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و توصیف پر کسی قسم کی حد یا پابندی لگانا عشقِ حقیقی کی نگاہ میں صحیح ہو سکتا ہے۔

حادثات کو حادثات کہنا صحیح ہے مگر باقی کو باقی نہ کہنا اللہ و رسولؐ کی مخالفت بلکہ بے دینی ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

Marfat.com

اب آپ بدعت کی تشریح سن لیجیے، اہل علم و اہل تقویٰ غور و فکر سے مطالعہ کریں

بدعت کا حکم معلوم ہونے سے پہلے اس کی تعریف سمجھنی چاہیئے لغت میں ہر نئی شئے کو بدعت کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں مذہب کے اندر کمی یا زیادتی کرنے کا نام بدعت ہے لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ بدعت عام ہے یا خاص اگر بدعت کو عام طور سے لیا جائیگا تو مطلب یہ ہوگا کہ بدعت کا لفظ جس فعل کے ساتھ بھی استعمال ہوگا وہ فعل رد اور گمراہی کی طرف لے جانے والا ہو مگر لفظ بدعت عام نہیں ہوسکتا بعض ایسی احادیث موجود ہیں کہ لفظ بدعت کو عام اور خاص یعنی حسن اور غیر حسن میں استعمال کرتی ہیں اس لیے تخصیص کرنی پڑے گی کہ جو بدعت بے سند دین میں برا کام ہو وہ سند نہیں اور وہ بدعت جس سے کہ دین میں اس سے اچھا کام نکلے وہ سند ہوگی اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اس کی تاویل کرنی ہوگی کہ وہ ہر بدعت جو سیئہ یعنے برائی پیدا کرانے والی ہو گمراہی کا سبب ہے اور جو ایسی نہ ہو وہ مستحسن اور بہتر ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا" کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا کام کیا تو اس کا اور اس پر عمل کرنے والے کا اجر اس کو ملے گا"

اگر بدعت کی یہ تعریف کی جائے کہ جو کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ہوا وہ بدعت اور ناجائز ہے۔ تو قرآن مجید کی ترتیب اور اس کا جمع کرکے مصحف میں لکھنا بھی بدعت ہوگا کیونکہ یہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں ہوا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کی تجدید ہوئی حالانکہ اس کو کوئی بدعت نہیں کہتا تو لامحالہ بدعت کے متعلق یہ فیصلہ کرنا پڑے گا۔ کہ جو نیا فعل کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا اور اچھا بھی ہو اسلام اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچے تو بدعت حسنہ میں شمار ہوگا

Marfat.com

اور حدیث مذکور کے موافق جاری کرنے والے کو اُس کا اجر ملے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرقات میں فرماتے ہیں کہ علامہ نووی نے کہا ہے بدعت ہر وہ فعل ہے جو پہلی مثال کے بغیر کیا جائے اور شرع میں وہ فعل بدعت ہے۔ جو عہد رسالت میں نہ تھا بعد میں ہوا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کل بدعۃ ضلالۃ یہ عام مخصوص ہے اور شیخ عزالدین عبدالسلام نے لکھا ہے کہ بدعت کی کئی قسمیں ہیں بعض واجب ہیں جیسے علم نحو کی تعلیم کلام اللہ اور کلام رسول نیز اصول فقہ اور جرح تعدیل کے سمجھنے کے لیے اور بعض حرام ہیں جیسے جبریہ، مرجیہ، مجسمہ کا مذہب لیکن ان کی تردید کرنا بدعت واجبہ ہے اور ان بدعات سے شریعت کو محفوظ رکھنا فرض کفایہ ہے اور بعض بدعت مستحب ہیں۔ جیسے مسجد سرائے، خانقاہ، شفاخانہ ہے اور مدارس دینیہ کی تعمیر نیز وہ نیک کام جو عہد رسالت میں نہ تھا اور جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا اور صوفیاء کے دقیق مسائل میں کلام کرنا یہ بھی مستحبات میں سے ہے اور بعض بدعت مکروہ ہیں جیسے مساجد میں بیہودہ باتیں کرنا اور شافعیہ کے نزدیک مصحف میں نقش و نگار کرنا حنفیہ کے ہاں یہ جائز ہے اور بعض بدعت مباح ہیں جیسے نماز عصر اور صبح کے بعد مصافحہ کرنا یہ امام شافعی کے نزدیک ہے لیکن حنفیہ اس کو مکروہ کہتے ہیں۔ نیز کھانے، پینے، رہنے اور پہننے کی چیزوں میں وسعت دینا یہ بھی مباح ہے اگرچہ ان میں سے بعض چیزوں کے اندر وسعت دینا مکروہ بھی ہے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ جو نئی چیز کہ کتاب و سنت اور اثر و اجماع کے خلاف ہو وہ تو ضلالت ہے لیکن جو نئی چیز کہ ان کے مخالف نہ ہو پس وہ مذموم اور ضلالت نہیں نیز حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جماعت تراویح کے متعلق ارشاد ہوا کہ:۔ نعمت البدعۃ ھذہ : یہ اچھی بدعت ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ:۔

ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن " جس فعل کو مسلمان پسند کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری اُمت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ حضرت

Marfat.com

شیخ کی طویل عبارت کے اور تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ جس بدعت کو فخر عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ضلالت فرمایا ہے وہ کون سی ہے اور جس بدعت پہ اجر کا حقدار فرمایا ہے وہ کیا ہے ہر فعل کو بدعت اور مستحسن کہنے سے پہلے اس کے متعلق یہ غور کرنا ضروری ہے کہ وہ نیک کام ہے یا اس کا نتیجہ بُرا ہے؛ اگر وہ فعل مسلمان مسلمان کے حق میں موجب نفع اور فائدہ ہے۔ تو اس کو بدعت سیئہ کہہ کر روکنا یا منع کرنا ایک نیک کام سے باز رکھنا ہے اور اگر واقعی وہ مسلمانوں کے مذہب اور اخلاق کے لیے ضرر رساں ہے تو اس کی مذمت کرنا اور اس سے روکنا ہر ذی عقل کا فریضہ ہے۔

دراصل ابتداء میں مسلمانوں میں کوئی فرقہ نہ تھا مگر جب خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں فلسفہ کا عربی ترجمہ ہوا تو مسلمانوں میں بہت سے فرقے پیدا ہو گئے اور ان کی تعداد ۷۳ تک پہنچی اور یہ اصل حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق صحیح ہوا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب میری اُمت کے ۷۳ فرقہ ہو جائیں گے اور وہ سب دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ نجات یافتہ ہوگا صحابہ نے عرض کیا کہ آقا یا رسول اللہ! وہ فرقہ کونسا ہوگا؛ فرمایا جو میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا (ترمذی - ابوداؤد)

حدیث کے مطابق یہ سب فرقے دوزخ کے مستحق ہیں اور صرف ایک فرقہ جو اہلسنت وجماعت کے نام سے موسوم ہے اور وہ صحابہ واہل بیت اور اولیاء اللہ کے طریقہ پر ہے، ناجی (نجات پانے والا) ہے اگر یہ فرقے اور ان کی شاخیں ملائی جائیں تو یہ ۷۲ سے بھی بڑھ جاتے ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے بعض مشہور فرقوں کا مجملاً ذکر کرتے ہیں (۱)، خارجی۔ یہ فرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں پیدا ہوا جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں جنگ ہوئی تو پہلے یہ گروہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب حضرت امیر معاویہؓ کے لشکریوں نے قرآن مجید کو نیزوں پہ بلند کیا تو اُن سے حضرت علیؓ نے فرمایا تھا یہ دھوکہ ہے تم لڑائی کرو مگر یہ لوگ انکار کر گئے اور جب حضرت علیؓ اور

Marfat.com

حضرت معاویہؓ میں عہد نامہ ہوگیا تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ ان سے جنگ کیجیے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اب میں عہد شکنی نہیں کر سکتا اس پر یہ لوگ حضرت علیؓ سے علیحدہ ہو کر ان کے دشمن بن گئے اور حضرت علی حضرت حسین حضرت عثمان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کو برا جانتے ہیں بلکہ گستاخی کرتے ہیں ان میں سے بہت کو حضرت علیؓ نے قتل کر دیا تھا۔ مگر اب بھی ان میں سے موجود ہیں (۲) شیعہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں جو لوگ آپ کے طرفدار ہونے کے مدعی تھے وہ شیعہ کہلاتے ہیں ان لوگوں نے طرفداری میں اس قدر غلو کیا کہ جن صحابہ سے حضرت علیؓ کا اختلاف ہوا تھا ان کو کافر اور مرتد تک کہنے لگے اور بعض کی عقیدت یہاں تک پہنچی کہ حضرت علیؓ کو خدا کہنے لگے۔ یہ لوگ قرآن و حدیث کا اپنی خواہش کے مطابق جس طرح چاہتے ہیں مطلب تراش لیتے ہیں اور بڑے بڑے صحابہ کرام کو سب و شتم سے یاد کرتے ہیں خاص کر حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے ان کو خاص عناد ہے۔ یہ لوگ اب تک موجود ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامت حضرت علیؓ اور ان کی اولاد ہی کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے حضرت ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کو جو تمام صحابہ کبار کی تجویز اور انتخاب کے بعد قائم ہوئی تھی۔ یہ ناحق اور غاصبانہ خلافت سمجھتے ہیں۔ اگر عند اللہ اور عند الرسول خلافت اسی طرح ہوتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تصریح فرما دیتے یا خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو ثبوت میں پیش کر دیتے۔ مگر ایسا نہ ہوا بلکہ حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت فرمائی پس ان کا دعویٰ صحیح نہیں ہے اس فرقہ کی بہت سی جماعتیں ہوگئیں جو باہم عقاید میں مختلف ہیں (۳) جبریہ، اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان جمادات کی طرح مجبور محض ہے، جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اس کو کچھ قدرت و اختیار نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور محض نہیں بنایا، اس کو عقل و فہم عطا کی اور اعتدال پر چلانے کے لیے شریعت اور پیغامبر بھیجے، انسان کو نفع اور نقصان کی تمیز دی پھر مجبور کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔

Marfat.com

(۴) قدریہ، اس فرقہ کے عقیدہ میں انسان آزاد مطلق العنان ہے۔ قضا و قدر کوئی چیز نہیں۔ یہ خیال بھی باطل ہے کیونکہ تقدیر الٰہی برحق ہے (۵) معتزلہ، یہ فرقہ دیدار الٰہی اور شفاعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منکر ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور یہی ان کے گمراہ خیالات ہیں (۶) مرجیہ، اس فرقہ کی صدا سب سے نرالی ہے، اس کا خیال ہے کہ اسلام میں صرف ایمان کی ضرورت ہے، پس خدا پر ایمان کافی ہے، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ اعمال کی اصلاً حاجت نہیں نہ اُن کے چھوڑنے سے حرج ہے اور نہ عذاب و عتاب ہے ان کے عقیدے کی حماقت صاف عیاں ہے کیونکہ قرآن و حدیث سے ان اعمال کا ہر مسلمان پر فرض عین ہونا ثابت ہے اور ان کے ترک پر عذاب اور وعید آئی ہے۔
(۷) جہمیہ، یہ فرقہ اللہ تعالےٰ کی صفات کا انکار کرتا تھا اور بہت سی گمراہی میں مبتلا تھا مذکورہ فرقے کچھ تو مٹ گئے اور بعض باقی ہیں مگر ان کے فتنے اس قدر نہیں جس قدر کہ اس زمانہ کے جدید فرقے ہندوستان و پاکستان میں موجود ہیں اور ان کی باطل پرستی نے اہل سنّت و جماعت مسلمانوں کے خیالات کو بہت کچھ بدل دیا ہے ان کے حالات کو پڑھ کر ہر مسلمان کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ان میں سے ایک فرقہ (۸) وہابی ہے۔ یہ ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا ہے اس کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا جس نے دیار عرب خصوصاً حرمین میں بہت ظلم و ستم کئے اور علماء کو قتل کر دیا، صحابہ کرام اور ائمہ شہداء کی قبریں کھود ڈالیں حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کو صنم اکبر (بڑا بت) کہا اور اس حدیث کے بالکل مطابق ہوا جس میں ارشاد ہوا کہ نجد سے فتنے برپا ہوں گے اور شیطان جماعت نکلے گی چنانچہ یہ فتنہ وہابی کے نام سے پیدا ہوا اس کے بانی نے کتاب التوحید لکھ کر تمام دنیائے اسلام میں اپنے عقائد باطلہ

Marfat.com

پھیلانے چاہے مگر اس وقت ترکی بادشاہ نے اس خیال کے لوگوں کا قلع قمع کرکے حرمین کو ان کے وجود سے پاک کر دیا۔ اسی زمانہ میں بھی مقام نجد سے ابن سعود قرن شیطانی پھر نکلا اور مکہ و مدینہ میں مدفون صحابہ و اہل بیت کے مزارات و قبور کو تہ و بالا کر دیا یہ فرقہ اپنے کو کسی امام کا پیرو نہیں مانتا بلکہ سرے سے تقلید کو ناجائز اور خلاف شریعت کہتا ہے جیسا کہ ہم فقہ کی تحقیق میں لکھ آئے ہیں ائمہ ملت کی توہین ان کا وظیفہ ہے حدیث کی آڑ لے کر غیر مقلدی کا جال بچھاتے ہیں اور قیاس کا بھی مطلقاً انکار کرتے ہیں حالانکہ مطلق تقلید اور قیاس کا انکار کفر ہے (۹) ۔ مرزائی (قادیانی) یہ سب سے نرالا مذہب ہے اس کے بانی مرزا غلام احمد ساکن قصبہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب تھا جو شروع میں مسیح موعود بنا اور آخر میں خاتم النبیین کی تاویل کر کے خود نبی بن گیا۔ اب ان کے پیروؤں کی دو جماعتیں ہیں۔ ایک لاہوری اور دوسری قادیانی کے نام سے موسوم ہے اول الذکر مرزا صاحب کو مجدد اور دوسرا گروہ ان کو نبی تسلیم کرتا ہے۔ پہلا گروہ اہل قبلہ کو مسلمان اور دوسرے کا یہ عقیدہ ہے کہ جو مرزا صاحب کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر کرنے میں یہ دونوں گروہ فرقہ معتزلہ کے ہم خیال ہیں ان کے انگریزی ترجمہ قرآن میں معتزلہ کی طرح معجزات وغیرہ خرق عادات کا صاف طور پر انکار پایا جاتا ہے۔ قادیانیوں کے اور عقائد تو مرزا کی نبوت کے تابع ہیں سب سے پہلے اس کی نبوت کے متعلق شریعت کا حکم دیکھنا ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور شخص کا نبی ہونا ثابت ہو جائے تو ممکن ہے کہ مرزا صاحب بھی نبی ہو سکیں مگر یہ حقیقت ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نبی نہیں ہوگا، قرآن مجید اور صدہا حدیثوں میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے

Marfat.com

بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ اور اس پر اجماع امت بھی ہے پس جو شخص قرآن و حدیث
اور اجماع کا بھی منکر ہو تو وہ ظاہر ہے کہ کیسا مسلمان ہو گا یہ لوگ یورپ میں
دین قادیانی کو پھیلا کر یہ فریب دیتے ہیں کہ ہم اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں دھوکہ
میں مسلمان ان کے ہم خیال ہو جاتے ہیں حالانکہ جیسا ان کا غلط مذہب ہے ویسی ہی
ان کی غلط تبلیغ ہے اس مختصر کتاب میں ان کی تردید کا موقع نہیں ہے جو لوگ ان کی
تردید دیکھنا چاہتے ہیں وہ دوسری کتابوں اور کتاب نظام مصطفےٰ کو دیکھیں جو
ان کی رد میں علماء اسلام نے تحریر کی ہیں (۱۰) اہل قرآن۔ یہ فرقہ بھی پنجاب میں
پیدا ہوا تھا اس کا خیال ہے کہ محض قرآن ہی کو ماننے کی ضرورت ہے باقی احادیث
کو جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور وحی غیر متلو ہے اس کو تسلیم کرنے کی
حاجت نہیں قرآن مجید کے بہت سے احکام کی تفصیل احادیث نبوی ہی سے ثابت
ہوتی ہے۔ جب حدیثوں کو واجب العمل نہ سمجھا جائے گا۔ تو ان احکام پر عمل نہ
ہو سکے گا اور دین کی تین باتیں یعنی سنت، قیاس، اجتہاد کا انکار بھی لازم آئے گا
جو کفر ہے پس یہ گروہ بھی اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے کفریات کا مرتکب ہے۔

(۱۱) بابی بہاء اللہ اس جماعت کو تو مذہبی کہنا ہی نہ چاہیئے، ایران میں باب اس کے بعد
بہاء اللہ پیدا ہوئے اور اپنے کو نبی کہنے لگے حکومت اور عام رعایا مخالف ہو گئی پھانسی
دی گئی۔ مگر بعض گمراہ ہم عقیدہ ہو گئے، جو اب تک اس مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں
ہندوستان و پاکستان میں بھی چند افراد اس فرقہ کی اشاعت میں سرگرم ہیں یہ فرقہ باب
اور بہاؤاللہ کو نبی اور اس کی کتاب اقدس کو کلام الٰہی مانتا ہے اور دنیا کے تمام انسان
مشرک بت پرست، آتش پرست وغیرہ کو برحق اور ان کے مذاہب اور کتابوں
کو منجانب اللہ سمجھتے ہیں قرآن اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برائے نام منزل
و مامور کہتا ہے ورنہ تمام اعتقادات میں کتاب اقدس اور بہاؤاللہ کے حکموں پہ

Marfat.com

گامزن ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص قرآن اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کتاب اور کسی شخص کو خدا کی طرف سے مانے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا پس یہ فرقہ بھی اسلامی فرقہ نہیں اور بھی چند فرقے ہیں جو گم نامی میں فنا کے سانس لے رہے ہیں اس لیے ان کے ذکر کی حاجت نہیں۔ اس آزادی کے دور میں جب کہ اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے ہر شخص کو ایجاد مذہب میں آزادی ہے مسلمانوں کو سخت احتیاط کی ضرورت ہے جو شخص بھی کسی نئے فرقہ اور مذہب کا مدعی ملے اس کو گمراہ اور بد دین سمجھیں اور قرآن و حدیث کے احکام اور صحابہ و اہل بیت کے طریقے کو اپنے لیے لازم قرار دیں کہ وہی طریقہ صراط مستقیم کی طرف لے جانے والا ہے اس کے علاوہ اور سب راستے گمراہی میں گرفتار کرنے والے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو برس قبل فرمایا تھا کہ میرے بعد دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یعنے جھوٹے پیغمبر پیدا ہوں گے تم ان کو حق پر نہ سمجھنا، کیوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ وہ نبوی ارشاد بالکل صحیح ثابت ہوا اور بیسیوں جھوٹے نبی پیدا ہوئے جن کو خدا نے عقل و روحانی روشنی عطا کی تھی وہ تو صراط مستقیم پر رہے اور باقی جو لوگ ان جھوٹے نبیوں کے جال میں پھنس گئے وہ گمراہی کے شکار ہو کر سیدھے راستہ سے بھٹک گئے پس اے میرے بھولے غیر تعلیم یافتہ مسلمانوں! اور اے انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانو! اگر تم کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے تو ان گمراہ فرقوں کی تردیدی اہلسنت و جماعت کی کتابوں کا مطالعہ کرو کہ دین کی اصلی روشنی تم کو وہیں ملے گی۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
تَسْلِیْمًا دَائِمًا اَبَدًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

Marfat.com

تزکیۂ نفس کے بعد روح مُجلّیٰ و مصفّیٰ ہو جاتی ہے

روحانی فارمولا

سائنس صرف ایٹم بم۔ ہائیڈروجن بم۔ راکٹ وغیرہ بنانے کا نام نہیں، جس طرح اشیاء و خواص اشیاء کی سائنس ہے اسی طرح آواز کی سائنس ہے، احساس کی سائنس ہے، ادراک کی سائنس ہے، آواز کی سائنس کیا ہے سنئے مختلف قسم کی آوازیں دل پر مختلف قسم کے اثرات ڈالتی ہیں، کسی خوش الحان مغنی کا گانا سُن کر آپ جھوم جاتے ہیں، صبح کو ننھی ننھی چڑیوں کا ترنم آپ کو مسحور کر دیتا ہے پپیہے کی "پی کہاں" سُن کر آپ تڑپ اُٹھتے ہیں، شیر کی آواز سے دل دہل جاتا ہے، گدھے کی آواز سامعہ پر بار ہوتی ہے، بجلی کی کڑک سے لوگ چونک اٹھتے ہیں، اسی طرح احساس کی سائنس ہے کسی عزیز کی خبر مرگ سُن کر انسان مغموم ہو جاتا ہے، محبوب کا خیال آتے ہی غم جدائی کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ طالبعلم جب سُنتا ہے کہ وہ امتحان میں ناکامیاب رہا تو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے، مُدت کی بچھڑی ہوئی ماں بیٹے کی آمد سے باغ باغ ہو جاتی ہے، بالکل اسی طرح ایک سائنس اور ہے، دنیا کی اس عظیم ترین سائنس کو روحانی سائنس کہتے ہیں، یہ وہ سائنس ہے جس کے سامنے ہر سائنس نامکمل و ناکارہ ہے دنیا اسی سائنس کا کمال دیکھ کر ہمیشہ محو حیرت رہی ہے اور محو حیرت رہے گی۔ تمہاری سائنس کی بنا، مادی لطافتوں پر ہے اور اس سائنس کی بنا روحانی لطافتوں پر، تمہاری سائنس محدود ہے لیکن اس سائنس کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔

دنیا کا ہر سائنس جاننے والا جانتا ہے کہ معمولی عمل (ACTION) سے اشیاء کی قوت بڑھ جاتی ہے اور اس کے اثرات غیر معمولی طور پر ترقی کر جاتے ہیں۔ پانی جب بھاپ کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو پوری "ریل گاڑی" تیز رفتاری سے کھینچ لے جاتا ہے، جڑی بوٹیوں کا جب عرق کشید کر لیا جاتا ہے تو اس کی قوت کئی گنا بڑھ جاتی ہے،

Marfat.com

یورنیم کے ذرّات ایک خاص عمل (Action) اور فارموے (Formula) کے تحت ایٹم بم بن جاتے ہیں، یونہی انسانی زندگی کے متعلق بھی ایک فارمولا ہے، اس فارموے سے روحانی قوت پیدا ہوتی ہے۔ یہی روحانی قوت رفتہ رفتہ ترقی کر کے غیر مادی اور غیر محسوس لطافتوں کو دیکھنے کی قوت عطا کر دیتی ہے، اور اس روحانی قوت کے فیض سے انسان انوار الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے، اس فارموے کو روحانی حلقوں میں تزکیۂ نفس کہا جاتا ہے۔

تزکیۂ نفس کے بعد روح مجلیٰ و مصفیٰ ہو جاتی ہے، دل کا آئینہ چمکنے لگتا ہے نگاہوں میں مشاہدۂ انوار کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ یاد رکھو دنیا میں انوار الٰہی سے محروم رہنا انسان کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا یہ اندھا پن مادی آنکھوں کا اندھا نہیں ہے، اس کا مطلب انسان کی روحانی بصارت ہے، یہ کسی فلاسفر کا قول نہیں ہے، کسی دانشمند انسان کی رائے نہیں ہے کسی جید عالم کا ارشاد نہیں ہے، فرمان خداوندی ہے، بالغ نظر فلسفیوں کا قول غلط ہو سکتا ہے۔ دانشمند انسان کی رائے ناقص ہو سکتی ہے، علمائے جید کا ارشاد ناقابل قبول ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان فرمانِ ناطق اور اس فیصلہ کا فیصلۂ قطعی ہے، اس میں چوں وچرا کی گنجائش نہیں اس لئے اس سے پہلے کہ پیام اجل آئے تزکیۂ نفس سے وہ قوت پیدا کرو جو دنیا ہی میں انوار الٰہی کا مشاہدہ کرا دے پہلے یہاں دیکھ لو تو وہاں بھی دیدار کی تمنا کرنا جب دنیا ہی میں محروم رہ گئے تو آخرت میں کیا دیکھو گے۔

دنیا کا اندھا پن کیا ہے کفر و شرک، احکام الٰہی سے روگردانی، اس لئے کفر و شرک سے بچو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور حضورؐ کی گستاخی اور بے ادبی سے باز آؤ، ایمان کی دولت حاصل کرو،

Marfat.com

اعمال صالحہ کو اپناؤ، صرف زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دینا کافی نہیں، زبان سے کہو تو دل بھی تصدیق کرے، جب اقرار باللسان وتصدیق بالقلب ایک مرکز پر آجائیں گے اس وقت ایمان کی دولت حاصل ہوگی، ایمان کی دولت حاصل کرنے کے بعد تزکیۂ نفس کی کوشش کرو، چمن زار حیات میں مجاہدات کے پھولوں سے وہ حسن و دلکشی پیدا کرو کہ بہشت بریں کے پھول تمہارے دامن کے تمنائی بن جائیں، جب شام کی سیاہی کائنات پر محیط ہونے لگے تو یاد الٰہی اور محبت رسول پاک کی شمع جلا کر بیٹھ جاؤ جب رات اپنا پردہ گرا دے تو جبین عبادت کو بدر منیر بنا کر فضا کو روشن کر دو جب صبح کا آفتاب طلوع ہونیوالا ہو تو وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ پڑھ کر اس طرح سر نیاز کو جھکاؤ کہ قدرت کے انعامات تمہارے لیے وقف ہو جائیں اور جب دن کے وقت ہر شخص فکر معاش میں نکلے تو محبت خدا اور رسول پاکؐ کے سایہ میں تم بھی جہد للحیات میں پورا پورا حصہ لو، پھر دیکھو کہ تزکیۂ نفس کا فارمولا کتنا قوی الاثر اور کتنا مفید ہے، اللہ تعالیٰ کو ہم نے دیکھا نہیں لیکن عقل سے پہچانتے ہیں جس طرح دھواں دیکھ کر آگ کی موجودگی کا یقین ہوتا ہے اسی طرح موجودات عالم کا مشاہدہ اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے مجبور کرتا ہے کہ اس کا کوئی بنانے والا ضرور ہے، یہ علم الیقین ہے، عوام الناس علم الیقین ہی تک محدود رہتے ہیں، اس حیثیت سے ہمارا ایمان تقلیدی ہے۔ ہم نے آثار. قرائن. دلائل و براہین سے خدا کو مان لیا ہے اور اس کی تصدیق کر دی ہے، اہل عرب کا ایمان کیا تھا تصدیق رسول، جب رسولؐ کی رسالت تسلیم کر لی اس کو مامور من اللہ مان لیا تو پھر جو کچھ وہ لائے، جو کچھ انہوں نے بتایا، جو تعلیم دی، جن باتوں سے آگاہ کیا، جن گناہوں سے بچنے کی تاکید کی وہ سب صحیح درست ہیں، اہل عرب کا وطیرہ تھا کہ وہ حضورؐ سے اعمال کے فضائل دریافت کرتے تھے، اعمال تصدیق توحید و رسالت کے بعد ہیں، آج ہم عقائد کی چوں و چرا میں گرفتار ہیں، عقائد صحیح ہوں تو نور ایمان پیدا ہو جب عقائد ہی صحیح نہیں تو ایمان کہاں سے آئے گا۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کسی کا نیک عمل ضائع نہیں ہونے دیتا لیکن نجات کا تعلق صرف ایمان سے ہے۔

Marfat.com

اصلاحِ قلب اور تزکیۂ نفس

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ایک عرصہ سے مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں انحطاط و زوال کے آثار نظر آرہے ہیں، خصوصاً ان کی زندگی کا دینی پہلو اس عمومی انحطاط سے زیادہ متاثر ہوا ہے، جس اُمت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سونپی گئی، دُنیا بھر کی رہنمائی اور امامت کے عہدہ پہ فائز کیا گیا اور خیر الامم کا عظیم الشان لقب عطا ہوا، وہی اُمت آج مادہ پرستی کا شکار ہو کر دُنیا کی رہنمائی تو در کنار، اس کے ظاہری احکام پر عمل بھی مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

تصوف و سلوک اسلامی، دین کی اصل اور رُوح ہے۔ سارے سلسلہ ہائے تصوف کا مقصود اصلی، اسی رُوحِ دین یعنی تزکیہ نفس اور اصلاحِ باطن کا حصول تھا، مگر مرورِ زمانہ سے آج ان سلاسل کے متوسلین ... (الا ماشاء اللہ) اپنے مقصد اور طریقِ کار سے اتنی دور جا چکے ہیں کہ ابتدائی پاکیزہ زندگی سے ان کی کوئی نسبت ہی نظر نہیں آتی۔ نتیجہ یہ کہ عوام و خواص یا تو سرے سے حقیقی تصوف کے منکر ہیں یا بیگانۂ محض، حالانکہ صحیح اسلامی تصوف نہ کوئی شجرِ ممنوعہ ہے اور نہ کوئی انوکھی اور ان سنی چیز۔ یہ تو اس دور کی پیداوار ہے، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ حرا میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے، اس غار میں بیٹھ کر تصوف کا جو مقدس پودا لگایا گیا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تحریک کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

پروان چڑھتا رہا اور ایک تناور درخت بنکر صبر شکر، عزیمت، استقامت، اخلاص للہیت، اطاعتِ الٰہی اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں برگ و بار لانے لگا۔ اور اس عظیم الشان درخت کی ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کو سکون میسر آیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسے ایک علیحدہ اور مستقل حیثیت حاصل نہ تھی، بلکہ "احسان" کے نام سے دین کے ایک اہم جزو کی حیثیت رکھتا تھا۔ پھر جس طرح علومِ دین کے دیگر شعبے مثلاً حدیث، فقہ، کلام، اصول وغیرہ عہد رسالت کے بعد ہی مستقل اور علیحدہ فن کی صورت میں معرضِ وجود میں آئے۔ اسی طرح تصوف و سلوک کے مروجہ اعمال و افکار و اشغال کی تدوین بھی اس وقت ہوئی جب مخلص اور بلند مرتبہ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ نے محسوس کیا کہ خیر القرون کے بعد بندے اور خدا و رسول پاکؐ کے درمیان جو بُعد اور دوری ہوتی جا رہی ہے اسے کم کرنا اور بندے کو خدا اور رسول پاکؐ کے قریب لانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ چنانچہ ان اکابرِ دین نے قرآن و سنت کے روشن چراغ ہاتھ میں لیکر ان وسائل و ذرائع کا کھوج لگایا جو اس بُعد کو قرب سے بدلنے میں اور بندوں کے لئے اللہ اور رسول پاکؐ کے احکام پر رغبت، شوق اور اخلاص سے عمل پیرا ہونے میں ممد ثابت ہو سکتے تھے۔

موجودہ دور میں اس کی ضرورت کا احساس شدید تر ہو گیا ہے کہ اُمت مسلمہ کے بھٹکے ہوئے راہی اپنی منزل سے بے خبر اور مقصدِ حیات سے یکسر ناآشنا ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کی فکری اور عملی اصلاح کرنی چاہیے۔ آج ہمارے گرد بیش۔ ضلالت، الحاد، بے دینی۔ فواحش اور بے عملی کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں، قرآن و سنت سے ہمارا تعلق روز بہ روز ٹوٹتا چلا جا رہا ہے۔ قلوب و اذہان پر مادہ پرستی کا غلبہ ہے۔ محبت الٰہی اور عشق محمد

Marfat.com

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور محاسبہ اُخروی کا احساس ناپید ہے اس پہ طرّہ یہ کہ متاعِ کارواں کے یوں کھو جانے کے باوجود ہمارے اندر احساسِ زیاں نام کو بھی نہیں پایا جاتا، ہم اپنی اس دینی اور اخلاقی تہی دستی پر کفِ افسوس ملنے کی بجائے خوش ہیں کہ ہم نے ترقی کا راز پالیا ہے۔ حالانکہ مسلمان کی ترقی کا راز صرف نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال شریعت نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامِ حیات کی اتباع میں مضمر ہے۔

ان حالات میں اس امر کی سخت ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد کرایا جائے اور انہیں شریعت مطہرہ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامِ حیات کے ظاہری و باطنی سرمایہ کی طرف دعوت دی جائے۔ ہمارے ہاں جمہور مسلمانوں میں تصوّف و سلوک کے باوجود اس کی ضرورت سے انکار تو بہت کم پایا جاتا ہے۔ البتہ تصوّف سلوک کے ناقص اور جھوٹے دعویداروں کے عقائد، اعمال، اخلاق اور معاملات نے لوگوں میں نفس و سلوک کے متعلق بدگمانی پیدا کر دی ہے۔ آج بھی آپ کو کثرت سے ایسے افراد ملیں گے جو سلوک کی طلب و جستجو میں سرگرداں ہیں اور عرصہ سے کسی نہ کسی سے منسلک ہیں، مگر انہیں کوئی ایسا مردِ راہ داں نہیں ملا جو انہیں سلوک کی ابتدائی منازل طے کرانا تو درکنار صرف اتنا ہی بتا دے کہ تصوّف و سلوک کیا ہے۔ اور اس کی ضرورت و اہمیت کیا ہے اور اس کے حصول کا طریقہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ عوام تو کیا خواص نے بھی یہ سمجھ رکھا ہے کہ تصوّف و سلوک اگلے وقتوں کی چیز ہے۔ موجودہ دور کے مسلمان اس قابل نہیں کہ اولیاء اللہ کی بتائی ہوئی تدابیر کو عملاً اختیار کر کے منازل سلوک طے کر سکیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

Marfat.com

تزکیہ نفس اور اصلاح قلب کی ضرورت پہلے زمانہ کے لوگوں کی بہ نسبت ہمیں بہت زیادہ ہے۔ بلکہ اس کی ضرورت کا اعلان تو ابدالآباد تک کے لئے اِن الفاظ میں ہو چکا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا اور یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔

یہ ابدی اور عالمگیر حقائق اور متقدمین صوفیہ اور متاخرین علمائے حق نے اسی تزکیہ کے ذریعہ ظاہری شریعت مصطفےٰ کی پابندی کرنے اور فلاح اخروی حاصل کرنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ شریعت حقہ، یعنی نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پابندی کے بغیر نجات ممکن نہیں، مگر جس طرح جسمانی بیماری کی صورت میں انسان کوئی جسمانی نوعیت کا کام صحیح طور پر نہیں کر سکتا اسی طرح قلبی بیماری کی صورت میں شریعت مصطفےٰ کے احکام پر بھی کما حقہ، عمل نہیں ہو سکتا۔ جسم انسانی میں قلب کی مرکزی حیثیت اور اس کے عملی کردار سے ہر ذی علم واقف ہے۔ اگر یہ سلطان بدن ہوا و ہوس کا شکار ہو جائے تو سارا جسم اور تمام جسمانی صلاحیتیں گناہ اور بغاوت، شرک اور فحاشی اور بے حیائی کے لئے وقف ہو کر رہ جائیں گی اور بندہ اپنے خالق سے یکسر بیگانہ ہو جائے گا۔ اس لئے اصلاحِ قلب کی ضرورت سے انکار ممکن نہیں، رہا یہ سوال کہ اصلاحِ قلب کا ذریعہ اور طریقہ کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے فضل سے قرآن و سنّت یعنی نظامِ مصطفےٰ کا پیغامِ حیات دُنیا کے دوسرے شعبوں میں خوب ناخوب صحیح و غلط میں تمیز کر کے راہ ہدایت پر گامزن ہو سکتے ہیں وہاں تصوف و سلوک کے شعبہ میں بھی روشنی کے ان دو میناروں قرآن و سنّت نظام مصطفےٰ سے رہنمائی حاصل کر کے اصلاحِ قلب کا مقصد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ صحیح

Marfat.com

اسلامی تصوف کے اذکار و اشغال سے ثابت کیا گیا ہے، اور یہ بتایا گیا ہے کہ شریعت اور تصوف دو مختلف یا متضاد چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔ تصوف و احساس کا شریعتِ مصطفےٰ کی روح اصل اور جڑ ہے جسے حاصل کیے بغیر شریعتِ مصطفےٰ کی پابندی کما حقہٗ ہی نہیں سکتا۔

تصوف و سلوک کی یہ نعمت کسی رہبرِ کامل کی رہنمائی میں قدم بقدم چلنا پڑتا ہے ظاہری علوم بھی کسی اُستاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے بغیر حاصل نہیں ہوتے تو اصلاحِ قلب اور روحانی ترقی جو سراسر القائی اور انعکاسی عمل ہے۔ شیخِ کامل کی رہنمائی کے بغیر کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی خوش قسمت پورے خلوص سے اصلاحِ قلب اور تزکیۂ نفس کی خاطر اولیائے کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کے لئے تیار ہو جائے اور اللہ کے فضل اور شیخ کامل کی توجہ اور رہنمائی سے منازلِ سلوک طے کرنے لگے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔

مختصر یہ کہ اگر اولیائے کرام نے جنہیں آج ہم بڑی عقیدت سے نیک نام سے یاد کرتے ہیں اذکار و اشغال کی یہی تدابیر اختیار کر کے منازل سلوک طے کئے تو آج ہمارے لئے اس راہ پر چلنا کیوں ممنوع قرار پایا۔؟ وہ راہ ہمارے لئے کیوں مسدود ہوگئی؟ کیا اس کے بیش قیمت ارشادات عملی جامہ پہنانے کے لئے نہیں ہیں۔؟ جب محبتِ الٰہی اور اتباعِ سنت اور نظامِ مصطفےٰ کی ضرورت آج بھی ایسی ہی ہے جیسے پہلے تھی۔ تو پھر اس کے حصول کے حقیقی راستہ پر گامزن ہونے میں تردد اور تامل کیوں؟ ضرورت ایسے مردِ حق آگاہ کی ہے جو تصوف و سلوک کی حقیقت سے آشنا کر کے اولیاء اللہ کی راہ پر چلائے اور جس کی رہنمائی میں ہم عملاً ان مقامات سلوک تک پہنچ

Marfat.com

سکیں جو عشق سے بھی بلند تر اور حسن سے بھی لطیف تر ہیں۔

تبلیغ و اشاعتِ دین کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفوس کا کام انبیاءِ علیہم السلام سے لیا جاتا رہا۔ مگر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آخری امت میں اس کی ذمہ داری بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین پر عائد ہوتی ہے۔ جو ورثۃ الانبیاء ہیں اور ہر ہادی اور الحادی دور کی تاریکیوں میں روشن چراغ کی مانند ہوتے ہیں۔ موجودہ دورِ پُرفتن میں اس ذمہ داری کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ اس دور میں اسلام کی زبوں حالی اور مسلمانوں کی دینی پستی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان کا ایمانی اور روحانی تعلق برائے نام ہی رہ گیا ہے۔ ان کی اعتقادی خرابیوں اور عملی بے اعتدالیوں اور بدعنوانیوں کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ انہیں اس قعرِ مذلت سے نکالنا اور اس خوابِ غفلت سے جگانا، شریعت مطہرہ کے اتباع، تزکیہ نفس اور اصلاحِ باطن کی طرف توجہ دلاتا ہے تو اس کی آواز پر لبیک کہنے کی بجائے الٹا اپنے آپ کو اوہام و تشکیک کی وادیوں میں دھکیل دیتے ہیں اور ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ تاریکیوں پر تاریکیاں چھائی ہوئیں کی صورت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حق کی حفاظت اپنے ذمہ رکھی ہے۔ اس کی رحمت یہ کب گوارہ کر سکتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو گمراہی کی وادیوں میں بھٹکتا چھوڑ دے چنانچہ ہر دور میں وہ اپنے خاص بندوں کے ذریعے حق کی حمایت اور اصلاحِ خلق کی خدمت لیتا رہا۔ اور صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ نے حسن خلوص اور للہیت سے یہ خدمت انجام دی ہے اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ آج میں تصوف، ذکر، حلقہ ذکر، تزکیہ نفوس اور منازل سلوک پر اظہارِ خیال ہی نہیں

Marfat.com

کر دیا، بلکہ اپنا باطنی رشتہ صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ سے جوڑ رہا ہوں۔

صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے ہاں تعلیم و ارشاد اور تزکیہ و اصلاحِ باطن کا طریقہ القائی اور انعکاسی ہے اور یہ تصوف کا عملی پہلو ہے۔ جس کا انحصار صحبت شیخ پر ہے۔ بقول امام ربانی مجدد الف ثانی "تصوف کا تعلق احوال سے ہے زبان سے بیان کرنے کی چیز نہیں۔" مگر جہاں تک تصوف کے علمی پہلو کا تعلق ہے صحیح اسلامی تصوف کے خدوخال کا تعین اور اس کی حقیقت سے علمی حلقوں کو روشناس کرانا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ عامۃ المسلمین کو صحیح اسلامی تصوف سے روشناس کرایا جائے جس کی اساس کتاب و سنت نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہے تاکہ اس کی روشنی میں اپنی فکری اور عملی اصلاح کر کے ابدی فلاح حاصل کر سکیں۔

تصوف کیا ہے؟ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے۔ جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضائے الٰہی ہے۔ قرآن و حدیث کے مطالعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور آثار صحابہؓ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔

عہد رسالت اور صحابہؓ کرام کے دور میں جس طرح دین کے دوسرے شعبوں تفسیر، اصول، فقہ، کلام وغیرہ کے نام اور اصطلاحات وضع نہ ہوئی تھی ہرچند کہ ان کے اصول و کلیات موجود تھے۔

اسی طرح دین کا یہ اہم شعبہ بھی موجود تھا۔ کیونکہ تزکیہ باطن خود حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں شامل تھا صحابہؓ کی زندگی بھی اسی کا نمونہ تھی، اس کے بعد جن لوگوں نے دین کے اس شعبہ کی خدمت کی اور اس کے حامل اور متخصص قرار پائے گئے۔ ان کی زندگیاں زاہد و اتقار اور خلوص و سادگی کا عمدہ نمونہ تھیں۔ ان کی غذا بھی سادہ اور لباس بھی موٹا جھوٹا ہوتا تھا، اس وجہ سے وہ لوگوں میں صوفی کے لقب سے یاد کیے گئے۔ اور اس نسبت سے ان سے متعلقہ شعبہ دین کو بعد میں تصوف کا نام دیا گیا۔ قرآن حکیم میں اسے تقویٰ، تزکیہ اور خشیۃ اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور حدیث شریف میں اسے "احسان" سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور اسے دین کا ماحصل قرار دیا گیا ہے۔ جن نفوس قدسیہ کو نبوت کے صرف ظاہری پہلو سے حصہ وافر ہوا وہ مفسر، محدث فقیہ اور مبلغ کے ناموں سے موسوم ہوئے اور جنہیں اس کے ساتھ ہی نبوت کے باطنی پہلو سے بھی سرفراز فرمایا گیا ان میں سے بعض غوثیت، قطبیت، ابدالیت وغیرہ کے مناصب پر فائز ہوئے مگر ان سب کا سرچشمہ کتاب وسنت نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے' اللہ اور بندے کے درمیان علاقہ قائم رکھنے والی چیز اعتصام بالکتاب والسنہ ہے۔ یہی مدارنجات ہے۔ قبر سے حشر تک اتباع کتاب وسنت کے متعلق ہی سوال ہوگا۔ یہی وجہ ہے محققین صوفیائے کرام اور بزرگان دین' اور اولیاء اللہ نے شیخ یا پیر کے لئے کتاب و سنت کا عالم ہونا لازم قرار دیا ہے۔ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑتا آئے مگر اُس کی عملی زندگی کتاب و سنت اور نظام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے تو وہ ولی اللہ نہیں بلکہ جھوٹا ہے۔ شعبدہ باز ہے۔ کیوں کہ تعلق مع اللہ کے لئے اتباع سنت لازمی ہے۔

Marfat.com

کما قال تعالےٰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (اے محبوبؐ آپ فرما دیجیئے اگر تم اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

اتباعِ سنّت کا پورا پورا حق ان اللہ والوں نے ادا کیا جنہوں نے نبوت کے ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں کی اہمیّت کو محسوس کیا اور ہمیشہ پیشِ نظر رکھا اور تبلیغ و اشاعتِ دین کو تزکیۂ نفس سے کبھی جُدا نہ ہونے دیا۔ تمام کمالات اور سارے مناصب صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی اور محبت اور عشق کی بدولت ہی حاصل ہوتے ہیں۔ اور تصوّف کا اصل سرمایہ اتباعِ سنت نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔

تصوّف اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر ہے

"تصوّف وہ علم ہے جس سے تزکیۂ نفوس اور تصفیہ اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال پہچانے جاتے ہیں۔ تاکہ سعادت ابدی حاصل ہو نفس کی اصلاح ہو اور حضور نبی کریم سے محبت اور عشق اور ربّ العالمین کی رضا اور اس کی معرفت حاصل ہو اور تصوّف کا موضوع تزکیہ تصفیہ اور تعمیر باطن ہے اور اس کا مقصد ابدی سعادت کا حصول ہے۔"

تصوّف و سلوک کا دینِ اسلام میں جو مقام اور مرتبہ ہے وہ ظاہر ہے علم تصوّف میں صرف ظنی کا احتمال پیدا کر کے اسے چھوڑ دینا اور اس عقیدہ میں

Marfat.com

غلو کرنا علمی دیانت سے بعید ہے ایسا کرنا۔

درحقیقت اربابِ تصوف یعنی اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین سے عداوت کرنیکا مترادف ہے۔ جس کے لئے، مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔

جس نے میرے ولی سے عداوت کی اسکے خلاف میں اعلان جنگ کرتا ہوں۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث قدسی میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے۔ اس نے گویا مجھے اعلانِ جنگ دیدیا۔ کی وعید موجود ہے۔ اس لئے تصوّف کے معاندین اپنی عاقبت کی فکر کریں۔

یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ جو شخص کسی فن میں مہارت نہیں رکھتا۔ اسے اس فن اور اہلِ فن پر تنقید کا حق نہیں پہنچتا۔

تصوّف کا انکار تصوّف کا انکار مختلف بہانوں اور مختلف الزامات کی آڑ میں کیا جاتا ہے۔ یہاں ہم اصولی طور پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ منکرین تصوّف کی حیثیت نہ تو مجتہد کی ہے کہ انکا انکار کسی کے لیے حجت ہو۔ اور نہ یہ علمائے حق' اولیاء اللہ اور صوفیہ محققین پر کسی طرح فوقیت رکھتے ہیں۔ کہ ان کی رائے کا احترام کیا جائے۔ بلکہ بقول مولانا احمد علی" لاہوری' یہ منکرین تصوّف چور' ڈاکو اور راہزن ہیں جو دین کا ایک اہم جزو دین سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔ امام حسن بصریؒ سے لیکر آجتک کروڑں نفوسِ قدسیہ تصوّف کو روحِ اسلام کا درجہ دیتے ہیں۔ منکرین تصوّف کے انکار کی وجہ ان کی جہالت اور کم علمی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ایسے لوگ ہمیشہ ایسا کرتے آئے ہیں۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ۔ (بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے۔

Marfat.com

اگر یہ لوگ ارشادِ ربانی کو پیشِ نظر رکھتے کہ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ (اور جس بات کی تحقیق نہ ہو اس پر عملدرآمد مت کیا کرو) تو ممکن ہے انہیں انکار کی جرأت نہ ہوتی۔

تصوّف کے گروہ

قائلین تصوّف کے پھر دو گروہ ہیں ایک جماعت اعتقاداً تصوّف کی قائل ہے۔ اور عملاً بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ درحقیقت یہی لوگ اہلِ حق ہیں۔ انکا وجود ہر زمانے میں رہا ہے اور نبوّت کے اس شعبہ کی برکات انہیں کے وسیلے سے دُنیا میں بھی پھیلتی رہی ہیں۔

ایک جماعت ایسی ہے جو بظاہر تو تصوّف کی قائل ہے مگر عملاً اس کی مُنکر ہے۔ ان کے نزدیک تصوّف صرف کتب تصوّف کا مطالعہ کر لینے تک محدود ہے۔ یہ لوگ اوّل تو کسی عارفِ کامل مزکی و مطلع کی تلاش کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے جو عملاً سلوک سکھائے اور اتباعِ سُنّت پر زور دے۔ اور اگر کوئی ایسا شخص مِل جائے جو تزکیۂ باطن کا طریقہ سکھائے یا راہِ سلوک طے کرائے تو اس پر یقین نہیں کرتے بلکہ اس کا تمسخر اُڑایا جاتا ہے حالانکہ ان کی بے یقینی کی اصل وجہ ان کا فکری اور عملی جمود ہوتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ محنت نہ کرنی پڑے۔ محض زبانی باتوں سے ہی سلوک طے ہو جائے یہ لوگ بھی دراصل تصوّفِ اسلامی کے منکر ہیں۔ اس جماعت میں بعض اوقات اس نعرہ کی گونج بھی سُنائی دیتی ہے "کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور چیز ہے"

مقصد انبیاء

انبیاء علیہم السلام تین اغراض کو پورا کرنے کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اوّل تصحیح عقائد، دوم تصحیح اعمال

Marfat.com

سوم تصحیح اخلاص۔

ترجمہ صحیح عقائد کے فن کے کفیل علمائے اصول ہوتے ہیں۔
اور فن خلوص و احسان کے کفیل صوفیہ کرام ہوتے ہیں۔
(تفہیمات الٰہیہ) صفحہ ۱۳۰

اہل سنّت و جماعت کا دار و مدار شریعت و طریقت پہ ہے !

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اہل سنّت کا مدار شریعت اور طریقت پر ہے انہی دونوں باتوں کو موقع ریاست اور بزرگی کا گنتے ہیں۔" اس عبارت سے معلوم ہوا کہ منکرین تصوف اہل سنّت و جماعت میں داخل نہیں اہل سنّت اور صوفیہ محققین اور اولیاء اللہ نے تصوف اور عقیدہ کو کتاب و سنّت سے وراثۃً پایا ہے۔ اس میں سلف سے خلف تک یکسانی کے ساتھ متفق رہے ہیں۔ یہ صوفیائے کرام اور بزرگان دین اور اولیاء اللہ کا اجماعی مسلک ہے۔

تصوف و سلوک تواتر سے ثابت ہے۔ اور اتنی بڑی جماعت کا تواتر ہے جو علم و عمل، زہد و تقویٰ اور خشیت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ ایسی اور اتنی بڑی جماعت کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہے۔

قلب کی کیفیات !

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ أَلَا وَہِیَ الْقَلْبُ۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جسم انسانی میں گوشت کا

Marfat.com

ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو گیا تو سارا جسم درست ہو گیا اور اگر وہ بگڑا تو سارا جسم بگڑا سنو! وہ قلب ہے"
حدیث میں درستی قلب کو درستی بدن کا سبب بتایا گیا ہے۔ اور یہ درستی
قلب بغیر فنا، بقا محال ہے، اس درجہ میں سالک فنائیت قلبی کے بعد واصل
باللہ ہوتا ہے، اس سے پہلے ایمان کے متزلزل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔
صوفیاءِ کرام اور اولیاء اللہ میں مشہور مقولہ ہے:
"اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ وَالْوَاصِلُ لَا یَرْجِعُ"

(۱) وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ (الشعراء)
"اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے، اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے آپ کے قلب پر، تاکہ آپ منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں"

(۲) فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ وَثَبَتَ اَنَّ الْقَلْبَ هُوَ الْمُخَاطَبُ فِی الْحَقِیْقَةِ لِاَنَّهٗ مَوْضِعُ التَّمْیِیْزِ وَالْاِخْتِیَارِ وَاَمَّا سَائِرُ الْاَعْضَاءِ فَمُسَخَّرَةٌ لَهٗ۔
"اس قرآن کو آپ کے قلب پر اتارا۔" پس ثابت ہوا کہ حقیقت میں مخاطب قلب ہے، کیونکہ یہی مقام تمیز و اختیار کا ہے، اور باقی اعضاء اس کے ماتحت ہیں۔ بے شک اس میں اس شخص کے لئے بڑی نصیحت ہے جس کے پاس قلب ہو۔

(۳) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ۝ (ق)
(بیشک اس میں اس شخص کے لئے بڑی نصیحت ہے۔ جس کے پاس قلب ہو۔"

ثواب و عذاب کا تعلق اعمالِ قلب سے ہے! وَلٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ

Marfat.com

بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۔ (البقرہ)

" لیکن مواخذہ فرمائیں گے ۔ اس چیز پر جو تمہارے دلوں نے کمائی ہے ۔ (البقرہ)

نسبتِ قلب! (۱) خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ۔ بقرہ)
" اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے ۔"

(۲) وقالوا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ (بقرہ) (۲) اور انہوں نے کہا کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں ۔) (۳) بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (التطفیف)

(۳) بلکہ ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے ۔"

(۴) لَهُمْ قُلُوْبٌ لَا يَفْقَهُوْنَ بِهَا (الاعراف) ۔

(۴) ان کے دل ایسے ہیں جن سے سمجھتے نہیں ۔"

وَثَبَتَ اَنَّ مَوْضِعَ الْجَهْلِ وَ الْغَفْلَةِ هُوَ الْقَلْبُ ۔
" اور ثابت ہوگیا کہ جہالت اور غفلت کا محل قلب ہے ۔"

فنا فی اللہ و بقا باللہ کے مقامات پر فائز ہونے کے بعد ایمان دل میں جم جاتا ہے ۔ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور صورت میں بیان فرمایا ہے ۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔

" لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا ۔" الحجرات

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اصل مکلف قلب ہے ۔ مخاطب قلب ہے، عالم متکلم، فاہم قلب ہے ۔ سمع و بصر رکھنے والا قلب ہے ۔ ماخوذ قلب ہے ۔ باقی بدن سے اس کا تعلق صرف تدبر و تصرف کا ہے ۔ آنکھیں اور کان قلب کے جاسوس ہیں، زبان قلب کی ترجمان ہے، اصل انسان اور بدن کا بادشاہ قلب ہے ۔

Marfat.com

مقامِ قلب! قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَا (الحج) ”ان کے دل ہوتے کہ ان سے سمجھنے لگتے۔“

تقویٰ قلب! اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ۔ (الحجرات)

”یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقوےٰ کے لئے خالص کر دیا ہے۔“

اِن آیاتِ قرآنی سے ثابت ہوا کہ امین وحی و نبوت، امین اسرارِ الٰہی و شریعت اور خزانۂ اسرارِ غیبیہ قلب ہے۔ یہ وہ خزانہ ہے جس پر عقل کا راہزن ڈاکہ نہیں ڈال سکتا، قلب ہی تجلیاتِ باری، ولایت اولیاء اللہ اور کشف والہام کا خزانہ ہے۔

ہر انسان کے سینہ میں ایک ہی دل ہے، اور وہی محل تجلیاتِ باری کے لئے مخصوص ہے۔ اس لئے باری تعالیٰ اس میں غیر کا قبضہ پسند نہیں فرماتا۔ جب قلب تجلیاتِ باری کا مسکن بن جاتا ہے تو تمام رذائل ذلیل ہو کر چلے جاتے ہیں۔ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً ۝

چنانچہ جب قلب کی پورے طور پر اصلاح ہو جاتی ہے تو غیر اللہ کا اس میں گزر نہیں ہوتا اور ولی اللہ کہہ اٹھتا ہے۔ ”اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔“ معاصی کی وجہ سے قلب اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے مگر معالج روحانی کے علاج سے یہ امراض دور ہو جاتے ہیں وہ قلبِ سقیم، قلبِ سلیم بن جاتا ہے، اور اخروی فلاح کیلئے راس المال بن جاتا ہے۔

Marfat.com

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝
"اس روز نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، ہاں مگر اللہ کے پاس جو شخص پاک دل لے کر آئے۔"

قلب کی غذا جسم کی غذا سے مختلف ہے!

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ (اس روز نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، ہاں مگر اللہ کے پاس جو شخص پاک دل لے کر آئے۔"

قلب کے سلیم ہونے کے لئے دو شرائط ہیں، اول صحت از امراض قرآن مجید نے قلب کے امراض کفر، شرک، شک اور خواہشات نفسانی کے اتباع کو قرار دیا ہے، ان امراض سے صحت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ کسی معالج روحانی سے علاج کرایا جائے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ قلب کو غذائے صالح بہم پہنچائی جائے جس طرح غذائے صالحہ سے جسم انسانی صحت مند اور قوی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قلب کی صحت اور قوت کے لئے بھی غذائے صالح درکار ہے، مگر قلب کی غذا جسم سے مختلف ہے۔ قلب کے لئے غذائے صالح کی نشان دہی یوں کی گئی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔

"سنو! ذکر الٰہی سے ہی قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔"

علاج قلب اور غذائے قلب عارفین کاملین اولیاء اللہ کے بغیر کہیں سے نہیں ملتی۔

روح اور بدن دو مختلف چیزیں ہیں!

وَدَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَاِجْمَاعُ الصُّوْفِيَّ

Marfat.com

وَ اَدِلَّۃُ الْعَقْلِ اَنَّھَا جِسْمٌ مُخَالِفٌ بِالْمَاھِیَۃِ بِھٰذَا الْجِسْمِ الْمَحْسُوْسِ وَھُوَ جِسْمٌ نُوْرَانِیٌّ عُلْوِیٌّ خَفِیْفٌ حَیٌّ مُتَحَرِّکٌ یَنْفُذُ فِیْ جَوْھَرِ الْاَعْضَاءِ وَیَسْرِیْ فِیْھَا سَرَیَانَ الْمَاءِ فِی الْوَرْدِ وَسَرَیَانَ الدُّھْنِ فِی الزَّیْتُوْنِ وَالنَّارِ فِی الْفَحْمِ۔

"کتاب وسنت اجماع صحابہ اور عقلی دلائل دال ہیں کہ رُوح ایک جسم ہے، جو اپنی ماہیت کے لحاظ سے اس محسوس جسم عنصری کے مخالف ہے۔ وہ جسم نورانی علوی ہلکا، زندہ اور متحرک ہے جو تمام اعضاء بدن میں نفوذ کر جاتا ہے۔ بدن میں اس کا سریان ایسا ہے، جیسے گلاب کے پھول میں پانی، زیتون میں روغن اور کوئلہ میں آگ کا سریان ہوتا ہے۔"

رُوح کا جسم لطیف ہونا اور اس جسم عنصری کا مخالف ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ (الحجر)

"پس جب میں بدن آدم کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونکوں۔"

پس معلوم ہوا کہ تسویۂ بدن کے بعد نفخِ رُوح ہے اس سے ثابت ہوا کہ بدن اور رُوح دو مختلف چیزیں ہیں پھر یہ کہ بدن میں روح کا نفخ کیا اور نفخ جسم کا ہوتا ہے۔ اس سے رُوح کا جسم لطیف ہونا ثابت ہوا۔ جیسا کہ ایک اور آیت ثُمَّ اَنْشَاْنَاہُ خَلْقًا اٰخَرَ میں اس پر مزید روشنی کا جسم لطیف ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ایک اور آیت ثُمَّ اَنْشَاْنَاہُ خَلْقًا اٰخَرَ میں اس پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ پہلے جسم انسانی وجود میں آیا۔ جس کی تفصیل منی، خون، گوشت، ہڈی اور ہڈی پر گوشت چڑھانے کے مدارج سے کی۔ اس کے بعد ایک دوسری طرح کی مخلوق بنا دیا۔ یعنی اس میں رُوح پھونکی اور وہ

Marfat.com

تمام اجزاءِ بدن میں سریان کر گئی، اس سے رُوح کا جسم نے الگ ایک مستقل حقیقت ہونا ثابت ہوا اور یہ کہ وہ ایک جسمِ لطیف رکھتی ہے، جو اس جسمِ کثیف میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

حدیث میں موت کے وقت رُوح کی کیفیت یوں بیان ہوئی کہ فَتَفَرَّقُ فِی جَسَدِہٖ کہ میّت کے بدن میں متفرق ہوجاتی ہے اس سے روح کا جوہر فرد ہونا باطل ہوا۔ بہرحال روح کوئی جسمِ لطیف ہے۔ مگر اس کی حقیقت سوال کرنے کے باوجود اللہ تعالےٰ نے نہیں بتائی حالانکہ ملائکہ جنوں اور انسانوں کی پیدائش بغیر پوچھے بتادی اور رُوح کے متعلق سوال کرنے پر بھی صرف اتنا بتایا کہ :-

قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ۔ "آپ کہدیجئے کہ رُوح تو میرے رَبّ کے امر سے ہے ۔"

اگر اس کی پیدائش کسی مادہ مثلاً پانی ہوا، آگ، مٹی سے ہوتی تو اس کا ذکر کیا جاتا۔ معلوم ہوا، کہ روح زیادہ لطیف ہے۔

امام مالک جو محققین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ رُوح نورانی جسم ہے جو مکمل طور پر اس بدن کی شکل پر ہوتا ہے۔ جس میں وہ ہے۔ روح اپنے بدن کی شکل پر ہوتا ہے۔ روح خود جسمِ لطیف، اس کے کان لطیف، اس کی آواز لطیف، اسکو تمام لطیف چیزیں دیکھ لیتی ہیں، اس کی آواز سن لیتی ہیں۔

ثابت ہوا کہ محققین سلف صالحین اور محققین صوفیہ کا یہی مذہب ہے۔

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ روح جسم مادی ہے، لطیف ہے، نورانی ہے جس بدن میں وہ ہے اسی کی شکل پر ہے۔

Marfat.com

رُوح کی پیدائش کس چیز سے ہوئی

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رُوح کی پیدائش کس چیز سے ہوئی؟
امام رازی رح فرماتے ہیں :-

"اَلرُّوْحُ عِنْدَ اللّٰہِ الْعَرْشِ مَبْدَأُہٗ وَتُرْبَۃُ الْاَرْضِ اَصْلُ الْجِسْمِ وَالْبَدَنِ قَدْ اَلَّفَ مَلِکُ الْمَنَّانُ بَیْنَھُمَا لِیَصْلُحَا بِقُبُوْلِ الْاَمْرِ وَالْمِحَنِ۔ فَالرُّوْحُ فِیْ غُرْبَۃٍ وَالْجِسْمُ فِیْ وَطَنٍ : فَاعْرِفْ زِمَامَ الْغَرِیْبِ النَّازِحِ الْوَطَنِ۔

اللہ تعالے نے ان دونوں میں اُلفت ڈال دی۔ تاکہ ان دونوں میں اوامر اور محنتیں قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ پس رُوح مسافر ہے اور بدن اپنے وطن میں ہے۔ پس غریب الوطن مسافر کی ذمہ داری کا خیال رکھو۔"

ضرورتِ مرشد! ضرورتِ شیخ کے سلسلے میں ایک سوال بعض ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ جب کتب تصوف میں ہر قسم کے اذکار اور وظائف اور ان کے پڑھنے کے طریقے درج ہیں۔ تو ان پر عمل کر کے انسان کامل بن سکتا ہے۔ پھر مرشد کی کیا ضرورت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ طب کی کتابوں میں ہر قسم کے نسخہ جات، طریقِ علاج، وزن، ادویہ اور طریقِ استعمال موجود ہے۔ پھر کسی ماہر طبیب اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا کسی معقول آدمی کے ذہن میں یہ سوال بھی ابھرتا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں، آخر اس کی

Marfat.com

وجہ؟ وجہ صرف یہی ہے کہ جان عزیز ہے' اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ طب کی کتابوں اور اپنے علم پر بھروسہ نہ کیا جائے' بلکہ اچھی طرح چھان بین کر کے ماہر طبیب کو تلاش کیا جائے۔ اور اسی سے علاج کرایا جائے اسی طرح اگر ایمان عزیز ہو' اور اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہو تو معقولیت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ آدمی کسی معالج روحانی کی تلاش کرے' کیونکہ رُوحانی طبیب مرشد کے بغیر روحانی صحت اور تزکیۂ باطن اور تعلق مع اللہ پیدا ہونا محال ہے۔

عزیز من! طلب صادق کا فقدان ہے' عوام کا تو ذکر ہی کیا' علماء بھی اس کی ضرورت کے احساس سے محروم ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ علماء کا کہنا یہ ہے کہ ظاہر شریعت پر عمل کر لینا کافی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تزکیہ باطن کے بغیر شریعت پر کما حقہٗ عمل ہو ہی نہیں سکتا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے سے الٰہ ظاہری کی نفی تو ہو گئی' مگر جب تک تزکیۂ نفس نہ ہو گا اِلٰہ باطنیہ کی نفی نہ ہو سکے گی۔

علمائے ظواہر حلال و حرام بیان کر سکتے ہیں' مگر حلال و حرام میں تمیز نہیں کر سکتے' کیونکہ اس کا انحصار نورِ بصیرت پر ہے۔ اور وہ ناپید ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سمجھنے کے لئے انسان کو تین قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ وہم عقل اور نورِ بصیرت۔ عقل کے مقابلے میں وہم ہیچ ہے اور یہ دولت انبیاء علیہم السلام کے ہاں سے ان کے صحیح ورثاء علمائے ربانین اور صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کو ملی ہے۔

دوستو! یہ دولت تصوف کے ادارے قائم کرنے سے نہیں ملتی' نہ تصوف کی کتابوں کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ القائی اور انعکاسی چیز ہے' جو القاء اور صحبت مرشد سے حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

مشاہدے کی بات | اگر کوئی سچا طالب چالیس روز متواتر تمام شرائط کیساتھ اتباعِ نبوی پر عمل کرے، انشاء اللہ اس پر مکاشفات کے دروازے کھل جائیں گے، سب سے پہلے انوارِ روحانی اور کواکب روحانی دیکھنے میں آئیں گے' پھر فرشتوں کا مشاہدہ ہوگا' پھر صفات کا مشاہدہ ہوگا۔ ان کے واسطے سے سالک پر بعض حقائق کھلنے لگیں گے' یہ تمام ذکر ہی کا ثمر ہے" (امداد السلوک ص ۳۱)

حضرت غوث الاعظم دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی' رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"اے راہِ آخرت کے مسافر، تو ہر وقت رہبر کے ساتھ رہ' یہاں تک کہ وہ تجھ کو پڑاؤ پر پہنچا دے۔ راستہ بھر اس کا خادم بنا رہ' اس کے ساتھ حسنِ ادب کا برتاؤ رکھ اور اس کی راہ سے باہر مت ہو کہ وہ تجھے واقف کار بنا دے گا اور خدا کے قریب پہنچا دے گا۔ اس کے بعد تیری شرافت دیکھ لینے کی وجہ سے تجھ کو راستہ میں نیابت عطا کرے گا' یعنی تجھ کو قافلہ کا سردار اور اہل قافلہ میں سلطان بنا دے گا' پس تو قائم رہے گا یہاں تک کہ تجھ کو تیرے حضور آقائے دو جہاں شہنشاہِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گا اور تجھ کو آپ ؐ کے حوالے کر دے گا۔ پھر آپ ؐ کی آنکھیں تجھ سے ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو نائب بنا دیں گے' قلوب کیفیات اور معنی پر۔ پس تو حق تعالےٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر باش اور خدمتگار بن جائے گا' کہ کبھی مخلوق کی طرف آئے گا اور کبھی خالق کی طرف۔ یہ چیز بناوٹ اور ہوس سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے ہوتی ہے جو سینوں

Marfat.com

میں جگہ پایا کرتی ہے۔ اور عمل اس کی تصدیق کیا کرتا ہے۔ الفتح الربانی ص۵)

پھر فرماتے ہیں :۔

" مشائخ دو قسم کے ہیں، ایک مشائخ شریعت، ایک مشائخ معرفت، شیخ شریعت یعنی مرشد تجھ کو مخلوق کے دروازے پر لے جائے گا اور شیخ طریقت تجھ کو قرب خداوندی کا راستہ بتائے گا۔" ایضاً مجلس ۲۰)

اور حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اور یاد رکھو۔ فقیر فنا فی اللہ صاحب حضور ہوتا ہے، وحدانیت الٰہی میں غرق کرنا اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچانا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں، بلکہ آسان ہے۔ اور صرف ذکر و فکر اور زہد و تقویٰ سے یہ بات حاصل ہونا دشوار ہے، کیونکہ مرشد کامل و مکمل طالب اللہ کا ہاتھ پکڑ کر منزلِ مقصود کو پہنچا سکتا ہے۔ جس شخص کو یہ قدرت نہ ہو اسے کامل مکمل کہنا غلط ہے۔ بلکہ وہ راہزن ہے۔ (عین الفقر ص۶)

اور امام ربانی فرماتے ہیں :۔

علم بتفصیلِ احوال و مقامات و معرفت بہ حقیقت مشاہدات و تجلیات و حصولِ کشف و الہامات و ظہور تعبیرات واقعات از لوازم ایں عالی مقام است و بدونہا خرط القتاد (مکتوب دفتر اوّل حصہ چہارم ص۲۲۱)

(۱) صحیح العقیدہ۔ کیونکہ بدعقیدگی اور تصوف و سلوک کا آپس میں کوئی رشتہ ہی نہیں۔

(۲) تبع سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ کیونکہ سارے کمالات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت اور اتباع سے حاصل ہوتے ہیں

Marfat.com

۳۔ شرک ضلالت کے قریب بھی نہ جائے۔ کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے۔ اور ضلالت گمراہی ہے۔

۴۔ دُنیا دار نہ ہو، کیونکہ ایک دل میں دو محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ۔

اُس شخص کا اتباع نہ کر، جس کا دل ذکرِ الٰہی سے غافل ہوا اور خواہشاتِ نفس کا تابع ہو۔

۵ علم تصوّف و سلوک میں کامل ہو، کیونکہ جس راہ سے واقف نہ ہو اُس پہ گامزن کیسے ہو سکتا ہے۔

(۶) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی تعلّق قائم کرے جو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واحد واسطہ ہیں ؎

اس ناچیز کا طریقہ یہی ہے کہ اپنے ہاتھ پہ بیعت کبھی نہیں لی۔ صرف تعلیم دیتا ہوں، اور ابتدائی منازل طے کرا کے دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پیش کر دیتا ہوں، جو تمام جہان کے سردار ہیں۔ نہ صرف زبانی جمع خرچ کافی نہیں کہ پیر صاحب فرما دیں کہ لو تمہیں دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیا۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سالک خود مشاہدہ کرے کہ منازلِ سلوک طے کر رہا ہے اور دربارِ نبوی میں پہنچ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مقدس پہ بیعت کر رہا ہے، اگر کوئی مدّعی دربارِ نبوی تک رسائی نہیں رکھتا، پھر بیعت لیتا ہے تو وہ دھوکہ باز، ماخوذ ہو گا۔ بس کامل و ناقص کی یہی پہچان ہے۔

؎ شیخ کامل کی پہچان میں خصوصیت ۲، ۳ سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں مرشدِ کامل سے مُراد صرف وہ رہبر ہے جو تصوّف و سلوک کے

Marfat.com

راستہ پر چلانیکا اہل ہو، اور سلوک کی منازل طے کرانیکی اہلیت رکھتا ہو اور تصوف و سلوک کی منازل طے کرنے کے لئے مراقبہ فنا فی الرسول بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے جو مرشد اتنا نہیں کر سکتا وہ یقیناً مرشد طریقت کے اعتبار سے ناقص ہے۔ جیاد الابریز صہ ۳۴

ایک بار آپ نے فرمایا کہ جب تک سیدالوجود صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل نہ ہو، اس وقت تک اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔"

"مولانا غلام رسول کان پوری" رسول نما کے لقب سے مشہور تھے کیونکہ آپ کی کرامت تھی کہ ہر شخص کو بیداری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرادیا کرتے تھے۔"

سلوک کے منازل: جب سالک کے لطائف منور ہو جائیں اور اس میں مزید استعداد پیدا ہو جاتے تو مرشد کامل اسے سلوک کی منازل اس ترتیب سے طے کراتا ہے۔ اوّل استغراق اور رابطہ کرایا جاتا ہے۔ پھر مراقبات ثلاثہ، پھر دوائر ثلاثہ، پھر مراقبہ۔ اسم الظاہر والباطن، پھر سیر کعبہ، سیر صلوٰۃ اور سیر قرآن اور اس کے بعد فنا فی الرسول کی منزل آتی ہے۔

استغراق کیا ہے! استغراق ایک کیفیت ہے۔ اس کی صحیح حقیقت تو مستغرق کو ہی معلوم ہوتی ہے، مگر اتنا بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس میں جسم کی مادی آنکھیں محو خواب ہوتی ہیں۔ مگر قلب بیدار ہوتا ہے۔ جس طرح بیداری میں معلوم ہوتا ہے۔ البتہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے استغراق میں بڑا فرق ہے۔ انبیاء کا

Marfat.com

استغراق تام ہوتا ہے، ناقص وضو نہیں ہوتا اور اولیاء کا استغراق تام نہیں ہوتا۔ اس لئے ناقص وضو ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں نیند مِل جاتی ہے۔ علامہ شامی رح نے اس پر بحث کی ہے۔

نَوْمُ الْاَنْبِیَاءِ غَیْرُ نَاقِضٍ اَلْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فِیْ نَوَاقِضِ الْوُضُوْءِ کَالْاُمَّۃِ اِلَّا مَا صَحَّ مِنْ اِسْتِثْنَاءِ الْقَرْمِ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ درمختار ا (۱۰۵)

" اور اجماعِ اُمّت اس پر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نواقض وضو میں اُمّت کے ساتھ شریک ہیں، مگر ان کی نیند نواقض سے مستثنٰی ہے۔

کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند میں ہوتے تو آپ کو جگایا نہیں جاتا تھا۔ جب تک خود بیدار نہیں ہوتے، کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ نیند میں آپ پر کیا نازل ہو رہا ہے۔؟ " (فتح الباری)

ابنِ کثیر اور بخاری میں ہے کہ :۔

قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَیْرٍ رُؤْیَا الْاَنْبِیَاءِ وَحْیٌ۔

"ابن ابی عمیر جلیل القدر تابعی رح فرماتے ہیں کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے"

علامہ سہیلی لکھتے ہیں کہ :۔ حَتّٰی اَتَوْہُ لَیْلَۃً اُخْرٰی فِیْمَا یَرٰی قَلْبُہٗ وَتَنَامُ عَیْنُہٗ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ وَکَذَالِكَ الْاَنْبِیَاءُ تَنَامُ اَعْیُنُھُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُھُمْ ۔ (روض الانف) ص ۲۴۳

ملائکہ کرام۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس رات کو سوتے میں آئے، اس حالت میں کہ حضور ؐ کا قلب بیدار تھا، اور آنکھیں

Marfat.com

سو رہی تھیں، اور دل نہیں سو رہا تھا۔ اسی طرح انبیاء کی
آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں اور قلب بیدار ہوتا ہے"۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رُؤْيَا الْاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ (روض الالف : ۳۴۳)

اَنَّ الْوَحْيَ يَاْتِي الْاَنْبِيَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِيْقَاظًا وَّ مَنَامًا۔ (فتح الباری)

"ابن عباسؓ نے فرمایا کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔"

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کی طرف خواب اور بیداری میں
وحی آتی ہے۔"

نفسِ قرآن سے ثابت ہوا کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ حدیث
وقرآن وآثار سے صحابہ کا یہی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ تابعین کا بھی یہی
عقیدہ تھا، فقہائے اُمت کا یہی عقیدہ تھا، جیسا کہ شامی میں آچکا ہے،
بلکہ ساری اُمت کا یہی عقیدہ ہے جیسا روض الالف کی عبارت میں لفظ
"نحن الخ" سے متبادر ہوتا ہے۔

مراقبات کی حقیقت کیا ہے۔ مراقبہ حدیث کا مفہوم اور حقیقت یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے مقابلے میں

تمام عالم معدوم ہے۔ یُسَبِّحُوْنَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (الانبیا)

پناہ بلندی و پستی توئی ۔۔۔ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

مراقبۂ معیت میں سوچے کہ ہر جگہ ذات باری تعالیٰ اور حضور نبی کریم حاضر و
ناظر ہیں۔ صرف باعتبار علم کے نہیں بلکہ باعتبار ذات کے میرے ساتھ ہیں اسکی
ہیئت اپنے قلب پر طاری رکھے۔

مراقبۂ اقربیت میں قرب ذات کے وجود کا خیال رکھے کہ وہ باعتبار
ذات کے قریب اور باعتبار وجدان کے بعید ہے۔ اس مراقبہ میں یہ احتیاط

Marfat.com

ہوتی ہے کہ سالک یہ خیال نہ کرے کہ ان پتھروں کا مراقبہ کر رہا ہوں، کعبہ کی حقیقت تو کچھ اور ہی ہے۔

بیت اللہ عبارت ہے لطیفۂ ربانیہ سے جو بعد موہوم ہے جو محیط تجلیات ذاتیہ فی ہے جو اسی سے مختص ہیں، پس صورت کعبہ کی باوجودیکہ عالم خالق سے ہے۔ باطن ہے جس کو حس اور خیال نہیں سمجھ سکتے محسوسات میں سے ہے۔ مگر محسوس نہیں اور جہت میں ہے مگر اس کیلئے جہت نہیں اور وہ متمثل ہے مگر اس کی مثال نہیں یہ ہے شانِ کعبہ کی اور یہ ہے حقیقت بیت اللہ کی" تفسیر مظہری

جب یہ مراقبہ راسخ ہو جاتا ہے تو استعداد کے بعد سالک کو کعبۂ ملائکہ بیت العزۃ اور بیت المعمور کا مراقبہ کرایا جاتا ہے اور تجلیاتِ انوارِ الٰہی کعبہ سے لیکر عرش تک نظر آتی ہیں۔

سالک المجذوبی کے منازل: اس کے بعد مراقبہ فنار و بقار کرایا جاتا ہے اس کے بعد سالک المجذوبی کے منازل طے کرائے جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ سالک المجذوب اور مجذوب سالک میں بڑا فرق ہے، سالک المجذوب متبع شریعت ہوتا ہے اور مجذوب سالک ظاہراً متبع شریعت نہیں ہوتا۔

ولایت اولیاء کے منازل: ان منازل و مقامات کے طے کرنے کے لئے یہ شرائط ہیں:

(۱) شیخ کامل اور صاحبِ تصرف ہو جو توجہ دے کر سالک کو اس راہ پر چلاتا جائے۔ مگر اس کے لئے کافی عرصہ تک دوامِ صحبتِ مرشد لازمی ہے گا ہے گا ہے توجہ اور صحبتِ مرشد سے تو ولایتِ صغرا کے منازل طے ہوتے سے رہے۔

Marfat.com

۲۔ کسی کامل کی رُوح سے رابطہ پیدا ہو جائے، لیکن یہ مبتدی کا کام نہیں۔ البتہ منازل طے ہونے کے بعد ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ اور نیک لوگوں کے مزار پر جا کر ان سے رابطہ قائم کر کے فیض حاصل کرے، اس کے لئے بھی مسلسل کافی عرصہ تک محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح دُنیاوی زندگی میں مُرشد کی صورت میں مسلسل توجہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) مرشد زبردست جذبے کا مالک ہو۔ مقناطیسی قوت رکھتا ہو اس کے انوار میں اتنی طاقت ہو کہ سالک کی رُوح کو اپنے انوار کے ذریعے کھینچ کر لے جائے، اور توجہ غیبی سے رُوحانی طور پر سالک کی تربیت کر سکے۔

(۴) سالک اور اللہ تعالےٰ اور آقائے دوجہاں حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے درمیان نسبت پیدا ہو جائے۔ جس کی وجہ سے سالک کو اس طرح فیض ملے، جیسے انبیاء علیہم السلام کو براہ راست فیض ملتا ہے فرق اتنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالےٰ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا مگر ولی اللہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق و محبت یعنی اسے یہ فیض بواسطہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے گا۔ اور حضور رحمت اللعلمین محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کے صدقے فیض حاصل کرے گا۔

آخری ۲ شعبوں میں جن حضرات کا ذکر کیا گیا ہے، اس قسم کے آدمی صدیوں کے بعد کہیں پیدا ہوتے ہیں۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام تو عام آتے رہے مگر اولوالعزم رسول قلیل بلکہ اقل۔ اسی طرح ایسے آدمی بھی بہت کم ہوتے ہیں۔ ایسے آدمی غوث، یا قطب، ابدال وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان کے

Marfat.com

بلند مناصب کی وجہ سے ان کی توجہ اور فیض رسانی میں بڑا فرق ہے۔

غوث! لسان العرب میں لفظ غوث کی تشریح یوں کی گئی ہے:۔

حضرت ا۔ غوث: احاب اللہ غوثاہٗ۔ وغواثہٗ وغواثہٗ یعنی غوث اسم مصدر مبنی للفاعل ہے، اور اس کے معنی "پکارنے والا۔" "دعا کرنے والا۔" "فریاد کرنے والا" ہوں گے۔

وَلَمْ یَأْتِ فِی الْاَصْوَاتِ شَیْءٌ بِالْفَتْحِ غَیْرُہٗ وَ اِنَّمَا یَاْتِیْ بِالضَّمِّ مِثْلُ الْبُکَاءِ وَالدُّعَاءِ وَ بِالْکَسْرِ مِثْلُ النِّدَاءِ وَالصِّیَاحِ اِلَّا غَوْثٌ پس غوث اسم مصدر ہے جس کے معنی آواز دینا۔ پکارنا اور دعا کرنا ہے۔ جیسے غَوَّثَ الرَّجُلُ وَاسْتَغَاثَ صَاحَ وَاغَوْثَاہُ۔

اصطلاحِ صوفیہ میں غوث اس مستجاب الدعوات ہستی کے لئے بولا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے، اور لغتِ عرب اسی معنی کی تائید کرتی ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں دُعا کے آداب! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرنے کے لئے کچھ آداب ہیں، اور دعا کی قبولیت کے لئے چند شرائط ہیں، کتاب و سنت میں ان شرائط کو ملحوظ رکھنے کے لئے تاکید فرمائی گئی ہے۔

ا۔ غذا کا حلال اور پاکیزہ ہونا۔ قَالَ تَعَالیٰ۔ یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ط۔

"اے اہلِ ایمان، زمین کی پاکیزہ اور حلال چیزیں کھاؤ۔"

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی گئی تو سعد ابن ابی وقاص کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے حق میں دعا کیجئے کہ اللہ تعالے مجھے مستجاب الدعوات بنا دے۔ حضور آقائے دو جہاں نے فرمایا کہ اے سعد! رزق حلال کھاؤ، مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ انسان جب لقمہ حرام پیٹ میں ڈالتا ہے، تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اور جس انسان کا گوشت حرام غذا سے بنا ہو، اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے۔" الترغیب ۲ : ۵۴۷

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے اہل ایمان! پاکیزہ رزق کھاؤ، جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔ پھر آپ نے اس کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے۔ جس کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر اللہ سے دعا کرتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام کا ہے، لباس حرام کا ہے، غذا حرام کی ہے، پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو جائے گی۔" (رواہ مسلم)

لباس کا پاک ہونا اور حلال کی کمائی سے تیار ہونا:۔

" اللہ تعالے نے فرمایا، لباس تقوے کا اچھا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حرام مال پایا اور اس سے قمیض بنائی اور پہنی اس کی نماز قبول نہ ہو گی جب تک اس لباس کو اپنے وجود سے جدا نہ کر دے۔ (الترغیب ۲ ۵۴۸)

Marfat.com

بدن کا پاک ہونا

قَالَ تَعَالٰی۔ فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس مسجد میں ایسے مرد ہیں جو پاکیزگی کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک و صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

سحر کا وقت ہونا :۔

قَالَ تَعَالٰی۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ط

"اور اہل تقوےٰ) سحر کے وقت اپنی گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔"

استقبال قبلہ۔ اور خلوص نیت !

قَالَ تَعَالٰی فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَقَالَ النَّبِیُّ ؐ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

پس اللہ تعالیٰ کو خلوص دل سے پکارو" اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اعمال کا مدار نیت پر ہے"

ادب سے دو زانو بیٹھ کر دعا کرنا ! ہاتھوں کو پھیلائے شانوں تک اٹھائے

اور کھول کر رکھے اور ادب خشوع و خضوع کا خیال رکھے، اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور درود شریف کے ساتھ دعا مانگے اور منقولہ دعائیں پڑھے، اور حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے توسل سے، اور اور بڑی دھیمی آواز سے دعا کرے۔ اور دعا ختم کر کے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرے۔

تحفۃ الذاکرین : ۱۴۱

- ۔ قبل از دعا کسی عمل صالح کا ہونا ضروری ہے۔
- ۔ دعا کسی قطع رحمی کے لئے نہ ہو۔

Marfat.com

•۔ دُعا میں حرام اور گناہ کا مطالبہ نہ ہو۔ مقبولیت دُعا میں جلدی نہ کرنا یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ ابھی دُعا قبول ہو جائے، اور اگر ایسا نہ ہو تو دُعا ہی ترک کر بیٹھے۔ مستجاب الدعوات ہونے کے لئے متقی ہونا شرط ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔

اور متقی کی تعریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمائی:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا، جب تک اس چیز کو ترک نہ کر دے۔ جس میں (بظاہر) حرام کا شبہہ نہیں، مگر اس اندیشے سے کہ وہ چیز کہیں حرام تک نہ لے جائے۔"

(الترغیب ۲: ۵۵۹)

تشریح:۔ متقی کے لئے مشکوک مال، غذا، لباس وغیرہ سے اجتناب لازمی ہے کیونکہ حرام کھانے والا جہنمی ہے، اور جہنمی متقی نہیں ہو سکتا۔

دُعا کا قبول نہ ہونا۔ "بعض دُعا کرنے والوں کی دُعا کے قبول نہ ہونے پر اعتراض نہ کیا جائے، کیونکہ دُعا کا قبول نہ ہونا کسی شرط میں خلل واقع ہو جانے کے سبب سے ہوتا ہے۔ جیسا کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں احتیاط نہ کی جائے یا دُعا کرنے والے نے جلدی کی۔ یا کسی گناہ یا قطع رحم کی دُعا قبول تو ہو گئی، مگر مطلوب کے حصول میں اس بندے کی مصلحت کی وجہ سے تاخیر کی گئی یا کسی ایسے امر کی وجہ سے تاخیر ہو گئی جسے اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔

(فتح الباری۔ ۲ : ۲۲)

Marfat.com

معلوم ہوا کہ بعض اوقات دُعا تو قبول ہو جاتی ہے مگر قبولیت کا ظہور مدت کے بعد ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہو گئی، مگر اثر چالیس سال کے بعد ظاہر ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَکُمۡ رَبِّیۡ تو اس کا اثر اٹھارہ سال کے بعد ظاہر ہوا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا قبول ہو گئی، مگر تیرہ سال بعد بیٹا پیدا ہوا۔

اور دُعا کی قبولیت کے متعلق علامہ ابنِ حجر نے فرمایا !

"اس شخص کی دُعا کی قبولیت پر اتفاق ہے جو ذکرِ الٰہی اور درود شریف کا عادی ہو۔ اور ذکر اُنس پیدا کر چکا ہو۔ ذکرِ الٰہی اور درود شریف کا اس پر ایسا غلبہ ہو کہ ہر سانس میں، نیند میں، بیداری میں غفلت نہ ہو، ایسا شخص مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اور قبولیتِ صلوٰۃ سے نوازا جاتا ہے۔ فتح الباری ۲: ۲۰

اور یہ دوام ذکرِ الٰہی اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کا تعلق قلبی ماسوائے اللہ سے بالکل منقطع ہو چکا ہو۔ لیکن یہ ذکر مختص ہے ذکرِ قلبی سے فتح الباری

تشریح : معلوم ہوا کہ مستجاب الدعوات وہ شخص ہوتا ہے، جس کا تعلق قلبی اللہ و رسول پاک صلعم کے ساتھ پختہ ہو۔ مخلوق سے قلبی انقطاع مکمل ہو۔ تزکیہ نفس مکمل ہو چکا ہو۔ دوام ذکر حاصل ہو۔ یہ اوصاف صرف اولیاء اللہ کاملین میں پائے جاتے ہیں، اس لیے مستجاب الدعوات بھی وہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے دُعا اللہ کے نیک کامل بندوں سے کرائی جاتی ہے۔ تاکہ حاجتمندوں کی مراد پوری ہوں۔

قیامت کے دِن اولیاءِ کرام کی شان ! حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

Marfat.com

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے پاس عرش کے دائیں جانب بیٹھنے والے کچھ لوگ ہوں گے، اور اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں، منبروں پر بیٹھے ہوں گے، منبر نور کے ہوں گے، اُن کے چہرے منور ہوں گے، وہ نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء ہوں گے، نہ صدیقین۔ عرض کیا گیا۔ حضور! پھر وہ کون لوگ ہونگے؟ تین بار فرمایا۔ وہ اللہ کے لئے باہم محبت کرنے والے لوگ ہوں گے۔

رواہ احمد باسنادہ لا باس بہ) الترغیب ۴: ۱۹

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں۔ جو انبیاء نہیں مگر قیامت کے دن انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرینگے، عرض کیا گیا وہ کون ہیں تاکہ ہم ان سے محبت رکھیں؟ فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں کہ (اللہ نے ان کے دلوں میں نور بھر دیا ہے) اللہ کے نور کی وجہ سے ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں، نہ ان میں خونی رشتہ ہے، نہ نسب کا اشتراک ان کے چہرے نورانی ہوں گے، وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے جب لوگ خوف زدہ ہوں گے انہیں کوئی خوف نہ ہوگا، اور جب لوگ غمگین ہونگے انہیں کوئی غم نہ ہوگا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَلَا اِنَّ اَولیَاءَ اللّٰهِ الخ یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے، نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔ الترغیب ۴: ۱۹

دُنیاوی زندگی میں اولیائے کرام کی حالت!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:
جو شخص مخلوق سے منقطع ہو کر اللہ و رسولِ پاکؐ کا ہو رہتا ہے، اللہ تعالےٰ اس کی تمام تکالیف کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ رزق دیتا ہے کہ اسے اس کا گمان تک نہیں ہوتا۔ الترغیب ۴: ۱۰۸

Marfat.com

حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی رکھی۔ میری طرف سے اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کرتا ہے، میرے نزدیک سب سے محبوب وہ عبادت ہے جو میں نے اس پر فرض قرار دی ہے، اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے، حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں ۔۔ اور جب میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں تو اُس کے کان بن جاتا ہوں۔

جس سے وہ سُنتا ہے، اور اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے، اور جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اسے دیتا ہوں، اور جب میرا قُرب ڈھونڈھتا ہے تو میں اُسے قُربِ خاص میں جگہ دیتا ہوں"۔ فتح الباری مع بخاری) ۱۱ : ۲۷۲

عارف کو محبُوبیت کا درجہ کیسے حاصل ہوتا ہے!

عارف کو محبُوبیت کا درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب اس کی آنکھوں میں اس کے کانوں میں، اس کے ہاتھ پاؤں میں، بلکہ تمام اعضاء جوارح میں غیراللہ کا کچھ حصہ نہ رہے، اسی حدیث سے ابن قیم نے کتاب الروح میں یہ ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کا قلب صاف آئینہ بن جاتا ہے، اور اسی سے تمام چیزوں کو اپنی حقیقت پر دیکھتے ہیں۔

"پس اس کا دل صاف آئینہ ہو جاتا ہے اور اس آئینہ صافی میں

Marfat.com

اشیاء کی حقیقی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں - اس کی فراست خطا نہیں کرتی کیونکہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھتا ہے تو اس چیز کو اپنی اصلی صورت پر دیکھتا ہے، اور جب سنتا ہے اسے اپنی اصل پر سنتا ہے۔"

اس سے کشف حقیقی کے علاوہ رویتِ اشکال کا مراقبہ بھی ثابت ہوا۔ مگر اس قدر ترقی کر جانے کے باوجود طالبِ صادق اور عارفِ حقیقی مزید ترقی کا طالب ہی رہتا ہے۔

"اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندہ خواہ کتنے بلند درجات تک پہنچ جائے، حتیٰ کہ محبوبِ خدا بن جائے۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ سے ترقی کا طالب ہی رہے گا۔ کیونکہ اس میں خشوع و خضوع اور اظہارِ عبودیت ہے (اور بندہ کے لئے انتہائی مقام عبودیت ہے۔ (فتح الباری ۱۱-۲۷۳)

اولیاء اللہ کی پہچان! مشکوٰۃ شریف میں اولیاء کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

خدا کے اچھے بندے وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے۔

اولیاء اللہ کی شان۔ صاحبِ تفسیر مظہری نے سورہ "سبا" کی تفسیر کے سلسلے میں یوں فرمایا۔

بعض اکابر پر کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہ قید زماں سے آزاد ہو جاتے ہیں اور ماضی و مستقبل کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں، اس پر صحیحین کی یہ حدیث شاہد ہے کہ عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں

Marfat.com

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد میں سورج گرہن لگا تو حضور رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دوسرے لوگوں نے نماز خسوف پڑھی اور طویل قیام کیا، لوگوں نے دریافت کیا کہ ہم نے دیکھا کہ آپ کسی چیز کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھے پھر پیچھے ہٹے۔ آپ نے فرمایا میں نے جنّت دیکھی، جنّت کے میوے سے ایک خوشہ پکڑنا چاہا۔ اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم رہتی دُنیا تک اسے کھاتے رہتے۔''

یہاں یہ نہ کہا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جنّت کی مثالی صورت دیکھی جیسے آدمی خواب میں دیکھتا ہے۔ کیونکہ حضور کا یہ فرمانا کہ اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم رہتی دُنیا تک اُسے کھاتے رہتے صاف ظاہر کرتا ہے کہ حضورؐ نے حقیقی جنّت و دوزخ کا مشاہدہ کیا، صرف مثالی صورت نہیں دیکھی۔ تفسیر مظہری ۱۲ : ۲۲۔

(۱) عارف قلب کی آنکھ سے سار کا چیزیں دیکھتا ہے۔ مثلاً منازل سلوک بیت المعمور، بیت العزۃ، سدرۃ المنتہیٰ، جنّت، دوزخ، عرش کرسی لوحِ محفوظ، جنّت کے ثمرات اور اس کی نہریں، ملائکہ، ارواح اور جنّات وغیرہ۔ اور ان کا دیکھنا حقیقت پر محمول ہوتا ہے۔ ان اشیاء کی مثالی صورتیں نہیں ہوتیں۔

(۲) اولیاء اللہ زمین پر ہوتے ہیں، مگر ان کی رُوح قید زمان مکاں سے آزاد ہوتی ہے۔

اولیاء اللہ سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے !!

یہ قاعدۂ کلیہ ہے کہ علم تابع معلوم کے ہوتا ہے، اگر معلوم اعلیٰ اور

Marfat.com

عظیم ہے تو علم بھی عظیم ہوگا! اس قاعدہ کی روشنی میں اس حقیقت پر غور کریں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ای لیعرفون) "میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں یعنی میری معرفت حاصل کریں۔

جب معرفتِ الٰہی حاصل ہوگئی تو مقصدِ تخلیق پورا ہوگیا۔ پس ایسے مقبولینِ خدا جو غایتِ تخلیق کا مصداق ہیں۔ ان سے دشمنی رکھنا کورہ باطنی کی دلیل ہے۔

"منکرینِ اولیاء کے لئے وہی عذاب کافی ہے جو صحیح حدیثِ قدسی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس سے میں اعلانِ جنگ کرتا ہوں، یعنی میں نے اسے بتادیا کہ میں اس سے جنگ کروں گا، جس نے خدا سے جنگ کی، وہ کبھی نجات نہ پائے گا اور علمائے اُمت نے کہا ہے محاربِ خدائے تعالیٰ صرف دو ہیں۔ ایک منکرِ اولیاء اور دوسرا سود خوار، اور ان میں سے ہر ایک کے متعلق خطرہ ہے۔ کہ ایمان ضائع کرکے مرے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے جنگ تو کافر ہی کرتا ہے، اور بہت کم عذابِ منکرینِ اولیاء کے لئے یہ ہے کہ سوءِ خاتمہ کا خوف ہے۔ بعض عارفین کا فرمان ہے۔ کہ جب دیکھو کہ کوئی شخص ولی اللہ کو ایذا دیتا ہے، اور برکاتِ اصفیاء کا منکر ہے تو سمجھ لو کہ وہ خدا سے جنگ کرنے والا ہے اور قربِ الٰہی سے دور اور مردود ہے۔ فتاویٰ الحدیثیہ ۲ : ۲۸۵۔

Marfat.com

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف گئے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے پاس روتے ہوئے پایا اور کہا جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی رکھی اُس نے اللہ سے مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیک متقی اور پوشیدہ رہنے والے لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ جو اگر موجود نہ ہوں تو ان کی تلاش نہیں کی جاتی، اور اگر موجود ہوں تو انہیں پہچانا نہیں جاتا، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، وہ ہر اندھیرے سے باہر نکل چکے ہیں، یعنی ہر قسم کی جہالت اور اس کے فتنوں سے محفوظ ہیں۔ الترغیب ۳-۴۴۴

تشریح: اولیاء اللہ سے دشمنی رکھنے کے دو عظیم نقصان ہیں اول دُنیا میں ان کی برکت سے محرومی، دوم سوءِ خاتمہ کا خطرہ — یہ دونوں امور حدیث قدسی سے ثابت ہو گئے۔

حلقۂ ذِکر کا ثبوت

قَالَ تَعَالٰی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔

" اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقیّد رکھا کیجئے جو صبح شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔"

اس آیت کے حصّہ مَعَ الَّذِيْنَ سے اجتماعی ذکر اور حلقۂ ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔ اس سے ذکر اجتماعی کی فضیلت بھی ظاہر ہو گئی۔

مجالسِ ذِکر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ملائکہ اہلِ ذِکر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں جہاں کہیں

Marfat.com

انہیں ذاکرین کی کوئی جماعت مل جاتی ہے اپنے ساتھیوں کو بلاتے ہیں کہ یہ ہے وہ چیز جس کی تمہیں تلاش ہے۔ چنانچہ وہ ملائکہ ذاکرین کو آسمانِ دُنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کو بخش دیا ہے' پھر ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی تو اہلِ ذکر سے نہیں۔ وہ تو اپنے کام کے لئے آیا تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ ایسی مجلس ہے جس میں بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہ سکتا۔ بخاری ۲: ۹۴۸

تشریح

(۱) اس روایت سے ثابت ہوا کہ مجالسِ ذکر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرنا ایسا محمود عمل ہے کہ ملائکہ کرام مجالسِ ذکر کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں، کیونکہ ملائکہ اور ذاکرین میں مناسبت ہے۔ جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

(۲) ذکر الہٰی ذکر رسول پاک عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی عبادت ہے جس پر مغفرت کا اعلان کیا جاتا ہے' کسی اور عبادت پر نہیں۔ (۳) وسیلہء صلحاء اور صحبتِ مشائخ کا محمود ہونا ثابت ہوا۔ ذاکرین کی جماعت میں شمولیت سے بھی بد کار نجات حاصل کر لیتا ہے۔

(۴) اولیاء کی ذرا سی صحبت ایماندار آدمی کو جنتی بنا دیتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں ایسے بہترین عمل کی خبر دوں جس سے تم دُنیا و آخرت کی بھلائی سمیٹ لو۔ سنو! مجالسِ ذکر کو لازم پکڑو۔ مشکوٰۃ : ۱۴۷

قرآنِ مجید میں ذکر الہٰی اور ذکر رسول پاک عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صلہ میں ایک ایسی نعمت کا وعدہ دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر

Marfat.com

نعمت مومن کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتی قَالَ اللّٰہُ تعالےٰ۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ یہ وعدہ صرف ذکر الٰہی کے ساتھ مخص ہے اور ظاہر ہے کہ جسے اللہ تعالےٰ یاد کرے اس سے زیادہ خوش نصیب کون ہو سکتا ہے؟ اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ واقعی اگر ذکر الٰہی سب سے بڑی نعمت نہ ہوتی تو اس کے صلے میں اَذْکُرْکُمْ کی نعمتِ غیر مترقبہ کیوں کر مل سکتی تھی؟

ذکرِ الٰہی مؤمن کے لئے ایک قلعہ ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ آدمی کے تعاقب میں دشمن تیزی سے آرہا ہو اور وہ آدمی اس سے بچنے کے لئے قلعہ میں پناہ گزیں ہو جائے اسی طرح شیطان کے حملے سے بچنے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ اللہ کا ذکر ہے۔"

ذکرِ الٰہی سے غفلت!

قَالَ تَعَالیٰ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ۔ (الزخرف)

"جو شخص ذکر الٰہی سے آنکھ چرائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔"

وَقَوْلُہٗ تَعَالیٰ۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ۝ (المجادلہ)

"ان پر شیطان نے پورا تسلط کر لیا ہے سو اس نے ان کو خدا کی

Marfat.com

یاد بھلا دی۔ یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں ــــــ"

اِن دونوں آیتوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ و رسول پاک کی یاد سے غافل ہونا شیطان سے تعلقات استوار کرنا ہے اور اللہ و رسول پاک سے تعلق توڑنا اور شیطان سے رشتہ جوڑنا ہے، جو ذکر سے غافل ہوا حزب اللہ سے نکل گیا اور حزب الشیطان میں داخل ہو گیا۔ اللّٰہم احفظنا

کشفِ قبور!

کلام بالارواح یا کشف قبور کا انکار دراصل دعویٰ بلا دلیل سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس موضوع پر بحث کرنے کے لئے علمی اور نقلی دلائل سے رہنمائی حاصل کی جائے تو اقرار کئے بغیر نہیں بنتی اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ اہل اللہ پر یہ اللہ تعالےٰ کا خاص انعام ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح جانشینوں کو میراثِ نبوی کے طور پر اللہ تعالےٰ عطا فرماتا ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ملاحظہ ہو

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں دیکھتا ہوں جو چیزیں تم نہیں دیکھتے۔ اور اس کلام کو سنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے۔ اِن دونوں جملوں میں ما موصولہ ہے اور اس سے مراد معنیات ہیں اور وہ امور ہیں جو ملأ اعلیٰ میں واقع ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے حضور کو اس مطلع فرمایا، جو دوسرے لوگ نہیں دیکھتے۔ جیسے ملائکہ کو دیکھنا جنت دوزخ، عذابِ قبر کو دیکھنا۔ برزخ کے حالات اور ان لوگوں کی آوازیں جو قبروں میں عذاب سے دوچار ہیں۔ (نسیم الریاض ۲: ۱۳۸)

اس حدیث سے اور اس کی شرح سے جہاں معلوم ہوتا ہے کہ کلام بالارواح کی شریعت میں اصل موجود ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

عذاب قبر مغیبات میں سے ہے اور مغیبات پر ایمان لانا فرض ہے اس لئے کشفِ قبور کو کشفِ کونی کہنا علمی لغزش ہے۔

بحث کی دوسری شق کے متعلق چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(۱) الحاوی للفتاوی ۲ : ۲۹۱۔

امر دوم یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیوی زندگی میں انبیاء کو دیکھتے اور ان سے ملاقات کرتے تھے جیسا کہ گذر چکا ہے کہ انہوں نے عیسیٰؑ کو طواف میں دیکھا اور یہ صحیح ہے کہ آپؐ موسیٰؑ کے پاس سے گذرے جبکہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور یہ صحیح ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ انبیاء زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ اسی طرح جب عیسیٰؑ زمین پر واپس آئیں گے انبیاء کو دیکھیں گے اور ان سے ملاقات کریں گے۔ ان میں سے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عیسیٰؑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام شریعت حاصل کریں گے۔ جن احکام کے وہ محتاج ہونگے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ میراث جن لوگوں کو ملتی ہے ان میں کون سی ایسی خوبی ہے جو دوسرے لوگوں میں نہیں پائی جاتی۔ جب ایسے حضرات کے حالات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سارے کے سارے اصحاب تصوف و سلوک ہی گذرے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس دولت کے ملنے کا واحد ذریعہ تصوف ہے، سلوک ہے اس علم اور فن کی فضیلت کے متعلق علامہ وزیر فرماتے ہیں۔

(یہ علم سلوک) بہت گہرا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ مکاشفہ کی کشتی کے بغیر اس سمندر میں سفر کرنا درست نہیں اور یہ ایک سیاہ رات ہے جس میں مشاہدہ کے چاند کے طلوع ہونے کے بغیر سفر کرنا درست نہیں۔ یہ علوم ضروری اور

Marfat.com

بدیہی ہیں تجربہ سے تواتر کے ساتھ اصحاب ریاضت سے ثابت ہیں۔ جنہوں نے تخلیہ کو لازم سمجھا اور وہ بیداری میں وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو دوسرے لوگ خواب میں دیکھتے ہیں اور وہ مخاطب کو دیکھے بغیر اس کا کلام سن لیتے ہیں۔

الروض الباسم ۲: ۷۵

اب ان حضرات کے واقعات دیکھئے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی تھی۔

حضرت غوث آعظم پیران پیر شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضور نے فرمایا۔ بیٹا تم بات کیوں نہیں کرتے۔ عرض کیا ابا جان! میں عجمی ہوں فصحائے بغداد کی طرح کلام کیسے کرسکتا ہوں۔ فرمایا اپنا منہ کھولو' میں نے منہ کھولا۔ حضور آقائے دوجہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ لوگوں کو حکمت اور مواعظِ حسنہ کے ذریعے اللہ کی طرف دعوت دو۔ پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ ایک ہجوم میرے گرد جمع ہوگیا۔ پھر میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھا۔ انہوں نے بھی مجھے وہی کچھ فرمایا جو حضور آقا مولا سردار انبیاء شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ (الحاوی ۲۴۲) یہی واقعہ امام یافعی رح نے کفایۃ المعتقد صفحہ ۳۸ پر درج فرمایا ہے۔

شیخ خلیفہ بن موسیٰ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ خواب اور بیداری میں کثرت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ ان کے اکثر کام حضور نبی کریم آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقی سے ہوتے تھے خواہ تلقی خواب میں ہو یا بیداری میں اور انہوں نے حضور کو ایک رات میں سترہ مرتبہ دیکھا۔ الحاوی للفتاوی ۲: ۲۴۴

Marfat.com

علامہ صفی ابی عبداللہ محمد بن یحییٰ الاسوانی میں فرمایا :۔
وہ بہت صالح مشہور تھے۔ ابن دقیق العید ابن النعمان اور قطب عسقلانی نے ان کے مکاشفات اور کرامات کا ذکر کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور آقائے دوجہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور مجلس کی۔

شیخ عبدالغفار بن نوح نے اپنی کتاب الوحید میں فرمایا

شیخ ابی العباس المرسی کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوتی تھی۔ جب آپ سلام کہتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے اور جب حضور سے گفتگو کرتے تو حضورؐ اس کا جواب دیتے تھے۔

ابن فارس کی کتاب المنح الالھیہ فی مناقب السادۃ الوفائیۃ میں ہے
ابنِ فارس کہتے ہیں کہ جب میں پانچ برس کا تھا تو شیخ یعقوبؒ سے قرآنِ مجید پڑھتا ایک روز میں ان کے پاس آیا تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عین بیداری میں دیکھا، آپ نے ایک سفید سوتی قمیض پہن رکھی تھی پھر میں نے دیکھا کہ وہ قمیض میں نے پہنی ہوئی ہے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
پڑھ ۔۔۔! میں نے سورۃ والضحیٰ اور الم نشرح پڑھی پھر حضور آقائے دوجہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم غائب ہو گئے۔ جب میری عمر ۲۱ برس کی ہوئی میں نے قرافہ میں صبح کی نماز کی نیت باندھی تو میں نے حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے دیکھا۔ پھر حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ فرمایا، اور فرمایا، اپنے رب کی نعمت بیان کرو۔
معجم شیخ برہان الدین بقاعی میں بیان ہوا ہے۔ " کہتے ہیں امام ابوالفضل

Marfat.com

النویری نے مجھ سے بیان کیا کہ سید نورالدین جب روضۂ اطہر پر حاضری دیتے تو کہتے السلام علیک ایھا النبیؐ۔ جو لوگ وہاں موجود ہوتے وہ روضۂ اطہر سے یہ آواز سنتے کہ وعلیک السلام یا ولدی۔

حافظ محب الدین بن النجار نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے جس کو علامہ سیوطی نے الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۴۴۷ پر بیان فرمایا ہے کہ شیخ عبدالواحد بن عبدالملک نے بیان فرمایا کہ میں نے حج کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جب میں روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابوبکر دیار بکری آئے اور مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر کہا السلام علیک! الخ میں نے روضۂ اطہر کے اندر سے یہ آواز سنی وعلیک السلام الخ اور میرے علاوہ جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے بھی یہ آواز سنی۔

طبقات الشعرانی ۲: ۷۳ سید محمد شاذلیؒ کے ترجمہ میں بیان کیا۔
سید محمد شاذلی کثرت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور آقائے نعمت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ لوگ میری رویت کا انکار کرتے ہیں تو حضور رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تیری تکذیب کی وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہو کر مرے گا۔

سید محمد شاذلی فرماتے تھے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور مشہور حدیث اذکروا اللہ الخ کے متعلق پوچھا کہ ابن حبان نے اکثروا من ذکر اللہ لکھا ہے تو حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ حبان بھی سچا ہے اور پہلی حدیث کا راوی بھی سچا ہے یہ میں نے

Marfat.com

ایک دفعہ وہ الفاظ کہے اور دوسری مرتبہ دوسرے الفاظ۔

پھر اسی صفحہ پر ہے کہ حضور آقائے دوجہاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مابین حجاب حائل ہوگیا اور رویت ختم ہوگئی تھی۔

میں ایک جماعت کو فقہ پڑھانے میں مشغول تھا میرے اور ان کے درمیان بعض علماء کے دلائل کے بارے میں اختلاف واقع ہوگیا۔ میں نے فقہ کا مشغلہ چھوڑ دیا۔ پھر میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا فقہ کا علم آپ کی شریعت میں سے نہیں؟ حضور مختار شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں، مگر فقہا کے دلائل کے رد کرنے میں ادب اور احتیاط لازم ہے۔

طبقات شعرانی: ۱۱ عبداللہ ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیداری میں زیارت اور مجلس کرتا رہتا ہوں۔ ان میں سے ایک شمس الدین حنفی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑے خیمہ میں دیکھا اور دیکھا اولیاء کرام ایک ایک کرکے آتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔ انا نجملہ شیخ مخلص ہیں جب انہوں نے حج کیا اور روضۂ اطہر پر حاضری دی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کا جواب سنا۔

الیواقیت والجواہر: ۱۲۰ انا نجملہ علامہ سیوطی ہیں وہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ کو بیداری میں ستر سے زائد مرتبہ دیکھا۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا۔ میں جنتی ہوں؟ حضور مختار جنت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا بغیر کسی عذاب کے؟ فرمایا تمہارے لئے ایسا ہی ہے۔ شیخ عطیہ کہتے ہیں میں نے علامہ

Marfat.com

سیوطی سے ایک مرتبہ اپنی ایک ضرورت کے سلسلے میں سلطان غوری سے ملنے کو کہا تو علامہ سیوطی نے فرمایا کہ میں بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں۔ (الیواقیت والجواہر)

اگر میں سلطان غوری کی خدمت میں جاؤں تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی — علامہ ذہبی سے شیخ محی الدین ابن عربی کے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا " میں نے کتاب نصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تصنیف کی حافظ ذہبی نے کہا میں یہ گمان نہیں کر سکتا کہ شیخ محی الدین جیسا شخص جھوٹ بولے۔

اور طبقات شعرانی میں شیخ علامہ عبداللہ بن ابی جمرہ، سید شمس الدین حنفی الشیخ مخلص اور کئی دیگر اولیائے کرام کے حالات میں اس بات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ یہ حضرات حالتِ بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کرتے تھے۔

اسی طرح الیواقیت والجواہر میں متعدد اولیائے کرام کے متعلق کلام بالارواح کے سلسلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان حضرات کی ملاقاتِ مکالمہ اور استفادہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

اب ہم ایک ایسی ہستی کا ذکر کرتے ہیں جو اپنے یہاں خوب جانی پہچانی ہے وہ ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

آپ فرماتے ہیں، میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنت نبیاً الخ حدیث کے معنی کے متعلق روحانی طور پر سوال کیا تو حضور کی طرف سے میرے دل پر القا ہوا۔ الخ

۲۔ میں نے حضور آقائے دوجہاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

کان فی عماً کے متعلق روحانی طور پر سوال کیا۔

۳۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی طور پر سبب کے اختیار اور ترک کے متعلق سوال کیا تو حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے دل پر القا ہوا۔ الخ

۴: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی رض پر شیخین کی تفضیل کے راز کے متعلق روحانی طور پر عرض کیا کہ حضرت علی رض نسب کے اعتبار سے افضل ہیں اور سب سے زیادہ شجاع ہیں اور صوفیے تمام کے تمام انہیں کی طرف منسوب ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے قلب پر القا ہوا۔ کہ میری نبوت کے دو پہلو ہیں ایک ظاہر ایک باطن، ظاہری پہلو کا تعلق لوگوں میں عدل قائم کرنا ان کی تالیف اور ان کی ہدایت کا سامان کرنا۔ اس معاملے میں وہ دونوں (شیخین) میرے دست و بازو کی حیثیت رکھتے ہیں اور باطنی پہلو کا تعلق فنا و بقا۔ کے مراتب وغیرہ سے ہے۔ مگر ان سارے پہلوؤں کا منبع اور ماخذ ظاہری پہلو ہے یعنی شریعت ہے۔ (تفہیمات الہیہ ۲۴۹۔

۵۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان (مذاہب اربعہ چار سلسلوں (تصوف) کے متعلق سوال کیا کہ ان میں سے افضل کون سا ہے اور آپ کو سب سے زیادہ پسند کون سا ہے۔ تو حضور آقائے دو جہان محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھ پر القا ہوا کہ تمام مذاہب اور تمام سلسلے یکساں ہیں:۔ تفہیمات الہیہ ۲: ۲۵

تفہیمات الہیہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیسیوں واقعات درج ہیں۔ جن سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ آپ نے بے شمار علمی

Marfat.com

اور دینی مسائل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیا۔

ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کلام کرنا۔ ملاقات کرنا، اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح .... جانشینوں کو حضور رحمتِ دوعالم کی یہ میراث بطور انعام باری ملتی رہی اور ایسے لوگ ہر دور میں موجود رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کلام کرنا۔ ملاقات کرنا۔ زیارت کرنا اصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور صحابہ کرام رضؓ سے اس پر عمل کرنے کی کثیر مثالیں ملتی ہیں۔ طوالت کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کیا گیا۔ پھر اولیاء کرام کی مقدس جماعت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی اس سنت پر عمل کیا۔ یہ سنت مدت سے تقریباً مردہ ہو چکی تھی جس نے اس مردہ سنت کا احیاء کیا۔ وہ تو حضورؐ کے ارشاد کے مطابق سو شہیدوں کے ثواب کا مستحق ہے اس کے برعکس جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ درحقیقت حضورؐ کی سنت کا انکار کرتے ہیں۔ صحابہؓ کے عمل اور ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں اور اولیاء کرام کی مقدس جماعت جس کی تعداد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تک پہنچتی ہے، ان اولیاء کرام کی مقدس جماعت کا انکار کرتے ہیں۔ اور ان پر طعن کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی نے بھی ابن ابی جمرہ کے حوالہ سے اسی قسم کا خیال ظاہر کیا ہے۔ الحادی ۲: ۴۳۹

ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ اس کا منکر یا تو کرامات اولیاء کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب۔ اگر تکذیب کرتا ہے تو اس سے بحث فضول ہے

Marfat.com

کیونکہ وہ اس حقیقت کو جھٹلا رہا ہے۔ جو سنت سے واضح دلائل سے ثابت ہے ۔ الله اگر وہ تصدیق کرنے والا ہے اور اسی قبیل سے ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ پر تو عالم سفلی اور علوی سے خرق عادت کے طور پر بیشمار چیزیں منکشف ہوتی ہیں اور اس تصدیق کے ساتھ انکار جمع نہیں ہوسکتا۔ دیکھیں صفحہ ۱۰۳ پر فرماتے ہیں۔

اگر اس قسم کی شک معتبر قرار دی جائے تو تاریخ اور اسماء رجال کی کتابوں سے اعتبار اُٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ واقعات لکھے ہیں۔ اور الرفع والتکمیل کے صفحہ ۶۴ پر فرمایا۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ ان حضرات نے غلط باتوں پر اتفاق کر لیا ہے تو وہ خود ایک بہت بڑی غلطی کا شکار ہے اگر ان حضرات پر اعتماد نہ کیا جائے تو بیشمار امور میں تعطل پیدا ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں جو علماء مقدمین کی تکذیب کرتا ہے وہ بہت بڑا کذاب ہے۔

ان حضرات کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ کشف قبور اور کلام بالارواح کا انکار کرنا نری جہالت ہے ایسا منکر اس قابل نہیں کہ علمی سطح پر اس سے کوئی گفتگو کی جائے۔

اس سلسلہ میں ایک پہلو ابھی تشنہ ہے کہ یہ نعمت صرف مخصوص حضرات کو ہی کیوں عطا کی جاتی ہے۔

اس کی حکمت حافظ ابن قیم نے بیان فرمائی ہے۔ کتاب الروح صفحہ ۸۱

جب اللہ تعالےٰ اپنے بعض بندوں کو عذاب قبر پر مطلع کرنا چاہے کر دیتا ہے۔ اور بعض بندوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر تمام لوگوں کو مطلع کر دے تو مکلف ہونے اور غیب پر ایمان لانے کا سوال

Marfat.com

اُٹھ جائے اور لوگ دفن کرنا چھوڑ دیتے جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؟ "اگر تم دفن کرنا چھوڑ دیتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تمہیں عذاب قبر سنا دیتا۔ جیسا کہ میں سنتا ہوں۔

اور صفحہ ۸۲ پر فرماتے ہیں : "قبر میں جہنم کی آگ کا دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے ملائکہ اور جنوں کو دیکھنا۔ جب اللہ چاہے دکھا دیتا ہے۔

اور صفحہ ۸۱ پر فرماتے ہیں۔ " اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے بھی وسیع اور عجیب ہے اس نے اس دنیا میں ہمیں اپنی قدرت کی ایسی کثیر نشانیاں دکھائی ہیں جو اس سے بھی بڑھ کر عجیب ہیں۔ لیکن انسان جن باتوں کا علم نہیں رکھتا۔ ان کی تکذیب کی احمقانہ جراٗت کر بیٹھتا ہے۔ ہاں اللہ تعالےٰ جسے اپنے فضل سے بچالے۔ زندیق اور ملحد رسولؐ کی تکذیب کے سوا کر ہی کیا سکتے ہیں۔

اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کی حکمت یوں بیان فرمائی ہے۔ فتح الباری ۳ : ۱۶۲

اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان چیزوں کے مشاہدے سے عام لوگوں کی نگاہ کو روک رکھا ہے ایسا نہ ہو کہ وہ دفن کرنا ہی چھوڑ دیں اور ان مادی اعضاء کو یہ قدرت ہی نہیں دی گئی کہ عالم ملکوت کے امور کا مشاہدہ کر سکیں۔

تشریح :۔ حافظ ابن قیم کے بیان سے چند امور کی وضاحت ہوتی ہے۔

۱۔ عذاب و ثواب قبر کے متعلق اللہ تعالےٰ اپنے خاص خاص بندوں کو مطلع فرماتا ہے۔

۲۔ عوام کو مطلع نہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس دارالتکلیف میں ایمان بالغیب کا سوال اُٹھ جاتا ہے اور لوگ ڈر کے مارے مردوں کو دفن کرنا ہی چھوڑ دیتے۔

Marfat.com

۳: عذاب و ثواب قبر کا تعلق عالم ملکوت سے ہے عالم کونی سے نہیں لہٰذا کشفِ قبور کشف کونی نہیں۔ جن حضرات نے اسے کشفِ کونی کہا ہے اُنہوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔

۴: کشفِ قبور میں اموات اور عذاب و ثواب کو دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے جنّات اور ملائکہ کو دیکھنا۔ کیونکہ روح اور عذاب و ثواب قبر بھی لطیف اور جنّات و ملائکہ بھی لطیف ہیں۔

۵۔ عذاب و ثوابِ قبر بھی ملکوت سے ہے اور عالم ملکوت کی چیزیں مادی آنکھوں سے نہیں دیکھی جا سکتیں۔ اور یہ باتیں مادی کانوں سے نہیں سُنی جا سکتیں۔ بلکہ اس کا ذریعہ قلب و روح کی آنکھیں اور کان ہیں اور یہ خاص اولیاء اللہ کو عطا ہوتی ہیں۔ اس لئے کشف و قبور اور کلام بالارواح اللہ کے خاص بندوں کا حصّہ ہے۔

۶:۔ کشفِ قبور اور کشفِ ملائکہ کا انکار صرف ملحدین، زندیق اور مکذبینِ رسولؐ کرتے ہیں۔

گذشتہ صفحات میں اولیاء کرام کے متعدد واقعات درج کئے گئے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکالمہ یا معانقہ یا مصافحہ کیا اور حضورؐ سے استفادہ کیا۔ اس سلسلے میں علامہ سیوطی کا ایک قول پیش کر دینا ضروری ہے جو قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے

الحاوی ۲: ۴۵۳

ان ساری احادیث اور منقولات کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد اور روح کے ساتھ زندہ ہیں آپ زمین کے جس حصّہ میں اور عالمِ ملکوت میں جانا چاہیں جا سکتے، اور تصرّف کر سکتے ہیں، جیسا

Marfat.com

زندگی میں کر سکتے تھے اور آپؐ اسی ہیئت میں زندہ ہیں جس ہیئت میں قبل از وفات تھے۔ اس میں تغیر نہیں آیا اور آپ ایسے ہی پوشیدہ ہیں جیسے ملائکہ جو زندہ ہیں۔ جب اللہ چاہے اور جس شخص کے لئے چاہے حجاب اٹھا دیتا ہے اور اسے حضور کی زیارت سے مشرف کرتا ہے اور وہ شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی ہیئت پر دیکھتا ہے اس میں کوئی مانع نہیں اور عالمِ مثال سے اس رویت کا کوئی تخصص نہیں۔

میں کہتا ہوں اس سے ظاہر ہے کہ اربابِ حال کو یہی حالت پیش آتی ہے اور اسی حالت میں مشاہدہ کرتے ہیں اور سنتے ہیں جو سنتے ہیں اور صحابہ کرام رضؓ تو ارباب حال کے سردار ہیں۔ الحادی للفتاوی ۲: ۲۶۰

علامہ سیوطی کے قول سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روح مع الجسد کے زندہ ہیں۔

۲۔ حضور آقائے دوجہاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حیات ایسی ہے کہ عوام کی نگاہ سے اوجھل ہیں۔ جیسے ملائکہ زندہ ہیں مگر عوام کی نگاہ سے اوجھل ہیں۔

۳:۔ جب اللہ تعالےٰ اپنے کسی خاص بندے کو حضور رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرانا چاہتا ہے تو وہ حجاب اٹھا دیتا ہے۔

۴: اس روایت میں صورت مثالی کی تخصیص نہیں۔

۵: یہ ساری باتیں ان احادیث اور علمائے ربانی اور اولیاء کرام سے منقول واقعات کا ماحصل ہے جو اس سلسلے میں مختلف کتابوں میں محفوظ ہیں اور ہم تک پہنچی ہیں۔

اس کے باوجود اس حقیقت کے انکار میں جو آوازیں اٹھ رہی

Marfat.com

ہیں یا اُٹھائی جا رہی ہیں اس کا سبب کیا ہے۔؟ سید محمد حریری نے اپنی کتاب الروح وما ہیتہا صت ۲۶ پر بیان کیا ہے۔

لوگ ان کرامات اولیاء کا انکار بوجہ حجاب کی کثافت، گناہوں کی آلودگی اور دنیا سے تعلق کے کرتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ چاہتے ہیں کہ اولیاء کے اسرار سے مطلع ہو جائیں جو محال ہے ان منکرین میں ان ظالم علماء کا ذکر خصوصیت سے آتا ہے جو عارضی دینوی اغراض سے چمٹے ہوئے ہیں۔ جو حریص الطبع ہیں اور حکام اور امراء کے دروازوں پر جُبہ سائی کر رہے ہیں پھر چاہتے ہیں کہ ان اسرار کو دیکھ لیں، حالانکہ ان کے نفوس ان آلودگیوں سے ملوث ہیں جب انہیں یہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی تو کراماتِ اولیاء کا انکار کر دیتے ہیں اور اسے محدود علم ظاہری میں محصور سمجھتے ہیں وہ سب کے سب یا غالب اکثریت اپنی جانوں کے لئے، اور دوسرے لوگوں کے لئے شر اور وبال ہیں اور وہ بنی اسرائیل کی مانند ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے ہیں۔ مگر جب انہیں دیکھتے ہیں جحود، حسد اور بغض کی وجہ سے انکار کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

طبقاتِ شعرانی ۲ : ۵، حضرت شاذلیؒ کا فرمان۔ " میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مجھے حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا میں مردہ نہیں ہوں میری موت عبارت ہے اس شخص سے پوشیدہ ہونا جس کو اللہ کی طرف سے بصیرت حاصل نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ بصیرت دے تو مجھے دیکھتا ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ وہ جواب جو اشکال کو زائل کر دیتا ہے۔ وہ بات ہے جو ہمارے بعض مشائخ نے فرمائی ہے کہ موت بہ نسبت انبیاء اور شہداء

Marfat.com

کے عدم محض نہیں کیونکہ وہ زندہ موجود ہیں۔ اگرچہ ہم نہیں دیکھتے تفسیر جمل ۴-۹۱۰
اسی طرح کتاب الروح صہ۴۳ ۔ ابن قیم نے فرمایا۔ انبیا کی موت اسکے
علاوہ کچھ نہیں کہ ہم سے غائب کئے گئے ہیں۔ اس حیثیت سے کہ ہم انہیں نہیں
دیکھتے اگرچہ وہ موجود ہیں زندہ ہیں اور زندگی ان کی مثل فرشتوں کے ہے۔
پس وہ فرشتے زندہ ہیں موجود ہیں اور ہم انہیں نہیں دیکھتے۔

اور آخر میں صاحب روح المعانی کا ایک قول سُن لیجئے۔ کرامات اولیاء
کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" اور یہ بات بڑے بڑے صوفیوں میں مشہور ہے اور درست اور یہ
مسافت کو طے کئے بغیر ہے اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ صرف اپنی
بڑائی جتانے کے لئے ایسا کرتا ہے اور یہ حرکت صرف ایک جاہل اور دشمن
ضدی، عنادی ہی کر سکتا ہے۔ (روح المعانی ۲۳ : ۱۳)

روح زندہ ہے! اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ اصول پیش نظر ہے کہ
معارف یا کمالات علمی روح اس دُنیا میں رہ کر حاصل کرتی ہے۔ وہ
بعد از مفارقت بدن اس سے سلب نہیں کئے جاتے بلکہ ان مکسوبہ علوم و معارف
میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور روح کے ادراکات وسیع ہو جاتے ہیں
روح میں بولنے، سُننے اور دیکھنے کی قوت باقی رہتی ہے۔ یہ روح کی ذاتی
صفات ہیں۔ پس روح زندہ ہے، کلام کرتی ہے دیکھتی ہے، سُنتی ہے، کلام کا
جواب دیتی ہے۔

یہ ایک اتفاقی مسئلہ ہے۔ حضرت امام غزالی نے احیاء میں مفصل فرمائی
ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔ فَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ لَا يَمُوتُ وَعِلْمُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا يُمْحَى وَصَفَاءُهُ
لَا يَتَكَدَّرُ۔ احیاء علوم الدین: ۱۵" مومن کا قلب نہیں مرتا اس کا علم اس سے سلب نہیں کیا جاتا اسکی صفائی کو مکدر

Marfat.com

دوسرا مسئلہ یہ بات کہ سماع موتیٰ کا مسئلہ کشف سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں گفتگو کا حق بھی اصحابِ کشف کو ہے جیسے کہ صاحب کشف الاستار نے وضاحت فرمائی ہے

"خوب سمجھ لو کہ بہترین بات اور منتہائے مقصود یہ ہے کہ (سماع موتیٰ) کا مسئلہ اس قبیل سے نہیں کہ لفظوں سے کھیلنے والے اس بحث میں پڑیں یا محض نقل کرنے والے اسے نقل کر دیں یہ تو انکشافِ صفاتی سے ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بعض اولیاء پر منکشف فرماتا ہے۔

(کشف استار حاشیہ درمختار۔ باب فی الیمین و فی الضرب و القتل)

بعد موت جسمانی روح کا علم اور حافظہ موجود رہتا ہے

قَالَ تَعَالیٰ . قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ۝ (یٰس) "ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو۔ کہنے لگا کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت داروں میں شامل کر دیا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ قوم نے جو سلوک اس مرد مومن کے ساتھ کیا تھا وہ اُسے یاد تھا۔ اس نے یہ بات بھی اظہارِ افسوس کے طور پر کی۔

رُوح سُنتی بھی ہے :

قَالَ تَعَالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ۝ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ۝

"اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار مجھ کو دکھا دیجئے۔ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے۔ ارشاد ہوا۔ اچھا تو تم چار پرندے لو۔ پھر انہیں پال کر اپنے لئے ہلا لو۔ پھر

Marfat.com

ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصّہ رکھ دو۔ پھر ان سب کو بلاؤ۔ دیکھو
تمہارے پاس سب دوڑتے چلے آئیں گے ۔۔۔"

امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں معتزلہ کا رد ان الفاظ سے فرمایا:۔
"آیت اس حقیقت پر دال ہے کہ پرندوں کے اجزاء نے آواز کو سُنا،
سمجھا اور چلنے پر قادر ہوئے باوجودیکہ اس بات کے کہ اجزاء تھے پس یہ
آیت اس امر پر دلیل قاطع ہوئی کہ حیات کے لئے وجود صحیح کا ہونا شرط نہیں" (تفسیر کبیر)
آیت اپنے مفہوم کے اعتبار سے واضح ہے۔ روح کے سماع میں اختلاف ہے ہی نہیں۔

علامہ سلفی نے کہا کہ قبر میں عود روح الی البدن ثابت ہے اور تمام
موتی کے لیے ہے اور یہی صحیح مذہب ہے۔ خلاف صرف روح کے بدن
میں ہمیشہ رہنے میں ہے ۔۔" شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور ۹)

"شیخ الاسلام علامہ ابنِ حجر سے سوال کیا گیا کہ وقت سوال وجواب
میّت کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ یا حالتِ فراش میں ہی سوال ہوتا ہے۔
تو جواب دیا۔
بٹھایا جاتا ہے۔ پھر سوال ہوا روح بدن اوڑھ لیتی ہے۔ جواب دیا۔
ہاں مگر احادیث میں آتا ہے کہ روح کا تعلق بدن کے اوپر کے حصّے سے ہوتا
ہے ۔۔" (ایضاً ۲۰) پھر چند سطور کے بعد فرمایا۔
"اور یہ تعلق روح کا بدن سے ہمیشہ رہتا ہے۔ اگرچہ جسم ریزہ ریزہ
اور چورا چورا ہو جائے ۔۔۔"

تشریح: قبر میں میّت سے سوال وجواب کے وقت روح کا تعلق بدن
سے پیدا ہو جاتا ہے۔ روح کا تعلق جسم کے بالائی حصّہ سے ہوتا ہے۔
کیونکہ قلب بالائی حصّہ میں ہے اور سمجھنے کا آلہ ہے۔

Marfat.com

قبر میں انبیاء زندہ رہتے ہیں! پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ آئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور) سے کپڑا اٹھایا۔ بوسہ لیا۔ اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ آپ حیات میں اور بعد پردہ فرمانے کے پاکیزہ ہی رہے۔

صاحب فتح باری نے فرمایا۔ کہ اس سے احسن جواب یہ ہے کہ کہا جائے۔ کہ روضۂ اطہر حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا کی زندگی ایسی دائمی ہے جس کے بعد موت نہیں اور انبیاء قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ۷)

تشریح: قبر میں یہ سوال کے وقت روح کا جو تعلق بدن سے پیدا ہوتا ہے وہ انبیاء کے اجساد کے ساتھ دائمی رہتا ہے۔ اس تعلق کو توڑا نہیں جاتا۔ اسی تعلق کی وجہ سے انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔

عذابِ قبر جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے

اس پر اجماعِ امت ہے کہ ثواب و عذاب قبر روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔ "تفسیر مظہری - ۸ : ۷"

" اور بے شمار احادیث عذابِ قبر پر دلالت کرتی ہیں۔" اور اس پر سلفِ صالحین کا اجماع ہے۔"

" اوّل یہ کہ میت قبر میں زندہ ہوتا ہے۔

اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے (حاشیہ خیالی : ۸۱۱)

" قبروں میں مردوں کا زندہ ہونا۔ منکر نکیر کا سوال کرنا"

Marfat.com

عذاب قبر کافر اور فاسق کے لئے ہونا سب حق ہے۔ اس پر سلف صالحین کا اتفاق ہے۔ (شرح مواقف ۱۵)

تشریح: ثواب و عذاب قبر چاہتے ہیں حیات کو۔ حیات چاہتی ہے تعلق روح کا بدن سے۔ اور یہ چاہتا ہے عود روح الی الجسد کو اور عود روح متواترات سے ہے اور عذاب و ثواب روح و بدن دونوں پر اجماعِ اُمت ہے۔ اور یہی مذہب اہلِ سنت و جماعت کا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو تعلیم دی ہے کہ جب قبرستان سے گزریں تو کہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ (یہ خطاب سلام کہنا) اس شخص کے لئے ہے جو سنتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بمنزلہ خطاب معدوم اور پتھر کے تھا۔ اور یہ محال ہے) سماع موتیٰ پر سلف صالحین کا اجماع ہے۔ اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ میت اس زندہ کو پہچانتا ہے۔ جو اس کی زیارت کو جاتا ہے اور خوش بھی ہوتا ہے۔ پھر ابن کثیر نے فرمایا۔ یہ خطاب ایسے آدمی کے لئے ہوتا ہے جو سنتا ہے سمجھتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے خواہ سلام کہنے والا جواب سُنے یا نہ سُنے۔ تفسیر ابن کثیر ۳ : ۴۳۹

تشریح! اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر سے مراد یہی گڑھا ہے۔ ـــــ اسی میں عذاب ہوتا ہے۔ بدن اسی گڑھے میں ہے ہاں یہ برزخ کا حصہ ہے۔ جیسے انسان دنیا میں آباد ہے۔ مگر زمین کے کسی حصہ میں آباد ہوتا ہے۔ اسی طرح میت برزخ میں ہے۔ مگر کسی حصہ میں ہے اور وہ حصہ قبر ہے۔ جس میں مدفون ہے۔

سوال: اگر قبر سے عالم برزخ مراد نہ لیا جائے بلکہ یہ گڑھا مُراد ہو تو

Marfat.com

کئی حدیثوں کی تکذیب لازم آئے گی ۔ مثلاً جس میت کو درندے کھا گئے پانی میں ڈوب گیا ۔ آگ میں جل گیا تو اس کی قبر کہاں ۔ پس قبر کے ایسے معنیٰ عام لئے جائیں جس میں تمام افراد شامل ہوں، نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں کسی کو خونی نہر میں معذب پایا کسی کو تنور میں وغیرہ ۔ حالانکہ وہ قبر میں نہ تھے ۔

الجواب :- علامہ ابن حجر فرماتے ہیں :— " عذاب کی نسبت قبر کی طرف بوجہ اکثریت کے کی گئی ہے کہ اکثر قبر ہی میں عذاب ہوتا ہے ۔ اور غالب حکم یہی ہے کہ میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے ۔ "

تشریح : اس سے معلوم ہوا کہ قبر میں دفن کرنا ایک قانون ہے ۔ اس کے خلاف واقعہ شاذ ہوگا جو قانون کو توڑ نہیں سکتا ۔

پانی میں ڈوب جانے کے متعلق قرآن مجید میں بتا دیا کہ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۔ فرعونی غرق کیے گئے اور فوراً آگ میں داخل کر دیئے گئے ۔ یعنی جہاں بدن کے ذرات ہوں گے ان سے روح کا تعلق عذاب و ثواب کے لئے لازمی ہوگا ۔

آگ میں جل جانے کے متعلق بخاری میں صاحبِ وصیت کا واقعہ موجود ہے جس نے وصیت کی تھی کہ میرے جسم کو جلا دیا جائے ۔ راکھ کو پانی میں پھینک دیا جائے ۔ کچھ ہوا میں اُڑ دیجائے وغیرہ ۔ اللہ تعالےٰ نے اجزا کو جمع کر کے زندہ کیا اور سوال کیا ...... الخ ...... زندہ کرنا بتاتا ہے کہ سوال وجواب کے وقت بدن میں روح آجاتی ہے صاحبِ وصیت کی روح تو زندہ تھی ۔ پھر ذرات کا جمع کرنا اور زندہ کرنا بتاتا ہے کہ روح کا تعلق بدن سے قائم کیا گیا ہے ۔ رہا یہ امر کہ شبِ معراج میں

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوح کو معذب پایا نہ کہ جسم کو تو ثابت کیا جا چکا ہے کہ رُوح اور جسم دونوں کو عذاب ہوتا ہے ــــ اور رُوح جہاں بھی ہو اس کا تعلق بدن سے رہتا ہے۔ شبِ معراج میں برزخ میں رُوح کو معذب دیکھنے سے جسم کے عذاب کی نفی کیسے لازم آئی۔ خوب سمجھ لو کہ بدن کو عذاب نہ ہوتا تو اعادۂ رُوح کی حاجت نہ تھی۔ رُوح جہاں ہوتی عذاب ہو جاتا۔ اور یہ کہ قبر سے گڑھا مُراد ہے ورنہ تعاد الروح الی جسدہ بے فائدہ ہے یعنی رُوح تو پہلے برزخ میں تھی۔ پھر اعادہ برزخ سے برزخ کی طرف کیونکر ہوا۔

سوال: حضرت فاروقِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سماعِ موتیٰ کا انکار فرماتے ہیں، آخر کیوں ؟

الجواب:- فاروقِ اعظم رضہ کے مبیّنہ انکار کی بنیاد جس روایت پر رکھی گئی ہے وہ صرف مسئلہ دریافت کرنے کے لئے تھی، اس کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں :-

" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ جب کسی قوم پر فتح پاتے تو تین دن وہاں قیام فرماتے۔ جب بدر میں تیسرا دن آیا تو سواری کا حکم دیا۔ اس پر پالان رکھا گیا۔ پھر آپ بدر کے گڑھے کی طرف چلے گئے اور اس کنوئیں کے کنارے کھڑے ہوئے جس میں صنادید قریش کی لاشیں پڑی تھیں، پھر ان کا نام لے لے پکارنے لگے..... پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ سُنتے ہیں۔ حضور نے جواب دیا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے۔ تم ان سے زیادہ نہیں سُن سکتے " الخ مشکوٰۃ باب حکم الاسراء ص ۳۴۵)

تشریح: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سوال

Marfat.com

انکار پر مبنی نہیں تھا، بلکہ دریافت مسئلہ کے لئے تھا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سُنا کہ "تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے"، تو کیا عمر فاروق رضی جیسے شخص کے انکار کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے۔ اس کے بعد انکار انکار تو کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تعجب ہی کی کوئی دلیل پیش کیجیے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تعجب اس بات پر تھا کہ ان کو مرے ہوئے تین دن گزر گئے ہیں۔

نکرین کے سوال وجواب کا وقت تو گزر چکا تو کیا اب بھی یہ لوگ سُنتے ہیں؟ اس امر کی شہادت دوسری روایت سے ملتی ہے۔

ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی۔ حضور رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے متعلق پُوچھا تو بتایا گیا کہ وہ مر چکی ہے۔" الترغیب :- ۱۹۲

دوسری روایت عبداللہ ابن مرزوق سے! ابنِ مرزوق کی روایت ہے ---------- کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر کے پاس سے گزرے، پُوچھا یہ کس کی قبر ہے۔ عرض کیا اُمّ محجن کی۔ فرمایا جو مسجد میں جھاڑو دیتی تھی۔ عرض کیا جی ہاں۔ پھر صف باندھی گئی۔ نمازِ جنازہ پڑھی۔ پھر اُمّ محجن سے سوال کیا تم نے کونسا عمل افضل پایا۔ صحابہ رضہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کیا یہ آپ کی آواز سُن رہی ہے، فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سُن سکتے۔ پھر عورت نے جواب دیا۔ مسجد میں جھاڑو دینے کے عمل کو افضل پایا۔ الترغیب ۱ : ۱۹۷

تشریح: ان احادیث سے دوام سماع کا ثبوت مِلتا ہے۔ اُمّ محجن ---- سے حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دنوں کے بعد

Marfat.com

پوچھا کہ تو نے کس عمل کو افضل پایا تو اس نے جواب دیا۔ معلوم ہوا کہ "میت سے سوال وجواب کے لئے وقت کی قید جو منکرین سماع موتی پیش کرتے ہیں غلط ہے۔ مشکوٰۃ اور ابنِ غیب کی روایات ملانے سے یہ معلوم ہوا کہ سماع موتی کا ثبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صورت میں تین دن اور دوسری صورت میں کئی دن کے بعد ثابت ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رض کی زبانی ایک روایت ملاحظہ ہو:۔

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ وَ یَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اسْتَاْنَسَ بِہٖ وَ رَدَّ عَلَیْہِ۔

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور قبر کے پاس بیٹھے تو وہ میت اس سے مانوس ہوتا اور سلام کا جواب دیتا ہے۔"

(تفسیر ابنِ کثیر ۳: ۴۳۷ اور کتاب الروح: ۵

یہ حدیث سماع موتی کے حق میں واضح ہے مگر منکرین اس پر جرح کرتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے لیکن جب اس کے شواہد مرفوع حدیثیں موجود ہیں۔ جیسا:۔

"ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے صحت کے ساتھ مرفوعاً مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جب کوئی شخص جو اپنے اس مسلمان بھائی کی قبر سے گزرے جو اُسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اسے سلام کہے تو اللہ تعالیٰ میت کی روح کو لوٹا دیتا ہے اور وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی

Marfat.com

آدمی ایسے آدمی کی قبر سے گزرے جسے وہ پہچانتا ہو اور وہ سلام کہے تو میت اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ تفسیر ابن کثیر ۳: ۴۸۳

ثُمَّ قَالَ هٰذَا بَابٌ فِيْهِ اٰثَارٌ كَثِيْرَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ

پھر ابن کثیر نے فرمایا کہ سماع میت کے بارے میں صحابہؓ کے بہت سے آثار منقول ہیں تفسیر ابن کثیر ۳: ۴۳۹

تشریح : جو معارف اور کمالات علمی انسان نے دنیا میں حاصل کیے۔ وہ بدن کی مفارقت کے بعد روح سے سلب نہیں کیے جاتے بلکہ برزخ میں جا کر دنیا کے مقابلے میں زیادہ واضح اور وسیع ہو جاتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا دنیا کا کوئی انسان برزخ میں ملاقات کر سکتا ہے یا نہیں!

حضورؐ کی انبیاءؑ سے ملاقات!

واقعۂ معراج کے سلسلہ میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :۔

ثُمَّ لَقِيَ اَرْوَاحَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَثْنَوْا عَلٰى رَبِّهِمْ۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء سے ملاقات کی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت وثنا کی۔ تفسیر ابن کثیر : ۳-۱۸

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ :۔ حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ آپس میں قیامت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ سب نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر حضرت موسیٰؑ پھر حضرت عیسیٰؑ کی طرف۔ مگر سب حضرات نے فرمایا ہمیں قیامت کے متعلق کوئی علم نہیں۔ تفسیر ابن کثیر ۳ : ۱۶

Marfat.com

ان روایات سے ثابت ہوا کہ حضورؐ نے انبیاء سے ملاقات کی۔

یہ اصول پیشِ نظر رہے کہ جو کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یا انکار نہیں کیا۔ یا کام کسی نے آپؐ کے سامنے کیا اور آپ نے پسند فرمایا۔ آپؐ نے کسی کام کا اشارہ فرمایا، یا سوچا، یا قصد فعل کیا، یہ سب اقسام حدیث ہیں اور اُمت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر فعل میں شریک ہے، جب تک تخصیص کی کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فعل کی تفصیل تو ہم نے بیان کر دی اب اُمت میں اس کی مثالیں دیکھئے۔

حرہ کی جنگ کے سلسلے میں سعید بن عبد العزیز کی زبانی حضرت سعید بن المسیب کا واقعہ سُنیئے۔

" فرمایا۔ ایام حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔ اور سعید بن المسیب برابر مسجد نبوی ہی میں رہے۔ اور انہیں نماز کے وقت کا علم صرف اُس آواز سے ہوتا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

روضۂ اطہر سے سنائی دیتی تھی۔ (مشکوٰۃ ۵۴۵)

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ " شرک و بدعت میں یہ چیز داخل نہیں جو روایت کی گئی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کا جواب سُنا۔ اور باقی اولیاء اللہ کی قبروں سے بھی سُنا۔ اور یہ کہ سعیدؓ بن المسیب نے ایام حرہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین دن اذان کی آواز سُنی۔ اس قسم کے تمام واقعات حق ہیں۔ مگر میری بحث ان واقعات سے نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑے بڑے واقعے ہوئے ہیں۔ جیسے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و

Marfat.com

کے روضہ اطہر کے پاس آیا اور عام رمادی قحط سالی کی شکایت کی۔ اس نے حضور کو دیکھا کہ آپ اسے حکم دے رہے ہیں کہ عمرؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ "نماز استسقاء پڑھائیں" یہ واقعات شرک و بدعت کے باب سے نہیں ہیں۔ اس قسم کے کثیر واقعات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ آپؐ کی اُمت کے بزرگانِ دین سے بھی ثابت ہیں۔ (اقتضائے صراط مستقیم)

یہ قحط سالی کا واقعہ فتح الباری میں ابن ابی شیبہ کی روایت سے باسناد صحیح مرقوم ہے۔ فتح الباری بخاری ۲۔ ۳۳۸

تشریح:۔ ان احادیث سے ان کی نظر آنا، کلام کرنا، اور علم ہونا، حالات یاد ہونا، زندہ کو سلام بھیجنا، ان سے استفادہ ثابت ہوا۔ قحط کی شکایت کرنے والے بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ کلام سُنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام دیا۔ سعید بن المسیب نے بیداری میں آذان کی آواز سُنی۔

یہ ہیں ان سے کسبِ فیض کے سمعی دلائل۔ یہ ہے سنّتِ رسولؐ جسے مُسلمان بھول چکے ہیں۔ آج اس سنّت کو دوبارہ جو شخص اُجاگر کرے گا وہ سو شہیدوں کا ثواب حاصل کرے گا۔ افسوس ہے ان علماء پر جو تصوف و سلوک کو بدعت کہتے ہیں۔ سلوک اور باطنی فیض حاصل کیے بغیر یہ سنّت زندہ نہیں ہو سکتی۔

جہاں تک ذوقی دلائل کا تعلق ہے صوفیہ کافۃً اور محققین علمائے ظواہر اس پر متفق ہیں۔

خواص اُمت کو ان سے فیض ملتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ کیسے ملتا ہے تو اس حقیقت کا

Marfat.com

سمجھ میں آنا عارفین کاملین کا دامن پکڑے بغیر محال ہے۔ اس کا تعلق ظاہری علم سے نہیں کہ کتابوں سے پڑھ کر آدمی ان سے اخذ فیض کا طریقہ سیکھ لے۔ اس شعبہ میں آکر ایک عام جاہل آدمی اور عالم ظاہر میں کوئی فرق نہیں۔ فرشتے بڑی مقدس ہستیاں ہیں مگر شادی کی کیفیت اور شہد کی لذت سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس لئے مَنْ ذَاقَ ذَاقَ وَمَنْ وَجَدَ وَجَدَ پر اکتساب فیض کا طریقہ یہی ہے کہ کسی کامل کی شاگردی اختیار کرو۔ رضائے الٰہی مقصد رکھو۔ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ درود شریف کی کثرت کرو سیہ نشانات راہ نظر آجائیں گے۔

کیا صحابہؓ کرام سے اس قسم کے واقعات منقول ہیں۔ اسکا جواب سنیئے

"ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم کے کسی صحابی رضؓ نے قبر پر خیمہ لگایا۔ اسے قبر کا کوئی خیال نہ تھا۔ اچانک کیا دیکھتا ہے کہ انسان قبر میں سورۂ تبارک الذی پڑھ رہا۔ مشکوٰۃ ۱۸۷ کتاب فضائل القرآن۔

کشفِ قبور!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مشرکین کی اولاد کے متعلق سوال کیا تو حضور نے فرمایا۔

اِنْ شِئْتِ اَسْمَعْتُکِ تَضَاغِيْهِمْ فِي النَّارِ۔ اگر تم چاہتی ہو تو میں ان کی آوازیں دوزخ سے تمہیں سنا دیتا ہوں — ابن کثیر ۳: ۳۱

نیز مشکوٰۃ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ

فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ اَسْمَعُ مِنْهُ۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں دعا کرتا اور اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سنا دیتا جو میں سنتا ہوں۔)

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ صوفیہ کرام مسئلہ کلام بالا رواح

Marfat.com

ہیں سنت نبویؐ اور سنت صحابہ کے صحیح متبع ہیں) اور اولیاء کرام کا تمام تر سرمایہ اللہ اور رسول پاک کی محبت اور عشق ہے۔ اور زیارتِ رسول دراصل محبت رسولِ پاک ہی کا ثمرہ ہے۔ تو اِن محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیارت رسول پاکؐ نہ ہو تو اور کسے ہو۔ ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ

" اِن میں ایسے لوگ اکثر پائے جاتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ان کے سامنے کیا جائے تو زیارتِ رسولِ پاکؐ کے مشتاق ہو جاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال ماں باپ اور مال و اسباب کو چھوڑ کر زیارتِ رسولِ پاکؐ کے لئے چل کھڑے ہوتے ہیں، اور اپنے آپ کو سخت خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ کہ کسی طرح زیارت ہو جائے اور اس کا خبر دینے والا اس کی ذات سے وجدان صحیح ہے اور مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اس قسم کے آدمی زیارتِ رسولؐ روضۂ اطہر اور اِن نشانات کی زیارت جہاں حضور پاکؐ بیٹھے یا کھڑے ہوئے اپنے جان و مال اور اہل و عیال سے مقدم سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دِل کی گہرائیوں میں محبتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیوست ہو چکی ہے۔ ہاں غفلت کے طاری ہونے سے یہ حالت جلد زائل ہو جاتی ہے۔ فتح الباری : ۴۵

تشریح : زیارت روضۂ اطہر، محبت رسولؐ میں داخل ہے۔ ۔۔۔۔۔۔ ان مقاموں کا دیکھنا جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدمِ مبارک رکھے۔ محبتِ رسولِ پاک میں داخل ہے۔ جب روضۂ اطہر کی مٹی کی زیارت محبت میں داخل ہے تو عین ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کی شان کیا ہوگی۔ مگر یہ دولت اس وقت نصیب ہوتی ہے۔ جب اتباعِ سنت رسولِ پاکؐ اور عشق و محبت کا جذبہ درجہ کمال تک پہنچ جائے۔

Marfat.com

کیونکہ محبت رسولِ پاک کی انتہا اتباعِ سنت رسول پاک ہے۔ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ۔ جس نے میری سنت سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ ہاں یہ محبت اس وقت زائل ہو جاتی ہے جب قلب پر غفلت کے پردے پڑ جائیں۔ صوفیہ نے اس غفلت کو دور کرنے کا طریقہ سکھایا۔ وہ وسائل اور ذرائع بتائے جنہیں اختیار کر کے غفلت کو دور کیا جا سکتا ہے۔ محبت کو جلا دی جا سکتی ہے۔ پھر دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری، زیارت اور کلام کا شرف بھی حاصل ہو جاتا ہے اور اللہ کا فضل شامل حال ہو تو اس مقام پر پہنچ کہ یہ محبت کا رشتہ دائمی ہو جاتا ہے۔

قبروں پر جانا اور دعا کے آداب :

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مشائخ کی قبروں پر یا دوسری قبروں پر جا کر ان کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا یا بیٹھنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ممنوع ہے۔

سب سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ دعا کرنے کے خاص آداب ہیں اور ان آداب کا لحاظ رکھنا اتباعِ سنت میں داخل ہے۔

امام نووی ؒ نے کہا کہ علماء نے کہا ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ ہر وہ دعا جو دفع بلا کے لیے ہو اس میں ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں کہ ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف ہو اور وہ دعا جو کسی چیز کی طلب و حصول کے لئے ہو اس میں ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں (فتح الباری) ۲ : ۲۵۲

اور علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا کے پھیلانا

میں کہتا ہوں کہ اس امر پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تیس

Marfat.com

حدیثیں: اں ہیں جو مختلف قسم کی دعا کرنے کے سلسلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

سلمان فارسی رض کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالے بڑا حیادار اور سخی ہے۔ جب بندہ ہاتھ اٹھا کر اس سے سوال کرتا ہے تو اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دینے میں اللہ کو حیا آتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور آقائے دو جہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی بڑا رحیم وکریم ہے۔ اسے حیا آتی ہے کہ جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے تو وہ ان میں کوئی چیز نہ ڈالے۔

مالک بن یسار رض فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے سے کچھ مانگو تو ہاتھوں کو اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں۔ ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف نہ ہو

(تحفۃ الذاکرین - ۴۲)

تشریح! ان روایات سے ثابت ہوا کہ :- (۱) دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔

۲- دفع بلا کے لئے دعا کرتے وقت ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف ہونا اور طلب وحصول شئ کے لئے دعا کرتے وقت ہتھیلیاں آسمان کی طرف کرنا باتفاق علماء مسنون ہے۔

رہا یہ سوال کہ دعا کے وقت ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں تو اس کا جواب متکلمین کی زبانی سنئے!

اگر کہا جائے کہ دعا کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ جہت بلندی کی ہے۔ یعنی اللہ تعالی کے لئے جہت

Marfat.com

ثابت ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ آسمان دُعا کا قبلہ ہے۔ اس قبلہ کی طرف ہاتھوں کا رُخ کیا جاتا ہے۔ جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے۔ اس قبلہ کی طرف ہاتھو کا رُخ کیا جاتا ہے۔ جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے۔ اس لئے نماز میں چہرہ اور سینہ کا رُخ اس طرف ہوتا ہے۔ (مسامرہ صـ۳۰)

اور امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ اسی طرح آسمان قبلہ ہے دُعا کا جیسے کعبہ قبلہ ہے۔ نماز کا۔ اور نماز میں جو معبود ہے اور دُعا میں جو مقصود ہے وہ اس بات سے پاک ہے کہ کعبہ یا آسمان میں حلول کرے۔
(الاقتصاد فی الاعتقاد صـ۲۳)

تشریح: معلوم ہوا کہ جس طرح کعبہ کی طرف رُخ کئے بغیر نماز ادا کیجائے تو نماز ادا نہیں ہوتی اور نہ ہی قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح ہاتھ اٹھائے بغیر دُعا کیجائے تو وہ دُعا قبول نہیں ہوتی۔

۲۔ یہاں یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر قبر کے پاس ہاتھ اُٹھا کر دُعا نہ کیجائے تو مقبول نہیں۔ اگر دُعا مقبول نہیں تو میت کو اُس کس چیز کا ملے گا۔ گویا قبر کے پاس جا کر بغیر ہاتھ اٹھائے دُعا کرنا ایک بے کار فعل ہوا۔

بس ثابت ہوا کہ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا مسنون ہے۔ اس میں قبر اور غیر قبر کی قید نہیں۔

قبر کے پاس جا کر دُعا کرنے کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتِ فعلی ملاحظہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی مکرم رات کو جنت البقیع میں گئے) تو میں بھی ان کے پیچھے چلی گئی۔ حتیٰ کہ آپ جنت البقیع میں پہنچے۔ دیر تک کھڑے رہے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر تین بار دُعا مانگی۔ پھر واپس

Marfat.com

چلے آتے۔

امام نووی نے فرمایا کہ یہ استجابِ دُعا طویل، تکرار دُعا اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کی دلیل ہے۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ قبر کے پاس کھڑا ہو کر دُعا کرنا بیٹھ کر دُعا کرنے کی نسبت زیادہ محتمل ہے"۔ مسلم ۱، ۱۱، ۳

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ابنِ عمرؓ نے فرمایا کہ سُنّت طریقہ یہ ہے کہ تم حضور کے روضۂ اطہر پہ قبلہ کی طرف سے آؤ۔ پشت قبلہ کی طرف اور مُنہ مزار کی طرف ہو۔ پھر کہو السلام علیک آقا یارسول اللہ (مسند امام اعظم ۱۲۶)

"بعض صحابہؓ نے کہا کہ انسؓ بن مالک حضورؐ کے مزار پہ جاتے تھے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر روضۂ اطہر کے پاس کھڑے ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ مجھے خیال ہوتا تھا کہ شاید آپ نے نماز شروع کر دی ہے۔

امام مالکؒ نے ابنِ وہب سے بیان کیا ہے کہ ابن وہب جب حضورؐ کی خدمت میں سلام پیش کرتے تو روضۂ اطہر کی طرف منہ ہوتا اور پشت قبلہ کی طرف کر کے دُعا مانگتے" تھے (شفا فی حقوق المصطفیٰ ۲۳۵)

تشریح: ان روایات سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؓ کا مذہب اور جلیل القدر صحابہ کا عمل یہی ہے کہ قبر کے پاس جاؤ۔ تو مُنہ قبر کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف ہو، اور اس حالت میں دُعا مانگو۔

آخر میں علامہ شوکانی کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

"تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اولیاء اللہ کی قبروں کے پاس جا کر شرائطِ معروفہ کے ساتھ دُعا کی جائے تو جلد قبول ہوتی ہے۔ (تحفۃ الذاکرین ۵۵)

غرض قبر کی طرف مُنہ کر کے ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا مسنون ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ یہ خیال رہے کہ دُعا اللہ تعالےٰ سے مانگنی ہے۔ قبر سے نہیں۔

Marfat.com

ہاں صاحبِ مزار کے وسیلہ سے دُعا مانگی جاسکتی ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ صاحبِ مزار سے عرض کرے آپ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور مقرب ہیں آپ ہمارے حق میں دُعا کیجئے اور پھر اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کرے۔ اے اللہ آپ صاحبِ مزار اور حضور رحمتِ دو عالم کے صدقہ میں اور طفیل اور وسیلہ سے یہ میری دُعا قبول فرمالے، اور یہ میری مُراد پوری فرما دے۔

اب میں اس مختصر مضمون اور بیان کو ختم کر رہا ہوں، اور میں جانتا ہوں کہ میری ان باتوں سے بعض لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی۔ مگر یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ہم عصر ایک دوسرے کے کمالات کو کب تسلیم کرتے ہیں، بلکہ بعید نہیں کہ پیشہ ور فتویٰ باز حرکت میں آجائیں۔ کیونکہ ہر زمانہ میں ایسا ہوتا رہا ہے۔ مگر میری غرض اظہارِ حق ہے۔ اور تصوّف و سلوک اسلامی کو حقیقی رنگ میں پیش کرنا ہے جسے دُنیا پرست دُکان داروں نے ایسا مسخ کر دیا ہے کہ اس کا پہچاننا مشکل ہو گیا ہے۔ آنے والی نسلیں انشاء اللہ تعالیٰ اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گی۔

استغاثہ بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا — یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

یارسول اللہ! ہمارے حال پر نظرِ کرم فرمائیے — اے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہماری درخواست سنئے

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ — خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

میں غم کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں — میری دستگیری فرمائیے اور ہم سب کی مشکلات آسان فرمائیے

Marfat.com

عالم برزخ کے بعد پھر کونسا عالم ہوگا

عالم برزخ میں ارواح اس وقت تک رہیں گی جس کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے اس کے بعد یہ عالم دھنکی ہوئی۔ روئی کی طرح منتشر کر دیا جائے گا۔ دنیا کی ہر شے پر فنا طاری ہو گی۔ اس کے بعد انسان دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور ان کا حساب و کتاب ایک دوسرے ایسے عالم میں ہو گا۔ اس عالم کو آخرت کہتے ہیں اس کا آنا یقینی ہے اس عالم کے آنے کی جو نشانیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں پہلے وہ لکھی جاتی ہیں یہ چیزیں عالم آخرت (قیامت) سے پہلے ظاہر ہوں گی ان کے بعد قیامت آئے گی جو نشانیاں کہ آئیں گی ان کی دو قسمیں ہیں ایک کو علامات صغریٰ کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

علم اُٹھ جائے گا جہالت زیادہ ہو گی زنا اور شراب کا استعمال بہت ہو گا عورتیں بہت اور مرد کم ہوں گے یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی ایک شخص کفالت کرے گا جھوٹ بہت بولا جائے گا، بڑے بڑے کام نالائقوں کے سپرد ہوں گے امانت کو مالِ غنیمت کی طرح قبضہ کریں گے زکوٰۃ کو بار اور جرمانہ سمجھیں گے دین کی بجائے دنیا کے لیے علم پڑھیں گے خاوند عورتوں کے تابع اور ماں باپ کے نافرمان ہوں گے بدکار اور ذلیل لوگ قوم کی سرداری کریں گے پچھلے لوگ پہلوں پر لعنت کریں گے نیکی کی جگہ بُرے کاموں کی اشاعت ہو گی نصاریٰ ابر کی طرح تمام زمین پر چھا جائیں گے، آندھی سخت اور سرخ رنگ کی آئے گی زلزلے آئیں گے زمین میں دھنس جائیں گے، صورتیں بدل جائیں گی، پتھر برسیں گے (بخاری وغیرہ)

اس کے علاوہ اور بہت سی علامتیں آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ یہ علامتیں قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی ان میں سے بعض ہو چکیں بعض ہم دیکھ رہے ہیں اور بعض ہونیوالی ہیں یہ سب کچھ بطور پیش گوئی کے فرمایا گیا تھا جس میں سے بہت کچھ ہوا اور بہت کچھ ہو کر رہے گا۔

Marfat.com

دوسری قسم علامات کبریٰ ہیں وہ گویا قیامت کا پیش خیمہ ہیں جس میں امام مہدی کا ظہور ہوگا

ان کے بعد ہی حشر کی ابتدا ہوگی قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ایک امام مہدی کا ظہور ہے اگرچہ امام موصوف ظاہر نہیں ہوئے مگر دنیا میں کئی مہدی ہو بھی چکے ہیں سوڈان مصر میں مہدی ہوئے ہندوستان میں کئی مہدی ہوئے مگر ان میں وہ نشانی موجود نہ تھی جن کی حدیث میں تشریح ہے تو یہ سب مفتری اور کذاب تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہدی کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے ان کی پیشانی کشادہ اور ناک بلند ہوگی وہ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح کہ دنیا اس سے پہلے جور و ظلم سے معمور ہوگئی تھی دوسری روایات میں ہے ۴۰ برس کی عمر میں ظاہر ہوں گے اور سات یا آٹھ برس تک زندہ رہیں گے ان کا نام محمد اور ان کے والدین کا عبداللہ و آمنہ ہوگا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے زبان میں کچھ لکنت ہوگی جب گفتگو کرنے میں تنگ ہوں گے تو زانو پر ہاتھ ماریں گے۔ مہدی کے عقیدے میں بھی شیعہ اہل سنت سے جداگانہ رائے رکھتے ہیں ان کے نزدیک مہدی موعود حضرت حسن عسکری کی اولاد سے ہیں اور مدت ہوئی کہ پیدا ہو چکے ہیں مگر کافروں کے ڈر سے کسی غار میں پوشیدہ ہیں لیکن اس دعوے کے خلاف ابوداؤد میں ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ میرا حسن رضؓ حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق سیّد ہے اور اس کی اولاد میں سے ایک شخص حضورؐ کے اخلاق جیسا پیدا ہوگا اور عدل و انصاف سے دنیا کو بھر دیں گے الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت مہدی امام حسن رضؓ کی اولاد میں ہوں گے نہ کہ امام حسینؓ کی اولاد سے اور پھر ان کا پیدا ہو کر کافروں کے ڈر سے پوشیدہ ہونا یہ اور بھی تعجب خیز اور ان کی توہین ہے احادیث میں مذکورہ بالا بیانات کے علاوہ ان کے ظہور کی یہ کیفیت ملتی ہے کہ دنیا میں ہر جگہ کفر کا تسلط ہوگا اس وقت

Marfat.com

اولیا و ابدال سب حرمین میں جمع ہو جائیں گے آپ مدینہ سے مکہ میں آئیں گے رمضان کا مہینہ ہو گا لوگ آپکو پہچان لیں گے اور بیعت کی درخواست کریں گے مگر آپ انکار فرمائیں گے پھر ایک آواز غیب سے آئے گی۔ هٰذَا خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْهُ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ لوگ بیعت کریں گے اور آپ سب کو ہمراہ لے کر شام میں تشریف لے جائیں گے اور وہاں نصاریٰ کے ایک عظیم الشان لشکر سے جنگ کریں گے اور کامیاب ہوں گے پھر قسطنطنیہ پر جو نصاریٰ کے قبضہ میں ہو گا حملہ کر کے اس پر قابض ہو جائیں گے اور اس کے مال غنیمت کو تقسیم فرمائیں گے غرضنکہ آپ وہاں سے فارغ ہو کر مع لشکر شام میں واپس آئینگے تو دجال کے نکلنے کی خبر مشہور ہو گی مگر یہ خبر دو مرتبہ غلط نکلے گی تیسری بار جبکہ آپ ملک اور لشکر کو درست کر چکے ہوں گے دجال مقابلہ کے لیے آجائے گا۔

دجال قوم یہود سے ایک شخص ہو گا

وہ شخص جس کا لقب مسیح ہو گا حدیثوں میں ہے کہ اس کی دائیں آنکھ کور ہو گی اور انگور کے دانہ کے مثل ناخونہ ہو گا۔ سر کے بال حبشیوں کی طرح پیچیدہ ہونگے سواری کے لیے بڑا گدھا ہو گا اور اس کی پیشانی کے وسط میں ک ف ر لکھا ہو گا اور ہر ذی شعور اس کو پڑھ دے گا وہ پہلے ممالک شام اور عراق میں نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر اصفہان میں پہنچے گا وہاں ستر ہزار یہودی اس کی پیروی کریں گے۔ اب خدا ہونے کا مدعی ہو گا اس کے قبضہ میں آگ ہو گی جس کو وہ دوزخ اور ایک باغ ہو گا جسے وہ بہشت کہے گا لیکن نتیجہ کے لحاظ سے اس کی جنت دوزخ اور اس دوزخ جنت ہو گی ان چیزوں کے ساتھ ملکوں میں خرابی ڈالنی شروع کرے گا اور تمام زمین پر فساد برپا کرے گا اور لوگوں کو سخت ایذائیں پہنچائے گا ہر طرف ہوتا ہوا یمن سے مکہ اور مدینہ کی طرف بھی رُخ کرے گا مگر وہاں فرشتوں کی غیبی امداد و محافظت اس کا دخل نہ پہنچنے دے گی پھر وہاں سے دمشق پر آئے گا جہاں امام مہدی اپنے لشکر کے ساتھ موجود ہوں گے دجال امام کے ساتھ جنگ کے لئے مستعد ہو گا کہ عین کے

Marfat.com

وقت دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے امام مہدی سے ان کی ملاقات ہوگی امام ان سے نماز کی امامت کے لیے فرمائیں گے مگر وہ انکار کریں گے آخر امام کی اقتدا میں وہ نماز پڑھیں گے بعد ازاں وہ قتل دجال کے لیے اس کا تعاقب کریں گے اور شام کے ایک گاؤں یا پہاڑ لُدّ پر جائیں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے قتل دجال کے بعد حضرت مہدی و عیسیٰؑ ملک کی حالت کا ملاحظہ کریں گے اور جو لوگ دجال کے ستائے ہوئے ہوں گے ان کو اطمینان دلائیں گے اور صلیب و خنزیر کو پامال کریں گے اور اسلام کی عام اشاعت ہوگی یہاں تک کہ باطل پرستی دنیا سے نابود ہو جائے گی غرض کہ امام مہدیؑ ظہور کے بعد سات برس تک دنیا میں زندہ رہیں گے بعض روایات میں آٹھ اور نو برس بھی آئے ہیں اس لحاظ سے آپ کی عمر ۴۷ یا ۴۹ برس کی ہوگی انتقال کے بعد حضرت عیسیٰؑ اور تمام لوگ آپ کے جنازہ کی نماز پڑھ کر آپ کو دفن کریں گے حضرت امام کے بعد تمام دنیا کا انتظام حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی کہ اے عیسیٰؑ میرے بندوں کو کوہ طور کی طرف لے جاؤ میں نے ایک اور قوم (یاجوج و ماجوج) پیدا کی ہے جس کے ساتھ کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا۔

کیا حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں؟ قادیانی کہتے ہیں کہ ان کا انتقال ہو گیا، کشمیر میں ان کی قبر ہے!

قادیانیوں کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے جو کچھ ہم نے دجال امام مہدی حضرت عیسیٰؑ کے متعلق سطور بالا میں لکھا ہے وہ نہایت معتبر اور مستند احادیث سے لکھا ہے صحاح ستہ خصوصاً بخاری و مسلم میں یہ حدیثیں موجود ہیں اگر یہ احادیث قابل اعتبار نہ ہوں اسی قسم کی وہ حدیثیں بھی ہیں جن سے اسلام کے بیسیوں احکام کی تشریح و توضیح ہوتی ہے اگر دجال و عیسیٰؑ کے متعلق احادیث غیر معتبر ہوں گی تو وہ احکام والی بھی قابل عمل نہ ہوں گی اور سینکڑوں احکام بے کار ہو جائیں گے ان حدیثوں کا یقین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام ائمہ اور تمام اُمت سے ثابت ہے۔

Marfat.com

آج تک کروڑوں مسلمان اسی عقیدہ پر رہے اور آئندہ رہیں گے جو کچھ یہ مذکور ہوا یہ بطور پیشین گوئی صحیح حدیثوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جس پر ایمان دار کو یقین کرنا لازم ہے قادیانیوں نے یہ عقیدہ اس لیے تراشا ہے کہ ان کے مرزا صاحب کی نبوت حضرت عیسیٰ کے انتقال پر موقوف ہے اگرچہ قرآن و حدیث میں کہیں ذکر نہیں کہ حضرت عیسیٰ کا انتقال ہوگیا مگر یہ نئے دین اور نئے نبی کے مدعی زبردستی حضرت عیسیٰ کو وفات یافتہ ثابت کرتے ہیں ان کے دعویٰ کی سب سے بڑی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ" جس کے یہ معنے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں" یعنی میں عیسیٰ کو وفات دے کر ان کی روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا مگر یہ وہ معنی ہیں جو نہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور نہ صحابہ کرام اس کے قائل تھے نہ متقدمین و متاخرین مفسرین نے یہ معنے لیے ہیں اور یہ ایجاد صرف قادیانی مرزا صاحب کا نتیجہ فکر ہے اور دلالت یہ ہے کہ جب احادیث میں وفات عیسیٰ کا کہیں پتہ نہ چلا تو انجیل ہی سے قرآن کی تائید کردی اب ہم اس کی تحقیق کرتے ہیں کہ توفی کے معنے دراصل کیا ہیں ہم مرزا نے توفی کے معنے وفات کے لیے ہیں لیکن یہ غلط ہیں علامہ زمخشری نے اساس البلاغۃ میں لکھا ہے توفاہ استکملہ یعنی توفا کے حقیقی معنی استکمال اور پورا کرنے کے ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ جب لفظ کے حقیقی معنی بن سکیں تو مجازی نہیں لے سکتے پس توفی کے حقیقی معنی وفات کے نہ ہوئے جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۳۳۴ میں لکھا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی وفات دینے اور روح قبض کرنے کے ہیں علامہ زمخشری لکھتے ہیں: وَمِنَ الْمَجَازِ تَوَفّٰی فُلَانٌ وَ تَوَفَّاہُ اَدْرَکَتْہُ الْوَفَا یعنے توفی کے مجازی معنے وفات کے آتے ہیں۔

لسان العرب میں ہے تَقُوْلُ لَذا اسْتَوْفَیْتُ مِنْ فُلَانٍ وَتَوَفَّیْتُ مِنْہُ مَالِیْ عَلَیْہِ تَاوِیْلُہٗ اَنْ لَمْ یَبْقَ عَلَیْہِ شَیْءٌ وَاَمَّا تَوَفِّی النَّائِمِ فَھُوَ سْتِیْفَاءُ وَقْتِ عَقْلِہٖ وَتَمِیْزِہٖ اِلٰی اَنْ نَامَ وَقَالَ الزَّجَّاجُ فِیْ قَوْلِہٖ قُلْ یَتَوَفَّاکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ قَالَ ھُوَ مِنْ تَوَفِّیْہِ

Marfat.com

الْعُمَدُ وَتَاوِيلُهُ اَنْ يَقْبَضَ اَنْ وَاحِدٌ مُنْكُمْ اَجْمَعِينَ فَلَا يَنقُصُ وَاحِدٌ مِّنْكُمْ

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی استیفاء کے ہیں نہ کہ موت کے۔

مرزا جی نے ازالہ اوہام میں یہ بھی لکھا ہے کہ تفسیر معالم زیر تفسیر آیت یا عیسٰے اِنِّي مُتَوَفِّيكَ لکھا ہے کہ علی طلحہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ انی ممیتك یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں لیکن اسی ازالہٴ اوہام میں وہ اِمَاتَتْ کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ اِمَاتَتْ کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سُلانا اور بیہوش کرنا بھی اس میں داخل ہے تو حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر بھی ان کو مفید نہیں ہو سکتی کیونکہ مرزا جی کے نزدیک اِمَاتَتْ کے حقیقی معنی سُلا دینے کے لیے ہیں اور قرآن شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ توفے کے معنے سلا دینے کے ہوتے ہیں چنانچہ اس آیت اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا یعنے توفی جو موت اور سونے کے وقت ہوتی ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے وقولہٗ تعالےٰ هُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ یعنے اللہ ہی ہے جو تم کو رات کے وقت سلا دیتا ہے ان آیات اور لغات نے صاف تردید و تکذیب کر دی کہ توفی کے حقیقی معنی وفات ہرگز نہیں جیسا کہ مرزا جی نے دعویٰ کیا ہے کسی لغت اور کتاب میں توفی کے حقیقی معنی وفات کے نہیں ملتے ہاں مجازاً وفات کے معنی میں استعمال ہو سکتا ہے جبکہ حقیقی معنی نہ بن سکیں اور مجاز کے لیے قرینہ بھی ہو پس مذکورہ آیت میں توفی کے حقیقی ہی معنی لیے جائیں گے جو استکمال اور استیفا کے ہیں کیونکہ حقیقی معنی یہاں بنتے ہیں اور مجاز کے لیے کوئی قرینہ بھی نہیں ہے اب آیت کا یہ ترجمہ ہو گا کہ "اے عیسیٰ (تم کو قتل کرنا چاہتے ہیں مگر ایسا نہ ہو گا) ہم تمہاری عمر کامل کریں گے اور تم کو اپنی طرف اٹھا لیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی عمر دراز فرمائی اور جبکہ یہود ایک مکان کے اندر ان کو قتل کرنے کے لیے لے گئے اور قدرت الٰہی سے مکان کی چھت شق ہو گئی اور فرشتے ان کو آسمان پر لے گئے اور جس وقت کا اوپر ذکر آیا ہے تب وہ آسمان سے

Marfat.com

نازل ہوں گے۔ آیت کے یہ معنے اس وقت ہیں کہ توفی حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے اگر توفی کو مجازی معنی میں بھی استعمال کریں تو بھی مرزا جی کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مجازی معنی لینے کی صورت میں یہ مطلب ہو گا کہ ہم تمہیں سُلا کر یا بے ہوش کر کے اُٹھائیں گے اور توفی کے معنے سُلانے کے تو خود قرآن مجید سے ثابت ہیں بہر حال توفی خواہ حقیقی معنی میں مستعمل ہو یا مجازی میں دونوں صورتوں میں وہی مطلب نکلتا ہے جو قرآن و حدیث اور سلف صالحین سے لے کر اب تک مسلمانوں نے لیا ہے سب سے بڑھ کر حیرت اس پر ہے کہ بقول مرزا جی اس آیت سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہوتی ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاکھوں حدیثوں میں اس کا اشارتًا بھی کہیں ذکر نہ فرمایا۔ یہ واقعہ تو حضرت سے پہلے کا ہی اسرائیل کی روایات میں کہیں تو اس کا تذکرہ ملتا مگر وہاں سب خاموش ہیں اس کے علاوہ لاکھوں صحابہ گزرے مگر کوئی بھی اس خیال کا نہیں گزرا اور آج چودہ سو برس سے کوئی اس عقیدہ کا مؤید نہیں ہوا۔ قرآن مجید کی صدہا تفسیریں لکھی گئیں مگر وفات عیسیٰ کا یہ نیا خیال کسی کے دل میں پیدا نہ ہوا برخلاف اس کے حیات عیسیٰ، رفع عیسیٰ، نزول عیسیٰ کا سینکڑوں جگہ صحیح احادیث میں ذکر موجود ہے اور سب حدیثیں توفی کے حقیقی معنی استکمال و استیفاء کی تائید کر رہی ہیں مرزا قادیانی کی جرأت دیکھو کہ جو حدیث مفید مطلب ہوتی ہے اس کو فورًا قبول کر لیتے ہیں اور حیات عیسیٰ کے متعلق اگرچہ بیسیوں احادیث موجود ہیں مگر وہ ان کے ادعائے مسیح موعود کے منافی ہیں اس لیے ان سب کو ضعیف اور غیر قابل اعتبار قرار دیتے ہیں اور سب سے پُر لطف یہ بات ہے کہ آیت کی تفسیر تو اپنی رائے سے وفات کے معنے میں گھڑ لی مگر ایک ضعیف حدیث بھی وفات عیسیٰ کے متعلق نہ لا سکے صرف انجیل کی بعض روایتوں سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہیں اور یہ منطق تو ان کی بالکل نرالی ہے کہ حضرت عیسیٰ یہود کے پنجے سے نکل کر کشمیر میں چلے آئے تھے اور وہیں انتقال فرما گئے چنانچہ ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے لیکن ہندوستان کی قدیم روایات میں اس مشہور و معروف پیغمبر کے آنے اور ان کے انتقال فرمانے کا کہیں ذکر نہیں ملتا اگر ہم تھوڑی دیر کے

Marfat.com

لیے فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسٰیؑ وفات پا گئے اور احادیث میں جس مسیح کی آمد کا ذکر ہے اس سے ہندوستان کے مرزا جی مراد ہیں تو ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ اس مسیح کی آمد تو قتل دجال کے لیے ہوگی مگر مرزا جی کے زمانہ میں دجال کب آیا کہ اس کی آنکھ میں انگور جیسا ناخونہ اور پیشانی پہ ک ف ر لکھا ہوگا اور کب قتل ہوا اور اس دجال کا گدھا کونسا ہے؟ مگر مرزا جی بڑے ہوشیار ہیں جب انہوں نے اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اسی وقت دجال اور اس کا گدھا بھی تجویز کر لیا تھا چنانچہ نصاریٰ کو دجال اور ریل کو دجال کا گدھا تسلیم کیا ہے لیکن مرزا جی نے تجویز طفلانہ حرکتوں سے ان صحیح حدیثوں کا مذاق اڑایا ہے جن میں دجال کو ایک معین ومعہود شخص کہا گیا جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے اور اجماع امت کا انکار بھی کیا ہے ان میں سے ایک حدیث نقل کی جاتی ہے بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور حمد کے بعد دجال کا ذکر کر کے فرمایا کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو چنانچہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا لیکن میں ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں کہی یاد رکھو کہ وہ اعْوَرْ (کانا ہے) اور خدا اعْوَرْ نہیں ذرا حدیث کے مضمون اور مرزا قادیانی کی ریل ونصاریٰ کو ملاحظہ کیجئے کیا یہ چیزیں خوفناک تھیں کہ ان سے تمام پیغمبروں نے اپنی اُمتوں کو ڈرایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے شر وفساد سے محفوظ رہنے کی نصیحت فرمائی اور خاص طور پہ فرمایا کہ وہ اعْوَرْ یعنی اس کی آنکھ میں انگور کے دانہ جیسا ناخونہ ہوگا اگر دجال سے مراد نصاریٰ یا پادری ہوتے اور کوئی معین شخص مقصود نہ ہوتا تو اوّل تو حدیث میں دَجالون جمع کا لفظ ہوتا جیسا کہ بعض حدیثوں میں فرمایا گیا کہ میری اُمت میں دجالون اور کذابون آئیں گے ان سے وہ خاص مراد نہیں بلکہ جن لوگوں کے لیے دجالون اور کذابون فرمایا گیا ہے ان کی تعداد حدیثوں میں ۲۷ اور ۳۰ تک آئی ہے لیکن ان میں جھوٹے نبیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جس دجال کا حدیث مذکور میں ذکر ہے وہ دجال وہ ہے جس کے

Marfat.com

لیے حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا اور وہ ایک ہی شخص ہے بقول مرزا قادیانی کہ دجال کسی ایک آدمی کا نام نہیں ہے بلکہ اس سے گروہ پادریان مراد ہے، جماعت کا نام ہرگز نہیں کیونکہ کسی پادری نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور دجالون کذابون وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا یا کریں گے غرضیکہ دجال سے مراد گروہ پادریاں ہرگز نہیں ہو سکتا۔

کنز العمال کی یہ حدیثیں قابل ملاحظہ ہیں ان سے دجال کی پوری حقیقت معلوم ہو گی (۱) دجال کے ماں باپ کے ہاں ۳۰ سال تک اولاد نہ ہو گی۔(۲) دجال یہودی ہو گا۔ (۳) اس کے اولاد نہ ہو گی۔(۴) وہ اصفہان کے دیہات سے نکلے گا (۵) وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ سیاحت کرے گا (۶) عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے وغیرہ وغیرہ جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ ایک معین شخص ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہو گا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے مرزا قادیانی پہلے مسیح بنے اور حدیثوں میں دجال کا ذکر دیکھ کہ پادریوں کو دجال کہہ بیٹھے اور ان حدیثوں کو جن کی تاویل نہ ہو سکی، غلط ضعیف اور موضوع کہہ ڈالا۔ ؎ دراز دستی ایں کوتاہ آستیناں ہیں

اب اَعْوَر کی بھی تاویل ملاحظہ ہو مرزا جی کہتے ہیں کہ پادریوں کا اَعْوَر کانا ہونا یہ ہے کہ ان کو دین کی عقل نہیں صرف ایک آنکھ ہے یعنے عقل معاش ہے۔ ماشاء اللہ چشم بد دور کیا فلسفیانہ تاویل ہے مگر حدیث کا آخری حصہ بھول گئے جس میں فرمایا گیا ہے کہ دجال اَعْوَر ہے مگر خدا اَعْوَر نہیں تو مرزا قادیانی کی تاویل پر حدیث کا یہ مطلب ہوا کہ پادریوں میں دین کی عقل نہیں مگر خدا میں دین کی عقل ہے واہ مسیح موعود واہ! کیا مزیدار تاویل کی ہے کہ دنیا بھر میں کوئی شخص بھی اس کا قائل نہ ہوا کیونکہ خدا عقل کا خالق ہے مسلمان تو کیا کافر کا بھی یہ خیال نہ ہو گا۔ کہ کسی وقت میں خدا کو عقل ہو گی یا نہ ہو گی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت تاکید سے یہ فرمانا کہ اللہ اَعْوَر نہیں ہے کیسے صحیح ہو گا۔ کیا صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ شبہ کیا تھا کہ دجال یعنی پادریوں کو تو دین کی عقل نہ ہو گی۔ مگر خدا کو بھی

Marfat.com

ہوگی یا نہ ہوگی؟ جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ضرور ہوگی معاذ اللہ صحابہ کی شان ایسی کیوں ہونے لگی اس کے علاوہ اگر دجال سے مراد پادریوں کا گروہ بھی لیا جائے تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں موجود تھا اور اس گروہ کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، مرزا قادیانی کے گروہ کا پادریوں کو دجال کہنا اس لیے بھی غلط ہے کہ دجال معبود خدائی کا دعوےٰ کرے گا۔ جیسا کہ احادیث میں ذکر ہے اور کسی پادری نے دعوائے خدائی نہیں کیا، اب رہا دجال کا گدھا اس کے متعلق مرزا جی ازالہ اوہام میں یہ لکھتے ہیں کہ (صفحہ ۷۴) ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ:۔

دجال سے مراد بااقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا یہی ریل ہو جو مشرق سے مغرب کے ملکوں میں ہزارہا کوسوں تک چلتی دیکھتے ہو، مرزا جی کا جو استدلال بھی ہے وہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں ایک دیوانہ اور مجنون کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا کہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی الہامی اور سچی پیشین گوئیاں (کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک بات منجانب اللہ ہوتی ہے قرآن میں ارشاد ہے کہ وہ اپنی طرف سے بغیر وحی الٰہی کے کچھ بھی نہیں کہتے اور کہاں مرزا قادیاں کی بوالعجبیاں غرضکہ مرزا جی نے اپنے مہدی اور مسیح موعود ہونے کے لیے قرآن و حدیث میں ایسی معنوی تحریفیں کی ہیں کہ تاریخ اسلام میں اس کی مثالیں کہیں نہیں ملتیں مہدی ہونے کے اور لوگ بھی مدعی ہوئے ہیں مگر مرزا قادیانی کی طرح کسی نے جرأت نہیں کی جن حدیثوں میں حضرت عیسٰی اور دجال وغیرہ کا ذکر تھا ان کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کے لیے ایسی دلیری سے کام لیا گیا ہے کہ جاہل دام تزویر میں گرفتار اور اہل علم تعجب میں رہ جاتے ہیں مرزا جی نے نبوت یا مسیحیت کے نشہ میں یہاں تک کہہ ڈالا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عیسٰیؑ اور دجال و یاجوج و ماجوج وغیرہ کی حقیقت منکشف نہ ہوئی معاذ اللہ نیز لکھ دیا کہ انبیاء پیشین گوئی کی تعبیر میں غلطی کھاتے ہیں (دیکھو ازالہ) ان اقوال سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعوے کے مقابلہ میں پیغمبروں کو

Marfat.com

بے خبر اور جاہل قرار دے سکتے ہیں مگر اپنے کو مسیح موعود ثابت کرنا ضروری سمجھتے ہیں سطور بالا میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل مجمل اور غیر کافی ہے ہم نے مرزا جی کے دعاوی کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا ہے جو لوگ ان کے مذہب کا پورا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں وہ مولانا انوار اللہ صاحب مرحوم حیدر آباد دکن دیگر اور علماء کرام کی تردیدی کتابیں طلب کرکے ملاحظہ کریں اللہ تعالے ہم کو شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور صحابۂ کرام اہل بیت اطہار و ائمہ دین کے عقائد پر قائم رکھے اور تمام جدید فرقوں اور جھوٹے مہدی و مسیح کے فتنہ سے محفوظ رکھے آمین تفصیل کیلئے "کتاب انتخاب حدیث قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مطالعہ کریں۔

اب یہ بتا دیجئے کہ قتل دجال کے بعد کیا ہوگا؟

قتل دجال کے بعد حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کوہ طور کی طرف جائیں گے تو قوم یاجوج و ماجوج نکلے گی ان کا فتنہ و فساد بھی نہایت سخت ہوگا. کوئی قوم ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی تمام دنیا ان کی دست برد سے تہ و بالا ہو جائے گی صرف آسمانی بلائیں ان کی مزاحم ہوں گی اور ان ہی سے یہ قوم ہلاک ہوگی دراصل یہ قوم حضرت مسیح کے زمانہ سے بہت قبل ترکستان اور چین پر تاخت و تاراج کیا کرتی تھی جب ذوالقرنین شاہ یونان فتح کرتا ہوا یہاں تک پہنچا لوگوں نے اس قوم کے مظالم کی شکایت کی تو ذوالقرنین نے ایک بڑی دیوار دو پہاڑوں کے درمیان قائم کر دی جو اب تک موجود ہے قرب قیامت میں وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ قوم اپنے جور و ستم سے دنیا کو پریشان کر دے گی اور جب تک یہ ہلاک نہ ہوگی امن میسر نہ آئے گا ان کے بعد پھر خیر و برکت کا ظہور ہوگا مال و دولت اور خورد و نوش کی چیزیں بکثرت ہوں گی کہ کسی کو مال کی پرواہ نہ ہوگی خیرات کو قبول کرنے والے نہ ملیں گے سات سال تک یہی حالت رہے گی پھر حضرت عیسےٰؑ انتقال فرما جائیں گے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدفون ہوں گے ان کے بعد ایک شخص جہجاہ نامی ان کا جانشین ہوگا اور عدل و

Marfat.com

انصاف سے حکومت کرے گا اسی طرح کئی آدمی حاکم ہوں گے مگر پھر کفر و الحاد پھیلنا شروع ہو جائے گا اور اسی زمانہ میں مشرق و مغرب کے اندر ایک ایک مکان زمین میں دھنس جائے گا۔ اور آسمان سے ایک دھواں نمودار ہو گا جس سے تمام عالم تاریک ہو جائے گا اور اسی زمانہ میں رات اس قدر دراز ہو گی کہ لوگ پریشان ہو کر توبہ توبہ پکاریں گے مگر آفتاب طلوع نہ ہو گا جب بہت ہی بے چین ہو جائیں گے تو بجائے مشرق کے مغرب کی طرف سے آفتاب برآمد ہو گا اور جتنا کہ چاشت کے وقت ہوتا ہے بلند ہو کر غروب ہو جائے گا اس کے بعد حسب دستور مشرق سے نکلے گا لیکن وہ وقت ہو گا کہ اب کسی کی توبہ قبول نہ ہو گی ان نشانیوں کو دیکھ کر کافر ایمان لانا یا گناہ گار تائب ہونا چاہے گا کہ اب کسی کی توبہ قبول نہ ہو گی اس کے بعد ایک جانور نکلے گا جس کا نام دابۃ الارض ہو گا اس کے متعلق یوں فرمایا گیا ہے کہ وہ کلام کریگا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر یقین نہ لاتے تھے دابۃ الارض کے بعد ملک شام کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جس کی وجہ سے دنیا میں کوئی اہل ایمان اور اہل خیر زندہ نہ رہے گا اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو ایمان و خیر سے تعلق نہ رکھتے ہوں گے پھر ملک حبشہ کے کافروں کی حکومت ہو گی وہ غالب ہوں گے خانہ کعبہ کو گرا کر اس کے خزانوں کو لوٹ لیں گے اور سخت اور سخت طوفان برپا ہو گا فسق و فجور عام طور پر پھیل جائے گا حتی کہ ماں بہن سے لوگ زنا کریں گے ایماندار دنیا میں باقی نہ رہیں گے قرآن کاغذوں سے محو ہو جائے گا شر و فساد دنیا کو برباد کر دے گا، بیماریاں آئیں گی قحط سالی پریشان کر دے گی بعض روایتوں میں ہے کہ لات و عزیٰ کی پھر پرستش ہو گی اور ملک شام میں کچھ ارزانی بھی ہو گی جس کی وجہ سے تاجر اور اہل حرفہ وہاں پہنچیں گے اس کے کچھ عرصہ بعد ایک آگ ظاہر ہو گی اس کا عرض و طول بہت زیادہ ہو گا جس کی وجہ سے لوگ سمٹ کر ملک شام میں جمع ہو جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آگ یمن سے پیدا ہو گی اور لوگوں کو شام کی طرف کہ وہاں حشر ہو گا جمع کر دے گی الغرض ان تمام واقعات کے بعد دنیا میں صرف کافر باقی رہیں گے بت پرستی اور عیش و نشاط میں

Marfat.com

عمر گزار رہے ہوں گے کہ ان کے کانوں میں باریک آواز آئے گی جس سے سب کو حیرت ہو گی، یہ آواز صور کی ہو گی جسے اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے اس کی آواز ابتدا میں باریک مگر آخر میں بلند ہوتے ہوئے اتنی بڑھ جائے گی کہ بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک معلوم ہو گی اور پھر اتنی شدید ہو جائے گی کہ انسان برداشت نہ کر سکیں گے اور اس کی شدت کی وجہ سے مرنے لگیں گے اور نہ صرف انسان بلکہ حیوان تک بھی اس آواز سے گھبرائے ہوئے پھریں گے حتیٰ کہ انسان جنگلوں اور حیوان شہروں میں گشت لگائیں گے آخر کار صور کی آواز مہلک ثابت ہو گی اور تمام انسان و حیوان ہلاک ہو جائیں گے شجر و حجر اور پہاڑ بھی نابود ہو جائیں گے ستارے، سورج۔ چاند۔ سب کا نظام برباد ہو جائے گا آسمان اور زمین کسی کا وجود باقی نہیں رہے گا، صرف ذات باری باقی ہو گی اور تمام کائنات نیست و نابود ہو جائے گی اس وقت اللہ تعالےٰ فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کس کی بادشاہت ہے؟

کہاں ہیں دنیا کے سرکش اور متکبر؟ کہاں ہیں دنیا کے مشرک و بت پرست مگر کوئی ہو تو جواب دے کہ سب نیستی میں غارت ہو گئے آخر خدا ئے عز وجل فرمائے گا کہ: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت و بادشاہت ہے۔

جب اس نیستی کو عرصہ گزر جائے گا تو خالق ارض و سما اسرافیل کو دوبارہ نفخ صور کا حکم دے گا اور جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو تمام ملائکہ وجن وانس اور تمام مخلوقات زندہ ہو جائے گی اس دوبارہ زندگی کو بعث و نشر کہتے ہیں جس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث میں بکثرت موجود ہے جس کا کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا منکر تو کافر ہے اور یہ حشر صرف روح کا نہیں ہے جیسا کہ بعض گمراہ اس خیال کے ہیں کہ بعث و نشر روحانی ہو گا مگر یہ عقیدہ باطل ہے قرآن واحادیث کی تصریحات سے اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ یہ دوبارہ زندگی جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہو گی اور عذاب و ثواب بھی جسم و روح دونوں پر واقع ہو گا حشر کا ثبوت اور آسمانی کتابوں میں بھی پایا جاتا ہے حشر کا انکار دہریہ و نیچری ہی کر سکتا ہے باقی جو خدا کا

Marfat.com

قائل ہے وہ قیامت کا انکار نہیں کرسکتا کہ یہ دن برحق اور اس دن مخلوق کا حساب وکتاب کے لیے دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہے بعث ونشر کی ابتدا کا حال ہمارے آقا ومولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ سب سے اول میں اپنی قبر سے اُٹھوں گا، پھر حضرت عیسٰے اور انبیا، پھر شہدا، پھر صالحین پھر مؤمنین یہ کہتے اُٹھیں گے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحُزْنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ "اس خدا کے لیے حمد ہے جس نے ہمارا غم دور کر دیا بے شک ہمارا پروردگار بخشنے والا ہے"

اور کفار یہ کہتے ہوں گے:

یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا "افسوس ہم کو قبروں سے کس نے اُٹھایا"

اور ہر جماعت اپنی جماعت اور مثل کے ساتھ جمع ہوگی نیک اور پرہیزگار ایک طرف اور بدکار ایک طرف ہوں گے اور جو شخص جس حالت میں مرا تھا اُسی حالت میں اُٹھے گا حتیٰ کہ شہید کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا اور شرابی نشہ میں ہوگا، ہمارے آقا ومولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ اُٹھوں گا پھر بقیع میں آؤں گا وہاں سے اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے۔ نیز مدینہ ومکہ کے لوگ میرے پاس آجائیں گے نیز فرمایا کہ ہر شخص برہنہ اُٹھے گا سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا پھر ان سے بھی بہتر جامہ لباس ہمارے آقا ومولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیب تن کیا جائے گا پھر دیگر انبیاء ورسول ان کے بعد مؤذنوں کو کپڑے پہنائے جائیں گے بعد ازاں حساب وکتاب شروع ہوگا، مومن کو دائیں جانب اور کافروں کو بائیں طرف سے نامۂ اعمال دیا جائے گا یہ محاسبہ انسانوں ہی تک محدود نہ ہوگا بلکہ جانوروں سے بھی باز پرس ہوگی حتیٰ کہ کسی سینگ والے نے بے سینگ والے کو ستایا ہوگا تو اس کا بدلہ دلوایا جائے گا پھر یہ جانور خاک کر دیئے جائیں گے، پھر ایک فرشتہ بلند آواز سے ندا کرے گا کہ جو لوگ بت یا درخت یا جانور کو پوجتے تھے وہ اپنے معبودوں کے پاس چلے جائیں، ان معبودوں میں انبیاء اولیا

Marfat.com

ملائکہ نہ آئیں گے اگرچہ بعض لوگ ان کو بھی پوجتے تھے پھران کو مع ان معبودوں کے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر انبیا اور اُن کی اُمتوں کا حساب وکتاب ہو گا مسلمانوں کے محاسبہ میں سب سے اوّل نماز کا سوال ہو گا پھر حقوق العباد اور دیگر احکام کے متعلق باز پرس ہو گی۔ غرض کہ مرد و عورت سب سے تمام جزوی و کلی اُمور کی نسبت سوال ہو گا اور جو قابل اجر ہوں گے ان پر اجر اور لائق عذاب پر عذاب ہو گا اور تین قسم کے گناہ ہونگے

(۱) شرک جو ہرگز معاف نہ ہو گا کرنے والا ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۲) حقوق اللہ کہ وہ چاہے گا بخش دے گا۔

(۳) حقوق العباد کہ ان میں انصاف کیا جائے گا اور ہر ایک کا حق دلوایا جائے گا مظلوم کو عوض اور ظالم کو سزا و عذاب ملے گا تمام اعمال کا ذرہ ذرہ حساب ہو گا۔ اور کوئی شخص اپنے محاسبہ سے فراموش نہ کیا جائے گا بندوں کے اعمال کے وزن کے لیے ایک میزان بھی قائم کی جائے گی جس کی حقیقت تو اللہ تعالےٰ ہی کو معلوم ہے مگر یہ یقین ہے کہ وزن کے لیے قائم کی جائے گی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا تو جنت ملے گی۔ گناہ زیادہ ہونگے تو سزا دی جائے گی میزان اور حساب کا قرآن مجید میں ذکر موجود ہے اس لیے ایمان رکھنا چاہیئے کہ بندوں کا حساب میزان کے ذریعے سے ہو گا۔ نیکی اور برائی کا بدلہ ملے گا حساب مختلف طریقوں سے ہو گا کسی سے کہا جائے گا تو نے یہ گناہ کئے تھے بندہ اقرار کرکے ڈرے گا لیکن اسے حکم ہو گا کہ ہم نے دنیا میں عیب پوشی کی اب بھی بخشتے ہیں اور کسی سے نہایت سختی کے ساتھ ہر ایک معاملہ دریافت ہو گا مگر اس کی خبر نہ ہو گی اور بعض سے فرمایا جائے گا کہ ہم نے یہ نعمتیں دی تھیں کیا تیرا ہم سے ملنے کا خیال نہ تھا؟ بندہ اقرار کرےگا مگر ملنے کی نفی عرض کرے گا تو حکم ہو گا کہ جیسے تو نے ہم کو یاد نہ کیا ہم بھی تجھے عذاب میں ڈالتے ہیں غرض کہ کئی طور پر حساب لیا جائے گا بعض ایسے بندے بھی ہوں گے جو بے حساب وکتاب بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ میدان حشر میں آفتاب قریب ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

گرمی شدید ہو گی اور لوگ سخت پیاس میں مبتلا ہوں گے اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ایک ایک حوض عطا فرمائے گا جس سے اُمتیں پانی پئیں گی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک حوض ہو گا جس کا احادیث میں حوض کوثر نام آیا ہے اس کی تعریف میں فرمایا گیا ہے کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں اور مشک جیسی اس کی خوشبو ہے جو ایک بار پی لے گا پھر تشنہ نہ ہو گا۔ اُمت محمدیہ کے مومنین حوض کوثر کے پانی سے سیراب ہوں گے اس حوض کا ذکر صحیح حدیثوں میں موجود ہے۔ اس کا انکار کفر ہے اس کو حق ماننا چاہیئے کہ ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میدان حشر میں جنت کے اندر جانے کے لیے جہنم کے اوپر ایک پل قائم ہو گا جسے صراط کہتے ہیں تمام مومن و کافر کو اس پر سے گذرنے کا حکم ہو گا۔ روایتوں میں آیا ہے کہ وہ پل بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ مسلمان اس پر سے باسانی گذر جائیں گے اور کافر کٹ کر جہنم میں گریں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے میں اپنی اُمت کے ساتھ صراط پر سے گذروں گا غرضکہ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہو گا مومن نہایت اطمینان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے اور کافروں کو صراط کی تیزی کاٹ کر جہنم میں گرا دے گی صراط پر اندھیرا ہو گا ایمان کی روشنی مومنین کی رہبری کرے گی یہ وقت نہایت سخت ہو گا کوئی کلام نہ کر سکے گا صرف انبیاء علیہم السلام کریں گے ان کی زبان پر بھی اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ اے خدا سلامت رکھ سلامت رکھ ہو گا۔

بعض نادانوں کی سمجھ میں پل (صراط) نہیں آیا وہ تاویل کرنے لگے مگر ہم تو پابند حکم ہیں جو خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس پر ایمان ہے اس لیے پل (صراط) پر بھی یقین رکھتے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ بے شک صراط کی وہی حقیقت ہے جو زبان نبوت سے حدیثوں میں مذکور ہے یہ عالم آخرت کے واقعات ہیں جب قیامت پر ہمارا ایمان ہے تو اس کی تمام باتوں پر یقین ہونا چاہیئے شک کرنے سے سوائے ضعف ایمان کے اور کیا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

قیامت کے دن کی پریشانی معلوم ہو چکی ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے سخت پریشانی میں مبتلا ہوگا اور ہر ایک کو یہی فکر ہوگی کہ اس عذاب سے نجات ملے مگر عذاب الٰہی سے رستگاری آسان نہیں

صحیحین میں روایت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز جب تمام لوگ مضطرب اور بے قرار ہو جائیں گے تو حضرت آدمؑ کے پاس آکر عرض کریں گے کہ خدا کی جناب میں عرض کیجئے کہ ہم نجات پائیں حضرت آدمؑ فرمائیں گے کہ تم نوحؑ کے پاس جاؤ وہ اوّل نبی ہیں جو زمین پر بھیجے گئے۔ وہ کہیں گے کہ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ کہ وہ خلیل اللہ ہیں پھر لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے وہ یہ کہیں گے کہ یہ میرا کام نہیں موسیٰؑ کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں پھر ان کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میرا کام نہیں تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں مگر وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ میرا کام نہیں تم اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آکر عرض کریں گے تو میں قبول کروں گا اور کہوں گا میں اس کے قابل ہوں میں اپنے رب سے اذن چاہوں گا اور مجھے اجازت ہوگی اس روز مجھے خدا اپنی تعریفیں اس قدر تعلیم فرمادے گا جو آج تک میں نے نہیں سنی تھیں سجدہ میں گر جاؤں گا اور ان تعریفوں سے خدا کو پکاروں گا تو حکم ہوگا کہ اے میرے حبیب! سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی مانگو تم کو دیا جائیگا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی پس حکم ہوگا کہ جس کے دل میں دانہ جو کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی دوزخ سے نکالوں گا اور پھر سجدہ میں گر جاؤں گا اور حمد و ثنا کروں گا حکم ہوگا سر اٹھاؤ جو کہو گے سنا جائے گا جو مانگو گے ملے گا شفاعت قبول ہوگی پھر میں عرض کروں گا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ پس ہوگا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہو اُسے جہنم سے نکالو پس میں نکالوں گا پھر تیسری بار اسی طرح آپ سجدہ کریں گے اور جواب ملے گا پھر چوتھی بار آپ سجدہ کریں گے پھر اجازت ملے گی آپ عرض کریں گے خداوندا جس نے صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا ہو اس کے لئے بھی اجازت ہو کہ دوزخ سے

Marfat.com

باہر لاؤں ارشاد باری ہوگا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا میں اس کو دوزخ سے نکالوں گا یہ طویل حدیث ہے اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے مرتبہ شفاعت عطا فرمایا ہے جس سے گناہ گاروں کی خطائیں معاف کرائیں گے اور دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔

شفاعت کا مضمون احادیث میں اس کثرت سے بیان ہوا ہے کہ تواتر کی حد کو پہنچ گیا ہے اور چودہ سو برس سے آج تک اُمت مرحومہ اسی عقیدہ پہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب شفاعت عطا کیا ہے اور صرف یہی نہیں کہ عاصیوں کی شفاعت حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ خاص ہوگی بلکہ آپ کے طفیل میں اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت کے لوگوں کو بھی شفاعت کی اجازت دے گا، چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں تین جماعتیں شفاعت کریں گی (۱) انبیاء (۲) علماء (۳) شہداء غرضکہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز علماء و شہداء کو اجازت شفاعت مرحمت فرمائیگا جس کی تفصیل حدیثوں میں موجود ہے اور تفاسیر میں مقام محمود سے مراد درجۂ شفاعت لیا گیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی وہ خاص عنایت و محبت ہے جو اس کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور جس کے ظہور کا سب سے زیادہ اچھا اور زیادہ موقعہ قیامت ہی کا دن ہے تاکہ تمام انبیاء اور انسان دیکھ لیں کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب چیز نہیں۔

جنت اور دوزخ کے احوال کیا ہیں

جنت اور دوزخ دو مقام ہیں اطاعت گزار بندوں کا قیام جنت میں اور نافرمان اور سرکش انسانوں کا مقام دوزخ ہوگا، قرآن مجید کی صدہا آیات اور ہزارہا احادیث میں ان

Marfat.com

دونوں مقاموں کا ذکر موجود ہے اور یہ اس قدر یقینی چیز ہیں کہ ایمانیات میں داخل ہیں ان کا نہ ماننے والا کافر ہے جو لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر اس سے نہ نکلیں گے اور ان کا عیش و آرام دائمی ہوگا۔ جنت کوئی چیز ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے بلکہ وہ ایسی مشہور ہو چکی ہے کہ بچہ بچہ اس کے نام سے واقف ہے حتیٰ کہ کافروں کی زبان پر بھی جنت کا نام آجاتا ہے مختصراً یوں سمجھو کہ یہ جنت ایمان باللہ اور اعمال صالحہ کا انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مومن بندوں کو دیا جائے گا حدیث شریف میں جنت کی مجمل تعریف یہ کی گئی ہے کہ اس کی نعمتیں اس قسم کی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے ان کو دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل نے ان کا تصور کیا وہ ہمیشہ رہنے کا مقام ہے جس میں باغیچے ہوں گے نہریں جاری ہوں گی ہر قسم کے میوے میسر آئیں گے رہنے کے لیے وہ وہ عمدہ عمارتیں اور نہایت نایاب اور بے نظیر ان کے ساز و سامان کہ عقل انسانی دنگ رہ جائے ان نعمتوں کے علاوہ جنت میں ایک سب سے بڑی نعمت یہ ملے گی کہ بندگان خدا اپنے خدا کا دیدار کریں گے غرض یہ ہے کہ دنیا میں اعمال صالحہ کی جزا قیامت میں جنت اور اس کی نعمت ہو گی اور یہ نعمتیں ہمیشہ کے لیے ہوں گی یہ جنت کی مجمل تعریف ہے ورنہ قرآن مجید اور احادیث میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے اس مختصر کتاب میں اس کی گنجائش کہاں۔ تفصیل کے لیے کتاب "نظام مصطفےٰ" دیکھیں۔

اب دوزخ کا حال سُنو کہ یہ ایک عذاب اور سخت تکلیف کی جگہ ہو گی۔ قرآن مجید اور احادیث میں جس پیرائے سے دوزخ کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس قدر ہیبت ناک ہے کہ انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے اور جسم لرزنے لگتا ہے۔ یہ جگہ دراصل تو کافر اور مشرکین کے ہمیشہ رہنے کے لیے ہے مگر اس میں بعض گنہگار مسلمان بھی رکھے جائیں گے جو اپنے قصور کی سزا پا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے رہائی پائیں گے باقی کافر ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے وہ کبھی دوزخ سے نجات نہ پائیں گے دوزخ کا ذکر بھی قرآن و حدیث میں تفصیل سے موجود ہے اور اسے بھی ہر شخص

Marfat.com

جانتا ہے مجملاً اس کا بھی حال لکھا جاتا ہے۔

جو لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے ان پر اس قسم کا عذاب ہو گا کہ دنیا میں اس کی مثال ناممکن ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ نافرمانوں کی خوراک دوزخ میں تھوہرؔ کا درخت ہو گا اور پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹ میں جا کر گرم پانی کی طرح جوش مارے گا۔ مجرم کے لیے حکم ہو گا کہ اس کو پکڑو اور اس کو دوزخ کے بیچ میں ڈال دو اور اسے اس گرم پانی کا عذاب چکھاؤ دوزخ میں دوزخی زنجیروں میں جکڑے ہوں گے اور گندھک کا لباس ہو گا، دوزخ کی آگ ان کے چہروں کو ڈھانک لے گی یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو اللہ نے دیا ہے یا حدیث شریف میں آیا ہے کہ دوزخی کی زنجیر کی گرمی سے پہاڑ موم کی طرح پگھل جائے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رال کا لباس پہنا کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے جس سے اور زیادہ آگ بھڑکے گی اور منہ تک آگ میں ڈوب جائیں گے اسی قسم کے اور عذاب بھی ہیں جو دوزخیوں کو دئے جائیں گے کافر اور مشرک دوزخ میں ہمیشہ عذاب برداشت کرتے رہیں گے۔ فنا ہونا چاہیں گے موت طلب کریں گے مگر کچھ نہ ہو گا، اور ابدالآباد تک خدا کی نافرمانی کی سزا پاتے رہیں گے یہ خیال بالکل غلط ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد دوزخ خالی ہو جائے گی اور مشرکین بھی جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے بلکہ قرآن شریف میں مشرکین کے لیے وارد ہوا ہے۔

خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا "یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے کبھی نہ نکلیں گے"

مزید تفصیل قرآن و حدیث کی کتابوں میں دیکھو۔

قرآن مجید میں دوزخ اور جنت کے علاوہ ایک مقام کا نام اور آتا ہے۔ وہ اعراف ہے کچھ لوگ اس مقام میں بھی رہیں گے اور جنت والوں کو دیکھیں گے ان کو سلام کریں گے وہ خود جنت میں جانے کی آرزو کریں گے، دوزخ بھی ان کو نظر آئے گی۔ یہ لوگ کچھ عرصہ اعراف میں رہ کر پھر جنت میں داخل ہوں گے۔ حدیث شریف میں اعراف کے متعلق یوں فرمایا گیا ہے کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہے،

ؔ ناگ پھنی کا درخت۔

Marfat.com

یہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے یہاں رکھے جائیں گے اور حکم الٰہی سے دیوار پر چڑھ کر جنت والوں کے سفید اور روشن منہ کو دیکھ کر پہچان لیں گے اور سیاہ روئی سے دوزخ والوں کو بھی شناخت کرلیں گے پس اہل جنت کو دیکھ کر جنت میں جانے کی آواز کریں گے اور دوزخیوں کو دیکھ کر پناہ مانگیں گے آخر اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا اور وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے علما مختلف الخیال ہیں کہ اعراف میں کون لوگ رہیں گے بعض کا خیال ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکی و بدی برابر ہوں گی بہرحال اعراف والے بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے واللہ تعالےٰ اعلم۔

جنت و دوزخ قیامت کے دن تیار کی جائے گی یا موجود ہے

بے شک جنت اور دوزخ اس وقت بھی موجود ہیں اور یہ علم کہ وہ کب بنی ہیں صرف اللہ تعالیٰ کو ہے ہمارا عقیدہ اور ایمان یہ ہے کہ جنت اور دوزخ تیار ہیں نہ ہمیں ان کے ابتدا کے وقت سے بحث ہے اور نہ اس سے کہ وہ کہاں ہیں سورہ بقر میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے۔ اگر جنت تیار نہ ہوتی تو حضرت آدم و حوا کہاں سے نکالے جاتے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کے الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ دونوں تیار ہیں چنانچہ جنت کے لیے فرمایا گیا ہے۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ کہ وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور دوزخ کے لیے کہا گیا اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ کہ وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ نیز معراج کی حدیثوں میں ثابت ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی آیات اس پر دال ہیں کہ:۔ جنت دوزخ تیار ہیں اور اس ثبوت میں احادیث تو اس قدر ہیں کہ سب مل کر تواتر کی حد کو پہنچ گئی ہیں ہم کو ان کے موجود ہونے پر ایمان رکھنا چاہیے جو لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ قیامت کے وقت تیار کی جائیں گی وہ گمراہ ہیں جنت حق ہے دوزخ حق ہے اس کی تکالیف حق ہیں جنت کی سب نعمتیں حق ہیں اور یہ بھی حق ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اس دیدار کا قرآن سے ثبوت ہے۔ نیز حدیث شریف مشہور میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کا دیدار ہوگا۔

Marfat.com

قضاو قدر کا بیان

قضاوقدر کسے کہتے ہیں اور اس کے متعلق کیا عقیدہ ہونا چاہیئے

قضاو قدر کے مسائل نہایت ادق اور عام عقلوں سے بالاتر ہیں اُمت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ کون اسرار شریعت سے واقف ہوگا۔ مگر ان کو بھی قضا و قدر کے معاملات میں غور و فکر اور بحث و مناظرہ سے باز رکھا گیا۔ اور حضور نبی کریم آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی اُمتوں میں بہت سے لوگ قضا و قدر میں بحث کرنے سے گمراہ ہو گئے پس قضا و قدر کی بحث بہت دشوار اور بعید الفہم ہے تاہم کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

ہم کو قضا و قدر کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو مثل جمادات کے بے اختیار اور مجبور نہیں بنایا بلکہ نوع انسان کو صاحب اختیار پیدا کیا ہے اور عقل و فہم دے کر ہر کام کرنے اور نہ کرنے کی اجازت دی، نیز ہر فعل کے حسن و قبیح کو محسوس کرنے کی تمیز عطا فرمائی ہے اور ہر طرح کے اسباب موجود کر دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس قسم کے سامان فراہم ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر انسان کے ہر فعل پر مواخذہ اور نیک پر اجر و ثواب ہے اگر یہ افعال مجبوراً انسان سے صادر ہوتے تو اس سے باز پرس بھی نہ ہوتی اور نہ عوض دیا جاتا مگر انسان کے تمام افعال کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ یعنے جس طرح ہر شے پیدا ہونے میں اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہے اسی طرح بندوں کے تمام کام بھی باعتبار خلق اللہ تعالےٰ سے منسوب ہیں اور ان کا صادر کرنے والا انسان ہے شیعہ اور معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق نہیں بلکہ بندہ ہی اپنے کاموں کا خالق ہے مگر یہ رائے غلط ہے کیونکہ یہ خیال قرآن کی آیات کے خلاف ہے جن میں فرمایا گیا ہے کہ:۔

Marfat.com

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور جو کچھ تم کرتے ہو سب کو اس نے پیدا کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ:۔

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ۔ اللہ ہر شے کا خالق ہے۔

پس انسان کے افعال اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر سے ہوتے ہیں قضا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں کسی چیز کا ارادہ کر لیا کہ فلاں وقت میں اس طرح ہوگا اور قدر یہ کہ خدا نے ازل میں اندازہ کیا کہ فلاں وقت اور فلاں مکان میں یہ کام بُرا یا بھلا ہوگا اور اس کے کرنے والے کو عذاب یا ثواب ملے گا مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو چاہیں کریں عقل اور انبیا کو بھیج کر بُرے اور بھلے کاموں کا امتیاز کرا دیا اور حکم دیا کہ نیکی کرو برائی سے دور رہو قرآن مجید کی یہ آیت انسان کے اختیار کو واضح کرتی ہے۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَکْفُرْ۔ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

مگر کفر کی سزا ملتی ہے اس لیے کفر سے دور رہ کر ایمان ہی لانا چاہیے ؎ کافر نتوانی شو ناچار مسلمان شو؛

غرض کہ انسان کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر سے ہوتے ہیں اور انسان اپنے افعال کا ایجاد کرنے والا ہے جس پر جزا و سزا مرتب ہوتی ہے بندوں کے نیک کاموں سے اللہ تعالیٰ خوش اور بُرے افعال سے ناراض ہوتا ہے اس کا ارشاد ہے کہ:۔

وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ۔ اور بندوں کے کفر سے خوشنودی نہیں اور تمہاری شکر گزاری اللہ کو پسندیدہ ہے (واللہ اعلم)

اگر بندے گناہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قصور معاف فرماتا ہے بیشک وہ بندوں کے معافی مانگنے پر ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے اس سے معافی مانگنے کو توبہ کہتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کے بعد اپنی خطا پر نادم و شرمندہ ہو اور آئندہ باز رہنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے:۔

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا: جس نے کوئی

Marfat.com

بُرا کام کیا یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر اللہ سے معافی چاہی تو خدا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"
پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے بلکہ بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے اور حاجت بر لاتا ہے۔ چنانچہ اس کا وعدہ ہے کہ:۔
اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔
مگر یہ قبول کرنا اس پر واجب یا لازم نہیں ہے کہ جو بندے چاہیں وہی ہو یا جو بندوں کے حق میں بہتر ہو اسے ضرور کرے صرف اس کا رحم و کرم ہے وہ بندوں پر اپنا فضل و کرم کر کے ان کی مرادیں پوری کرتا ہے ان کی خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے ورنہ اس کی باز پرس بھی بہت سخت ہے۔

انسان کی موت کس کے قبضہ میں ہے؟

جس طرح حیات (زندگی) کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے موت بھی اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے کسی دوسرے کو نہ زندگی پر اختیار ہے اور نہ موت کسی کے بس میں جیسے جان اللہ تعالیٰ کے حکم سے آجاتی ہے موت بھی اسی کے حکم سے نافذ ہوتی ہے۔ انسان کے اعمال کا حساب و کتاب تو یوم آخرت میں ہوگا جس کا آئندہ بیان آئے گا۔ مگر مرنے کے بعد تمام جن و انسان کی ارواح کو عالم برزخ میں رہنا ہوتا ہے یہ عالم اس دنیا اور یوم آخر کے درمیان ہے انسان کا بدن تو قبر میں رہ جاتا ہے مگر روح کا اس بدن سے تعلق رہتا ہے اور جو کچھ بدن پر کیفیت گزرتی ہے روح اس سے متاثر ہوتی ہے۔ زندگی ہر عیش و آرام کی چیز کا تعلق بدن سے ہوتا ہے۔ مگر روح کو اس چیزوں سے راحت اور لذات ضرور حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح جسم کی تکالیف پر روح تکلیف و درد بھی محسوس کرتی ہے عالم برزخ میں بھی ارواح کا یہی حال ہوگا حسب اعمال راحت و رنج ملے گا یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جب روح بدن سے جدا ہوگئی تو کچھ نہ رہا۔ روح مجبور ہوگئی بلکہ مرنے کے بعد اور زیادہ قوت و طاقت ملتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کے متعلق فرمایا کہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے ایک پرندہ پہلے قفس میں گرفتار رہتا اب آزاد ہوگیا تو رہائی کے بعد جیسی طاقت پرواز پرندمیں ہوتی ہے

Marfat.com

ایسی ہی مرنے کے بعد روح انسانی کو رہائی کے بعد ہوتی ہے اور اس میں قوت آجاتی ہے۔ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ پاک ارواح جب بدن سے جدا ہوتی ہیں تو عالم بالا سے متصل ہو جاتی ہیں مگر ان کا دیکھنا سننا ایسا ہوتا ہے جیسے وہ یہاں موجود ہیں۔ غرض کہ ارواح کے لیے بعد مکانی اور قرب مکانی یکساں ہے اور ان کا مسکن عالم برزخ ہے۔ جو لوگ تناسخ (آواگون) کے قائل ہیں یعنی مرنے کے بعد ایک کی روح دوسرے شخص میں چلی جاتی ہے۔ یہ عقیدہ عقلاً باطل اور کفر ہے عالم برزخ کا ایک درجہ علیین ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کی ارواح رہیں گی۔ دوسرا سجین ہے کہ کافر اور مشرکوں کی روحیں وہاں تکلیف اٹھائیں گی۔ عالم برزخ ایسی شے نہیں ہے کہ ہر شخص کی ظاہری آنکھوں یا احساس معلوم ہو سکے بلکہ اس کا تعلق عالم قدس سے ہے جو بغیر مکاشفہ اور اشراق کے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا وجود اور آخرت کی تمام چیزیں ایسی ہیں کہ ظاہری احساس سے معلوم نہیں ہو سکتیں سب کے لیے مکاشفہ یا مخبر صادق کے قول کا یقین درکار ہے۔ عالم برزخ کے لیے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کافی ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی کا مکاشفہ اور اشراق دنیا بھر کے عقلاء اور فلاسفہ کی عقل و فہم سے بڑھ کر ہے مرنے کے بعد جب انسان کو قبر میں رکھتے ہیں تو وہاں فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں یہ معاملہ عالم برزخ ہی سے ہے کہ قبر میں عذاب و راحت دونوں ملتے ہیں۔ بخاری و مسلم کی احادیث میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب مُردہ کو قبر میں رکھ کر اس کے عزیز و اقارب واپس جاتے ہیں تو مُردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے (ایک منکر دوسرا نکیر) آتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے اور اس ذات اقدس (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا ہے؟ اگر مردہ مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ اور میرا دین اسلام ہے اور یہ ذات بابرکت ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرشتے اس کو دوزخ اور جنت کا ٹھکانا دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے جنت میں جگہ دی ہے اور اگر مردہ کافر یا منافق

Marfat.com

ہوتا ہے تو فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا جس پر فرشتے کہتے ہیں کہ تو نے نہ جانا اور نہ مانا پھر اس کو گرزوں سے مارتے ہیں جس کے صدمہ سے مردہ اس قدر چیختا ہے کہ جن وانس کے سوا اس کی آواز سب سنتے ہیں دوسری روایت میں آتا ہے کہ مومن کی قبر ۷۰ گز کشادہ کر دی جاتی ہے اور منور ہو جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تو آرام سے دولہا کی طرح سو جا تجھ کو قیامت تک یہاں آرام ہی آرام ہے اور کافر پر اس کی قبر تنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ مردہ کی پسلیاں ادھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں اور قیامت تک اس پر عذاب ہوتا رہے گا عذاب قبر اور راحت قبر کے متعلق صحیح احادیث اس کثرت سے واقع ہوئی ہیں کہ تمام کا مضمون مشترک تواتر کی حد تک پہنچ گیا ہے معتزلہ اور روافض کی طرح عالم برزخ کا انکار گمراہی اور متواترۃ المعنے احادیث کو نہ ماننا ہے اہل سنت وجماعت عالم برزخ اور قبر کے عذاب وثواب کے قائل ہیں نیز تمام صحابہ کرام اور ائمہ دین بھی اسی خیال کے تھے۔ جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم کو اس پر ایمان رکھنا چاہیئے اور گو عذاب قبر وراحت قبر ہماری آنکھوں سے نظر نہ آئے۔ مگر فخر عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور وہ بھی متواترۃ المعنے اس لیے محض آنکھوں سے نہ دکھائی دینے کی وجہ سے اس کا انکار نہیں کر سکتے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن وحدیث کی ظاہری نصوص کا یہی مفہوم ہے حقیقت حال سے اللہ اور اس کا رسول خوب واقف ہے رہا اس پر شبہات کا ہونا تو اول انسان کی عقل کا مدوجزر معلوم ہے کہ کبھی اس کے نزدیک بہت مشکل بات بھی آسان ہو جاتی ہے اور کبھی آسان بات بھی اس کو ناممکن معلوم ہوتی ہے اس کا ثبوت مختلف انسانوں سے ایک ہی مسئلہ پر سوال کرنے سے مل سکتا ہے دوسرے شبہات تو خدا اور عالم آخرت پر بھی کیے جا سکتے ہیں مگر جہاں چند انسان منکر ہیں وہاں کروڑوں اس کے قائل ہیں پس شبہات کی بنا پر کسی شرعی امر کا انکار فضول ہے جس کی خبر صادق ومصدوق نے دی ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید کی پیشین گوئیاں

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

قرآن مجید ہر اعتبار سے معجزہ ہے، زبان، اسلوب بیان، فصاحت و بلاغت، ایجاز و اختصار، معنی و مفہوم، واقعیت و صداقت اور پیغام حق و انصاف غرض کسی بھی حیثیت سے جب قرآن مجید پر انسانی ذہن و دماغ غور کرتا ہے تو وہ اس کے اعلیٰ ترین معیار کے سامنے خود کو عاجز و مجبور پاتا ہے اور یہی قرآن مجید کا اعلان بھی ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝

"میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی اور اے محمدؐ! آپ اس شہر میں داخل ہونے والے ہیں"

یہ آیت مکہ معظمہ میں اس زمانہ میں نازل ہوئی کہ سب مسلمان ہجرت کر کے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ بھی نہیں گئے تھے بلکہ مکہ معظمہ ہی میں تھے اور مشرکین کے ہاتھوں سخت تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کر رہے تھے اس وقت بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے اور کوئی قرینہ اس بات کا نہ تھا کہ کوئی انسان ایسی پیشین گوئی کرتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں آزادانہ زندگی بسر کریں گے۔

بجز اللہ کے کون سمجھ سکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دوبارہ تشریف لا سکیں گے۔ لیکن یہ پیشین گوئی کئی سال کے بعد پوری ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ پر مشرکین کی مسلسل عہد شکنیوں اور شرارتوں کی وجہ سے فوج کشی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ کی حیثیت سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا "بیشک ہم نے آپ کو فتح دی، کھلی ہوئی فتح"

اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت بھی فتح مکہ کی پیشین گوئی سے متعلق ہے اور چونکہ

Marfat.com

اللہ کے علم میں مکہ معظمہ کی فتح یقینی تھی اس لیے خدا تعالیٰ نے اس فتح کی بشارت مسلمانوں کو بصیغہ ماضی دی ہے۔

کیا ایسی پیشین گوئی کوئی انسان کر سکتا ہے؟ اگر قرآن مجید خدا کا کلام نہیں ہے؟

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ (س حج ۹)

"ان لوگوں کو (لڑائی کی) اجازت دی گئی ہے جن سے مشرکین لڑتے ہیں۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے) واللہ ان کی مدد کرنے پر قدرت رکھنے والا ہے، وہ لوگ ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں صرف اس قصور میں کہ وہ کہتے ہیں کہ "ہمارا پروردگار اللہ ہے"

قرآن مجید میں یہ آیت پہلی آیت ہے جس کی رو سے مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی ہے اور اس اجازت کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان ستائے گئے ہیں اور اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے ہیں۔ صرف اس لیے کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ لڑائی میں مشرکین پر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ بتلاؤ! کیا یہ خدا کا کلام نہیں ہے؟

ہر جنگ میں مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت ہوتی تھی اور مقابلہ میں ہزاروں کی تعداد میں مختلف اقوام کے لوگ ہوتے تھے ایسے قلیل التعداد مسلمانوں کی لڑائی کی اجازت دینا اور پہلے سے یہ وعدہ کرنا کہ اللہ تمہاری مدد کرے گا اور پھر مدد بھی کی گئی ہو اور دشمنوں پر مسلمانوں کو ہر لڑائی میں کامیابی بھی ہوئی ہو تو کیا یہ انسانی کلام ہو سکتا ہے؟ ایسا وعدہ تو وہی کر سکتا ہے جسے ہر طرح کی قدرت حاصل ہو اور ہر طرح کی قدرت خدا کے علاوہ اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو لڑائی کی جو اجازت دی گئی ہے تو بہت مجبوری کے عالم میں دی گئی ہے۔ جب مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ہونے لگے اور مشرکین قریش نے مسلمانوں کو مکانوں سے بھی نکالنا شروع کر دیا اور ناحق مسلمان اپنے

Marfat.com

مکانوں سے بے دخل ہونے لگے تو مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی کہ آخر مسلمان کب تک مشرکین کے ظلم سہتے؟

چونکہ مسلمان قلیل تعداد میں تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم تو ہمیں دے دیا ہے لیکن ہم تھوڑے ہیں اور ہمارے مقابلہ پر مختلف مذاہب کے لوگ متحد و متفق ہیں اور ہزاروں اور لاکھوں یہودیوں، نصرانیوں، صابئین اور مشرکین کے مقابلہ میں ہمیں لڑنا ہے تو ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں مسلمانوں سے کیا وعدہ کیا اور کس طرح وعدہ پورا ہوا؟

سورۂ آل عمران میں ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

لَن یَّضُرُّوكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ یُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝

(مشرکین تمہیں ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر صرف ستائیں گے اور اگر تم سے مشرکین لڑیں گے تو تم سے پیٹھ پھیریں گے (بھاگیں گے، پھر انہیں کہیں سے مدد نہ دی جائے گی)

اس پیشین گوئی کو ملاحظہ فرمائیے کہ کیا یہ انسانی کلام ہو سکتا ہے؟ بیشک مشرکین نے مسلمانوں کو ستایا لیکن اُن کے مذہب کو نقصان نہ پہنچا سکے اور جب لڑے تو مغلوب ہوئے اور پیٹھ پھیر کر ہی بھاگے۔

جب مسلمان تعداد میں تھوڑے تھے اور مشرکین کی کثرت تھی، مشرکین کو خیال تھا کہ اس چھوٹی سی جماعت پر ہم غالب آجائیں گے اور ممکن ہے کہ قلیل التعداد مسلمانوں کو بھی یہی خیال رہا ہو تو ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا اور کس طرح یقین دلایا اور کیسی پیشین گوئی فرمائی جو لفظاً لفظاً صحیح ہوئی۔

جنگ بدر میں تین سو تیرہ مسلمان ایک ہزار مشرکین پر غالب آگئے۔ باوجودیکہ مشرکین کے پاس بکثرت آلات حرب تھے اور پوری طرح مسلح ہو کر انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا، پوری تیاری کر کے مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے لیے مکہ معظمہ سے آئے تھے۔ اس جنگ میں مشرکین کے پاس ہر طرح کا ساز و سامان تھا۔ لشکر کے ساتھ تمام سرداران قریش تھے۔

Marfat.com

جنہوں نے مسلمانوں کو مٹانے کے لیے بہت سے سامان وزر خرچ کر کے سامان جنگ تیار کیا تھا۔ اس کے بالمقابل مسلمان قلیل التعداد ہونے کے ساتھ ساتھ نہ دولت رکھتے تھے، نہ اُن کے پاس مشرکین جیسا ساز وسامان تھا اور نہ آلاتِ حرب ہی اُن کے پاس کافی تھے تو کیا ایسے موقع پر کوئی انسان ایسی تفصیل سے پیشین گوئی کر کے یقین دلا سکتا ہے، جس طرح مسلمانوں کو یقین دلایا گیا ہے۔ کیا یہ خدا کا کلام نہیں ہے؟ بیشک یہ خدا کا کلام ہے اور اسی کو ایسا یقینی علم ہو سکتا ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔ "اگر تم تنگدستی سے ڈرتے ہو تو اللہ اپنے فضل سے اگر وہ چاہے تمہیں غنی (تونگر) کر دے گا۔ اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے"

اس آیت کے نزول کے وقت مسلمان بہت تنگدست تھے اور مشرکین دولتمند تھے، خدا نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی تنگدستی سے ڈر رہے ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلد دولت مند کر دے گا۔ اس ارشاد کے بعد دنیا نے دیکھ لیا کہ وہی مسلمان جو تنگ دست تھے اپنی مفلسی کی وجہ سے ڈر رہے تھے کہ ہم غریب لوگ ایسے دولت مندوں کے مقابلہ میں کس طرح کامیاب ہوں گے وہی لوگ خدا کے فضل و کرم سے دولتِ دنیا سے مالا مال ہو گئے، دولتِ دین کے ساتھ ساتھ دولتِ دنیا بھی اللہ تعالےٰ نے اُنہیں عطا فرمائی۔ فتوحات میں اضافہ ہوتا گیا اور دشمنوں کی فوج کا سامانِ جنگ اس کثرت سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا کہ فی الحقیقت وہ مالا مال ہو گئے اور بڑے بڑے شہروں اور ممالک کے مالک اور بادشاہ بن گئے فتوحاتِ اسلام کی رفتار ایسی تھی کہ گویا سمندر کا پانی بڑھتا چلا آرہا ہے۔

اس موقع پر میں ایک اور عظیم پیشین گوئی کا ذکر کرتا ہوں تاکہ مخالفین اور اعداء اسلام دیکھیں کہ قرآن کریم میں خدا نے مسلمانوں سے جو یہ وعدہ کیا ہے کہ

Marfat.com

وہ انہیں مالا مال کر دے گا تو اللہ کا وعدہ کس طرح پورا ہوا اور یہ پیشین گوئی کتنی سچی ثابت ہوئی۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ (فتح ۲۰)

"اللہ تمہیں بہت سی غنیمت دینے کا وعدہ کرتا ہے جس کو تم حاصل کرو گے سردست تو تم کو فتح دی اور لوگوں کا ہاتھ تم سے روک دیا تاکہ یہ واقعہ مسلمانوں کے واسطے ایک نشانی ہو اور وہ تم کو سیدھے راستہ پر قائم رکھے گا"

مشرکین سے مسلمانوں کی جس قدر لڑائیاں ہوئیں اُن سب میں بہت سامال و اسباب مسلمانوں کو ملتا رہا اور جس طرح اللہ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا وہ وعدہ پورا ہوا اور خدا نے اپنی قدرت کی جیسی شان دکھلانے کا وعدہ کیا تھا اس کو دکھلا دیا۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمانوں کی مالی حالت روز بروز بہتر ہوتی گئی اور یہ ایک عظیم نشانی قیامت تک کے لیے قائم رہی جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے یہ ایسی صاف پیشین گوئیاں ہیں جو آفتاب کی طرح سارے عالم پر اپنی پُر نور شعاعیں ڈال رہی ہیں مگر ضد اور تعصب کی وجہ سے کسی کو نظر نہ آئیں تو اس کا علاج کون کرسکتا ہے۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

وہ زمانہ میں معزز تھے "مسلماں" ہو کر ۔۔۔۔ اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

آج صرف ہماری زبانوں پر "اسلام" کا نام ہے، ورنہ در حقیقت اس دور کے مسلمان، اسلام کی سچی تعلیمات اور اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بالکل بے بہرہ ہیں۔

❖❖❖❖❖❖

Marfat.com

قرآن مجید کی خصوصیات

تمام کتابوں میں سب سے مقدس اور افضل ترین کتاب قرآن پاک ہے۔

قرآن پاک جس نبی پر نازل کیا گیا وہ نبی (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) تمام نبیوں میں سب سے افضل ترین نبی ہیں۔

قرآن پاک جس امت کے لئے نازل کیا گیا وہ امت (امت محمدیہ) تمام امتوں میں سب سے افضل ترین امت ہے۔

قرآن پاک جس مہینے میں نازل کیا گیا وہ مہینہ تمام مہینوں میں سب سے افضل ترین مہینہ ہے۔ یعنی رمضان المبارک۔

قرآن پاک جس رات میں نازل کیا گیا وہ رات (شب قدر) تمام راتوں میں سب سے افضل ترین رات ہے۔

قرآن پاک لے کر جو فرشتے نازل ہوئے تھے وہ فرشتے (حضرت جبرائیل علیہ السلام) تمام فرشتوں میں سب سے افضل ترین فرشتے ہیں۔

قرآن پاک جن شہروں میں نازل ہوا وہ شہر (مکہ اور مدینہ منورہ) تمام شہروں میں سب سے افضل ترین شہر ہیں۔

قرآن پاک میں سب سے زیادہ جن پیغمبر کا ذکر آیا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

قرآن پاک میں چار مسجدوں "مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد ضرار اور مسجد قبا" کا ذکر آیا ہے۔

قرآن پاک میں چھ نبیوں کے نام پر سورتیں ہیں۔

حضرت مریم وہ واحد خاتون ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ان کے نام سے آیا ہے۔

Marfat.com

حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وہ خوش نصیب صحابی ہیں۔ جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔

خلیفۂ سوم۔ داماد رسولؐ، شہید مظلوم سیدنا عثمان غنی رضؓ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وہ خوش نصیب انسان ہیں جنہیں قرآنِ پاک کا سب سے پہلا حافظ ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

دنیا کی تقریباً ایک سو تین زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

برصغیر میں قرآن پاک کا فارسی ترجمہ سب سے پہلے شاہ ولی اللہؒ نے اردو ترجمہ سب سے پہلے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ نے کیا۔

قرآنِ پاک میں ۲۶ نبیوں کا ذکر آیا ہے۔

قرآن پاک کی سب سے بڑی سورت "البقرہ" اور سب سے چھوٹی سورت "الکوثر" ہے۔

قرآنِ پاک کی سورۃ توبہ وہ واحد سورت ہے جس کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے۔

قرآنِ پاک کی سورت 'اخلاص' میں صرف ایک زیر اور سورت 'کوثر' میں صرف ایک پیش استعمال ہوا ہے۔

قرآنِ پاک کا دل 'سورۃ یٰسین' اور 'عروس القرآن' سورۃ الرحمٰن کو کہا جاتا ہے۔

قرآنِ پاک کی پہلی وحی "اقرا باسم ربک الذی خلق" غارِ حرا میں۔ آخری وحی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ، حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔

قرآن پاک میں ستر سے زائد مقامات پر دعا مانگنے کی تاکید کی گئی ہے ایک سو پچاس مقامات پر خیرات کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور تقریباً سات سو مقامات پر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآن پاک کو تیس سپاروں میں تقسیم کیا گیا۔

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے وقت ۲۲ صحابہ کرامؓ قرآن پاک کے مکمل حافظ تھے۔

پورا قرآن پاک تقریباً ۲۲ سال ۵ مہینے اور ۱۴ دن میں نازل ہوا۔

"قرآن" کے لفظی معنی "تلاوت کیا گیا"۔

قرآن پاک میں لفظ "اللہ" ۲۶۹۸ مرتبہ، الرحمٰن ، ۵۷ مرتبہ اور الرحیم ۱۱۴ مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں ۳۰ سپارے ۷ منزلیں ۱۴ سجدے ۵۴۰ رکوع ، ۱۱۴ سورتیں ، اور ۶۶۶۶ آیات ہیں۔

قرآن پاک میں ۳۲۳۷۶۰ (تین لاکھ تئیس ہزار سات سو ساٹھ) حروف استعمال ہوئے ہیں۔

قرآن پاک میں ۵۳۲۲۳ ترپین ہزار دو سو تئیس زبر۔

قرآن پاک میں ۳۹۵۸۲ انتالیس ہزار پانچ سو بیاسی زیر۔

قرآن پاک میں ۸۸۰۴ آٹھ ہزار آٹھ سو چار پیش

قرآن پاک میں ۱۷۷۱ ایک ہزار سات سو اکہتر مدات

قرآن پاک میں ۱۲۷۴ ایک ہزار دو سو چوہتر تشدید

قرآن پاک میں ۱۰۵۶۸۴ ایک لاکھ پانچ ہزار چھ سو چراسی نقطے استعمال ہوتے ہیں۔

قرآن پاک میں ۸۶ سورتیں مکہ مکرمہ میں اور ۲۸ سورتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔

قرآن پاک میں کون سا لفظ کتنی مرتبہ استعمال ہوا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(ا) ۴۸۸۷۲ اڑتالیس ہزار آٹھ سو بہتر

(ت) ۱۱۹۹ گیارہ سو ننانوے (خ)، (د)

Marfat.com

(ج)	۳۲۷۳	تین ہزار دو سو تہتر
(خ)	۲۴۱۶	دو ہزار چار سو سولہ
(ذ)	۴۶۷۷	چار ہزار چھ سو ستتر
(ز)	۱۵۹۰	ایک ہزار پانچ سو نوے
(ش)	۲۱۱۵	دو ہزار ایک سو پندرہ
(ض)	۱۳۰۷	ایک ہزار تین سو سات
(ظ)	۸۴۲	آٹھ سو بیالیس
(غ)	۲۲۰۸	دو ہزار دو سو آٹھ
(ق)	۶۸۱۳	چھ ہزار آٹھ سو تیرہ
(ل)	۳۴۳۲	تین ہزار چار سو بتیس
(ن)	۴۰۱۹۰	چالیس ہزار ایک سو نوے
(ک)	۱۹۷۰	ایک ہزار نو سو ستر
(ی)	۴۵۹۱۹	پینتالیس ہزار نو سو انیس
(ب)	۱۱۴۲۸	گیارہ ہزار چار سو اٹھائیس
(ث)	۱۲۷۶	ایک ہزار دو سو چھہتر
(ح)	۹۷۳	نو سو تہتر
(د)	۵۶۰۲	پانچ ہزار چھ سو دو
(ر)	۱۱۷۹۳	گیارہ ہزار سات سو ترانوے
(س)	۵۹۹۱	پانچ ہزار نو سو اکیانوے
(ص)	۲۰۱۲	دو ہزار بارہ
(ط)	۱۲۷۷	ایک ہزار دو سو ستتر

Marfat.com

(ع) ۹۲۲۰ نو ہزار دو سو بیس

(ف) ۸۴۹۹ آٹھ ہزار چار سو ننانوے

(ن) ۹۵۰۰ نو ہزار پانچ سو

(م) ۳۶۵۳۵ چھتیس ہزار پانچ سو پینتیس

(و) ۲۵۵۳۶ پچیس ہزار پانچ سو چھتیس

(غ) ۳۷۲۰ تین ہزار سات سو بیس

(۱) قرآن وہ کتاب ہے جو صاف لفظوں میں دعویٰ کرتی ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور خدا کا کلام ہوں۔

(۲)۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کو ایسی مقدس ہستی یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے کہ جس کے وجود باجود سے کسی کو انکار نہیں اور جس کی مقدس زندگی ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے۔

(۳) قرآن وہ کتاب ہے جس نے انتہا درجہ کے تاریک زمانہ میں نازل ہو کر دنیا میں ظاہری و باطنی روشنی پھیلائی اور علم و عدل و تہذیب و تمدن کا علم بلند کیا۔

۴۔ قرآن پاک وہ کتاب ہے جس نے نہایت شدت کے ساتھ صاف صاف الفاظ میں تمام خلافِ عدل و تہذیب امور اور تمام معاصی کی تردید کی۔

۵۔ قرآن پاک وہ کتاب ہے جس نے صاف الفاظ میں تمام برائیوں کو بیان کیا۔

۶۔ قرآن پاک وہ کتاب ہے جو علوم و شرائع کا چشمہ ہے۔

۷۔ قرآن پاک وہ کتاب ہے جس کی مثل وضاحت و بلاغتِ معنی مطالب میں کسی اعتبار سے کوئی نہیں بنا سکا۔

۸۔ قرآن وہ کتاب ہے جس نے ہر قسم کے مضامین کو تہذیب و متانت سے ادا کیا ہے۔

۹۔ قرآن پاک وہ کتاب ہے جو اپنے زمانہ نزول سے آج تک ہر طرح محفوظ ہے۔

۱۰۔ قرآن پاک وہ کتاب ہے جس کے زمانہ نزول سے آج تک کی صحیح تاریخ مدون و مرتب ہے۔

Marfat.com

۱۱۔ قرآن وہ کتاب ہے کہ اس کے لکھنے والوں کی مسلسل سند قرآن کے زمانہ نزول سے آج تک موجود ہے۔

۱۲۔ قرآن وہ کتاب ہے کہ اس سے قوانین دیوانی و مالی و فوجداری زراعت وضاحت۔ تجارت و عبادات اور اعتقادات و معاملات وغیرہ کے متعلق لاتعداد مسائل نکالے گئے ہیں۔ صرف امام ابوحنیفہ نے تیرہ لاکھ مسائل نکالے باقی صد ہا ائمہ گزرے ہیں۔

۱۳۔ قرآن وہ کتاب ہے جس سے ایک عالم متبحر اور ایک ان پڑھ دونوں فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۴۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے پڑھنے سے جی نہیں اکتاتا (۱۵)۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کی تلاوت ہمیشہ چوبیس گھنٹے دنیا میں جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی۔

۱۶۔ قرآن وہ کتاب ہے جس پر عمل چوبیس گھنٹے دنیا میں ہمیشہ سے جاری ہے اور ہمیشہ تک جاری رہے گا۔

۱۷۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا خود خداوند ذوالجلال نے وعدہ فرمایا ہے ہم نے یہ ذکر قرآن نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جھوٹ اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ نہ آگے پیچھے کیونکہ اس کو خداوند کریم نے نازل فرمایا ہے۔ سر ولیم میسور نے لکھا ہے۔ دنیا میں آسمان کے نیچے قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جن کا متن ابتداء سے لے کر اس وقت تک تحریف سے پاک رہا ہو۔

ہم قرآن کو بالکل اسی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کا مجموعہ یقین کرتے ہیں جس طرح مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں یعنی اس کے غیر محرف ہونے کا کامل یقین رکھتے ہیں۔

۱۸۔ قرآن ایسی کتاب ہے جو تمام عالم میں شائع ہے لیکن ایک لفظ کا بھی اختلاف نہیں۔

۱۹۔ قرآن وہ کتاب ہے جس نے پہلے پہل ملوکیت و ملوک پرستی کی تردید کی۔

۲۰۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کی تعلیم فطرتِ انسانی اور عقلِ سلیم کے موافق ہے۔

۲۱۔ قرآن وہ کتاب ہے جس نے مساوات کو قائم کیا۔

Marfat.com

آدابِ تلاوتِ قرآنِ مجید

قرآنِ مجید کی تلاوت ذوق و شوق کے ساتھ دل لگا کر کیجئے اور یقین رکھئے کہ قرآنِ مجید سے شغف خدا سے شغف ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میری اُمت کے لئے سب سے بہتر عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔"

اکثر و بیشتر وقت تلاوت میں مشغول رہیے اور کبھی تلاوت سے نہ اکتائیے۔

حضور نے فرمایا' خدا کا ارشاد ہے "جو بندہ قرآن کی تلاوت میں اس قدر مشغول ہو کہ وہ مجھ سے دُعا مانگنے کا موقع نہ پا سکے تو میں اُن کو بغیر مانگے ہی مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔" (ترمذی)

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — "بندہ تلاوتِ قرآن ہی کے ذریعہ اللہ کا سب سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے —" (ترمذی)

اور آپؐ نے تلاوتِ قرآن کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا۔ "جس شخص نے قرآن پڑھا اور وہ روزانہ اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی زنبیل کہ اس کی خوشبو چار سُو' مہک رہی ہے اور جس شخص نے قرآن پڑھا لیکن وہ اس کی تلاوت نہیں کرتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی بوتل۔ کہ اس کو ڈاٹ لگا کر بند کر دیا گیا ہے۔" (ترمذی)

قرآن پاک کی تلاوت محض طلب ہدایت کے لئے کیجئے۔ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے' اپنی خوش الحانی کا سکہ جمانے' اور اپنی دینداری کی دھاک بٹھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔ اور ان اغراض سے قرآن کی تلاوت کرنے والا قرآن کی ہدایت سے محروم رہتا ہے۔

تلاوت سے پہلے طہارت اور نظافت کا پورا اہتمام کیجئے۔ بغیر وضو قرآن مجید چھونے سے پرہیز کیجئے' اور پاک صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کیجئے۔

Marfat.com

تلاوت کے وقت قبلہ رخ دوزانو ہوکر بیٹھئے اور گردن جھکا کر انتہائی توجہ، یکسوئی، دل کی آمادگی اور سلیقے سے تلاوت کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (ص: ۲۹)

"کتاب جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی برکت والی ہے۔ تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔

تجوید اور ترتیل کا بھی جہاں تک ہو سکے لحاظ رکھیئے۔ حروف ٹھیک ٹھیک ادا کیجئے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اپنی آواز اور اپنے لہجے سے قرآن کو آراستہ کرو۔" (ابو داؤد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک حرف کو واضح کر کے اور ایک ایک آیت کو الگ الگ کر کے پڑھا کرتے تھے۔"

تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کرنے کی کوشش نہ کیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس نے تین دن سے کم قرآن پڑھا اس نے قطعاً قرآن کو نہیں سمجھا۔"

قرآن کی عظمت و رفعت کا احساس رکھیئے اور جس طرح ظاہری طہارت اور پاکی کا لحاظ کیا ہے اسی طرح دل کو بھی گندے خیالات، برے جذبات اور ناپاک مقاصد سے پاک کیجئے۔ جو دل گندے اور نجس خیالات اور جذبات سے آلودہ ہے۔ اس میں نہ قرآن پاک کی عظمت و وقعت بیٹھ سکتی ہے اور نہ وہ قرآن کے معارف و حقائق ہی کو سمجھ سکتا ہے۔ حضرت عکرمہؓ جب قرآن شریف کھولتے تو اکثر بے ہوش ہو جاتے اور فرماتے یہ میرے جلال و عظمت والے پروردگار کا کلام ہے۔

یہ سمجھ کر تلاوت کیجئے کہ روئے زمین پر انسان کو اگر ہدایت مل سکتی ہے تو صرف اسی کتاب سے اور اسی تصور کے ساتھ اس میں تفکر اور تدبر کیجئے اور سمجھنے کی کوشش کیجئے

Marfat.com

فضائلِ قرآن مجید

قرآن مجید کی فضیلتیں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام میں جا بجا بیان فرمائی ہیں۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی قرآن مجید کے فضائل بکثرت مذکور ہیں۔ مگر اختصار کے پیشِ نظر یہاں چند آیتوں اور احادیث پر اکتفا کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کا تحفظ دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لیے جتنی آسمانی کتابیں یا صحیفے نازل ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری اہل کتاب پر رکھی جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ (سورۃ ۵ آیت ۴۴)

وہ محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب کے اور اس (کے احکام و ہدایت) پر گواہ تھے۔

مگر ان اہلِ کتاب نے تحریف اور ردّ و بدل سے کام لے کر یہ بات ظاہر کردی کہ انسان آسمانی کتابوں کی حفاظت سے عاجز رہے۔ مگر قرآن مجید چونکہ خاتم المصاحف اور اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور رہتی دنیا تک کے لیے عالمِ انسانیت کی ہدایت کا کامل دستور اور مکمل لائحۂ عمل ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیکر اعلان فرمایا

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ (سورۃ ۱۵ آیت ۹)

بیشک ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں

خالقِ ارض و سماوات اور مالکِ کائنات کے اس اعلان کے بعد کس

Marfat.com

کی مجال ہے کہ قرآن مجید کے اندر ایک حرف یا ایک نقطہ کا بھی ردّ و بدل کر سکے۔ الحمد للہ کہ چودہ سو سال گذرنے کے باوجود قرآن مجید کا ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ یہاں تک کہ اس کا رسم الخط بھی بعینہٖ محفوظ ہے۔ اور قیامت تک اسی طرح اس آیت کے تحت محفوظ رہے گا، یہ قرآن مجید کی بہت بڑی فضیلت اور اس کا اعجاز ہے۔

تلاوت قرآن مجید ہر صاحب ایمان کا قرآن مجید کے ساتھ تین طرح کا رابطہ ہے۔ پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا۔ جہاں تک پڑھنے کا تعلق ہے، خواہ سمجھ کر پڑھا جائے یا بغیر سمجھے۔ بہرحال تلاوت بجائے خود ایک عبادت ہے اس سے تعلق باللہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود تلاوت کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ط (سورہ ۲۹ آیت ۴۵)

جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھو۔ اور نماز قائم کرو

اس آیہ کریمہ میں تلاوتِ قرآن مجید اور پابندیٔ نماز کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ تعلق باللہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے۔

تدبر فی القرآن جہاں تک قرآن مجید کے سمجھنے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بھی حکم دیا ہے۔ تاکہ تلاوت سے تعلق باللہ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ تدبر کے ذریعہ لوگ نصیحت بھی حاصل کریں ارشاد ہے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(سورہ ۳۸ آیت ۲۹)

یہ کتاب (قرآن) ہم نے تمہاری طرف اُتاری جو برکت والی ہے

Marfat.com

تاکہ (عقلمند) لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سمجھنے اور اس کی آیات پر غور کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے جس سے نصیحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ کیسے اس کی نصیحتوں سے فیضیاب ہو سکتا ہے۔

عمل بالقرآن قرآن مجید پر جہاں تک عمل کا تعلق ہے۔ اس کے لیے مسائل کا جاننا ضروری ہے۔ قرآن مجید تو عمل کرنے ہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

(سورۃ ۶ آیت ۱۵۵)

اور یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری برکت والی سو اس پر چلو۔ اور پرہیزگاری اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تلاوت قرآن اور عمل بالقرآن کی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل حدیث میں قرآن مجید پر عمل اور تلاوت کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی حکیمانہ شان بیان فرما کر عمل اور تلاوت دونوں کی طرف رغبت دلائی ہے۔ ارشاد فرمایا

اَلْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَیَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجِّ وَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ لَا یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَیَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرِ (بخاری ومسلم)

جو صاحب ایمان قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ ترنج کی طرح ہے اور جو صاحب ایمان قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے وہ کھجور کی مانند ہے۔

Marfat.com

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت مع عمل کو ترنج سے تشبیہ دی جو شیریں ہونے کے باوجود خوشبودار بھی ہوتا ہے۔ عمل بغیر تلاوت کو کھجور سے تشبیہ دی جس میں شیرینی تو ہوتی ہے مگر خوشبو نہیں ہوتی اس ارشاد نبوی سے عمل مع تلاوت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

قرآن پڑھنا اور پڑھانا

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں کا بہتر آدمی وہ ہے جو قرآن مجید خود پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

دو اشخاص قابلِ رشک ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ (بخاری و مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو ہی آدمیوں پر رشک آتا ہے، ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا فرمایا ہے اور وہ اسے صبح و شام پڑھتا ہے۔ اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ اس میں سے صبح و شام راہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِىْ تُقْرَأُ فِيْهِ

Marfat.com

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ (مسلم شریف)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بیشک اس گھر سے شیطان بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھر کو قبرستان سے تشبیہ دی ہے جس میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے اور جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے وہاں شیطان کا گذر ہو جاتا ہے۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس گھر میں شیاطین کا اثر ہو جائے اس میں سورۂ بقرہ پڑھنے سے شیاطین کا عمل دخل جاتا رہتا ہے۔

تلاوتِ قرآن وسیلۂ نجات ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَفِیْعًا لِّاَصْحَابِہٖ (مسلم)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ۔ لوگو! قرآن مجید پڑھا کرو۔ اس لیے کہ قرآن مجید پڑھا کرو کہ قرآن مجید بیشک اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن سفارش کرے گا۔

تلاوتِ قرآن اللہ تعالیٰ کے فضل کا باعث ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّآئِلِیْنَ ط وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَآئِرِ الْکَلَامِ

Marfat.com

كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ (ترمذی)

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پروردگار بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ جس شخص کو تلاوت قرآن مجید میرے (دوسرے) ذکر اور اپنی حاجت طلب کرنے سے روکے رکھے (یعنی زیادہ عزیز ہو) اس کو میں مانگنے والوں سے زیادہ بہتر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلام کو دوسرے تمام کلاموں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر۔

تلاوتِ قرآن آخرت کے درجے بلند کرتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُهَا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن مجید پڑھنے والے سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ قرآن مجید پڑھتا جا اور (اپنی منزل کی طرف) بڑھتا جا اور اسی طرح پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ تیری منزل تیری تلاوت کی آخری آیت پر ہے۔

قرآن کا کچھ حصہ بھی یاد نہ ہونا دل کی ویرانی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ (ترمذی، دارمی)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے سینہ میں قرآن مجید کا کوئی جزء (محفوظ) نہیں ہے وہ اُجڑے ہوئے گھر کے مانند ہے۔

قرآن پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنیوالے کے والدین کی تاجپوشی

عَنْ مُعَاذِ الْجُهَنِيِّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا (ابو داؤد)

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کے احکام پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائیگا کہ اگر وہ (تاج) دنیا کے کسی مکان میں تمہارے درمیان ہوتا تو اس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہتر ہوتی پھر اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود اس پر عمل کیا (یعنی جس کے والدین کو یہ مرتبہ بخشیں گے۔ تو خود عمل کرنے والے کا کیا مرتبہ ہوگا۔)

قرآن مجید پڑھنے اور اسکی تلاوت کرنے کی ترغیب

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَاقْرَءُوْهُ فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَأَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوْكِيَ عَلٰى مِسْكِهٖ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن پڑھنا سیکھو اور پڑھا کرو جس نے پڑھنا سیکھا پھر پڑھا اور پابند رہا۔ اس کے لیے قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی تھیلی ہو اور اس کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہو اور جس نے قرآن پڑھنا سیکھا پھر اس کی تلاوت سے غافل ہوگیا حالانکہ وہ اس کو یاد بھی ہے۔ اس کی مثال اس تھیلی کی طرح ہے جو مشک پر اس طرح لپیٹ دی گئی ہو کہ اس کی خوشبو کو پھیلنے نہ دے۔

قرآن مجید کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ کِتٰبِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ ۔ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا۔ لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ۔ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ۔ وَمِیْمٌ حَرْفٌ (ترمذی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کے بدلے اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے۔ اور میم ایک حرف ہے۔

تلاوت کا طریقہ

قرآن مجید کی تلاوت سے کام لینا، گھبرا کر جلد جلد پڑھنا ناپسندیدہ اور نقصان کا باعث ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (سورہ، آیت ۴)

اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف۔

Marfat.com

اس آیۃ کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید کے وقت ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا تلاوت کے اہم آداب اور ضروریات میں سے ہے۔ اور اس میں بڑے فائدے ہیں۔

ان تمام مذکورہ احکام و فضائل کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پر عمل کیا جائے، اور عمل کیا جائے اور عمل کے لئے قرآن کا علم ضروری اور مقدم ہے۔ اور علم کے لئے تبلیغ و اشاعت، نشر و طباعت، اہم اور موثر ذرائع اور وسائل ہیں۔

جہاں تک عمل بالقرآن کا تعلق ہے اگر کوئی شخص ضروری مسائل شرعیہ کا علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے تو وہ قرآن و سنت ہی پر عمل کے مترادف ہے مگر قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا بجائے خود ایک مستقل عبادت اور باعث خیر و برکت ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خود قرآن پڑھنا سیکھے۔ اپنے بچوں اور دیگر متعلقین کو بھی سکھائے خود بھی تلاوت کی عادت ڈالے اور اپنے متعلقین و احباب اور حلقہ اثر کے لوگوں کو قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تاکید کرے۔ اگر تلاوت قرآن مجید کے ساتھ اس کا فہم بھی حاصل ہو جائے تو نور علی نور ہے۔

قرآن مجید کے ایک حرف پڑھنے یا پڑھانے پر دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں تو پورے قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے پر تینتیس لاکھ چھتیس ہزار سات سو نیکیاں حاصل ہوں گی۔ کیونکہ پورے قرآن مجید میں تین لاکھ تیئیس ہزار چھ سو ستر حروف ہیں۔

Marfat.com

مسائلِ قرآن مجید یاد کر لیجئے!

سوال: قرآن مجید کن کن حالتوں میں چھونا منع ہے؟

جواب: بلا غسل بغیر وضو اور حالت حیض و نفاس میں قرآن مجید کو چھونا منع ہے۔

سوال: اگر بلا وضو قرآن مجید چھونا پڑے تو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: قرآن مجید کے غلاف کے ساتھ یا کسی دوسرے پاک کپڑے سے چھو سکتے ہیں لیکن اپنے کرتے کی آستیں یا دامن سے قرآن مجید کو چھونا مکروہ ہے۔

سوال: جس قرآن مجید میں تفسیر و ترجمہ ہو اس کو چھونے کا کیا حکم ہے۔

جواب: ایسی تفسیر و ترجمہ والا قرآن مجید جس میں تفسیر کی عبارت زیادہ ہو اس پر خالص قرآن مجید کے حکم کا اطلاق نہیں ہوگا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو بھی بلا وضو نہ چھوا جائے۔

سوال: قرآن مجید کی تلاوت کا طریقہ اور آداب کیا ہیں؟

جواب: باوضو، پاک کپڑوں کے ساتھ پاک جگہ پر اور اگر ممکن ہو تو قبلہ رو بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ اگر خوشبو کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر ہے جس جگہ تلاوت کریں وہاں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو تو بہتر ہے حضورِ قلب اور توجہ کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیئے۔

سوال: قرآن مجید کی تلاوت کے وقت کیا تصور ہونا چاہیئے؟

جواب: تلاوت کے وقت یہ خیال ہونا چاہیئے کہ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ جو محض اُس کی توفیق اور فضل سے میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ گویا میں اس وقت اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں۔ اس لئے نہایت ادب

Marfat.com

حضورِ قلب اور پوری توجہ سے تلاوت میں مشغول ہونا چاہیئے۔

سوال: بلا وضو قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب: بلا وضو قرآن مجید کی زبانی تلاوت کرنا جائز ہے۔

سوال: قرآن مجید کی زبانی تلاوت کرنا کن کن حالتوں میں منع ہے۔

جواب: بلا غسل اور حالتِ حیض و نفاس میں قرآن مجید کی زبانی تلاوت کرنا بھی جائز نہیں۔

سوال: قرآن مجید پڑھنے والے کو سلام کرنا کیسا ہے؟

جواب: مناسب نہیں۔

سوال: اگر تلاوت کے درمیان کوئی شخص سلام کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

جواب: سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ اس لئے تلاوت بند کر کے سلام کا جواب دے یا تلاوت ختم کر رہا ہو تو اُس کو پورا کر کے پھر جواب دے۔

سوال: تلاوت کے دوران اگر اذان سُنے تو کیا کرنا چاہیئے۔

جواب: مناسب یہ ہے کہ تلاوت بند کر کے اذان کا جواب دے پھر تلاوت میں مشغول ہو جائے۔

سوال: رکوع و سجود میں قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے۔

جواب: منع ہے۔

سوال: لیٹ کر قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے۔

جواب: جائز ہے۔

سوال: ننگے سر قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے۔

جواب: جائز ہے۔ مگر ادب یہی ہے کہ سر پر ٹوپی پہن لے۔

Marfat.com

سوال: قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنے، زبانی پڑھنے یا نماز میں پڑھنے میں کونسا طریقہ افضل ہے۔

جواب: زبانی پڑھنے سے دیکھ کر پڑھنا اور دیکھ کر پڑھنے سے نماز میں پڑھنا افضل ہے۔

سوال: تلاوتِ قرآن مجید کا معمول کیا ہونا چاہیئے۔

جواب: حسبِ استطاعت جس قدر ممکن ہو اور جس وقت سہولت ہو مقدار و وقت کا لحاظ کر کے معمول بنا لینا چاہیئے۔ اور حتی الامکان معمول ناغہ نہ ہونا چاہیئے۔ اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے ناغہ ہو جائے تو کسی دوسرے وقت تلاوت کر لینی چاہیئے۔ بیماری یا سفر کی وجہ سے اگر مجبوراً ناغہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس معمول کا ثواب نامۂ اعمال میں درج کرا دیتے ہیں۔ تلاوت کے لئے فجر کا وقت افضل ہے۔

سوال: قرآن مجید کتنے دن میں ختم کرنا چاہیئے۔

جواب: ختم قرآن مجید کی مدت کم از کم تین دن ہے۔ مہینہ میں دو مرتبہ قرآن مجید ختم کرنے کی سند سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید سات دن میں ختم کیا کرتے تھے اور ہر روز سات منازل میں سے ایک منزل کی تلاوت کر لیا کرتے تھے سات دن میں سات منزلیں پڑھنے کی نصیحت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فرمائی تھی۔ اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول یہ تھا کہ آپ جمعہ کے دن قرآن مجید شروع کرتے اور ہر روز ایک منزل پڑھتے اور جمعرات کو ختم کرتے تھے۔

Marfat.com

سوال: تلاوتِ قرآن مجید کس طرح کرنی چاہیئے جہراً (آواز کے ساتھ) یا سراً (آہستہ آہستہ)

جواب: دونوں طرح پڑھنا عبادت ہے۔ البتہ جہراً (آواز کے ساتھ) تلاوت کرنے والے کے لئے چند امور کی احتیاط بہت ضروری ہے۔ ایسی جگہ آواز سے تلاوت نہ کرے جہاں کسی کی نماز میں خلل واقع ہو یا کسی کی نیند خراب ہو۔ یا کسی شخص کے دوسرے مشاغل میں حارج ہو۔

سوال: قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کرنا کیسا ہے۔

جواب: جائز ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل کتاب "نظام مصطفےٰ کا پیغام حیات" میں دیکھیں۔

سوال: اجرت دے کر ایصالِ ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھوانا کیسا ہے

جواب: ایصالِ ثواب کے لیے اجرت پر قرآن مجید پڑھنا یا پڑھوانا دونوں منع ہیں۔ البتہ معاوضہ طے کئے بغیر پڑھنے والے کی از خود کوئی خدمت کر دی جائے تو وہ ممنوع نہیں۔

سوال: مکان یا دوکان میں برکت کے لیے قرآن مجید پڑھنا یا پڑھوانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: قرآن مجید کو بطور تعویذ گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا کیسا ہے۔

جواب: اگر قرآن مجید کے آداب کا پاس اور رعایت ہو سکتی ہو تو جائز ہے۔

سوال: قرآن مجید کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: فقہا نے قرآن مجید کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔ اس لیے قرآن مجید کی قسم کھانا مناسب نہیں اور اگر کسی نے قسم کھائی تو قسم ہو جائے گی

Marfat.com

اور اس قسم کے توڑنے سے کفارہ لازم آئے گا۔

سوال: قرآن مجید میت کے سرہانے قبر میں رکھنا کیسا ہے۔

جواب: شریعت میں اس کی کوئی سند نہیں۔

سوال: قرآن مجید کو تلاوت کے وقت تکیہ یا رحل پر رکھنا کیسا ہے۔

جواب: قرآن مجید کو تلاوت کے وقت پاک تکیہ رحل یا کسی دوسری پاک اور اونچی چیز پر رکھنا افضل ہے

سوال: قرآن مجید کو چومنا سینے اور آنکھوں سے لگانا یا پیشانی سے مس کرنا کیسا ہے۔

جواب: جائز ہے ایک صحابی حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالے عنہ قرآن مجید کو اپنے چہرے سے لگایا کرتے تھے اور فرطِ محبت سے فرمایا کرتے تھے کِتَابُ رَبِّي کِتَابُ رَبِّي (میرے رب کی کتاب ہے میرے رب کی کتاب ہے) (دارمی)

سوال: قرآن مجید پر چولی چڑھانا کیسا ہے۔

جواب: چولی چڑھانا بہتر ہے، اس سے جلد کی حفاظت ہوتی ہے، مگر چولی جلد کا حکم رکھتی ہے اس لیے چولی کے ساتھ بلا وضو قرآن مجید چھونا جائز نہیں۔

سوال: جزدان میں قرآن مجید کو رکھنا کیسا ہے۔

جواب: بہتر ہے اس سے قرآن مجید کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور بوقت ضرورت اس کو بلا وضو چھو بھی سکتے ہیں۔

سوال: قرآن شریف کی طرف پشت کرنا کیسا ہے۔

جواب: خلاف ادب ہے۔

Marfat.com

سوال: سوتے یا جاگتے قرآن مجید کی طرف پاؤں کرنا کیسا ہے۔
جواب: کسی حال میں بھی جانتے ہوئے قرآن مجید کی طرف پاؤں کرنا سخت بے ادبی ہے۔
سوال: بوسیدہ قرآن مجید کو دفن کرنا۔ پانی میں بہانا یا کوئیں میں ڈبونا کیسا ہے
جواب: بوسیدہ اور ناقابلِ تلاوت قرآن مجید یا اس کے اوراق کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے یہ تمام صورتیں اختیار کرنی جائز ہیں۔
سوال: قرآن مجید کو کس طرح دفن کرنا چاہیئے۔
جواب: بوسیدہ قرآن مجید کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر گڑھا کھود کر اس میں رکھدیں۔ اس پر پتھر یا کوئی اور وزنی چیز رکھ کر اوپر سے مٹی برابر کردیں۔
سوال: بجائے وضو کے تیمم کرکے قرآن مجید کو چھونا یا دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے۔
جواب: اگر عذر ہو تو جائز ہے۔
سوال: تلاوت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنا کیسا ہے۔
جواب: تلاوت سے پہلے تعوّذ واجب اور تسمیہ مسنون ہے دورانِ تلاوت کوئی بات کرنی پڑے یا کسی وجہ سے تلاوت موقوف کرنی پڑے تو دوبارہ صرف تعوّذ پڑھنا کافی ہے۔
سوال: تلاوت قرآن مجید کے دوران کوئی ضرورت پیش آجائے تو کیا کرنا چاہیئے۔
جواب: ادب کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید کو بند کرکے تلاوت روک دیں ضرورت سے فارغ ہو کر یکسوئی کے ساتھ پھر تلاوت میں مشغول ہوں۔

Marfat.com

سوال: قرآن مجید سنا کر اگر کوئی شخص اپنی حاجت روائی کے لئے متوجہ کرے تو کیسا ہے۔

جواب: جائز ہے۔

سوال: قرآن مجید سے جھاڑ پھونک کرنا اور اس پر نذرانہ لینا کیسا ہے۔

جواب: شفاء اور برکت کے لیے قرآن مجید سے جھاڑ پھونک کی اجازت ہے اس پر نذرانہ لینے کی سخت ممانعت ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص شرعی حجت رکھتا ہو تو پھر وہ اپنی ضرورت کے مطابق نذرانہ لینے کا بھی مجاز ہے۔ لیکن اس کو وہ اپنا پیشہ نہیں بنا سکتا۔

سوال: اونگھنے کی حالت میں قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے

جواب: نیند کے غلبہ کی حالت میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے۔

سوال: نماز کی کن حالتوں میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے۔

جواب: نماز میں قیام کی حالت کے سوا ہر حالت میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے یعنی رکوع، سجدہ، التحیات میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے۔

سوال: سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے۔

جواب: قرآن مجید میں چودہ (۱۴) سجدے ہیں۔ ان میں سے کسی آیتِ سجدہ کے پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔

سوال: آیتِ سجدہ کی تکرار کرنے سے کتنے سجدے واجب ہونگے۔

جواب: ایک مجلس میں ایک آیتِ سجدہ کی خواہ کتنی ہی بار تکرار کی جائے سب کے لئے ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

سوال: سجدۂ تلاوت کن اوقات میں ممنوع ہے۔

جواب: جن اوقات میں فرض اور واجب نمازیں ممنوع ہیں۔ یعنی سورج

Marfat.com

نکلتے وقت، زوال کے وقت اور سورج غروب ہوتے وقت)
اُن ہی اوقات میں سجدۂ تلاوت بھی ممنوع ہے۔ اگر ان اوقات میں کسی نے آیتِ سجدہ پڑھی یا سُنی تو وقتِ ممنوعہ گذر جانے کے بعد سجدہ کرے۔

سوال: سجدۂ تلاوت کا طریقہ کیا ہے۔
جواب: بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرے۔ اور سجدہ میں تین بار یا کم و بیش طاق مرتبہ تسبیح پڑھے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اُٹھائے۔

قرآن مجید کے متعلق مفید معلومات

سوال: یہ کیسے معلوم ہوا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے؟
جواب: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ سورۃ نمبر ۳۸ آیت ۲۹۔
(یہ قرآن) ایک کتاب ہے۔ اس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ بڑی برکت والی تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔ اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔
پھر جن لوگوں کے دل میں یہ شک ہو کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یا نہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے حجت کے طور پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۝ سورہ ۲ آیت ۲۳

Marfat.com

اور اگر تم ہو شک میں اس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے بندے خاص پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس قسم کی۔

اس آیۃ کریمہ سے یہ بات واضح اور ثابت ہو گئی کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔ بندے ایسا کلام لانے سے عاجز ہیں۔ اور چاہیئے کہ اس عجز کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام تسلیم کر کے اس پر ایمان لائیں چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے سورۂ کوثر ایک کاغذ پر لکھ کر بیت اللہ کی دیوار پر آویزاں کر دی تمام فصحاء عرب اور بڑے بڑے ادیبوں نے اسے دیکھا۔ اور اس جیسا کلام لکھنے سے عاجز رہے۔ اور اپنے سب سے بڑے ادیب کے پاس لے گئے۔ وہ اس کلام کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور برجستہ کہا "مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ" یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

قرآن مجید کے نزول کو چودہ سو سال گذر چکے ہیں مگر آج تک دنیا کا کوئی شخص قرآن مجید کی چھوٹی سے چھوٹی سورہ جیسی کوئی سورۃ ترتیب نہیں دے سکا نہ قیامت تک کوئی ایسا کر سکے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ؁

(سورۃ ۱۷ آیت ۸۸)

(اے محبوب) کہہ دیجئے کہ اگر سارے انسان اور جن مل کر بھی ایسا قرآن بنا کر لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے۔ اگرچہ ان میں کا ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو اس نے مجھ پر نازل فرمائی ہے۔

سوال: پورا قرآن مجید ایک مرتبہ نازل ہوا یا تھوڑا تھوڑا؟

جواب: شب قدر میں پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک مرتبہ نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ کبھی ایک آیت کبھی دو چار آیتیں کبھی ایک سورۃ۔ جیسی ضرورت ہوتی گئی نازل ہوتا گیا۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا قرآن مجید کتنے دنوں میں نازل ہوا۔

جواب: تیئس ۲۳ سال میں نازل ہوا۔

سوال: قرآن مجید کس طرح نازل ہوتا تھا؟

جواب: حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آیت یا چند آیتیں یا ایک سورۃ سنا دیتے تھے۔ آپ اسے سن کر یاد فرما لیتے تھے اور کسی لکھنے والے کو بلوا کر لکھوا دیتے تھے

سوال: قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کی ترتیب کس نے دی؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوح محفوظ کے مطابق جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ترتیب دی۔ آیتوں اور سورتوں کو جس آیت یا سورۃ کے پہلے یا بعد ضم کرنے کا حکم ہوتا اسی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھوا دیا کرتے تھے۔ اور اسی ترتیب سے خود بھی تلاوت فرماتے تھے۔ اور آپ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح تلاوت کیا کرتے تھے۔

سوال: قرآن مجید کو موجودہ کتابی شکل میں کس نے جمع کیا؟

Marfat.com

جواب: امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جنگ یمامہ میں کثیر تعداد میں حافظ قرآن صحابہ رضی اللہ عنہم جب شہید ہو گئے تو سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو تشویش ہوئی کہ قرآن مجید کے تحفظ پر اس کا کہیں اثر نہ پڑے۔ اس لیے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھوا کر محفوظ کرا دیا جائے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اسے میں کیسے کر سکتا ہوں؟ سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "بخدا یہ خیر کا معاملہ ہے" اور سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ برابر توجہ دلاتے رہے۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے کہہ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی شرح صدر فرما دیا۔ لہٰذا اب میری بھی وہی رائے ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس لیے تم چونکہ عاقل اور نوجوان ہو اور اس کام کے پورے اہل ہو۔ نیز تم وحی بھی لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا تم قرآن مجید کو کتاب کی شکل میں یکجا کر دو۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ آپ لوگ ایسا کام کیسے کر رہے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ "بخدا بھلائی اسی میں ہے"۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ

Marfat.com

عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے توقف کیا یہاں تک کہ اس ذات باری تعالیٰ تقدس نے مجھے بھی انشراح قلبی عطا فرما دیا جس نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عنایت فرمایا تھا۔ پھر میں نے قرآن مجید کو کتاب کی شکل میں جمع کیا رکھا، یہی قرآن مجید تا حیات سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحویل میں رہا۔ اور آپ کے بعد امیر المومنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ آپ کے بعد وہ قرآن مجید ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ پھر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے منگوا کر اسی نسخہ کی چار نقلیں کرائیں اور ان کو دوسرے ملکوں میں روانہ فرما دیا اور ایک نسخہ اپنے پاس رکھا جسے ''امام'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہی نسخہ رسم الخط کے لیے بھی معیار قرار پایا، آج ساری دنیا میں وہی نسخہ قرآن مجید ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اور تمام دنیا کے حفاظ کے سینوں میں وہی قرآن مجید محفوظ ہے۔

سوال: قرآن مجید میں کتنی منزلیں ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں سات منزلیں ہیں۔

سوال: قرآن مجید میں کتنے پارے ہیں؟

جواب: قرآن مجید کے تیس ۳۰ پارے ہیں۔

سوال: قرآن مجید میں کتنی سورتیں ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں ایک ۱۱۴ سو چودہ سورتیں ہیں۔

Marfat.com

سوال: مکی سورۃ اور مدنی سورۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: قبل ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں نازل ہونے والی آیتیں اور سورتیں مکی کہی جاتی ہیں اور بعد ہجرت نازل ہونے والی مدنی کہی جاتی ہیں۔

سوال: کتنی سورتیں مکی اور کتنی مدنی ہیں؟

جواب: پچاسی (۸۵) سورتیں مکی اور انتیس (۲۹) مدنی ہیں۔

سوال: پورے قرآن مجید میں کتنے رکوع ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں پانچسو اٹھاون (۵۵۸) رکوع ہیں۔

سوال: قرآن مجید میں کتنی آیات ہیں؟

جواب: چھ ہزار دو سو چھتیس (۶۲۳۶) آیتیں ہیں۔

سوال: قرآن مجید میں کتنے کلمات ہیں۔

جواب: ستتر ہزار نو سو چونتیس (۷۷۹۳۴) کلمات ہیں

سوال: قرآن مجید میں کتنے حروف ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں تین لاکھ تئیس ہزار چھ سو ستر (۳۲۳۶۷۰) حروف ہیں۔

سوال: قرآن مجید میں کتنے نقطے ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں دس لاکھ پچیس ہزار تیس (۱۰۲۵۰۳۰) نقطے ہیں۔

سوال: قرآن مجید میں کتنے سجدے ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں چودہ (۱۴) سجدے ہیں

سوال: قرآن مجید کی کونسی سورۃ پہلے نازل ہوئی۔

جواب: سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں سب سے پہلے غارحرا میں نازل ہوئیں

سوال: سب سے آخر میں قرآن مجید کی کونسی آیت نازل ہوئی؟

Marfat.com

جواب: حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۸۱ وَاتَّقُوا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ تا لَا یُظْلَمُوْنَ ہ نازل ہوئی۔

سوال: قرآن مجید پر اعراب یعنی زبر، زیر، پیش وغیرہ کب لگائے گئے؟

جواب: بنی اُمیہ کے مشہور خلیفہ عبدالملک بن مروان نے عربی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی تعلیم پر بڑا زور دیا۔ ممالک محروسہ میں عربی زبان نہ جاننے کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں کو قرآن مجید کے تلفظ میں دشواری پیش آتی تھی۔ اس لئے عبدالملک بن مروان کی اجازت سے فاتح سندھ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے چچا و گورنر عراق حجّاج بن یوسف نے قرآن مجید پر اعراب لگوائے تاکہ عربی نہ جاننے والے مسلمانوں کو قرآن مجید صحیح پڑھنے میں سہولت ہو۔

قرآن پاک مسلمانوں کے لیے کسوٹی ہے

اور اس وقت نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ پوری دنیا کو قرآن کی ضرورت ہے۔

مسلمانو! قرآن مجید کا نور دنیائے عالم میں جگہ جگہ پھیلا دو تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید مقام مصطفےٰ، جمال مصطفےٰ، کمال مصطفےٰ اور نظام مصطفےٰ کے پیغام حیات کو کیسے پیش کرتا ہے اور آپؐ کے اوصاف حمیدہ کی کس انداز میں تشریح فرما رہا ہے۔ جو لوگ قرآن کی باتوں کو کھل کر نہیں مانتے وہ کافر کہلاتے ہیں اور جو لوگ دل سے تو قرآن کے اس معیار کو نہیں مانتے لیکن معاشرے کے خوف کے سبب زبانی حامی بھر لیتے ہیں ایسے لوگ منافق کہلاتے ہیں پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسے پہچان لیں اور اس کی ہر حرکت پر نظر رکھیں تاکہ وہ مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ مسلمان ہمیشہ عام لوگوں سے زیادہ صلاحیت والے عمل کرتا ہے جس میں خیر ہی خیر ہوتا ہے اور لوگوں کی بھلائی ہی بھلائی ہوتی ہے مسلمان باعث فساد نہیں ہوتا بلکہ اس سے امن پیدا ہوتا ہے۔ آئیے! قرآن کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

Marfat.com

قرآن کریم میں نیک عقیدہ اور ایمان کا پھل کی تشریح سن لیجئے

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۔ (ابراہیم ، ۲۴ - ۲۵)

کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی کیسی مثال بیان فرمائی جیسے ایک اچھی ذات کا درخت ہو کہ جس کی جڑ زمین میں گہری مضبوط جمی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہوں، ہر آن وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہے یہ مثالیں اللہ اس لیے دیتا ہے تاکہ وہ سمجھیں اور ایمان لائیں)

پاکیزہ بات سے مراد نیک عقیدہ وہ عقیدہ جس میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہو۔ اور عشق صحابہ کرام اور عشق اولیاء اللہ شامل ہیں اور اس عشق اور محبت ہی میں یعنی دین کی تابعداری ملتی ہے اور یہی ایمان ہے۔ جس کا تناور درخت دل کی سرزمین میں اگتا ہے اس کی جڑیں گہری جمی ہوئی ہوتی ہیں۔ کیونکہ انکی بنیاد وہم و قیاس پر نہیں بلکہ حق اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی ہے اور اس سے نیک ایمان بفضیلو (؟) کرکے اور پاکیزہ اخلاق کی جو شاخیں پھوٹتی ہیں وہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچتی ہیں۔ اور ان اعمال اخلاق اور کردار سے آراستہ انسان اللہ اور خلق خدا کی نظر میں بہت اونچا ہوتا ہے پھر یہ ایسا سدا بہار درخت ہے کہ ہر آن اپنے پھل دیتا رہتا ہے اور اس کی برکتوں سے پوری زندگی مالا مال رہتی ہے۔

عشق مصطفےٰ ہی ایمان ہے، اور ایمان کا صلہ جنت ہے

جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ

Marfat.com

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ؕ (البینہ ۸)

ایمان والوں کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ جنت میں رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور یہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہونگے یہ ہے صلہ جو اپنے رب سے ڈرے!

عشق مصطفےٰ ہی مومن بناتا ہے اور مومن کا مرتبہ بلند ہوتا ہے

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ
الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۔ (طٰہٰ ۷۴، ۷۵)

اور جو شخص اپنے پروردگار کے حضور مومن بن کر حاضر ہوگا کہ اس نے نیک عمل کیے ہوں گے پس ان لوگوں کے لئے بلند مرتبے ہیں، ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اور بدلہ اس کا ہے جو شخص کفر اور معصیت سے پاک ہوا۔

اچھے عمل کا بدلہ جنت اور بُرے عمل کا بدلہ دوزخ ہے

اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا میں انسان کو پیدا کیا اسے علم عقل اور تمیز کی توفیق بخشیں اور اسے اشرف المخلوقات بنایا اور نیکی اور بدی کے دونوں راستے دکھائے اور اختیار دے دیا کہ وہ جو راہ چاہے پسند کرے نیکی کی راہ اختیار کرکے اچھے عمل کرے گا تو مرنے کے بعد دوسری زندگی میں ہمیشہ کے لیے راحت و جنت میں رہے گا۔ اور بدی کا راستہ اختیار کرکے بُرے عمل کرے گا تو جہنم میں جائے گا اور طرح

Marfat.com

طرح کے دکھ درد پائے گا غرض ہر شخص اپنے عمل کے ذریعہ جنت یا جہنم پاتا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ؎ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت انسان پر بہت ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ انسان نیکی کی راہ اختیار کرے۔ اور جنت کا مستحق ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیاء اور پیغمبر بھیجے اور ان کے ذریعہ نیکی کو صاف صاف دکھایا۔ سب نبیوں نے اپنے اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق لوگوں کو اچھے عمل کی ہدایت کی اور برے کاموں سے روکا آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم رؤف رحیم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تمام قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اور حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین کو مکمل کر دیا۔

یہ بات بالکل صاف اور سیدھی ہے اور ایک معمولی عقل کا آدمی بھی اسے سمجھ سکتا ہے کہ گیہوں سے گیہوں پیدا ہوگا اور جو سے جو پیدا ہوگا۔ کیونکہ قدرت کا قانون ہی یہ ہے کہ جو بوؤ گے وہی کاٹو گے اسی قانون کے مطابق یہ اصول بھی ہے کہ جو عمل ہم اس دنیا میں کریں گے دوسری زندگی میں اس کا پھل پائیں گے۔ پھر دیکھو ہم کو اس بات کا تو یقین ہے کہ گیہوں بوئیں گے تو گیہوں پائیں گے۔ مگر صرف اس یقین سے ہمارے گھر میں گیہوں نہیں آجاتا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہو۔ اس کی کتاب اور آخرت کے دن پر ایمان ہو۔ مگر کام اس ایمان کے مطابق نہ ہوں تو جنت نہ مل سکے گی۔ ایمان کے ساتھ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ضروری ہے اور ساتھ ساتھ اللہ و رسول پاک ؐ کے احکام کے مطابق نیک عمل بھی ہونا ضروری ہے اسی لیے قرآن مجید میں بار بار دونوں چیزوں کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بکثرت مقامات پر آتا ہے جس کے معنی

Marfat.com

ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی ہ یعنی انسان کے لئے صرف رہی ہے جو اس نے سعی کی۔ اور بیشک وہ اپنی سعی کو دیکھ لے گا۔ اسی طرح یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ عمل کے مطابق درجہ ملے گا۔ وَلِکُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْ۔

یعنی سب کے لئے ان کے عمل کے مطابق درجے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ ہر شخص اپنے عمل کا اجر خود پائے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْھَا ط

یعنی جس نے نیک عمل کیا تو اس نے اپنی ہی جان کے لئے کیا اور جس نے برا کام کیا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ ہر انسان ایمان لانے کے بعد صالح عمل کرے۔ تاکہ جنت کا مستحق ہو عمل صالح وہی ہے جو حضور نبی کریم۔ رؤف الرحیم رحمت دوعالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے کے مطابق ہو۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" یعنی تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی۔ یعنی اور ہر شخص کے کام کا ثمرہ وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔ ہر کام سے پہلے انسان ایک ارادہ کرتا ہے۔ یہی نیت ہے نیک ارادہ انسان کے عمل کو نیک بناتا ہے۔ لیکن ایک آدمی کنواں اس نیت سے کھودتا ہے کہ اس سے پیاسے سیراب ہونگے۔ اب اگر کوئی اس میں گر کر ہلاک بھی ہو جائے تو اس پر گناہ نہیں اس کی نیت نیک تھی۔ عمل نیک تھا اس لیے وہ اس کا اجر پائے گا برخلاف اس کے اگر کوئی کسی کو ہلاک کرنے کی نیت سے کنواں کھودے گا مگر اس سے لوگ پانی پیتے ہوں تب بھی وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی موت کے بعد اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین اعمال اس کو نفع دیتے رہتے ہیں (۱) کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ کر انتقال کر جائے (۲) اس کا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں (۳) اس کا نیک لڑکا جو اس کے لیے دعائے استغفار اور ایصال ثواب کرتا ہے۔

حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

قیامت کے دن ایک شخص کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی آنتیں نکل پڑیں گی وہ اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ دوزخی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے تیرا کیا حال ہے۔ تو۔ تو ہم کو بھلائی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم دیتا تھا۔ وہ شخص کہے گا۔ تم کو تو بھلائی کرنے کا حکم دیتا تھا۔ مگر خود اس پر عمل نہیں کیا کرتا تھا اوروں کو برائیوں سے روکتا تھا۔ مگر خود برائیاں کرتا تھا۔

حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اس شخص کی مثال جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر اپنے آپ کو بھلائے بیٹھا ہے ایسی ہے جیسے چراغ کہ وہ لوگوں کے لیے تو روشنی دیتا ہے مگر اپنے آپ کو جلا ڈالتا ہے۔ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

دو آدمی قابل رشک ہیں ایک تو وہ جس کو خدا نے مال دیا اور اس کو وہ جائز جگہ صرف کرتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی ہو۔ وہ اس پر عمل کرتا ہو اور دوسروں کو سکھاتا ہو۔ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو تو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے اہل و عیال[1] اور اس کا مال[2] اور اس کا عمل[3] یہ تین چیزیں ساتھ جاتی ہیں۔ اہل و عیال اور مال تو اس کو تنہا چھوڑ کر واپس آجاتے ہیں اور صرف اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔

فرشتوں کا بیان

سوال : ملائکہ کے کیا معنی ہیں۔ تشریح سے بیان فرما دیجئے؟

جواب : ملائکہ جمع ہے ملک کی اور ملک، فرشتے کو کہتے ہیں۔

سوال : فرشتے کون ہیں تشریح سے بیان فرما دیجئے؟

جواب : فرشتے اجسام نوری ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے پورے پورے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔ ان کے وجود کی گواہی تمام نبیوں نے دی ہے فرشتوں پر ایمان لانا مسلمان پر فرض ہے۔

سوال : کیا فرشتوں کی کوئی خاص صورت ہے؟

جواب : فرشتے ایک نورانی مخلوق ہیں چونکہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور کثیف جسم نہیں رکھتے۔ اس لیے ہمیں نظر نہیں آتے۔ فرشتوں کی کوئی خاص صورت نہیں صورت اور بدن ان کے حق میں ایسا ہے جیسا ہمارے لئے ہمارا لباس، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کریں ہاں قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بازو ہیں۔ اس پر ہمیں ایمان رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں پر انہیں مقرر کیا ہے انہیں میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سے کام سپرد کئے ہیں جنہیں وہ پورا

Marfat.com

کرتے ہیں۔ نفسانی خواہشات اور گناہوں سے پاک ہیں۔ ہر وقت اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا بھی ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے اگر کوئی شخص فرشتوں پر ایمان نہ لائے یا ان کی حیثیت تسلیم نہ کرے جو قرآن پاک میں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک میں ہمیں بتائی گئی ہے تو اس کا شمار اسلام کے دائرے میں نہیں کیا جا سکتا فرشتوں کے وجود یا ان کی حیثیت کو نہ ماننے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی قرآن پاک کو غلط سمجھتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) جھوٹا جانتا ہے۔

فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ یہ بڑی برگزیدہ اور بزرگ مخلوق ہیں۔ انکو ہی اللہ تعالیٰ اپنی وحی بھیجنے کا ذریعہ بناتا ہے۔ اسی طرح ہمارے لیے رزق فراہم کرنا۔ بارش کا انتظام کرنا۔ ہواؤں کا چلانا ہماری زندگی کے تمام کاموں کا ریکارڈ کرنا۔ اور ہماری روح قبض کرنا وغیرہ یہ سارے کام بھی مختلف فرشتے ہی انجام دیتے ہیں۔ چار فرشتے ان میں بڑے مرتبے والے ہیں۔

مقرب فرشتوں کا ذکر

سوال: وہ کون سے چار فرشتے تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ نام بتا دیجئے؟
جواب: یہ چار فرشتے تمام فرشتوں سے افضل و مقرب ہیں۔

پہلا: حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ جو انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی لاتے تھے۔
دوم: حضرت عزرائیل علیہ السلام جو روحیں قبض کرنے پر مامور ہیں۔
سوم: حضرت میکائیل علیہ السلام۔ جو رزق اور بارش وغیرہ کے انتظامات پر مقرر ہیں۔
چہارم: حضرت اسرافیل علیہ السلام جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے جس سے تمام دنیا فنا ہو جائے گی۔ پھر دوبارہ صور پھونکیں گے تو سب زندہ ہو جائیں گے

Marfat.com

کیا جن اور فرشتے دو جداگانہ مخلوق ہیں

فرشتے نور سے، انسان اربع عناصر سے اور جن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں جنوں کو گرم مزاج انسان سمجھنا سخت حماقت اور آیات قرآنی کا انکار کر دینا ہے۔ قرآن میں جنوں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ یہ آگ کے شعلہ کی مخلوق ہیں سورہ حجر رکوع ۲ میں ارشاد باری ہے۔ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ: "ہم نے جنوں کو انسان سے پہلے دھوئیں کی آگ سے بنایا" نیز سورۂ رحمان میں فرمایا:

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو آگ سے پیدا کیا ہے وہ گرم مزاج انسان نہیں ہیں جیسا کہ نیچری مسلمان اور قادیانیوں کا خیال ہے۔ جن بھی فرشتوں کی طرح مختلف صورتیں بدل سکتے ہیں ان میں بھی نیک و بد اور مسلمان و کافر ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۂ احقاف کے چوتھے رکوع میں ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن مجید کو سُنا اور ایماندار بن کر لوٹے اور اپنی قوم کو دعوت دی قرآن مجید اور احادیث کی روایتوں سے فرشتوں کے وجود کی طرح جنوں کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے اور کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا نہ ان کو گرم مزاج انسان کہا جا سکتا ہے مگر جن کے قلوب گمراہی سے تاریک ہیں وہ فرشتوں اور جنوں کو تسلیم نہیں کرتے ہمارا ایمان ہے کہ فرشتوں کی طرح یہ مخلوق بھی موجود ہے گو بظاہر ہم کو نظر نہیں آتے بہت سے اولیاء اللہ نے ان کو دیکھا ہے اور صوفی عامل کو ان سے سابقہ پڑا ہے جن میں جو شریر اور کفر میں مبتلا ہوتے ہیں ان کو شیطان کہتے ہیں اور وہ خاص شیطان جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے وہ بھی جن ہی تھا، کثرت عبادت کے سبب فرشتوں کی جماعت تک پہنچا اور نافرمانی کے باعث راندۂ درگاہ ہوا۔ ان کی پوری قوم موجود ہے اور انسان کی طرح کھاتے پیتے، روح، عقل، توالد تناسل کا سلسلہ رکھتے ہیں۔ اگر یہ ہم کو نظر نہ آئیں تو لازم نہیں آتا کہ ان کا وجود ہی نہ ہو جنوں کی یہ تعریف کرنا کہ وہ بدی کی قوت کا نام ہے آیات کا انکار اور کفر ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر ایمان لانے کا بیان

سوال : اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابیں جو مخلوق کی رہنمائی کے لئے اپنے نبیوں پر اتاریں کتنی ہیں؟

جواب : چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔

(۱) توریت : حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی ہے۔

(۲) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی ہے۔

(۳) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی ہے۔

(۴) قرآن مجید۔ ہمارے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ قرآن مجید سب سے افضل کتاب ہے۔ یہ سب کلام اللہ ہیں اور حق ہیں۔ ان میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن توریت، زبور، انجیل میں ان کی اُمت کے لوگوں نے ردّ و بدل کر دیا ہے اس لئے موجودہ بائبلیں اصلی اور آسمانی نہیں ہیں اسی لیے قرآن مجید کے بعد کسی دوسری شریعت یا آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں رہی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام دُنیا پر عام کر دی گئی۔

قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں سے افضل ہے

سوال : جب یہ کتابیں سب کلام اللہ ہیں تو قرآن مجید کے افضل ہونے کا مطلب کیا ہے؟ تشریح فرما دیجئے۔

جواب : قرآن مجید ہمارے آقائے نعمت رحمت دو عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر

Marfat.com

نازل ہوا اور آج تک اس میں ایک حرف یا ایک نقطہ کی کمی بیشی نہیں ہوئی
اللہ تعالیٰ ہی نے قرآن مجید نازل کیا ہے اور وہی اس کا محافظ ہے۔ آج بھی
اسلامی دنیا کے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں قرآن مجید محفوظ ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ یعنی ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں

قرآن مجید کی عبارت ایسے درجے کی عبارت ہے کہ اس کی چھوٹی سی چھوٹی سورت
کی مثل بھی کوئی شخص بھی نہیں بنا سکتا۔

قرآن مجید آخری شریعت کے احکام لایا۔ اس لیے اس کے بہت سے احکام
نے پہلی کتابوں کے حکموں کو منسوخ کر دیا پہلی کتابیں اکٹھی نازل ہوئیں اور قرآن مجید
ضرورت کے مطابق تیئس ۲۳ برس تک تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ تھوڑا تھوڑا اور
آہستہ آہستہ نازل ہونے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں سماتا رہا۔ اور ہزاروں انسان
اس کے احکام قبول کرتے اور مسلمان ہوتے گئے۔

قرآن مجید لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور یہ سینہ بسینہ بحفاظت
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے آج تک بحفاظت چلی آتی ہے۔
اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی۔ اسی حفظ قرآن کی وجہ سے اسلام کے
دشمنوں کو قرآن مجید میں کمی و بیشی کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ صرف قرآن پاک ہی ایک
ایسی کتاب ہے جو آج تک اپنی اصلی شکل میں موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گی۔
اس کے کسی ایک لفظ میں نہ کوئی تبدیل ہوتی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ یہ کتاب تمام
انسانی جذبات اور خواہشات سے پاک رہی ہے اور اس میں کسی قسم کی گمراہی شامل
نہیں ہونے پائی ہے قرآن پاک عربی زبان میں اترا ہے۔ یہ ایک زندہ زبان ہے
کروڑوں انسان آج بھی اسے بولتے اور سمجھتے ہیں آج اس کا مطلب سمجھنے میں کسی
کو ذرا بھی دقت نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

قرآن مجید تمام انسانوں کو خطاب کرتا ہے۔ سب کے لیئے ہدایت اور رہنمائی پیش کرتا ہے۔ وہ کسی ایک نسل یا قوم یا وطن کے ساتھ اپنے آپ کو مخصوص نہیں بناتا۔ وہ ایسے قوانین اور ایسے ضابطے پیش کرتا ہے جو تمام عالم کے لئے ہیں۔ یہ خصوصیت صرف قرآن پاک کی تعلیمات ہی کو حاصل ہے کہ وہ عالمگیر نظام کے لیے ضابطے اور اصول پیش کرتا ہے اور آج ساری دُنیا اسے محسوس کر رہی ہے کہ جب تک دنیا کے لیے کوئی عالمگیر نظام نہ ہوگا دُنیا کے مسائل ہرگز حل نہ ہو سکیں گے دنیا کیلئے نظام مصطفےٰ کیوں ضروری ہے آگے بیان کریں گے۔

قرآن مجید کے احکام ہر زمانے، ہر جگہ اور ہر قوم کے لیئے مناسب ہیں، دُنیا کی کوئی بھی قوم قرآن مجید کے احکام ماننے سے عاجز نہیں اسی لیئے قرآن مجید کے بعد کسی دوسری شریعت یا آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں رہی اور حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام دُنیا پر عام کردی گئی اب حضورؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسکی تشریح ختم نبوت میں بیان کریں گے۔

سوال: تورات و انجیل وغیرہ دوسری کتابوں پر ہم عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں اس لیئے کہ اوّل تو یہود و نصاریٰ نے ان کتابوں میں اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا ہے اس لیئے یہ کتابیں جیسی نازل ہوئی تھیں ویسی ہی اپنی اصلی حالت میں ملتی ہی نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے پچھلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے۔ لہذا قرآن مجید میں وہ سب کچھ ہے جس کی حاجت بنی نوع انسان کو ہوتی ہے۔

آسمانی کتابیں کس کس زبان میں نازل ہوئیں

سوال: یہ چاروں کتابیں کس زبان میں نازل ہوئیں تشریح فرما دیجیئے؟

Marfat.com

جواب، توراۃ اور زبور عبرانی زبان میں انجیل۔ سریانی زبان میں اور قرآن مجید
عربی زبان میں نازل ہوا۔

کیا نبی سے گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال، نبی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوتا ہے یا نہیں بیان فرمادیجئے

جواب، نبی کی فطرت بہت ہی سلیم ہوتی ہے۔ سلامت روی اس کا ذاتی خاصا ہوتا ہے۔ اسی لئے جو باتیں اللہ کو ناپسند ہوتی ہیں ان سے نبی کو نفرت ہوتی ہے اور اگر کوئی موقع ایسا پیش آجاتا ہے جو عام لوگوں کی لغزش کا مقام ہوتا ہے تو وہاں خدائی قوت کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہو کر اسے بچالیتی ہے لہذا پیغمبر سے گناہ کبیرہ کا صادر ہونا ناممکن و محال ہے۔

سوال: نبی سے گناہ صغیرہ صادر ہونا ممکن ہے یا نہیں اس کی بھی تشریح فرمادیجئے۔

جواب: نبی کے قصد وارادے سے گناہ صغیرہ کا صادر ہونا بھی ممکن نہیں ہے۔ خواہ قبل نبوت ہو۔ یا بعد نبوت، ہاں بھول چوک سے ایسا امر صادر ہو جائے تو اور بات ہے۔ مگر تبلیغی امور میں یہ بھی ممکن نہیں۔

سوال: نبی سے نبوت کا منصب معزول جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں کوئی نبی کسی وقت بھی نبوت کے منصب سے معزول نہیں ہوتا یہ منصب عظیم محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اور وہ اسی کو دیتا ہے جسے اس کے قابل پاتا ہے۔ تو جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جانے کافر ہے۔ اس لیئے اللہ کی ذات پر بٹہ لگتا ہے۔

سوال: کون کون سے نبی زندہ ہیں! تشریح سے بیان فرمادیجئے۔؟

جواب: یوں تو ہر نبی زندہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو خراب کرے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ہر نبی زندہ ہیں

Marfat.com

روزی دیئے جاتے ہیں۔ ان پر ایک آن کو محض قرآنی وعدے کی تصدیق کے لیے پردہ طاری ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر ان کو حقیقی دنیاوی زندگی عطا ہوتی ہے۔ مگر چار نبی ایسے زندہ ہیں کہ ابھی انہوں نے موت کا ذائقہ چکھا بھی نہیں ہے۔ ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں۔ اور دو زمین پر حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام زمین پر ہیں۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں پھر ان پر بھی موت کا پردہ طاری ہوگا۔

سوال: خاتم النبیین کا مطلب تشریح سے بیان فرما دیجئے؟

جواب: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ختم المرسلین کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا۔ حضور کے زمانے میں یا بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا

سوال: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عام ہے یا خاص تشریح فرما دیجئے؟

جواب: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت آدم علیہ السلام کے زمانے سے روز قیامت تک تمام مخلوقات کو عام ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور کی رسالت تمام جن و انسان اور فرشتوں کو شامل ہے۔ بلکہ تمام حیوانات و جمادات نباتات آپ کی رسالت کے دائرے میں داخل ہیں۔ تو جس طرح انسان کے ذمہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے یوں ہی ہر مخلوق پر حضور کی فرمانبرداری ضروری ہے اور یہ سب حضور کی اُمت ہیں ختم نبوت کے باب میں تفصیل سے بیان کریں گے۔

پیغمبروں کو دنیا میں بھیجنے میں کیا حکمت تھی

سوال: پیغمبروں کے بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ہے بیان فرما دیجئے

جواب: انبیاء و مرسلین کے بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت اور اپنے بندوں پر

Marfat.com

بڑی رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنی رضامندی اور ناراضگی کے کاموں سے آگاہ کر دیا۔ یہ برگزیدہ بندے اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ اور عبادت کا صحیح طریقہ سکھاتے ہیں اور عذاب اور ثواب اور آخرت کی باتیں بتاتے ہیں ان برگزیدہ بندوں کی اطاعت کرنے والا مقبول یعنی جنتی ہے اور مخالف مردود یعنی دوزخی ہے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں تنہا ہماری عقلوں پر چھوڑ دیتا تو ہم کبھی پورے طور سے سعادت و نجات کا راستہ نہیں معلوم کر سکتے تھے۔

یہ بتا دیجئے کہ کیا تمام انبیاء بشر تھے

سوال: اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے جو سب بشر تھے اس میں کیا حکمت ہے تشریح سے بیان کر دیجئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی یہ بھی بڑی رحمت اور حکمت ہے کہ وہ اپنا نبی اور رسول بنی نوع بشر سے منتخب فرماتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے یا کسی دوسری مخلوق میں سے ہمارے لیے رسول بھیجتا تو وہ ہماری عادت و خصائل سے واقف نہ ہوتا نہ اس کو ہم پر وہ شفقت ہوتی جو ایک ہم جنس کو دوسرے ہم جنس سے ہوتی ہے۔ دوسرے اس کی طرف ہمارا میلان طبع نہ ہوتا۔ نہ اس کی باتوں میں ہم اس کی پیروی کر سکتے اور نہ ہماری کمزوریوں کا اسے احساس ہوتا۔

سوال: مخلوق الٰہی میں سب سے افضل کون ہے؟ بیان فرما دیجئے؟

جواب: ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات الٰہی میں سب سے افضل و بالا اور بہتر و اعلیٰ ہیں کہ تمام پیغمبروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ سب جمع کر دیئے گئے اور ان کے علاوہ بھی حضور کو وہ کمالات ملے ہیں جو اور پیغمبروں کو نہیں ملے۔

Marfat.com

سوال: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کیوں ضروری ہے بیان فرما دیجئے۔

جواب: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی وہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں. تو کیا ہم پر لازم نہیں کہ جس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سلام بھیجیں۔ ان پر ہم کیوں نہ درود وسلام بھیجیں جس کی تفصیل کے لئے باب درود وسلام کے فضائل میں آگے دیکھیں۔

ذکر مصطفےٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ فِیْ ذَالِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ؕ

(بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جس کے پاس دل ہے)

سوال: ذکر مصطفےٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان فرما دیجئے۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا قرآن عظیم میں ذکر فرمایا ہے ہم ایک آیۃ شریفہ پیش کرتے ہیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول پاک جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب فرما کر فرما رہا ہے کہ تمہارے پاس رؤف ورحیم رسول تشریف لے آئے ذرا غور فرمائیے کہ ہم سب اس خطاب الٰہی کے مخاطب ہیں۔ گویا یہ سارا عالم ایک اجتماع عظیم ہے اور اس اجتماع عظیم کو اللہ تعالیٰ مخاطب فرما کر بیان فرما رہا ہے کس بات کا بیان فرما رہا ہے؛ اپنے پیارے

Marfat.com

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا اور ان کے اوصاف وکمالات کا۔

معلوم ہوا کہ کسی مجمع میں حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت کرنا اور حضور کے اوصاف وکمالات کا بیان کرنا۔ یہ سنت الٰہیہ ہے۔ بزرگو اور دوستو! یہ ذکر مصطفےٰ ایک ایسی انمٹ چیز ہے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ مٹ جائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ لَقَدْ جَاءَكُمْ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے۔ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ تشریف لائے لانے والے محبوب، ہمارے پاس تشریف لانے سے پہلے بھی کہیں تشریف فرما تھے۔ مثلاً فلاں صاحب کراچی میں تشریف لائے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ فلاں صاحب اس سے پہلے کراچی کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر تشریف فرما تھے۔ اور اب وہاں سے تشریف لے آئے ہیں۔ تو میرے بزرگو اور دوستو! یہ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ یوں فرما رہا ہے کہ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے وہ ہمارے پاس تشریف لانے سے پہلے بھی کہیں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کی پیدائش سے بھی پہلے موجود تھے۔ چنانچہ حضرت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب روح البیان میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا اے جبرئیل تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا آقا یا رسول اللہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک نورانی تارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا۔ میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ چمکتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا "وَعِزَّةِ رَبِّي اَنَا ذَالِكَ الْكَوَاكِبُ (روح البیان ص ۹۷۴ جلد اوّل) یعنی قسم ہے میرے رب کی وہ تارہ میں ہی تھا۔

سُبْحَانَ اللہ کیا شان ہے ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جبرئیل علیہ السلام کی اس قدر طویل عمر کے باوجود راز یہ کھلتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزار ہا

Marfat.com

سال جبرئیل علیہ السلام سے بھی پہلے موجود تھے۔ معلوم ہوا کہ سارے فرشتے جن وانسان زمین وانسان دنیا و مافیہا۔ اور کائنات کا ہر ذرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے اور آپ کے سامنے مخلوق ہوا۔ پھر آپ ہی انصاف فرمائیے کہ جس محبوب پاک کے ہوتے ہوئے اور جس کے سامنے کائنات کا ہر ذرہ بنا۔ اس کے علم سے کوئی چیز باہر کیسے رہ سکتی ہے۔ کسی قصبے میں سب سے بڑی عمر والے کسی بزرگ سے آپ پوچھ کر دیکھیں کہ کیوں صاحب یہاں کے فلاں صاحب کو آپ جانتے ہیں اس قبضہ کی فلاں گلی۔ فلاں کوچہ کی آپ کو کچھ خبر ہے؟ تو وہ جواب یہی دے گا کہ کیوں نہیں۔ یہ قصبہ میرے سامنے ہی تو آباد ہوا ہے اس کا ایک ایک کوچہ، ایک ایک گلی میرے ہوتے ہوئے ہی بنی ہے فلاں کو جانتا کیوں نہیں۔ وہ میرے ہی تو ہاتھوں میں پلا پوسا ہے۔ بلاشبہ اس کائنات کا ہر ذرہ اور ہر کونہ اس پیارے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کیوں داخل نہ ہو جس کے ہوتے ہوئے دنیا آباد ہوئی اور جس کے سامنے ہی حضرت آدم علیہ السلام بھی پیدا فرمائے گئے۔

پس ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی تھے جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا یعنی ساری مخلوق سے پہلے حضور ہی کے نور پاک کو پیدا کیا گیا۔

میرے بزرگو اور دوستو! یہ "بشریت" تو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی مگر ہمارے حضور اس وقت بھی تھے جبکہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ابھی پیدا بھی نہ فرمائے گئے تھے تو غور کر لیجئے کہ حضور اس وقت کیا تھے۔ بزرگو اور دوستو! اس وقت حضور نوری تو تھے۔ اور اب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت وہی نوری ہے۔ یہ نور پاک پیدا سب سے پہلے کیا گیا اور اس کا ظہور سارے انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد ہوا اور جب یہ نور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لانے لگا تو جیسا دیس ویسا بھیس کے مطابق حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

یہاں تشریف لائیں تو یہیں کا لباس زیب تن فرما کر تشریف لائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس نور پاک کو "بشریت" کا لباس پہنایا اور ہمارے پاس بھیجا اور فرمایا۔ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے "یہ" "تم میں سے جو فرمایا اس کا مطلب یہی ہے کہ لباس بشریت میں تشریف لائے۔

بزرگو اور دوستو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس بشریت پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ لیکن خوب یاد رکھئے کہ لباس بدلنے سے حقیقت نہیں بدل جایا کرتی۔ زید اگر کشمیر جا کر گرم کپڑے پہن لے تو لباس بدل جائے گا۔ مگر زید وہی رہے گا۔ پھر وہ کسی گرم ملک میں جا کر ململ کی قمیض اور تہہ بند باندھ لے تو صرف لباس ہی بدلا جائے گا مگر زید وہی رہے گا۔ لوہے کو چاقو کی شکل میں لے آئے تو نام ہی بدلا مگر لوہے کی حقیقت بدستور موجود ہے۔ تالا بنا لیجئے تو نام ہی بدلے گا مگر لوہا لوہا ہی رہے گا۔ تلوار گھڑ لیجئے تو نام تلوار ہو گیا۔ مگر لوہے کی حقیقت وہی رہی۔ بزرگو اور دوستو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرتاپا نور ہی ہیں، ہاں ہمارے پاس تشریف لاتے ہوئے آپ نے لباس بشریت زیب تن فرما لیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے ہم پر کہ اس نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لباس میں ملبوس فرما کر ہمارے پاس بھیجا تاکہ ہم حضور سے مانوس ہو سکیں اور حضور سے مانوس ہو کر ہم حضور کے فیوض و برکات سے مستفید ہو سکیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک کو مخاطب فرما کر فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ترجمہ: بیشک تمہاری خو بڑی شان کی ہے۔ اور تمہارا خلق خلق عظیم ہے۔

بزرگو اور دوستو! ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق پاک کو کہ اللہ تعالیٰ اسے عظیم فرما رہا ہے جسے اللہ تعالیٰ عظیم فرمائے اور جسے اللہ تعالیٰ بڑا قرار دے اس کی عظمت کو کون بیان کر سکتا ہے۔ یہ دیکھئے پہاڑ کس قدر اونچے اور بڑے ہوتے ہیں پہاڑوں کو

Marfat.com

بھی بڑا سمجھتے ہیں۔ یہ پہاڑ ہماری نظر میں تو بڑے ہی بلند و بالا اور بڑے ہوتے ہیں مگر اللہ کے سامنے یہ سب پہاڑ ہیچ ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

یعنی اگر ہم اس قرآن پاک کو کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو آپ دیکھتے کہ وہ پہاڑ اللہ کے خوف سے جھک جاتا اور پاش پاش ہو جاتا۔

دیکھا آپ نے عظمت کلام پاک کو کہ کلام پاک کی عظمت کے سامنے یہ پہاڑ ہیچ ہیں اور انکے لیئے قرآن مجید کی عظمت کا بار ناقابل برداشت ہے۔

اسی طرح سمندر ہماری نظر میں بڑا وسیع اور ناپید اکنار ہے مگر اللہ تعالیٰ اس سمندر کے متعلق فرماتا ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ۔ (۱۸ - ۱۰۹)

یعنی فرما دیجیئے اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیئے سیاہی ہو جائے۔ تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا۔ اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہونگی۔

گویا یہ سمندر کی پہنائیاں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیچ ہیں اور کچھ بھی نہیں ہیں۔

بزرگو اور دوستو! یہ ساری دنیا جس میں بڑے بڑے پہاڑ ہیں بڑے بڑے سمندر ہیں۔ اور جس میں چھ براعظم ہیں اور ان میں بڑی بڑی وسیع و عریض اشیاء ہیں یہ جنگلات اور جمادات کا عالم درندوں۔ پرندوں اور جملہ حیوانات کی دنیا۔ چاند سورج، کواکب اور زمین و آسمان کی بے پناہ پہنائیاں اور وسعتیں یہ ساری کائنات عرش و فرش بحر و بر۔ حجر و شجر۔ شمس و قمر اور دنیا و مافیہا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی بڑائی اور عظمت نہیں رکھتی ہے۔ آپ خود اللہ تعالیٰ ہی سے پوچھیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ یعنی اے محبوب آپ فرما دیجیئے کہ یہ سارا سامان دنیا

Marfat.com

تھوڑا ہے اور زائل وفانی ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے سارے ساز و سامان کو "تھوڑا" فرما رہا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ الٰہی کائنات کا سب کچھ تیرے لیئے تھوڑا ہی ہے۔ آخر تیرے سامنے کوئی چیز بھی بڑی ہے تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے کہ میرے بندو یہ ساری کائنات میرے سامنے ہیچ ہے اور تھوڑی ہے۔ یہ دریا پہاڑ سمندر وغیرہ سب ہیچ اور تھوڑے ہیں. مگر

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ اے محبوب آپ کا خلق بہت بڑا وسیع اور عظیم ہے۔

بزرگو اور دوستو! اب خود ہی اندازہ لگا لیجئے۔ اپنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق پاک کی عظمت کا کہ خود اللہ تعالیٰ اس خلق پاک کی بڑائی اور وسعت کا اعلان فرما رہا ہے۔

ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ایسے رؤف و رحیم اور خلیق وکریم بن کر تشریف لائے ہیں کہ اپنے تو بھلا حضورؐ کے اپنے ہیں ہی بیگانوں نے بھی اس عالم میں حضورؐ کے چشمۂ فیض وکرم سے حصہ پایا اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں پر بھی لطف وکرم کی بارش فرمائی۔

بزرگو اور دوستو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک ایسی اخلاق آموز اور رحمت بھری تعلیم ہے کہ اس پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ ہم سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس دنیا میں آئے ہیں۔ ہماری اصل حضور ہیں۔ ہم جب تک اپنی اصل کے دامنگیر رہیں گے۔ ذی وجاہت و معزز بنے رہیں گے۔ اور جب حضورؐ سے جدا ہوئے تو نہ وہ عزت رہی اور نہ وہ وجاہت رہی۔ وہ لوگ جو حضورؐ سے کٹ کر اغیار کی ٹولیوں میں نظر آتے ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ ماڈرن اور آپ ٹو ڈیٹ تو کہلا سکتے ہیں. مگر مسلمان اسی صورت

Marfat.com

میں ہو سکتے ہیں کہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے لپٹے رہیں۔

بزرگو اور دوستو! اپنے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی منہ نہ ہٹانا، گستاخی نہ کرنا۔ درود و سلام کی محفلیں قائم رکھنا محبت اور عشق کا تقاضا ہے کہ محبت کرنے والے کی سرادا پر جان و مال قربان کر دیتا ہے۔ عشق و محبت کی منزل جدا ہے اس لذت کی قدر و قیمت عشق کرنے والوں سے پوچھو۔ دنیا کے عشق کرنے والوں کا حال معلوم کرو۔ مجنوں کی کیفیت کیا تھی۔ اُس کی نظر میں دنیا کی ہر چیز لیلیٰ لیلیٰ تھی۔ پھر آپ اس محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کرتے ہیں جس ذات سے اللہ تو بھی عشق محبت رکھتا۔ فرماتا ہے کہ اے محبوبؐ اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو اس عالم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ دیکھا اللہ تعالیٰ کا عشق بس۔ کوئی کچھ کہے نئے نئے خیالات و اجتہادات کے چکر میں پھنسائے مگر تم اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے لپٹے رہو۔ اگر اللہ سے کچھ پانا ہے تو حضور ہی کے وسیلے سے پا سکتے ہو۔ مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب سیالکوٹی نے کیا اچھی مثال بیان فرمائی ہے۔

مثال دیکر بتاتا ہوں

یہ دیکھو یہ آٹا پیسنے کی چکی ہے۔ یہ اس کمرے میں ہے اور انجن وہ دور دوسرے کمرے میں ہے چکی بے چاری حیران ہے کہ میں انجن کی حرکت اپنے آپ میں کیسے پیدا کروں۔ انجن وہ دور ہے اور میں یہ اس لیے دور ہوں۔ آخر انجن و چکی میں ایک وسیلہ و واسطہ بنایا گیا ہے جسے پٹہ کہا جاتا ہے پٹے نے ایک طرف چکی کو آغوش میں لیا اور دوسری طرف انجن کو آغوش میں لیا اور اِدھر انجن سے حرکت لینے لگا اور اُدھر چکی کو حرکت دینے لگا۔

بلاتشبیہ کہاں خالق اور کہاں مخلوق اس میں اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی احتیاج۔ مگر کہاں وہ اور کہاں ہم۔ آخر اللہ نے اپنی مخلوق پر کرم فرمایا اور خالق و

Marfat.com

مخلوق کے درمیان ایک وسیلہ عظمیٰ پیدا فرما کر ہم میں بھیجا اور اس کا نام رکھا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس وسیلے نے ادھر اللہ کی رحمت کو اور اُدھر ہم گنہگاروں کو اپنی آغوش رحمت میں لیا۔ اور ادھر اللہ سے لینے لگے اور اُدھر ہمیں دینے لگے۔

بزرگو اور دوستو! بارگاہ رسالت کی بے ادبی سے بچتے رہو۔ یہ مقام بڑا ہی نازک مقام ہے پس جسے مسلمان بننا ہے وہ آئے اور ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن گیر ہو جائے۔ حضورؐ کا یہ وجود اس اُمت کے لئے رحمت ہے اور یہ اللہ کا ایک خاص تحفہ ہے جو اللہ نے ہم عاجزوں کو عطا فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قرآن کی روشنی میں

آیئے اب آپ کو عقائد اور ایمان کی روشنی کی طرف لے کر چلیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہیں، کلام پاک آپ کے سامنے ہے ذرا غور سے پڑھیئے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (پ ۵- آیت ۱۵و۱۶)

لوگو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید آچکا ہے جو لوگ اللہ کی مرضی کے طلبگار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے سلامتی کی راہ دکھاتا ہے اور اندھیروں سے نکال کر روشنی اور ہدایت کی راہ پر لاتا ہے۔

وہ نور کیا ہے اور کہاں ہے؟ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اس نور کی تشریح سنئے۔

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِيْ ۝

Marfat.com

(سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا اور تمام مخلوقات کو میرے نور سے پیدا کیا)
اس حدیث کی شرح میں ایک دوسری حدیث موجود ہے۔
لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (اگر میں تم کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو نہ پیدا کرتا)
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَمِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ) دونوں پر غور کرو تو یہ راز خود بخود آشکارا ہو جاتا ہے۔ شاید یہ اعتراض ہو کہ نور آیا کہاں سے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا اللہ کے نور سے یہی من اللہ نور ہے۔ اور اسی نور کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف کتاب مبین دیکر بھیجا۔ رسول کو بشر محض سمجھنا غلطی ہے۔ یہی وہ غلطی ہے جو اہل علم سے اکثر سرزد ہوئی ہے۔ رسول ہیئت ابشری کے لحاظ سے تو بشر ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت وبشریت و ملکوتیت دونوں سے بلند ہے۔ ہم نور محمدی سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہماری حقیقت ہے نور محمدیؐ لیکن حضورؐ نور ذات سے پیدا ہوئے۔ رسولؐ کی حقیقت ہے نور ذات کتنا بڑا فرق ہے کہاں ہماری بشریت کہاں ہماری حقیقت۔ کہاں رسول کی حقیقت رسول بشر محض نہیں پڑھئے حدیث کُنْتُ نَبِیًّا اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ۔ (میں اس وقت بھی نبیؐ تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے) حضورؐ اسوقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام کے پتلے کا وجود نہ تھا مٹی اور پانی کے درمیان تھے قالب آدمؑ مکمل نہیں ہوا تھا۔ تم بشر کسے کہتے ہو۔ ابوالبشر کون ہے بشر کہتے ہو آدم علیہ السلام کی اولاد کو اور ابوالبشر کہتے ہو آدم علیہ السلام کو جو آدم علیہ السلام کا پتلا بننے سے پہلے نبی رہا ہو۔ اس کو کیا کہو گے۔ کیا بشر کہو گے نہیں کہہ سکتے۔ بشر صرف اولاد آدم کو کہا جا سکتا ہے۔ آدم علیہ السلام سے پہلے جو موجود تھا وہ بشر نہیں ہو سکتا۔ یہی جو حدیث نے ظاہر کیا ہے۔

Marfat.com

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا)

یہی نور تھا جو آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھا یہی نور تھا جو اس وقت بھی مرتبہ نبوت پر سرفراز تھا۔ اگر ہمت ہو تو کہہ دو یہ حدیث کُنْتُ نَبِیًّا اٰدَمَ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ غلط ہے لیکن یاد رکھو یہ حدیث شریف ہے۔ اس کو غلط کہنا جہنم میں جانا ہے۔ اگر جہنم میں جانے کے لیے تیار ہو تو دوسری بات ہے۔ کوئی اہل ایمان و اہل بصیرت رسول کو بشر نہیں کہہ سکتا۔

رسولؐ برزخ ہے

رسولؐ برزخ ہے۔ ذات اور مخلوق کے درمیان۔ اِدھر بھی ملا ہوا ہے۔ اُدھر بھی اللہ کا قرب بھی اسے حاصل ہے اور مخلوق خدا میں شامل ہے۔ اُدھر سے جو ملتا ہے اِدھر پہنچا دیتا ہے۔ اور اِدھر سے جو آگے بڑھتا ہے وہ اُدھر پہنچا دیتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو بندوں کو خدا تک کیسے پہنچا سکتے تھے۔

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شاملؐ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نور و بشریت کا امتزاج نہ ہوتا تو رسولؐ ذات و مخلوق کے درمیان برزخ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اور ہم آب و گل۔ کہاں نور اور کہاں مٹی۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا۔ جب نور و خاک ایک مرکز پر جمع ہو گئے تو دونوں کے خصوصیات ظاہر ہوئے۔ وہ نور جہاں خاک کا گذر بھی نہ ہو سکتا تھا اس امتزاج سے خاک سے اتنا قریب آگیا کہ

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (میں تمہاری رگ جان سے بھی نزدیک ہوں)

کا مژدہ روح پرور سنائی دینے لگا۔ قربت کا یہ عالم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا

Marfat.com

وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ فَاَیْنَمَا (اور میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم جس
تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ طرف متوجہ ہو اللہ ہی کا چہرہ ہے)

اور معیت نے یہاں تک ترقی کی کہ نفس واحد ہو گیا۔

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (اور میں تمہارے نفوس میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے)

کے اسرار ہم پر کھول دیئے گئے۔ اگر رسولؐ بظاہر بشر بباطن نور حقیقت نہ ہوتا تو نور مطلق تک ہماری رہنمائی ہی نہیں کر سکتا تھا نہ ہم یہ سمجھ سکتے تھے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ وہ ہماری رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور نہ ہی ہمیں یہ خبر ہوتی کہ ہم جدھر رخ کرتے ہیں وہی جلوہ نما ہے اور نہ یہ امتیاز ہوتا کہ ہم میں ایسی قوتیں بھی ہیں جو قرب الٰہی کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ تصور توحید ہوتا، مگر محتاج دلیل نبوت انبیاء علیہم السلام میں کون ایسا گزرا ہے جس نے خدا کو دیکھا ہے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک خوب تجزیہ کر لو۔ دریافت کر لو اور جانچ کر لو۔ موسیٰ علیہ السلام نے مشاہدہ ذات باری کا حوصلہ کیا تھا۔ جلیل القدر پیغمبر تھے مگر ایک جھلک کی تاب نہ لا سکے۔ بیہوش ہو گئے ؎

موسیٰؑ ز ہوش رفت بیک پر تو صفات

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ تک کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میں نے ذات جمال باری کا مشاہدہ کیا ہے حضرت آدمؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ایوبؑ حضرت داؤدؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت اسحٰقؑ حضرت یعقوبؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ سبھی تو پیغمبر تھے کیسے کیسے جلیل القدر اور کیسے کیسے ذی مراتب، مگر ذات جمال باری کا مشاہدہ بے حجاب کسی کو میسر نہ ہوا موسیٰ علیہ السلام طور پر کیوں بیہوش ہو گئے۔ بات یہ ہے کہ ذات کا مشاہدہ وہی کر سکتا ہے جس کی حقیقت ذات ہو اور جو ذات کے نور سے پیدا ہوا ہو۔ آپ حدیث شریف۔

Marfat.com

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ پڑھ چکے ہیں تمام انبیاء و مرسلینؑ نور محمدی سے پیدا ہوئے اور جملہ انبیاء و مرسلین اپنی حقیقت تک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ نصیب ہو سکا۔ ان کی معراج یہیں تک تھی لیکن ہمارے آقا و مولانا حضور آقائے دو جہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق نور ذات یعنی نور مطلق سے ہوئی اس لیے ہمارے رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمال باری کا بے حجاب و بے نقاب مشاہدہ کیا۔

ع تو عین ذات می نگری در تبسمے

اسلام کا دعوٰے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے اور ایک ہے سماعی یا قیاسی نہیں حقیقت مشاہدہ پر مبنی ہے۔ اور حقیقت و مشاہدہ حاصل ہے۔ اسی امتزاج نور و بشریت کا جس سے جسم و جان رسول کی تکمیل و تخلیق ہوئی۔ شب معراج میرے اس دعویٰ کی شاہد عادل ہے۔ حضورؐ عرش پر تشریف لے گئے۔ جمال باری کا مشاہدہ کیا گفتگو کی اور واپس آئے اب یہ دعویٰ کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی و شریک نہیں ثبوت کو پہنچ گیا۔ رسولؐ کی بشریت ایسی بشریت ہے جس کو مشاہدہ ذات باری تعالیٰ کا شرف حاصل ہے اور کسی نبی، کسی رسول، کسی انسان، کسی جن اور کسی فرشتے کو یہ شرف حاصل نہیں۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات ؎ تو عین ذات می نگری در تبسمے

اس خیال میں نہ رہنا کہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف اس لیے حاصل ہو سکا کہ اللہ نے خود آپ کو عرش پر بلا لیا یا خود آپ اللہ تعالیٰ کا دیدار اپنی آرزو اور اپنی پیشقدمی کی بنا پر حاصل کرنے سے قاصر تھے جی نہیں ایسا نہیں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے بھی جمال باری کا مشاہدہ کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ یاد کیجیے شب معراج میں جب حضورؐ مشاہدہ جمال باری کر کے واپس آئے اور امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضورؐ سے

Marfat.com

کہا کہ پچاس وقت کی نماز بہت زیادہ ہے۔ یہ آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا ہر مرتبہ کمی ہوتی گئی اور پچاس سے کم ہوتے ہوتے پانچ وقت کی نماز رہ گئی۔ آپ نے دیکھا حضورؐ اپنی خواہش سے بارگاہ الٰہی میں کتنی مرتبہ گئے، پانچ مرتبہ اپنی مرضی اپنی خواہش۔ اپنی خوشی سے بارگاہ الٰہی میں حاضری کا شرف بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو حاصل تھا۔ کب تک تم رسولؐ کی بشریت اور تم اپنی بشریت کو مساوی سمجھتے رہو گے۔ قدم قدم پر اور نفس نفس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت اپنا کمال دکھا رہی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم طے کے روزے رکھا کرتے تھے۔ طے کے روزے کی خصوصیت یہ ہے کہ روزے پر روزہ رکھا جاتا ہے شام کو صرف دو ایک گھونٹ پانی سے افطار کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے جب ان مجاہدات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مصروف دیکھا تو خود بھی طے کے روزے رکھنے کا ارادہ کر لیا۔ منشا یہ تھا کہ حضورؐ کے اعمال کی اتباع کریں۔ حضورؐ کو جب صحابہ کرامؓ کے اس ارادہ کا علم ہوا تو آپ نے صحابہ کرامؓ کو طے کے روزے رکھنے کی ممانعت کی۔ کیوں ممانعت کی۔ اس میں کیا راز تھا؟ راز یہ تھا کہ صحابہ کرامؓ میں ایک ایک ہفتہ تک بلا افطار روزہ رکھنے کی قوت نہ تھی۔ پھر اس روزہ رکھنے کا سبب بھی بیان کر دیا۔

اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ (میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

اب ذرا اپنی بشریت اور حضورؐ کی بشریت کا موازنہ فرما لیجئے۔ کیا آپ کی بشریت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو پہنچ سکتی ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ لیکن بے مثل بشر تم کہتے ہو کہ رسولؐ بھی ہماری طرح بشر تھے۔ لیکن رسول کی بشریت اور ہماری بشریت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہر بشر فطری صفات، کمالات، خصوصیات انسانیت، عبدیت، اخلاق و عادات

Marfat.com

میں یکساں نہیں ہوتا۔ کسی کے مزاج میں نرمی و شگفتگی ہوتی ہے کوئی مغلوب الغیظ ہوتا ہے۔ کوئی صفات حمیدہ کا مالک ہوتا ہے کوئی رزایم و خباثت کی طرف مائل ہوتا ہے دنیا میں مختلف طبائع و مذاق، مختلف عادات و خصائل کے انسان ہیں، یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ پیغمبر ہے وہ بھی بشر ہے۔ ولی ہے وہ بھی بشر ہے، صدیق ہے وہ بھی بشر ہے۔ عالم ہے وہ بھی بشر ہے۔ زانی ہے وہ بھی بشر ہے، دروغ گو ہے وہ بھی بشر ہے۔ میخوار ہے وہ بھی بشر ہے۔ کیا بشر ہونے کی وجہ سے مراتب میں یہ سب برابر ہیں؟ سڑک پر پڑے رہنے والے روڑے بھی پتھر ہیں اور یاقوت بھی پتھر ہے کیا پتھر ہونے کی حیثیت سے دونوں کی قدر و قیمت مساوی ہو سکتی ہے؟ نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ فرق مراتب منشائے قدرت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت اور ہماری بشریت میں فرق ہے۔

دنیا میں کوئی بشر ایسا نہیں گزرا جس کے جسم کا سایہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہر مقام پر، ہر منزل میں اور ہر جگہ اپنی عدیم المثالی کا ثبوت پیش کرتی رہتی ہے۔ یہ خصوصیت، یہ عظمت، یہ مرتبہ، یہ اعزاز اگر کسی کو عطا کیا گیا ہے تو ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضورؐ کی اور خصوصیات سے قطع نظر کرتے ہوئے یہی ایک خصوصیت ایسی ہے جو اوصاف بشریت سے اعلیٰ و افضل ہے اور جس کی کوئی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔

حضور آقائے دو جہاں کو جس طرح سامنے کی اشیاء نظر آتی تھیں اسی طرح پشت کی جانب رہنے والی اشیاء بھی، نماز میں صحابہؓ کے پاؤں اکثر ایک دوسرے سے آگے پیچھے رہ جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ نہ سمجھو مجھے پشت کی جانب رہنے والی چیزیں نظر نہیں آتیں میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں ویسا ہی پشت کی طرف بھی، بالفاظ دیگر بیک وقت آپ سامنے بھی دیکھ سکتے تھے اور پشت کی جانب بھی یہ خصوصیت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف آپکی بشریت

Marfat.com

کو عنایت فرمائی دنیا کے تمام انسان، اور سابقہ انبیاء مرسلین بھی اس خصوصیت سے محروم رہے۔

حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب میں مشک کی خوشبو تھی ایک مرتبہ آپ کا پیشاب کسی ظرف میں رکھا تھا، ایک صحابی تشریف لائے ظرف سے خوشبو آئی، سمجھے مشروبات میں سے کوئی چیز رکھی ہے اٹھا کر پی گئے۔ یہ صحابیؓ معدہ کے امراض میں بتلا تھے، پینے کے بعد معلوم ہوا کہ تمام عمر کے لئے معدہ امراض سے نجات مل گئی

جب آپ قضائے حاجت کیلئے جاتے تھے تو زمین شق ہو جاتی تھی۔ اور فضلہ زمین میں غائب ہو جاتا تھا اس فضلہ سے بھی خوشبو آتی تھی۔

آپ بشر تھے، شکل بشری پیدا ہوئے تھے چہرہ، آنکھیں، ناک، کان، ابرو، سینہ، شکم، ہاتھ پاؤں سب ویسے تھے جیسے بشر کے، لیکن خصوصیات و کیفیات بالکل جداگانہ تھیں، کون بشر ایسا گزرا جو ان خصوصیات کا حامل ہو۔ کس کا جسم بے سایہ تھا یا ہے۔ کس کو یہ خصوصیت حاصل تھی۔ یا ہے کہ جس طرح سامنے کی چیز دیکھے اسی طرح پشت کی جانب کی چیز بھی نظر آئے۔ کس کے بول و براز میں مشک کی خوشبو آتی تھی یا آتی ہے اگر کوئی بشر ایسا گزرا ہو یا موجود ہو تو اس کا نام لو۔ جب اس خصوصیت کا کوئی بشر گزرا ہے نہ موجود ہے اور نہ آئندہ پیدا ہوگا تو پھر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ہر بشر سے ممتاز تھی۔

اب میں ایک سوال کرتا ہوں۔ نور کے سایہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کہہ دو ہوتا ہے اگر نہیں ہوتا تو کہہ دو نہیں ہوتا۔ مجبوراً تمہیں کہنا پڑے گا کہ نور کے سایہ نہیں ہوتا، اب میں کہوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت نوری تھی، یہی سبب ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا سایہ نہیں تھا۔ اگر کوئی تاویل پیش کر سکتے کوئی دوسرا سبب بتا سکتے ہو تو بتاؤ ورنہ تسلیم کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم، جسم نوری تھا۔ رہا یہ کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم شکل بشری میں کیوں پیدا ہوئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس

Marfat.com

پردے میں بھی مصلحت باری کام کر رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ کسی دوسرے ذریعہ سے بھی رسالت کا کام لے سکتا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بشر کی رہنمائی کے لیے بشر ہی کی ضرورت تھی۔ اگر بشر کی جگہ کسی فرشتے کو رسالت کے فرائض تفویض ہوتے تو فرشتہ بشر کی فطرت سے باخبر نہیں ہوتا۔ وہ کیا سمجھتا کہ بشر کا دکھ درد کیا ہے ایک بشر کو زندگی گزارنے کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ پیاس، بھوک، مرض، شادی، غم، تکلیف آرام اس کے نزدیک کوئی چیز ہی نہ ہوتے، وہ خواہشات بشری سے بھی نا آشنا ہوتا۔ بشریت کا رُخ مشرق کی طرف ہوتا تو ملکوتیت کا رُخ مغرب کی طرف، ایک کسی طرف جاتا تو دوسرا کسی طرف نتیجہ یہ نکلتا کہ تمام نظام عالم ابتلا کا شکار ہو جاتا بشر کو مرتبہ رسالت و نبوت اسی لیے تفویض کیا گیا کہ وہ بشریت کے تمام خصوصیات و مدارج سے آشنا ہے۔ خود بشر ہے اس لئے سمجھ سکتا ہے کہ جب کسی کو بخار آتا ہے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے جب کسی عضو میں درد ہوتا ہے تو انسان کس حال میں ہوتا ہے جب بھوک لگتی ہے تو کیا حالت ہوتی ہے اور جب پیاس کی شدت ہوتی ہے تو کیسی گزرتی ہے ماں، باپ، بیوی، بچے اور عزیزوں میں سے کوئی مر جاتا ہے تو کتنا غم ہوتا ہے غرض بشر کی فطرت سے وہ اس لیے اچھی طرح آگاہ ہوتا ہے کہ خود بھی بشر ہے اور ان حالات و کیفیات سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ جو ایک بشر کے لیے مخصوص ہیں۔ انبیاء و رُسل اسی مصلحت کے تحت شکل بشری میں مبعوث و پیدا ہوئے یہ حکمت الٰہیہ ہے اور حکمت الٰہیہ بے سبب نہیں ہوتی۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکل بشری میں آنا کیا معنی اگر فرشتہ بھی ہماری صف میں آئے گا تو شکل بشری میں آئے گا جبرئیل علیہ السلام جب حضرت مریمؑ کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں تم کو بیٹا دینے آیا ہوں تو کس شکل میں تھے، شکل بشری میں تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے حضرت جبرئیلؑ

Marfat.com

تشریف لائے، کس شکل میں۔ ایک اعرابی کی شکل میں۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام چلے گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ تم نے آنے والے کو پہچانا یہ جبرئیلؑ تھے اگر جبرئیل شکل بشریں نہ آئے تو حضرت مریمؑ یقیناً ڈر جاتیں۔ اسی طرح صحابہؓ کرام پر خوف غالب ہو جاتا۔ ایک غیر معمولی ہستی کو دیکھ کر خوف غالب ہونا یقینی ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام!

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب ہم نے تم کو دونوں عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ سنا تم نے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی گرامی دونوں عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجی گئی۔ دنیا کے لیے بھی رحمت اور عقبیٰ کے لیے بھی رحمت جو ہستی دونوں عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجی گئی ہو اس کو اپنی مرضی سے شفاعت تو شفاعت معلوم نہیں کیا کیا عظمتیں اور اختیارات ملے ہوں گے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اللہ تعالیٰ اپنی صفت خداوندی میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حصہ عطا کرتا ہے، سورہ بقر میں اپنے لیے فرماتا ہے بالنَّاس رؤف رحیم اور حضور کے لیے فرماتا ہے بالمؤمنین رؤف رحیم۔ پھر اگر حضور کی رؤف رحیمی کا اعلان و اعتراف کیا جاتا ہے تو تم کو کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ کیا تم میں قوت ہے کہ قرآن مجید میں سے اس آیت کو نکال دو نہیں نکال سکتے۔ کبھی نہیں نکال سکتے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور اے محبوب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تذکرے کو رفعت عطا کر دی

Marfat.com

یہ رفعت اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو جو بلندی عطا فرمائی ہے اس میں ذرہ برابر کمی نہیں آسکتی۔

اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ہ

(ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر نعمتوں کا اتمام کر دیا)

اب دین میں کتنی ہی رخنہ اندازی کرو۔ کتنے ہی فتنے پیدا کرو، کتنے ہی اعتراضات مناظرے ومباحثے ہوں، دین کی اکملیت میں فرق نہ آیا ہے نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے مومنین کو جو نعمتیں بدرجہ اتم ودلیعت کی ہیں وہ ان سے کسی طرح نہیں چھینی جا سکتیں۔

اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

یہ کس کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو، کون پڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس کے ذریعہ سے، وحی کے ذریعہ سے کون امین وحی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام، رسول امی نے علم حاصل کس سے کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے، معلم کون ہے اللہ تعالیٰ متعلم کون ہے۔ رسول امی، وہ نبی امی جس کا معلم اللہ تعالیٰ ہو تم کہتے ہو حضور کو علم غیب نہیں تھا تو غزوہ خندق کے موقع پر کھودتے ہوئے چٹان پر جب کدال چلائی اور پتھر پر لوہے کے تصادم سے چنگاریاں اڑیں تو حضور نے ہر ضرب پر یہ کیسے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک شام مجھ کو عطا فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ملک یمن مجھ کو عنایت کیا، یہ علم غیب نہیں تھا تو کیا تھا؟ کچھ تو بتاؤ خاموش کیوں ہو؟ تم کہو گے عالم الغیب اللہ ہے۔ میں کہوں گا اللہ تعالیٰ تمہارے نقطہ نظر سے عالم الغیب ہے۔ مگر اپنے نقطہ نظر سے نہیں۔ اس سے نہ کوئی شے کبھی چھپی ہوئی تھی، نہ چھپی ہوئی ہے۔ اور نہ چھپ رہ سکتی ہے۔ پھر اس کے لیے غیب جاننے کا سوال ہی کیا، نبی امی کو اللہ تعالیٰ نے پڑھایا۔ کیا پڑھایا، کتنا پڑھایا کل پڑھایا جزو پڑھایا۔ یہ نہ میں جانتا ہوں نہ تم، پڑھانے والا جانے یا پڑھنے

Marfat.com

والا جانے ، ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا ۔ یہ صلاحیت علم غیب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی تھی ، فرق اتنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم محدود ، اللہ تعالیٰ کا علم نامحدود ہے جس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے تعلیم حاصل کی ہو اس کے علم کی انتہا معلوم کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى (تم کو ایسا پڑھاؤں گا جو کبھی نہ بھولو گے)

اللہ تعالیٰ تعلیم دیتا ہے اور خود ہی ذمہ داری لیتا ہے ۔ ایسا پڑھاؤں گا جو کبھی نہ بھولو گے ۔ یہ کسی انسان کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے ۔ دنیاوی معلمین اپنے شاگرد کے لئے اگر یہ دعویٰ کریں تو غلط ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ارشاد غلط نہیں ہو سکتا ۔

لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ط (اس نے کھلے ہوئے آسمان کو دیکھا ہے

دوسرے مترجمین نے اس کا ترجمہ ،، اس نے افق پر جبرئیل کو دیکھا ہے کیا ہے تم نے بھی کبھی کھلا ہوا آسمان دیکھا ہے ۔ چاند کی دنیا تک تو پہنچنے کی کوشش کرتے ہو ۔ نہیں دیکھا تو پھر یہ غیب کی اشیاء کس نے دیکھیں ۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ، یہ علم غیب ہوا یا نہیں

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ط (وہ تم کو غیب کی باتیں کھلی ہوئی بتاتا ہے ۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے صاف عیاں کر دیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا کیا گیا ہے تم لاکھ کہو کہ رسول پاک کو علم غیب نہیں تھا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارا قول کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ط

اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا ۔ وہی کہتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا تو اس کی تمام ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے ذمہ عاید ہوتی ہے

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا وہ اللہ کے حکم سے کہا۔
معاملہ بالکل واضح ہوگیا جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اس کی بنا وحی الٰہی پر تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ختم اگر اب فرمان رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں چون و چرا کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہو۔

کیا یارسول اللہ کہنا شرک ہے!

حکم دیا گیا ہے کہ جب نماز پڑھو تو خیال کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں اگر یہ ناممکن ہو تو پھر یہ تصور کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے یہ تصور نماز کی روح ہے معلوم ہوا کہ تصور نہ شرک ہے نہ بدعت ہے نہ حرام ہے اور نہ شرعی حیثیت سے ممنوع اگر آپ کا دل گرفتار ہے اگر آپ کو اپنے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپ اپنے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور بھی کر سکتے ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار بھی سکتے ہیں۔ یارسول اللہ کہنا نہ شرک کی حد میں آتا ہے اور نہ بدعت کے زمرہ میں۔ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ؎

بہ ہر صورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما ٭ بہ لطفِ خود سر و ساماں جمع بے سروپا کن

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں ؎

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر ٭ مری کشتی کنارے پر لگا دو یارسول اللہ

حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی ٭ برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

مولانا جامی ایسے بزرگ، صاحب علم و صاحب تقویٰ فرماتے ہیں ؎

گرچہ دور از تنم مگر جانم ٭ پیش روئے تو یارسول اللہ

جانے دیجیے ان مثالوں کو اور سنیے۔ کعبؓ بن حمزہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے صحابی میدان جنگ میں ہیں ایک ہزار مجاہد ساتھ ہیں۔ دس ہزار عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہے قریب ہے کہ مسلمانوں کی تمام فوج گرفتار ہو جائے۔ یا شہادت کے منصب عالیہ پر فائز ہو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اسی عالم میں پکار اٹھتے ہیں یا محمدؐ یا محمدؐ نصر اللہ انزل، یا محمدؐ یا محمدؐ اللہ کی مدد نازل ہوا اور پھر مجاہدین کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ یہ کون سا زمانہ ہے حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں۔ یا محمدؐ کون پکارتا ہے۔ ایک جلیل القدر صحابی۔ شریعت سے آگاہ شرک و کفر سے باخبر اب فرمایئے آپ کا حکم مانا جائے یا حضرت کعبؓ و دیگر بزرگان کرام کا تتبع کیا جائے۔

کہا جاتا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پردہ فرما چکے ہیں۔ اب یا رسول اللہ کہنا شرک ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسولؐ اور نبی کا جسم زمین کے لیے حرام ہے۔ انبیاء و مرسلین کا جسم جیسا تھا ویسا ہی رہتا ہے معلوم ہوا کہ موت انبیاء و مرسلین کے لیے نقل مکان سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔

حیات انبیاء علیہم السلام کا ثبوت ان احادیث پاک سے ملتا ہے۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ

(حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحوالہ حضرت انس رضؓ)

ترجمہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

یہ حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے۔

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى الْاَرْضِ اِنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے جسم اقدس کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بھی ثابت ہے اور جسم اقدس کا کھانا زمین پر حرام ہونا بھی ثابت ہے۔ جب اتنا ثبوت موجود ہے تو پھر یا رسول اللہ یا حبیب اللہ

Marfat.com

کہنا کیسے شرک میں داخل ہو گیا۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ ۝	جو لوگ خدا کی راہ میں قتل ہوئے ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں سمجھ سکتے

یہ حکم عام مسلمانوں کے لیے ان مسلمانوں کے لیے جنہوں نے راہ خدا میں اپنی جان قربان کر دی، ایسے لوگوں کو اسلام "شہید" کے نام سے یاد کرتا ہے قرآن مجید شہادت دیتا ہے کہ یہ شہید زندہ ہیں کھلے الفاظ میں ممانعت کر دی گئی ہے کہ ان کو مردہ نہ کہو، یہ رتبہ کیسے ملا۔ صرف حکم خدا و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے سے، ان کے قلوب اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسے گرفتار ہوئے کہ جان تک قربان کر دی۔ اب ذرا اپنی عقل پر ماتم کرو، پیرو رسولؐ کی حیات ابدی پائیں اور رسولؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم جن کے صدقے میں حیات ابدی حاصل ہوئی ہو ان کا مرتبہ ان شہداء کے مرتبے سے کم ہو۔

یہاں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک مرتبہ موت واقع ہونے پر تو حیات ابدی مل جائے اور وہاں حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لمحہ جہاد ایک ایک ساعت خدا کی محبت و اطاعت کی علی الاعلان اور ایک ایک سانس یاد الٰہی میں ڈوبی ہوئی ہو جس نے زندگی ہی میں اپنا جسم اپنی جان، اپنی راحت، اپنی خواہشات اپنا ارادہ اور اپنا سب کچھ اللہ کی محبت میں فنا کر دیا ہو، حیات ابدی سے محروم رہے۔ انبیاء و مرسلین زندہ ہیں جس طرح شہداء کی زندگی ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے ویسے ہی انبیاء و رسل کی لطیف زندگی بھی۔ اب فیصلہ کیجئے یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نا جائز۔ یہ تو انبیاء و رسل نیز خاصان

Marfat.com

خدا کی باتیں ہیں۔ ایک واقعہ اور سن لیجئے، جنگ بدر ختم ہو چکی ہے۔ حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس میدان جنگ میں کام آنے والوں کی لاشوں کو دیکھ رہے ہیں۔ ایک مقام پر کنوئیں میں کفار قریش کے سرداروں کی لاشیں پڑی ہیں حضور ان کا نام لے لے کر فرما رہے ہیں۔ اے فلاں، اے فلاں، اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے حق میں جو مجھ سے وعدہ کیا تھا میں نے اس کو سچ پایا، بتاؤ تم نے بھی عذاب کے وہ وعدے جو خدا نے کئے تھے مرنے کے بعد سچ پائے؟ حضرت عمرؓ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ساتھ تھے، یہ خطاب دیکھ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "یا رسول اللہ یہ لوگ تو قتل ہو چکے، مر چکے کیا یہ آپ کی باتیں سنتے ہیں"؟ حضور آقائے دو جہاں جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمرؓ یہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔ مگر جواب نہیں دے سکتے جب کافروں کو اے فلاں کہہ کر مخاطب کیا جا سکتا ہے تو پھر رسولؐ کو یا رسول اللہ کہہ کر کیوں نہیں مخاطب کیا جا سکتا۔ نعوذ باللہ، معلوم نہیں ان معترضین کو کیا ہو گیا ہے کھلے ہوئے واقعات موجود ہیں لیکن ان کی آنکھ پر تعصب و غفلت گستاخی کی پٹی چڑھی ہوئی ہے آگے ہم حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان تفصیل سے بیان کریں گے۔

رسولؐ اور علم غیب

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت چاہتے ہو تو ثبوت بھی موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (وہ غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ مگر اپنے برگزیدہ رسولؐ پر)

سن لیا یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وہ رسول پر غیب ظاہر کر دیتا ہے۔ اللہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی خود شہادت دے رہا ہے اور ایک جگہ پر اور

ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ (اور وہ غیب کی باتیں چھپاتا نہیں)

اللہ تعالیٰ تو صاف الفاظ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے تم کو آگاہ کرتا ہے اور تم کہتے ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ایسا ہی تھا جیسے جانوروں کو ہوتا ہے۔

بالغیب میں موت اور موت کے بعد جو معاملات پیش آتے ہیں سب شامل ہیں روح قبض کرنے کے لیے فرشتے کا نظر آنا، قبر میں منکر نکیر سے سوال جواب عذاب قبر، جنت اور دوزخ، ان سب کے حالات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں، اگر ہم یہ مان لیتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا تو یہ تمام تعلیم افسانہ ثابت ہوتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی افسانہ ثابت ہوئی تو پھر ہمارا اسلام و ایمان بھی افسانہ ہو گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر تم ہی معترض نہیں ہو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی کفار معترض تھے۔ اصحاب کہف کے حالات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیے گئے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا۔ کفار عرب نے کیا کچھ اعتراض نہیں کیا۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام حالات غیب سے باخبر کر دیا۔ یہاں تک کہ بذریعہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اصحاب کہف و حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات بھی بیان فرما دیئے۔ تو لوگوں نے آپ سے فضول باتیں شروع کر دیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نے سوال کیا۔ بتائیے میرا انجام کیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا جہنم دوسرے نے سوال کیا میرے باپ کا نام بتائیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کا نام بتا دیا۔ پوچھنے والا حرامی ثابت ہوا۔ یہ واقعات

Marfat.com

گذرے تو اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا کہ ہمارے حبیبؐ سے ایسے سوالات نہ کرو جن کا صحیح جواب تمہیں ناگوار ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سوالات سے منافقت کی بو آتی ہے اور منافقوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۵

(ان کے قلوب مرض میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا مرض بڑھا دیا ہے ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق کچھ اور معلوم کرنا چاہتے ہو تو معلومات میں اضافہ کرلو۔ منافقین مرض منافقت میں گرفتار تھے مگر سمجھتے یہ تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی منافقت سے بے خبر ہیں۔ وحی نازل ہوگئی۔

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔

اللہ ایسا نہیں ہے کہ جس حال میں تم ہو اچھے برے کی تمیز کے بغیر مومنوں کو تمہارے ساتھ ملا جلا کر رہنے دے اور اللہ ایسا بھی نہیں ہے کہ تم کو غیب کی باتیں بتا دے۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے بتا دیتا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد اس کی عملی طور پر تصدیق بھی ہوگئی۔ مسجد نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معہ گروہ صحابہؓ تشریف فرما تھے۔ ان میں ۲۶ منافقین شامل تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بنام آواز دے کر منافقین کو مسلمانوں کی صف سے نکال دیا۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات غیب بیان فرما دیے تو ابوجہل بہت پریشان ہوا۔ اس نے عرب کے بڑے بڑے کاہنوں اور ساحروں کو بلا کر کہا (نعوذ باللہ) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی جن یا بد روح کا سایہ ہوگیا ہے۔ تم بھی اپنے

Marfat.com

سحر دانوں سے اس آسیب کو دور کر دے گا خاطر خواہ انعام پائے گا۔ اللہ تعالیٰ ابو جہل کے ان خیالات کی تکذیب کرتا ہے۔ فرماتا ہے وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ، تمہارا آقا مالک مجنون نہیں ہے لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ط وہ کھلے ہوئے آسمان کو دیکھتا ہے اور غیب کی اشیاء کو دیکھتا ہے، وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ط اور وہ غیب کی باتیں چھپاتا نہیں بالاعلان بتاتا ہے۔

تم کہتے ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ غیب کی اشیاء کو دیکھتا ہے اور بیان کرتا ہے ذرا تم اتنا بتا دو تم صحیح کہتے ہو یا اللہ تعالیٰ صحیح فرماتا ہے۔

نبی کے معنی ہیں غیب کی خبر دینے والا۔ اس لفظ کا مفہوم ہی یہ ہے کہ جن باتوں کی یا جن اسرار کی ہم کو خبر نہیں وہ ہم کو بتاتا ہے۔ یہاں علم غیب ہونے نہ ہونے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ یاد کرو وہ وقت جب حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں حضرت مریمؑ کے سامنے آئے اور حضرت مریم سے فرمایا میں تم کو بیٹا دینے آیا ہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام خود بھی غیب اور خبر بھی غیب۔ یہ غیب کس پر ظاہر کیا گیا۔ حضرت مریمؑ پر۔ اب عقل سلیم و فکر بلیغ سے کام لے کر بتاؤ کہ حضرت مریمؑ پر تو غیب ظاہر کر دیا گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپا یا گیا۔ علم غیب کے سلسلے میں چند مستند واقعات ملاحظہ ہوں۔

(۱) غزوۂ بدر کے سلسلے میں سرفروش مجاہدین کا لشکر جب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکردگی میں بدر پہنچا تو صداقت کے معلم، اسلام کے مبلغ، اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدت کے پیغامبر نے رزمگاہ بدر کا معائنہ کرتے ہوئے چند مقامات کی نشاندہی کی، اور فرمایا اس جگہ فلاں کا قتل ہوگا، اس جگہ فلاں کا خاتمہ ہوگا۔ اس جگہ فلاں مارا جائے گا۔ صحابہ کرام ہمراہ تھے۔ قریش کا لشکر سامنے تھا۔ تین سو تیرہ

Marfat.com

بے سرو سامان سرفروش اہل ایمان کا لشکر ایک ہزار اسلحہ بند و آزمودہ کار کافروں سے سامنا تھا۔ صحابہ کرام نے غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے کافروں کے نام سنے، ان کے قتل ہونے کی جگہ دیکھی۔ اگر کوئی دوسرا یہ پیش گوئی کرتا تو یقین نہ ہوتا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ تھے عقل حیران تھی لیکن ایمان کہتا تھا ہوگا اور یہی ہوگا۔ جنگ شروع ہوئی کفار قریش لڑے اور انتہائی شجاعت سے لڑے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور مجاہدین اسلام کا لشکر فتح یاب ہوا۔ پھر آنکھوں نے یہ بھی دیکھا کہ اللہ کے رسول کی پیش گوئی حرف بحرف صحیح نکلی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کافر کے لئے جس مقام کی نشاندہی کی تھی ٹھیک اسی جگہ اس مقتول کو پایا گیا۔ ہم نے ایک بالشت کا بھی فرق نہ پایا۔

(۲۵) عتبہ اور عتیبہ ابولہب کے دو لڑکے تھے۔ ایک مرتبہ عتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ غرور و نخوت میں ڈوبا ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بدزبانی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ حد سے تجاوز کر گیا۔ حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکل گیا۔

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ (اے اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے)۔ ابولہب نے سنا تو ڈر گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ہی ابولہب اسباب تجارت لے کر ایک قافلے کے ہمراہ ملک شام روانہ ہوا۔ عتبہ ساتھ تھا شام کے وقت یہ قافلہ ایسی جگہ ٹھہرا جہاں خونخوار شیر لگتا تھا۔ ابولہب نے اہل قافلے سے کہا مجھے خوف ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے میرے بیٹے کی جان نہ ضائع ہو جائے۔ مشورے کے بعد اہل قافلے نے اپنا کل سامان ایک جگہ جمع کر کے اونچا سا ٹیلہ بنایا اور اس ٹیلے پہ عتبہ کو بٹھایا۔ پھر تمام اہل قافلہ ٹیلے کے ارد گرد

Marfat.com

اس طرح فرد کش ہو گئے کہ ٹیلے پر کوئی جانور یا انسان نہ جا سکے ۔ جو کچھ انتظام ممکن تھا کیا گیا ۔ لیکن رات کو شیر آیا اور باوجود حفاظت عتبہ کو مار کر چلا گیا ۔

(۳) حضور نے شہنشاہ ایران ، پرویز کو نامہ مبارک بھیجا ، قاصد نامہ مبارک لے کر ایران پہنچا ، نامہ مبارک میں تحریر تھا ۔ محمد الرسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس ۔ پرویز نے نامہ مبارک پھاڑ ڈالا اور کہا میں عظیم المرتبت شہنشاہ محمد نے اپنا نام میرے نام سے پہلے کیوں لکھا ۔ پھر ملک یمن کے صوبہ دار باذان کو لکھا کہ محمدؐ جو پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں ان کو میرے پاس بہت جلد روانہ کر دو ۔ باذان نے دو آدمی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ بھیجے ، انہوں نے باذان کا خط حضورؐ کو دیا خط میں تحریر تھا کہ آپ ان دونوں کے ہمراہ فوراً کسریٰ کے پاس چلے جائیں یہ دونوں خط لے کر حضور پاک آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور جمال مبارک پر نظر پڑی تو خوف غالب ہوا ، کانپنے لگے پھر کسریٰ ایسے شہنشاہ کی جانب سے آئے تھے بڑی بیباکانہ گفتگو کی ، کسریٰ کی ہیبت ۔ کسریٰ کی طاقت اور کسریٰ کی سطوت بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر آپ نہ جائیں گے تو وہ تمام عرب کو تباہ کر دے گا ، آپ نے ان کی گفتگو سنی اور فرمایا صبح آنا ۔ صبح ہوئی باذان کے فرستادہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا ، جاؤ رات پرویز کو شیرو نے قتل کر دیا ۔ حیران رہ گئے ، یہ خبر اگر صحیح ہے تو اتنی جلدی یہاں تک کیسے پہنچی دونوں روانہ ہو گئے ۔ باذان کے پاس پہنچے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی باذان سے بیان کی ۔ باذان نے کہا اگر یہ خبر صحیح نکلی تو میں مسلمان ہو جاؤں گا ۔ چند روز کے بعد شیرویہ کا یہ حکم نامہ باذان کے پاس پہنچا ، تحریر تھا پرویز کے ظلم سے تمام رعایا پریشان تھی ۔ میں نے اس ظالم کو قتل کر دیا ۔ شیرویہ کا حکمنامہ پڑھتے ہی باذان نے کہا ، میرے ایمان لانے کا وقت آگیا ۔ اس کے

Marfat.com

بعد باذان خود مسلمان ہوا اور بہت سے دوسرے اہل فارس مسلمان ہو گئے۔

(۴) قوم خزرج کے ایک معتمد نے منافقین سے ساز باز کر کے ایک مسجد تعمیر کرائی یہ معتمد غزوۂ بدر میں شکست کھا کر بھاگا تھا۔ اور حضور آقائے دوجہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مسلسل کوشش کرتا رہتا تھا۔ روم کے بادشاہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کی تحریک بھی کی تھی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ بدر میں مسلمانوں پر پہلا تیر اسی نے چلایا تھا۔ مسجد قبا کے نزدیک ہی یہ مسجد تعمیر کی گئی تھی ظاہر میں مسجد تھی۔ لیکن باطن میں منافقین کی مشورت گاہ۔ مسجد بن گئی تو منافقین نے کہا حضور تشریف لے چلیں اور اس میں نماز ادا کریں۔ آپ نے فرمایا میں جہاد کے لیے جا رہا ہوں واپسی پر دیکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے ارادوں سے مطلع کر دیا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا ط

اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا کی تعریف فرمائی۔ اس کے بعد منافقین کی تعمیر کردہ مسجد مسمار کر دی گئی۔

(۵) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ سے مکہ شریف پر حملہ کا ارادہ کیا تو اسے راز میں رکھا گیا۔ لیکن حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل قریش کے نام خط لکھ کر ایک عورت کو دے دیا وہ عورت مکہ معظمہ جا رہی تھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے بذریعہ وحی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حرکت کی اطلاع دی دی گئی۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا روضۂ خاخ تک جاؤ ایک عورت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط لے کر اہل قریش کو ہماری لشکر کشی کی خبر دینے جا رہی ہے۔ تینوں حضرات روانہ ہو گئے۔ راستہ میں عورت مل گئی تلاشی لی گئی لیکن خط برآمد نہ ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تلوار نکالی عورت کو دھمکایا اور کہا حضور

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو غلط خبر نہیں دی ۔ خط تیرے پاس ہے اگر تو انکار کرتی رہے گی تو ہم تجھ کو برہنہ کر دیں گے ۔ عورت نے جب یہ سُنا تو مجبوراً اپنے جوڑے سے خط نکال کر دے دیا ۔ اس خط میں حضرت حاطب نے لکھا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر جرار لے کر آتے ہیں ۔ یہ تو لشکر جرار ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بھی آتے تو اللہ تعالیٰ تم پر غالب کر دیتا تو تم اپنی اپنی فکر کرو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خط لا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضؓ کو طلب کیا ۔ خط کے متعلق استفسار فرمایا ۔ حضرت حاطب رضؓ نے کہا ہاں میں نے یہ خط لکھا ہے ۔ یہ کام براہِ ارتداد نہیں ہے ، مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر طرح فتح عطا فرمائے گا ۔ اور میرے اس خط لکھنے سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا ، آپ نے حضرت حاطب رضؓ کا بیان سُنا اور فرمایا سچ کہتے ہو ۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ موجود تھے عرض کرنے لگے آقا یا رسولؐ اللہ حکم ہو تو اس منافق کی گردن اُڑا دوں ، حضور رحمتِ دو عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطب اہل بدر میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے لئے فرما دیا ہے ۔

اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (جو تمہارے جی میں آئے کرو، میں نے تم کو بخش دیا ۔ یہ سُنتے ہی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہو گئی اور کہا ، خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے ؟"

(۶) حضور مکہ معظمہ میں رونق افروز تھے ۔ ایک دن حرم شریف میں داخل ہونے کا قصد کیا ۔ عثمان بن طلحہ رضؓ کلید بردار تھے ۔ ان سے کنجی طلب فرمائی ۔ حرم میں داخل ہوئے ، حضرت عباس رضؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی حاجیوں کے پانی پلانے کا انتظام میں کرتا ہوں ۔

Marfat.com

کنجی مجھے ملنی چاہیئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے درخواست کی۔ آقا یا رسول اللہ خانہ کعبہ کی کنجی مجھے ملنی چاہیئے آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (۴-۵۸) اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت رکھنے والوں کو ادا کردو۔

آپ نے کنجی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واپس کرتے ہوئے فرمایا۔ خانہ کعبہ کی کنجی ہمیشہ عثمانؓ کے خاندان میں رہے گی۔ ان سے یہ کنجی کوئی واپس نہ لے گا۔ مگر ظالم

یہ وہی عثمانؓ ہیں جن سے ایک زمانہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی طلب فرمائی تھی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا تھا ایک دن خانہ کعبہ کی کنجی میرے قبضہ میں ہو گی۔ اور میں جسے چاہوں گا دوں گا۔

عقائد کا تعلق ایمان سے ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا منشا حقیقی یہ تھا کہ گمراہ انسانوں کو ایمان کی دولت میسر آئے۔ اندھیرے میں ٹھوکریں کھانے والے روشنی میں آ جائیں اور اوہام کے خارزاروں میں بھٹکنے والے توحید اور رسالت کے سدا بہار پھولوں سے اپنا دامن بھر لیں۔ ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء و مرسلین نے یہ فرائض انجام دیئے ہیں دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں نبی اور رسول نہ مبعوث ہوئے ہوں تصورِ توحید کوئی نیا تصور نہیں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی پیدا ہوئے اور جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے یہی بتایا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ۔ کیوں جناب اللہ کی ذات تو غیب الغیب ہے نہیں نے اللہ تم کو دیکھا ہے نہ آپ نے نہ معلوم اللہ کیا ہے متشکل ہے یا غیر متشکل، کیسا رنگ ہے کہاں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں جو کچھ ہم کو بتایا وہ ہمارے مخبر صادق حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی مخبر صادق مانا ہے اور واقعات، حالات مشاہدات و تجربات نے اس کی تائید کی ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طرف تو ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وصداقت کا اعتراف کریں دوسری طرف شکوک میں مبتلا ہو کر ان کے مراتب رسالت علم غیب اور یا رسول اللہ پر چہ میگوئیاں کریں۔ عقائد کی نزاکت اسی منزل میں آشکارا ہوتی ہے عقائد کا تعلق ایمان سے ہے اگر عقائد درست نہیں تو ایمان بھی ناقص ہے۔

آج کل عقائد کے سلسلہ میں مسلمانوں کا عجب حال ہے، کہیں رسول کے علم غیب پر مجادلہ ہو رہا ہے، کہیں اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پر قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں کہیں حیات النبیؐ پر مباحثہ ہو رہا ہے کہیں قیام وسلام پر اعتراض ہے۔ کہیں یا رسول اللہ کہنے پر شرک کا فتویٰ دیا جا رہا ہے۔ کہیں معراج روحانی وجسمانی پر اظہار خیال کیا جا رہا ہے۔ کہیں فاتحہ و نیاز کو شرک و بدعت بتایا جا رہا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ ابھی ہم عقائد ہی کا مسئلہ نہیں طے کر سکے ایمان کی منزل تک پہنچنا محال ہے۔

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے، الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (بیشک یہ کتاب ان کی ہدایت کے لیے ہے
(۱-۱ و ۲)

Marfat.com

جو متقی ہیں اور غیب پر ایمان رکھتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں،

یہاں پہلی شرط ایمان بالغیب کی ہے۔ ایمان بالغیب کیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ..... الخ

اللہ تعالیٰ کی ذات غیب الغیب۔ توریت، انجیل، زبور، غیب قرآن مجید بسم اللہ سے لے کر والناس تک غیب۔ عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت، دوزخ، سب غیب نہ ہم نے اللہ کو دیکھا ہے نہ ملائک ہماری نظر سے گزرے ہیں نہ ہم توریت، انجیل، زبور، قرآن کریم سے واقف تھے نہ عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت اور دوزخ ہماری نظر سے گذرے ہیں لیکن حکم باری تعالیٰ ہے ان پر ایمان لے آؤ اور انکی موجودگی کا اعتراف کرو!

اللہ تعالیٰ ہے یہ غیب کی بات کس نے بتائی :- سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرشتے ہیں یہ بات کس نے ظاہر کی :- نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
قرآن کریم کلام الٰہی ہے یہ کس نے بتایا :- حضور نبی کریم روحی فداہ نے
عرش و کرسی لوح و قلم جنت و دوزخ موجود ہیں یہ راز کس نے آشکارا کیا۔

ماہ شب اسریٰ نے ایسی ایسی غیب کی باتیں تو نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم آشکارا کیں اور اعتراض یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ تو اللہ۔ فرشتے قرآن کریم۔ عرش و کرسی وغیرہ سب کہاں سے آئے۔ کیا یہ صرف وہم و خیال کی خلاقی ہے

سنو اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا تو پھر تمہارا اللہ تمہارا اسلام واہمہ کی خلاقی ہے۔ تم یومنون بالغیب کے دائرے سے نکل گئے تو صاحب ایمان نہ رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان خیالات کے بعد تم مسلمان ہی نہیں رہ گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہدایت دے تو ان خیالات سے توبہ کر کے تجدید ایمان کر لو۔

Marfat.com

کمالاتِ عبدیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۔ اے محبوبؐ جن لوگوں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے ۔ (۴۸-۱۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر تمام صحابہؓ سے اپنے ہاتھ پر بیعت لی ۔ یہ بیعت تھی کہ ہماری جان ، ہمارا مال ، ہماری زندگی ، ہماری خواہشات ہمارا آرام ، ہماری تکلیف سب خدا کے لئے ہیں ، بہ الفاظ دیگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے سب نے عہد کیا تھا کہ ہم اللہ کی وحدت ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور احکام باری تعالیٰ سے کبھی روگردانی نہ کریں گے ، کتنی ہی مصیبت کیوں نہ آئے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے ہمارا قدم صراطِ مستقیم پر رہے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر اس بیعت کی عظمت اس طرح بیان کی ہے اے محبوبؐ جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے انہوں نے اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہر ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کو بتایا گیا ہے کہ تم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس بیعت کے معنی ہیں یہ ، کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے ۔

ہاتھ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا ہے یہ رازِ وحدت ہے ، اسی کو اہل تصوّف ہیئت وحدانی کہتے ہیں خالص توحید یہی ہے کہ جب انسان اس منزل پر فائز ہو جائے کہ اس کا ارادہ اس کا ارادہ نہ رہے اسکا اختیار اس کا اختیار نہ رہے ، اس کی خواہش اس کی خواہش نہ رہے ، اپنی جان ، اپنا مال ۔

Marfat.com

اپنا نفس، اپنا آرام، اپنی آسائش، اپنی اولاد غرض جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہو اللہ تعالیٰ پر قربان کر کے محض حکم الٰہی و رضائے الٰہی کا پابند ہو کر رہ جائے اس وقت اس کو وہ منزل حاصل ہوتی ہے جسے ہیبت وحدانی کہتے ہیں۔

اسی طرح شب ہجرت کا واقعہ ہے حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا ارادہ فرما رہے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم ہوتا ہے کہ تم میری جگہ میرے بستر پر آرام کرو۔ کفار کا یہ حال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ محاصرہ بہت سخت ہے کفار طے کر چکے ہیں کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نہ رہنے دیں گے۔ یا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج سے اشاعت اسلام سے باز رہیں بتوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں یا پھر زندگی سے ہاتھ دھونے کے لیے تیار ہو جائیں۔ رات کا وقت ہے اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا میں ہدایت کی روشنی لے کر آئے تھے آج ظلمت کے نرغے میں ہیں۔ کفر کی آندھی سراج منیر کو گل کرنے پر آمادہ ہے کفار قریش کے جبار و جبری اپنی پوری قوت سے ایمان، اسلام اور توحید کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ ادھر یہ حال ہے ادھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خالق اپنے معبود اپنے مالک کی یاد میں محو کفار کے ارادوں سے باخبر گھر سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ زمین سے ایک مٹھی کنکری اٹھاتے ہیں اور کفار کی طرف پھینک دیتے ہیں گروہ کفار پر غنودگی طاری ہو جاتی ہے اور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی حفاظت میں کفار کے درمیان سے صاف نکل جاتے ہیں۔

مٹھی بھر کنکری کس نے پھینکی تھی حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

(اے محبوب یہ کنکریاں جو آپ نے پھینکی ہیں وہ آپ نے نہیں پھینکیں اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہیں۔

Marfat.com

مقام عبدیت ہی مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

کنکری پھینکتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوبؐ آپ نے نہیں یہ کنکریاں میں نے پھینکی ہیں۔ یہ کیا معاملہ ہے عقل عاجز ہے بات سمجھ میں نہیں آتی، سنیئے یہ ہیں کمالات عبدیت، بعض کج فہم ان کمالات کو کمالات الوہیت سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یہ ہے لا الہ کی تکمیل۔ جب غیر اللہ کی نفی ہو جاتی ہے تو کمالات عبدیت اسی انداز سے ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مظہر اتم تھی، تمام کائنات تمام انبیاء اور تمام اولیاء مظہر صفات ہیں لیکن حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ذات ہم قرآن ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ہم منتشر ہیں۔ وہ جامع یہاں تفریق ہے وہاں ہیئیت وحدانی

مقام عبدیت ہی مقام رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کون نہیں جانتا کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو قوت، تصرف و اختیار سب ملا۔ لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی نفی کر دی، بس اللہ ہی اللہ رہ گیا۔ حدیث قدسی ملاحظہ فرمائیے اللہ تعالیٰ خطاب کرتا ہے۔

يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ

(اے محمد تم ہو اور میں ہوں اور جو کچھ میں نے پیدا کیا وہ تمہارے لئے ہے)

فَقَالَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَمَا اَنَا وَمَا سِوَاكَ تَرَكْتُ لِاَجْلِكَ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے اللہ صرف تو ہے میں نہیں ہوں اور جو کچھ ہے میں نے سب تیرے لیے ترک کر دیا۔

یہ ہے مقام عبدیت اپنی ملکیت کچھ بھی نہیں، جو کچھ ہے وہ مالک کا ہے اور جو کچھ مالک نے عطا کیا ہے وہ اسی پر قربان کر دیا گیا ہے مقام عبدیت کی

Marfat.com

سے بلندی معلوم کرنا چاہتے ہو پڑھو شب معراج کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط (۱۷-۱)

(پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد برکت ہے اور اللہ کی کھلی ہوئی نشانیوں کا مشاہدہ)

اللہ تعالیٰ نے جب شب اسریٰ کا تذکرہ کیا ہے تو حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بعبدہ سے ظاہر کی ہے برسولہ نہیں فرمایا۔ رسالت محمدیؐ نام ہے تکمیل عبدیت کا یہی مقام عبدیت مقام محبوبیت بھی ہے اور مقام حقیقت انسانی بھی جب تکمیل عبدیت ہو جاتی ہے اس وقت رسول رسول ہو جاتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتب کہاں بیان کروں آخر میں کہنا پڑتا ہے ۔

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

اب غور سے سن لو۔ شفاعت کبریٰ بھی اسی کمال عبدیت کا نتیجہ ہے۔ اس سے نہ الوہیت کی توہین ہوتی ہے نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا مرتبہ دیا جاتا ہے یہ جتنی تعریف جتنی توصیف اور جتنا اظہار حقیقت ہے سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات عبدیت، کمال انسانیت و کمال محبوبیت کا اعتراف و اعلان ہے۔ کمال عبدیت کو تم کمال معبودیت سمجھتے ہو، یہ تمہاری غلطی ہے بصیرت دماغ پر کتاب لادنے سے پیدا نہیں ہوتی، حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو اور آگے بڑھو پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا انعامات ملتے ہیں ۔

Marfat.com

علوم عبدیت کے کمالات

اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ؈

وہ تم سے وہی کہتا ہے وہی بیان کرتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے۔ زبان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ارشاد ہے باری تعالیٰ کا حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ختم، اللہ تعالیٰ خود ذمہ دار ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کہتے ہیں جو غیب کی باتیں بیان کیں وہ اللہ تعالیٰ نے حضور پر وحی کیں۔ سن لیا۔ قوت عطا کرنے والا اللہ تبارک و تعالیٰ، وحی نازل کرنیوالا اللہ تبارکؑ تعالیٰ، اور تمام ذمہ داریاں لینے والا اللہ تبارک و تعالیٰ اب ذرا اعتراض کرو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ قرآن کریم پڑھتے ہو آیات نظروں سے گذرتی رہتی ہیں۔ لیکن بصیرت نہیں ہے بصیرت ہوتی تو یہ فتنے ہی کیوں پیدا کرتے حضورؐ کے علم کا تعین ہے اور ضرور ہے لیکن اس تعین کی حدیں کہاں تک ہیں۔ اس کا معلوم کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے، سرکار دو عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم علم کا سرچشمہ ہیں ذات باری تعالیٰ اور ذات باری تعالیٰ محیط ہے کل پر یہی ذاتِ باری تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معلم ہے۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی حد کون قائم کر سکتا ہے۔

کمالاتِ رسالتؐ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل تھے اور نہ کسی یونیورسٹی کے سند یافتہ، نہ کسی استاد سے پڑھا اور نہ کسی کتاب کو حصول کا ذریعہ بنایا۔ فلسفہ، منطق، علم بیان، تاریخ اور سائنس شعر و ادب سب سے اُمّیِ محض

Marfat.com

اُمّی لیکن تعلیم وہ دی کہ بڑے بڑے دانشمند ارباب بصیرت حیران رہ گئے۔ تم کسی معلّم، کسی ماسٹر، یا کسی پروفیسر سے تعلیم حاصل کرنے نکلتے ہو۔ اپنی صلاحیت کے مطابق دنیا میں نام پیدا کرتے ہو اگر کوئی ارسطو بن جاتا ہے تو کوئی بقراط بن جاتا ہے کوئی کارلائل کہلاتا ہے یا فلسفی ہے، وہ حکیم ہے۔ یہ شاعر ہے۔ وہ ادیب ہے۔ یہ ڈاکٹر ہے۔ وہ منسٹر ہے۔ ایک سلسلہ ہے جو لا متناہی ہے۔ یہ تم لوگوں کے حالات ہیں جن کو ایک انسان بحیثیت معلّم تعلیم دیتا ہے۔ معلّم بھی انسان معلّم کا علم محدود۔ صلاحیت محدود۔ ذہن محدود۔ فراست محدود۔ بصیرت محدود۔ غرض ہر شے محدود اسی طرح طالب علم کا حال ہے اس کی بھی تمام صلاحیتیں محدود، قوتیں محدود۔ فراست محدود غرض استاد شاگرد اس لحاظ سے کم و بیش ایک مرکز پر نظر آتے ہیں۔ ان محدود صلاحیتوں کے باوجود اس ناقص تعلیم کے بعد بھی تمام علوم و فنون میں نام پیدا کرتے ہو۔ مدتوں لوگ تمہارے علم و فکر کی داد دیتے ہیں۔ یہ دنیاوی معلمین کا فیض ہے جو تم کو اس بلند مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ اب ذرا اس معلّم حقیقی کی قابلیت۔ کمالات قوت و عظمت پر غور کرو جس کی تمام طاقتیں لا محدود بے پایاں ہیں اور جس کے علم کے سامنے دنیا کے تمام علوم و فنون ہیچ ہیں۔ ناقص ہیں۔ شاگرد ایسا جو رسول اعظم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا گیا۔ رسالت و نبوت کی خصوصیات سے سرفراز کیا گیا۔ کمالاتِ رسالت کے ثبوت میں اس کو اُمی رکھا گیا۔ معلّم ایسا شاگرد ایسا معلّم اللہ شاگرد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کون جانتا ہے کہ معلّم حقیقی نے ایسے عظیم المرتبت و جلیل القدر شاگرد کو کیا پڑھایا کتنا پڑھایا۔ جز پڑھایا یا کل پڑھایا۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں۔

اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمام نعمتوں کی تم پر انتہا کر دی)۔

اس آیت کے بعد نہ کسی سوال کی ضرورت ہے نہ کسی جواب کی۔ دین کی

Marfat.com

تکمیل ہو گئی اور اتمام نعمت کا اعلان کر دیا گیا، اتمام نعمت میں کیا کیا ہے وکیا علم ان نعمتوں میں شامل نہیں؟ اگر شامل ہے تو شک وشبہ کی گنجائش کیا ہے۔ علم کی نعمت کا بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر خاتمہ کر دیا گیا چاہے وہ علم ظاہر ہو چاہے علم باطن چاہے علم غیب، پھر یہ بھی دیکھو کہ ایسا معلم اپنے عظیم المرتبت شاگرد کے علم کی ذمہ داری کن الفاظ میں لیتا ہے فرماتا ہے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ؕ (۸۷-۶،۷)

(تم کو ایسا پڑھاؤنگا جو کبھی نہ بھولو گے اللہ جو چاہے کر سکتا ہے کیونکہ وہ تمہاری ظاہر وباطنی استعداد کو جانتا ہے

ایسا پڑھاؤنگا جو کبھی نہ بھولو گے یہ کسی دنیاوی معلم کا دعویٰ نہیں ہے معلم حقیقی کا دعویٰ ہے۔ واقعی اس نے ایسا ہی پڑھایا۔ اور واقعی اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راز خفی اور جلی سے باخبر کر دیا۔

اُمّی مظہر علم ہے۔ اُمّی ہونا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے اللہ کی صفت علم اور رسول پاکؐ آئینہ، اللہ کے صفات علمی کا عکس کہاں سے آیا۔ امی آئینہ ہیں۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم یافتہ ہوتے تو معترضین فوراً پکار اُٹھتے، یہ کمالات علمی ہیں، حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود چند نظریات بنا لیے ہیں۔ یہ انہیں نظریات کی تبلیغ واشاعت ہے۔ لیکن یہاں معاملہ ہی برعکس ہے۔ رسولؐ امی لیکن زبان مبارک سے علم ظاہری وباطنی کے چشمے جاری، دنیا کی فراست، عقل ودانائی سے عاجز ہے کہ اس کمال سے کس طرح انکار کرے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ؕ

بیشک داس دکتاب) میں نصیحت ہے اس کے لئے جس کے پاس دل ہے)

Marfat.com

قرآن مجید کی روشنی میں ایمانی روح

قرآن اور عظمتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن رحمت، ہدایت اور مسلمانوں کے لیئے بشارت ہے

قرآن پاک کا ہر لفظ صداقت پر مبنی ہے

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر ــ اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

سُن اے مسلم ! اگر تو چاہے پاکستان :: اپنا رہبر اپنا ہادی کرے تو قرآن

آپ کچھ پڑھیں یا نہ پڑھیں یہ دعوتُ القرآن یعنی قرآن اور عظمتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور پڑھیں دعوۃ القرآن میں جو کچھ ہے وہ موجودہ دور کی ضرورتوں کا جواب ہے قرآنی آیات کا مطلب اور مفہوم جس انداز سے دعوۃ القرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ نہ صرف عام لوگوں کے لیے ایک دعوت ہے بلکہ ہمارے قائدین اور علماء کے لیئے بھی سوچنے اور سمجھنے کی نئی راہیں کھولتا ہے۔

تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، پس خدا کی نگاہوں میں وہی عزت والا ہے جو پرہیز گار ہے اور متقی ہے قرآن فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تحقیق عزت والا نزدیک اللہ تعالیٰ کے وہ ہے جو متقی ہے پرہیز گار ہے، ہماری مقدس کتاب کا یعنی قرآن پاک کا آغاز اسی سے ہوتا ہے" ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ" یہ کتاب الٰہی ہے (یعنی قرآن مجید) ہے جس میں ذرا سا شائبہ نہیں ہے۔ یہ سراسر حق الیقین ہے۔ نہیں کوئی شک اس کتاب (یعنی قرآن مجید) میں قرآن اللہ تعالیٰ کی زبان ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی زبان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معرفت ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔

Marfat.com

قرآن کھول کر دیکھو جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی تابعداری کرنے کو فرمایا ہے اُسی آیت میں آپنے بعد ماں باپ کے ساتھ احسان و سلوک کرنے کو بھی فرمایا ہے میں صرف ایک آیت قرآن کی لکھتا ہوں (پارہ سبحٰن الذی سورۃ بنی اسرائیل)

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (۱۷-۲۳)

ترجمہ: اے انسان! تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ نہ عبادت کر تو کسی کی مگر خاص اُس ایک اللہ کی۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کر، ان کے ساتھ نیکی سے پیش آ اگر وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں ایک یا دونوں تو اُن سے اُف تک نہ کر۔ بلکہ لبیک کہہ کر حاضر ہو اور ان کو جھڑک نہیں۔ تیز آواز سے نہ بول۔ اور تو ان دونوں کے لئے میٹھی بات کہہ۔ نرمی سے بات کر۔ اور اپنے دونوں بازو جھکا کر ان کے آگے کھڑا ہو۔ شفقت کے ساتھ کھڑا ہو۔ اور تو کہہ کر اے میرے پالنے والے اللہ! تو میرے ماں باپ پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا۔

سورۃ لقمان میں آتا ہے۔ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (اے انسان میرا شکر ادا کر۔ اور اپنے ماں باپ کا) تَحْتَ رِجْلَيْهَا جَنَّةٌ جنت تیری ماں کے قدموں کے نیچے ہے ان کی خدمت کر کے جنت لے لے، یہاں تک کہ میرے پیارے رسولؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حج پر جانے سے مسلمانوں کو روک دیا کہ تم اپنے والدین کی خدمت کرو تمہارا حج یہی ہے کہ والدین کی خدمت کر کے اُن کی دعائیں لو۔

مجھ کو مزید صدمہ ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ آج کے دور میں ہم اللہ و رسول کے بھی نافرمان بن گئے ہیں اور ماں باپ کے بھی۔ نمازوں کو بھی ضائع کر دیا۔ اللہ تع

Marfat.com

کے قانون نظام مصطفےٰ کو ٹھکرا دیا۔ اپنے نفس کے فرمان بردار بن گئے جو کچھ دل نے کہا اس کا کہنا پورا کیا۔ قرآن فرماتا ہے کہ ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کی تابعداری کی "وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدٰى" قرآن کھول کر دیکھ لو اگر ہم اللہ ورسول پاک کے نافرمان بن جائیں اور رات دن ان کی نافرمانیاں کریں بلکہ ہم ہی نہیں تمام دنیا یعنی دنیا میں جتنے انسان اور جن ہیں۔ وہ سب اللہ کی نافرمانی میں لگ جائیں تو بھی اللہ کی قسم اس کی شوکت وعظمت میں ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی کمی نہیں لا سکتے اور اگر ہم تمام مخلوق جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار بن جائیں تو خدا کی قسم اس کی ذات میں کچھ بڑائی نہیں آئے گی۔ ہماری عبادت کرنے سے دیکھو قرآن کیا کہتا ہے کسی جگہ یہ آیت ہے:۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (۴۱-۴۶)

ترجمہ:۔ وہ شخص جو اچھے عمل کرے وہ اسی کے واسطے اور اسی کے جان کے لیے ہیں یعنی اسی کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔ اور وہ شخص جو برائی کرے تو اس کا وبال اسی کی جان پر ہے اور تیرا رب کسی پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

کیا ہی اچھا شعر ہے کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ؛ یہ انسان اپنی فطرت میں نوری ہے نہ ناری ہے

میں کہتا ہوں کہ انسان اپنی ہستی پر غور کرے۔ تدبر کرے اپنی ابتدا پر نگاہ کرے سوچے اور انتہائی حد تک سوچے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ انسان جو تھوک سے بدتر ہے کیا حقیقت ہے اس کی ابتدا کی۔ اب انتہا پر غور کرے کہ اس کا انجام ایک دن کیا ہونا ہے۔ مٹی میں مل جائے گا کوئی پوچھنے والا بھی نہ ہوگا کہ تجھ پر کیا گزرتی ہے۔ اپنے عزیز ہی مٹی کے نیچے داب آئیں گے۔ قبر وہ مقام ہے کہ جہاں پر نہ دیا یعنی چراغ ہے۔ نہ ہوا کے لیے کوئی سوراخ ہے۔ اگر بارش کا پانی آئے تو

Marfat.com

نہ اس کے روکنے کا کوئی بندوبست ہے۔ اگر زمین کے کیڑے کاٹیں تو ان کا کوئی چھڑانے والا نہیں۔ یہ ہے ہمارا انجام۔

اے انسان تو اپنی ابتدا بھی سوچ لے اور انتہا پر بھی عبرت کے ساتھ نظر ڈال اگر تو موت کو یاد رکھے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچ جائے گا۔ اپنے دل میں دو چیزوں کو جگہ دے لے۔ ایک اللہ کا ڈر، دوسرے موت کا کھٹکا اپنے انجام پر نظر کر قرآن فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

سورۂ حشر کی یہ آیت ہے۔ دیکھئے کیسے پیارے الفاظ میں اللہ تعالیٰ بندوں سے مخاطب ہوتا ہے کہ "اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو ڈر جاؤ اللہ سے اور چاہیئے نظر کرے، غور کرے، تدبر کرے ہر ذی نفس کا اس نے کل کے واسطے (یعنی اپنی موت کے بعد) کیا توشہ جمع کیا ہے یا آگے کیا بھیجا ہے؟ آئندہ کے لیے کیا عمل کئے ہیں، روزرات کو بستر پر لیٹ کر سارے دن کے اعمال کا محاسبہ کیا کرے ڈر جاؤ اللہ سے تحقیق اللہ تعالےٰ خبردار ہے جو عمل تم اب کرتے ہو۔

اگر اس آیت پر عمل کرو تو خدا کی قسم تم متقی اور پرہیزگار کہلا سکتے ہو۔ تم خدا کے لاڈلے اور پیارے بن سکتے ہو۔ جنت کے قریب ہو سکتے ہو، دوزخ سے دور ہٹ سکتے ہو۔ سب سے بڑی چیز خدا کا ڈر ہے جس کے دل میں خدا کا ڈر بیٹھ گیا وہ گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکے گا۔ اگر بھول سے کوئی گناہ سرزد ہو بھی گیا تو فوراً توبہ کرے گا۔ چونکہ انسان ہے، انسان کے معنی "بھول" کے ہیں۔

قرآن فرماتا ہے۔ سورہ فرقان چھٹے رکوع کے آخر میں کیا فرمان ہوتا ہے۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

Marfat.com

ترجمہ: مگر وہ شخص چاہے مرد ہو یا عورت، بادشاہ ہو یا فقیر، جو سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے۔ جو ایمان لایا اور جتنے نیک عمل کئے، پس ایسے لوگ ہیں بدل دے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی برائیاں ان کی نیکیوں سے۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔"

میرے عزیز بھائیو اور میری عزیز بہنوں! غور کرو رب کیا فرما رہا ہے قربان جاؤں میں اپنے رب کے کتنا مہربان ہے خدا کی قسم۔ ماں باپ سے زیادہ چاہنے والا ہے۔ اس کی محبت تو دیکھو اپنے بندوں کے ساتھ کتنی شفقت سے متوجہ ہے فرماتا ہے کہ کتنے ہی گناہ کئے ہوں لیکن جب میرا بندہ سچی توبہ کرتا ہے، میرے آگے گڑگڑاتا ہے۔ روتا ہے اور پھر آئندہ گناہ کرنے سے باز رہتا ہے تو میں اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہوں۔ میں گناہوں کو مٹا کر اس کے اعمال نامہ میں اس کی جگہ نیکیاں لکھ دیتا ہوں، یہ جو ہمارے کاندھوں پر کراماً کاتبین بیٹھے اعمال نامہ لکھ رہے ہیں۔ ہم جو کچھ بولتے ہیں وہ فوراً لکھ لیتے ہیں۔ ہر وقت تیار بیٹھے ہیں۔ اگر سات تالوں کے اندر کوئی نیکی کرو یا برائی کرو فوراً یہ فرشتے اسے لکھ لیتے ہیں میں قرآن کی آیتیں پیش کر کر کے بتا رہا ہوں تاکہ کسی انسان کو شک و شبہ نہ رہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ خدا کہہ رہا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا۔

ترجمہ: تحقیق فلاح پالی اُس شخص نے جس نے اپنی جان کو گناہوں سے پاک کر لیا اور گھاٹا پایا اور برباد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنی جان کو گناہوں میں لگا دیا۔

پارہ ۳۰ سورۃ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

ترجمہ: اور تحقیق اے انسانوں! تمہارے اوپر البتہ جو حفاظت

Marfat.com

کرنے والے فرشتے ہیں وہ بزرگی والے اور لکھنے والے ہیں۔ وہ فرشتے جانتے ہیں تم جو کچھ بھی کرتے ہو اور پارہ حٰمٓ سورہ ق میں ارشاد ہوتا ہے۔ اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ فرمان ہوتا ہے کہ جب ملتے ہیں ملنے والے، ایک فرشتہ داہنی طرف بیٹھا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف بیٹھا ہے نہیں بولتا وہ انسان کوئی بات مگر نزدیک اور تیار ہیں وہ اس انسان کے لیئے اور نگہبانی کرنے والے ہیں) ہم کس قدر اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں، خدا کے فرشتے ہماری رات اور دن حفاظت کر رہے ہیں اور ہمارا کردار لکھ رہے ہیں، پھر قیامت والے دن وہ اعمال نامہ ہمارے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ اللہ فرمائے گا اسے تو خود ہی پڑھ لے اور فیصلہ کر لے کہ تو دنیا میں کیا کر کے آیا اس میں ذرہ بھر کمی بیشی نہیں ہے جو تو کر کے آیا ہے۔ میرے فرشتوں نے وہ سب کچھ درج کر لیا ہے دیکھو قرآن کیا کہہ رہا ہے

سورہ بنی اسرائیل پارہ سبحٰن الذی میں ہے

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۔ ترجمہ: اور ہر انسان کو لازم کر دیا ہم نے اس کا اعمال نامہ اس کی گردن کے بیچ لٹکا ہوگا اور ہم نکالیں گے اس انسان کا اعمال نامہ قیامت کے دن وہ اعمال ملے گا، دیکھے گا وہ اپنا اعمال نامہ اس حال میں کہ ایک دفتر اسکے سامنے کھلا ہوگا پھر کہا جائے اس انسان سے کہ تو اپنا اعمال نامہ پڑھ لے تیری جان کافی ہے آج کے دن حساب لینے والی کہ دنیا

پھر قیامت والے دن اس کے بعد ایسا وقت بھی آئے گا کہ یہ انسان اپنے گناہوں سے انکاری ہو جائے گا۔ تب رب العالمین اس کی زبان پہ مہر لگا

Marfat.com

دے گا۔ اب اس کے ہاتھ، اس کے پیر، اس کی آنکھیں اور اس کے کان گواہی دیں گے اس کی کھال گواہی دے گی۔ سورہ یٰسین دیکھئے قرآن کھول کر دیکھو وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ترجمہ: آج کے دن مُہر لگا دیں گے ہم ان کے مُنہ کے اوپر اور کلام کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے اُن کے پیر۔ ان کے ساتھ اُس چیز کے جو کماتے تھے دنیا میں)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ (اس دن زمین بھی اپنی خبریں بیان کرے گی کہ اے خدا اس نے میری پشت پر یہ کام کیے۔

میرے عزیز بھائیو اور میری عزیز بہنوں! غور کرو ہماری تو کہیں یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میرے پیارے آقا و مولا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ دُنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ اگر یہ کام کروں گا تو میری پکڑ ہو گی اللہ ناراض ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ کام اُس کی مرضی کے خلاف ہے ہر وقت اس کے دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے اور جو کافر ہے وہ آزاد ہے اس کو کچھ پرواہ نہیں ہے وہ تو مست ہے دنیا ہی کو اُس نے ترجیح دے لی ہے اس کو ڈر ہی نہیں کہ ایک دن مجھ کو مرنا ہے۔ اپنے رب کے سامنے حاضری دینی ہے لیکن میں یہ دیکھ رہا ہوں آج کے دور کا مسلمان گناہ کرتا ہے پھر بھی خود کو گناہوں سے بری قرار دیتا ہے۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ نیکیاں کرتے ہیں، رات دن خدا کی فرماں برداری میں لگے ہوئے ہیں اور پھر ڈرتے رہتے ہیں نہ معلوم قبول ہو یا نہ ہو۔ خدا کسی نقطہ پر ہم کو نہ پکڑ لے جبکہ میرے پیارے رسول آقائے دو جہاں

Marfat.com

حبیب خدا فرماتے ہیں جو معصوم ہیں، جن کے مرتبے کا خدا کی قسم دنیا میں نہ کوئی آیا ہے اور نہ قیامت تک کوئی آئے گا۔ وہ تمام نبیوں کے سردار اور تمام رسولوں کے امام ہیں۔

آپؐ کی ایک حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضورؐ نے لوگوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں جس کی وجہ سے انکے دانت باہر نکلے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار! بلاشبہ اگر تم لذتوں کی کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرتے تو تم کو میں اس حال میں نہ دیکھتا۔ لہذا تم لذتوں کو کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس دن وہ یہ نہ کہتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں پھر فرمایا کہ جب مومن بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ مرحبا تو اپنے ہی گھر آیا۔ سمجھ لے بلاشبہ تو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب تھا جو مجھ پر چلتے ہیں سو جب تو آج میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے تو اب میرا سلوک دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا اچھا سلوک کرتی ہوں۔ اس کے بعد جہاں تک نظر پہنچتی ہے وہاں تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب فاجر گناہ گار کافر بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا برا آنا ہے۔ اور تو بری جگہ آیا۔ سمجھ لے کہ مجھ پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ مبغوض و دشمن تھا۔ سو اب جب تو میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور آج میرے بس میں آگیا ہے۔ اب تو دیکھیگا کہ تجھ سے کیا معاملہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد وہ اسے اس طرح بھینچتی ہے کہ

Marfat.com

اس کی دائیں پسلیاں بائیں پسلیوں میں اور بائیں پسلیاں دائیں پسلیوں میں گھس جاتی ہیں۔ اس کو حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ظاہر فرمایا کہ اپنے مبارک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو دفن کرنے کے بعد جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ سو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو نماز اسکے سرہانے آجاتی ہے اور روزے اس کے داہنے طرف آجاتے ہیں اور زکواۃ اسکے بائیں طرف آجاتی ہے اور نفل کام جو کئے تھے مثلاً صدقہ اور نفل نماز اور لوگوں کیساتھ جو خیر اور نیکی بھلائی کی تھی وہ اس کے پیروں کی طرف آجاتی ہے۔ اگر اس کے سرہانے کی جانب سے عذاب آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی پھر اس کی داہنی طرف سے عذاب آتا ہے تو روزے کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے جگہ نہ ملیگی (الترغیب) اہل سنت وجماعت کے عقیدہ میں عذاب قبر حق ہے جس طرح مومنین صالحین کو قبر میں آرام ملتا ہے اور خوشی کے ساتھ قیامت تک رہنا ہوتا ہے اسی طرح کافروں اور بدکاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ سن کر نہیں روتے جتنا قبر کو دیکھ کر روتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے سو اگر اس سے نجات پائی تو اسکے بعد منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اسکے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ

Marfat.com

سخت ہیں ۔ (ترمذی)

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے عمر رضؓ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ جبکہ لوگ تم کو قبر میں رکھ کر اور مٹی ڈال کر چلے آئیں گے پھر تمہارے پاس قبر کے ممتحن (امتحان لینے والے) آئیں گے جن کی آواز سخت گرج کی ہوگی اور جنکی آنکھیں نظر اُچک لینے والی بجلی کی طرح ہونگی سو وہ تم کو ہلا ڈالیں گے اور تم سے حاکمانہ گفتگو کریں گے ۔ بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا ؛ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آقا یارسول اللہ کیا اس وقت ہماری عقل ہمارے ساتھ ہوگی ؟ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اسی طرح تمہاری عقلیں تمہارے پاس ہونگی جیسی آج ہیں یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بس تو میں نبٹ لونگا (طبرانی وغیرہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میرے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب فرشتے مومن کی رُوح کو لے کر اُن مومنین کی ارواح کے پاس لے جاتے ہیں (جو پہلے سے جا چکے ہیں) تو وہ ارواح اسکے پہنچنے پر ایسی خوش ہوتی ہیں کہ (اس دنیا میں) تم بھی اپنے غائب کے آنے پر اتنا خوش نہیں ہوتے پھر وہ (ارواح) اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے فلاں کا کیا حال ہے ۔ پھر وہ (خود ہی آپس میں) کہتے ہیں کہ اچھا ابھی ٹھہرو پھر پوچھ لینا چھوڑ دو ذرا آرام کرنے دو چونکہ دنیا کے غم میں مبتلا تھا پھر وہ بتانے لگتا ہے کہ فلاں اس طرح ہے اور فلاں اس طرح ہے اور وہ کسی شخص کے بارے میں کہتا ہے جو اس سے پہلے مر چکا تھا کہ وہ تو مر گیا کیا تمہارے پاس نہیں آیا ؛ یہ سن کر وہ کہتے ہیں (جب وہ دنیا سے آگیا اور ہمارے پاس نہیں آیا تو) ضرور

Marfat.com

اس کو دوزخ میں پہنچا دیا گیا (احمد لنسائی والروایۃ طویلۃ)

طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور آقائے دوجہاں رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں اور خاندان والوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو آخرت میں پہنچ چکے ہیں اگر تمہارا عمل نیک ہو تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے سو آپ اپنی نعمت اس پر پوری فرما دیجیے اور اسی پر اس کو موت دیجیے اور اگر برا عمل انکے سامنے پیش ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کے دل میں نیکی ڈالدے جو تیری رضا اور تیرے قرب کا سبب ہو جائے۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آقا یا رسول اللہ جب سے آپ نے منکر نکیر کی ہیبت ناک آواز اور قبر کے بھینچنے کا ذکر فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی ہے اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی منکر نکیر کی آواز مومن کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے کہ ایک سریلی آواز کانوں میں بھلی معلوم ہوتی ہے جیسے آنکھوں میں سرمہ لگانے سے آنکھوں کو لذت محسوس ہوتی ہے اور مومن کو قبر کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ اپنے بیٹے کا سر دباتی ہے اور وہ اس سے آرام و راحت پاتا ہے اور یاد رکھو، اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والوں کی بڑی خرابی ہے اور وہ قبر میں اس طرح بھینچے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبا دیا جائے۔

Marfat.com

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے لیے آسمان کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق اُترتا ہے جب مومن مرجاتا ہے تو دونوں دروازے اُس کے مرنے پر روتے ہیں (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بیشک جب مومن مرجاتا ہے تو اس کے مرنے پر قبرستان اپنے آپ کو سجا لیتے ہیں لہذا اس قبرستان کا کوئی حصّہ ایسا نہیں ہوتا جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ یہ مجھ میں دفن ہو (ابن عساکر) حضرت ابن عباس رضؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کے مرنے پر چالیسؒ دن تک زمین روتی ہے (حاکم وغیرہ) حضرت عطار الخراسانی فرماتے ہیں کہ جو بندہ زمین کے کسی حصّہ میں سجدہ کرتا ہے وہ حصّہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا اور اسکے مرنے کیدن روئے گا (ابونعیم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مرنے کے بعد جو چیزیں مومن کو اُس کی نیکیوں سے پہنچتی ہیں۔ ان میں سے ایک علم ہے جس کو اُس نے پھیلایا ہو یا نیک اولاد چھوڑی یا کوئی قرآن شریف ورثہ میں چھوڑ گیا ہو۔ یا اپنی زندگی تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے ایسا صدقہ کر گیا ہو جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہو (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیک بندہ کا درجہ جنت

Marfat.com

بلند فرمادیگا وہ کہے گا کہ اے اللہ یہ درجہ مجھے کیسے ملا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تیری اولاد نے تیرے لیے ایصال ثواب کیا جس کی وجہ سے یہ مرتبہ تجھ کو ملا (مشکوٰۃ شریف) ایک روایت میں ہے کہ قیامت کیدن بعض آدمیوں کے ساتھ پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہونگی وہ دیکھ کر عرض کرے گا کہ یہ مجھے کہاں سے ملیں؟ ارشاد ہوگا تیری اہل اولاد کے ایصال ثواب کرنے کی بدولت تجھے یہ عنایت کی گئی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت اپنی قبر میں بس ایسا ہی (محتاج) ہوتا ہے جیسے کوئی ڈوبتا ہوا۔ (پھر فرمایا) کہ وہ دعا ایصال ثواب کا منتظر رہتا ہے جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی جانب سے اسے پہنچ جائے۔ جب اسے ان میں سے کسی کی دعا ایصال ثواب پہنچتی ہے تو ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے زیادہ اس کو وہ دعا ایصال ثواب محبوب ہوتی ہے اور بیشک زمین والوں کی دعا ایصال ثواب سے اللہ تعالیٰ قبر والوں پر پہاڑوں کے برابر ثواب داخل فرماتا ہے اور بیشک زندوں کا ہدیہ مردوں کے لیئے ان کے واسطے ایصال ثواب کرنا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

تفصیل کے لیے کتاب نظام مصطفےٰ دیکھیں

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے پیارے رسول حضور رحمۃ للعلمین آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر میری طرف سے ہزاروں، لاکھوں اربوں، درود اور سلام نازل فرمائے میں مرجاؤں تو میری روح ہمیشہ قیامت تک آپ کے اوپر درود و سلام بھیجے۔ آمین! پھر میں مکرر دعا کرتا ہوں اتنے درود و سلام آپ پر نازل ہوں، جتنے آسمان پر تارے ہیں اور جتنے بارش کے قطرے آسمان سے گرتے ہیں اور جتنے زمین پر ذرّات ہیں اور جتنے

Marfat.com

تمام دنیا میں درخت ہیں، ان کی یہ پتیاں ہیں، ان تمام چیزوں کو کوئی گن نہیں سکتا۔ الٰہی! میری دلی دعا ہے کہ اتنے درود اور سلام میرے پیارے رسول حضور رحمۃ للعٰلمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما۔ آمین ثم آمین۔ یہ وہ رسول ہیں جن کی خدا تعالیٰ اپنے کلام میں تعریف کرتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ سورہ نون (اے میرے پیارے حبیب آپ بڑے ہی اخلاق والے ہیں) جنہوں نے شہروں کو ہی فتح نہیں کیا بلکہ لوگوں کے دلوں کو بھی فتح کیا۔ یہ تھا آپ کا اخلاق، اسلام اخلاق سے پھیلا ہے تلوار سے نہیں پھیلا۔ مشہور شعر ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے ⁂ کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

آج ہمارے اخلاق ایسے بگڑ گئے ہیں کہ بھائی کی بھائی کو کچھ پرواہ نہیں ہے ہر ایک کو اپنا مفاد عزیز ہے، حد یہ ہے کہ اپنے مفاد کے مقابل اپنے ماں باپ کی پرواہ نہیں کرتا۔ جن ماں باپ کے حقوق میرے پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے والدین کو میٹھی نظر سے اور محبت کی نظر سے دیکھے تو خدا کی قسم اس کے لیے ایک حج کا ثواب ہے۔ صحابہؓ عرض کرتے ہیں کہ آقا یا رسول اللہ ؐ! اگر کوئی دو بار چار بار دس بار میٹھی نگاہ سے دیکھے تب بھی اتنے ہی حجوں کا ثواب ملے گا؟ اس پر آپ ؐ فرماتے ہیں کہ ہاں ہاں اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ بھی آپ کی پیشن گوئی ہے کہ قرب قیامت کے وقت میں ایسا ہو گا کہ بیٹا بیوی کی بات کو اہمیت دے گا اور والدین کی بات کو رد کر دے گا۔ آج دیکھیے حقیقت کی نظر سے، انصاف کی نظر سے کہ آج کے دور کا انسان کیا کر رہا ہے؟ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لڑکیاں بھی ایسی فتنہ ہیں کہ وہ اپنے خاوندوں کا جہنم میں گھر کراتی ہیں۔ اگر شوہر اپنی ماں، بہن یا بھائی سے ہنس کر بولتا ہے تو ان کے دل میں اس کی برداشت

Marfat.com

نہیں ہوتی وہ یہ نہیں سوچتی کہ وہ ماں جس نے پالا پوسا، آپ گیلے میں سوئی اور بچہ کو سوکھے میں سلایا وہ ماں جس نے اپنی جوانی ان بچوں پر نچھاور کر دی، آج اس والدین سے اس کے بیٹے کو چھڑانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں۔

آج کے دور کا یہ انسان ہے۔ لیکن یہ میں ضرور کہوں گا۔ کہ سب لڑکیاں یکساں نہیں ہیں۔ بعض بیٹے اپنے والدین کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں اور بعض بہوئیں بھی ایسی ہیں جو اپنی ساس کا ماؤں کی طرح خیال رکھتی ہیں اور اپنے خاوند کو ایسا کرنے کے لئے کہتی ہیں۔ ایسا کر کے یہ لڑکیاں اپنا گھر جنت میں بناتی ہیں۔ سننے میں آیا ہے کہ بعض ساسیں بھی بڑی ظالم ہوتی ہیں۔ اس کو ایک لونڈی سے بھی بدتر سمجھتی ہیں۔ اس کے ساتھ طعنہ زنی کرتی رہتی ہیں۔ ان کو تو بس یہ تصور کرنا چاہیئے کہ وہ جس لڑکی کو اس کے ۔۔ پر ہاتھ رکھ کر اپنے گھر لے آئی ہیں اب وہ ان کی اپنی بچی کی طرح ہے۔

خدارا ہم لوگوں کو سنبھل جانا چاہیئے۔ ایسی باتوں سے ہمارا دین بدنام ہوتا ہے اور غیر مسلم ہمارے بارے میں غلط رائے قائم کر لیتے ہیں۔ ہم کو تو اعلیٰ اخلاق کا نمونہ بن کر ہر ایک کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ نمازوں کی پابندی کرنی چاہیئے عورت گھر کی ملکہ ہوتی ہے چاہے وہ گھر کو جنت بنا دے اور چاہے دوزخ بنا دے۔ بیوی کو چاہیئے کہ پیار اور اخلاق سے اپنے خاوند کو اور اپنے بچوں کو نماز کا پابند بنائے۔ دین کے رنگ میں رنگے اس کے بعد یہ ان کی قسمت ہے کہ وہ راہ راست پر رہیں یا گمراہ ہو جائیں۔ نماز ایک فریضہ ہے جو کسی حال میں معاف نہیں ہے۔ قرآن بار بار فرماتا ہے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ نماز کسی حالت میں معاف نہیں ہے کھڑے ہو کر پڑھو اگر اتنی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھو۔ اگر اتنی

Marfat.com

بھی طاقت نہیں ہے تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھ لو۔ جہاد فی سبیل اللہ ہو رہا ہو تو وہاں پر بھی حکم ہے کہ ایک رکعت پڑھ لو، اگر سفر میں ہو تو آدھی نماز پڑھ لو۔ دیکھئے میرے عزیزو! نماز کی کسی حالت میں چھوٹ نہیں ہے "کلمہ" کے بعد اسلام کا دوسرا رکن "نماز" ہے۔

اس کے بعد روزہ فرض ہے جیسا کہ نماز فرض ہے، ایسے ہی رمضان کے روزے فرض ہیں لیکن اس کی چھوٹ مل جاتی ہے اگر بیمار ہو تو قضا کر لو بعد میں رکھ لو۔ اگر سفر میں ہو تو بھی بعد میں رکھ لو۔ لیکن روزے ضرور رکھو۔ ورنہ ایک روزہ کا کفارہ دو ماہ کے روزوں کے برابر ہوگا۔ اسلام کے یہ تین ارکان تو ہر مسلمان پر فرض ہیں چاہے وہ غریب ہو چاہے بادشاہ ہو۔ چوتھا رکن زکوٰۃ ہے جنہیں خدا نے نوازا ہے اور ان کے پاس ساڑھے سات تولے سونا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ زکوٰۃ، مالیت کا چالیسواں حصہ ہوتی ہے۔ یعنی سو روپے پر اڑھائی روپے، اگر کسی نے نہ نکالے تو بڑی سخت پکڑ ہے۔ یہ مال اژدہا بن کر اور سانپ بن کر قیامت والے دن اس کو ڈسے گا۔ اور کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں اللہ تعالیٰ ہم کو محفوظ رکھے۔ قرآن کھول کر دیکھ لیجئے کہ زکوٰۃ نہ دینے کی کس قدر وعید آئی ہے میرا خیال ہے کہ اگر تمام لوگ پوری پوری زکوٰۃ نکالیں تو کوئی غریب نہ رہے۔

پانچواں رکن حج ہے، وہ صاحب استطاعت پر ہے جس کے اندر اتنی طاقت ہے کہ وہ حج کر سکتا ہے اور پھر نہ کرے تو وہ یہودی اور نصرانی کی موت مرے گا۔ معاذ اللہ! ۔ یہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں، اب میں حج بیت اللہ پر کچھ اظہار خیال کرونگا۔ حج کا میدان (میدانِ عرفات) قیامت کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ سب ایک ہی جگہ عرفات کے میدان میں جمع

Marfat.com

ہوتے ہیں اور سب ایک حال میں ہوتے ہیں۔ ایک چادر ایک تہبند، کیا بادشاہ اور کیا فقیر، سبھی ایک ہی حال میں ہوتے ہیں۔ یہ منظر "موت" کے منظر کے مشابہ ہے۔ ہم دنیا سے جب رخصت ہوں گے تو ہمارے ساتھ یہی کفن ہوگا اور اعمال ہوں گے پھر جس وقت حاجی بیک آواز لبیک پکارتے ہیں تو ایک سماں سا بندھ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے جھوم جھوم کر حاجیوں پر اس کی رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔

میں اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ جس طرح رمضان کا مہینہ تمام اسلامی دنیا میں "تقویٰ کا موسم ہے۔ اسی طرح حج کا زمانہ تمام روئے زمین پر اسلام کی زندگی" اور "بیداری" کا زمانہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اسلام کی عالمگیر تحریک مٹ نہیں سکتی، دنیا کے حالات خواہ کتنے ہی بگڑ جائیں اور وقت کتنا ہی خراب کیوں نہ ہو جائے مگر یہ "کعبہ" کا مرکز اسلامی دنیا کے جسم میں کچھ اس طرح رکھ دیا گیا ہے کہ جیسے آدمی کے جسم میں "دل" ہوتا ہے کہ جب تک وہ حرکت کرتا ہے آدمی مر نہیں سکتا۔ بالکل اسی طرح اسلامی دنیا کا یہ "دل" ہر سال دور دراز رگوں تک سے خون کھینچتا رہتا ہے اور پھر اس کو انگ انگ میں پھیلا دیتا ہے۔ جب تک اس دل کی یہ حرکت جاری ہے اور جب تک خون کے کھینچنے اور پھیلانے کا یہ سلسلہ چل رہا ہے اس وقت تک سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس جسم کی زندگی ختم ہو جائے خواہ وہ بیماریوں سے کتنا ہی زار و نزار ہو۔ ذرا آنکھیں بند کر کے اپنے دل میں اس نقشے کا تصور تو کیجیے کہ ایک طرف مشرق سے دوسری طرف جنوب سے تیسری طرف مغرب سے اور چوتھی طرف شمال سے ان گنت قوموں اور بے شمار ملکوں کے لوگ ہزاروں راستوں سے ایک ہی مرکز کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ شکلیں اور صورتیں مختلف ہیں

Marfat.com

رنگ مختلف ہیں زبانیں مختلف ہیں مگر مرکز کے قریب ایک خاص حد تک پہنچتے ہی اپنے اپنے قومی لباس اُتار دیتے ہیں اور سارے کے سارے ایک ہی طرز کا سادہ یونیفارم پہن لیتے ہیں۔ احرام کا یہ یونیفارم پہننے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ "سلطان عالم" اور شاہِ ارض وسما کی فوج اطاعت و بندگی کا نشان اُٹھائے چلی آرہی ہے۔ یہ سب وفاداری کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں اور قدم سے قدم ملائے اپنے بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش ہونے کے لئے جارہے ہیں۔

یہ یونیفارم پہنے ہوئے سپاہی جب میقات سے آگے چلتے ہیں تو سب کی زبانوں پر وہی ایک نعرہ ہوتا ہے:۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ (ترجمہ) حاضر ہوگئے ہم اے اللہ حاضر ہوگئے ہم حاضر ہوگئے ہم نہیں ہے کوئی شریک تیرا اے اللہ! حاضر ہوگئے ہم تحقیق تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں اور تمام نعمتیں بھی) ان سب کی زبانیں مختلف ہیں لیکن نعرہ سب کا ایک ہی ہے، سب کے سب نماز ایک ہی طرز پر پڑھتے ہیں، سب کا لباس ایک ہے، سب کا امام ایک ہے اور سب ایک ہی زبان میں نماز پڑھتے ہیں۔ "اللہ اکبر" کہہ کر تمام کے تمام ایک ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں ایک ہی اشارے پر رکوع اور سجدہ کرتے ہیں اور سب ایک ہی کتاب (قرآن عربی) پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اس طرح زبانوں، قومیتوں، صوبوں اور نسلوں کا اختلاف ٹوٹتا ہے اور خدا پرستوں کی ایک عالمگیر جماعت بنتی ہے۔ پھر جب یہ قافلے یک زبان ہوکر لبیک لبیک کے نعرے بلند کرتے ہوئے چلتے ہیں جب ہر بلندی پر اور ہر پستی

Marfat.com

یں صدا ئیں گونجتی ہیں تو عجب کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کے نشے سے سرشار ہو کر انسان اپنی خودی کو بھی بھول جاتا ہے وہ اس " لبیک " کی کیفیت میں جذب ہو کر رہ جاتا ہے، پھر کعبہ پہنچ کر تمام دُنیا سے آئے ہوئے آدمیوں کا ایک ہی لباس میں اور ایک مرکز کے گرد گھومنا پھر سب کا ایک ساتھ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، پھر سب کا منیٰ میں کیمپ لگانا پھر سب کا عرفات کی طرف کوچ کرنا اور وہاں پر ایک امام سے خُطبہ سننا، پھر سب مزدلفہ میں رات گزارنا، پھر سب کا ایک ساتھ منیٰ کی طرف پلٹنا، پھر سب کا متفق ہو کر جمرات " تینوں شیطانوں " پر کنکریوں کا مارنا، پھر سب کا قربانی کرنا، پھر سب کا ایک ساتھ کعبہ کی طرف پلٹ کر آنا، طواف کرنا، پھر صفا و مروہ کے درمیان چکر لگانا اور پھر خدا سے دُعائیں کرنا۔

یہ تمام چیزیں اپنے اندر وہ کیفیت رکھتی ہیں۔ جس کی نظیر دُنیا میں موجود نہیں ہے یہ نعمتیں حضور رحمۃ للعالمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مسلمانوں کو ملی ہیں۔ یہ حرم ہے اللہ کا گھر ہے اس میں امن ہے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا (ترجمہ) جو بھی شخص اس گھر میں داخل ہوتا ہے وہ امن والا ہو جاتا ہے) یہ قیامت تک کے لئے امن کا شہر ہے جس میں آدمی تو کیا جانور تک کا شکار نہیں کیا جاتا جس میں گھاس تک کاٹنے کی اجازت نہیں جس کی زمین کا کانٹا تک نہیں توڑا جا سکتا جس میں حکم ہے کسی کی چیز گر پڑی ہو تو اس کو ہاتھ تک نہ لگاؤ۔ میرے رب نے دنیا کو ایسا شہر برکت والا دیا ہے جس میں ہتھیار لانے کی ممانعت ہے جس میں غلہ کو اور دوسری عام ضرورت کی چیزوں کو روک کر مہنگا کر کے بیچنا۔ الحاد کی حد تک پہنچ جاتا ہے جس میں ظلم کرنے والے کو خدا نے تنبیہہ کی ہے نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ، کہ اُسے دردناک

Marfat.com

سزا دیں گے ۔

میرے رب نے دنیا کو ایسا مرکز دیا ہے جس کی تعریف یہ ہے سَوَآءَنِ الْعَاکِفُ فِیْہِ وَالْبَادِ یعنی اُن تمام انسانوں کے حقوق یکساں ہیں جو خدا کی بادشاہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی تسلیم کر کے اسلام کی برادری میں داخل ہو جائیں خواہ کوئی شخص امریکہ کا رہنے والا ہو یا افریقہ کا رہنے والا چین کا رہنے والا ہو یا ہندوستان کا رہنے والا۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اس کے وہی حقوق ہیں جو خود مکہ معظمہ کے رہنے والوں کے ہیں۔ پورے حرم کے علاقے کی حیثیت گویا مسجد کی سی ہے جو شخص مسجد میں جا کر کسی جگہ اپنا ڈیرا جمائے وہ جگہ اُسی کی ہے نہ اس سے کوئی کرایہ مانگ سکتا ہے نہ کوئی اس کو وہاں سے اٹھا سکتا ہے۔ خواہ وہ اُس جگہ تمام عمر بیٹھا رہے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ یہ جگہ میری ہے، اگر وہ شخص اُس جگہ سے خود اٹھ جائے تو دوسرے شخص کو بھی وہی حق ہے وہ وہاں اپنا ڈیرا جما سکتا ہے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا یہی حال پورے حرم مکہ کا ہے ۔

میں پوچھتا ہوں کہ اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کی آغوش میں یہ مراعات اور یہ نعمتیں مل سکتی ہیں ۔ ؟ نہیں ہرگز نہیں، یہ ہے وہ حج جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اسے کر کے دیکھو تمہارے لیے کتنے فائدے ہیں ۔ میری زبان میں اتنی قوت نہیں، میری قلم ہی قاصر ہے، میرے دماغ میں بھی اتنی طاقت نہیں جو میں اس حج کے منافعوں کا تذکرہ کر سکوں یا گنوا سکوں تاہم اس کے فائدوں کا تھوڑا سا خاکہ جو میں نے پیش کیا ہے ۔ اُس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حج کیا چیز ہے میں خود گناہگار ہوں ۔ گناہوں سے لبریز ہوں نہ معلوم میرا کیا حال ہوگا نہ معلوم خدا کے ہاں میری کیا درگت بنے گی ۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں

Marfat.com

کہ میرا دل چاہتا ہے کہ کاش میں پیدا نہ ہوتا یا کاش میں کوئی درخت ہوتا تاکہ مجھ سے قیامت والے دن حساب نہ ہوتا پوری پوری زندگی کا حصّہ گناہوں میں کٹ گیا قیامت کے لئے کچھ نہ کیا، وہاں زبان سے بے اختیار یہ شعر نکل جاتا ہے

الٰہی نہ کر تو حساب میرے گناہِ بے حد کا کہ تجھ کو رحیم کہتے ہیں.....
تباہ حال دیکھ کر میرا کہیں عدو یہ نہ کہہ بیٹھیں کہ یہ بندے اُس کے ہیں جس کو رحیم کہتے ہیں

یہی دُعا کرتا ہوں کہ الٰہی اپنی آغوشِ رحمت میں مجھ کو لے لے، میرے گناہوں کو چھپالے۔ قیامت والے دن ہم کو رُسوا نہ کیجیو۔ حشر کے میدان میں اے میرے پالنہار! اے میرے چاہنے والے خدا میری لاج رکھ لے، یہ کتاب ہی میری نجات کا ذریعہ بن جائے اور قیامت والے دن یہ کتاب ہی پیش کر دوں کہ اے خدا میں نے زبان سے بھی اور قلم سے بھی لوگوں کو کچھ قلیل تیرے احکام پہنچائے تو اس کو قبول فرمالے، میرے پاس نیکیاں تو کچھ بھی نہیں ہیں اور یا الٰہی! میرے ماں باپ کو بھی بخش دے، اور اپنی رحمت سے ان کی قبروں کو ٹھنڈا کر دے، ان کے گناہوں پر نظر نہ کر اپنی رحمت کی طرف نظر کر۔ الٰہی جنت الفردوس میں میرے ماں باپ کو جگہ دے اور مجھ کو بھی اور میرے بہن بھائیوں کو ایمان کی سلامتی عطا فرما۔ اور میری اولاد سید محمد اعزاز الدین اور سید محمد محی الدین کو بھلائیوں کیساتھ زندہ رکھ اور انکو بھی جنت میں میرے ساتھ داخل کر میری اولاد کو میرے لئے آخرت کا ذخیرہ بنا دے آمین

یا الٰہی یہ میری دلی دُعا ہے کہ میرے حلقۂ احباب معتقدین کو بھی اور تمام مسلمانوں کو بخش دے اور سب کی اولادوں کو نیک بنا دے۔ الٰہی میری نسل کو بھی نیک بنا۔ الٰہی یہ مسلمان تیرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہیں تو ان کی لاج رکھ لے ان کو رُسوا نہ کر۔ مولا ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں۔ مُجرم ہیں۔ نالائق ہیں۔ بد بخت ہیں، روسیاہ ہیں۔ پاپی ہیں۔ سر سے پیر تک گناہوں

Marfat.com

سے لبریز ہیں۔ اے مولا ہم تیرے ہی بندے ہیں تیرے پیارے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہیں، دونوں جہانوں میں تو ہماری آبرو رکھ لے اگر تو نے پکڑ لیا تو تیری ذات کی قسم ہمارا کہیں پر بھی ٹھکانہ نہ ہوگا۔ کون سی زمین میں رہیں گے؟ کون سے آسمان کے نیچے رہیں گے؟ بس اے میرے مولا! ایک فقیر کی طرح بلبلا کر، رو رو کر دُعا کرتا ہوں دامن پھیلا کر۔ آنسو بہا کر ہاتھ پھیلا کر الٰہی میرے ان ہاتھوں کو خالی نہ پھیر۔ اپنی رحمت میں چھپا لے، دوزخ سے بچا لے، اپنے ہر عذاب سے بچا لے۔ اپنا خاص مہمان بنا لے نیکوں کی فہرست میں میرا نام لکھ دے۔ اے ہمارے پیدا کرنے والے خدا، ہم کو کھلانے والے پلانے والے۔ شفا کے دینے والے، مرادوں کے پورا کرنے والے خدا! ہم کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اپنے پیارے رسول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتوں پر چلا، سنّت کا ہم کو عاشق بنا دے۔

میں کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج کے مسلمان کا یہ حال ہے کہ دنیا کو ترجیح دے لی آخرت کو پس پشت ڈال دیا۔ خدا کی قسم زندگی کا ایک ایک سانس قیمتی ہے جو وقت گزر گیا پھر وہ واپس نہیں آنے کا۔ جو منٹ، جو گھنٹہ، جو دن، جو اٹھوارہ جو مہینہ اور جو سال انسان کی زندگی کا گزر گیا پھر وہ خدا کی قسم واپس نہیں آنے کا۔ یہ زندگی بڑی قیمتی ہے ذرا میرے عزیز بھائیوں اور بہنوں سوچو تدبر کرو، دنیا کے حساب سے ہماری زندگی بڑھ رہی ہے لیکن دراصل گھٹ رہی ہے۔ جتنی لکھوا کر لائے ہیں وہ کم ہو رہی ہے ایک سانس جو گزر گیا پھر وہ واپس ہرگز نہیں آنے کا۔ ہمارے پیارے آقا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔ اے انسانوں اپنی زندگی کو غنیمت جانو موت کے آنے سے پہلے اور اپنی جوانی کو غنیمت جانو بڑھاپا آنے سے پہلے اور اپنی تندرستی کو غنیمت جانو بیماری

Marfat.com

آنے سے پہلے۔ ایک دن تمہارے اوپر ایسا آنے والا ہے کہ تمہاری آنکھیں ہوں گی لیکن تم دیکھ نہ سکو گے۔ کان ہوں گے لیکن تم سن نہ سکو گے، زبان ہو گی لیکن تم بول نہ سکو گے۔ تمہاری جان نکلتے ہی سب چیزیں بیکار ہو جائیں گی پھر لوگ تیرے عزیز ہی تجھ کو کندھوں پر اٹھا کر مٹی میں ڈال آئیں گے، یہ تیرا انجام ہو گا۔ تو ایسا بے بس انسان ہے تو کس بات پر تکبر کرتا ہے، غرور کرتا ہے۔ سوچ سمجھ کر اے انسان اپنی ہستی کو پہچان۔ دیکھ کیا کہتا ہے قرآن کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ۔

ہر فرد بشر پر موت کا آنا اور ہر ایک چیز کا فنا ہونا لازمی ہے" کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" اسی لیے فرمایا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ فانی ہے، قانون خداوندی ہے امیر و فقیر، شاہ و گدا، نیک و بد غرضیکہ ہر آدمی موت کا شکار ہونے والا ہے انگریزی کا مقولہ ہے DEATH IS THE LEVELAE موت سب کے ساتھ مساویہ سلوک کرتی ہے۔

نیز یہ بھی مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور یہ بالکل سلیم اور فطرت مستقیم کے عین مطابق ہے کہ مرنے کے بعد انسان بالکل معدوم نہیں ہو جاتا حتیٰ کہ اس کی روح جو کہ زندگی میں انسان کے جسم کیلئے محرک اور باعث زیست تھی، مٹ جاوے یہ بات غیر واقعی ہے بلکہ مسلمان عذاب قبر حشر اجساد۔ قیام قیامت اور جزا و سزا کا قائل ہے گویا مرنے کے بعد انسان ایک نئی زندگی میں قدم رکھتا ہے اور اس کے لیئے مسلمانوں کو ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اس لیے اسلام اور نظام مصطفےٰ نے موت کو ہر وقت یاد رکھنے پر زور دیا ہے تاکہ انسان اپنی زندگی کو سنوارنے کی کوشش کرے کیونکہ آخرت کی زندگی کے سنوارنے اور بگاڑنے کا انحصار اس دنیاوی زندگی کے درست ہونے اور برباد ہونے پر ہے۔

Marfat.com

حدیث نبویؐ میں آیا ہے "اکثروا ذکرھا ذم اللذات الموت"
یعنی موت جو لذات دنیوی کو ختم اور یکسر منقطع کرنے والی ہے اُسے کثرت
سے یاد کیا کرو تاکہ ابدی زندگی کو درست کرنیکا فکر آپ میں پیدا ہو جائے۔ ؎

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے　　کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
دار فانی کی سجاوٹ پر جا　　پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا
نیکیوں سے اپنا گھر اصلی سجا　　انہٗ قد نار فوزاً من بجا

وقت ہے نازک، نہ اب غفلت سے ہرگز کام لے۔

اے محیطِ عیش و راحت آخری پیغام لے
ہو چکی ہے صبح صادق چادر غفلت اتار
مسلم خوابیدہ اُٹھ تو بھی خدا کا نام لے
دیکھ پچھتائے گا ناداں سر پکڑ روئے گا
چھوڑ دے غفلت ذرا اب ہوش سے بھی کام لے
اے خوشا قسمت تیری میکش وہ ساعت آگئی
خود تجھے ساقی بلاتا ہے کہ آ اور جام لے

قیامت کے میدان میں ہر انسان کو اللہ کے حضور کھڑا ہونا ہے!

مسلمانو! آخر یہ تغافل کب تک، اُٹھو اپنے فرائض کو محسوس کرو اور
اللہ اور رسول پاکؐ کے احکام پر عمل کرو۔ یہ دُنیا اور اس کی راحتیں
ناپائیدار ہیں صرف آخرت کی نعمتوں میں استقلال ہے پھر فانی لذتوں کے لیے
کیوں بیقرار ہو۔ اور ابدی راحتوں سے کس لیے بے نیاز ہو۔ کیا تم مشاہدہ
نہیں کرتے؟ کہ ہر روز کتنے مہمان اس سرائے فانی سے رخصت ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اور دُنیا کی کوئی طاقت فرشتہ موت کا مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہے۔ پس یقین کرو کہ تمہارا قیام بھی عارضی اور تم بھی گور غریباں میں رونق افروز ہونے والے ہو۔

اے غافل مسلمانو! کس چیز نے تم کو دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یاد رکھو یہ جاہ و جلال یہ شان و شوکت اور یہ مال و زر تمہارے رفیق نہیں ہونگے وہ ساعت ضرور آئے گی جب تم ان آرائشوں کو چھوڑ کر منزل عدم کی طرف جاؤ گے پس یہ چند روزہ فانی راحتوں پر ناز نہ کرو آج تمہارے احباب جو مرقدوں میں بے خبر سو رہے ہیں کبھی یہ بھی تمہاری طرح اس گلشن حیات کی بہاریں دیکھ رہے تھے۔ اس حیات میں انکو بھی فانی راحتیں حاصل تھیں۔ شاندار مکانوں محلوں، کوٹھیوں اور بنگلوں میں وہ بھی رونق افروز تھے لیکن باد اجل کے ایک ہی جھونکے نے انکی شمع حیات بجھا دی اور وہ شاندار محلوں اور مکانوں اور بنگلوں کو چھوڑ کر گور غریباں میں پہنچ گئے آج ان کی شکستہ قبریں انکی عظمت کا مرثیہ پڑھ رہی ہیں اور اس میں تمہارے لیے درس عبرت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا کے اتنے کام کرو جتنا تمکو اس دنیا مسافر خانہ میں رہنا ہے اور آخرت کے اتنے کام کرو جتنا تم اُس کی تکلیف کے متحمل ہو سکتے ہو۔ اور آقائے دو جہاں نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سمجھدار وہ انسان ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور مابعد موت کے لیئے عمل کرے اور احمق وہ ہے جو خواہشات کا پابند ہو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھے۔ رحمت دو عالم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حساب کرو قبل اسکے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اپنے اعمال کو تول لو قبل اسکے کہ وہ تولے جائیں۔

خدا کی قسم خدا بڑا حلیم ہے، بڑا بردبار ہے جو تمہارے گناہوں سے

Marfat.com

ہم کو ایک دم نہیں پکڑتا ورنہ ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہم گناہ کرتے ہیں اور وہ ہم کو کھلا رہا ہے، پہنا رہا ہے۔ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم کو بھوکا نہیں مار دیتا۔ وہ ہمیں مصائب اور آزمائشوں میں مبتلا کر کے بار بار تنبیہ کرتا رہتا ہے کہ دیکھو اب بھی سنبھل جاؤ ورنہ میرا عذاب بڑا دردناک ہے۔

ذرا میرے پیارے عزیزوں غور کرو دیکھو قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ پارہ ربما سورۃ نحل: وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔ (ترجمہ) اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ساتھ ان کے ظلم کے جیسے جیسے گناہ وہ کر رہے ہیں ایک کو بھی باقی نہ چھوڑے اور اس زمین سے کوئی بھی چلنے والا نہ رہے تمام کے تمام ہلاک ہو جائیں یہ اڑنے والے پرند بھی اور چلنے والے چوپائے بھی ایک بھی باقی نہ رہے لیکن اللہ ڈھیل دیئے ہوئے ہے ایک مدت مقررہ تک کہ شاید توبہ کرلیں۔ اگر توبہ نہ کی پس جب آجائے گی موت ان کی اور وقت ہلاکت کا تو نہ پیچھے رہیں گے ایک ساعت اور نہ آگے بڑھیں گے ایک ساعت، کیسی زبردست آیت ہے خدا تعالےٰ اپنی پکڑ سے ڈرا رہا ہے اگر گناہ کم ہوں اور نیکیاں زیادہ ہوں تب بھی خدا کا عذاب نہیں آتا اگر برابر کے گناہ ہوں اور برابر کی نیکیاں ہوں تب بھی خدا کا عذاب نہیں آتا۔ ہاں جب گناہ بڑھ جاتے ہیں اور نیکیاں کم ہو جاتی ہیں تب خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ جب گناہوں سے توبہ ہو رہی ہو اور لوگوں کو برائیوں سے روکا جا رہا ہو، نیکیاں کرنے کا حکم دیا جا رہا ہو تبلیغ ہو رہی ہو تب بھی خدا کا عذاب نہیں آتا۔ دیکھئے قرآن کھول کر پارہ قال الملا سورہ انفال ۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ

Marfat.com

وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہیں ہے جو عذاب کرے لوگوں پر۔ جبکہ اے محبوب پاکؐ آپ اس بستی میں ہوں اور نہیں ہے اللہ عذاب کرنے والا جبکہ لوگ گناہوں کی معافی کی درخواست کر رہے ہوں۔ لوگوں کو نیکی کا حکم کیا جا رہا ہو اور برائی سے روکا جا رہا ہو اس وقت تک خدا کا عذاب نہیں آنے کا۔"

دیکھئے پارہ لن تنا۔ سورۃ عمران میں کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ: تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیئے جو لوگوں کو بھلائیوں اور نیکیوں کی طرف بلائے اور حکم کرے اچھے کام کرنے کے اور روکے لوگوں کو ناجائز کاموں سے۔ بری باتوں سے اور وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ نجات پانے والے، جن میں یہ صفات اور یہ اوصاف ہیں۔

اسی پارہ میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (ترجمہ) اے امتِ محمدیہ تم تو بہترین امت ہو تمام امتوں سے بہتر امت تم نکالی گئی ہو لوگوں کے واسطے تم حکم کرتے ہو لوگوں کو ساتھ نیکیوں کے اور بری باتوں سے روکتے ہیں") دیکھئے کتنا اچھا خطاب دیا ہے ہم کو اللہ تعالےٰ نے اور ہم کیا کر رہے ہیں، اپنے اپنے نفوس کا جائزہ لیں۔ آج جو ہم ذلیل ہو گئے ہیں اور مارے شرم کے اپنے سروں کو اونچا نہیں کر سکتے۔ آنکھوں کو اونچا نہیں کر سکتے ہماری اتنی بڑی فوج مشرقی پاکستان میں شکست کھا گئی یہ کیسے ہوا؟ یہ مسلمان کی شان نہیں ہے کہ وہ ہتھیار ڈال دے۔ مسلمانوں کی تو وہ شان ہے کہ ایک نعرۂ تکبیر سے لوگوں کے دل ہلا دے۔ انسان تو انسان، خدا کی قسم پہاڑ بھی ہل

Marfat.com

جائیں۔ قرآن پڑھ کر دیکھو کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک بار نہیں دوبارہ نہیں کتنی بار تھوڑی سی جماعت، قلیل جماعت، غالب آگئی بہت بڑی جماعت پر۔ اللہ کے حکم سے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دوسری جگہ قرآن پاک (پارہ لن تنا، سورۃ آل عمران) میں اعلان ہوتا ہے۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ.

ترجمہ: فساد پھیل گیا ہے جنگلوں میں خشکی میں اور تری میں یعنی دریاؤں میں اس چیز کے ساتھ جو کمایا ہے تمہارے ہاتھوں نے تمہارے ہی کردار وعمل کے نتیجہ میں یہ عذاب نازل کیا گیا ہے۔" اللہ تعالیٰ آزمائش بھیج بھیج کر تنبیہہ کرتا ہے کہ دیکھو اب بھی نیک بن جاؤ، میرے فرمانبردار بن جاؤ ورنہ میرا عذاب سخت ہے اگر ہم اب بھی تائب ہو جائیں تو خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں، ہماری یہ ذلت رب العالمین عزت میں تبدیل کر سکتا ہے، اس کی رحمت اتنی وسیع اور فراخ ہے کہ گناہوں میں ڈوبا ہوا انسان جس وقت سچے دل سے توبہ کرتا ہے اور رو رو کے اپنے رب کے آگے گڑگڑاتا ہے تو خدا کی قسم اس کی رحمت جوش میں آجاتی ہے وہ اپنی رحمت کی آغوش میں بندے کو چھپا لیتا ہے پڑھو لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

پارہ فمن اظلم سورہ زمر کی آیت شریفہ ہے۔ گناہگاروں کو کتنی زبردست ڈھارس دینے والی اور کیسی خوش کن آیت ہے کہ گناہگار انسان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اس آیت کے پڑھنے سے اسے امید بندھ جاتی ہے کہ وہ خدا کی بخشش کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ ترجمہ: اے میرے بندو! تم ناامید نہ ہو میری رحمت سے تحقیق اللہ تعالیٰ بخشش دیتا ہے سب کو اور ان کے تمام گناہوں کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

صحابہ عرض کرتے کہ آقا یارسول اللہ اگر اُس شخص نے چوری کی ہو۔ شراب پی ہو، زنا کاری کی ہو تب بھی ؟۔ اس پر میرے پیارے رسول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو جواب دیتے۔ ہاں ہاں وہ شخص تو توبہ کرنے کے بعد ایسا ہو جاتا ہے جیسا اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں د بخاری کی حدیث التائب کمن لا ذنب لہٗ۔ ترجمہ۔ توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا اُس نے گناہ ہی نہیں کیا) دیکھا آپ نے خدا کی بخشش کی۔ اس کی رحیمی کی۔ اس کی کریمی کی۔ اس کی حلیمی کی۔ کوئی انتہا ہے ؟۔ اللہ اکبر!!

لیکن اگر کسی کا مال دبایا ہے، کسی کا دل دُکھایا ہے، کسی انسان کی حق تلفی کی ہے تو یہ بندے کے گناہ ہیں جنہیں خدا معاف نہیں کرے گا، چاہے کتنا متقی اور پارسا ہو جب تک بندہ بندے سے معاف نہ کرائے، یہ تمام چیزیں حق العباد میں داخل ہیں میرے پیارے رسول پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی مومن کا دل دکھایا تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خدا کا گھر کعبہ ڈھا دیا۔ دیکھا آپ نے کیسا زبردست گناہ ہے ؟ خدا کے جو حقوق ہیں اگر انسان وہ پورے نہیں کرتا تو خدا کی مرضی ہے چاہے پکڑ لے چاہے معاف کر دے لیکن اگر کسی انسان نے کسی انسان کے ساتھ زیادتی کی ہے تو جب تک وہ اس کو معاف نہ کرے معافی نہ ہو گی، دعا کرو خدا تعالیٰ ہم کو حق العباد کی پکڑ سے بچائے، آمین۔

میرے عزیزو! قرآن پڑھو اور سمجھو۔ اس قرآن کے اندر کیا چیز نہیں ہے؟ تمام باتیں موجود ہیں۔ گذشتہ واقعات زمانۂ حال کے کوائف اور مستقبل کے اندازے۔ الف سے ے کر ی تک سبھی تو موجود ہیں۔ ایک صرف نماز ہی کا ذکر نہیں ہے بلکہ تمام چیزوں کی صراحت ہے۔ یہ ایسی مبارک کتاب ہے کہ اس میں

Marfat.com

کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ اس کا آغاز ہوتا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہ یہ کتاب ہدایت پرہیزگاروں کے لیے اس میں موجود ہے، جھوٹ نہ بولو، کم نہ ناپو کم نہ تولو۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرو، کسی کی غیبت نہ کرو کسی کا مذاق نہ اڑاؤ۔ ماں باپ کا ادب واحترام کرو خاص کر جب وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کی خدمت کر کے ان کی دلی دعائیں لو، آج کے زمانہ میں یہ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ اولاد بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہیں کرتی۔ وہ دن یاد کرو جب تم کچھ نہ تھے تمہارے ماں باپ نے تم کو پالا پوسا، تم کو پروان چڑھایا اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ جیسا انہوں نے تم کو بچپن سے پالا، اب تم ان کی نگہداشت کرو۔ ان کی ہر طرح دل جوئی کرو۔ ان کے ساتھ نرمی سے کلام کرو، جتنی تمہارے اندر طاقت ہے پیسے سے، ہاتھ پیروں سے جس طرح بھی ہو سکے ان کی خدمت کرو اور تم عورتوں سے نکاح کے بعد ملا کرو اس کے بغیر ملنا تم پر حرام ہے خدا کا حکم ہے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ہ (اے میرے بندو! زنا کے نزدیک نہ جاؤ تحقیق وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت بُری راہ ہے، بغیر نکاح عورتوں سے ملنا تم پر حرام کر دیا گیا ہے) جو سوال کرو گے اُس کا جواب انشاء اللہ قرآن سے ملیگا اور حدیث میں ملے گا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

قرآن کو تو پڑھ اور شانِ خدا دیکھ
جنت کی ہے اس میں کیا دل آویز فضا دیکھ

قرآن ہے روحانی مسرت کا خزانہ
کیا اسکے مضامین کا ہے انداز بیان دیکھ

کھیتی جو ہری چاہے تو قرآن پر عمل کر
رحمت کی برستی ابھی گھنگھور گھٹا دیکھ

ارشاد ہوتا ہے:۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (اے لوگو! قرآن پڑھتے ہو اور غور نہیں کرتے تدبر نہیں کرتے

Marfat.com

کیا تمہارے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں؟ قرآن کا جاہے ایک رکوع پڑھو لیکن معانی کو سمجھ کر، طوطے کی طرح نہ رٹو، سوچو سمجھو خدا کیا فرما رہا ہے، جب یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ کی آیت قرآن میں آئے تو اور بھی زیادہ توجہ کرو۔ کان لگا کر کہ خدا کیا حکم دے رہا ہے، یا تو خوشخبری ہو گی یا عذاب کی وعید ہو گی یا کسی کام کا حکم دیا جا رہا ہو گا۔

ارشاد ہوتا ہے قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ۝ قَالَ کَذٰلِکَ ج قَالَ رَبُّکَ (سورۃ مریم ۸۰)

آپ فرما دیجئے! کہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے دنیا کے تمام سمندر سیاہی ہو جائیں۔ تو ضرور سمندروں کا پانی ختم ہو جائیگا مگر میرے پروردگار کی باتیں ختم نہ ہونگی۔ اگرچہ ان سمندروں کا ساتھ دینے کے لیے ایسے ہی سمندر اور بھی پیدا کر دیں۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج کیدن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اتار کر بنی نوع انسانی پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اپنے اس دین کو جس کو انسانوں کی آغاز آفرینش سے انکی ہدایت کے لیے بنایا تھا اس قرآن مجید میں مکمل کر دیا ہے۔

"بَلْ ھُوَ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ"

بلکہ یہ آیتیں روشن قرآن کی ہیں (جو) ان (مسلمان) لوگوں کے سینوں میں کہ جنکو علم دیا گیا ہے۔

Marfat.com

الغرض قرآن مجید کی زبان۔ قرآن مجید کی تعلیم اور قرآنی آیات کا مفہوم سب خود قرآن مجید کے بیان کے مطابق واضح۔ کھلا ہوا۔ اور جگمگاتا ہوا نور ہے یہی وجہ ہے کہ اسنے بار بار تصریح کی ہے کہ

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ"

اور بیشک ہمنے قرآن مجید کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔ کیا کوئی ہے جو نصیحت لے۔

"إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ۝"

یہ قرآن مجید سارے جہان کیلئے ایک نصیحت ہی ہے ایسے شخص کے لیے جو تم میں سیدھا چلنا چاہے حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں قیامت تک کیلئے اُمتِ اسلامیہ کا دستور العمل بنا دیا گیا ہے اور ہر زمان اور ہر مکان میں انکی ہدایت کا نصاب موجود ہے۔

یہاں اس بات کی بھی تصریح کر دینا ضروری ہے کہ قرآن مجید سے صرف عملی نصیحت ہی لینے کی ہدایت نہیں کی گئی بلکہ اس میں تفکر اور تدبر کی بھی تاکید فرمائی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

"كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ"

یہ قرآن برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا اس لیے کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا"

پس کیوں نہیں یہ لوگ قرآن میں غور کرتے (جو حق کو پہچانیں) یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ اور ایک جگہ یہ ارشاد فرمایا۔

"وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ"

Marfat.com

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ؕ"

اور (اے محبوب) ہمنے آپ کی طرف یہ یادگار (یعنی قرآن مجید) بھیجا تاکہ آپ لوگوں سے بیان کر دیں جو شریعت انکی طرف اُتاری گئی اور تاکہ وہ لوگ اس میں تفکر کریں۔

الغرض اہل تطر کو قرآن مجید نے اپنی آیات میں فکر و نظر کی دعوت دی ہے۔ تاکہ وہ ان سے اپنی ہدایت اور فلاح کا راستہ نکالتے رہیں۔

" وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○ اور ہم نے جگمگاتا نور تمہاری طرف اتارا۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ع اور ہم نے تم پر یہ کتاب (قرآن مجید) اتار دی کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت رحمت اور بشارت ہے۔

" مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ؕ

یہ قرآن مجید ایسا کلام نہیں ہے کہ بنالیا جائے بلکہ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آچکی ہیں یہ انکی تصدیق کرنے والا ہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ قف

اور یہ قرآن مجید ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا اس کو بنا لے بلکہ یہ اپنے سے پہلی کتابوں (یعنی توریت و انجیل) کی تصدیق کرتا ہے اور جو کچھ لوح میں لکھا ہے سب کی تفصیل ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے یہ

Marfat.com

رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے

حٰمٓ ۚ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۙ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۚ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ

قسم ہے روشن کتاب (قرآن مجید) کی کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن اُتارا تاکہ تم (اس کے معانی و احکام کو) سمجھو اور بیشک یہ کتاب (قرآن مجید) ہمارے پاس لوح محفوظ میں لکھی ہوئی بلند قدر اور حکمت والی ہے

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

(اے محبوب) آپ فرما دیجئے کہ اگر سارے آدمی اور جنات اس بات پر متفق ہو جاویں کہ قرآن مجید جیسا کلام بنا لاویں تو بھی وہ ایسا قرآن نہ لا سکیں گے اور اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار کیوں نہ ہوں۔

وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ

(یونس ۳۷)

اور یہ قرآن وہ چیز نہیں ہے جو وحی الٰہی کے بغیر اپنے جی سے تصنیف کر لیا جائے۔ بلکہ یہ تو ان تمام تعلیمات کی تصدیق ہے جو پہلے نازل ہو چکی ہیں الکتاب کی تفصیل ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ یہ فرمانروائے کائنات کی طرف سے ہے"

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ

"لوگو! تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے پاس ایک نصیحت

Marfat.com

آگئی ہے، یہ دل کے تمام امراض کے لیے شفا ہے اور ہدایت و رحمت ہے ان تمام لوگوں کے لیے جو اسے مانیں۔"

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥ (الانعام ١٥٥)

"اور یہ کتاب ہم نے نازل کی، برکت والی کتاب۔ پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اپناؤ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ (الحجر ٩)

"بلاشبہ ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے، اور ہم خود ہی اس کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔"

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ (آل عمران ١٩٠، ١٩١)

"بلاشبہ زمین اور آسمان کی پیدائش میں اور رات دن کے آنے جانے میں ان ہوشمندوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (اور پکار اٹھتے ہیں) پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول، اور بے مقصد نہیں بنایا ہے۔ تو پاک ہے اس سے کہ بے نتیجہ کام کرے۔ پروردگار! پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔"

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ٥ (الاحزاب ٤٢)

Marfat.com

"ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہا کرو"

نفس و اخلاق کا اصل تزکیہ یہ ہے کہ آدمی پر خدا کا خیال اور اس کی یاد ہر وقت طاری رہے، زندگی کا کوئی معاملہ ہو، آدمی خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ اس کی زبان خدا کے ذکر سے تر ہو، اور اس کا دل اسی کی طرف راغب ہو یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ آدمی زبان سے خدا کا نام لینے کے ساتھ ساتھ ہر وقت کائنات کی نشانیوں پر، اس کے انجام پر، خدا کے احسانات اور اس کی نعمتوں پر، اپنی زندگی پر، اور اپنی عاقبت پر غور و فکر کرتا رہے۔ دراصل خدا کا ذکر ہی تزکیہ نفس کی حقیقی تدبیر ہے۔ اور یہی تمام عبادات کا اصل جوہر ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (النحل)

"اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا، اس حالت میں کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ اور اس نے تمہیں کان دیئے، آنکھیں دیں، اور سوچنے والے دل دیئے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو"

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الانفال ۵۵)

بلاشبہ اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے والی مخلوق میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا۔ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں۔"

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (آل عمران ۵۶)

جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے انہیں دنیا اور آخرت میں

Marfat.com

سخت سزا دونگا۔ اور وہ کوئی مددگار نہ پائیں گے۔"

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا۔ (الکہف ۲۹)

صاف کہہ دیجئے یہ حق (آگیا) ہے تمہارے رب کی طرف سے۔ اب جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ ہم نے (کفر کرنے والے) ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں ان کو گھیرے میں لے چکی ہیں۔ اور اگر وہاں وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ان کا منہ بھون ڈالے گا۔ کتنی بُری ہے یہ پینے کی چیز اور کتنی بُری ہے یہ آرام گاہ۔"

زندگی ایک ہی بار ملتی ہے۔ اب آدمی کو یہ اختیار ہے کہ وہ ایمان لا کر اس زندگی کو خدا اور رسول پاک کی وفاداری اور اطاعت میں بسر کرے، یا کافر بن کر کفر و معصیت میں گزار دے۔ وہ کافر جس نے کافرانہ زندگی گزاری اور کافر ہی مرا، وہ دنیا کی نظر میں کیسا ہی کامیاب ہو، اور یہاں چاہے دنیا کی عظیم اکثریت اس کی خوشحالی، دور اندیشی اور مقبولیت پر رشک ہی کرے، لیکن قرآن کی نظر میں وہ تباہ حال ہے۔ انتہائی ناکام و نامراد ہے، اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا، اُس کے فرشتوں اور تمام ہی انسانوں کی لعنت ہے ـــــ پھر اس لعنت سے وہ کبھی نکل نہ سکے گا۔ اس کے لیے جہنم کا عذاب ہے جس میں کبھی تخفیف نہ ہوگی۔ اور نہ پھر موت کے بعد کوئی دوسری مہلت ہے جس میں ایمان لا کر وہ اس عذاب اور لعنت سے نجات حاصل کر سکے گا۔

Marfat.com

مرنے کے بعد کافروں کی چیخ پکار بے سود ہوگی۔

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۙ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ (ق ۶ — ۸)

کیا ان لوگوں نے کبھی نظر اٹھا کر اپنے اوپر آسمان پر غور نہیں کیا؟ ہم نے اسے کیسا بنایا ہے! اور اس کے منظر کو کیسا سجایا ہے؛ اور اس میں کہیں شگاف تک نہیں۔ اور اسی طرح زمین پر غور کرو۔ ہم نے اس کو فرش کی طرح پھیلا دیا ہے اور اس میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے۔ پھر اس میں قسم قسم کی خوش منظر نباتات اگائیں۔ بصیرت و ہدایت اور یاد دہانی کا سامان ہے، یہ ہر اس بندے کے لئے جو حق کی طرف رجوع ہو۔"

یعنی یہ آسمان جس کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی ستون کے اتنا اونچا اٹھا رکھا ہے۔ اور جس کو ان گنت تاروں سے سجا دیا ہے۔ اور یہ زمین جو انسانوں کی رہائش کے لئے فرش بنا کر بچھا دی گئی ہے، اور جس میں خوش منظر لہلہاتے کھیت انسانوں کا رزق لئے اگتے ہیں۔ یہ آدمی کی آنکھیں کھولنے اور اسے یہ یاد دلانے کے لئے بالکل کافی ہیں کہ اس کائنات کا ایک بہترین خالق ہے۔ بشرطیکہ سوچنے والا حق کا طالب ہو۔

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ (الملک)

Marfat.com

اس نے سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے ۔ تم رحمان کی تخلیق میں کوئی خلل نہ دیکھو گے ۔ ایک بار نہیں بار بار دیکھو، کیا تمہیں کوئی دراڑ دکھائی دیتی ہے ؛ پھر یکے بعد دیگرے دیکھتے رہو، تمہاری نظر اُٹھے گی اور تھکی ہاری لوٹ آئے گی لیکن کوئی نقص نہ نکال سکے گی ۔

اور ہم نے آسمانِ دنیا (کرۂ ارضی کی فضا) کو تاروں کی قندیلوں سے خوش منظر بنا دیا ہے ۔"

یعنی اس کرۂ ارضی کی فضا پر غور کرو، جس کی طرف بار بار تمہاری نگاہیں اٹھتی ہیں۔ دیکھو۔ اور بار بار دیکھو، لیکن تم اس میں کوئی خلل نہ پاؤ گے ۔ تمہاری نگاہیں تھک تھک کر لوٹ آئیں گی لیکن کوئی کمی نہ پا سکیں گی ۔ قندیلوں سے سجا ہوا یہ خوشنما منظر دیکھ کر تم بے اختیار پکار اٹھو گے ۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ " یہ اللہ ہی کی کاریگری ہے جس نے جو چیز بنائی خوب ہی مضبوط اور درست بنائی ۔ " وہ خالق ہی نہیں، احسن الخالقین ہے ۔

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ۖۚ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ○ (یٰسٓ ۳۳-۳۵)

اور بے جان زمین ان کے لیے ایک نشانی ہے ، ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلے اگائے جسے یہ لوگ کھاتے ہیں ۔ ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے ، اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے ، تاکہ یہ اس کے پھل کھائیں یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے ۔ پھر بھی کیا یہ شکر گزار نہیں ہوتے ؟"

Marfat.com

یہ بے جان خشک زمین کو بارش کے ذریعے کس نے زندگی بخشی کہ لہلہاتے کھیت غلّہ بھرے نمودار ہو گئے؟ یہ پھلوں سے لدے باغ کس نے اگائے؟ یہ صاف شیریں چشمے کس نے نکالے کہ انسان زندگی کی لذتوں سے سیراب ہو؟ کیا یہ سب کچھ خود ہی ہو گیا؟ کیا یہ سب انسان نے خود پیدا کیا؟ یقیناً ایک محسن اور طاقتور اللہ ہے، جس کی یہ کاریگری ہے۔ یہ سب کچھ کھلی آنکھوں سے دیکھ کر بھی انسان اس کا شکر گزار نہ ہو تو اس سے بڑی نادانی اور کیا ہو گی؟

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ۝ (الفرقان ۶۱)

"بڑی برکت والا ہے وہ اللہ جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور چمکتا چاند روشن کیا۔"

چراغ سے مراد روشن آفتاب ہے، اور بروج سے مراد عالم بالا کے وہ محفوظ خطے ہیں جن کو نہایت مضبوط سرحدوں نے ایک دوسرے سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ اور ہر خطہ کسی نہ کسی روشن سیارے یا تارے کے ذریعے سجایا گیا ہے

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝

(یٰسین ۳۸-۴۰)

"اور سورج، وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے، یہ زبردست علم والے کا باندھا ہوا حساب ہے۔ اور چاند، اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا

Marfat.com

ہے۔ نہ سورج کے بس میں ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے۔ اور نہ رات کے بس میں ہے کہ دن پر سبقت لے جائے۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔"

سورج اور چاند ایک لگے بندھے نظام کے تحت معلوم نہیں کب سے گردش کر رہے ہیں۔ چاند ہلال بن کر طلوع ہوتا ہے، دھیرے دھیرے بڑھتا ہے یہاں تک کہ بدرِ کامل بن جاتا ہے۔ پھر روز بروز گھٹتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر اپنی پہلی ہلالی شکل پر واپس آجاتا ہے۔ اور معلوم نہیں کب سے وہ پوری باقاعدگی کے ساتھ ان مقررہ منزلوں پر دوڑ رہا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سورج نے چاند کو جا پکڑا ہو، اور رات کی تاریکی میں جب چاند چمک رہا ہو یکایک افق پر سورج نمودار ہو گیا ہو۔ اور نہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روشن دن کے مقررہ اوقات ختم ہونے سے پہلے یکایک رات اپنی تاریکیاں لیے آموجود ہو۔ اس زبردست نظام کو جو بھی آنکھیں کھول کر دیکھے اور عقل سے کام لے وہ بے اختیار پکار اٹھے گا۔ کہ یقیناً اس مضبوط اور حیرت میں ڈال دینے والے نظام کے پیچھے ایک زبردست دانا اور بینا خدا کی ہستی ہے۔ جسے چاہے ماتھے کی آنکھیں نہ دیکھتی ہوں لیکن عقل و بصیرت کی آنکھیں اس کے دیدار سے ہر دم لذت اندوز ہو سکتی ہیں۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ (النور ۴۴)

اللہ ہی دن رات کی الٹ پھیر کر رہا ہے۔ اس میں بڑی عبرت ہے نظر والوں کے لیے۔"

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ښ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ (یسین ۳۷)

Marfat.com

اور ایک نشانی ان لوگوں کے لئے رات ہے کہ اس میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو اس وقت ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔"

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝ (الفرقان ۴۷)

" اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے لباس اور نیند کو سکون اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا۔"

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ۝ (الفرقان ۶۲)

" اور وہ اللہ ہی ہے جس نے شب و روز کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا، ہر اس شخص کے لیے جو اس سے کسی نتیجہ تک پہنچنا چاہے یا شکرگزار ہونا چاہے "

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (النمل ۸۶)

" کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے (تاریک) رات بنائی کہ یہ اس میں آرام و سکون حاصل کریں، اور دن کو روشن (کہ دوڑ دھوپ کریں) بلاشبہ رات دن کے اس آنے جانے میں بڑی نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کیلئے۔

ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ پوری آب و تاب کے ساتھ سورج چمک رہا ہے، اور زمین کا ذرّہ ذرّہ روشن ہے، لیکن چند ہی گھنٹے گزرے کہ یہ چمکتا سورج زمین کے سامنے سے ہٹا لیا گیا یکایک زمین کی فضا سے روشن دن کھینچ لیا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری فضا پر رات اپنی تاریکیاں لئے مسلّط ہو گئی۔ پھر چند مقررہ گھنٹے ہی گزرے تھے کہ سورج اسی آب و تاب کے ساتھ مشرق سے نمودار ہوا اور دیکھتے

Marfat.com

ہی دیکھتے پوری فضا جگمگا اُٹھی ۔ پھر یہ عمل پوری باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ لاکھوں برس سے ہو رہا ہے ۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ رات کے اوقات میں یکایک دن نمودار ہو جائے ، یا دن کے اوقات میں یکایک "تاریک رات چھا جائے ۔

پھر رات اور دن کی یہ آمد رفت انسان کی زندگی اور پرورش پر بھی بڑا گہرا اثر ڈالتی ہے دن کی روشنی میں آدمی اپنی معاش اور ضروریات کے حصول میں تندہی کے ساتھ لگا رہتا ہے ۔ یہاں تک کہ اس کے اعضاء اور قوتیں جواب دینے لگتی ہیں ، اس وقت رات سکون و راحت کا گہوارہ بن کر نمودار ہوتی ہے اور آدمی اس کی پردہ پوش فضا میں سکون و راحت سے ہم آغوش ہو جاتا ہے اور دن نکلتے ہی وہ پھر تازہ دم ہو کر میدان عمل میں اتر پڑتا ہے ۔

اگر عقل کی آنکھیں بند نہ ہوں تو سورج کی رفتار پر یہ زبردست کنٹرول اور شب و روز کے اوقات میں یہ حیرت انگیز باقاعدگی اور مقصدیت دیکھ کر عقل و بصیرت کا ریشہ ریشہ پکار اُٹھے گا کہ ضرور ایک قدیر و مدبر ، اور دانا و بینا اللہ ہے جس کا ارادہ ہر لمحہ اس نظام میں کارفرما ہے ۔ اس اللہ کا انکار وہی ہٹ دھرم کر سکتا ہے ۔ جو پہلے اپنے وجود کا انکار کر دے ۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے " قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ہ سورہ بقرہ ترجمہ ، ہم نے تو بہت سی دلیلیں صاف صاف بیان کر دی ہیں مگر ان لوگوں کے لیے نافع (فائدہ مند) ہیں جو یقین حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورہ بقرہ تلک الرسل) ترجمہ اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں یعنی جو عقل صحیح رکھتے ہیں ۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ج فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ہ

Marfat.com

(سورہ توبہ) ترجمہ! کیا تم نے آخرت کے عوض دُنیا کی زندگانی پر قناعت کر لی سو (یاد رکھو) دنیاوی زندگی (اور آسائش) تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے۔ یعنی برے کام کو اچھا سمجھ رہے ہیں جب سمجھ الٹ جائے تو بھلائی کا راستہ کہاں ملے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (سورۃ الانفال) ترجمہ! پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ کیونکہ بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اُنکے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو انکے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کر دیتی ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں اور جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں (راہ خدا میں) پس سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لئے (دنیا و آخرت میں) بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور انکے لیے مغفرت ہے اور عزت کی روزی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے،، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

Marfat.com

شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۵ (سورہ بقرہ) ترجمہ! اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (سورہ بقرہ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۵ (سورہ بقرہ) ترجمہ! اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خوب خبر رکھتا ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے "فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ" (سورہ بقرہ) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب اطلاع ہے قرآن مجید کا ارشاد ہے: وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۵ (سورہ بقرہ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۵ (سورۃ بقرۃ) ترجمہ! اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (سورہ بقرہ) ترجمہ اور اللہ تعالیٰ وسعت دینے والا جاننے والا ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے " وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۵ (سورہ بقرہ) ترجمہ: اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے" وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ع (سورہ بقرہ) ترجمہ! اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ معاف بھی کرنے والا ہے حلیم بھی ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے" وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ" (سورہ بقرہ) ترجمہ: اور یقین کر رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے پروا ہے تعریف کے لائق ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے " وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ (سورہ الصف) ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان

Marfat.com

اور اپنے مال سے جہاد کرو۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ (سورۃ الصّف) ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اسکے راستہ میں صف باندھ کر جنگ کرتے ہیں (اور پیچھے ہٹنا جانتے نہیں) گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ص وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ہ سورہ بقرہ ۔ ترجمہ اے ایمان والو ر دائرہ) اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور (فاسد خیالات میں پڑ کر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو۔ واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ج ر سورہ بقرہ) ترجمہ:شیطان تم کو محتاجی سے ڈرتا ہے اور تم کو بری بات کا مشورہ دیتا ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف انسانوں کو تبلا دیا "اِنَّہَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِہَا اللّٰہُ ط اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ہ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ط اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ہ (سورہ لقمان) (ترجمہ) اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو۔ یا وہ آسمان کے اندر ہو۔ یا وہ زمین کے اندر ہو۔ تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کر دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین باخبر ہے۔ نماز پڑھا کرو۔ اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو۔ اور

Marfat.com

بُرے کاموں سے منع کیا کرو۔ اور تم پر جو مصیبت واقع ہو۔ اس پر صبر کیا کرو۔
یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

تشریح: آپ نے پڑھا اور سُنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ تمہاری اچھائی یا برائی اگرچہ رائی کے دانہ کے برابر ہو۔ خواہ وہ اچھائی یا بُرائی پتھر کی کسی سخت چٹان کے اندر۔ یا آسمانوں کی بلندی پر، یا زمین کی تاریک گہرائیوں میں ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہو سکتی جب وقت آئے گا وہیں سے لا حاضر کرے گا اس لئے مسلمان کو چاہیئے کہ عمل کرتے وقت یہ بات پیشِ نظر رکھے کہ ہزار دل پردوں میں بھی جو کام کیا جائیگا اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے چنانچہ نیکی و بدی کیسے ہی چھپ کر کی جائے اس کا اثر ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ جیسے اہل نظر اور اولیاء اللہ بھی بے تکلف محسوس کر لیتے ہیں۔ اللہ کی قدرت تو بہت عظیم اور بلند تر ذات ہے جس نے کُن سے عالم کائنات کو پیدا فرمایا۔

ہم نے پاکستان بنایا تھا کہ یہاں خدا و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام مصطفےٰ کا قانون نافذ کریں گے۔ خدا کا قانون نافذ کریں گے، خدا و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر چلیں گے۔ ہمارا قانون قرآن و سنّت کے مطابق ہوگا۔ اپنے پیارے محبوبؐ کی سنت پر چلیں گے۔ ہم اپنے بڑوں کا ادب و احترام کریں گے، اپنے چھوٹوں سے شفقت کریں گے۔ لیکن ہم نے اپنے بڑوں کا ادب خاک میں ملا دیا، بڑوں کا تو بڑوں کا اپنے ماں باپ کا بھی ادب و احترام نہیں کرتے نافرمانی کر کے اُن کے دلوں کو بھی پامال کرتے ہیں، وہ ماں باپ جن کے حق میں خدا فرماتا ہے کہ "ہوں ہاں نہ کہو بلکہ لبیک کہہ کر حاضر ہو۔"

لیکن افسوس! صد افسوس!! انصاف سے کہنا ہزار میں سے کتنے نکلیں گے جو ماں باپ کے فرماں بردار ہیں؟ مجھے خصوصیت کے ساتھ یہ بات نوجوانوں

Marfat.com

سے کہتی ہے کہ خدارا اپنے خدا اور رسول پاکؐ کی فرماں برداری کرو۔ اپنے ماں باپ کی اطاعت کرو۔ ان کا دل نہ دکھاؤ، اُن کی خدمت کرکے اُن کی دُعائیں لو تاکہ دین و دنیا میں پھلو اور پھولو۔ قرآن کہتا ہے کہ اگر ماں باپ مشرک ہوں اور وہ کسی کو خدا کے ساتھ شریک کرنے کو کہیں تو ان کی یہ بات ہرگز نہ مانو، لیکن پھر بھی ان کی خدمت کرو۔ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ان سے اچھی بات کرو۔ نرمی کے ساتھ گفتگو کرو، میرے پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان خود تو دنیا میں روتا ہوا آتا ہے جبکہ عزیز و اقارب اس کی آمد پر خوش ہوتے اور ہنستے ہیں، البتہ اب تو ایسے عمل کر کہ تو خدا کے پاس ہنستا ہوا جائے اور دنیا تیرے لیے روئے۔" اگر مرنے والا نیک ہو تو خدا کی قسم اس کی موت پر زمین بھی روتی ہے اور آسمان بھی روتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور وہ زمین کا ٹکڑا بھی روتا ہے جہاں پر وہ نماز پڑھتا تھا اور دنیا والے بھی اُس کو روتے ہیں۔ اس کی نیکی کا چرچا لوگوں کی زبانوں پر ہوتا ہے دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی رحمت کاملہ سے نیک بنا دے، آمین۔

قرآن کھول کر دیکھو جب کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو فرشتے اس کی جان نکالنے کے وقت کیا کہتے ہیں:۔

يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝

ارشاد ہوتا ہے کہ "اے آرام پانے والی جان تو اب اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔ تو اللہ سے راضی ہے اور اللہ تجھ سے راضی ہے، پس شامل ہو جا اللہ کے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا جنت میں۔" آج تیرے تمام غم دور ہو گئے آج تیرے لیے راحت ہی راحت ہے تو تمام فکروں سے اور غموں سے

Marfat.com

آزاد ہو گیا۔ مرنے سے پہلے اُس کو جنّت دکھادی جاتی ہے۔ اگر مرنے والا نیک ہے تو مرتے وقت اس کے ساتھ نرمی اور عزت کا سلوک ہوتا ہے۔

عزرائیل اپنے ہمراہ پانچسو فرشتوں کو لے کر آتے ہیں اور مرنے والے کے سرہانے آبیٹھتے ہیں وہ مرنے والے کو سلام کرتے ہیں جس کا وہ جواب دیتا ہے یا وہ اپنے ساتھ جنت سے اس کا کفن لے کر آتے ہیں، اس کے لیے پھول لے کر آتے ہیں جو اسے سونگھاتے ہیں اُس کی جان اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے جیسا کہ تم گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال نکال لیتے ہو، پھر اس کو جنّت سے لایا ہوا کفن پہناتے ہیں اور یہ آیتِ شریفہ بھی مرنے والے کو سناتے ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ج وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ پارہ فمن اظلم

سورہ حٰم (سجدہ) کی یہ آیتیں نیک آدمی کے لیے کتنی زبردست خوشخبری کی ہیں۔ ترجمہ: بتحقیق وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہتے ہیں، ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟ ۔ ان کے اوپر فرشتے اُترتے ہیں موت کے وقت اور کہتے ہیں یہ کہ نہ ڈرو تم اور نہ غم کھاؤ تم۔ اور خوش ہو جاؤ تم جنّت کے ساتھ۔ وہ جنّت کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دُنیا و زندگی کے اور آخرت کے تمہارے لیے اس جنّت کے اندر وہ تمام چیزیں ہیں جس کی تم خواہش کرو گے۔ اور وہ سب چیزیں جو تم طلب کرو گے۔ یہ تمہارے بخشنے والے خدا کی طرف سے تمہاری مہمانی ہے۔" دیکھا آپ نے

Marfat.com

کہ انسان اگر نیک بن جائے تو اس کے لئے کیا کیا بہاریں ہیں اور اُسے جنت میں کیا نعمتیں ملیں گی، خدا کی قسم جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کے دل میں ان نعمتوں کا خیال گزرا تو وہ سب نیکوکاروں کو مہیا ہوں گی شرط یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو خدا و رسول پاک کے رنگ میں رنگ لیں۔ پھر دیکھو کہ کیا کیا بہاریں ہیں کیا کیا ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ہاں میں یہ کہہ رہا تھا کہ پانچسو فرشتے عزرائیلؑ اپنے ساتھ لاتے ہیں اگر مرنے والا نیک ہے تو اس کی روح کو لے کر پہلے آسمان پر جاتے ہیں، آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ پہلے آسمان کے فرشتے دروازہ کھولتے ہیں، اس روح میں سے خوشبو کی لپٹیں آرہی ہوتی ہیں فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ روح کس کی ہے؟ یہ اس کے ماں باپ کا نام تبلاتے ہیں، اس پر فرشتے "مرحبا مرحبا" کہتے ہوئے اس کو ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور پھر یہ پہلے آسمان والے تمام فرشتے اُس رُوح کو لے کر دوسرے آسمان پر جاتے ہیں، دوسرے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں، یہ دوسرے آسمان والے بھی اُس روح کا استقبال مرحبا مرحبا کہہ کر کرتے ہیں اور اسے ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ اسی طرح ساتوں آسمان کے فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں پھر اسے "سدرۃ المنتہیٰ" پر جہاں اللہ تعالیٰ اجلوہ نما ہے پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا حکم ہوتا ہے کہ سوال وجواب کے بعد اس کو "علیین" میں رکھ دو اس کے بعد یہ روح قبر میں لوٹا دی جاتی ہے۔ جس وقت مُردے کو قبر میں رکھتے ہیں اسی وقت اس کے بدن میں روح لوٹا دی جاتی ہے۔ چاہے قبر میں رات کو رکھو یا دن کو رکھو، اُس مُردے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں وقت مل رہے ہیں اور میری عصر کی نماز جا رہی ہے۔ اس کے پاس منکر نکیر نامی فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بتا تیرا رب کون ہے؟ یہ کہتا ہے کہ پہلے

Marfat.com

میں نماز پڑھ لوں ابھی جواب دیتا ہوں نماز کو دیر ہو رہی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اب تیرے پیٹے نماز کہاں؟ تو تو عالم برزخ میں ہے۔ اب یہ جواب دیتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ میرا رب ہے"۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ محمدؐ کون ہیں؟" یہ جواب دیتا ہے "یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں" اور میرے آقا اور مولا حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ وہ کہے گا جس کے دل عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہوگا۔ اس کے بعد فرشتے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟"۔ یہ کہتا ہے کہ "میرا دین اسلام ہے"۔ جس پر فرشتے کہتے ہیں کہ ہم کو تو معلوم تھا کہ تو خدا کا نیک بندہ ہے جواب صحیح دے گا اب تو آرام کی نیند سو جا ہم جنت کی کھڑکی کھول دیتے ہیں وہاں سے خوشبو اور ٹھنڈی ہوائیں آتی رہتی ہیں اور اس کی قبر اس قدر کشادہ کر دی جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نگاہ کام کرے۔ اب یہ قیامت تک آرام کی نیند سوتا رہتا ہے۔ الٰہی ہمارا بھی یہی انجام ہو۔ ایمان پر ہمارا خاتمہ ہو۔ آمین۔ اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ٥ یہ دعا کثرت سے پڑھا کرو کہ "الٰہی موت دے مجھ کو اس حالت میں کہ تیرا فرمانبردار ہوں اور اس کے بعد میری روح کو نیکیوں کے ساتھ ملائے۔ آمین"!

اب بدبخت کا حال سن لیجئے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں تمہارا خدا فرما رہا ہے کیا فرمان ہوتا ہے پارہ واعلمو سورۃ انفال وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓىٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ٥ اور کاش کہ اے انسان! اگر تو دیکھے کہ جب موت نازل ہو گی ان لوگوں پر جو کافر تھے۔ تو فرشتے ان کے چہرے اور ان کے پیٹھوں پر ماریں گے۔ اور کہیں گے کہ چکھو تم عذاب جلنے کا فرشتے

Marfat.com

مار مار کے نافرمانوں کی جان نکالیں گے، کہیں منہ پر ماریں گے کہیں پیٹھوں پر ماریں گے۔ جان چھپتی پھرے گی وہ نکلنا نہیں چاہے گی۔ عزرائیل علیہ السلام پانچسو فرشتے ساتھ لے کر آئیں گے اور اپنے ساتھ گندھک کا لباس لائیں گے، اس کو گندھک کا لباس پہنائیں گے۔ اس کی جان بڑی مشکل سے نکلے گی۔ پھر اس کی روح کو آسمان پر لے جائیں گے، آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔ دیکھئے خدا کیا فرما رہا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ ترجمہ۔ تحقیق وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور انکار کیا انہوں نے ان آیتوں سے ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں نہیں داخل ہونگے۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو۔ اس طرح بدلا دیتے ہیں ہم گناہ کرنے والوں کو ان نافرمانوں کے لئے بچھونا بھی آگ کا ہے اور اوپر کا اوڑھنا بھی آگ کا ہے اور اس طرح بدلا لیتے ہیں ہم ظلم کرنے والوں سے۔

دیکھئے میرے عزیزو! غور کیجئے تدبر کیجئے، کیا بے عزتی کی موت ہے نافرماں مرنے والے کی، کہ مار مار کر اس کی جان نکالتے ہیں۔ پھر آسمان پر فرشتے لے کر بڑھتے ہیں تو وہاں سے روح نیچے پھینک دی جاتی ہے، پھر اس کے بعد قبر میں اس کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔ پھر اس کے پاس فرشتے آتے ہیں منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے، یہ کہتا ہے کہ مجھ کو خبر نہیں پھر

Marfat.com

دریافت کرتے ہیں کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے ؟ وہ جواب دیتا ہے کہ "مجھ کو خبر نہیں" کیونکہ عشق مصطفےٰ ہی اس روز کام دیگا جسکے دل میں عشق مصطفےٰ نہ ہوگا وہ تو یہی کہے گا مجھ کو خبر نہیں ۔ پھر فرشتے اس پر گرز برساتے ہیں، حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر آجاتی ہیں ۔ اور اس کو قبر بُری طرح بھینچتی ہے اور کہتی ہے کہ آج میں تجھ سے بدلا لوں گی، میری پشت پر رہ کر تونے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں ۔ آج تو میرے ہاتھ لگا ہے ۔ زمین بھی اس کے ساتھ بُرا سلوک کرتی ہے۔ اس کے لیے نہ زمین روتی ہے نہ آسمان روتا ہے مَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ ۔ قرآن کھول کر دیکھئے۔ ربس نہ روئی اوپر اُن کے زمین اور نہ رویا اوپر ان کے آسمان) کہ لوگ کہتے ہیں اچھا ہوا مر گیا بڑا ظالم تھا، دیکھا آپنے نافرمان کا حال ۔ خدا ہم کو اپنی نافرمانی سے بچالے ۔ ہم کو نیک بنادے ۔ سعادتمند بنادے اے میرے مولا ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں ۔ بیشک اے مولا ہم گناہگار ہیں پر تیرے ہی بندے ہیں ۔ تیرے ہی نام لیوا ہیں ۔ ہم تیرے پیارے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہیں ۔ یا الٰہی تو ہماری لاج رکھ لے ۔ ہماری آبرو رکھ لے ۔ ہم کو قیامت کے دن رُسوا نہ کیجیو ۔ یا خدا ہم کو صحیح معنوں میں مسلمان بنادے اے مولا اگر تونے ہماری قسمتوں میں کچھ شر لکھ دیا ہے تو اس کو مٹا دے ۔ ہماری قسمتوں کے فیصلے اچھے کردے ۔ اے میرے مولا کریم ! تیری تو وہ شان ہے کلمہ کُن فرما کر جو چاہے کر سکتا ہے ہمارے حق میں بھی "کلمہ کُن" فرما کر ہمارے بیڑے کو پار کردے ہماری ناؤ بھنور میں ڈگمگا رہی ہے اس کو اپنی رحمت کا ملہ سے تیرا دے ہم میں ایسی باہم محبت دے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں انصار اور مہاجرین میں تھی، یا خدا ہم مسلمانوں کو نیک بنادے ۔ ہم سے ماضی میں جو بھی غلطیاں ہو گئی ہیں اُنہیں معاف فرما دے، بیشک مولا ! تو کسی پر ظلم نہیں کرتا یہ ہمارا ایمان

Marfat.com

ہے ہم اپنا ہی کیا پا رہے ہیں۔ اے مولا! ہم اپنے گناہوں کی سچے دل سے توبہ کرتے ہیں تو اپنی رحمت سے مقبول فرمالے۔ اپنی رحمت پر نظر کر ہمارے گناہوں پر نظر نہ کر۔ اے اللہ! ابراہیم خلیل اللہ کو آگ سے بچانے والے۔ آگ کو گلزار کرنے والے۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دینے والے۔ حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے والے۔ حضرت آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کرنے والے۔ اور حضرت حوّا یعنی ہماری ماں کو حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے پیدا کرنے والے خدا۔ انسانوں کو مٹی سے، فرشتوں کو نور سے، حوروں کو زعفران سے، شیطانوں کو آگ سے پیدا کرنے والے خدا تو جو چاہے پل بھر میں کر سکتا ہے۔ بادشاہ کو گدا بنا دے اور چاہے تو گدا کو بادشاہ بنا دے، جس کو چاہے دَر دَر سے دُر دُر کرا دے جس کو چاہے عزت کے جھولے جھلا دے۔ اے حضرت سلیمانؑ کو بادشاہی دینے والے ایسی بادشاہی جو کسی کو آج تک نہ میسّر ہوئی ہے، نہ قیامت تک ہوگی تو جو چاہے ایک لمحہ میں کر سکتا ہے "کلمۂ کُن" فرما کر جو چاہے کر سکتا ہے۔ اے ہمارے خدا! ہمارے حق میں "کلمۂ کُن" فرما کر ہماری تمام مصیبتوں کو، پریشانیوں کو، تمام غموں کو، اپنی رحمت سے دور کر دے تو ہماری آخرت بھی سنوار دے اور ہماری دُنیا بھی سنوار دے، جہاں پر ہم نے چند روز رہنا ہے اور آخرت میں ابدالآباد تک رہنا ہے اور ہماری اولادوں کو نیک بنا کر ہمارے لئے آخرت کا ذخیرہ بنا دے، ہماری اولادوں کو، ہمارے مالوں کو فتنہ نہ بنا نعمت بنا اور یا اللہ ہمارے ماں باپ کو ہمارے تمام عزیزوں کو، ہمارے اُستادوں کو، کل مومن مسلمانوں کو بخش دے۔ ان کی قبروں میں اپنا نور بھر دے، ان کے مزاروں پر اپنی رحمت کی بارش برسا۔ ان کی قبروں کو جنت کا باغیچہ بنا دے یا اللہ تمام مسلمانوں کو ان کی قبروں میں راحت کی نیند سلا۔ الٰہی وہ دعاؤں

Marfat.com

کے محتاج ہیں۔ ہم ان کے لئے ہاتھ پھیلا کر دعا کرتے ہیں۔ گودی پھیلا کر۔ آنسو بہا کر۔ گڑگڑا کر اپنے مرحومین کے لئے دعا کرتے ہیں۔ یا اللہ جو مسلمان اسلام کے لئے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو کر تیرے پاس آ چکے ہیں ان پر بھی ہمارا سلام ہو اور ہم کو بھی شہادت کی موت عطا فرما۔ الٰہی ہمارے دلوں میں جذبۂ ایمان پیدا کر، جذبۂ جہاد پیدا کر۔ ہماری زندگی تیرے حبیب پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے ہو اور ہماری موت بھی تیری ہی راہ میں آئے۔ اے اللہ تیری شان عظیم ہے ہماری زبانیں قاصر ہیں جو ہم تیری تعریف بیان کرسکیں سچ تو یہ ہے کہ ہم تمام انسان اور تمام جنات تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد وثنا میں لگ جائیں اور ہمارا ہر سانس تیری اور تیرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرے اور قیامت تک کرتا رہے۔ تیری اور تیرے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی قسم تیری اور تیرے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مقدس ذات ہے کہ تیری اور تیرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ مولا تو تو بڑی شان والا ہے۔ ہم تیرے بندے ہیں تیرے غلام ہیں تو ہمارا آقا ہے بس اپنے غلاموں کی تقصیروں کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل معاف فرما دے۔ اے مولا! میری زبان تیری تعریف بیان کرنے سے قاصر ہے، میرا قلم بھی قاصر ہے میں تو کیا تمام دنیا تمام انسان اور جنات اور فرشتے مل کر بھی تیری اور تیرے حبیب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد وثنا بیان کریں۔ اور دنیا میں جتنے سمندر ہیں، دریا ہیں، کنوئیں ہیں، ان سب کی سیاہی بنائی جائے اور دنیا میں جتنے درخت ہیں، ان سب درختوں کی لکڑی کی قلمیں بنائی جائیں۔ تو اے خدا تیری ذات کی قسم وہ سمندروں کی سیاہی، دریاؤں کی سیاہی، کنوؤں کی سیاہی ختم ہو جائے گی قلمیں گھس جائیں گی لیکن

Marfat.com

اے میرے بادشاہ حقیقی تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ختم نہ ہو گی تو اتنی بڑی شان والا اتنے زبردست جاہ وجلال والا، اتنی بزرگی والا ہے کہ ہم گناہ کرتے ہیں پھر بھی ہم کو کھلا رہا ہے، پہنا رہا ہے، ہم کو زندہ رکھے ہوئے ہے ہم کو ہمارے گناہوں کے باعث نظروں سے نہیں گرایا۔ تو وہ ہے کہ ایک کو نہیں دو کو نہیں، لاکھوں کو نہیں کروڑوں اور اربوں مخلوق کو کھلا رہا ہے جس کی گنتی نہیں کر سکتے۔ لیکن پھر بھی تیرے خزانہ میں کمی نہیں آتی۔ تیرے خزانے اس قدر بھرپور ہیں کہ وہ کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اے وسیع خزانوں کے مالک! ہماری التجا ہے کہ تو ہم کو کسی کا محتاج نہ کر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلوا۔ اپنے خزانۂ غیب سے ہماری مدد فرما۔ ہم کو کسی کے ہاتھوں میں نہ ڈلوا، ہماری زندگی کو اجیرن نہ کر۔ آمین!

میرے عزیزو! ایک دن وہ ہو گا کہ میں نہ ہونگا، کسی قبر کے اندر رہتا ہونگا۔ لیکن میری یہ کتاب تمہارے ہاتھوں میں ہو گی۔ میری تم سے یہ مودبانہ عرض ہے کہ مجھ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا، میں تمہاری دعاؤں کا محتاج اب بھی ہوں اور جب تو خدا کی قسم پوری پوری محتاج ہونگا۔ میرے پیارے عزیز بھائیوں اور پیاری عزیز بہنوں تم سے میری یہ زور اپیل ہے کہ ہرگز ہرگز مجھ کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ اور جو میری یہ کتاب پڑھے میری روح انشاء اللہ اس کے لئے دعا کریگی۔ انسان خطا کا پتلا ہے میں بھی ایک گنہگار انسان ہوں خود پڑھ کر عمل کرنا اور میرے لئے بخشش کی دعا کرنا، جزاک اللہ فی الدارین۔

آیئے اب دعا کیجئے! ۔ میرے عزیزو اور بزرگوں اور بہنوں اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے تمام حلقۂ احباب اور تمام مسلمانوں کو اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے اور عمل اور اخلاص کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ

Marfat.com

ریاکاری اور نام و نمود اور بناوٹ کی لعنت سے محفوظ رکھنا آمین۔ اور ایمان پر میرا اور آپ سب کا خاتمہ ہو، آمین ثم آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ!

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَئِمَّۃِ الْمُتَّقِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ خَادِمَ جَمِیْعِ اُمَّۃِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلَّمَ۔ آمین

اے اللہ مجھے متقیوں کے اماموں میں سے بنادے اور مجھے حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ حبیب خدا شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اُمتی کا خادم بنادے۔ آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ

اے ہمارے پروردگار قبول فرما ہم سے بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ہ

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ہ[a]

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ اے ہمارے اللہ بخش دے مجھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ اے ہمارے اللہ رحم فرما مجھ پر۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ اے ہمارے اللہ ہدایت دے مجھے اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ اے ہمارے اللہ عافیت دے مجھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ اے ہمارے اللہ رزق عطا فرما مجھے اَللّٰھُمَّ ارْفَعْنِیْ اے ہمارے اللہ بلند فرمادے میرا مرتبہ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنِیْ اے میرے اللہ مدد فرما میری اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اے ہمارے اللہ کشادگی عطا فرما مجھے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ اے ہمارے اللہ برکت عطا فرما اَللّٰھُمَّ

[a] اے ہمارے پروردگار بخش دے مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور تمام مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا

Marfat.com

اِشْفِنِیْ اے ہمارے اللہ شفا عطا فرما مجھے اَللّٰھُمَّ اَرْشِدْنِیْ اے ہمارے اللہ سیدھے راستے پر چلا مجھے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۵ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۵ ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی اے ہمارے اللہ ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں خیال، عمل اور برتاؤ کا ایسا راستہ بتا جو بالکل درست اور صحیح ہو جس میں غلط بینی، غلط کاری اور بدانجامی کا خطرہ نہ ہو۔ ایسے لوگوں کی راہ پر گامزن رکھ یعنی انبیاء اولیاء بزرگانِ دین شہداء اور صالح تاکہ ہم حقیقی اور پائیدار انعامات کے مستحق قرار پائیں اور مغضوب علیہ (یہود) اور گم کردہ راہ (عیسائی) کی روش سے بچا جو عارضی اور نمائشی انعامات پر اتراتے رہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ اے ہمارے اللہ حفاظت فرما میری۔ اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لِیْ بِالْخَیْرِ اے ہمارے اللہ خاتمہ بالخیر فرما۔ اَللّٰھُمَّ اقْضِ حَاجَاتِیْ اے ہمارے اللہ میری حاجتوں کو پورا فرما اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ جَمِیْعَ مُشْکِلَاتِیْ اے ہمارے اللہ دور فرما دے میری تمام مشکلات۔ اَللّٰھُمَّ اکْشِفْ غُمُوْمِیْ اے ہمارے اللہ دور فرما دے غم میرے اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ ھُمُوْمِیْ اے ہمارے اللہ دور فرما دے فکر میرے اَللّٰھُمَّ ادْفَعْ کُرُوْبِیْ اے ہمارے اللہ دور فرما دے کرب (بے چینی) میرے اَللّٰھُمَّ ادْفَعْ بَلِیَّاتِیْ اے ہمارے اللہ دور فرما دے میری بلاؤں کو۔ اَللّٰھُمَّ ادْفَعْ وَسَاوِسِیْ اے ہمارے اللہ دور فرما دے وسوسے میرے اَللّٰھُمَّ ادْفَعْ اَھْوَالِیْ اے ہمارے اللہ دور فرما دے خوف میرے۔ اَللّٰھُمَّ اصْرِفْ عَنِّی الْفَقْرَ اے ہمارے اللہ دور فرما دے تنگی میری اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ

Marfat.com

ذُنُوْبِیْ اے ہمارے اللہ بخش دے میرے گناہوں کو اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ اے ہمارے اللہ روشن کر دے میرا دل اَللّٰھُمَّ الْطُفْ عَلَیَّ اے ہمارے اللہ لطف مہربانی فرما مجھ پر اَللّٰھُمَّ اَکْرِمْنِیْ اے ہمارے اللہ کرم فرما دے مجھ پر۔ اَللّٰھُمَّ تَفَضَّلْ عَلَیَّ اے ہمارے اللہ فضیلت عطا فرما دے مجھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلِ الرَّحْمَۃَ عَلَیَّ اے ہمارے اللہ رحمت نازل فرما دے مجھ پر اَللّٰھُمَّ اَنْزِلِ الْبَرَکَۃَ عَلَیَّ اے ہمارے اللہ برکت نازل فرما دے مجھ پر

اے ہمارے پروردگار آپ اپنے لطف، اپنے کرم، اپنے فضل، اپنی رحمت، اپنی عزت، اپنی عظمت، اپنے جمال، اپنے جلال، اپنی قدرت اور اپنے کمال سے اور اپنے حبیب پاک محمد مصطفٰے رحمۃ للعالمین شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل مجھ عاجز و ناتواں کو اور میرے تمام حلقہ احباب معتقدین اور جو بھی اس کتاب کو پڑھے سو فیصدی عمل کی توفیق بخش ایسی توفیق جسے کوئی چھین نہ سکے اور جو کبھی چھن نہ سکے۔

یَا حَیُّ - یَا قَیُّوْمُ آمِیْن

یاد رکھیے اور ذہن نشین کر لیجیے! بندے کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اللہ کا بندے کی طرف متوجہ ہونے کی بدولت ہوتا ہے ورنہ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور پھر مجھ کو اپنے حبیب پاک محمد مصطفٰے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت مطہرہ پر چلنے کی توفیق بخشی

Marfat.com

اور میں اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کا کسی بھی زبان اور کسی بھی طرح کبھی شکر ادا نہیں کر سکتا اگرچہ قیامت تک شکر کرتا رہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی۔

مناجات

من بخواب و پاسبان من توئی
میں خوابِ غفلت میں ہوں اور میرا تو ہی نگہبان ہے

من چو طفل و حرزِ جانِ من توئی
میں ایک بچے کی طرح ہوں اور مرا محافظ تو ہی ہے

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم
اگر قدم قدم پر ہزاروں جال بچھے ہوئے ہوں

چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم
تب بھی اگر تو ہمارے ساتھ ہے تو کچھ پرواہ نہیں ہے

کارِ ما سہواست و نسیان و خطا
بھول چوک اور قصور کرنا ہمارا کام ہے

کارِ تو غفاری و بخشش عطا
اور بخش دینا اور مہربانی ہے معاف کر دینا تیرا کام ہے

سہو و نسیاں را مبدل کن بعلم
یا اللہ میری فراموشی کو علم سے بدل دے

من ہمہ جہلم مرادہ صبر و حلم
میں مجسم جہالت ہوں اپنے فضل سے مجھے صبر و بردباری عطا فرما

دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو عامل بنا دے۔ ریا سے، نمود سے بچائے۔ ہمارا جو عمل ہو خالص ہو۔ ہمارا کوئی قدم اللہ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف نہ اُٹھے۔ آمین

ناچیز! سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی عفی عنہ
شعبان سنہ ۱۳۹۰ھ

Marfat.com

منتخب القرآن

قرآن کریم کی وہ انقلابی تعلیم جس نے عرب کے بدوؤں کو دنیا کا تاجدار بنا دیا

اسلام دُنیا کا بہترین مذہب ہے

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پ ۶ سورۂ مائدہ) آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا

توحید کا انکار بدترین گناہ ہے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (پ ۶ سورۂ مائدہ) اور جو کوئی اللہ کی توحید پر ایمان لانے سے انکار کرے تو سمجھو کہ بے شک اس کا ہر ایک عمل ضائع ہو گیا اللہ کے یہاں وہ ہرگز مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارے میں رہیگا۔

اطاعت شعاروں کیلئے اجر و ثواب

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (پ ۶ سورۂ نساء) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے اللہ انہیں ان اچھے کاموں کے بدلے پورے عطا کریگا۔ اور اپنے فضل سے زیادہ دیگا۔

اللہ پر بھروسہ رکھو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (پ ۶ سورۂ مائدہ) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں

اچھے کاموں کی تائید کرو

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ ۶ سورۂ مائدہ) اور باہم ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیزگاری پر اعانت کرو اور گناہ و ظلم پر کسی کی اعانت نہ کرو

کسی معاملے میں حد سے تجاوز نہ کرو

لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (پ ۷ سورۂ مائدہ) کسی حالت میں حد سے آگے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

صبر و استقلال کی فضیلت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (پارہ ۲ سورۂ بقرہ) مسلمانو! مصیبت کے وقت صبر کرو اور نماز پڑھا کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

وفاداری کا امتحان ضرور ہوگا

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (پ ۲ سورۂ بقرہ) اور البتہ ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مال و جان اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے (اور تمہاری وفاداری کا امتحان لیں گے) اور اے رسول، صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں

فتنہ انگیز لوگوں کی سزا قتل

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پ ۵ سورۂ نساء) جو مسلمانوں کے دشمن ہیں اور فتنہ انگیز ہیں انہیں گرفتار کرو اور جہاں انہیں پاؤ قتل کرو اور خبردار ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ

حق تعالیٰ دُنیا میں بھی عزت دیسکتا ہے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (پ ۵ سورۂ نساء) جو کوئی صرف دُنیا میں اپنے اعمال کا ثواب چاہے تو کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ اللہ کے پاس دُنیا اور آخرت دونوں کا ثواب ہے اور بے شک اللہ سمیع اور بصیر ہے

Marfat.com

حضورؐ کی عظمت تمام مدارج عالیہ کا نتیجہ ہیں

یہ بات دل پر نقش کر لیجئے کہ تمام تر مدارج عالیہ نتیجہ ہیں اتباع رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت پہچانئے، ادب ومحبت کا پورا پورا حق ادا کیجئے، ایسے افراد سے خواہ وہ عالم ہوں، خواہ صوفی ہوں، خواہ رہنمائے قوم ہوں بہت دور رہیئے جن کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وعظمت میں چون وچرا اور شک ہے۔ کیسا ہی عالم ومتقی کیوں نہ ہو اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو وہ شیطان کا ایجنٹ ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اللہ تعالےٰ کو پسند ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا ذوق وشوق، آپ کا ایمان اور آپ کی محبت دیکھ کر آپ کو اپنی رحمت کے لیے مخصوص کرے۔ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ۔

"بے شمار درود اور بے شمار سلام اس رسول گرامی، اس رحمت دو عالم، اس سراج منیر اس ہادی اکرمؐ اس شفیع المذنبین اس انیس الغریبین، اس شفیع امم، اس صاحب جود وکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کی محبت، جس کی اطاعت جس کی پیروی، جس کا احترام اور جس کی غلامی ہمارے لیے پیام رحمت ونوید برکت ہے، بے انتہا رحمتیں نازل ہوں اس جسد اطہر وروح مطہر پر جس کی بدولت ہم خیر الامم قرار دیئے گئے اور دین ودنیا کی نعمتیں ہمارے لیے مخصوص کر دی گئیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا وَحَبِیْبِنَا وَکَرِیْمِنَا وَمُعِیْنِنَا وَنَصِیْرِنَا وَمَحْبُوْبِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

Marfat.com

خلیفۃ اللہ فی الارض

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر محض کہنا کمالاتِ رسالت سے روگردانی کرنا ہے یہاں اہل علم و فلسفی اکثر و بیشتر گمراہ ہو جاتے ہیں علم و فلسفہ بصیرت باطنی کے بغیر زہر قاتل ہے۔ ظاہر میں تو علم و فلسفہ کا راستہ روشن و تابناک نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں یہ راستہ تاریکیوں کا مخزن ہے۔ علم اور فلسفے کی بھول بھلیوں سے صحیح و سلامت نکلنا عقل کے بس کا روگ نہیں۔ یہاں اگر شمع راہ بن سکتی ہے تو بصیرت باطنی بادہ علم اور وہ فلسفہ جو محض جلب زر منفعت دنیاوی و تن آسانی کے لیے ہو۔ اس راہ میں دیوار کی نسبت رکھتا ہے۔

علم را بر تن زنی مارے بود ❊ علم را بر دل زنی یارے بود

آج کتنے عالم اور کتنے فلسفی ہیں جنہوں نے علم کو دل سے متعلق کر لیا ہو حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی عالم و فلسفی تھے مگر انہوں نے یہ راستہ بصیرت باطنی کی مدد سے طے کیا تھا، ان کا علم و فلسفہ دل سے متعلق تھا اُس وقت جب اہل علم و فلسفی شک و یقین کے درمیانی راستے میں بھٹک رہے تھے۔ امام غزالیؒ کی بصیرت نے ان کو شمع دکھائی اور ان کو صحیح راستہ پر لا کر یادہ پیما ہونے کی تلقین کی۔ دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر جنہوں نے اپنے فلسفہ کو نقطۂ عروج پر پہنچا دیا یہ کہنے کے لیے مجبور ہوئے کہ اصل حکیم فی الحقیقت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ علم ہے تو انبیاء کا اور فلسفہ و صادق و کامل ہے تو انبیاء کا۔ فلاسفر اور انبیاء کی فکر و نظر میں بڑا فرق ہے۔ فلاسفر اسباب سے مسبب الاسباب کی طرف جاتا ہے۔ اسباب کی دلچسپیاں، پیچیدگیاں، باریکیاں اور

Marfat.com

نیرنگیاں قدم قدم پر سامنے آجاتی ہیں۔ دریا میں کیا ہے؟ پانی! پانی کہاں سے آیا؟ آفتاب کی حرارت نے پانی کو بھاپ بنایا یہ بھاپ ابر کی شکل بن گئی، آسمان پر چھا گئی۔ پھر ابر سے پانی برسا دریا بن گیا۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ابر سے دریا بنا یا دریا سے ابر، جہاں سے چلے تھے گھوم پھر کر وہیں آگئے۔

یہ ہے اسباب کی بھول بھلیاں، اسی موشگافی میں تمام عمر گزار دی مگر فیصلہ کن جواب نہ دے سکے کہ دریا سے ابر بنا یا ابر سے دریا۔ اس کے برعکس انبیاء علیہم السلام مسبب سے اسباب کی طرف آتے ہیں وہ اصلیت سے واقف ہوتے ہیں اب نہ ان پر اسباب کی نیرنگیاں اثر کرتی ہیں نہ باریکیاں سدِ راہ ہوتی ہیں اور نہ پیچیدگیاں الجھاؤ میں ڈال سکتی ہیں ان کی نظروں میں مسبب الاسباب ہوتا ہے اور جب مسبب الاسباب سامنے ہے تو اسباب کی نیرنگیاں ان پر کیا اثر انداز ہو سکتی ہیں وہ فلسفی اندھا ہے جس کی نظروں میں اسباب ہیں اور مسبب الاسباب نہیں۔

ایسے اندھے فلسفی و اہل علم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر غور کرتے ہیں تو وہ گھوم پھر کر اسی نقطہ پر آجاتے ہیں جہاں سے چلے تھے بشریت کے نقطہ سے انہوں نے غور و فکر شروع کی تھی دریا و ابر کی بھول بھلیاں میں یہاں بھی پھنس گئے، کہہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہماری ہی طرح بشر تھے۔

جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیکر بنا اس پیکر میں روح ڈالی گئی۔ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشانی میں امانت رکھدیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا۔ فرشتوں نے پیکر آدمؑ کو دیکھ کر اعتراض کیا کہ اے خالق مطلق ہم تیری تسبیح و تقدیس کے لیے کیا کم ہیں جو تو نے آدمؑ کو پیدا کیا قرآن مجید میں اس کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ — اور تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا

Marfat.com

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۔

کہ میں زمین پر اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں (فرشتوں نے) کہا کیا زمین پر ایسے شخص کو نائب بناتا ہے جو زمین پر فساد پھیلائے وخونریزیاں کرے ہم کو بنا کہ ہم تیری تسبیح وتقدیس کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ۔

فرشتے ارواح مجردہ ملکوتی لطافتوں سے مزین اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تخمیر آب وگل مٹی ایک کم حقیقت شے، افتادگی وپستی اس کی فطرت ۔ وہ فرشتے جن کو بارگاہ رب العزت کی قرب کا شرف حاصل ہے انہوں نے مٹی کی فطرت پر نظر ڈالتے ہوئے اعتراض کیا کہ خلافت ربی کی اہلیت خاک میں نہیں طبعی مناسبت کی بنا پر یہ فتنہ وفساد کی طرف مائل ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفۃ اللہ فی الارض کا مرتبہ بہت بڑا مرتبہ ہے ۔ خلیفہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ جس کا خلیفہ ہو کم وبیش اس کے اختیار ۔ اس کی قوت اس کے جلال اور اس کی عظمت کا حامل ہو ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آدم کو اپنا خلیفہ بنا رہا تھا ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنی قوتیں اپنے اختیارات اپنے جلال اور اپنی عزت کی نیابت آدم کو سپرد کر رہا تھا ۔ نیابت اور پھر اللہ تعالیٰ کی نیابت ۔ فرشتے یہ سن کر حیرت میں آگئے ۔ کہاں خاک ۔ کہاں مرتبہ ۔ کہاں پستی وافتادگی کہاں عروج ورفعت ۔ اعتراض کر دیا ہم کو خلافت عطا کر ہم تیری تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں ۔ فرشتوں کو اپنی تسبیح و تقدیس ، اپنی خلقت اپنی پاکیزگی پر ناز تھا لیکن مصلحت خداوندی سے واقفیت نہ تھی ۔ اپنی تسبیح وتقدیس اور اپنے قرب الٰہی کے باوجود وہ ان اسرار کو نہ سمجھ سکے جو پیکر آدم میں پنہاں تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ۔

Marfat.com

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

اور آدم علیہ السلام کو جملہ اشیار کے نام بتا دئے پھر ان اشیار کو فرشتوں کے روبرو لاکر کہا تم اگر اپنے دعوی میں سچے ہو تو ان اشیار کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے عرض کی کہ تیری ذات تمام کمزوریوں سے پاک ہے جو تو نے ہم کو بتا دیا ہے اس کے سوا ہم کو کچھ نہیں معلوم تو ہی علیم وحکیم ہے۔

مصلحت خداوندی کا سمجھنا نہ انسان کا کام ہے نہ فرشتوں کا، جب تک اللہ تعالیٰ خود ان اسرار کو کسی پر ظاہر نہ کردے، کوئی اپنی فہم وفراست کی بنا پر وہاں تک نہیں پہنچ سکتا، اس میں انبیار، اولیار، فرشتے، جن سبھی شامل ہیں یہاں پر اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی عظمت کا فرشتوں سے اعتراف کراتا ہے، فرشتوں کا زعم قربت وتسبیح ختم کرتا ہے، کچھ اشیار پیش کرکے حکم دیتا ہے کہ ان کے نام بتاؤ، فرشتے نام بتانے سے عاجز رہتے ہیں اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم تو وہی جانتے ہیں جو تو نے ہم کو بتایا۔ اب اس وقت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وفوقیت ظاہر ہوتی ہے۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان اشیار کے نام بتاؤ۔ آدمؑ نے ان چیزوں کے نام بتا دیئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ہم نہ کہتے تھے کہ آسمانوں اور زمین کی سب مخفی چیزیں ہم کو معلوم ہیں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے

Marfat.com

ہوا ان سب کا علم ہے۔

آدم علیہ السلام نے ان اشیاء کے نام بتا دیئے جن کے نام فرشتے نہ بتا سکے تھے۔ یہ عظمت خلافت کی تصدیق تھی۔ فرشتوں سے اعتراف کرا لیا گیا کہ ان کا علم خلیفۃ اللہ فی الارض سے کم ہے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ خلیفۃ اللہ کے سامنے سب کی گردنیں جھکا دی جائیں۔ آدمؑ کی عظمت کا اظہار اس طرح کیا جائے کہ پھر کسی کو چوں و چرا کی گنجائش نہ رہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا ابلیس نے نافرمانی اور غرور سے کام لیا اور کافروں میں شامل ہو گیا۔

غرور علم و دانش سے بچو!

فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ فرشتوں کی صف میں معلم الملکوت عزازیل بھی شامل تھا۔ فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا لیکن معلم الملکوت کا علم سد راہ بن گیا۔ آدمؑ کے پیکر پر فرشتوں نے بھی نظر ڈالی اور معلم الملکوت عزازیل نے بھی۔ قالب آدمؑ تین چیزوں کا مجموعہ تھا خاک روح اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرشتوں نے پہلے پیکر خاکی کو دیکھا خاک ان سے کم درجہ کی چیز تھی فتنہ پیدا کرنے والی فساد پھیلانے والی، افتادگی و پستی کی حامل نظر ہٹالی۔ روح آدم علیہ السلام کو دیکھا، روح آدمؑ انکے برابر کی چیز تھی۔ ملائکہ بھی عالم ارواح کی شے، اور روح آدمؑ بھی کوئی خاص اثر نہ ہوا آدمؑ میں کیا خصوصیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دیا۔ تلاش و تجسس کرتی ہوئی نگاہیں بجلی نور آدم علیہ السلام تک پہنچ گئیں۔ یہ عظمت اور یہ مرتبہ خلافت

Marfat.com

اسی نور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے جو پیشانی آدمؑ میں جگمگا رہا ہے۔ تمام فرشتے سجدہ میں گر گئے ابلیس نے بھی نظر اٹھائی مگر اس کی نظر پیکرِ خاکی پر جم کر رہ گئی۔ آدمؑ مٹی کا پیکر اور میں سجدہ کروں

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ؕ میں آگ سے پیدا اور وہ مٹی سے

میں مٹی کو سجدہ نہیں کر سکتا۔ نظر آگے نہ بڑھ سکی، نہ روح آدمؑ کی طرف توجہ کی، نہ اس نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا۔ میں معلم الملکوت اور پیکر خاکی کو سجدہ! غرور علم و دانش نے سرکش بنا دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ طوق لعنت کا سزاوار قرار دے دیا گیا۔

یہ ہے غرور علم و دانش کا نتیجہ معلم الملکوت کے گلے میں اور طوق لعنت۔ لیکن تعجب کی بات نہیں آج بھی معلوم نہیں کتنے معلمین کے گلوں میں یہی طوقِ لعنت نظر آتا ہے، یہ معلمین، یہ علماء یہ فضلائے عصر، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی کا پیکر ہی سمجھتے ہیں، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی تھے ہم چھوٹے بھائی ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے، رسولؐ بشر محض تھے۔ علم قدم قدم پر فتنے اٹھاتا ہے، سرکشی کی دعوت دیتا ہے، گمراہ کرتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اہل علم کو شیطان اسی مقام سے گراتا ہے جہاں سے خود گرا ہے اسی خیال کے تحت راندۂ درگاہ بناتا ہے جس خیال سے راندہ درگاہ ہوا ہے اور اسی غرور علم و دانش کے دام میں پھنسا کر پھندے جکڑ دیتا ہے جس میں خود جکڑا ہوا ہے یہ ابلیس کی کامیابی کا بہت بڑا راز ہے اس لیے غرور علم و دانش سے بچو، فلسفہ کی گمراہیوں سے دور رہو، خیالات فاسدہ سے توبہ کرو حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کیا کوئی سمجھے گا اور کیا کوئی بتائے گا۔ ہم تو یہ

Marfat.com

جانتے ہیں سہ ‏ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یہ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات تھے جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام کے سلسلہ میں ظاہر کر دیئے۔ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہماری فہم سے بہت بالا ہے۔

عظمتِ رسالت و نبوت صلی اللہ علیہ وسلم: اسلام میں جتنے فرقے بنے، جتنے فتنے پیدا ہوئے اور جتنی بے اعتدالی پیدا ہوئی وہ سب عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناآشنا ہونے کا نتیجہ ہے۔ کسی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر محض کہہ کر منادی کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کے بعد اسی طرح فنا ہوگئے جس طرح دوسرے بشر۔ تصرف رسالت رسول کی زندگی تک محدود تھا۔ روضۂ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی ضرورت نہیں۔ حج کعبہ سے فرصت ملے اور واپس گھر جاؤ۔ مدینہ طیبہ جانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ کسی نے کہہ دیا ہم اہل قرآن ہیں۔ صرف ارشاد باری تعالیٰ پر عمل کرتے ہیں۔ حدیث کے ہم قائل نہیں۔ بشر خطا و نسیان سے مرکب ہے۔ کسی نے کہہ دیا ہم میں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی تھی۔ بس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی بڑی فضیلت تھی۔ معلوم نہیں کیسے کیسے خیالات ہیں اور معلوم نہیں کیا کیا موشگافیاں کی جا رہی ہیں۔ یہ سب فتنہ پرور ہے۔ رازِ رسالت و عظمتِ رسالت کی بے خبری کا حاصل۔ یہ اس تعلیم کا نتیجہ ہے جس میں علم پوری قوت سے ابھرتا ہے لیکن بے مغز بے روح بے کیف بے اثر اور بے نوا۔ محفل میں ہزاروں شمعیں فروزاں کر لیجئے ایوان میں سینکڑوں برقی قمقمے روشن کیجئے مگر جب تک POWER HOUSE جتنی بجلی پیدا کرتا ہے سب ایک ہی مرکز پر صرف کریگے بے نوا آنکھیں بے نور ہی رہیں گی، دنیا اس روشنی سے فائدہ اٹھانے کی تعریف کرے

Marfat.com

لطف اندوز ہو گی لیکن بے نور آنکھوں کو خبر نہ ہو گی کہ روشنی کدھر ہے کہاں ہے کتنی ہے اور اس سے کتنا فیض پہنچ رہا ہے، اسی طرح ہزاروں کتابیں پڑھ جائیے، قرآن مجید کی ایک ایک آیت ورد زباں رکھئے بڑے بڑے علماء سے تحصیل علم حاصل کیجئے۔ دستار فضیلت سے دنیا کو متاثر کرتے پھرئیے۔ اگر فراست ایمانی نہیں ہے تو سب بیکار۔ آج مسلمانوں کے عقیدۂ توحید و عمل میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف ہے تو صرف مرتبہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔

غرور علم و حکمت میں ڈوبا ہوا۔ فلسفہ و دلائل کی گمراہیوں کا شکار، حقائق سے بے خبر ایک گروہ آجکل اسی قسم کا ہے۔ ظاہری صورت قطعی شرعی، چہرہ پر تقدس کی علامت نمایاں کرنے میں پوری طرح کامیاب، داڑھی اتنی خوبصورت کہ فرشتے بھی دھوکا کھا جائیں لیکن باطن تشکوک و شبہات کا سرچشمہ۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس طرح کریگا جیسے کوئی معمولی تاریخی انسان کا ذکر کر رہا ہو، در پردہ کمالات رسالت سے انحراف کر رہا ہے گا، ہر بات پر اعتراض کرے گا ہر قدم پر اعتراض کرے گا اور ہر سانس پر اعتراض کرے گا یہاں تک کہ زندگی کو ایسی خشک لکڑی بنا دے گا جو ٹیڑھی ہو کر کسی کام کی نہ رہ گئی ہو، یہ گروہ ہمیشہ عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس گروہ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کرتا، ایسی مضبوط گرفت ہوتی ہے کہ پھر رہائی غیر ممکن ہو جاتی ہے۔ اقوام عالم کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے، انبیاء و مرسلین کی شان میں گستاخی کرنیوالوں کا کیا حشر ہوا، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو صراط مستقیم پر چلنے کی کس قدر ہدایت فرمائی۔ توحید کی تبلیغ میں اپنی تمام عمر صرف کر دی، رشد و ہدایت کے جتنے ذرائع ممکن تھے سب سے کام لیا۔ لیکن بدقسمت و گمراہ قوم کسی طرح راہ راست پر نہ آئی حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم کا مضحکہ اڑایا گیا، ان کی شان میں گستاخیاں کی گئیں ان کو برا کہا

Marfat.com

گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان کی اُمڈ کی خبر دیدی نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار کی جن کو ساتھ لینا تھا ساتھ لیکر کشتی میں بیٹھ گئے حضرت نوحؑ کے ایک لڑکے نے باپ کی نبوت سے انکار کیا اور طوفان کی خبر سن کر کہنے لگا کتنا زبردست طوفان آئے گا۔ کتنا پانی برسے گا کتنا بڑھے گا آپ جائیے جب اتنا زبردست طوفان آئے گا تو میں پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ جاؤں گا۔ وہاں تک پانی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ مجھے غرق ہونے کا ڈر نہیں۔ وقت مقررہ پر طوفان آیا پانی یہاں تک بڑھا کہ نوح علیہ السلام کا فرزند جو پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا تھا غرق ہونے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی بارِ الٰہا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیری اولاد کو اس طوفان سے محفوظ رکھوں گا میرا بیٹا ڈوب رہا ہے اس کی حفاظت کر حکم باری ہوا۔ اے نوحؑ اس نے ہمارے اور تمہارے حکم کی نافرمانی کی ہے اس کو ڈوب جانے دو! اب یہ تمہاری نسل سے نہیں ہے اُس کا سلسلۂ نسب منقطع کر دیا گیا ہے۔ حضرت نوحؑ دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں اور لڑکا غرق کر دیا جاتا ہے۔ قہرِ الٰہی اس طوفان میں پوری قوم کو فنا کر دیتا ہے۔ دیکھا آپ نے گستاخی و نافرمانی کا نتیجہ۔

حضرت لوطؑ کی قوم لواطت میں مبتلا ہو جاتی ہے حضرت لوطؑ سمجھاتے ہیں اے قوم خدا سے ڈر، وحدت کا اقرار کر راہ نیک پر چل قوم ہے کہ مردہ پرستی نہیں چھوڑتی حضرت لوطؑ جب زیادہ زور دیتے ہیں تو گستاخی کرنے لگتے ہے۔ آخر اللہ کے حکم سے دو فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آکر حضرت لوطؑ کے مہمان ہوتے ہیں لوط کی قوم دیکھتی ہے دو خوبصورت لڑکے لوطؑ کے مہمان ہیں نفس کی آگ بھڑک اٹھتی ہے ان خوبصورت لڑکوں کو شکار بنائیں گے۔ حضرت لوطؑ کے پاس آتے ہیں یہ لڑکے ہمارے حوالے کر دو۔ حضرت لوطؑ غضب الٰہی سے ڈراتے ہیں سمجھاتے ہیں تہدید کرتے ہیں مگر یہ بندۂ نفس کسی طرح نہیں مانتے۔ حضرت لوطؑ کو حکم ہوتا ہے

Marfat.com

اس خطہ سے جلد نکل جاؤ میں اس خطہ کو اُلٹ دونگا حکم ربّی تھا، حضرت لوطؑ نے تعمیل حکم کی، بیوی سے کہا چلو قہر الٰہی نازل ہونے والا ہے، یہاں سے بھاگو یہ خطہ اُلٹ دیا جائے گا۔ بیوی نے کہا میں تو نہ جاؤ گی، زمین الٹ دی جائے گی کہیں ایسا بھی ہوا ہے، حضرت لوطؑ کی قوم گستاخی پر گستاخی اور نافرمانی پر نافرمانی کرتی ہے حضرت لوطؑ کی نبوت و عظمت کا مذاق اڑاتی ہے آخر حضرت لوطؑ روانہ ہو گئے اور وہ خطہ اُلٹ دیا گیا۔

آج تم بھی اسی منزل پر آ گئے ہو، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و توقیر تم پر گراں ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر محض تم کہتے ہو، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر تم اعتراض کرتے ہو، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی کا ڈھانچہ تم سمجھتے ہو، عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر تم چہ میگوئیاں کرتے ہو، حدیث سے تمہاری ایک جماعت منکر، ذکر ولادت تم پر بار، معراج جسمانی سے تم کو انکار، اتنے بے ادب ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی اور اپنے کو چھوٹا بھائی کہتے ہو، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں کے علم غیب کے برابر بتاتے ہو، قیام وسلام سے تم احتراز کرتے ہو درود و سلام پڑھنے سے تم چڑھتے ہو، کون سا ایسا فتنہ ہے جس سے تم نے پہلوتہی نہیں کی ہے اور کون سی ایسی گستاخی ہے جس کی طرف تم مایل نہیں ہو، غور کرو کیا تم اس قابل نہیں ہو کہ تم پر قہر الٰہی نازل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت دیر یاب مگر سخت اور بہت ہی سخت ہے۔ ڈرو اس وقت سے کہ نافرمانی اور گستاخی کرنیوالوں کی طرح تم پر بھی عذاب نازل ہو، تم تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے ہو یا اسلامی جماعت سے، دہابی ہو یا قادیانی ہو، مودودی یا منکر حدیث اہل قرآن کا لیبل لگا لو یا اہل حدیث کا۔ اگر حضور رحمت دو عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کامل تمہارے دل میں نہیں ہے، رسالت کی عظمت میں چون وچرا ہے تو پھر صاف ہی صاف کہدینا بہتر ہے اسلام کے سایۂ دامن میں تمہارے لئے جگہ نہیں ہے۔ اَلحَقُّ مُرٌّ بات تلخ ہے مگر صداقت پر مبنی، مانو یا نہ مانو یہ تمہیں اختیار

Marfat.com

ہے اس سے زیادہ کھلے الفاظ میں نہیں سمجھایا جا سکتا۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

شفاعتِ کبریٰ:۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے شفاعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مسلمانوں کے کسی فرقے میں اب تک کوئی اختلاف نہیں تھا اور نہ اس میں اعتراض کی گنجائش نظر آتی تھی۔ صاف صاف اور سیدھی بات تھی یا تسلیم کرو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار شفاعت ہے یا پھر انکار کرو۔ انکار کی صورت میں منکر شفاعت دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا تھا۔ اس لیے غیور علم و دانش کے باوجود انکار کی جرات نہیں ہو سکی لیکن وہ علم و فلسفہ ہی کیا جو ہر قدم پر کوئی رخنہ تلاش کرے۔ آخر شفاعت کے سلسلے میں بھی ایک نیا شگوفہ کھلا ہی دیا گیا۔ فتنہ یہ اٹھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت باذن ہے بالاختیار نہیں یہ الفاظ دیگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کبریٰ کا حاصل نہیں۔

یہاں شفاعتِ باذن و شفاعتِ کبریٰ کا مفہوم بتا دینا نہ ضروری ہے۔ شفاعت باذن کہتے ہیں اس شفاعت کو جو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کی جائے، اور شفاعت کبریٰ کہتے ہیں اس شفاعت کو جو ذاتی اختیار سے ہو۔ اسی شفاعتِ کبریٰ کو بالاختیار کہا گیا ہے۔ ایک شفاعت تو وہ ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارادہ یا اپنے اختیار سے نہیں کر سکتے۔ جب اللہ تعالیٰ اذن دیگا اس وقت آپ شفیع بن کر سامنے آئیں گے۔ دوسری شفاعت وہ ہوئی جو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہ خوشی اپنی مرضی، اور اپنے اختیار سے عمل میں لاسکیں گے بظاہر دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک مجبوری و معذوری پر محمول دوسری خود مختاری پر۔ ایک شفاعت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن پر نظر ہے دیکھیے اذن ملتا ہے یا نہیں اذن ملا تو خیر نہیں اختیار شفاعت پر حرف آگیا۔ دوسری شفاعت یہ ہے کہ اللہ قہر و غضب نازل کرنے پر تیار ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع بن کر سامنے آجاتے

Marfat.com

ہیں اپنے ارادہ سے اپنی مرضی سے گنہگار کی شفاعت فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس شفاعت کو قبول کر لیتا ہے

میں کہتا ہوں کہ شفاعت بالاذن و شفاعت بالاختیار میں کوئی فرق ہی نہیں۔ صرف ہماری فہم کا قصور ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ احکام الٰہی کا پابند ہے۔ مخلوقات میں کوئی ذی روح وغیرہ ذی روح ایسا نہیں جو اس پابندی سے مستثنیٰ ہو۔

لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کوئی ذرہ بلا اذن خدا حرکت نہیں کر سکتا۔

اگر یہ پابندی ہمہ گیر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق نہیں مانا جا سکتا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اس قادر مطلق نے مخلوقات کو بھی کچھ قوتیں عطا فرمائی ہیں مثلاً آفتاب کو روشنی و حرارت عطا کی ہے، زمین کو قوت روئیدگی بخشی ہے، شیر کو صلاحیت درندگی دی ہے۔ انسان و عضو انسانی کو مختلف قسم کی قوتیں عنایت کی ہیں۔ آنکھوں کو قوت باصرہ، ناک کو قوتِ شامہ، پاؤں کو قوتِ رفتار وغیرہ وغیرہ۔ پانی پینے کی خواہش ہوتی ہے تو ہاتھ پانی سے بھرا ہوا گلاس لب تک لانے کی خدمت انجام دیتا ہے۔ مسجد جانے کی ضرورت ہوتی ہے تو پاؤں راستہ طے کر کے مسجد میں پہنچا دیتے ہیں، کسی شے کے دیکھنے کی حاجت ہوتی ہے تو نگاہیں کام کرتی ہیں۔ قوتیں سب اللہ تعالیٰ کی ودیعت کی ہوئی ہیں لیکن کام کرتی ہیں۔ ہمارے ارادے اور ہماری خواہش کے مطابق، قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ ہے لیکن کچھ قدرت اور کچھ قوت اس نے ہم کو بھی مرحمت فرمائی ہے اسی قادر مطلق نے جس نے ہم کو یہ قوتیں عنایت فرمائی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اختیار دیا ہے۔ ایک بادشاہ کسی کو نائب سلطنت مقرر کرتا ہے۔ اس نائب کو بے شمار اختیارات دے دیتا ہے۔ اب نائب سلطنت کو مجاز ہے چاہے وہ کسی کی جانب سے نگاہ پھیر کے اسے قید و زندان کی صعوبتیں برداشت کرنے دے یا رحم کی التجا پر اس کو پھانسی سے اتار لے۔ اختیارات بادشاہ کے عطا کئے ہوئے ہیں لیکن کام کر رہا ہے نائب

Marfat.com

سلطنت اپنی مرضی سے ۔ اسی طرح شفاعت کا مسئلہ ہے ۔ اختیارات شفاعت اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے عنایت کیے ہوئے ہیں۔ لیکن ان اختیارات سے کام لینا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل ہے جس مومن کو چاہیں شفاعت کرکے بخشوا دیں یہی شفاعت کبریٰ ہے ۔ مسئلہ شفاعت کو اس حدیث کی روشنی میں حل کیجیے

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی ۔

شفاعت واجب ہو گئی ۔ یہ شفاعت درجہ فرض تک تو نہیں لیکن فرض کے بعد اگر کوئی درجہ ہے تو واجب کا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ کے الفاظ میں ہم کو یقین واختیار کی پوری جھلک نظر آتی ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی شفاعت اپنے ذمہ واجب کر لی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرے اگر حضورؐ کی شفاعت بالاختیار نہیں تو پھر وجوب کیا معنی رکھتا ہے ۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا مسلمان تو مسلمان کفار کو بھی اعتراف تھا۔ ابوجہل ایسا کافر کہتا تھا کہ "یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ محمد رسول ہیں لیکن ایمان نہیں لاؤں گا" ایک موقع پر حضورؐ نے کوہ فاران کی بلندی سے "یا صباحاہ" پکارا مکہ میں ہلچل مچ گئی اور تمام اہل مکہ اپنے اپنے کام چھوڑ کر جمع ہو گئے "یا صباحاہ" کا نعرہ اہل عرب اس وقت بلند کرتے تھے جب کسی دشمن کی فوج ناگہانی طور پر حملہ کرنے پر آمادہ نظر آتی تھی اس وقت تک عوام اسلام سے ناآشنا تھے ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اہل قریش اگر میں تم سے کہوں کہ ایک بہت بڑا لشکر اس پہاڑ کے پیچھے موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم یقین کرو گے ۔ اہل قریش جو ابھی تک کفر میں مبتلا تھے یک زبان ہو کر بولے ضرور یقین کریں گے ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ۔ امانت میں خیانت نہیں کی ہم

Marfat.com

سب آپ کو صادق و امین تسلیم کرتے ہیں آپ جو کچھ کہیں گے وہ سچ ہو گا :
کس قدر افسوس کی بات ہے کہ کفار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعتراف کریں اور تم "وَجَبَتْ لَہُ شَفَاعَتِی" پڑھ کر بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر اعتراض کرو۔ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار شفاعت نہ ہوتا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر "وَجَبَتْ لَہُ شَفَاعَتِی" آ ہی نہیں سکتا تھا۔ تمہیں معلوم ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت سے کتنی محبت ہے حیات رسول پر نظر ڈالو ایک ایک ساعت ایک ایک لمحے کا جائزہ لو۔ سوتے جاگتے۔ اٹھتے بیٹھتے۔ اگر کوئی خیال تھا تو اپنی امت کا۔ نماز میں دعا کی تو اُمت کے لئے راتوں کی عبادت کے بعد بخشش چاہی تو اسی اُمت کی، شب معراج میں براق پر سوار ہوئے تو اُمت یاد آئی۔ اللہ تعالیٰ سے گفتگو فرمائی تو اُمت کی مغفرت طلب کی کون سا موقع ہے جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو نہیں یاد فرمایا کون سا دن ایسا گزرا ہے جو اُمت کی فلاح و بخشش کے تصور میں نہیں گزرا۔ کون سی رات ایسی گزری ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کی بہبودی کے لئے اشکباری نہیں فرمائی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو آیت نازل کر دی۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ (سورۂ فاطر)

(کہیں اس رنج و فکر میں تمہاری جان نہ جاتی رہے)

تم شفاعت بالاذن و بالاختیار کے چکر میں پڑے ہوئے ہو کیا یہ سمجھتے ہو کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں تمہاری دعاؤں کی طرح ہیں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے لئے جو طلب مغفرت فرمائی وہ یوں ہی ضائع ہو گئی۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہیں۔ یہ سرور کونین و سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہیں۔ یہ اُس کی دعائیں ہیں جس کے لئے اللہ تعا

Marfat.com

فرماتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

یہ اس کی دعائیں ہیں جس کو ارحم الرّاحمین نے بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ کا مرتبہ تفویض کیا ہے۔ یہ اس کی دعائیں ہیں جس کے لیے خالق دو عالم وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ عَظِيْمًا (اور اللہ کا بڑا فضل تم پر ہے) فرماتا ہے ان دعاؤں کا اثر کیا تم اندازہ کر سکتے ہو تمہیں کیا معلوم کہ یہ دعائیں کیا تھیں۔ یہ دعائیں ایسی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

(اور تمہارا رب تم کو اتنا عطا کرے گا کہ راضی ہو جاؤ گے)

کیا سمجھے نہیں سمجھے۔ یہ وعدہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ کس کا وعدہ ہے۔ خدائے برحق کا۔ کیا وعدہ ہے؟ وعدہ یہ ہے کہ تم کو راضی کروں گا۔ اتنا عطا کروں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ کیا چیز عطا کرے گا۔ کوئی قید نہیں۔ کوئی تخصیص نہیں کوئی پابندی نہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ طلب کریں گے وہ عطا ہو گا اور جو کچھ وہ چاہیں گے وہی ہو گا۔ دیکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ کا مرتبہ۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم طلب کریں گے وہی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کس کا خیال ہے اپنی امت کا۔ آقائے کائنات سلطان دو جہاں رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی کب ہوں گے جب امت کا ایک ایک فرد بخش دیا جائے گا۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى: جس وقت آیت مبارکہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى نازل ہوئی اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک

Marfat.com

شگفتہ ہوگیا۔ حضورؐ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا، میرے رب نے مجھ سے وعدہ کرلیا ہے اب میں جب تک اپنے ایک ایک امتی کو نہ بخشوالوں گا جنت میں قدم نہ رکھوں گا، اس آیت میں امت کی بخشش کا مکمل وعدہ موجود ہے تم شفاعت بالاذن بالاختیار پر بحث کرتے رہو، اللہ تعالیٰ کو جو کچھ فرمانا تھا حضورؐ سے فرما دیا۔ جو اختیارات دینے تھے حضور کو دے دیئے۔ مانو گے تو اپنے لئے رحمت و بخشش کا سامان کر دگے، نہ مانوگے تو رحمت و بخشش سے محروم رہو گے یاد رکھو شفاعت انہیں کے لئے ہے جو شفاعتِ حضورؐ کے قائل ہیں جو شفاعت کے قائل نہیں وہ بدبخت حشر میں بھی شفاعت سے محروم رہیں گے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان ہر صاحب ایمان کو شفاعتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نصیب کرے، اور اس خسارہ و محرومی سے محفوظ رکھے جو بدبختوں کا حصہ ہے۔

رسولؐ اور علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں!

نظام مصطفیٰ کے پہلے حصہ میں رسول اور علم غیب پر لکھا جاچکا ہے۔ یہاں اس کا دوسرا باب شروع کرتے ہیں۔ منکرین علم غیب غور سے پڑھیں۔

قاتل و مقتول بہشت میں:۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو عکرمہ ابن ابوجہل اور صفوان بن امیہ لشکر لے کر مقابل ہوئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے لشکر سے ان کا مقابلہ ہوا، عکرمہ کے ہاتھ سے ایک مسلمان کی شہادت ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے سن کر تبسم فرمایا اصحابؓ کرام حیران تھے کہ یہ غم انگیز خبر سننے کے بعد حضورؐ کے لبہائے مبارک پر تبسم کیوں آگیا حضور صحابہ کرامؓ کی حیرت کا اندازہ کرلیا۔ فرمایا میں نے قاتل و مقتول دونوں کو ایک

Marfat.com

ساتھ بہشت میں جاتے ہوئے دیکھا اسی وجہ سے میرے لبوں پر تبسم آگیا۔ صحابہ کرامؓ کی حیرت اور بڑھ گئی عکرمہ کافر اور بہشت کی سیر۔ کافر کا بہشت میں گزر کہاں۔ دل میں اعتراض پیدا ہوا لیکن فرمان رسولؐ تھا غلط نہیں ہو سکتا تھا خاموش ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تبسم کا راز اُس وقت آشکار ہوا جب عکرمہ مسلمان ہو گئے۔

آیئے ذرا اس زمانہ کی یاد تازہ کیجئے۔ جب ہجرت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مسجد کی بنا ڈالی تھی۔ مہاجرین و انصار سب نے اس کار نیک میں حصہ لیا تھا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس اس تعمیر میں شریک تھے اینٹیں اور پتھر لاد کر لاتے تھے، چہرۂ مبارک گرد آلود ہو گیا تھا۔ مسجد کے ان مقدس معماروں میں حضرت عمار بن یاسرؓ بھی شامل تھے۔ زبان پر نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ بَنَيْنَا الْمَسَاجِد (ہم مسلمان ہیں اور مسجد بناتے ہیں) کا نعرہ تھا۔ سب ایک ایک اینٹ لاتے تھے مگر حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں لاتے تھے۔ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ کی یہ محنت و مشقت دیکھی تو نہایت شفقت سے اُن کے سینے اور سر سے غبار صاف کرتے ہوئے فرمایا "اے عمارؓ افسوس تم کو باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا۔ مسجد کی بنا ڈالی جا رہی تھی کھدائی ہو رہی تھی کہ ایک دیوار گر پڑی۔ شور ہوا عمارؓ پر دیوار گر پڑی اور وہ دب کر مر گئے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو کہا ہرگز نہیں عمارؓ زندہ ہیں۔ اور واقعی عمارؓ زندہ تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد صفین کا جو معرکہ ہوا ہے اس معرکہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ نے شہادت پائی اور اس طرح حضورؐ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

غزوۂ بدر میں حضورؐ کو فتح حاصل ہوئی اور لشکر قریش کے ستر آدمی اسیر ہوئے ان میں حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے، اسیران بدر سے فدیہ طلب کیا گیا تو حضرت عباسؓ نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ شرم کی بات ہے کہ تمہارا چچا فدیہ ادا کرنے کے لئے اہل قریش

Marfat.com

کے سامنے ہاتھ پھیلائے، آپ نے فرمایا وہ سونا کیا ہوا جو آپ چلتے وقت ام الفضل کے پاس رکھ آئے ہیں، حضرت عباس رضؓ کو سخت حیرت ہوئی، اس سونے کے متعلق حضرت عباس رضؓ اور اُن کی بیوی ام الفضل کے سوا کسی کو کچھ معلوم نہ تھا حضرت عباس رضؓ نے کہا بیشک نبی ؐ برحق کی یہی شان ہے جو غیب کی خبریں بتائیں اس سونے کا حال کسی کو معلوم نہیں اللہ تعؒ ہی نے خبر دی ہے، اسی وقت کلمہ طیب پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

حضرت ابوذر غفاری رضؓ تبوک میں لشکر سے پیچھے رہ گئے، اونٹ تھک گیا تھا، اس سے اپنا ضروری اسباب کاندھے پر لادا اور پیادہ پا چل دیئے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔

"خدا رحمت کرے ابوذر رضؓ پر اکیلے آئے، اکیلے زندگی گزاریں گے اور اکیلے ہی مر گئے"۔

حضرت ابوذر رضؓ عہد عثمان رضؓ میں ربذہ نامی گاؤں میں چلے گئے اکیلے رہے اور اکیلے ہی وفات پائی۔ جس دن آپ کا انتقال ہوا مسلمانوں کی ایک جماعت اتفاقاً ربذہ پہنچی اور اسی نے آپ کی تجہیز و تکفین کی۔

علم غیب کے متعلق ایک دو واقعات ہیں جو بیان کئے جائیں اب ایک آخری واقعہ اور سن لیجئے اس سے تمام شکوک خود بخود مٹ جائیں گے۔

حضور ؐ سفر میں تھے آپ ؐ کی اونٹنی گم ہو گئی، تلاش ہونے لگی، یہ خبر سن کر زید نامی منافق نے ایک صحابہ رضؓ کے خیمہ میں کہا "محمد ؐ آسمان کی خبریں تو بتاتے ہیں لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ اُن کی اونٹنی کہاں ہے"، اللہ تعالیٰ نے اس منافق کے خیال سے حضور ؐ کو مطلع کر دیا، نہ صرف مطلع کر دیا بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ فلاں جگہ ایک درخت میں اونٹنی کی مہار اٹک گئی ہے۔ اونٹنی وہاں موجود ہے، وہ صحابی رضؓ جن کے خیمہ میں منافق نے طنز کیا تھا حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ؐ نے فرمایا ایک منافق میرے متعلق یہ بات زبان پر لایا ہے میں دعویٰ تو نہیں کرتا۔ لیکن میرے اللہ نے مجھے مطلع کر دیا ہے کہ فلاں مقام پر

Marfat.com

اونٹنی کی مہار ایک درخت میں پھنس گئی ہے اور اونٹنی وہاں موجود ہے۔ صحابہؓ اسی نشان دہی کے مطابق پہنچے۔ اونٹنی کی مہار واقعی درخت میں اٹکی ہوئی تھی۔ مہار درخت سے جدا کی اور اونٹنی کو ساتھ لے آئے۔

یہاں حضورؐ نے خود تمام شکوک و شبہات اور اعتراضات کا سدباب کر دیا ہے اب نہ بحث کی ضرورت رہ جاتی ہے نہ اعتراض کی۔ اس پر بھی اگر کوئی بدبخت نہیں سمجھتا تو نہ سمجھے۔

یہی نہیں کائنات کے پردے بھی آپ کے لئے اٹھا دئیے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حارثؓ بن عمر ازدی کو آپ نے بہ حیثیت قاصد بصرہ کے حاکم کے پاس بھیجا۔ شہر موتہ کے حاکم شرجیل نے ان کو قتل کر دیا۔ حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو میر لشکر بنا کر تین ہزار مجاہدین کی جماعت شہر موتہ پر فوج کشی کے لئے روانہ فرمائی اور فرمایا۔ زید اس جنگ میں شہید ہو جائیں تو جعفرؓ ابن ابی طالبؓ کو امیر مقرر کرنا۔ جعفرؓ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ امارت کے فرائض ادا کریں اور یہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر تم اپنے مجاہدین میں سے جس کو چاہنا امیر مقرر کر لینا۔ تین ہزار مجاہدین کا یہ لشکر پہنچا تو ایک لاکھ سے زائد دشمنانِ اسلام موجود پائے۔ مشورہ ہوا حضورؐ سے کمک روانہ کرنے کی استدعا کی جائے۔ ایمانی قوت نے پکارا کہ نہیں۔ مارے گئے تو شہید کہلاؤ گے۔ فتح ہوئی تو مقصود حاصل ہو گا۔ جنگ شروع ہو گئی۔ ادھر جنگ شروع ہوئی ادھر حضورؐ تاجدار دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کرام سے جنگ کے حالات بتا رہے ہیں۔ کم و بیش ۲۰۰ میل کے فاصلے پر جنگ ہو رہی ہے اور حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں دیکھے حالات سے صحابہؓ کو مطلع کر رہے ہیں۔

اب حضرت زیدؓ نے شہادت پائی۔ اب علم جعفرؓ کے ہاتھ میں ہے۔ جعفرؓ کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اب علم جعفرؓ کے بائیں ہاتھ میں ہے۔ بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ علم کاندھوں اور بازوؤں کے درمیان ہے۔ جعفرؓ بھی شہید کر دئیے گئے۔ علم عبداللہؓ بن

Marfat.com

رواحہ کے ہاتھ میں ہے اب عبداللہ رضؓ ابن رواحہ بھی شہید ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب حالات بیان فرما رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا اب اللہ کی ایک تلوار نے علم لیا اور اب مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

ہمارے آقا رؤف بھی ہیں اور رحیم بھی صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا کے مذاہب و بانیانِ مذاہب کا یہاں ذکر کیا تمام اہل کتاب کو چیلنج ہے اگر اللہ تعالیٰ نے کسی نبی، کسی رسول یا کسی برگزیدہ انسان کو "رؤف رحیم" فرمایا ہے تو پیش کریں رؤف و رحیم صفت خداوندی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ صفت اپنی بیان کی ہے اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمِ ط اللہ تمام عالم اور تمام مخلوق کے لیے رؤف و رحیم ہے، یہی صفت رؤف و رحیمی، اس نے آقائے دوجہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عنایت کی ہے۔ اس میں نہ علمی موشگافی سے کام لیا گیا ہے نہ کسی تاویل کا دخل ہے صاف صاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رؤف رحیم بیان کی گئی ہے۔ جن لوگوں کے دماغ میں اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سمجھنے کی صلاحیت نہیں وہ اس ارشاد باری پر غور کریں یہ وہ مرتبہ ہے جس کے سامنے تمام جن و ملک، ابرار و اخیار، صلحاء و صادقین، اولیاء و انبیاء کی گردنیں فرطِ ادب سے خم ہو جاتی ہیں، یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رؤف رحیمی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل کر لیا کیا کسی میں ہمت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مشارکت کو شرک قرار دیکر شان رؤف رحیمی پر خطِ تنسیخ کھینچ دے اللہ تعالیٰ بھی رؤف و رحیم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی رؤف و رحیم، آتنا کھلا ہوا اعلان شرک اور خدا کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے اپنی شان رؤف و رحیمی میں رسولؐ کو شریک کر لیا۔ نافہموں سے کہد کہ یہ شرک نہیں۔

شرک و کفر کھیل نہیں جس کو چاہا مشرک کہہ دیا جس کو چاہا کافر کہہ دیا اگر شرک و کفر کی یہی بساط ہوتی تو اسلام دین نظری نہ رہ جاتا، شرک و کفر عاید ہوتا ہے فرق

Marfat.com

مراتب کو نظر انداز کر دینے سے۔ تم نماز میں جو تنہ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" ایک نہیں متعدد بار پڑھتے ہو "تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے استعانت و مدد طلب کرتے ہیں" نماز تو یہ پڑھتے ہو اور نماز کے بعد کسی دفتر کے دروازے پر عرضی لیے کھڑے ہو مجھے ملازم رکھ لیا جائے، مجھے کپڑا بننے کا کام دیدیا جائے، کچہری میں جاتے ہو فلاں مجھ کو ستاتا ہے اس سے مجھ کو بچایا جائے۔ غرض مند ہوتے ہو بھائی مجھے دو روپیہ کی ضرورت ہے۔ دیدیجئے کل واپس کر دوں گا، ڈاکٹر کے پاس پہنچتے ہو ڈاکٹر صاحب بیمار ہوں کوئی ایسی دوا دیجئے کہ صحت ہو جائے، یہ کیا نماز میں تو صرف اللہ سے استعانت و مدد طلب کر رہے تھے اور نماز کے بعد شرک میں مبتلا ہو گئے استعانت تو خدا کا کام ہے یہ بندوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا کیسا۔ یہ التجا کیسی اور یہ گڑ گڑانا کیسا۔

دنیا عالم اسباب ہے یہاں سبب کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بذات خاص تمہیں روپیہ دینے نہیں آتا، تمہاری مدد کرنے نہیں آتا، ڈاکٹر بن کر تمہارا علاج کرنے نہیں آتا۔ اس نے اسباب، ذرائع اور وسیلے پیدا کر دیے ہیں۔ مالک حقیقی، قادر، رحمن و رحیم تو اللہ ہے لیکن مخلوق کو بھی اس نے قوتیں عطا کر رکھی ہیں۔ کوئی مل کا مالک ہے اس کو یہ اختیار دے رکھا ہے کہ وہ تمہیں ملازم رکھے اور تمہیں محنت و مزدوری کا صلہ بھی دے۔ قرض دینے والے کو یہ مقدرت دے رکھی ہے کہ وہ تمہیں دو روپیہ قرض دے سکے، ڈاکٹر کو وہ علم و فن عطا کیا ہے کہ وہ تمہارے مرض کا دواؤں کے ذریعہ علاج کر کے تمہیں غسل صحت کرا دے۔ اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ بزرگ و برتر ہے وہ اللہ جو خالقین میں پیدا کرنے والوں میں سب سے بہتر و افضل ہے۔ خالقین جمع ہے خالق کی معلوم ہوا کہ خالق مطلق کے سوا اور بھی خالق ہیں وہ خالق کون ہے؟ بڑھئی لکڑی سے کرسی بناتا ہے اس کرسی کا خالق کون ہوا۔ بڑھئی، کاریگر لوہے سے بکس بنا کر تیار کرتا ہے اس بکس کا خالق کون ہوا کاریگر۔ حکیم صاحب بنفشہ کا شربت بنا کر شربت بنفشہ نام رکھتے ہیں، اس شربت بنفشہ کے خالق کون ہوئے حکیم صاحب ثابت ہو مشارکت صفت سے شرک عاید نہیں ہوتا۔ شرک عاید ہوتا ہے فرق مراتب سے غافل ہونے پر ظاہر ہے کہ بڑھئی کرسی کا خالق ہے لکڑی کا خالق نہیں۔ کاریگر بکس کا خالق ہے کان میں لوہا پیدا نہیں کر سکتا حکیم صاحب شربت

Marfat.com

نفشہ کے خالق ہیں نفشہ کی ایک پتی بھی پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، خالق مطلق اللہ تعالیٰ ہے اور خالق مجازی بڑھئی، کاریگر اور حکیم صاحب ہیں مشارکت صفت تو ہے لیکن فرقِ مراتب کے ساتھ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ط اللہ سب رزق پہنچانے والوں سے بہتر رازق ہے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے رازق بھی ہیں آپ کے گھر میں کتنے آدمی ہیں ماں، باپ، بیوی، بچے بہن، بھائی ان سب کا رزق کون مہیا کرتا ہے، غلہ کون لاتا ہے یہ غلہ کس کی آمدنی یا تنخواہ سے خریدا جاتا ہے؟ آپ کی آمدنی سے! تو جتنے آدمیوں کے خورد ونوش کا انتظام آپ کرتے ہیں اُن سب کے رازق ہوئے آپ لیکن غلہ زمین سے کون اُگاتا ہے۔ پانی کون برساتا ہے زمین کی قوت روئیدگی کس نے عطا کی ہے؟ اللہ نے۔ رسول رؤف ورحیم ہیں مومنوں کے لیے اور اللہ رؤف رحیم ہے تمام مخلوقات ارضی و سماوی کے لیے رسولؐ کے مراتب کا تعین ہے، عظمت کا تعین ہے، علم غیب کا تعین ہے۔ تمام قوتوں کا تعین ہے، ہے اور ضرور ہے لیکن اس تعین کی حد کیا ہے۔ کہاں تک ہے۔ یہ ہماری عقل وفہم سے بالا ہے جو اس تعین کو اپنی عقل وفہم کے پیمانے سے ناپ کر حد مقرر کرنا چاہتے ہیں وہی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

وہ رسول پاکؐ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی شان میں اللہ تعالیٰ رؤف رحیم فرماتا ہے جس پر علم غیب کا اظہار کرتا ہے جسکو "من اللہ نور" کا اعزاز عطا کرتا ہے وہی رسول پاک اپنی زبان مبارک سے فرماتا ہے "مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ"، اے اللہ میں نے تجھے اتنا نہیں پہچانا جتنا پہچاننا چاہیے) اس عجز میں تمام وکمال معرفت کی شان پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انوار وصفات لامحدود ہیں۔ عارف اس راہ میں جس قدر آگے بڑھتا جائے گا اسی قدر اس کی معرفت کا عجز بڑھتا جائے گا۔ یہ انوار وصفات ابدی ہمیشہ نئے انداز، نئے رنگ، نئے اسلوب اور نئے پیرایے سے سامنے آتے رہیں گے اور ہر نفس وہر نظر کے ساتھ عارف کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ اللہ کو میں نے اس طرح نہیں پہچانا جو پہچاننے کا حق ہے یہ ہے فرق مراتب کا کھلا ہوا اعلان اور اعلان بھی کس کی زبان سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے۔ رسول پاکؐ نے (نعوذ باللہ) خدائی کا دعویٰ نہیں کیا عبودیت کی تکمیل ہے۔

Marfat.com

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)

رسول کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جب یہ معلوم ہوگیا کہ عالم کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور تمام اہل دنیا اس کے محتاج ہیں اور وہ خود اپنی مخلوقات پر نہایت رحیم و رحمن ہے۔ انسان تمام مخلوق میں اشرف مانا گیا ہے مگر یہ خواہش نفس کا شکار ہو کر گناہ اور معصیت میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اپنے لیے خدا کی ناراضگی پیدا کرتا ہے ان گناہ اور برے کاموں سے باز رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بعض کامل ہستیوں کو گمراہ لوگوں کی ہدایت کے لیے مامور کیا ان پر اپنا کلام نازل فرمایا اور انسانوں کی رہنمائی پر انہیں مقرر کر دیا۔ ان ہی مقدس ہستیوں کو رسول کہا جاتا ہے جو خدا کے الہام اور وحی سے خبردار ہو کر بندوں کو راہ راست پر لاتے ہیں۔ گمراہ اور مبتلائے معصیت انسان اپنی بدکرداریوں پر اس قدر جری اور مستحکم ہوتے ہیں کہ وہ ہادی اور رہنما کی نصیحتوں پر بجائے عامل ہونے کے استہزا کرتے ہیں بلکہ انکار کر دیتے ہیں انسانی گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک اور بت پرستی ہے اس لیے یہ خدا کے رسول زیادہ تر اسی شرک کی بیخ کنی پر مامور ہوتے ہیں اور توحید پرستی سکھاتے ہیں جب رسول ایک خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں تو مخلوق پرست انسان سرے سے ان کے رسول ہی ہونے کے منکر ہو جاتے ہیں بلکہ ان کی رسالت کی تصدیق ایسے واقعات سے چاہتے ہیں جو بظاہر عقل کے خلاف اور عادت کے برعکس ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان منکرین کے مغلوب کرنے کے لیے اپنے ان مقدس رسولوں کو ایسی طاقت عطا فرما دیتا ہے کہ ان کے عقل کے خلاف واقعات کا ظہور ہوتا ہے ان ہی خلاف عادت امور کا نام معجزہ ہے رسول الہام الٰہی کے ساتھ ہی معجزہ بھی

Marfat.com

ساتھ لاتا ہے تاکہ منکرین کے مطالبہ کو پورا کر کے ان کو عاجز کر دے اور خدا پرستی نیز دوسرے محاسن اخلاق کی تعلیم دے اس معجزے سے ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ بعض کاذب اور جھوٹے انسان نبی کے اعلیٰ درجہ کو دیکھ کر خود نبی ہونے کے مدعی ہو جاتے ہیں۔ مگر جب ان سے خارق عادات امور کا ظہور نہیں ہوتا تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ الہام الٰہی ان کی مدد پر نہیں ہے یہ حصول دنیا کے لیے نبی بننے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مامور نہیں کیا (چنانچہ جب سے اسلام آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو خاتم النبیین ہیں اور قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا بہت سے لوگوں نے نبی و مسیح ہونے کا دعویٰ کیا مگر ان کے ساتھ کوئی معجزہ نہ تھا اس لیے ان کا کذب ظاہر ہو گیا۔

اگر نبوت سے پہلے خرق عادت کا ظہور ہوتا ہے تو اسے ارہاص کہتے ہیں اور اگر ولی سے صادر ہو تو کرامت اور عام مومن سے ہو تو معونت کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جس قدر رسول دنیا میں پیدا کئے وہ سب گناہوں سے پاک اور نیک کردار تھے شرک اور کفر تو کجا صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم تھے نیز تمام اخلاقی خوبیوں کے جامع اور خصائص رذیلہ سے بری تھے۔

رسولوں میں کون سب سے افضل ہے

یوں تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار رسول دنیا میں مبعوث فرمائے ہیں جن میں سے بعضوں کے نام قرآن مجید میں مذکور ہیں اور بعضوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ تمام برحق تھے اور ہم کو سب پر ایمان لانا چاہیئے، رسولوں کے مختلف درجے ہیں بعض کو بعض پر فضیلت اور بزرگی ہے ان سب میں خدا کے آخری رسول ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل و اعلیٰ ہیں یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو رسالت عہدہ عطا فرماتا ہے تو اس کے ساتھ خرق عادات یا معجزات کا ہی ظہور ہوتا ہے جس سے منکرین ان کو رسول تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس قدر مشہور رسول گزرے ہیں اور ان کا ذکر قرآن میں پایا جاتا ہے ان میں

Marfat.com

اکثر کے ساتھ معجزات کا ذکر ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا اور ید بیضا، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کر دینا وغیرہ وغیرہ، یوں تو رسولوں کی اخلاقی تعلیم اور معاشرتی زندگی ہی میں ایسے نمونے نظر آتے ہیں کہ وہ بارگاہ ایزدی کے مقرب معلوم ہوتے ہیں مگر مزید برآں معجزات ان کی رسالت کو اور تقویت پہنچا دیتے ہیں اور رسولوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اخلاق فاضلہ اور فضائل حسنہ کے ساتھ ساتھ معجزات عطا فرمائے جن سے تمام منکرین عاجز ہو گئے اور ان کا بیشتر حصہ حلقہ بگوش اسلام بن گیا، ان معجزات میں سے کامل اور قیامت تک باقی رہنے والی نشانی قرآن مجید ہے جس کا خود وجود ہی ایک معجزہ ہے کہ ایک ایسا رسول جس نے ایک حرف کسی انسان سے نہ سیکھا ہو وہ اُمّی ذات فصحائے عرب کے مقابلہ میں ایسی فصیح و بلیغ کتاب پیش کرے جو نہ صرف اولی شان میں اعلیٰ و ارفع ہو بلکہ اس میں اخلاق، تمدن سیاست معاد وغیرہ کے قوانین ایسے اسلوب سے بیان ہوئے کہ عقلائے زمانہ اس سے عاجز و مجبور رہ گئے۔ یہ صاف اور واضح دلیل ہے کہ آپ نبی برحق ہیں اس کے علاوہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ہی آپ کے اور صحابہ کرام کے زمانہ میں جو کچھ پہلے آپ نے اسلام کے متعلق فرمایا تھا۔ اس کا ظہور ہوا، اور تمام دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جس سے ثابت ہوا کہ آپ نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں۔ نیز توریت اور انجیل میں بھی آپ کے متعلق بشارتیں اور آپ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں جو آپ کے رسول اللہ ہونے کا ثبوت دیتی ہیں۔ اب یہ ثابت کرنا باقی ہے کہ آپ تمام رسولوں میں افضل الرسل تھے، بڑی بڑی کتابیں علم کلام میں لکھی ہوئی ہیں، ہر مسئلہ کی تفصیل اور تشریح تو ان ہی سے معلوم ہو سکتی ہے یہ مسئلہ بھی وہیں سے بوضاحت ظاہر ہو سکتا ہے مگر ہم مختصراً کچھ لکھتے ہیں۔

سابقہ رسولوں کی رسالت پر اجمالی نگاہ ڈالی جائے تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ گذشتہ رسول تمام خلق کے لیے نہیں تھے اور نہ ان کی رسالت ہمیشہ کے لیے بلکہ ایک ایک قبیلہ اور

Marfat.com

قوم کے جدا جدا رسول ہوتے تھے اور پھر ان کی رسالت کا زمانہ بھی معین تھا ان کی کتابیں بھی اسی طرح حسب ضرورت مختصر اور مجمل ہوتی تھیں۔ برخلاف اس کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت جن وانس تمام خلق کی جانب تھی اور کسی ایک قوم کے ساتھ خاص نہ تھی اگرچہ آپ کفار قریش کے اندر پیدا ہوئے مگر آپ کی دعوت عامہ مشرق ومغرب اور جنوب وشمال کے تمام جن اور انسانوں کے لیے تھی پھر آپ کی رسالت معین اور مقررہ زمانے کے لیے بھی نہیں بلکہ قیامت تک تمام انسانوں پر خواہ کسی قوم اور کسی ملک کے باشندے کیوں نہ ہوں اسی دین حنیف، ملت محمدیہ کی پیروی لازم اور فرض ہے اب قرآن مجید کو دیکھو تو اس کی جامعیت کا یہ عالم ہے کہ تمام آسمانی کتابوں کا ناسخ اور غیر قابل عمل کر دینے والا ہے دین اور دُنیا کی تمام ضرورتیں جس شرح وبسط کے اس میں بیان کی گئی ہیں سابقہ کتب میں ان کا ذکر موجود نہیں یہ چند مختصر خصائص بیان کئے گئے ہیں مگر ان سے یہی فضیلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر رسولوں پر ثبوت ہوتا ہے وہ کون سی خوبی ہے جو فرداً فرداً تمام رسولوں کا طغرائے امتیاز رہی ہو اور آقائے دوجہاں حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ پائی جاتی ہو اس فضیلت اور جامعیت کو ثابت کرنے کے لیے یہ ایک شعر کافی ہے ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسےٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

غرضکہ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں میں افضل ہیں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے فرق مراتب کا خود ذکر فرمایا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ دوسری جگہ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یوں ارشاد ہوا۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ یعنی اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہوئی۔

جب اُمت افضل ہوئی تو اُمت کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور دیگر رسولوں سے افضل ہوا کیونکہ خود اُمت کی فضیلت رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری پر موقوف

Marfat.com

جب اُمت پیروی رسول کی وجہ سے بہتر ہوئی تو خود اس کا رسول پاک درجۂ رسالت میں دیگر رسولوں سے ضرور افضل ہوا، اس کے علاوہ احادیث میں بھی وارد ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

فضلت علی الانبیاء بست: میں چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دیا گیا ہوں (بخاری مسلم)

نیز فرمایا:۔

اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین: قیامت کے دن تمام نبیوں کا میں امام ہوں گا (ترمذی)

نیز آپ کے مبعوث الی الخلق ہونے کا ثبوت تاریخ اسلام سے بھی مل سکتا ہے کہ:۔
آپ کی رسالت تمام دنیا کے لیے ہے کسی قوم و ملک سے خاص نہیں قرآن مجید میں تو اس دعوت عامہ کا متعدد جگہ ذکر ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

ہم نے تم کو تمام انسانوں کا رسول بنایا ہے اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ میں سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

صحیحین کی حدیث میں فرمایا کہ پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف آتے تھے اور میں تمام لوگوں کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

ان احادیث و آیات سے آپ کا تمام خلق کی طرف مبعوث ہونا ثابت ہو گیا اب آپ کی یہ خصوصیت کہ قیامت تک بھی یہی دین رہے گا اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کو مقبول و منظور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین مقبول اسلام ہی ہے۔

پھر فرمایا:۔

رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ میں نے تمہارے لیے اسلام ہی دین پسند کیا ہے۔

اور فرمایا:۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ: جو اسلام کے سوا دوسرا دین اختیار کرے گا وہ

Marfat.com

مقبول نہ ہوگا۔

اور فرمایا کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ؛

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔"

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی دین اسلام پسند اور مقبول ہے اور اس دین کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کے بعد کوئی رسول اور نہیں آئے گا جب یہی دین اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اس رسول کے بعد کوئی رسول نہ آئے گا تو معلوم ہوا کہ یہ دین کامل اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جامع ہیں اور یہ ایسی خصوصیت ہے کہ انبیاء سابقین میں نہیں پائی جاتی کیونکہ پہلے زمانہ میں ایک کے بعد ایک نبی آتا تھا اور کتاب بھی دوسری آتی تھی مگر اب یہ دونوں سلسلے بند ہو گئے۔ تو ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الرسل ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور خصائص کیا کیا بیان کئے جائیں؟

آپ کی فضیلت میں جو باتیں بیان ہوئی ہیں ان کے علاوہ اور صدہا خصائص ہیں جو آپ صلعم ہی کے ساتھ مخصوص ہیں بعض تو وہ ہیں جو شان محبوبیت کے اظہار کے لیے قیامت سے متعلق ہیں ان کا ذکر احوالِ قیامت میں ہوگا اور بعض خصائص وہ ہیں جن کا ظہور اس دنیا میں بلکہ آپ صلعم کی زندگی کے اندر ہوا ہے منجملہ ان کے ایک خصوصیت معراج شریف کی ہے جو اس طریقۂ خاص سے کسی رسول ؑ کو بھی نہیں ہوئی اس معراج کا تذکرہ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں مفصل موجود ہے قرآن شریف میں صرف اس قدر ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا:

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندۂ خاص کو رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔"

احادیث میں ذکر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری رات کے وقت براق پر سوار کر کے مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک لے جایا گیا اور وہاں سے آسمانوں

Marfat.com

کی جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا سیر کرائی اسی سفر میں آپ نے جنت اور دوزخ کو بھی ملاحظہ فرمایا اور پانچ وقت کی نمازیں وہیں فرض ہوئیں بعض لوگ معراج کا انکار کرتے ہیں۔

کہاں، اسرار الہی در کجا عقل انسانی معراج اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ کا درجہ عطا فرمایا۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ فرماتی ہیں کہ معراج کی رات آپ کا جسم گم نہ ہوا تھا بلکہ روح جسم کے ساتھ ہی تھی اس سے بھی معراج جسمانی کا انکار لازم نہیں آتا۔ پھر یہ کہ قرآن کی آیت میں لفظ فتنہ فرمایا گیا اور خواب میں آسمان پر جانا فتنہ نہیں ہو سکتا ہم سینکڑوں باتیں خواب میں ایسی دیکھتے ہیں جو بیداری میں ناممکن ہوتی ہیں۔ مگر اس خواب کے اظہار پر کوئی تعجب یا انکار نہیں کرتا، کیا سبب ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات کا صبح کو حال بیان کیا تو مکہ میں شور و غل مچ گیا۔ ابوجہل ڈرا ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا آج تمہارے نبی پاک نے ایسی بات کہی ہے کہ تم بھی اس کو باور نہ کرو گے، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے حال سنا تو کہا کہ اگر یہ خبر سچ ہے تو بے شک ایسا ہی ہوا ہوگا اب غور کرو اگر یہ محض خواب ہوتا تو کفار مکہ اس قدر شور و غل کیوں کرتے اور کیوں تکذیب کر کے گمراہی میں گرفتار ہوتے کیا خواب کی باتیں ایسی ہی تعجب خیز ہوتی ہیں اسلامی گمراہ فرقوں میں معتزلہ کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ معراج روحانی یا خواب میں ہوئی اسی گروہ کی تقلید میں سرسید احمد خان صاحب مولوی شبلی اور قادیان کی دونوں جماعتیں معراج کے متعلق یہی عقیدہ رکھتی ہیں۔ مگر جہاں ان لوگوں کا قدرت خداوندی سے منکر ہونا پایا جاتا ہے وہیں ان کو رسول اللہ اور صحابہ رسول اللہ اور تمام راویوں کا دروغ گو ہونا ماننا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گمراہی سے محفوظ رکھے۔ اگر آپ معراج شریف کا واقعہ تفصیل سے دیکھنا چاہتے ہیں تو نظام مصطفٰے کا پیغام عیاں کا مطالعہ کیجئے

Marfat.com

ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سلسلۂ رسالت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام کر دیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اس کا کچھ ذکر سطور بالا میں گذر چکا ہے مزید تشریح اور کی جاتی ہے، قرآن مجید کی وہ آیت جو پہلے لکھی جا چکی ہے۔ اس میں خاتم النبیین کا لفظ آیا ہے خاتم (بفتح تا) کے معنے مُہر کے ہیں یعنی آپ کی ذات سلسلۂ رسالت و نبوت کے لیے مثل مہر کے ہے جس طرح کسی مضمون کے آخر یا کسی چیز کو بند کر کے اس کے مُنہ پر مُہر لگا دیتے ہیں کہ اس کے بعد دوسرے مضمون کی گنجائش اور ضرورت نہیں رہتی اور نہ مُہر لگنے کے بعد اس چیز کو کھول سکتے ہیں اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مضمون رسالت یا خزانۂ احکام الٰہی کے لیے مثل مُہر کے ہے کہ آپ کے بعد کسی نبی و رسول کی ضرورت ہی نہیں بعض قاریوں نے خاتم بکسر تا پڑھا ہے، تب تو صاف یہ معنے ہوئے کہ آپ سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں، قرآن مجید کی تائید کے لیے کچھ احادیث بھی درج کی جاتی ہیں جن کے بعد آیت کی اور کچھ تاویل ہو ہی نہ سکے گی صحاح ستہ میں متعدد طریق سے روایت کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

لَا نَبِیَّ بَعْدِی — میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ختم بی الرسل — مجھ پر رسالت ختم ہو چکی ہے۔

اور بہت سی حدیثیں متحد المعنی مروی ہیں اسی لیے تمام اُمت کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا پس جو شخص آپ کو خاتم النبیین نہ سمجھے وہ کافر اور خارج از اسلام ہے کیونکہ اس نے قرآن و حدیث اور اجماع اُمت کا انکار کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت ہوا اور آپ صلعم کے بعد بہت سے کاذب نبی ہونے کے مدعی ہوئے لہٰذا ہر مسلمان پر یہ عقیدہ لازم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا البتہ آپ کی اُمت میں مجدد ہوں گے جو مسلمان کی اصلاح کریں گے۔ باقی حضرت امام مہدی اور حضرت عیسٰی بھی آپ ہی کی اُمت میں ہوں گے ۔

Marfat.com

ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ غیب کی باتیں جانتے ہوں یوں تو ہر رسول نے آخرت کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب غیب میں داخل ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ افضل الرسل ہیں اس لیے غیب کی باتوں کے جاننے میں بھی آپ کی ذات خاص ہے بعض لوگ قرآن مجید کی بعض آیتوں سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے سوا دوسرے کو نہیں ہو سکتا، مگر خود قرآن میں ایسی آیتیں موجود ہیں جو رسولوں کے لیے بھی غیب کی باتیں ثابت کرتی ہیں، چنانچہ قرآن حکیم میں ہے اور اللہ کی شان نہیں ہے کہ تم کو غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے (پ۴ س۳ ع۱۹)

دوسری جگہ ارشاد ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (پ۲۹ س۵ ع۲) مگر دراصل غلط فہمی معلوم ہوتی ہے ورنہ رسولوں سے غیب کی باتوں کو جدا کر لیا جائے تو ان کی بہت بڑی خصوصیت دور ہو جائے اللہ تعالیٰ کا الہام اور وحی الٰہی کا جس پر نزول ہوتا ہو کیا اس کا سینہ فیض گنجینہ اسرار الٰہی سے محروم ہوگا۔ ان ہی رموز ربانی کے جاننے کا نام غیب ہے ورنہ رسول کی ایک خاص امتیازی شان مٹ جائے گی۔ اس لحاظ سے ہمارے خیال میں تو کوئی شخص بھی انکار نہ کرے گا ہاں رسولوں کو غیب کی باتیں جاننے والے سمجھنے میں ایک خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے لیے ذاتی ہے یعنے کسی کا دیا ہوا نہیں برخلاف اس کے رسولوں کا عطائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مطلع کر دیا ہے اور دوسرے لوگ اس سے بے خبر ہیں جو لوگ اس خیال سے کہ خدا و رسول کا علم برابر ہو جائے گا رسولوں کے علم کی نفی کرتے ہیں ان کو اس نکتہ پر غور کرنا چاہیے ورنہ خدا اور رسول کے علم کی مساوات کے وہم سے وہ ان آیتوں کا انکار کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم غیب کی باتوں کو جس رسول پر چاہتے ہیں ظاہر کرتے ہیں اور آیتوں کے انکار سے کفر لازم آنے سے حسن ظن کی بجائے گناہ عظیم کے مرتکب ہوں گے پس ان کو انکار کی بجائے یوں کہنا چاہیے کہ حقیقی اور ذاتی علم غیب تو اللہ تعالیٰ کو ہے باقی رسولوں کو علم اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا اور

Marfat.com

محدود ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود ہے اس صورت میں مساوات بھی نہ ہوگی اور آیتوں کا انکار بھی لازم نہ آئے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ یاد رکھئے کہ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے درمیان اور سینکڑوں انبیاء گذرے ہیں جن کی تعداد معلوم نہیں مگر سب پر ایمان لانا اور ان کو برحق جاننا لازم ہے ان کے نام لیتے وقت علیہ السلام کہنا چاہیئے۔

اولیاء اللہ جس طرح پیغمبروں سے خرقِ عادت کا ظہور ہوتا ہے اور جس طرح بندوں میں نبی خدا کا مقرب ہوتا ہے اسی طرح ہر نبی کی اُمت میں سے بعض بعض لوگ روحانی و ایمانی کمالات کے سبب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو جاتے ہیں۔ اور نبوت کے ظلِّ حمایت میں ان کو بڑی بڑی قوتیں عطا ہوتی ہیں ان لوگوں کو اولیاء، اور ان کی قوتوں کو کرامت کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اُمت میں صدہا اولیاء گذر چکے ہیں جن کو خرق عادت کی طاقت عطا ہوئیں اور آیندہ قیامت تک ایسے لوگ ہوتے رہیں گے پس ان کی کرامات اور ان کا وجود برحق ہے نہ ولی کی ولایت کا انکار کرنا چاہیے اور نہ اُن کی کرامت کا منکر بننا چاہیئے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ جیسے وہ اپنے پیغمبروں سے معجزات ظاہر کرتا ہے، اولیاء اللہ سے کرامت کا اظہار فرماتا ہے جس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس کی کرامت کو دیکھ کر غیر قومیں اس کے نبی کی صداقت کے قائل ہوتے ہیں اور خود ولی اللہ تعالیٰ کے انعامات خصوصی سے کثرت عبادت و ریاضت کا خوگر بنتا ہے۔ نیز جن کے دلوں میں قدرت خداوندی کی طرف سے بدظنی اور شکوک ہوتے ہیں کرامات اولیاء ان کے قلوب کا تزکیہ کرتی ہے، اور ان کو ایقان کی دولت عطا کرتی ہے یہ کرامتیں قرآن مجید میں بھی مذکور ہیں کہ بعض وہ لوگ جو نبی اور رسول نہ تھے مگر ان سے خرق عادت کا ظہور ہوا۔ مثلاً حضرت مریم کے پاس بے موسم کا کھانا آنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ان کے وزیر کا تخت بلقیس کو فوراً لے آنا۔ نیز احادیث میں متعدد صحابہ کی کرامتیں مذکور ہیں

Marfat.com

اس کے علاوہ اولیا کی کرامتیں اس قدر چشم دید اور معتبر کتابوں میں درج ہیں کہ ان کا انکار نہیں ہوسکتا۔

کرامت پر یہ شبہ کرنا کہ معجزہ اور کرامت کی ایک سی صورت ہوتی ہے اس لیے نبی اور ولی میں فرق نہ رہے گا بالکل فضول ہے کیونکہ ولی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ وہ جس نبی کی اُمت میں ہوتا ہے اپنے کو اس نبی کی شریعت کا پیرو رکھتا ہے اور معجزہ میں نبوت کا دعویٰ ضروری ہے اور خاص کر اسلام کے بعد تو یہ شبہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ پیغمبر اسلام خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ پس اگر کوئی شخص کرامت دکھا کر نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا تو اس کی نبوت کجا ولایت بھی ثابت نہ ہوگی بلکہ وہ گمراہ اور قرآن وحدیث و اجماع اُمت کا منکر ہوگا جو اسلام سے بھی خارج ہوگا ان اولیاء کے مراتب بھی مختلف ہوتے ہیں بعض قطب بعض ابدال بعض اوتار ہیں اور کوئی ولی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ اولیاء کے تمام کمالات طفیل نبوت ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور وہ بھی وہی دعائیں کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے جب پیغمبر بھی پابند ہوتے ہیں تو کوئی ولی خواہ وہ کتنا ہی بزرگ کیوں نہ ہو جائے احکام الٰہی سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا، جو شخص اپنے کو ولی سمجھ کر فرض خداوندی سے بری سمجھے وہ ولی نہیں بلکہ شیطان ہے۔ ہاں جو مجذوب ہو کہ اس کی عقل وتمیز جاچکی ہو وہ مجبور ہے۔

کتب الٰہیہ جو کتابیں کہ رسولوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں ان کی تعداد مختلف صحیفے بہت سے نازل ہوئے مگر جو مشہور کتابیں ہیں ان کے نام یہ ہیں توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر انجیل حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر اور قرآن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوا۔

بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے سب سے اوّل توریت کا نزول ہوا۔ اس کے بعد زبور نازل ہوئی مگر اس میں توریت کے احکام بدستور قائم رہے مگر جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پر انجیل نازل کی گئی تو اس میں توریت کے مشکل اور دشوار احکام منسوخ ہو گئے۔

Marfat.com

یہود اور نصاریٰ کس نبی کی اُمت ہیں؟ جن لوگوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام اور انجیل کو نہ مانا بلکہ توریت پر قائم رہے وہ تو یہود کہلاتے ہیں اور جن لوگوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو نبی تسلیم کیا مگر حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہو گئے ان کو نصاریٰ کہتے ہیں۔

قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ ہم معجزہ کی بحث میں لکھ آئے ہیں کہ پیغمبر کی رسالت کا سب سے بڑا ثبوت معجزات سے ہوتا ہے کہ منکرین اس کے سامنے عاجز رہ جاتے ہیں قرآن مجید بھی دیگر معجزات کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے جس نے فصحائے عرب کو اپنی فصاحت و بلاغت کے سامنے مجبور کر دیا تھا، جہاں قرآن مجید سے یہ ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں وہیں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی کی تائید کے لیے معجزہ بن کر ظاہر ہوا قرآن مجید کا صرف یہی اعجاز نہیں ہے کہ ادبی حیثیت سے تمام دنیا کی کتابوں پر فضیلت رکھتا ہے۔ بلکہ اس کی اخلاقی معاشرتی سیاسی تعلیمات خود اس امر کی دلیل ہیں کہ وہ کلام الٰہی ہے جب کفار نے اس کے منزل من اللہ ہونے کا انکار کر دیا تو خود قرآن حکیم نے اپنے کلام الٰہی ہونے کا اس طرح دعویٰ کیا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ط

"اگر تم اس (کتاب) میں شک کرتے ہو جو ہم نے اپنے بندے (خاص محمدؐ) پر نازل کی ہے تو اس جیسی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ اور خدا کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پس اگر ایسا نہ کر سکو اور (در اصل تم نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو منکرین کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

تاریخ شاہد ہے کہ اس دعویٰ کا جواب کسی سے نہ ہو سکا حالانکہ بڑے بڑے فصیح و

Marfat.com

بلیغ علماء موجود تھے مگر قرآن مجید کی ایک آیت بھی کسی سے نہ بن سکی اور سب قرآن کو خرق عادت سمجھنے لگے اس فصاحت کے علاوہ آخرت اور غیب کی خبریں قرآن میں پائی جاتی ہیں جن سے اس کا کلام ہونا ظاہر ہوتا ہے اگر قرآن کے اس حصہ پر نظر ڈالو جو سیاست ملک اور تدبیر منزل سے متعلق ہے تو آپ کو ایسے احکام ملیں گے کہ عقلاء زمانہ اور حکمائے وقت کے دماغ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ طہارت ظاہری کی اس قدر مکمل تعلیم اس میں موجود ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اور مذہب میں ایسی طہارت نہیں ملتی اور باطنی طہارت بھی ایسے طریقے سے بیان کی گئی ہے کہ انسان کیسا ہی خونخوار و بے رحم بد اخلاق ہو مگر قرآن کی اخلاقی تعلیم ان برائیوں کی جگہ اس انسان میں فرشتہ خصلتی اور نیک نیتی کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے اور سب سے بڑھ کر قرآن حکیم کے کلام الٰہی ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ جس ذات گرامی پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے اس کی حالت یہ تھی کہ نہ تو کسی درس گاہ نے اس کو علم سکھایا اور نہ کسی دانشمند اور تعلیم یافتہ شخص کی صحبت میں رہے وہ محض اُمّی تھے، خود اُن کا ملک علم و فن کا مرکز نہ تھا بلکہ عرب کی خونریزی سفاکی مشہور عالم تھی پھر ایسے شخص پر ایسی کتاب نازل ہوئی کہ اس نے علم و حکمت، اخلاق و معاشرت تہذیب و تمدن کے وہ سرچشمے جاری کیے کہ دُنیا حیرت زدہ رہ گئی اور آج تک قرآن حکیم کا ہر لفظ انسانی تہذیب و ترقی کا راستہ کھول رہا ہے۔ پس ایسی کتاب اُمّی شخص تصنیف کر سکتا ہے؟ نہیں نہیں بلکہ یہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں حکمت دانائی کی جو نہریں جوش زن ہیں اور جس کی تعلیم نوع بشر کو اعلیٰ درجۂ ارتقاء پر پہنچا چکی اور پہنچا دے گی اس موضوع پر بڑی بڑی دلیلیں قائم کی گئی ہیں جو طویل ہیں ہم نے مختصر لکھا ہے اور یہ ہی کافی ہے۔

قرآن شریف کس طرح نازل ہوا! اس کی بھی تشریح بیان کرتے ہیں۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچپن ہی سے یاد الٰہی کے شوقین اور بت پرستی سے متنفر تھے جب وقت ملتا تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور کئی کئی روز کا کھانا ہمراہ

Marfat.com

لے کر جنگل میں تشریف لے جاتے اور حرا پہاڑ کے غار میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے جب عبادت کرتے ہوئے آپ کی عمر مبارک ۴۰ سال کو پہنچی تو اسی غار میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی لے کر نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ پڑھیئے آپ نے بھی وہی جواب دیا جب تیسری بار کہا کہ پڑھیئے تو آپ نے فرمایا کیا پڑھوں؟ اس پر حضرت جبرئیلؑ نے یہ آیت پڑھی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ سب سے پہلے یہ ہی آیتیں نازل ہوئیں جب وحی آچکی تو آپ غار حراء سے باہر تشریف لائے آپ کا جسم لرز رہا تھا اسی حالت میں آپ مکان پر پہنچے حضرت خدیجہؓ اپنی بیوی سے فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو انہوں نے کمل اڑھا دیا۔ جب کچھ سکون ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ آپ خوف نہ کریں آپ تو سب کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں غریبوں اور محتاجوں کو خیرات دیتے ہیں یتیموں کی پرورش کرتے ہیں بیواؤں کی مدد کرتے ہیں آپ کے وعدے سچے ہیں اور ہمیشہ سچائی اور انصاف کی حمایت کرتے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی ان باتوں سے آپ کو تسلی ہوئی پھر آپ نے فرشتے کے آنے اور وحی نازل ہونے کا حال بیان فرمایا، حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں یہ عیسائی مذہب کے پیروکار تھے اور عبرانی زبان جانتے تھے اور توریت و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے ان سے حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ بھائی ذرا اپنے بھتیجے کی بات تو سنو ورقہ بن نوفل نے دریافت کیا کہ آپ نے کیا دیکھا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کے آنے اور وحی لانے کا واقعہ بیان فرمایا ورقہ بن نوفل نے کہا یہ تو وہ خدا کا رازدار فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تم کو تمہاری قوم یہاں سے نکال دے گی آپ نے فرمایا کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی؟ ورقہ بن نوفل نے کہا ہاں جب کسی شخص کی زبان سے ایسی بات نکلی ہے

Marfat.com

جو تم کہتے ہو تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تمہاری ضرور مدد کروں گا اس گفتگو کے بعد آپ واپس آ گئے پھر چھ ماہ تک کوئی آیت نازل نہ ہوئی۔ اس کے بعد سورۂ مدثر اُتری اور پھر مسلسل وحی آنے لگی تیرہ برس تک آپ کا مکہ میں قیام رہا اور حسب ضرورت وحی آتی رہی اسلام کے حلقہ میں بھی لوگ آنے لگے، مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ اور لڑکوں میں حضرت علی رضؓ ایمان لائے غرضنکہ حسب ضرورت قرآن حکیم نازل ہوتا رہا اور ۲۳ سال میں پورا قرآن اتر آیا اور اسلام دور دور پھیل گیا، نزول قرآن کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت ہے، کہ رمضان میں لیلۃ القدر کو کل قرآن لوح محفوظ سے آسمان دُنیا کی طرف نازل کیا گیا اور وہاں بیت العزت میں رکھا گیا اور حضرت جبرئیل نے وہاں کے فرشتوں کو لکھوا دیا پھر تھوڑا تھوڑا ۲۳ برس میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اور شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

قرآن شریف کی موجودہ ترتیب لوح محفوظ کے موافق ہے۔ لوح محفوظ میں قرآن حکیم کی بھی ترتیب جواب موجود ہے یعنے سب سے پہلے سورۂ بقرہ وغیرہ وغیرہ مگر آیات کا نزول اس ترتیب سے نہ تھا اسی لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول وحی کے بعد کاتبوں کو حکم فرماتے کہ فلاں آیت کو فلاں سورۂ میں لکھ دو۔ پس کاتب جو آیت جہاں کی ہوتی وہیں تحریر کر دیتے۔ امام احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی نے بھی روایت کیا ہے کوئی آیت یا سورۂ ایسی نہیں جو لوح محفوظ کی ترتیب کے خلاف ہو، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں تمام قرآن باترتیب لکھا جا چکا تھا اور بہت سے حافظوں کو زبانی بھی یاد ہو گیا تھا اور انہوں نے اپنے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا بھی دیا تھا مگر کسی وجہ سے ایک جلد میں جمع نہ ہوا تھا، مگر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک جنگ کے اندر بہت سے حافظ قرآن شہید ہو گئے تو اندیشہ ہوا کہ اگر اسی طرح

Marfat.com

اور حفاظ شہید ہوئے تو قرآن ناقص ہو جائے گا کیونکہ قرآن حافظ کی زبان اور حافظہ پر تھا اس اندیشہ کو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے گوش گزار کر کے قرآن کو یکجا جمع کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہی میں یہ ایک جگہ جمع نہ ہوا تو اب یہ نیا کام کیسے ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ واللہ اس میں بہت سے مصالح ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اس مشورہ پر غور کیا تو ان کو بھی اس میں بھلائی نظر آئی، انہوں نے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کاتب وحی سے رائے لی تو وہ بھی مخالف ہوئے مگر جب ان پر بھی مصلحتیں منکشف ہوئیں تو وہ بھی ہم خیال ہو گئے آخر جن لوگوں کے ہاں قرآن کے متفرق اجزاء تھے وہ سب طلب کئے گئے اور سب کو ملا کر قرآن کو ایک جگہ قلمبند کر دیا گیا۔ ابوداؤد میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم مسجد نبوی کے دروازہ پر بیٹھ گئے اور جو شخص دو گواہ لاتا تھا کہ یہ قرآن کی آیات ہیں تب اس کو جمع کرتے تھے۔
ابن حجر فرماتے ہیں کہ دو گواہ کتابت اور حافظہ کے ہوتے تھے یعنے جس کی یاد بھی اچھی ہو اور وہ اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کا لکھا ہوا کہے تب اس کو لکھتے تھے۔ غرض کہ نہایت انتظام اور اہتمام کے ساتھ قرآن مجید لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق جمع کیا گیا جو اسی طور پر آج تک موجود ہے۔

جبکہ قرآن شریف لوح محفوظ کی ترتیب کے موافق جمع کیا گیا ہے تو قرات میں اختلاف کیوں ہے اور سات قرائتیں کیسے پیدا ہو گئیں؟ یاد رکھیئے کہ سات قرائتوں کا ہو جانا ترتیب کے خلاف نہیں ہے اوّل تو ان سے معنے مختلف نہیں ہوتے دوسرے یہ قرائتیں خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ ترمذی اور بخاری وغیرہ میں تصریح ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ سے فرمایا کہ میری اُمت میں اَن پڑھ اور ضعیف العمر غلام اور اُمی سب قسم کے لوگ ہیں جواب ملا کہ قرآن سات

Marfat.com

حرف پر نازل ہوا ہے عرب کے مختلف قبائل اپنی اپنی طرز اور محاورے کے مطابق قرآن کو پڑھ سکتے ہیں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو عراق کے بعض لوگوں نے بعض الفاظ کی قرأت میں بہت اختلاف کیا اور اپنے محاورات کو قرآن میں داخل کرنے لگے اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا قرآن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے طلب کیا اور حضرت زید بن ثابت انصاری اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبداللہ بن حارث اکابر قریش رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے فرمایا کہ تم اس قرآن سے چند نقلیں کرو اور جس لفظ میں زید بن ثابت اور تم میں اختلاف ہو اس کو اپنے محاورہ کے مطابق لکھو، اور قبائل کے محاورات کو چھوڑ دو کہ قریش کی زبان معتبر ہے پس سات نقلیں کرا کے تمام ممالک میں بھیج دی جائیں اور وہ نقلیں جن میں محاورات کا اختلاف تھا ضائع کر دیئے گئے تاکہ ہمیشہ کے لیے قرأت کا اختلاف مٹ جائے یہ اختلاف قرأت کا دروازہ ایسی دانشمندی اور احتیاط سے بند ہوا کہ آج تک باوجود صدیاں گزرنے کے قرآن مجید اسی ترتیب اور ان ہی قرأتوں پر قائم ہے ان قرأتوں کے خلاف قرآن کو پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ یہ قرأتیں حضرت جبریل کی تعلیم کردہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم فرمائی ہوئی ہیں اب ان میں سے جس جگہ جو قرأت رائج ہے وہاں اسی کو پڑھنا چاہیئے تاکہ لوگ دوسری قرأتوں کو نئی سمجھ کر انکار نہ کر دیں۔ ہمارے ملک میں قرأت عاصم بروایت حفص کا رواج ہے۔ اسی سے پڑھنا چاہیئے۔

کیا قرآن شریف نے توریت انجیل وغیرہ کو ناقابل عمل کر دیا ہے یا ان پر اب بھی عمل ہو سکتا ہے

درحقیقت قرآن مجید نے ان کتابوں کا بالکل تو منسوخ نہیں کیا ہے، جو قصص اور احکام کہ قرآن کے موافق

Marfat.com

ان کتابوں میں موجود ہیں وہ تو صحیح ہیں اور جو احکام وغیرہ قرآن سے مخالف ہیں وہ منسوخ ہیں باقی پوری کتابیں منسوخ ہیں لیکن یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں بہت کچھ ردوبدل اور تحریفیں کی ہیں اس لیے جو مسائل کہ توریت وانجیل میں قرآن کے مطابق ملیں گے، ہم ان کی تصدیق کریں گے اور مخالف کو ان کی تحریفات سے تصور کریں گے اور اگر ایسے مضامین پائے جائیں جو قرآن کے نہ موافق ہوں اور نہ مخالف تو ہم تصدیق و تکذیب کچھ نہ کریں گے۔

کیا قرآن میں بھی کوئی تحریف ہوئی ہے یا ہو سکتی ہے؟

یہ حضورؐ کا معجزہ ہے کہ اسلام چودھویں صدی سے گذر چکا ہے مگر اب تک ایک حرف بھی اس میں سے ردوبدل نہیں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں جس طرح نازل ہوا تھا بعینہ اسی طرح موجود ہے اور آئندہ بھی قیامت تک اس میں ردوبدل ناممکن ہے۔ اور کتابوں کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ نہیں لیا تھا۔ اس لیے ان میں تحریف ہو گئی مگر قرآن مجید کے لیے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ بیشک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

پس قرآن مجید میں کبھی تحریف نہیں ہوگی اور نہ کسی میں یہ طاقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کی حفاظت کرے کوئی اس کو ضائع کر دے جو شخص قرآن میں ایک لفظ کی کمی کا بھی قائل ہو وہ اس آیت کا منکر ہوگا پس قرآن پورا موجود ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ حق ہے اور اس کے خلاف درست نہیں اور جو معانی کہ اس کی ظاہر عبارت سے سمجھے جاتے ہیں وہی حق ہے ان کے برعکس کچھ اور معنے کرے گمراہی اور الحاد ہے۔

اسلام کے گمراہ فرقے معتزلہ وغیرہ نے قرآن کے ظاہری الفاظ کو تاویل کر کے ردوبدل کیا ہے اور معجزات کے منکر ہو گئے ہیں اس زمانہ میں بھی بہت سی جماعتیں اسی

Marfat.com

الحاد میں گرفتار ہیں کہ وہ قرآن کی سینکڑوں آیات کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر تاویل سے دوسرے معنے کرتے ہیں جس سے معنوی تحریف کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی گمراہی اور ایسے گمراہوں کی عقیدت سے محفوظ رکھے۔

قرآن میں ناسخ اور منسوخ آیات بھی ہیں؟ اس کی بھی تشریح بیان کر دیتے ہیں

قرآن میں ناسخ اور منسوخ آیتیں موجود ہیں مگر منسوخ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آیت باطل ہو گئی اور ناسخ آیت اس کی جگہ نازل ہوئی بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم ایک خاص وقت تک کے لیے تھا جس کی مدت ظاہر نہیں کی گئی تھی۔ جب اس کی میعاد منقضی ہو گئی تو دوسرا حکم اس جگہ آ گیا جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا حکم اٹھ گیا اور دوسرا آ گیا حالانکہ ناسخ سے منسوخ کے وقت کا پورا ہو جانا بتایا گیا ہے اور یہی مطلب ناسخ و منسوخ کا ہے ورنہ کلام الٰہی میں باطل ہونے کا جھگڑا نہیں۔

قرآن مجید میں متعدد جگہ الٓمٓ وغیرہ حروف آئے کیا ان کے معنے کچھ ہیں یا نہیں

ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بالکل مہمل اور بے معنے ہیں قرآن شریف کلام الٰہی ہے اس لیے ایسے عیوب سے پاک ہے جو لوگ ان حروف کو بے معنے سمجھتے ہیں وہ کلام الٰہی میں عیب لگاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان حروف کے ضرور کچھ نہ کچھ معنی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا مگر کسی مصلحت سے اہل اُمت پر یہ راز ظاہر نہ کیا بعض لوگوں نے ان حروف کے معانی کئے ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ان حروف کے متعلق یہ لکھا ہے" یہ یقینی امر ہے کہ اللہ تعالے کا کلام لغو اور بیہودہ نہیں ہو سکتا وہ بے معنی الفاظ سے پاک ہے جو جاہل کہتے ہیں کہ ان حروف کے کچھ معنی نہیں وہ بالکل خطا پر ہیں ان کے کچھ نہ کچھ معنے یقیناً ہیں۔

Marfat.com

اگر کسی شخص پر کسی قول کی دلیل کھل جائے تو خیر وہ اسے مان لے ورنہ بہتر یہ ہے کہ ان حروف کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان لائے اور یہ جانے کہ ان کے ضرور معنے ہیں جو اللہ و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو معلوم ہیں اور ہم پر ظاہر نہیں ہوئے۔

قرآن شریف میں بعض آیتوں کو محکم اور بعض کو متشابہ کہا ہے اسکا مطلب کیا ہے؟

قرآن مجید میں بعض وہ آیات ہیں جن کو ہم سمجھ سکتے ہیں اور بعض وہ کہ ان کا مطلب ہماری فہم سے بالاتر ہے پس پہلے درجہ کی آیات کو محکم اور دوسری قسم کو متشابہ کہتے ہیں قرآن مجید میں جہاں اس قسم کے الفاظ ہیں کہ ان کی حقیقت اور ان کا مطلب ہماری سمجھ میں نہ آسکے ان کو متشابہ سمجھ کر ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ ان کا مطلب ضرور ہے لیکن ہماری فہم کی رسائی ان کی اصلیت تک نہیں ایسے الفاظ میں غور و فکر کرنا کبھی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچا سکتا بلکہ شک اور بدگمانی میں گرفتار کرتا ہے چنانچہ ان آیات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران کے پہلے ہی رکوع میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے تم پر یہ کتاب نازل کی اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں جو کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ آیات ہیں جن کے معانی میں اشتباہ ہے پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی پیدا کرنے اور تاویل ڈھونڈھنے کے لیے اور ان کی صحیح تاویل اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے وہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے ان آیات سے معلوم ہوا کہ متشابہ آیتوں کی تاویل و توجیہ میں وہی لوگ رہتے ہیں جن کے قلوب گمراہی سے تاریک ہو جاتے ہیں اور چونکہ آیتوں کا صحیح مطلب معلوم نہیں ہوتا ہے اس لیے حسب منشا جو معنے چاہتے ہیں گھڑتے ہیں اور کجروی کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں پس مومن اور صراط مستقیم پر قائم رہنے والے کو ان آیات کے متعلق یہی اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ متشابہ آیات کی حقیقت اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہے ہمارا ایمان ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر نازل کی گئی ہیں۔

Marfat.com

حضور رحمت دو عالم اللہ تعالےٰ کے کامل ترین مظہر اور نورِ ذاتی ہیں۔

افکارِ زریں

ارشادِ حق تعالیٰ ہے: وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور آپ (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) انھیں (یعنی منکرین و مشرکین کو) دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ آپ کو نہیں دیکھتے۔

اس آیت کریمہ میں دیکھنے کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ (اول) منکرین و مشرکین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ظاہر کو دیکھنا اور اُسے بھی محض ایک معمولی انسان کا ظاہر سمجھنا (دوم) حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر۔ یعنی آپ کا دیکھنا منکرین و مشرکین کو بحالت مذکورہ۔ (سوم) ایمان و بصیرت کی نظر سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ باطن کو دیکھنا۔ (اور اس طرح دیکھنے کی ضرورت و اہمیت)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر روح البیان' عارف باللہ علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"نقل ہے کہ سلطان محمود غزنوی حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوا ایک ساعت بیٹھ کر عرض کی کہ یا شیخ آپ حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

حق میں کیا فرماتے ہیں۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' وہ ایسا مرد ہے کہ جس نے اُسے دیکھ لیا ہدایت پائی اور سعادت حاصل کی جو مخفی نہیں۔ محمود نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ ابوجہل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سعید نہیں ہوا اور شقاوت سے خلاصی نہ پائی۔ تو شیخ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہیں دیکھا بلکہ اس نے حضرت عبداللہ کے یتیم کو دیکھا اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا تو شقاوت سے نکل کر سعادت میں داخل ہو جاتا۔ پھر شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے مصداق اللہ تعالے کا یہ قول ہے وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۔

اور (اے محبوبؐ آپ انہیں (یعنی منکرین اور مشرکین کو)

دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ وہ آپؐ کو نہیں دیکھتے۔ ...... پس ظاہری آنکھ سے دیکھنا اس سعادت کا موجب نہیں ہے۔ بلکہ باطن اور دل کی آنکھ سے دیکھنا اس سعادت کا باعث ہے۔ تو جس نے بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کو دل کی آنکھ سے دیکھ لیا وہ سعادت سے مشرف ہوا۔

برائے دیدن روئے تو چشم دیگرم باشد
کہ ایں چشمے کہ من دارم جمالت را نمی شاید

؎ یعنی آپ کا چہرہ دیکھنے کے لئے مجھے دوسری آنکھ چاہیے۔ کیونکہ یہ آنکھ جو میں رکھتا ہوں آپ کے دیدار کے لائق نہیں ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خوشخبری

Marfat.com

ہے واسطے اس شخص کے جس نے مجھے دیکھا اور واسطے اس کے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور واسطے اس کے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ جیسا کہ تحقیق العارفین ترجمہ رسالہ رضیہ مصنفہ کاشفی میں ہے۔

ناچیز مصنف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ باطن کی آنکھ سے دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات حقیقت باطنی کو سمجھ کر ان پر ایمان محکم رکھا جائے۔ محض ظاہری کمالات کو نہ دیکھا جائے۔ چنانچہ ہر دور کی طرح آج بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ بصیرت سے دیکھنے والے کم اور آپ کو حضرت عبداللہ کے یتیم کی حیثیت سے دیکھنے والے زیادہ ہیں۔ اگر وہ ذرا بلند اڑے تو آپ کو "کمالات بشری" کی اعلیٰ ترین منزل پہ دکھا کر ٹھہر گئے۔ گویا کمالات بشری ہی آپ کے کمالات کی انتہا ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ آپ کے کمالات بشری کے قائل تو کثیر التعداد کفار و مشرکین اور ذی علم مستشرقین بھی ہیں۔ البتہ وہ آپ کی رسالت اور ماوراء البشری حیثیت کے منکر ہیں جسے حقیقت محمدی کہا ہے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی بھی حضور آقائے دو جہاں کے اخلاق حسنہ اور سیرت مقدسہ کے تو قائل تھے مگر آپ کو نہ رسول اللہ مانتے تھے نہ آپ کے نور من نور اللہ ہونے کے قائل تھے۔ اسی لئے نہ معجزات دیکھ کر ایمان لائے نہ معراج مبارک کو حق سمجھا۔

چنانچہ اس معاملہ میں مذکورہ بالا منکرین و مشرکین اور ان "مسلمانوں" میں کیا فرق و امتیاز رہ سکتا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے صرف "کمالاتِ بشری" کے قائل ہیں۔ کلمہ توحید لاالٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے صحیح مفہوم پر ایمان رکھنے والوں کی روحانی بلندیاں تو عالم ملکوت سے بھی اوپر پہنچتی ہیں۔ یعنی وہ تمام "عوالم" سے گزر کر اللہ سے واصل ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنے اور تمامی مخلوق کے آقا و مولا۔ سید النبیین و المرسلین، رحمۃ اللعالمین، نورٌ من نورِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کو عالم ناسوت تک ہی کس طرح محدود سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کی حقیقتِ کاملہ، جملہ اوصاف کمالی کے ساتھ موصوف، جلال و جمال کی جامع، اللہ بزرگ و بلند کی صفتوں سے آراستہ، ذاتِ الٰہی کے نور سے ازل سے ابد تک مشرف یعنی خود نورِ حق، کمالاتِ حقی و خلقی پر محیط، اور وجود میں ہر فضیلت کو صورت و معنیٰ حکم و عین، غیب و شہادت اور ظاہر و باطن میں پورے طور پر حاصل کرنے والی ہے۔" الناموس الاعظم از عارف حقانی سید عبدالکریم الجیلانی قدس سرہ)

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ عالم انسانیت کو ایک مرکزِ امن پر مجتمع رکھنے اور اسے ایک راہِ امن پر چلا کر عافیت درست کرنے کے لئے جو دین آیا اسے اختیار کرنے والوں نے رفتہ رفتہ اس کی روح ہی ختم کر دی اور جو برگزیدہ ترین ہستی، سید الانبیاء و مرسلین بن کر اس دین امن و سلامتی کا تحفہ لے کر آئی امت کے بعض بدعقیدہ علماء نے اس محسنِ اعظم انسانیت، علم بردار امن و سلامتی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوصاف محامد کو جو خود اللہ تبارک و تعالیٰ کے بیان کردہ ہیں دنیا سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش ہی کو ایمان سمجھا اور ان محبوبِ رب العالمین

Marfat.com

کے ادب و احترام کو ختم کر دینے کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر رہے ہیں۔
یہ بے ادب اتنا بھی نہیں سوچتے کہ بعض اقوام اپنے پیشواؤں کو (جن کے نام قرآنِ پاک کے پیغمبروں کی فہرست میں نہیں ہیں) "پیغمبر" کہہ کر انھیں آسمان پر چڑھا رہے ہیں اور ان میں کسی عیب یا نقص کے قائل نہیں (بلکہ اکثر "فراخ دِل مسلمان" بھی اُن کی ہمنوائی کرتے ہیں) لیکن مقامِ عبرت ہے۔ کہ مسلمانوں ہی کے بعض فرقے اپنے سچے برگزیدہ اور کامل و اکمل نبی بلکہ انبیاء و مرسلین کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بشر ثابت کرنے میں اپنی تمام قوتیں صرف کر رہے ہیں اور قدم قدم پر اس ذات ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کو "بدعتی" اور پرستارانِ کفر و شرک کہتے نہیں شرماتے۔
ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی اور بے حرمتی کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا بالخصوص اگر ایسی بے ادبی یا بے حُرمتی خود ان کی زبان یا قلم یا افعال سے ہو رہی ہو (اللہ نے جس کے سر پر لولاک لما خلقت الافلاک کا تاج رکھا ہو اور جس کی شان میں مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ہی نہیں پورا قرآن پاک نازل فرمایا ہو اپنے اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کس طرح معاف کر سکتا ہے۔ انھیں معاف کرنا یقیناً اُس کے عدل کے خلاف ہو گا۔)

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کے بموجب صرف وہی اصل کائنات اور بموجب وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

Marfat.com

اے محبوبؐ آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

"بے ادبوں کا حال یہ ہے کہ وہ محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خود حق تعالیٰ کے کامل ترین مظہر اور نورِ ذاتی ہیں۔) زندہ جاوید نہیں سمجھتے نہ آپ کو نورِ حق سمجھ کر انھیں ہر جگہ حاضر و ناظر یقین کرتے ہیں' حالانکہ قرآن اس کا شاہد ہے۔ نہ وہ بے ادب' ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے قائل ہیں۔ حالانکہ روزانہ نماز میں التحیات پڑھتے وقت کہتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ۔ اور جب مدینہ منورہ جاتے ہیں تو مزارِ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر بالمواجہ صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں ــــ بدعقیدہ علماؤں نے متقدین علماء اہل سنت و مشائخ کرام' بالخصوص عاشقانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی طریقوں کو ناقابلِ عمل،" "خلاف شرع")

"بدعت" اور کفر و شرک وغیرہ کے خطابات دیئے ہیں)

حالانکہ وہ سب علماء ربانی تھے ـ وہ ذرا اُن کی بیش قیمت خدمات اور اُن کے عملی طریقوں کے خلاصے پر جو درجِ ذیل ہے ـ انصاف کی نظر ڈالیں اور ایمان کو تازہ کریں۔

(۱) اُن بزرگانِ سلف بالخصوص مشائخ کبارؒ نے حقیقت محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح مقام سمجھایا ــــ

آپؐ کی ذاتِ اقدس سے صحیح نسبت عشق قائم کرنے کے طریقوں کو "فن" کی حیثیت دی۔

(۲) توحید حقیقی کے اسرار و غوامض از روئے قرآن و سنّت ناً

Marfat.com

کر کے اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو شرکِ حقیقتاً سے محفوظ رکھنے کا سامان قدم قدم پہ کیا۔

(۴) توحید حقیقی بہ حق الیقین کی حد تک ایمان رکھنے کو "رُوحِ دین" قرار دیا۔ اسی کو عمل صالح اور عبادات کی اصل بنیاد قرار دے کر "صراطِ مستقیم" راہِ نجات اور "خدا رسی" کی وضاحت کی۔

۵۔ مساوات و اخوت۔ عقائد و معاملات۔ عبادات و روحانیت۔ سب کو عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم کے رنگ میں ڈبو کر مختلف جماعتوں اور فرقوں میں ایک رنگی پیدا کرنے کی ہمیشہ کوشش کی۔

یہ اصول اولیاء رحمۃ اللہ اور مشائخ کرام کے تھے۔ چنانچہ وہ ان پر شدت سے عمل کر کے عشاقِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بواسطہ عشقِ محمدیؐ ایسا خدا مست بنا دیتے تھے کہ انھیں مذہبی اور فرقہ وارانہ منافشات سے نفرت پیدا ہو جاتی تھی اور وہ آخری سانس تک مذکورۂ بالا اصولوں پہ عمل پیرا رہ کر اپنی روحوں کو نور کے سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش میں مصروف رہتے تھے اور عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم کی سند لے کر سرخروئی کے ساتھ اللہ کے حضور میں حاضر ہوتے تھے۔

چنانچہ لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا ہر دور میں اسی راہ پر چلے اور آج بھی کسی نہ کسی سلسلۂ طریقت سے وابستہ ہو کر اسی راہ کے نشیب و فراز طے کرتے ہیں۔

لیکن ہر دور میں ایسے افراد بھی رہے ہیں جنھوں نے مذکورۂ بالا اصولوں کی پیروی نہیں کی۔ انھوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم

Marfat.com

نورٌ من نورِ اللہ اور حق تعالیٰ کا ظہور اکمل سمجھنے کے بجائے آپؐ کو صرف ایک بشر اور وقتی پیغام رساں سمجھا اور آپؐ کی دائمی حیات و امتیازی صفات، آپؐ کی جاودانی حقیقت جامعہ اور کمالاتِ الٰہیہ کے ساتھ آپؐ کے وسیلہ کی جاودانی ضرورت و اہمیت کو بالکل فراموش کر دیا۔ اور صرف اپنے ناقصِ علم اور رسمی عبادت پر مغرور رہو کہ اللہ سے براہِ راست رابطہ پیدا کرنا چاہا۔ ظاہر ہے کہ یہ راستہ اللہ کا پسندیدہ نہیں ہے۔ ورنہ وہ اپنے محبوبِ اقدسؐ کی اس قدر تعریف و توصیف کیوں کرتا۔ جتنی اُس نے کی ہے۔ اور آپ کو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان "وسیلہ ذریعہ سبخ کبریٰ" کیوں بناتا۔

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خیرباد کہہ دینے والے سے خدا کس طرح خوش رہ سکتا ہے۔؟

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا خدا کی نظرِ کرم کا مستحق کس طرح ہو سکتا ہے)

کاش یہ حضرات اولیاء اللہ کا مسلک اختیار کر کے روحانی ترقی کی کوشش بھی کرتے۔)

غیر عاشق تنگ نظر، فرقہ پرست "علماء" نے ایک ستم اور زیادہ خطرناک ڈھایا، وہ یہ کہ انھوں نے اکثر آیات کے معنی تک بدل دیئے۔ کہیں ترجمہ میں ایسے الفاظ استعمال کیے جس سے صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان اور تحقیر منزلت لازم آتی ہے۔ حالانکہ ان آیات میں بظاہر آپؐ مخاطب ہیں لیکن حقیقتاً اُمت محمدیؐ مراد ہے۔ کہیں ایسے معنی لکھے جو صریحاً قرآن و احادیث کے بیان کردہ اوصافِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

Marfat.com

ہیں۔ یعنی ان کے بیان کردہ معنے قرآن و احادیث کی تردید کرتے ہیں۔ کہیں ایسے معنی بتاتے جو صحابہ کرام رض، تابعین رح، تبع تابعین رح اولیاء اللہ رح، آئمہ کرام رح، متقدمین علماء و مشائخ، اکابر محدثین و مفسرین کے عقائد و اجماع، سب کے خلاف ہیں۔ کہیں ان آیات کو مومنین صادقین پر چسپاں کرتے ہیں۔ جو کفار و مشرکین کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ بتوں اور ان کے باطل معبودوں کے لئے جو الفاظ بیان ہیں اولیائے کرام اور مشائخ عظام پر چسپاں کرکے ان کے متبعین پر طعن کرتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ وہ محض تنگ نظری اور فرقہ وارانہ تعصب میں مبتلا رہتے اور اصل مدعا کو فراموش کر جاتے ہیں۔ بعض آیات کا مفہوم صاف ہے۔ مگر ان لوگوں نے قبول نہ کیا۔ انہیں آیات متشابہات کی فہرست میں شامل کرکے مطلب کو خدا کے حوالہ کر دیا۔ خود بھی متقدمین علماء و مشائخ کی وضاحت قبول نہیں کی اور دوسروں کو بھی یہ کہکر باز رکھا۔ ان کی بات ہرگز نہ مانو۔ یہ سب نعوذ باللہ شرک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے لوگ اپنی کم ذہنی اور کج بحثی کی شدت میں اس بات کو بھول گئے ہیں کہ جو راستہ انھوں نے اختیار کیا ہے وہ خالص ابلیس کا راستہ ہے۔ ابلیس کو بھی اپنے سطحی "علم" اور کثرت عبادت پر ناز تھا۔ اس نے بھی نہ نور محمدی کو پہچانا نہ اللہ کی خوشنودی کو (اور جان بوجھ کر نور محمدی کے ساتھ بے ادبی کی) اسی لئے اللہ کی فرماں برداری کے بجائے حجت و استدلال بے جا کو پسند کیا۔ اور رضائے حق پر طوق لعنت کو ترجیح دی۔ واضح رہے کہ ابلیس نے تمام عمر عبادت

Marfat.com

کی تھی لیکن اس کی نامقبولیت اُس وقت ظاہر ہوئی جب کہ اُس نے نورِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرنے سے انکار کیا اور سجدہ نہ کیا۔ پس ثابت ہوگیا کہ مقبولیت کی دلیل صرف عبادتِ الٰہی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے ساتھ خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت اور آپؐ کا انتہائی ادب و احترام بھی ضروری ہے۔ ورنہ خالی عبادت خواہ کتنی ہی زیادہ ہو اگر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے سرشار ہو کر نہ کی گئی ہو۔ اور اگر ایسا عابد نورِ حقیقتِ محمدیؐ کو غیر ذات حق سبحانہ مانتا ہے (یا بالفاظِ دیگر وہ کلمہ توحید کو کلمۂ تنویت مانتا ہے) تو وہ نہ مسلمان ہے نہ مومن نہ عاشق نہ مقرب۔ اور اُس کا ایمان و اسلام اور اُس کی عبادات و اعمال سب منہ پر مارے جائیں گے۔ ابلیس کا واقعہ عشق محمدیؐ کی کسوٹی ہے۔ جس کا جی چاہے اس کسوٹی پر کس کر اپنے سونے کو خود پرکھ لے۔ ابلیس یہ نہ سمجھ سکا کہ خدا اپنے غیر کو سجدہ کرنے کا حکم کس طرح دے سکتا ہے۔ دراصل ابلیس نے جو استدلال پیش کیا اس میں "توحید پرستی" کی آڑ میں نورِ محمدیؐ کی تحقیر و توہین تھی۔ آدم علیہ السلام کا وجود دراصل نورِ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا اور وہی نورِ حق تھا۔ ابلیس یہ بھول گیا کہ اللہ کو وہی توحید پسند ہے جو نورِ محبوبیؐ کے انتہائی ادب و احترام پر مبنی ہو۔ لیکن اُس نے اللہ کی پسندیدہ توحید اور اس کے محبوبؐ کے احترام کو مسترد کر دی خود اپنی پسندیدہ توحید پیش کی تھی۔ اور اُسے استدلال منطقی یا اپنی ذہن کی سے صحیح ثابت کرنا چاہا تھا۔ (جیسا کہ عظمتِ

Marfat.com

نمدتوں کے مخالف بے ادب اشخاص آج بھی کرتے ہیں۔ اس شیطانی زیرکی سے یہ حق تعالیٰ ناراض ہو گیا۔ عشق و اطاعت کی جگہ منطق، حجت اور استدلال بے جا کو زیرکی کہا جاتا ہے۔)

کیا عظمت حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر اور آپ کے عشق و احترام سے روکنے والے علماء سو اور ان کے پیچھے چلنے والے افراد انہی باتوں پر کار بند نہیں ہیں جو سطور بالا میں عبارت سے واضح ہیں۔ ؟

"زیرکی" کے متعلق عارف رومی فرماتے ہیں۔

واندا و کو نیک بخت و محرم است | زیرکی ز ابلیس و عشق از آدم است
زیرکی بغروشش و حیرانی بخر | زیرکی ظن است و حیرانی نظر

عقل جزوی عشق را منکر بود | گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود
زیرک و داناست اما نیست نیست | تا فرشتہ لانشد اہریمنی ست

لہٰذا ایسی عقل اور ایسا علم جو عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نہ ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کو دنیا میں فروغ دینے کے بجائے اس کی مخالفت کرے، مسلمان کو دائرہ اسلام ہی سے خارج کر دیتا ہے۔ علامہ اقبال نے شاید ایسے ہی مسلمانوں کے لئے کہا ہے:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل!
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

Marfat.com

دل ونگاہ کے مسلمان ہونے کا مطلب بہ اصطلاحِ قرآنی، انسان کا "مومن" بن جانا ہے۔ چند عربوں نے کہا ہم ایمان لے آئے لیکن وہ اس دعویٰ میں سچے نہیں تھے۔ ان کے لئے باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ اے میرے حبیب آپؐ اُن سے فرما دیں کہ ابھی تم ایمان نہیں لائے البتہ اسلام لائے ہو۔ دیکھو سورۃ الحجرات آیات ۱۴ و ۱۵[1] (تفسیر نور العرفان میں ان آیات بالخصوص آیۃ نمبر ۱۶ کے تحت یہ عبارت ہے:-

(حضور سے عرض معروض اللہ تعالیٰ سے، یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض و معروض ہے..... اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے تو آقائے دوجہان محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو، اگر رب کے ساتھ بیٹھنا ہے تو حضور کی بارگاہ میں بیٹھو)

اسلام محض زبانی اقرار ہے۔ ایمان، اقرار باللسان کے ساتھ تصدیق بالقلب بھی ہے۔ اس درجہ سے بلند احسان یعنی عبادت بالمشاہدہ کا درجہ ہے۔ (دیکھو حدیث احسان) مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے لیکن اللہ کا ولی خود اللہ سے دیکھتا ہے اور اللہ سے سنتا ہے۔ یعنی اللہ اُس کی آنکھیں اور اُس کے کان بن جاتا ہے۔ جن سے وہ دیکھتا ہے سنتا ہے۔ اللہ اُس کے ہاتھ بن جاتا ہے۔ جن سے وہ کام کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ (دیکھو حدیث قرب نوافل اور حدیث قرب فرائض) لیکن اس درجہ پہ پہنچنے کے لئے پہلے فانی فی الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ضروری ہے۔ یہاں "زیرکی" نہیں عشق کی ضرورت ہے (عشقِ محمدیؐ ہی عشقِ خدا ہے۔

[1] یہ آیات بنی اسد کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئیں جو دل سے ایمان نہیں لائی تھی۔ سورہ ۴۹: ۱۴/۱۵

Marfat.com

لیکن فنا فی الرسول ہونا عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر منحصر ہے۔ اور آپ کا عشق اسی وقت کامل ہو سکتا ہے جبکہ حضور آقائے دو جہان حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور آپ کے کمالات باطنی پر بھی ایمان کامل ہو۔ اور آپ کی "عبدیت" و "رسالت" کا صحیح مفہوم بھی دل نشین ہو کیونکہ آپ کی شان آپ ہی کے لیے مخصوص و ممتاز ہے۔ جو لفظ جن معنی میں آپ کے لئے استعمال کیا جائے گا وہ کسی نبی یا رسول کے لیے بھی استعمال نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ عام انسان کے لئے ہو۔ لہٰذا عبدہ و رسولہ کے بھی مخصوص معنے ہیں۔ جو فقط آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہیں)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت یہ ہے کہ آپ نورٌ مِّنْ نُّورِ اللہ ہیں۔ اور آپ حق تعالیٰ کے کمالات ذاتی و اسمائے وصفاتی کے مظہر اتم و اکمل ہیں۔ ان امور کی تصدیق قرآن پاک اور احادیث نبوی سے ہو رہی ہے۔

متعلقہ آیاتِ قرآنی، و احادیث نبوی کی وضاحت جو متقدمین یا دیگر اکابر محدثین و علمائے محققین و مشائخ و عارفین نے کی ہے۔ اُن کے مختصر اقتباسات سے زیر نظر کتاب کے اوراق مزین ہیں۔

لیکن سطحی علم پر مغرور ہو جانے والوں کے حق میں ان کا غرور تکبر ہی حجابِ اکبر بن گیا۔ اور وہ مذکورہ بالا حقائق کے منکر ہو گئے خود اسلام و ایمان کا بنیادی کلمہ یعنی کلمۂ توحید وہ کوزہ ہے جس میں اوصافِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا بحرِ بیکراں ٹھاٹھیں مار رہا ہے لیکن سطح بین "اہل علم" اس کلمۂ توحید کے صحیح عرفان سے محروم ہیں۔

Marfat.com

لہٰذا ضروری ہے کہ وہ کسی اُستادِ روحانی کا ہاتھ پکڑ کر ایمان و روحانیت کا راستہ طے کریں۔ بڑے بڑے بزرگوں نے مرشد کا واسطہ پکڑا ہے۔ اور وَابتغوا الیہ الوسیلۃ پر دل سے عمل کیا ہے۔ تب کہیں خدا حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل ہوئی ہے۔ اور وہ مُراد کو پہنچے ہیں۔ اور بموجب قرآنِ پاک بھی صحیح راستہ ہے۔ وَابتغوا الیہ الواسلۃ۔ ٥

"ظہورِ اسماء و صفاتِ باطن" جیسے حزب اللہ نے "محمد" کہا خود باری تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم کو گنہگاروں کی بخشش کی شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ صاف الفاظ میں ارشاد ہو رہا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ پارہ ۵۔ سورۃ نساء رکوع ۹ (۶۴)

ترجمہ: اور اگر اُنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو اے محبوبؐ تمہارے حضور میں حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسولؐ بھی اُن کی شفاعت فرماویں۔ تب کہیں وہ اللہ کو توبہ کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

اس آیتِ کریمہ میں گناہ معاف کروانے کی تین شرطیں ہیں جن میں شرطِ اول سرکارِ محبوبی میں حاضر ہونا ہے۔ اس کے علاوہ چند دیگر معارف بھی یہیں لکھ دوں تو بہتر ہے (حالانکہ مقدمہ طویل ہو چکا ہے مگر عاقبت کی درستی کے لئے طوالت اختیار کرنا بُرا نہیں ہے۔) ان معارف

Marfat.com

بھی (اسی آیتِ کریمہ کے پیشِ نظر) ایمانِ کامل رکھنا ضروری ہے۔ یعنی :۔

(۱) آیتِ کریمہ کا حکم قیامت تک کے لئے ہے لیکن حاضری کی واحد صورت مدینۂ منورہ میں حاضری بالصراحت مذکور نہیں ہے۔ نہ ہر شخص اس کی استطاعت رکھتا ہے۔ پھر گنہگار کس طرح آپؐ کے حضور میں حاضر ہوں ؟ جواب یہ ہے کہ پہلے مندرجہ ذیل ۲ و ۳ پر ایمان لائیں۔ یعنی

(۲) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان امتیازی اوصاف پر ایمان لائیں، کہ حضورؐ اللہ کی اکمل شانِ ظاہر ہونے کی حیثیت سے نہ صرف زندۂ جاوید ہیں بلکہ قیامت تک ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر بھی ہیں اور (۳) دلی اور ایمانی توجہ کے ذریعہ روحانی رابطہ پیدا ہو جانا یقینی ہے۔

حضور علیہ السلام کے پردۂ ظاہری فرما لینے کے بعد ہماری حضوری و حاضری کی یہی صورت باقی ہے۔ اور با لحاظ طریقت اپنے مرشد کے برزخ کے ذریعہ فوراً رابطہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ مرشد نائب رسولؐ ہوتا ہے۔ پھر بعد ریاضت و مجاہدہ اصالتاً دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری بھی نصیب ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ حضور پسند فرمائیں ورنہ اُن کی رحمت گنہگار فریادی کی دستگیری فرماتی ہے۔ ان عقائد کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری یہی یاا تو بن جاتی ہے ورنہ محض رسمی رہتی ہے۔ ~~

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو۔ تم ایسے رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن ہو

Marfat.com

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ

(۴) جو اشخاص مدینۂ منورہ حاضر ہو سکیں وہ وہاں حاضر ہوں اور مؤدب ہو کر نہایت عاجزی کے ساتھ معافی طلب کریں، کیونکہ ہم گنہگاروں کے لئے تو سب کچھ آپؐ ہی ہیں۔ اوّل بھی آپؐ۔ آخر بھی آپؐ۔ ظاہر بھی آپؐ باطن بھی آپ۔ آپؐ ہی حق تعالیٰ کے اوّلین ظہور ہیں اور تخلیقِ کائنات تو آپ کے باعث ہوئی ہے۔

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃ)

آپؐ ہی رب کی ربوبیت۔ اور تمام کائنات کے ظہور کا باعث ہیں۔ آپ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ (وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ آیت ۱۸) ہمیں آپ جو عطا فرمائیں اسے لے لیں اور جس سے آپؐ منع فرمائیں اس سے باز رہنے کا حکم خود اللہ دے رہا ہے۔ (وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الایۃ) وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یعنی وہ خاک جو آپ نے پھینکی تھی (اے حبیبؐ) وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی (الایۃ) اور من رآنی فقد رأی الحق۔ (حدیث) جس نے مجھے دیکھا اس نے یقیناً اللہ کو دیکھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اسی طرح کی متعدد آیات و احادیث (جو زیرِ نظر کتاب میں مع شرح و تفسیر ارشادات علمائے حق، جا بجا مذکور ہیں) وجود و ذات کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت، آپ کی عظمتِ شان اور لزوم ادب و احترام کو کما حقہٗ ثابت کر رہی ہیں۔ کاش عشقِ محمدی کی آگ غافلوں کے

Marfat.com

"ابوجہلیت" اور اُنکے سطحی علوم وعقائد اور نفسانیت کی آلائشوں کو جلاکر خاک کر دے اور دلوں کو نورِ محمدی سے منور فرمادے تاکہ اُنکی عاقبت بخیر ہو۔ آمین

تمہی ہو روحِ قرآں، مغزِ قرآں، شافعِ محشر یارسول اللہ

تمہارا نام نامی اسمِ اعظم یارسول اللہ

تمہاری ذاتِ اقدس فخرِ آدم یارسول اللہ
تمہی سے رونقِ فرشِ زمیں ہے سرورِ عالم
تمہی ہو زینتِ عرشِ معظم یارسول اللہ
ہے سر مصروفِ سجدہ ریزیٔ خلاقِ کل عالم
جبین شوق ہے در پہ ترے خم یارسول اللہ
تمہی ہو روحِ قرآں، مغزِ قرآں، شافعِ محشر
تمہی ہو ہاں تمہی جانِ دو عالم یارسول اللہ
تمہی ہو بادشاہوں کے بھی سر پر سایۂ رحمت
تمہی ہو فاقہ مستوں کے بھی ہمدم یارسول اللہ
تمہارا ہوں، تمہارا ہی رہوں گا تم سے مانگوں گا
کروں کیوں غیر کے در پر جبین خم یارسول اللہ
میں سمجھوں گا، حیاتِ جاودانی مل گئی مجھکو
جو نکلے آپ کے در پر مرا دم یارسول اللہ
بھڑکتی ہے تمہارے عشق کی جو آگ سینے میں
نہ ہو یہ عمر بھر دل سے مرے کم یارسول اللہ
ہمیشہ ورد رکھتا ہے سکندر نام نامی کا
تمہارا نام تو ہے اسمِ اعظم یارسول اللہ

سکندر لکھنوی

حضور کا عشق و محبت ایمان کی جان ہے جو عشق مصطفیٰ کی لذت سے محروم ہے اس نے ایمان کی حلاوت کو محسوس ہی نہیں کیا

عقل سے مقامِ مصطفےٰ اور علم مصطفےٰ کا تعین کرنیوالے گمراہی میں مبتلا ہیں محبت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر حلاوت ایمان نصیب نہیں ہو سکتی جب مسلمان دامن مصطفےٰ سے وابستہ ہو جائینگے تو پھر سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیق کائنات ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حبیب پاکؐ آپ کو پیدا نہ کرتا تو اس کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے بعد دنیا میں بزرگ و برتر ذات۔ ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے اور آپؐ کی غلامی کے بغیر نہ تو ایمان کامل و مکمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور آپؐ کے مقام و مرتبے کو سمجھے بغیر کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے ۷۲ فرقے اسی چوں و چراں شرک و بدعت کی وادی میں الجھ کر بھٹک گئے اور مقام مصطفےٰ کو اپنے عقلِ ناقص سے تعین کر کے گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور مرتبے اور علم کا تعین شیطانی ذہن کی اختراع ہے اس لئے کہ مقام مصطفےٰ اور علم مصطفےٰ تو وہ ہے کہ جس کا تعین کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اپنے ایمان کو شیطانی چکر سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ یاد رکھئے کہ جہاں عقل انسانی کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے مقام مصطفےٰ کی ابتدا ہوتی ہے اور اپنی عقل سے مقام مصطفےٰ اور علم مصطفےٰ کا تعین کرنے والے گمراہی و تاریکی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں۔ یاد رکھیے ایمان کا جزو محبت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایمان کی حلاوت نصیب نہیں ہو سکتی اور کوئی بھی شخص غلامی مصطفےٰ کے بغیر دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا اسی لئے صحابہ کرامؓ نے حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور

Marfat.com

اطاعت میں اپنی زندگیاں قربان کر دیں اور حضورؐ کی محبت میں دنیا کی ہر شے کو قربان کر دیا۔ لہٰذا محبت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح یہ ہے کہ جب تک مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب نہیں رکھے گا اس کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا اور وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتا۔

مسلمان کے یقین کامل کیلئے سب سے مستند شہادت اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے

قرآن شاہد ہے کہ اللہ اور اسکے فرشتے حضورؐ کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور حضورؐ کی ذات پاک پر درود و سلام بھیجتے ہیں

جس وقت انسان مشرف بہ اسلام ہو کر مسلمان بنتا ہے تو وہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا زبان سے اعلان کرتا ہے یہ کلمہ ایک طرح سے حلف نامہ ہوتا ہے کہ اس کی زندگی سے آخرت کے سفر تک زاد سفر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری اور فرمانبرداری ہوگا۔ وہ حقوق اللہ حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ احسن وخوب حتی الوسع ادا کرتا رہے گا اور اس ضمن میں وہ اپنے نفس، شیطان یا کسی باغی انسان کے فریب میں آکر ہر دو کے حقوق پامال نہ کرے گا۔ حقوق النبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست یوں تو بہت طویل ہے۔ جن کا کما حقہ احاطہ اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں اس لئے ان میں سے چند ایک بنیادی اور اساسی حقوق پر اکتفا کرتا ہوں۔

ایمان یہ امت کا فرض ہے اور آپ کا حق ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر غیر متزلزل سچا اور پکا یقین رکھا جائے ایسا یقین کہ یہ نام مبارک ذہن کا سکون دل کی دھڑکن اور آنکھوں کا نور بن جائے۔ وقتی اور قلبی طور پر آپ کی ذات طیبہ کو اور علمی اور عملی طور پر آپؐ کی تعلیمات اور آپؐ کو سب سے بہتر اور سب سے بڑا تسلیم کیا

Marfat.com

جائے وہ فکر و نظر جو آپ کی ذاتِ اقدس اور تعلیمات کی منکر نظر آئے اس کو حقارت کی نظر سے دیکھا ہی نہ جائے بلکہ حتی المقدور اس کی قولی، عملی اور قلبی مؤثر قوت کے ساتھ مخالفت اور مزاحمت کر کے بے اثر بنا دیا جائے یقین کیجئے سونا نما اور کوکب نما افکار و نظریات جو ہیں کچھ اور نظر آتے ہیں۔ کچھ اور جن کی ہمارے معاشرے پر یلغار اور بھرمار ہے ان سب کا بنیادی مقصد مسلمان کے دل و دماغ سے مقامِ نبی مکرم آقائے دوجہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرانا۔ آپؐ کا دامن چھڑوانا اور اسلام کے تصورِ حیات نظامِ مصطفٰےؐ سے دور بہت دور لے جا کر پھینک دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ قرآن ہمیں ان چالوں سے اس طرح خبردار کرتا ہے۔

"دنیا کے ملکوں میں کفر کی روش اختیار کرنے والے لوگوں کی چلت پھرت (ظاہری چمک دمک) تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے یہ محض چند روزہ زندگی کا تھوڑا سا لطف ہے پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے" (سورہ آل عمران آیت ۱۹۶)

آپؐ کی ذات پاک پر حقیقی ایمان سے مراد یہ ہے کہ بسترِ مرگ تک کسی مفکر یا فلسفی کا مقام آپؐ سے بلند نہ سمجھا جائے۔ دوسرے افکار و نظریات کو آپؐ کی تعلیمات سے بہتر نہ زبان سے کہا جائے اور نہ دل سے سمجھا جائے بلکہ ہر حال میں آپؐ کی ذات سے وابستہ اور آپ کی تعلیمات سے پیوستہ رہا جائے جو اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا اور کسی اور مفکر کا گرویدہ اور اس کی فکر کا سکہ چلانے کی تگ و دو اور جستجو کرتا ہے وہ صحیح معنوں میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہیں رکھتا کیونکہ آپؐ نے ایمان کی پہچان کو بتائی ہے "ایمان کی حقیقی لذت سے وہی آشنا ہوا جو اللہ کے اپنا رب ہونے پر، اسلام کو اپنا دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنا رسول ہونے پر راضی اور مطمئن ہو گیا"

اطاعت آپ کی تعلیمات پر من جانب اللہ ہونے پر یقین اور ان کی غیر مشروط اطاعت مسلمان پر فرض ہے۔ کیونکہ آپؐ ناطق قرآن تھے آپؐ کی زبان

Marfat.com

وحی کی ترجمان تھی اس طرح آپؐ کی اطاعت حقیقت میں اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اللہ کی معرفت کا راستہ اور اس کی جنت کا صحیح پتہ صرف آپؐ کو معلوم ہے جو آپؐ کی بذریعہ الہام و وحی فراہم کردہ اطلاعات معلومات اور تعلیمات پر یقین نہیں کرتا اور حق خیر اور دانش کی تلاش میں اپنی من مانی راہوں پر یا آپؐ کے سوا کسی اور کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے وہ اس فریب میں مبتلا پیاسے کی مانند ہے جو ٹھیک دوپہر کو جنگل میں کھڑا ہو اور جیسے ریت پانی کی لہراتی ہوئی موجیں نظر آ رہی ہوں اور اس ظن میں مگن ہو کہ چند قدم کے فاصلے پر پانی ہی پانی ہے لیکن چلتے چلتے تھک جائے اور اس کی جھوٹی امیدوں پر پانی مل جائے لیکن پانی کا نام ونشان کہیں نہ پائے اور اس کا یقین وہ خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا میں بدل جائے۔

جو مسلمان ظاہری اور رسمی طور پر تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا بنتا ہے لیکن باطنی اور معنوی طور پر اس کی زبانی تحریریں فکری اور ذہنی کاوشیں اور اخلاقی اور مادی قوتیں اسلام کے متحارب اور متصادم فکر، فلسفہ اور نظریہ کے ساتھ ہوں۔ وہ انسانوں کی آنکھوں میں تو دھول جھونک سکتا تھا لیکن اللہ علیم وخبیر کو اس منافق کے دل کا حال معلوم ہے اس لئے اللہ کو فریب نہیں دے سکتا۔ حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ ایسا مسلمان کیسا ہی دانا و بینا اور صاحب فہم و ذکا ہو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی سرکش اور نافرمان ہے اور جو آپؐ کا نافرمان ہے وہ حقیقت میں خدا کا نافرمان ہے اور جو اللہ کا نافرمان ہے اس پر اللہ کی جنت حرام ہے اور یہ ایک اصولی بات ہے قرآن اس اصول کا ترجمان ہے۔

جو شخص رسول اللہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو حالانکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو اور مومنین کی روش کے سوا کسی اور روش پر چل دے تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونک دیں گے۔ (سورہ النساء، آیت ۱۱۵)

اس وقیامت کے دن وہ سب لوگ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکشی

Marfat.com

اور نافرمانی کرتے ہیں تمنا کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں۔

(سورۃ النسا آیت ۴۲)

"بے شک اے محبوب تمہارا رب (اس حقیقت کا) گواہ ہے یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ آپس کے تمام معاملات میں تمہیں حاکم نہ بنائیں اور پھر تمہارے فیصلے پر بلا کسی دلی تنگی کے آمادگی کے ساتھ سر تسلیم خم نہ کر دیں" (سورۃ النسا آیت ۶۵)

"اور کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول پاک کسی امر کا فیصلہ کر دیں تو ان لوگوں کو اپنے معاملے میں (اس فیصلے کے قبول و عدم قبول) کا کوئی اختیار باقی رہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۶)

اطاعتِ رسول کی روح یہ ہے کہ جن باتوں کو آپؐ نے امر کہا ہے ان سے رغبت اور محبت پیدا کی جائے اور ان راہوں پر محبت کی جائے اور جن باتوں کو نواہی قرار دیا ہے ان سے نفرت اور ہجرت اختیار کی جائے۔ اور ان راہوں کو منہدم کر دیا جائے۔

آپؐ کی ذات کو اخلاص و محبت اور عقیدت واحترام کے سرشار جذبہ کے ساتھ مطاع اور متبوع جاننا اور ماننا ہی ایمان کی معراج ہے۔

اور جو الٹ روش اختیار کرتا ہے اور نفس شیطان یا کسی اور انسان کا مطیع او متبع بنتا ہے وہ جانتا نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ مسلمان جرم توہین رسالت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب ہوا ہے اور توہین رسالت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نظر میں ناقابلِ معافی جرم ہے ایسے شخص کی پہاڑ برابر اونچی اور وزنی نیک اعمال کی گٹھڑی جس میں احترام رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو نہ ہو اللہ کی نظر میں بے اثر، بے وزن اور بے ثمر ہے ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہ راکھ کا ڈھیر ہیں۔ آپؐ نے اپنی اطاعت کے سلسلہ میں فرمایا۔

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی

Marfat.com

خواہشات نفس میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔

محبت مسلمان کے یقین کے لئے سب سے معتبر اور مستند شہادت اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے قرآن شاہد ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں اس ذات پاک پر درود وسلام بھیجتے ہیں ارشاد ہوتا ہے

اللہ اور اس کے فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی نبی پاکؐ پر درود وسلام خوب بھیجا کرو۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

معراج کے موقعہ پر اپنے رب کے روبرو۔ دوبدو گفتگو فرماتے ہوئے جب آپؐ نے فرمایا رب۔ سب۔ مالی۔ قولی اور بدنی عبادتیں تیرے لئے تو رب نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ تشہد کی اہمیت یا دوسرے الفاظ میں اللہ کی نظر میں عظمتِ رسالت کے احترام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نماز اللہ کو قبول نہیں اگر کوئی دانستہ تشہد نماز میں نہ پڑھے۔ نماز رب سے سلسلہ تکلم اور شرفِ ملاقات ہے ملاقات سے واپسی پر مسلمان نبی معظم آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور پھر دنیا میں لوٹتا ہے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آپؐ سے محبت جزوِ ایمان ہے اللہ کی رضا ہے ایک طرف سارا جہاں اور دوسری طرف آپؐ کی ذات جمیلہ ہو تو ایمان کا تقاضا ہے کہ آپؐ کی خاطر ہر چیز گھر بار سامانِ معاش۔ اہل وعیال۔ عزیز واقارب حتیٰ کہ والدین جیسی متاعِ عظیم کو چھوڑ دیا جائے۔ ہر محبت پر آپؐ کی محبت غالب ہو جائے یہ آپؐ کی ذات سے محبت کا اثر تھا کہ حضرت علیؓ کی نگاہ عشق ومستی نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر بلا چون وچرا خوش دلی کے ساتھ ہجرت مدینہ کے موقع پر دشمنوں کے نرغے میں آپؐ کے بستر پر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضا اہل وعیال کو چھوڑ کر آپؐ کے رفیق سفر بن گئے حضرت زید بن حارثؓ نے آپؐ کی غلامی کو آزادی پر ترجیح دی اور والدین کو چھوڑ دیا۔ حضرت بلال حبشیؓ آگ کی طرح جلتے ہوئے ریت کے توے پر اور حضرت خبابؓ

Marfat.com

دہکتے ہوئے انگاروں پرلیٹ گئے۔ادہر ہال ایثار کے لئے آپ نے پکارا ادہر دیوانہ وار شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے ہم حاضر ہیں کہتے ہوئے دوڑ پڑے۔ یہ چند آپ کی محبت میں ڈوبی ہوئی شہادتیں ہیں اور ہمارے لئے مثالیں ہیں۔آپ کی محبت میں آگ کے دریا سے گزرنا پڑے تو خوشی سے گزر جانا اہل وعیال مال واسباب سے ہاتھ دھونا پڑے اور خاک وخون میں تڑپنا پڑے تو نہ گھبرانا یہ ہے آپ کی محبت کا معیار جسے قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے۔

کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں تمہارے عزیز واقارب اور مال جو تم نے کمایا ہے اور تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور مکانات جو تمہیں پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر کردے۔(سورۃ التوبہ آیت ۲۴)

یہ تو تھی قرآن کی زبان اور آپ نے اسی معیار محبت کو یوں بیان فرمایا:

"تم میں سے اس وقت تک کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو ماں باپ، اولاد ــــــ اور دوسرے تمام لوگوں اور چیزوں سے زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں"

ان حقوق النبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق صرف آپ کی حیات طیبہ سے ہی نہیں تھا۔ بلکہ آج بھی آپ کی ذات مقدس اور سنت سے محبت کرنا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت نظام مصطفےٰ کو زندہ اور پائندہ رکھنا اس کی تبلیغ اور نشرواشاعت کا انتظام و اہتمام کرنا آپ کے ذکر کو بلند کرنا یہ سب باتیں آپ کی ذات سے ہی محبت کے مترادف ہے۔آپ کی ذات سے محبت اور آپ کی سنت کی اطاعت ہی حقیقی سعادت اور جنت کی ضمانت ہے نگاہ عشق ومستی میں جب تک آپ ہی اول آپ ہی آخر نہ بن جائیں محبت کا حق ادا نہیں ہوتا۔

جو یہ کہتا ہے کہ زبان سے کہہ بھی دیا محمد رسول اللہ تو کیا حاصل، غلط ہے اس

Marfat.com

نام مبارک میں وہ برکت و رحمت اور روحانی تاثیر ہے کہ کیف و مستی سب بھی کچھ نہ کچھ حاصل ہوتا ہے لیکن سب کچھ اسی وقت ہی حاصل ہوتا ہے جب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمایۂ حیات سمجھ لیا جائے۔ حق بات تو یہ ہے کہ جسے آپ مل گئے آپ کی شفاعت مل گئی اسے خدا مل گیا اور آپ، آپ کی شفاعت اور اللہ کی رحمت ملنے کا پتہ آپ کی ذات سے محبت اور آپ کی سنت کی اطاعت ہے اور آخر میں شعری زبان میں حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لب لباب :-

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔۔۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بے ادبی و گستاخی

مولانا محمد عبد اللہ یر صدیقی مترجم فصوص الحکم مصنفہ شیخ محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں۔

"بعض ضعیف العقل اہل نظر نے جب یہ دیکھا کہ یہ مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيد۔ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے امور کو جائز سمجھنے لگے۔ جو منافی حکمت اور خلاف نفس الامر ہوتے ہیں مثلاً بیچارہ شمل یعنی بیٹے جیسا اور خدا پیدا کرنا، انعام کے مستحق کو عذاب میں ڈالنا۔ امکان کذب باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ ایسا کامل ہے کہ خود اپنے میں نقص پیدا نہیں کرسکتا۔ ذات حق تعالیٰ میں نقص پیدا نہیں کرسکتا۔ ذات حق تعالیٰ میں عیوب محال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں تمام صفات کمالیہ جمع ہیں اور وہ نا قابل تغیر ہے۔ الآن کما کان۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جیسا دوسرا خدا پیدا کرسکتا ہے یا نعوذ باللہ، اللہ خودکشی کرسکتا ہے (صفحہ ۱۴۱)

برعظیم پاک و ہند میں انگریزوں کے آنے کے فوراً بعد یہاں کے بعض نئے ابھرتے ہوئے علماء دیوبند نے اس قسم کے مسائل کو اپنی کتابوں کے موضوع بنا کر لوگوں کے ذہنوں میں انتشار اور امت مسلمہ کے اندر افتراق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ آخر ایسے مسئلے پیدا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتے ہیں یا نہیں اور یہ کہ

Marfat.com

اگر تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالےٰ جھوٹ نہیں بول سکتے تو اس سے ان کی قدرت کا محدود ہونا لازم آتا ہے۔ کیا یہ اللہ تعالےٰ کے جناب میں گستاخی و بے ادبی نہیں۔

اسی طرح یہ مسئلہ اٹھانا کہ اللہ تعالےٰ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اور پیغمبر پیدا کر سکتے ہیں یا نہیں ختم رسالت کے بارے میں الجھاؤ پیدا کرنا نہیں تو کیا ہے جب یہ مسلمہ بات ہے کہ حضور اکرمؐ تمام پیغمبروں اور نبیوں سے افضل ہیں اور آپ پر نبوت و رسالت ختم ہے، تو پھر ایسی باتیں کرنے کی گنجائش ہی کیا رہ جاتی ہے۔

دین سرتاپا ادب ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ادب، جناب رسول پاکؐ کا ادب، احکام شرعیہ کا ادب۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی جناب میں گستاخی کرتے ہیں، حضورؐ کی شان میں بے ادبی کے مرتکب ہیں انہیں علمائے اسلام کہنا سوئے ادب ہے۔

فرقہ پرستی کا زہر

سورہ آل عمران میں ارشاد ہے (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مل کر پکڑ لو اور تفرقہ بازی میں نہ پڑو اور یاد رکھو اس نعمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر فرمائی ہے۔ پہلے تم دشمن تھے پھر اللہ تعالےٰ نے تمہارے دلوں پر الفت ڈال دی۔ پھر تم اس کی اس نعمت (اسلام) سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے پر پہنچ چکے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس (آگ) سے بچا لیا....

(۳:۱۰۳)

اللہ تعالیٰ تو اسلام کا یہ احسان گنا تے ہیں کہ اس کے سبب عربوں کی آپس کی دشمنیاں ختم ہو گئیں اور وہ عداوت کی آگ سے بچ گئے۔ لیکن ہم ہیں کہ ہم نے اسلام ہی کو وجہ نزاع بنا لیا ہے اور مسلم کہلاتے ہوئے بھی اس حد تک آپس کی عداوتوں اور دشمنیوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں جو مسجد میں نہیں آتا۔ اُسے کوئی کچھ نہیں کہتا لیکن جو مسجد میں آجاتا ہے ہم اس کے در پے آزار ہو جاتے ہیں یہ کہ بلند آواز میں درود شریف کیوں پڑھتا ہے یہ یا رسول اللہؐ کیوں

Marfat.com

کہتا ہے۔ زندگی بسر کرنے کا ایک معروف اصول ہے کہ خود بھی زندہ رہو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے کا حق دو۔ فروعی معاملات میں تم اپنی مرضی کرو اور دوسروں کو ان کی مرضی کرنے دو۔ نماز کے دوران "التحیات" میں سب اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھتے ہیں پھر یا رسول اللہ کے الفاظ کہنے پر اس قدر برافروختہ ہونے کا کیا جواز ہے کہ آدمی مسجد کے اندر مرنے مارنے پر اتر آئے۔ قرآن پاک میں حضور اکرمؐ کی یہ شان بیان فرمائی کہ مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو آنجناب پر شاق گزرتی ہے۔ حضورؐ مسلمانوں کی بھلائی پر حریص ہیں اور مومنوں کے لئے رؤف و رحیم ہیں (۹: ۲۸)۔ کیا مسلمانوں کی تکلیف نہ دیکھ سکنا۔ ہر وقت مسلمانوں کی بھلائی پر حریص رہنا اور مسلمانوں کے لئے رؤف و رحیم بننا حضورؐ کی اتباع میں شامل نہیں۔ حضورؐ تو سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ مگر ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی رحمت نہیں زحمت بنے ہوئے ہیں۔

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ حضورؐ کی تعظیم ہی اصل ایمان ہے

آجکل جو پریشانیاں عام ہیں انکی وجہ یہی بیباکیاں اور گناہ ہیں۔ گناہوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا جائے تو اطمینان ہی اطمینان اور سکون ہی سکون ہو جائے۔ اس سلسلہ میں مجھے ایک روایت یاد آئی کہ سارے گناہوں سے بڑا گناہ جو کفر و ارتداد کہلاتا ہے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے اور اس گناہ سے آدمی کا سب کیا کرایا بیکار ہو کر رہ جاتا ہے توہین رسالت کے مرتکب کا دین و دنیا سب کچھ برباد ہو جاتا ہے۔ علامہ قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میدان اُحد میں جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید کیا تھا۔

فَلَمْ یُوْلَدْ مِنْ نَسْلِہٖ وَلَدٌ یَبْلُغُ الْحِنْثَ اِلَّا وَھُوَ الْعَزَارِی مَکْسُوْرُ الثَّنَایَا

اسکی نسل میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا تھا۔ جب وہ بڑا ہوتا تو اس کے دانت ٹوٹے ہوئے

Marfat.com

ہوتے تھے۔ (مواہب لدنیہ ص۹۵ ج ۱) دیکھا آپ نے توہینِ رسالت کا اثرِ بد۔ کہ گستاخ کی نسل میں یہ اثر ہوتا چلا گیا کہ جو بھی اس نسل میں پیدا ہوتا۔ اس کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوتے بھائیو! خوب یاد رکھو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہیں بڑی نازک ہیں۔ اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی تو وہ بارگاہ ہے کہ جہ

نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید اینجا

اس بارگاہ عالی میں اگر آواز بھی بلند ہو جائے تو سب اعمال ملیامیٹ ہو جائیں۔ نہ نماز رہے نہ زکوٰۃ نہ حج اور نہ جہاد۔ سب کیا کرایا دھرا رہ جائے۔ یہ جتنی عبادات اور جتنے فرائض ہیں سب فروعات ہیں چنانچہ ایک مسئلہ سنئے۔ نماز پڑھتے ہوئے اگر کوئی بلائے تو نماز چھوڑ کر بلانے والے کے پاس چلے جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے بلکہ ایسا کرنا ہی گناہ ہے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی نماز پڑھنے والے کو بلائیں اور نمازی نماز چھوڑ کر حضور کے پاس چلا جائے۔ تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب امام قسطلانی شارح بخاری نے جو لکھا ہے وہ یہ ہے فرماتے ہیں۔ اِنَّھَا لَاتَبْطِلُ نماز نہیں ٹوٹے گی (مواہب لدنیہ ص۲۱۴ ج ۱)

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے آقا و مولیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ نمازی نماز چھوڑ کر بارگاہ عالی میں حاضر ہو جائے۔ تو نمازی کی نماز ٹوٹے گی نہیں کیوں؟ اسلئے کہ نمازی نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔ اور جب وہ حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو یہ حاضری بھی اسکی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ ہے میں یہ نہیں کہہ رہا کہ معاذ اللہ حضورؐ خدا ہیں توبہ توبہ!! بلکہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جسطرح حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اس کا کلام اُس کا کلام اس کا ہاتھ اُس کا ہاتھ۔ اس کی محبت اُس کی محبت اسکی عداوت اُسکی عداوت اسکی رضا اُسکی رضا اور اسکی عطا اُسکی عطا ہے اسی طرح اس کی بارگاہ اُس کی بارگاہ ہے۔ تو نمازی نماز میں یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاذ میں کھڑا ہے تو نماز ہی میں رہا نماز سے باہر نہیں ہوا۔ اور یہ میرا کہنا نہیں۔ محدثین کا فیصلہ ہے۔

Marfat.com

اتباعِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم

دین دنیا کی تمام برکتیں، خالقِ کونین کی بیشمار رحمتیں، دل کا سکون، مرتبہ انسانیت کی بلندی، اسرار و حقائق کی نعمتیں ان کے لیے ہیں جو اتباع رسول حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جان و دل سے کوشش کرتے ہیں، ہادیٔ اعظم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے وہ نقوشِ مجلّی چھوڑے ہیں جو ہمارے لئے ہر منزل میں شمع راہ ہیں، شریعت ہو یا طریقت، معرفت ہو یا حقیقت، مجاہدۂ نفس ہو یا تقویٰ، سلطنت و حکومت ہو یا دورِ فقر و فاقہ، عالمِ مسرت ہو یا موقع حزن و ملال غرض دنیا و عقبیٰ کے ہر راستہ میں رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشِ قدم ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کونین کی نعمتیں حاصل ہوئیں۔ خدا کے روشن کئے ہوئے چراغ، سراج منیر، کی لو سے جس نے اپنے شمعِ دل کو ملا دیا وہ بھی روشن ہو گیا اسی لیے اربابِ شریعت و اربابِ طریقت دونوں نے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ صرف پُر زور الفاظ میں تلقین کی ہے بلکہ عمل کر کے بھی دکھایا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو انہوں نے اپنایا حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر انہوں نے عمل کیا رسول پاکؐ کی سیرت کی انہوں نے پیروی کی جن چیزوں کو رسول پاک نے عزیز رکھا، اُن چیزوں کو انہوں نے بھی عزیز رکھا۔ جن چیزوں سے رسول پاکؐ نے اجتناب و احتراز کیا اُن چیزوں سے انہوں نے بھی اجتناب و احتراز کیا۔ غرض ہر فرد نے کوشش اور انتہائی کوشش کی کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تمام و کمال پیروی کرے، اس پیروی کا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اُن کو انعام بھی دیا۔ ان کے جسم زیر خاک مدفون ہیں مگر اُن کی روحیں انوار الٰہی کے مشاہدہ محو زیر سایۂ رحمت ہیں۔

اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے علمائے کرام بہت کچھ فرما چکے ہیں اور ہر مجلس وعظ میں اس دولت بے بہا کو حاصل کرنے کی ضرور ترغیب دی جاتی ہے۔ آپ سُنتے ہیں اثر لیتے ہیں اور جہاں تک آپ سے ممکن ہے عمل بھی کرتے ہیں لیکن شاید آپ کو یہ علم نہیں کہ اتباع رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلیں کتنی ہیں اور ہر منزل کی کیا کیا خصوصیت ہیں۔ ہمارے علماء کرام زیادہ تر اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب دیتے ہوئے امر ونہی کو اپنا موضوع تقریر بنا لیتے ہیں اور ان کا تمام زور تقریر اسی دائرہ میں ختم ہو جاتا ہے، یہ کرو اور یہ نہ کرو اُن کی تقریر کا ماحصل ہوتا ہے۔ کاش ان تقریروں میں وہ روح بھی شامل ہوتی جو اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار ہم پر منکشف کرتی اور ہم ان منزلوں سے آشنا ہوتے جو اسرارِ سینہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ باتیں وعظ و تقریر سے زیادہ محبت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم عمل پیہم سے متعلق ہیں، بیان کرنے سے ان کی اہمیت تو کچھ سمجھ میں آسکتی ہے لیکن جب تک محبت و عمل نہ ہو ان سے وہ لذت، وہ سکون، وہ مرتبہ، وہ بلندی نہیں حاصل ہو سکتی جو ہونی چاہیئے۔ اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت کو اپنانے کے لئے جس راستہ سے گزرنا ضروری ہے وہ محبت کا راستہ ہے، آپ کہہ سکتے ہیں کہ اطاعت کا راستہ بھی ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ہم اطاعت کا راستہ اختیار کرتے ہیں جس کا نتیجہ ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے رسول رکریم صلے اللہ علیہ وسلم، کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے۔ بات صحیح ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی لیکن محبت اور اطاعت میں بڑا فرق ہے اس فتنہ عقائد کے دَور میں اسی فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بہت سے فتنے اسی فرق کے نہ سمجھنے کی وجہ سے رونما ہو رہے ہیں۔

اطاعت تین طریقے سے کی جاتی ہے۔ خوف کی وجہ سے، لالچ کی وجہ سے اور محبت کی وجہ سے۔ اب آپ جانچ کر لیجئے کہ آپ کی اطاعت کس ذیل میں آتی ہے۔ اگر کسی فرد، قوم، یا حکومت کے خوف سے اور جانی و مالی نقصان کے ڈر سے ہے تو اس کی اطاعت کی قیمت معلوم ہے یہ اطاعت نہیں منافقت ہے اگر یہ اطاعت دوزخ کے خوف سے کی گئی ہے تو خالصتاً للہ نہیں ہے لیکن کسی فرد، قوم یا حکومت کے خوف سے کی جانے والی اطاعت سے بہتر ہے۔

اگر دنیاوی بہتری، مالی نفع یا مادی بہبود کے لیے کی گئی ہے تو یہ لالچ کے ضمن میں آتی ہے اس ضمن میں جنت کی طلب اور اس کے انعامات کی آرزو بھی شامل ہے۔ یہ اطاعت بھی خالصتاً للہ نہیں ہے چونکہ جنت کی آرزو محمود ہے اور شریعت کے مطابق ہے اس لیئے اس کا ایک خاص درجہ ہے یہ اطاعت اہل ظاہر کی اطاعت ہے۔ اہل شریعت کی اطاعت ہے اگر یہی اطاعت محبت کی بنا پہ کی جائے تو پھر اس اطاعت کا کیا کہنا۔ بظاہر یہ اطاعت ہے بباطن محبت کی بنا پہ کی جائے تو پھر اس اطاعت کی محرک محبت ہے اور محبت کی اطاعت ہمیشہ بے غرض ہوتی ہے نہ وہ کسی نقصان و اذیت کے خوف سے ہوتی ہے نہ کسی نفع و آسائش کے خیال سے۔ محبت صرف رضائے محبوب کی طالب ہوتی ہے ہم خوش رہیں یا محزون، آرام سے رہیں یا تکلیف سے، کوئی حاصل ہو یا نہ ہو۔ محبوب ہم سے خوش رہے۔ اسی لیے اس محبت کا درجہ بہت بلند مانا گیا ہے اور حقیقتاً یہ درجہ ہے بھی بہت بلند۔

Marfat.com

اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلوں سے گزرنے کے لیے تزکیہ، تصفیہ، مجاہدہ، نفس و ریاضت کی ضرورت ہے تزکیہ و تصفیہ کے سلسلہ میں پہلا مقام نفس امارہ ہے یہ سرکش و باغی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے روگردانی کرتا ہے عابد، زاہد اور عوام الناس سب اسی مقام پر ہیں یہاں اوامر و نواہی کی قید ہے۔ جب انسان اوامر و نواہی کی پابندی کرتا ہے، بُرائی سے بچتا ہے اور نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے تو اتباعِ سرکارِ دو عالم رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی منزل آتی ہے۔ اعمال کا پہلا درجہ اوامر و نواہی کی پابندی اور دوسرا درجہ اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ قلب کا تزکیہ و تصفیہ ہو جائے۔ ذمائم سے نجات مل جائے اوصافِ حمیدہ پیدا ہو جائیں۔ حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے قلوب پر اپنے لطائف کا انعکاس کیا تھا تب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان بلند و برتر مدارج تک پہنچے تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و شرف و ہم نشینی نے مادۂ شر نکال کر انکو خیر محض بنا دیا تھا، ذمائم نکل گئے تھے۔ محاسن پیدا ہو گئے تھے۔ گویا منازل اسرار سینہ ہیں علم سفینہ سے ان کو تعلق نہیں، لیکن اہل ایمان کی آگاہی کے لیے ان پر روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اولیاء اللہ ان منازل کے صحیح رہنما ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جس کو طے کرنے کے لیے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ عالم دین تم کو اوامر و نواہی بتا سکتے ہیں، سیرتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے مطلع کر سکتے ہیں، اسلام کی تاریخ بتا سکتے ہیں، تہذیبِ نفس کی تلقین کر سکتے ہیں مگر جب تک ولایت کی منزل پہ فائز ہوں تمہارے قلب پہ لطائف کا انعکاس نہیں کر سکتے، مرشدِ کامل عالم دین بھی ہوتا ہے اور روحانی قوتوں کا مخزن بھی، وہ

Marfat.com

علم کی قوت سے بھی کام لیتا ہے اور روح کی قوت سے بھی مولانائے روم فرماتے ہیں ؎

اولیاء راہست قوت از الٰہ ‏ ‏ ‏ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ‏ ‏ ‏ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اس لیے اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ طے کرنے کے لیے کسی عالم کو نہیں کسی مرشدِ کامل کو تلاش کرو۔

اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دو طریقے ہیں۔ ایک بالواسطہ ایک بلا واسطہ یہ ہے کہ کسی مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت کر لی اور اس کی رہنمائی میں تمام منزلیں طے کیں، یہ طریقہ آسان تر ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم منبع نور ہیں۔ اولیاء اللہ وہاں سے فیض حاصل کرتے ہیں اور طالبان حق تک پہنچا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے الیکٹرک پاور ہاؤس بجلی کی طاقت پیدا کرنے والا کارخانہ آپ کے شہر میں ہے بجلی تو یہ کارخانہ پیدا کرتا ہے، اس بجلی کو مختلف لائنوں میں تار کے ذریعے تقسیم کر دیا جاتا ہے آپ نے خواہش ظاہر کی کہ میرے مکان میں بجلی لگا دی جائے۔ کاریگر کیا کرتا ہے ایک بریکٹ لگا کر لائن سے کنکشن CONN-- CCTION کر دیتا ہے آپ نے بٹن (SWITCH) دبایا اور گھر روشن ہو گیا۔ اسی طرح بیعت کر لینے کے بعد بیعت کرنے والے کی حالت ہوتی ہے۔ پاور ہاؤس تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہوئی اولیاء اللہ اس کی لائنیں ہیں آپ نے بیعت کی اور بریکٹ لگ گیا، سوئچ دبایا۔ تصفیہ و تزکیہ کیا اور پاور ہاؤس سے روشنی لائنوں کے ذریعہ سے بیعت حاصل کرنے والے کے دل تک پہنچ گئی۔

مرشدِ کامل صحیح رہنما ہوتا ہے وہ طالب حق کو خطرناک راستوں سے بچاتا ہوا لے جاتا ہے، یہ راستہ بڑا دشوار گذار راستہ ہے۔ شیطان اپنے لشکر کے ساتھ ہر وقت حملہ آور ہوتا رہتا ہے۔ نفس قدم قدم پہ سرکشی دکھاتا رہتا ہے۔ گناہوں

Marfat.com

لذت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ دنیا کی بلائیاں حسین بن کر سامنے آتی ہیں اور سدِ راہ بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ محبت کا رستہ ہے اور محبت کے راستے میں کون سی مصیبت ہے جو پیش نہیں آتی۔ سالک نے جہاں اس منزل کی طرف رُخ کیا وہیں طوفان برپا ہو گیا۔ رہنمائے کامل جانتا ہے کہ رہرو کو کس طرف لے جانا چاہیے، جو بزعمِ خود غلط ہستیاں اس راہ کو اپنے ذوق و شوق کی بنا پر بغیر مرشد کامل طے کرنا چاہتی ہیں ان کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ پہلے اپنے ذوق اپنے ظرف اپنے ایمان کا تجزیہ کریں راستہ کی ناواقفیت ان کے لیے گمراہی کا سبب بھی ہو سکتی ہے، انہیں کیا معلوم کہ جس راستہ سے وہ گذر رہے ہیں وہ کیسا ہے، کہاں نشیب ہے کہاں فراز ہے، کس جگہ بھیڑیا بیٹھا ہے، کہاں شیر ہے کہاں راہزن بیٹھے اپنے شکار کا انتظار کر رہے ہیں۔ مرشدِ کامل چونکہ ان راہوں سے گذر چکا ہے اس لیے اسے راستوں کی تمام دشواریوں کا علم ہوتا ہے وہ نشیب و فراز سے واقف ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بھیڑیا، شیر اور راہزن سے بچ کر نکل جانے والا راستہ کون سا ہے وہ راہرو کی حفاظت کرتا ہوا اسے منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

مرشدِ طریقت کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے لیکن ایسی معرفت حاصل کرنے کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا مکمل اتباع ضروری ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ نے جس طرح زندگی بسر کی ہے اسی طرح آپ بھی زندگی بسر کیجیے۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں سرکارِ دو عالم محمد مصطفےٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وآلہ وسلم نے کبھی چھلنی سے چھنا ہوا آٹا استعمال نہ کیا آپ بھی نہ استعمال کیجیے۔ رسول برحق علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رضائے الٰہی کو دنیاوی آرام پر مقدم سمجھا آپ بھی دنیاوی آرام پر رضائے الٰہی مقدم سمجھئے۔ حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے راتوں

جاگ جاگ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی اتنی عبادت کی ہے کہ پائے مبارک پر ورم آ گیا ہے۔ آپ بھی وہی ذوق و شوقِ عبادت کا پیدا کیجئے۔ غرض ہر صورت سے مکمل طور پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیجئے آپ بھی اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جانتا ہوں اور میں کیا دنیا جانتی ہے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مکمل اتباع نہیں کر سکتے اور جب مکمل طور پر اتباع نہیں کر سکتے تو آپ اللہ تعالیٰ تک اس طرح پہنچ بھی نہیں سکتے۔ اتباع رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ راستہ اولیاء کرام اور بزرگان دین اور علمائے حق کے لیے مخصوص ہے اور اس راستہ سے صرف وہی حضرات اللہ تعالیٰ تک پہنچیں گے۔ یہ حضرات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اتنے انہماک ہونگے کہ چھنا ہوا آٹا تک نہ استعمال فرمائیں گے۔ اور کسی واسطہ یا وسیلہ کے بغیر سرکار دو عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض حاصل کریں گے

میں نے بتایا ہے کہ اتباع رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سات منزلیں ہیں اب اِن منزلوں کا اجمالی تذکرہ بھی سُن لیجئے۔

اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سات منزلیں

اتباع رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی منزل تصدیق قلبی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھ کر آپ نے جو اقرار زبان سے کیا ہے دل بھی اس کی تصدیق کر دے۔ آپ نے کیا اقرار کیا ہے۔ اقرار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ آپ نے زبان سے اقرار بھی کیا اور دل سے تصدیق بھی کر دی۔ اب آپ مسلمان ہو گئے، احکام شریعت اوامر نواہی کی پابندی آپ کے لیے ضروری ہو گئی۔ زبان کا اقرار کیوں ناکافی سمجھا گیا

Marfat.com

اور دل کی تصدیق کیوں لازمی قرار دی ، اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرک ، کافر و منافق بھی زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہہ دیا کرتے ہیں لیکن دل اُن کے کفر آشنا ہی رہتے ہیں لہٰذا ضرورت تھی کہ مشرک ، کافر و منافق کی صف سے اہل ایمان کو جدا کر لیا جائے ۔ اس لیے امتیاز پیدا کر دیا گیا ، مسلمان وہ ہیں جو اقرار باللسان کے ساتھ تصدیق بالقلب کی سعادت سے سرفراز ہیں ، زبان سے ہم سچ بھی بول سکتے ہیں اور جھوٹ بھی ، اس لیے زبان کا اعتبار نہیں کیا گیا دل کی تصدیق ایک ایسی کسوٹی ہے جو کھوٹے کھرے کا فرق بتا دیتی ہے ۔

امر و نہی کی منزل ، اطیعوا اللہ کی منزل ہے ۔ رسول پاکؐ کے اعمال کی اتباع نہیں ہے لیکن اتباع رسول پاکؐ کی بنا یہیں سے پڑتی ہے ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطیعوا اللہ سے انتہائی شغف رکھتے تھے ۔ امر و نہی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ کرنے کا حکم دیا ہے وہ کیجئے جس کام سے باز رہنے کی تاکید کی ہے ، اس سے باز رہئے ۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے پانچوں وقت کی نماز فرض کی ہے اب لازم ہو گیا کہ پانچوں وقت کی نماز ادا کی جائے ، اللہ تعالےٰ نے رمضان شریف میں روزے رکھنے کا حکم دیا ہے ۔ اب آپ روزے رکھنے کے پابند ہو گئے ۔ اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو زکوٰۃ آپ پر فرض ہو گئی ۔ اسی طرح اگر آپ صاحب استطاعت ہیں تو عمر بھر میں ایک مرتبہ حج فرض ہو گیا آپ حج کیجئے ، یہ فرائض اوامر میں داخل ہیں ۔ نہی کیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفر ، شرک ، زنا ، مے نوشی ، قمار بازی ، دروغ گوئی ، چوری ، تاش بازی وغیرہ سے بچنے کا حکم دیا ہے ۔ آپ ان تمام کمزوریوں اور برائیوں سے مجتنب رہئے ، محترز رہیئے اور دور رہیئے ، یہ نواہی میں شامل ہے ۔

اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری منزل اعمالِ رسول پاک صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ عبادت، ریاضت، مجاہدہ، ذکر، تزکیہ و تصفیہ سب اسی منزل سے متعلق ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ روحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہو جائے ذمائم دور ہو جائیں، صفاتِ حمیدہ پیدا ہو جائیں۔ نفس میں پاکیزگی آجائے۔ قلب سوز و گداز سے معمور ہو جائے، بُرے کاموں سے نفرت پیدا ہو جائے۔ نیکی کی طرف طبیعت کا مستقل رجحان ہو۔ شریعت مطہرہ کے پابند ہو جائیں۔ گناہوں سے بچنے کی قوت بروئے کار آجائے، فرائض و عبادت کی ادائیگی میں جی لگے۔ زناکاری، شراب خوری، قمار بازی، سرقہ، خیانت، قتل و غارت، دروغ گوئی وغیرہ سے طبیعت متنفر ہو، خلق اللہ سے محبت اور ان کی بہبودی اور بھلائی کا خیال رہے۔ حسب استطاعت صدقات و خیرات دیتے رہیں۔ غریبوں کی مدد کریں۔ رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک سے پیش آئیں رشتوں کو قائم رکھئے حُسنِ سلوک کے عادی ہو جائیں دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف اور دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھیں

اسی منزل کو طے کرنے کے لیے مرشدِ کامل کی رہنمائی ضروری ہے، مرشد کامل لطائف کے انعکاس سے مرید کے قلب کو مطلع الانوار و منبع خیر بنا سکتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے اقرار اور اس کی تصدیق نے آپ کو موحد بنا دیا۔ معبودانِ باطل سے نجات مل گئی لیکن ابھی دل میں بہت سے بُت چھپے ہوئے ہیں وہ بُت کیا ہیں۔ حسد، غیبت، مکرو ریا، غرور، خود پسندی، کینہ وغیرہ وغیرہ پہلی منزل میں دل میں چھپے ہوئے بُت بھی توڑ کر پھینک دیجئے۔ نہ آپ کو کسی سے حسد ہو نہ کسی سے غیبت کریں نہ کسی کی بدگوئی اور بدخواہی آپ کا شیوہ ہو، نہ مکر و ریا سے دنیا کو دھوکا دیں، نہ مال و دولت و پارسائی، عبادت و تقویٰ پر غرور کریں، دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ باقی رہے، شہوانی قوتیں آپ پر قابو نہ حاصل کرسکیں، غصہ کو قریب نہ آنے دیں جس طرح نماز کے لیے طہارتِ ظاہر ضروری ہے اسی طرح قرب

Marfat.com

الٰہی حاصل کرنے کے لیے طہارت باطنی بھی ضروری ہے، جب آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو آپ کا مصلیٰ پاک ہوتا ہے۔ کپڑے پاک ہوتے ہیں، نماز پڑھنے کی جگہ پاک ہوتی ہے آپ کا جسم پاک ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح آپ کا دل بھی پاک ہو جائے۔ ظاہری ناپاکی دور ہونے کے ساتھ باطنی ناپاکی بھی دور ہو جائے نفس کو مجاہدات کے "ہاون دستہ" میں ایسا کوٹئے کہ اس کی سرکشی ختم ہو جائے اس طرح چھان لیجئے کہ ناپاکی دور ہو کر صرف پاکی باقی رہ جائے، آپ نے نفس سے جنگ کی مجاہدے کئے اس کی سرکشی ختم کر دی اب آپ کا نفس تہذیب یافتہ ہو گیا، اخلاق مرتب ہو گئے برائیاں اچھائیوں سے بدل گئیں۔ شریعت کے پیرو ہو گئے اور پیروی شریعت کی تکمیل ہو گئی لیکن نفس مطمئنہ اب بھی حاصل نہیں ہوا، ابھی اتباع اذواق واحوال باقی ہے، یہیں شیخ کے سایۂ دامن کی ضرورت ہوتی ہے، اسی مقام پہ شیخ کی توجہ کام کرتی ہے یہ اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری منزل ہے اب مکمل طور پر تزکیہ ہو گیا، احوال پیدا ہوئے احوال کی معرفت حاصل ہو گئی۔ انسان محقق ہو گیا "کمالِ اطمینانِ نفس" حاصل ہوا، تحقیق ہو گیا کہ حقیقتِ عالم، حقیقت انسانی، حقیقتِ افلاک و حقیقت ملکوتی کیا ہے، جملہ حقائق کا انکشاف ہو گیا۔

محقق کون ہے، محقق کی پہچان کیا ہے؟ محقق کی پہچان یہ ہے کہ وہ قرآن کریم وحدیث شریف کے معانی ومطالب پر عبور اور نکات قرآنی سمجھنے کی فہم رکھتا ہو متشابہات کی تاویل جانتا ہو، حروف مقطعات کے اسرار سے واقف ہو، وہ سمجھ سکے کہ الٓمٓ کے معنی کیا ہیں یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ سے کیا مراد ہے، علمائے ظاہر فرماتے ہیں یہ تشبیہہ ہے "ید" سے مراد قدرت الٰہی ہے۔ ایسا نہیں ہے ید کے اسرار کچھ اور ہیں جب تک حروف مقطعات کے اسرار نہ کھل جائیں۔ محقق ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے، فریب نفس ہے۔

Marfat.com

یہاں علم وعمل کی تکمیل ہوگئی۔ علم وعمل کا کام ختم ہوگیا، اتباع کا درجہ جو تقلیدی تھا تحقیقی ہوگیا۔ کمالات ولایت حاصل ہوگئے، مقام عبدیت سے مشرف ہوگئے یہ اتباع رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی منزل ہے۔

مقام عبدیت کی منزل

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (ترجمہ) اے رب کی طرف رجوع کرنے والے اطمینان پانے والے نفس میں تجھ سے راضی ہوا اس لیے تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور جنت میں داخل ہو جا۔

معلوم ہوا کہ اب تک ہم "عبد" تھے مگر حالت "عبدیت" سے مشرف نہ ہوئے تھے۔ اب حالت عبد پیدا ہوئی۔ پہلی منزل طے کر لی دوسری منزل طے کر لی تیسری منزل طے کر لی مگر عبد نہ ہو سکے چوتھی منزل پر آکر اس قابل ہوئے کہ اپنے کو اس خالق ہر دو عالم کا بندہ کہہ سکیں۔ درجہ عبدیت کی بلندی دیکھی۔ جب نفس مطمئنہ ہوگیا اس وقت ہم مقام عبدیت پر پہنچے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (ہم نے تمام جن وانس کو عبادت کرنے کے لیے پیدا کیا ہے)

نفس مطمئنہ ہوگیا تو اس کی سرکشی ختم ہوگئی اب نفس آپ پر حکمراں نہیں رہا آپ نفس پر حکمراں ہوگئے۔ مقام عبدیت آپ نے حاصل کر لیا۔ مقام عبدیت حاصل کرنے کا انعام کیا ہے "وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ"، جنت میں داخل ہو جا عاقبت بخیر ہوگئی یہی مقام مومن ہے اس مقام پر پہنچ کر آپ مومن ہوگئے۔ انسانی زندگی کا کم سے کم حاصل یہ مقام ہے اور کچھ ہو یا نہ ہو عاقبت بخیر ہو جائے۔ دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے نجات مل جائے۔ اگر یہ حاصل نہ کر سکے تو زندگی کی کمترین نعمت سے بھی محروم

Marfat.com

رہ گئے۔ کوشش کیجئے، ہمت کیجئے، مجاہدہ کیجئے، ریاضت کیجئے، صعوبتیں برداشت کیجئے، مصیبتیں اٹھائیے اور یہ درجہ حاصل کیجئے۔ گو عاشقانِ خدا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ پر بھی مطمئن نہیں ہوتے۔ اس لیے مطمئن نہیں ہوتے کہ جنت و دوزخ مخلوقات میں سے ہیں اگر عبادت و ریاضت حصولِ جنت کے لیے کی گئی ہے تو وہ خالصۃً للہ نہیں ہے مخلوق میں سے ایک شئے حاصل ہو گئی سالک کا مقصود تو اللہ ہوتا ہے، آپ حاصل کرنا چاہیں محبوب کو، عطا کر دیا جائے آپ کو محبوب کا لگا ہوا ایک باغ تو کیا آپ کو تسکین ہو جائے گی، نہیں ہو گی کبھی نہیں ہو گی۔

سالک چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کو، دیتی ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی جنت، اچھا انعام ہے یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے رونے والے بچے کو کھلونا دے کر بہلا دیا جائے مگر یاد رہے یہ طلب یہ ذوق یہ شوق عاشقانِ خدا ور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے ہر شخص کا حصہ نہیں، ہم کو یہی انعام ''جس کو کم تر کہا'' کہا گیا ہے مل جائے تو بہت ہے، یہ تھی اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی منزل یہ طے ہو گئی جنت مل گئی، عاقبت بخیر ہو گئی، مومن ہو گئے مقامِ عبدیت پر فائز ہو گئے کمالاتِ ولایت حاصل ہو گئے نفس مطمئنہ ہو گیا، متحقق ہو گئے۔

منزلِ فضل و احسان کی منزل

اب فضل و احسان کی منزل آتی ہے، اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں منزل۔ یہ مقام علم و فضل کے حدود سے بلند ہے۔ یہاں علم و عمل کا کام نہیں۔ سالک اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا طالب ہے، وہ حی و قیوم، وہ قادر و مجید، وہ غنی و حمید، وہ رب الارباب جس کو چاہے اس مقام سے مشرف کر دے، جو چاہے عطا کر دے، یہ مقام عروج ہے یہاں انعام و اکرام کی بارش ہوتی ہے مراتب عالیہ

Marfat.com

عطا ہوتے ہیں جس طرح اس کے فضل و احسان کی کوئی حد و انتہا نہیں اسی طرح انعام و اکرام کی بھی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔

آپ سمجھتے ہوں گے یہ پانچویں منزل آخری منزل ہو گی، جی نہیں ایسا نہیں ہے آگے قدم بڑھائیے یہ چھٹی منزل ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب بھی تھے۔ محبوب خدا اس شانِ محبوبیت سے بھی ہم کو کچھ ملنا چاہئے اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل یہی شانِ محبوبیت ہے۔ جنت، انعام جنت، مدارج و مراتب عالیہ سب اس محبوبیت کے سامنے ہیچ ہیں یہی مقام معراج ہے۔ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی سالک عروج کے نقطۂ آخر تک پہنچ گیا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (اے محبوب) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم میری اتباع (پیروی) کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے۔ سالک نے اتباع رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل کی محبوب ہو گیا، محبوبِ سبحانی، محبوب الٰہی۔ یہ اسی مقام کا فیض ہے کہ رحلت کے بعد پیشانی پر ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ لکھا ہوا ملتا ہے۔ یہ سب کچھ تو گیا لیکن ابھی جانشین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوا جانشینی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی سند نہیں ابھی ایک منزل اور باقی ہے۔ ساتویں منزل، منزل نزول دَنٰی فَتَدَلّٰی نیچے اتر (الوہیت سے عبدیت کی طرف واپس آ)۔ اس واپسی کو اصطلاح صوفیہ میں تنزل کہتے ہیں اب جن منازل سے گزرے تھے جو کچھ مشاہدہ کیا تھا جو اسرار کھلے تھے جن حقائق سے آشنا ہوئے تھے ان سب کا نقشہ سامنے ہے۔ واپس ہونے میں عرش سے تحت الثریٰ تک ہر شے کو دیکھتے ہوئے مقامِ عروج سے مقامِ نزول پر آ گئے یہ مقام مقامِ عبدیت و مقامِ عناصر ہے یہاں واپس آنے کے بعد صفاتِ عنصر پریشان کرتے ہیں، خاک کا کام ہے سفلہ پن وہ اپنا زور دکھاتی ہے۔ آگ کا کام ہے غصہ و حرارت

Marfat.com

وہ اپنی قوت آزماتی ہے سالک عناصر کی تمام قوتوں کو نقطۂ اعتدال پر لاتا ہے، اب وہی دُنیا ہے، وہی نفس وہی اہل دُنیا، وہی اہل دنیا سے معاملات، وہی بیوی، وہی بچے، وہی دوست، وہی عزیز اور وہی اُن کے حقوق نفس دنیا کی طرف مخاطب کرنا چاہتا ہے، بیوی بچوں کی محبت اپنی طرف کھینچتی ہے۔ عیش وعشرت کی لذتیں اپنی جانب بلاتی ہیں سالک دنیا کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے حقوق بھی اسی مقام نزول پر انسان خلیفۃ اللہ کے مدارج عالیہ سے سرفراز ہوتا ہے۔

اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری باطنی دونوں نسبتیں حاصل ہوگئیں یہی مقام "اِنِّیْ عَبْدَہٗ" ہے، اب براہ راست ذات سے فیضان ہوتا ہے، فیضان تو براہ راست ذات سے ہو رہا ہے مگر سالک "طفیلی جانشین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم" ہے، یہ جو کچھ عطا ہوا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے، یہ منزل بڑی ہی سخت منزل ہے، اگر ذرا بھی خیال پیدا ہوگیا کہ ہمارا تعلق براہ راست ذات سے ہے، اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں تو تمام محنت تمام تزکیہ، تمام تصفیہ، تمام ریاضت اور تمام مجاہدہ برباد، مردود ہوگئے گلے میں لعنت کا طوق پڑ گیا واپس ہونے تھے قرب خدا کی دولت حاصل کر کے اور نکال دیئے گئے بہ یک بینی دو گوش، نہ دین ہی میں ٹھکانا رہا نہ دنیا میں، اگر شیطان کے اس حربہ سے محفوظ رہے تو پھر اللہ کی رحمتیں ہیں اور ہم ہیں۔

سمجھا آپ نے اتباعِ رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہے، اتباع رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم صرف پابندی امر ونہی تک محدود نہیں، اگر ذوق وشوق ہے دل میں نورِ ایمان ہے خدا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو ہمت کیجئے "السعی منی والاتمام من اللہ"، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اور ہم کو یہ سعادت عظمیٰ حاصل کرنے کی توفیق دے۔

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور حضور پاکؐ کی محبت

گرفتاریٔ قلب کا ثبوت گرفتاریٔ قلب کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ جان قربان کر دی جائے۔ سیدنا حضرت بلال رضؓ کی غلامی کے حالات آپ نے نظام مصطفےٰ کے پہلے حصہ میں پڑھے ہوں گے حضرت سمیہؓ کی شہادت کا واقعہ بھی پڑھ لیا ہوگا۔ اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ عاشق رسولؐ اپنے عشق کا ثبوت کس طرح پیش کرتے ہیں، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ فرما چکے ہیں، مدینہ میں سناٹا چھایا ہوا ہے ہر چہرہ افسردہ اور ہر آنکھ اشکبار ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما ہیں متعدد اصحابِ رسولؐ موجود ہیں، نماز عصر کا وقت ہے، سیدنا بلال رضؓ بھی ملول ومحزون ایک جانب بیٹھے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے سے آج تک مدینے کی فضا سیدنا بلالؓ کی اذان سے محروم ہے۔ وہ مؤذن جس کی "اشھدان" لاکھوں "اشہدان" کہنے والوں سے افضل ہے آج کل خاموش ہے، مدینے کی فضائیں اذان بلال رضؓ کی منتظر ہیں آج سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت بلالؓ سے اذان دینے کی فرمائش کی ہے رسول پاکؐ کے نور نظر کا حکم ہے سیدنا بلال رضؓ اذان دینے کھڑے ہوئے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر، آج بلالؓ اذان دے رہے ہیں مدینہ میں کیف وسرور کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سینوں میں نشتر چبھونے لگی۔ عاشقان رسولؐ کی کیفیت میں گم ہونے لگے۔ آواز آئی "اشھدان لا الٰہ الا اللہ"۔ اللہ کی الوہیت کو صحیح طور سے پہچاننے والی ہستی حضرت بلال رضؓ کی ہستی، سیدنا بلال رضؓ کی ہستی، وہ ہستی جس کو غلامی رسولؐ کا شرف حاصل تھا شہادت دے رہی تھی کہ اللہ ایک ہے۔ دوبارہ یہ شہادت دی گئی، اس کے بعد سوز دل پر مشتمل گداز میں ڈوبی ہوئی صداقت ومحبت سے لبریز ایک آواز آئی "اشھدان محمد رسول اللہ" میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، سرکار دوجہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کا نام نامی زبان پر آیا اور عشق اپنا کام کر گیا محبوب سے جدائی گوارا نہ ہو سکی حضور کا نام زبان پہ آتے ہی سیدنا بلال رض نے اپنی جان اپنے آقا پہ قربان کر دی اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ یہ ہے اقرار باللسان وتصدیق بالقلب اور یہ ہے خدا کی اطاعت و رسول ﷺ کی محبت، اللہ تعالیٰ روح بلال رض پر ہر لمحہ بیشمار رحمتیں نازل کرے، سید نا بلال رض کی اس محبت، اس سعادت اور اس عظمت پہ قربان۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ ؕ

جب دل گرفتار ہو جاتا ہے تو مصیبتیں راحت معلوم ہوتی ہیں۔ غور کرو انسان ایک فانی معشوق و محبوب کے عشق میں مبتلا ہو کر کیا کیا تکلیفیں برداشت کرتا ہے، کیسی کیسی پریشانیاں اٹھاتا ہے لو۔ دھوپ کی سختیاں جھیلتا اور محبوب کے گھر کا طواف کرتا رہتا ہے صرف اس امید میں کہ شاید اس صورتِ زیبا کی ایک جھلک نظر آجائے، نہ بے عزتی کا خیال ہے نہ رسوائی کا خوف ہے۔ نہ راحت و آرام سے غرض ہے نہ کھانے سے واسطہ ہے نہ پینے کا ہوش ہے، بس وہ ہے اور تصورِ محبوب، ایک تصویر ہے جو ہر وقت اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے سامنے ہے، بستر پر لیٹتا ہے تو وہی تصویر سامنے رہتی ہے، اسی تصویر سے باتیں کرتا ہے، اظہار محبت کرتا ہے، قربان ہوتا ہے پکارتا ہے یہ سب کچھ ایسے عالم میں ہو رہا ہے جب نہ تو محبوب نگاہوں کے سامنے ہے اور نہ موجود ہے کیا یہ تصور حرام ہے۔ تصور اسلام میں نہ کفر ہے نہ بدعت، آپ نماز کی نیت کرتے ہیں "منہ میرا کعبۂ شریف کی طرف" یہ کیا ہے کعبہ تو یہاں سے ہزاروں میل دور ہے مکانات، دریا، سمندر اور پہاڑ حائل ہیں پھر آپ کیسے کہتے ہیں "منہ میرا کعبہ شریف کی طرف"، صرف تصور کی قوت و یکسوئی کعبے کو آپ کے سامنے لاتی ہے، یہ تصور کعبہ نہ کفر میں شامل ہے اور نہ بدعت میں۔

(حضرت بلال رض کا واقعہ نظام مصطفےٰ کے پہلے حصہ میں تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں)

☆☆☆☆

Marfat.com

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام!

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی قریب تر ہیں (القرآن)

میں دور ہوں! تم تو ہو میرے پاس۔ سن لو میری پکار آقا یارسول اللہ۔

۔ اے رحمتِ عالم ابر کرم! رحمت کا اشارہ ہو جائے۔

ہزاروں ہزار صلوات طیبات اس نبی الحیات، مجمع الحسنات، معدن الخیرات سید السادات، فخر موجودات اور سرور کائنات ختم الانبیاء احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو کہ جن کی ذاتِ والا صفات مرکز دائرہ کائنات ہے۔ اور جن کا ظہور پُر نور عنوانِ صفحۂ موجودات ہے۔ آپ کا جسدِ بے حد وہ شجر طیبہ ہے کہ جس کا اصل ثابت فی الارض اور فرع رافعُ السماءِ ہے۔ آپ کا وجودِ باجود برزخ آیاتِ کبریٰ اور آئینہ حق نما رہے۔ آپ کا ظاہر و باطن، صورت و سیرت اور خلق و خلق بتمام خلقِ خدا سے افضل و اعلیٰ ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ ؎

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ ۔ وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ ۔ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: کسی آنکھ نے آقا یارسول اللہ آپ سے زیادہ خوبصورت انسان نہیں دیکھا اور کسی ماں نے آقا یارسول اللہ آپ سے زیادہ کامل بچہ جنا ہی نہیں ہے۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آقا یارسول اللہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح آپ نے پیدا ہونا چاہا۔

آپ عبودیت کے اعلیٰ مراتب سے متحقق اور اصطفائیت کے خاص اخلاق سے متخلق ہیں۔ حضور آقائے دوجہاں روح و روانِ جسدِ کونین اور عینِ حیاتِ دارین ہیں آپ کی جناب ترجمانِ زبان قدیم اور علم ما کان وما یکون کی علیم ہے حضور آقائے دوجہاں بمصداق اجسادنا ارواحنا مجسم نورٌ لطیفہ لطفِ ذاتِ خلاق اور

Marfat.com

ہر دو غیب و شہادت میں اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اتم اور آیت اعظم انفس و آفاق ہیں۔ حضورؐ کے نفسِ ناطقہ کے نونِ اوّل نے سب سے پہلے کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًا کے بحر الغیوب میں غوطہ لگایا اور حضورؐ کی لسانِ حق ترجمان نے قلم کی صورت میں قدم کی سیاہی سے معنوی حدوث پر اظہار اسرار فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ فَتَعَرَّفْتُ اِلَیْھِمْ فَبِیْ عَرَفُوْنِیْ کی ترجمانی کا حق ادا فرمایا۔ جناب ایک طرف تو بمصداق قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (پارہ ۱۶ سورہ کہف رکوع ۲) خالِ حدوث کے داغ سے داغدار ہیں اور دوسری طرف یُوْحٰٓی اِلَیَّ کے قدیم رنگ صبغۃ اللہ سے رنگدار ہیں۔ یہی وہ برزخِ کبریٰ ہے جس نے عبودیت اور ربوبیت اور حدوث و قدم کی دو کمانوں کو آپس میں ملایا۔

ادھر مخلوق میں شامل اُدھر اللہ سے شاغل ؎ کمال اُس برزخِ کبریٰ میں تھا حرفِ مُشدّد کا
قدرت نے ضدّین وجوب و امکان کے اجتماع کے لیے یہی ایک محمل وسیع وعریض طرف پایا ہے

تقدیر نشانید یک ناقہ دو محمل ؎ سلمائے حدوثِ تو لیلائے قدم را

جملہ علماء کا لب و دہن شریعت جناب کے رشحاتِ ابر علم الیقین سے تر اور سیراب ہے کل اولیاء کا گلشنِ طریقت کے بحرِ عین الیقین سے سرسبز و شاداب ہے اور تمام انبیاء مرسلین کے فلک حقیقت پر جس قدر بھی نجوم و اقمارِ اسرار درخشندہ و تابندہ نظر آ رہے ہیں ان سب کا ماخذ و معدن حضور پُر نور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حق الیقین کا آفتاب عالمتاب ہے۔

عالم نمے از رشحۂ بحرِ کرم اوست ؎ آدم کفِ پائے زغبارِ قدم اوست
آدم شدہ بیدار و ہنوز او بشکر خواب ؎ شاباش وجودے کہ طفیلِ عدم اوست
عیسٰے کہ چو خورشید زند خیمہ بر افلاک ؎ در آرزوِ سایۂ عالی علم اوست
دُر در شکمِ بحر نہان است و دلِ او ؎ دُریست کہ صد بحر نہاں در شکمِ اوست

شادیِ جہاں کرو فدائے غمِ اُمت
دانیست کہ شادیِ جہانے بغمِ اوست

Marfat.com

دل چاہتا ہے کہ حضور کی شانِ عظمت نشان میں ہر زبان، ہر زمان اور مکان بلکہ تمام جہاں کی تعریفیں اور توصیفیں جمع کر دی جائیں لیکن نہ قلم تحریر میں یہ تاب و توانائی ہے اور نہ دل و دماغ کوتاہ اندیش میں وہ وسعت و پہنائی ہے کہ حضور کی شان وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (پارہ ۳۰ سورہ الم نشرح) کا حق ادا کر سکتے۔ سبحان اللہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ تو حضور آقائے دو جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعریف فرماتے ہیں۔ اور حضور کے ذکر اور شان کو بلند کرتے ہیں۔ لیکن کئی ایسے منافق حاسد کور چشم بھی ہیں جو آپ کی شان کو اُلٹا پست کرتے اور آپ کی تعریف سے چڑتے اور اُسے ناپسند کرتے ہیں۔ افسوس صد افسوس! حضور کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ لیکن کیا کیا جائے نہ ہمارے عقل و فہم نارسا میں اس قدر وسعت اور نہ قلمِ تحریر میں اس قدر دم ہے جس سراجِ منیر صلی اللہ علیہ وسلم کو خود خدائے تعالیٰ نے روشن اور منور کیا ہو اور جسے دن بدن بڑھانا اور پھیلانا چاہے بھلا اُسے کون بجھائے بلکہ بجھانے اور مٹانے والے خود بجھ جائیں گے اور مٹ جائیں گے اور یہ ذاتی نیّرِ اعظم ابدالآباد تک اپنی شانِ نمایاں کے ساتھ فلک الافلاک پر درخشندہ اور تاباں رہے گا۔ يُرِيۡدُوۡنَ لِيُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝ (پارہ ۲۸، سورہ صف رکوع ۱)

واضح رہے کہ کفر اور شرک کے اس تاریک دور اور الحاد و دہریت کے اس اندھے زمانے میں جب کہ کامل مردانِ خدا کا ملنا نہایت نادر۔ سخت مشکل بلکہ تقریباً محال ہے اور عارفِ کامل واصل کا وجود دُنیا میں عنقا مثال ہے۔ یعنی سخت قحط الرجال ہے۔ نہ کوئی صاحبِ حال ہے اور نہ حال کے موافق کسی صاحبِ قلم کا قال ہے۔ دُنیا میں کتابیں اور تصانیف تو بے شمار ہیں لیکن اکثر بیہودہ۔ یاوہ گو، مُردہ دِل اور زندہ زبان مصنفین کی تحریر بے تاثیر کے دفتر بے معنے اور لسان وطرار اور بے عمل عالموں کے گفتار بے کردار کے انبار ہوا کرتے ہیں۔ جن کے مطالعے سے تضیع اوقات اور وقتی مشغلہ کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس فقیر کو اس زمانے میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جو سراسر نُور ہو اور حق نما حال سے معمور ہو۔ جسے خالی پڑھنے سے ہی پڑھنے

Marfat.com

والوں کو تاثیر ہو جائے۔ اور بغیر ریاضت و مجاہدہ زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جائے۔ چنانچہ اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پر آج طالبان حق کے لیے اس کتاب کے اندر ایسے نادر و نایاب روحانی تحفے جمع کیئے ہیں جن کے دن رات خالی پڑھنے سے ہی طالب کو انشاء اللہ گنج بے رنج، رازِ بے ریاضت اور مشاہدہ بے مجاہدہ حاصل ہو جائے گا۔ اور بغیر محنت و ریاضت جلدی طالبِ صادق اللہ تعالیٰ سے واصل اور حضور پُر نور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ کتاب کلید کنز کونین اور مفتاح گنج سعادتِ دارین ہے۔ یہ تمام دینی و دنیوی مشکلات کے قفلوں کی ایک کامل و کامیاب کنجی ہے۔ اے طالب سعادت مند! اگر تیرا بخت یاور اور ہماری بات پر باور ہے تو یقین رکھ کہ جس وقت تو اسے آدب و احترام، حسنِ اعتقاد و اخلاص سے دن رات پڑھے گا تو ضرور اپنا دامن جملہ دینی و دنیوی مرادوں اور اپنی گود گوہرِ مقصود سے بھرے گا۔ یہ کتاب تشنہ متقی طالبانِ حق کے لیے گویا چشمۂ آب حیات ہے۔

اے طالب! اگر اس نسیم تسنیم فردوس سے تیرا غنچۂ اُمید نہ کھلا اور ان کامل کنجیوں سے تیری مشکلات اور مہمات کا قفل نہ کھلا تو تو یہ سمجھ لے کہ تو نے اِس کتاب کو اور اس کے مندرجات کو کما حقہٗ پڑھا ہی نہیں ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں اور تقریباً یہ محال ہے کہ طالب اس کو حرز جان بنائے رکھے اور پھر بھی دل کی زندگی اور معرفت سے محروم رہے۔ اور یہ ہرگز مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے بدبخت اور بے نصیب طالب خوش قسمت اور بانصیب ہو جائے گا اور مُرتد و مردود مرید مقبول و سعادتمند بن جائے گا۔

پس اے طالب! ذرا آنکھیں کھول اور سوچ سمجھ لے۔ اے طالب! تو دلوں میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعیں روشن کر کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں جس نے سنت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف کیا وہ عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا فقیر ناچیز جو کچھ لکھتا ہے اپنے دیدہ تجربات اور عینی مشاہدات کی بنا پر لکھ رہا ہے۔ آئندہ تم جانو اور تمہاری قسمت۔

من آنچہ شرطِ بلاغ است باتو میگوئم ؎ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

Marfat.com

تحریر سیدہ محمودہ بیگم دہلوی۔ پی ای ۔ سی ۔ ایچ سوسائٹی کراچی

ثواب درود شریف

حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میزان میں نقل فرمایا ہے کہ جو شخص اس درود شریف کو ایکبار پڑھیگا تنا ثواب پائے گا کہ اگر ہزار فرشتے ستر دن تک یا ستر فرشتے ہزار دن تک اسکے ثواب کو لکھیں تو نہ لکھ سکیں گے وہ یہ ہے جَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اور ایک درود شریف کثیر الثواب یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَفِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اور تفسیر روح البیان میں ہے کہ بادشاہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ اسکو پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَکَرَّ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَقَلَّ الْفَرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَہٗ وَاَرْوَاحَ اَھْلِ بَیْتِہٖ مِنَّا التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ کَثِیْرًا اس کے ایک بار پڑھنے کا ثواب دس ہزار کے برابر ہے اور جس کے درود شریف کا ثواب تو بے انتہا ہے خدا خود جسکی تعریف کرے ان کی بے ادبی سے کیوں نہ اللہ تعالیٰ ناراض اور غصہ ہو اور بے ادبوں کو کیوں نہ سزا دے ادنیٰ بے ادبی کی سزا قرآن پاک میں یہ مقرر کی اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ یعنی اگر تم نے میرے حبیب پاک کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کیا۔

تو تمہارے سارے عمل روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ سب کے سب اعمال برباد کر دیئے جائیں گے اور تم کو اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ اللہ پاک اگر چاہے تو اپنے احکام کی کوتاہی اور خطا کاروں کی خطا در بے ادبیوں کو معاف کر دے مگر اپنے حبیب پاک کی شان میں گستاخ اور بے ادبوں کو ضرور سزا دے گا ان سے

Marfat.com

انتقام لے کر چھوڑے گا بڑوں بڑوں سے انتقام لیا۔ جکی شہادت قرآن پاک دے رہا ہے۔

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

بس توبہ کرو ادب کرو آپؐ کی شان کو کوئی معلوم نہیں کر سکتا تو تعریف بھی نہیں کر سکتا پہچاننے والے کی تعریف قابل اعتبار ہوتی ہے۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھیے شانِ محمدؐ

سارا جہاں چاہتا ہے مولا کی رضامندی۔ مولیٰ کہتا ہے میں اپنے محبوب کی رضامندی چاہتا ہوں یہ مرتبہ ہے ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ پاک نے آپ کو کامل اکمل کر کے بھیجا ہے ہر چیز سب انبیا رعلیہ السلام سے اعلیٰ ملی ہے آپ ختم الانبیا رہیں۔ جو کچھ اللہ پاک نے آپؐ کو دیا ہے اور کسی نبی کو نہیں دیا اور حضور کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ کا علم عطا فرمایا۔ معراج شریف میں اللہ پاک نے ستر ہزار بار فرمایا کہ اے حبیبؐ مانگ کیا مانگتا ہے بس آپ نے یہی فرمایا۔ یا ربّ اُمتی اُمتی ایسے چاہنے والے ہیں آپ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہی کے طفیل سے ہم اُمتی جنت میں جائیں گے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ترجمہ تم ہو بہتر سب اُمتوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ترجمہ جس نے مجھ کو دیکھا حق دیکھا

عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَعِلْمَ الْاٰخِرِیْنَ ترجمہ سکھایا گیا مجھکو علم اولین اور آخرین کا

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور پھر میرے نور سے تمام مخلوقات کو پیدا کیا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بزرگان دین اولیاء کاملین عاشقان

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں۔

بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

ترجمہ:۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مقام پر اپنے کمال سے تشریف لے گئے۔ آپ کے جمال سے روشنی ہو گئی آپ کی ساری خصلتیں اچھی ہیں آپ پر اور آپ کی آل پر درود بھیجو۔ کیا فرماتے ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر — من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ:۔ اے صاحب جمال اے بشر کے سردار آپ کے روئے انور سے چاند روشن ہوا آپ کی تعریف ناممکن ہے جیسے حق ہے آپ کی تعریف کا قصہ مختصر ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔

شاہِ عربی قبلہ ارباب نجات — آئینہ ذات آمد و مرآت صفات

ترجمہ:۔ عرب کے بادشاہ اہل نجات کے قبلہ اللہ کی ذات و صفات کے آئینہ

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم — صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

اللہ بھی ہے کریم محمدؐ بھی ہے کریم خدا کا شکر کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں۔

دیکھ کر شافع محشر کو طرفداروں میں — بے گناہ بول اٹھے ہم ہیں گنہگاروں میں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائیں نعلین پاک حضور — تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ہم گرچہ نہیں لائق دربار تمہارے — مشہور ہیں ہم بندہ سرکار تمہارے

تیرے دیوانوں کا ہنگامہ وہاں بھی ہو گا — حشر بھی ایک تری انجمن آرائی ہے

تمہیں کو جو یاں جلوہ فرماں نہ دیکھا — برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

Marfat.com

میرا دعویٰ یہ غلامی کا سرا سر جھوٹا ہے — زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی
اللہ کی وحدت تک کب میری رسائی ہے — جو کچھ مجھے لینا ہے لے لونگا محمدؐ سے
آسمان خوان زمین خواں زمانہ مہمان — صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیبؐ — یعنے محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
مالک کونین ہیں اور پاس کچھ رکھتے نہیں — دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں
عشق محبوب خدا اے دل جسے حاصل نہیں — لاکھ مومن ہو مگر ایمان میں کامل نہیں
کوئی شی ملے نہ ملے مصطفےٰ اسے ملے — وہ شے ملے کہ جس کی وجہ سے خدا ملے
زان محمد شافع ہر داغ بود — کہ ز جز حق چشم او ما زاغ بود

ترجمہ! اسی لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر داغ کے شافع ہوئے ہیں کیونکہ غیر حق سے انکی آنکھ مازاغ تھی ہم اولیاء کاملین کی کیا تعریف کر سکیں کہ محبت میں کیا کیا مضمون کس کس شان کے انہوں نے بیان کیے ہیں عاشقوں کی حالت ہی اور ہوتی ہے ہمارے میں اتنی طاقت نہیں جو بزرگان دین کے کلام کو پورے طور سے ادا کر سکیں یہ چند اشعار گوہر بے بہا تبرکاً تحریر کر دیئے ہیں حضرت محی الدین عربی صاحب فتوحات مکی تین بار قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظر جہنم پر ڈالیں تو جنات تجری من تحتہا الانہار پس جہنم باغ جنت بنجاوے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر عورتوں نے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور خبر نہیں ہوئی تھی اور ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کے بغیر دیکھے عاشقوں نے دل کاٹ لئے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ایسا حسن تھا آپ کا۔ ہمارا رنجن مدینہ منورہ میں ہے کہ دل کھنچے جاتے ہیں یعنی خدا کے محبوب باعث ایجاد عالم مظہر جود و سخا کان کرم وہاں موجود ہیں۔ سارے عالم میں آپ کی روشنی ہے کیا فرماتے ہیں آپ اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ وَالْخَلْقُ کُلُّہُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔ اللہ پاک نے

سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ اور پھر میرے نور سے ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا سب کے سینوں میں حضور کا نور ہے۔ انبیاء و اولیاء سب کے ۔جہاں میں جس جگہ تار لگا وہ وہیں روشنی پہنچ گئی۔ تار لگ گیا علاقہ پیدا ہو گیا جہاں تار ہو گا وہیں خبر پہنچے گی بس تار نہ کٹے اس کا خیال رکھو بے ادبی نہ کرنا۔

اجماع کاملین کا متفقہ مسئلہ ہے کہ جو حضور رحمت دو عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بھی ادنیٰ درجہ کی بھی بے ادبی کریگا وہ کافر ہے بے ادبی بہت بُری چیز ہے۔ بے ادبی کس کو کہتے ہیں جو جس شان کا ہو اس کا درجہ گھٹا کر ظاہر کرنا یہی بے ادبی و گستاخی ہے جہانتک ہو تعریف کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی و اولیاء کاملین کی۔

ہر نبی کو ایک دعا ملی جو کہ ایک مرتبہ یقینی قبول ہو گی یوں تو دعائیں انبیاؤں کی سب قبول مگر یہ ایک دعا خاص ہے کہ اللہ پاک نے اپنے کرم سے عطا فرمائی کہ چاہو جس وقت جس موقعہ پہ مانگو میں دونگا۔ بس سب انبیاؤں نے دعائیں مانگ لیں کسی کی دعا سے طوفان آیا۔ کسی کی دعا سے ہوا چلائی گئی۔ کسی کی دعا سے پہاڑ کے ٹکڑے اڑے۔ یوسف علیہ السَّلام کی دعا سے زلیخا جوان ہو گئی۔ غرض سب انبیاؤں نے دعائیں مانگ لیں اور اللہ پاک نے پوری کر دیں سب فنا ہو گئیں مگر ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو بچایا کہ قیامت کو مانگونگا کہ الٰہی میری امت کو بخشد یجیئے وہاں دعا فنا نہیں ہوئیگی یہ کرم شفقت محبت ہے حضور کی اُمّت سے کفاروں نے آپ کو بہت سی تکلیفیں دیں دندان مبارک شہید کیا۔ مگر آپ نے بدُعا نہیں کی یہ فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ) ۔ ترجمہ:۔ الٰہی قوم کو ہدایت دے جو مجھ کو پہچانے ۔ورنہ اگر آپ بھی وہ دُعا کرتے تو سب ہلاک ہو جاتے آپ کو بے انتہا محبت ہے اپنی اُمت سے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اُمّتی اُمّتی فرمائیں گے

Marfat.com

اور سب نبی نفسی نفسی کہیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف میں سارا حال قیامت کا مشاہدہ کر چکے ہیں اب جو دیکھیں گے تو آپ کو گھبراہٹ نہیں ہونے کی اس لیے آپ اُمتی اُمتی فرماوینگے اور کسی نبی نے دیکھا نہیں قیامت کو دیکھ کر گھبراویں گے جو چیز ہیبت کی نئی دیکھو تو ڈر معلوم ہوتا ہے اس لیئے سب نفسی نفسی کہیں گے ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ میرے اُمتی پر میرے پیچھے کوئی عذاب نہ آوے شکل نہ بگڑے اور دعا فرمائی کہ جب تک میں نہ آؤں میری امت پل صراط پر سے نہ اُتاری جاوے اور نامہ اعمال میں اپنے سامنے تلواؤں گا پس حشر میں آپ کا انتظام ہوگا آپ محبوب خدا ہیں نبی مختار ہیں۔ جو چاہیں سو کریں بازار گرم ہو گا جس کا چاہیں پلہ نیکی اپنے ہاتھ سے جھکا دیں جس کو چاہیں جنت میں بھیجدیں۔ شعر

میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب محب میں نہیں میرا تیرا

ہماری کیا ہستی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ تعریف لکھ سکیں بڑے بڑے کاملین حیران ہیں کیا تعریف کریں اولیا ر کاملین کے بڑے بڑے دیوان و قصیدے کتابیں لکھ دیں۔ سارا عالم بھی مل کر قیامت تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرے تو ذرہ کی برابر بھی نہیں ہوسکتی۔ اللہ پاک جملہ مومنین مومنات کو توفیق دے کہ صلوٰۃ و سلام کثرت سے پڑھیں اور عاقبت کی نجات حاصل کریں۔

یہ تبرکاً تھوڑا سا مضمون تحریر ہے

آقا یا رسول اللہ آپ ہی ہیں خلق کے حاجت روا

آقا یا رسول اللہ جسے چاہا در پہ بلا لیا۔ جسے چاہا اپنا بنا لیا

آقا یا رسول اللہ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ناچیز خاکپائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ محمودہ بیگم دہلوی بنت عالیجناب شمس الاسلام نواب مولوی سید محمد شفیع الدین نقشبندی مجددی دہلوی نور اللہ مرقدہٗ۔

Marfat.com

سب سے پہلے مسلمانوں کے مشورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو امام مقرر کیا گیا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ابوبکر صدیق رضؓ ہیں کیونکہ تمام صحابہ رضؓ نے اتفاق کر کے آپ کو خلیفہ تجویز کیا اور پھر سب نے بیعت کی ان کے بعد امام و خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں ان کی خلافت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک اور عام مسلمانوں کی بیعت سے ہوئی تھی ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ امام و خلیفہ ہیں یہ بھی عام مشورہ اور انتخاب سے خلیفہ مقرر ہوئے تھے ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ امام و خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت امام حسن بن علی خلیفہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے بعد خلافت ختم ہو گئی کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ میرے بعد خلافت ۳۰ سال تک رہے گی اس کے بعد بادشاہت ہو جائے گی اسی لیے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام افضل اور جنتی ہیں ان میں سے کسی کی گستاخی بھی جائز نہیں بلکہ سخت گناہ اور بڑی بدنصیبی ہے دہ دس صحابہ جن کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں بشارت دی تھی کہ وہ جنتی ہیں ہم بھی ان کو جنتی کہتے ہیں ان کے نام یہ ہیں حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ و عثمان رضؓ و علی رضؓ و طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ و عبدالرحمن بن عوف رضؓ و سعد بن ابی وقاص رضؓ و سعید بن زید و ابوعبیدہ بن الجراح رضؓ اور ان کے علاوہ حضرت فاطمہ رضؓ حضرت حسن رضؓ و حسین رضؓ خلفائے راشدین و عشرہ مبشرہ حضرات حسنین رضؓ کے بعد فضیلت اصحاب بدر اور اصحاب بیعت الرضوان کے لیے ہے یہ سب جنتی ہیں تمام صحابہ کرام خیر و صلاح اور عدل و انصاف کے سرچشمہ ہیں جب ان کا ذکر آئے تو بھلائی پیش نظر رہے کسی صحابی سے دشمنی ہرگز نہ رکھنی چاہیئے کہ ان میں سے ایک کی عداوت بھی موجب عذاب و گناہ ہے بالخصوص حضرات شیخین سیدنا صدیق رضؓ و سیدنا فاروق رضی اللہ عنہما کی توہین تو فقہا کے نزدیک کفر ہے۔ نیز صحابہ کرام میں باہمی

Marfat.com

لڑائیاں ہوئی ہیں ان میں گفتگو کرنا یا حق و ناحق کا فیصلہ کرنا بڑی بھاری نادانی ہے۔ احادیث میں صحابہ کرام خصوصاً خلفائے اربعہ کے مناقب دیکھو۔ تو معلوم ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب اور چار یاروں کی کیسی کیسی تعریف فرمائی ہے وہ لوگ بڑے بدنصیب ہیں جو اصحاب رسول کو برا بھلا کہتے ہیں اور غضب خدا کے مستحق بنتے ہیں جب صحابہ کرام کا نام لیا جائے تو ہر صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا چاہیئے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے اپنا مال اور جان اپنے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کیا اور برسوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہم کو دین بھی ان ہی کے ذریعہ ملا ہے مسلمانوں کے فرقوں میں بعض شیعہ بڑی بھاری غلطی میں مبتلا ہیں کہ وہ بہت سے اصحاب کو سب وشتم سے یاد کرتے ہیں اور تبرا بازی اپنا ایمان سمجھتے ہیں اور اہل بیت میں سے بھی بعض حضرات پر لعن طعن کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضؓ اور ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ اور حضورؐ کی ازواج مطہرات بالخصوص حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو برا کہتے ہیں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرنا گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے اور تہمت انکے اسے ان کی ذات پہ داغ لگانا تو صریح کفر ہے کہ قرآن مجید نے ان کی براءت کی شہادت دی ہے اسی طرح حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہا عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان سے حضرت مولیٰ کے مقابلہ میں خطائیں اجتہادی واقع ہوئی تھیں پھر بعد میں رجوع کر لیا اس لیئے ان کی شان میں بھی کوئی برا لفظ کہنا جائز نہیں حضرت امام حسنؓ و حسینؓ سید الشہداء ہیں ان کی شہادت کا منکر گمراہ ہے۔

کن خلفاء کی خلافت کو راشدہ کہا جاتا ہے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ

Marfat.com

تک خلافت راشدہ رہی ان کے بعد بادشاہت ہوئی اور اسلام میں سب سے اوّل ملک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت کے ۳۰ سال تک رہنے کی بشارت دی تھی اسی طرح ۳۰ سال کے بعد بادشاہت کی بھی پیشین گوئی فرمائی تھی پس خلافت کی طرح یہ بادشاہ بھی حضور نبی کی نیابت میں سمجھی جائے گی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ کے بعد اپنی خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادی اور انکی بیعت کی اس بیعت کی وجہ سے بہت بڑی خانہ جنگی کا سد باب ہوگیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی درست ہوئی جس میں ارشاد ہوا تھا کہ میرا بیٹا حسن سید ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرانے کا اس حدیث کی رُو سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت کو امیر معاویہ کے سپرد کرنا حق بجانب معلوم ہوتا ہے اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن وطعن کرنے والا گویا امام حسن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خطاؤں غلطی میں گرفتار کرنا چاہتا ہے غرضکہ صحابہ کرام کے بارے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کہ ان پر اعتراض کریں۔ ؏

خطائے بزرگان گرفتن خطاست

مذکورہ بالا پانچ خلفاء کے بعد خلفائے بنو امیہ میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی خلافت بھی خلافت راشدہ میں شمار کی جاتی ہے، یہ خلیفہ عدل وانصاف اور پیروی شریعت میں پہلے خلفاء کی طرح نہایت عادل، منصف اور متبع شریعت تھے ان کے بعد قرب قیامت میں حضرت امام مہدی کی خلافت بھی راشدہ ہوگی۔

Marfat.com

ذیل میں شجرہ مبارکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ان اصحاب کا کہ جو خاندان قریش ہی میں

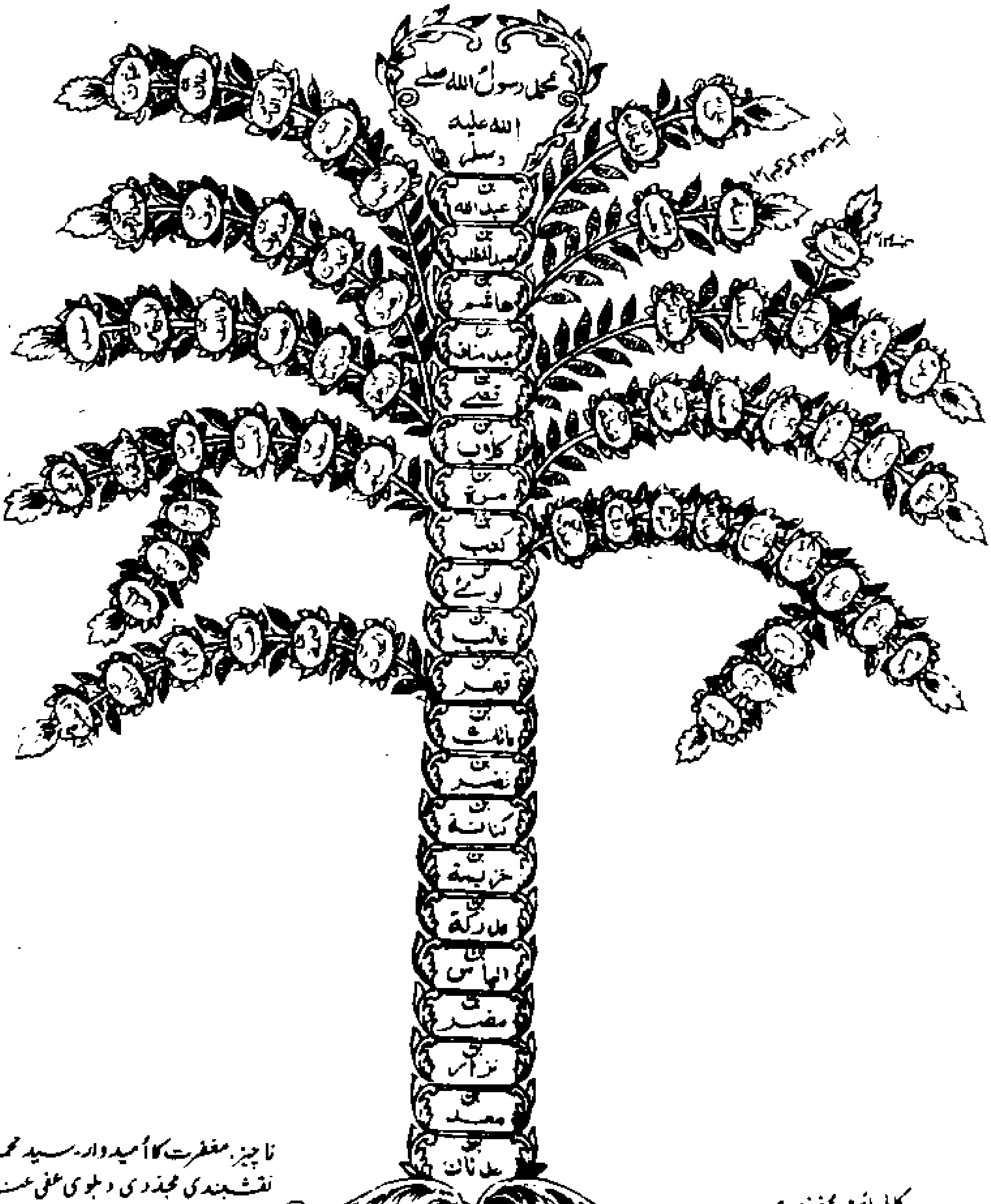

ناچیز مغفرت کا امیدوار سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی عفی عنہ

کاپی رائٹ محفوظ ہے

Marfat.com

قرآن پاک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل خاکہ ہے

اور سیرت طیبہ اس کی مکمل تشریح ہے

آئیے! قرآنِ پاک میں مقام مصطفےٰ تلاش کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے بارے میں قرآن پاک کیا روشنی ڈالتا ہے

قرآن پاک نے سب سے پہلے جس مسئلہ کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ یوں تو حضورؐ کے متبعین نے حضورؐ کے اقوال و افعال اور حضورؐ کے خصائل و شمائل کو اس طرح محفوظ رکھا ہے کہ آج تک دنیا کے کسی انسان کی زندگی کے متعلق اتنی تفصیلات محفوظ نہیں ہیں، لیکن آج کتابوں کا وہ تمام ذخیرہ اگر دنیا سے معدوم ہو جائے جو محدثین نے سالہا سال کی عرق ریزی سے مہیا کیا ہے اور دنیا میں صرف قرآن پاک ہی باقی رہ جائے، تب بھی ہم اس میں صاحب قرآن کی شخصیت کو ایسی صحیح اور صاف روشنی میں دیکھ سکتے ہیں کہ کسی شک و اشتباہ کا امکان باقی نہیں رہتا۔ آئیے اب ہم دیکھیں کہ قرآن اپنے لانے والے کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے۔

قرآن کریم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور خصائص ستودہ بے انتہا ذخائر موجود ہیں، اگر تمام خصائص کو مناسب تشریحات

Marfat.com

کے ساتھ بیان کیا جائے، تو ایک ضخیم کتاب بھی نا کافی ہوگی، لہٰذا بخوفِ طوالت جمالِ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جھلکیاں تبرکاً پیش کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ :-

یہ امر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں حضور کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ صفت کا ذکر کیا ہے جیسے

" یَا اَیُّهَا النَّبِی، یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ، یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ، یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ "

لیکن باقی انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نام لے کر پکارا ہے (خصائص الکبریٰ)

اس سلسلہ میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

" یَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ " (پارہ ۱ رکوع ۴)

" اے آدم، تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو "

" یَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ " (پارہ ۱۲ رکوع ۴)

" اے نوح کشتی سے اُترو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ "

یَا اِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا " (پارہ ۱۲ رکوع ۷)

" اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دو "

" وَمَا اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ یٰمُوْسٰی "

" اے موسیٰ تو نے اپنی قوم سے آگے آنے میں کیوں جلدی کی "

" یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ " (پارہ ۲۳ رکوع ۱۰)

" اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں نائب کیا "

" یَا زَكَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِسْمُهٗ یَحْیٰی " (پارہ ۱۶ رکوع ۴)

" اے زکریا ہم تجھے ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے "

یَا اِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۔۔

Marfat.com

"اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا"

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

"جبکہ اللہ نے کہا اے عیسیٰ البتہ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے (فی الحال) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھ کو ... لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو کافر ہیں۔"

تشریح: ابوداؤد اور حاکم کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ آنے کے بعد ان کی وفات ہوگی اور اس وقت کے مسلمان اُن کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا تو ... عیسیٰ ... کی سی ...

اللہ تعالیٰ نے اپنا نام اپنے حبیب کو عطا فرمایا

چند آیات اور جھلکیاں

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ...

"اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بہت مہربان ہے۔"

اور دوسری جگہ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ...

"اے مسلمانو! بے شک تمہارے پاس تشریف لائے ہیں تم میں سے وہ رسول کہ جن کو تمہارا رنج شاق گزرتا ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص مسلمانوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہیں۔"

یہ آیت کریمہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور مراتب کا بیان ہے اور اس میں حضور علیہ السلام کا میلاد پاک کا ارشاد ہوا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری

Marfat.com

کا ذکر کرنا ہی تو میلاد ہے۔ تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں آنا جانتے تھے۔ پھر جانی ہوئی چیز کو کیوں بیان فرمایا۔ اس لیے کہ اس سے ولادت کا ذکر ہوا، اور حضور علیہ السلام کی عزت کا اظہار، اور پیغمبروں نے بھی اپنی اپنی امتوں کے سامنے حضورؐ کے آنے کی بشارت دی تھی معلوم ہوا کہ میلاد پاک سنت الٰہیہ اور سنت انبیاءؑ ہے۔

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۠ (پارہ ۹ رکوع ۹)

"پس جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور ان کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ اُترا گیا ہے۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"

اللہ تعالیٰ سورۃ الفاتحہ میں اپنے متعلق فرماتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ

"بتلا دیجیے ہم کو راستہ سیدھا۔ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا"

سورہ الاحزاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ (پارہ ۲۲ رکوع ۲) (۳۷)

"اور (اے محبوب) جب آپؐ اس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور اور آپؐ نے بھی اس پر انعام کیا ہے کہ اپنی بی بی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر اللہ تعالیٰ اپنے متعلق فرماتا ہے۔

(۴۳) هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓىٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (پ ۲۲ ع ۲)

"وہ ایسا رحیم ہے کہ وہ (خود بھی) اور اس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آوے۔

سورہ ابراہیم میں اپنے محبوب کے متعلق فرماتا ہے۔

Marfat.com

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۵ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۵ (پ ۱۳ ع ۶)

"یہ ایک کتاب (قرآن) ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف اتاری تاکہ آپ لوگوں کو انکے پروردگار کے حکم سے (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی کی طرف لاویں۔

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ (پ ۵ ع ۶)

"کیا تم نے لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں بلکہ اللہ جس کو چاہے مقدس کرے"

سورہ الجمعہ میں حضورؐ کے متعلق فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق (پ ۲۸ ع ۱۱)

وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں سے ایک رسول (معظم یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو) بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ رذیلہ و خبائث جاہلیت و قبائح اعمال سے) پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب (یعنی قرآن) اور دانشمندی یعنی شریعت کی باتیں، سکھاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے متعلق فرماتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۵ پ ع ۱

بے شک اللہ تمہارے سب کاموں کی اطلاع رکھتا ہے۔

دوسرے مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا (پ ۵ ع ۴)

"پس اس وقت بھی کیا ہوگا جب کہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ دینے والا لاویں گے اور (اے محبوبؐ) آپؐ کو ان سب لوگوں پر گواہ بنا کر لاویں گے۔

Marfat.com

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا (پ۲ ع۱)

"اور تمہارے لیے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں گے"

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَاغَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ (پ۳۰ ع۷)

"اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ فریب دھوکہ میں ڈال رکھا ہے"

دوسری جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:۔

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ (پ۳۰ ع۶)

"بے شک یہ قرآن عزت والے رسول کا پڑھا ہے"

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے:۔

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ (پ۱۸ ع۶)

"(سو اس سے کامل طور پہ ثابت ہو گیا) کہ اللہ بہت ہی عالیشان ہے، جو کہ بادشاہ حقیقی ہے"

اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہے:۔

وَشَھِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ (پ۳ ع۷)

"اور بعد اپنے اس اقرار کے کہ رسول سچے ہیں"

اللہ تعالیٰ اپنے لیے ارشاد فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (پ۱۷ ع۱۵)

"بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے"

اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَۃٍ مِّنْھُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْھُمْ فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰہَ

Marfat.com

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (پ ۴)

اور آپ کو آئے دن کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جو اُن سے صادر ہوتی ہے بجز ان میں سے معدودے چند لوگوں کے پس اے محبوبؐ، آپؐ ان کو معاف کر دیجیے اور درگذر فرمایئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پ ۲۷ سورۃ حدید)

وہ ہی اول ہے وہ ہی آخر ہے وہ ہی ظاہر ہے وہ ہی چھپا اور وہ ہر چیز جانتا ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا یہ آیت کریمہ حمد الٰہی بھی ہے اور نعت مصطفےٰ بھی ہے۔ حضور سب سے اول بھی اور سب سے پیچھے اور سب پر ظاہر اور سب سے چھپے ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو جانتے ہیں اور تو اس طرح کہ دنیا و آخرت ہر جگہ سب سے اول ہی ہیں سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ۔ جیسا تو حضرت آدم علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ہیں مگر حقیقتاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والد آدم ہیں بظاہر درخت سے پھول ہے مگر حقیقت میں پھول سے درخت ہے۔

اس باغ عالم کے حضور پھول ہیں۔ سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی۔ خود فرماتے ہیں کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ ہم اس وقت نبی تھے جب حضرت آدم اپنی آب و گل میں جلوہ گر تھے، میثاق کے دن اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب سے پہلے بلیٰ فرمانے والے حضورؐ ہی ہیں، بروز قیامت سب سے پہلے آپ کی قبر انور کھولی جاوے گی بروز قیامت اول حضورؐ کو سجدہ کا حکم ملے گا سب سے پہلے حضورؐ شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا دروازہ حضورؐ ہی کے دست قدس سے کھلے گا اول حضورؐ ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے اول حضورؐ ہی جنت میں تشریف فرما ہوں گے بعد میں تمام انبیاء اول حضورؐ ہی کی امت جنت میں جاوے گی بعد میں

Marfat.com

باقی امتیں۔ غرضکہ ہر جگہ اولیت کا سہرا ان کے ہی سر پر ہے، اوّل دن یعنی جمعہ حضورؐ ہی کو دیا گیا، اس قدر اوّلیت کے باوجود پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر بھی ہیں سب سے آخر حضورؐ کا ظہور ہوا۔ خاتم النبیین آپ ہی کا لقب ہوا۔ سب سے آخر حضورؐ ہی کو کتاب ملی سب سے آخر حضورؐ ہی کا دین آیا۔ سب سے آخر دن یعنی قیامت تک حضورؐ ہی کا دین باقی رکھا گیا۔

اب رہا ظاہر و باطن۔ حضور علیہ السلام سب پر ظاہر ہیں اور ہمیشہ ظاہر سب پر تو اس طرح ظاہر کہ ان کو مسلمان جانیں، کافر پہچانیں یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمْ حضورؐ کی معرفت کو بیٹے سے مثال دی نہ کہ باپ سے اس کی تین وجہ ہیں۔ بیٹا اپنے باپ کو صرف لوگوں سے سن کر جانتا ہے یا دلیل، مگر باپ اپنے بیٹے کو اپنے نکاح، قرار حمل، ولادت وغیرہ دلائل سے جانتا ہے۔ کفار بھی حضور کو دلائل سے پہچانتے تھے نہ فقط سُن کر، نیز بیٹا دنیا میں آکر پہچانتا ہے مگر باپ ولادت سے پہلے ہی کفار بھی حضورؐ کو ولادتِ پاک سے پہلے ہی جانتے تھے اور ان کی آمد کی دعائیں مانگتے تھے، نیز بچہ دنیا میں آکر فوراً نہیں پہچانتا بلکہ سمجھ دار ہو کر، مگر باپ بیٹے کو اول سے ہی جانتا ہے۔ حضور علیہ السلام کو بچپن سے ہی سارا عالم جانتا تھا کہ پہاڑ سلام کرتے تھے حجر خوشخبریاں دیتے تھے۔ درخت سایہ کے لیے جھکتے تھے۔ چاند باتیں کرتا تھا کفار آپ کی نبوت کی گواہیاں دیتے تھے۔

جانور جانیں، اونٹ سجدہ کریں، جنگل کے ہرن امن مانگیں، چاند و سورج جانیں کہ چاند تو اشارہ پاکر دو ٹکڑے ہو جائے اور سورج ڈوب کر لوٹ آوے جانتے ہیں کہ اشارہ محبوب ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرش والے جانیں۔ عرش والے پہچانیں۔ حضرت آدمؑ آنکھ کھولتے ہی عرش اعظم پر رب کے نام کے ساتھ محبوب کا نام لکھا ہوا پائیں جنت والے جانیں، دوزخ والے پہچانیں، جنت کے پتہ پتہ پر، حوروں کی آنکھوں میں۔

Marfat.com

غلمانوں کے سینہ پر غرضکہ ہر جگہ لکھا ہوا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؎

خلد بریں میں ہر جگہ نام شہ نام ہے — خلد ہے ملک آپ کا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

دوزخی بھی اقرار کریں گے کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وہ بھی جانیں گے کہ مخالفت سید ابرار ہم کو یہاں لائی غرضکہ جہاں اللہ کا ذکر چاہے وہاں رسول اللہ کا ذکر، تمام عالم میں آپ کا ذکر اور ہر جگہ آپ کا ظہور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ پھر قیامت تک محبوب کی ہر ہر بات سب کو معلوم زندگی پاک کی ایک ایک ساعت کہ بہ ولادت پاک دودھ پینا پرورش پانا قبل نبوت کے واقعات بعد نبوت اندرونی اور بیرونی زندگی پاک چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، تبسم فرمانا، گریہ و زاری کرنا غرضکہ زندگی پاک کا ہر شعبہ ہر وقت ہر سمت ظاہر عرب میں ظاہر عجم میں ہر کونسی جگہ ہے جہاں کتب حدیث نہ پہنچی ہوں ظاہر تو ایسے مگر لطف یہ ہے کہ جیسے وہ ہیں ویسا کسی نے نہ جانا بجز پروردگار وہ شان ظہور تھی اور یہ شان بطون۔ حافظ شیرازی کہتے ہیں ؎

کس ندانست کہ منزل گہ محبوب کجاست — ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

قصائد قاسمی میں کیا خوب لکھا ہے ؎

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت — نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے بجز ستار

سوا خدا کے بھلا کوئی تجھ کو کیا جانے — تو شمس نور ہے شپر مطلع و الابصار

غرضکہ دیدۂ انسان میں بشریت ظاہر ہوئی مگر حقیقت محمدیہ بجز پروردگار کوئی بھی نہ جان سکا جس طرح کہ سورج کو اس کے نور نے چھپا لیا کہ کوئی بھی اس کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پردہ بن گئی۔ رب نے اسی لیے نور فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ یعنی اے مسلمانو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نور اور کھلی ہوئی کتاب آئی۔ پانچویں صفت بیان ہوئی هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور وہ محبوب علیہ السلام ہر چیز کو جاننے والے ہیں یعنی خالق کی ذات و صفات اور

Marfat.com

علوم ظاہرو باطن اور مخلوق کے اولین و آخرین کے سارے علم حضور علیہ السلام میں جمع ہیں اور مخلوق الٰہی میں فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ "ہر علم والے کے اوپر ایک بڑا عالم ہے" حضور ہی ہیں، جس آنکھ نے خالق عالم کو معراج میں دیکھا ہو مخلوق کس طرح اس سے چھپ سکتی ہے ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ[1]

آخری رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (الاحزاب ۴۰)

اے لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ رسالت ختم ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ میری اور مجھ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے، اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے، مگر کہتے تھے۔ اس جگہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی، تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی میں آخری رسول ہوں۔ میری آمد پہ نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے جسے پُر کرنے کے لیے کوئی نبی آئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھ سے پہلے ہر نبی مخصوص

---

[1] شانِ حبیب الرحمٰن، جناب مفتی احمد یار خاں صاحب مدظلہ،

Marfat.com

طور پر اپنے ہی قوم کے پاس نبی بنا کر بھیجا جاتا تھا لیکن میں تمام ہی لوگوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ نیز آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ مجھ سے نبوت کی عمارت مکمل ہوئی اور مجھ پہ رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا (بخاری و مسلم

عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

وَاِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيلَ اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ (الصف ۶)

اور جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف بھیجا ہوا پیغمبر آیا ہوں میں اس کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی تھی اور ایک عظیم الشان رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

تشریح:۔ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اے لوگو میں ایک بہت عمدہ خوشخبری تم کو سناتا ہوں اور مبارکباد اور بشارت دیتا ہوں تاکہ تم اس ذات اقدس کا خیال رکھو کہ عنقریب ایک عظیم الشان رسول تشریف لائیں گے میرے بعد دنیا میں آئیں گے ان کا نام مبارک احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ محمد مبالغہ مفعول بہت تعریف کیا گیا۔ احمد مبالغہ فاعل بہت تعریف کرنے والا احمد جس میں کوئی برائی نہ ہو۔ اس کی کوئی مذمت نہ کرے محمد جس میں سب بھلائیاں ہوں سب ان کی تعریف کریں۔

توراۃ کی شہادت

اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهٗ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيلِ يَاْمُرُهُمْ

Marfat.com

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۟ (الاعراف ۱۵۷)

"پس آج اللہ کی رحمت کے حق دار وہ لوگ ہیں جو آخری رسول نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں جن کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں اور ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتے ہیں اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتے ہیں جو ان پر لدے ہوئے تھے اور ان پھندوں سے چھڑاتے ہیں جن میں وہ پھنسے ہوئے تھے۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور ان کی مدد کریں اور اس کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ اترا ہے (یعنی قرآن مجید) وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

آخری رسول تمام عالم کے رسول ہیں

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ا۟لَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۟ (الاعراف ۱۵۸)

"اے محبوب! آپ فرما دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ کہ جس کی آسمان و زمین کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ کرتا ہے وہی موت دیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اسی رسول امی کی پیروی اختیار کرو۔ تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ

Marfat.com

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (السباء ۲۸)

اور اے محبوب ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے مسلمانوں کو ہماری رضا اور ثواب کی خوشخبری سنانے والا اور ایمان نہ لانے پر ان کو ہمارے غضب و عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے پہلے ہر زمانے میں نبی اپنی قوم کے لیے الگ الگ رسول بھیجے جاتے رہے۔ ان کی تعلیم و ہدایت بھی اپنی قوم کے لیے مخصوص اور ایک خاص زمانے تک کے لیے محدود ہوتی تھی۔ کچھ دن گذرنے کے بعد یا تو اس تعلیم میں ترمیم و اضافے کی ضرورت محسوس ہوتی یا مٹ جاتی اور اسے پھر پیش کرنے کی ضرورت ہوتی۔ مگر آخری رسول حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ایسا محفوظ، دائمی، عالمگیر اور مکمل دین دے کر بھیجا جس کے اصول قیامت تک پیش آنے والے تمام مسائل کا بہترین حل، اور تمام نت نئے مسائل پر ٹھیک ٹھیک منطبق ہونے والے ہیں۔ اب انسانوں کی رہنمائی کے لیے کسی نئی تعلیم و ہدایت اور نئے رسول کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے جس سے کوئی بھی علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ انبیاء اور اولیاء اور انسان و غیر انسان۔

سراپا رحمت:- وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء ۱۰۷)

"اور ہم نے اے محبوب آپ کو تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ (التوبہ ۱۲۸)

"اور اے محبوب آپ ایمان والوں پر شفقت رکھنے والے مہربان ہیں۔"

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ (الحجر ۸۸)

"اور اے محبوب مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو۔"

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ

"اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور وہ اس پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوا۔ اور وہی ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔"

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲)

"اور اللہ کی شہادت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر) کافی ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو رسول کے ساتھ والے ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔"

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ (پارہ ۴ رکوع ۶)

"اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک رسول ہیں بیشک آپ سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں۔"

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ (پارہ ۲۶ رکوع ۹)

"اور آپ پر اپنی تمام نعمتیں تمام کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر لے چلے۔"

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ (پارہ ۱ رکوع ۶)

"اور جبکہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آیا ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا جو ان کے پاس ہے تو ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب (توریت) کو (جس میں ان رسول کریم کے اوصاف تھے) اپنی پیٹھ پیچھے پھینکا گویا اسے جانتا ہی نہیں۔"

احکام رسول سے سرتابی نفاق ہے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ (النساء ۶۱)

Marfat.com

"اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور آؤ رسول اس کی طرف۔ تو تم دیکھتے ہو کہ منافقین کتراجاتے ہیں۔

حضور امت کے تمام معاملات اور فیصلوں میں مختار کل قاضی ہیں

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (النساء۔ ۶۵)

"(اے محبوب) آپ کے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کن نہ مان لیں۔ پھر آپ جو فیصلہ کریں اس پر اپنے دلوں میں تنگی نہ محسوس کریں۔ بلکہ خوش دلی سے یہ تسلیم کریں۔"

اس آیت پاک میں مسلمان بننے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے اور مسلمان کی پہچان بتائی جا رہی ہے۔ مگر اس میں تعریف مصطفےٰ علیہ السلام کے وہ پھول کھلے ہوئے ہیں جن سے دماغ ایمان معطر ہو جاتا ہے۔

اس آیت کا پہلا کلمہ یعنی وَرَبِّكَ تمہارے رب کی قسم اس قدر پر لطف ہے کہ پڑھ کر وجد طاری ہوتا ہے۔ رب نے اپنی قسم فرمائی مگر اپنا نام نہ ارشاد فرمایا۔ واللہ یا والرحمن نہ فرمایا بلکہ اپنا ذکر محبوب علیہ السلام کے ساتھ فرمایا ہے کہ اے پیارے تیرے رب کی قسم اے محبوب ہم کو تمہارے پروردگار کی قسم، قربان جاؤں اس کلام ناز کے اور کیا نرالا انداز۔ اس ناز سے محبوب کے صدقے۔ ان کے رب پر رب کے قربان صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اس طرح کا لطف وہی پاوے گا جو کہ اس محبت سے آشنا ہو۔ اب فرمایا یہ جا رہا ہے کہ ہماری بارگاہ میں تمغہ ایمانی وہ ہی پائے گا جو کہ تمغہ غلامی رکھتا ہو۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر۔ ۷)

Marfat.com

"اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو حکم دیں اس کو قبول کرو، اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ" دین میں رسول کا حکم ہی فیصلہ کن ہے
مومن کا کام یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کا حکم دیں دل و جان سے اسے بجا لائے۔ اور جس بات سے روکیں اس سے باز آ جائے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (پارہ رکوع ۱۵)

"اے ہمارے پروردگار اور ان (مکہ والوں) میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج کہ جو اُن لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں۔ اور ان کو آسمانی کتاب (قرآن مجید) اور پختہ علم کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک (یعنی نفوس کی اصلاح) کر دیں بلاشبہ تو ہی قوت والا جاننے والا ہے"

تشریح :۔ اس آیت شریفہ میں ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندوں کو پاک فرماتے ہیں۔ کفر سے، شرک سے، گناہوں سے، ہر اخلاقی گندگی سے، اگر پاکی چاہتے ہو تو اس دریائے رحمت میں غوطہ لگاؤ پاک ہو جاؤ گے پانی صرف ظاہر کو پاک کرتا ہے مگر رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر قلب و نظر ظاہر باطن سب کو پاک فرماتی ہے۔

بشارت عظمیٰ

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۔ (الفتح ۹)

"(اے محبوب) ہم نے آپ کو (آپ کی امت کے اعمال پر) شہادت دینے والا بنا کر بھیجا (اور مسلمانوں کو) اور (کافروں کو) انجام بد سے ڈر سنانے والا بھیجا۔ تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے پیارے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی مدد و حمایت کرو اور اس کی تعظیم و توقیر کرو" حضور کی تعلیم و ہدایت کے حق ہونے کی ایک عجیب

Marfat.com

افروز دلیل ان لوگوں کا پاکیزہ کردار ہے جو رسول پر ایمان لائے۔ کیا یہ پاکیزہ کردار کسی جھوٹے دین سے بھی بن سکتا ہے؟ پھر جب دنیا میں مومن اور منکر کا کردار یکساں نہیں ہے تو بھلا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ آخرت میں دونوں کا انجام یکساں ہو جائے؟

آخری رسول پر ایمان، شرط نجات

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓی اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ کَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ط (النساء ۴۷)

اے وہ لوگو! جنہیں آسمانی کتاب دی گئی تھی۔ ایمان لاؤ اس کتاب پر جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے۔ اور جو اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتی ہے۔ جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی۔ اس سے پہلے کہ ہم چہرے بگاڑ کر پیچھے پھیر دیں، یا ان پر اسی طرح لعنت کریں جس طرح ہم نے سبت والوں پر لعنت کی تھی۔" یہ آیت بتاتی ہے کہ آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر نہ کسی کا ایمان معتبر ہے اور نہ نجات کی توقع ہے۔ اسی لیے اہل کتاب سے یہ نہیں کہا گیا کہ تورات کی تعلیم پر مضبوطی سے جمے رہو۔ بلکہ کہا گیا آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی کتاب پر ایمان لاؤ۔ ورنہ ہدایت سے محروم رہو گے۔ اور سخت ترین سزا پاؤ گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، اس امت میں جس کسی شخص تک خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی (یا کچھ اور) میری نبوت کا پیغام پہنچا اور اس کے باوجود میرے دین پر ایمان لائے بغیر مر گیا۔ وہ دوزخی ہو گا۔" (مسلم)

منکرین رسالت کا بدترین انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا ط کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۔ (النساء ۵۶)

بلاشبہ جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے انہیں یقیناً ہم آگ میں

Marfat.com

چھو نہیں گے۔ اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے۔ تا کہ وہ خوب خوب عذاب کا مزہ چکھ لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اپنے فیصلوں کو عمل میں لانے کے لیے بڑی قدرت اور حکمت رکھتا ہے۔"

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ رکوع ۳)

"اگر تم کو (اے کافرو) اس (قرآن کی سچائی میں کچھ شک ہے کہ جو ہم نے اپنے بندہ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا (تو اگر یہ انسانی دماغ کی بناوٹ ہے تو تم بھی انسان ہو تو صرف) اس کی مانند ایک سورت تو لے آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہیں سب سے مدد لو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو۔"

کفار مکہ کہتے تھے کہ قرآن کریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے بنا کر سناتے ہیں اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا ہے کہ اگر تم کو اس قرآن پاک میں جس کو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے۔ کچھ شک وشبہ ہے اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ اپنے جی سے عبارت بنا لیتے ہیں تو تمہیں کس نے منع کیا ہے۔ تم بھی فصاحت و بلاغت کے عظیم دعوے رکھتے ہو۔ تو اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت ہی بنا کر لا دکھاؤ۔ اور اپنے تمام فصحاء و بلغاء کو اس کوشش میں شامل کر لو۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ لیکن اگر تم ایسا نہ کیا اور یقیناً کر بھی نہ سکو گے کیوں کہ قرآن مجید محض اسلوب بیان۔ بندش الفاظ اور فصاحت و بلاغت کلام پر ہی مبنی نہیں ہے بلکہ یہ قانون اخلاق و تمدن، حسن معاشرت، متوازن معیشت اور تزکیۂ نفوس کے اعتبار سے لاجواب اور بے مثل معجزہ ہے اس کا مقابلہ نوع انسانی کا کوئی فرد بلکہ ساری مخلوق بھی مل کر نہیں کر سکتی

بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی تعریف ہو رہی ہے۔ مگر غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قرآن کی بھی تعریف ہے اور صاحب قرآن کی بھی کہ حضور اقدس صلی

Marfat.com

علیہ وسلم مخلوق میں سے کسی کے شاگرد نہیں بلکہ استاذ الکل ہو کر تشریف فرما ہوئے بلاواسطہ
پروردگار عالم ان کو سکھانے والا وہ سیکھنے والے۔ جن کا سکھانے والا پڑھانے والا
پروردگار ہے تو سیکھنے والے محبوب کیسے علم و حکمت والے ہوں گے! اسی لیے
فرمایا کہ سارے مددگاروں کو بلالو۔ دُنیا بھر کے عالموں کو جمع کر کے مقابلہ کرو مگر نہ ہو
سکے گا کیونکہ سارے عالم مخلوق ہی سے پڑھ کر عالم بنے ہیں۔ مخلوق کے شاگرد ہیں۔
وہ اس ذات کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں جو تمام کائنات اور مخلوق کے معلم علیہ الصلوٰۃ
والسلام۔ مفسرین نے اس آیت کے ایک معنی یہ بھی کیے ہیں کہ مثلہ کی ضمیر حضور علیہ السلام
کی طرف لوٹتی ہے تو آیت کے معنی یہ ہوئے کہ ایک سورت ان جیسی لے آؤ جو کہ محمد
رسول اللہ جیسی ذات کے مبارک منہ سے نکلی ہو یعنی اولاً تو کوئی ایسی شان والا
محبوب دنیا میں سے ڈھونڈو، پھر اس کے منہ سے ایسی آیت نکلواؤ (تفسیر خازن وغیرہ
وغیرہ) اب کلام کا مقصد یہ ہے کہ ان جیسی شان کا آسمان کے نیچے کوئی ملے گا نہ ایسا
کلام بن سکے گا جس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل اور بے نظیر
ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا اَیُّکُمْ مِثْلِی تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ دوسری جگہ ارشاد
ہوا لٰکِنِّی لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ لیکن میں تمہاری طرح نہیں اور عقل کا بھی تقاضا ہے
کہ حضور آقائے دوجہاں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا۔ ۵
اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل ع)
"اے لوگو، بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر حاضر و ناظر ہیں۔
جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے تھے"

یہ آیت کریمہ بھی حضور علیہ السلام کی تعریف میں ہے۔ اس میں کفار اور مسلمانوں
سے خطاب ہو رہا ہے کہ اے لوگو! یہ پیغمبر جو تم میں تشریف لائے، یہ تم سے اور
تمہارے حالات سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ تم کو اور تمہارے ایمان و کفر کو جانتے ہیں۔

لہ شانِ حبیب الرحمٰن

Marfat.com

اور قیامت تک کے تمام لوگوں کے ہر ہر حال سے خبردار ہیں اسی لیے تم سب پر رب کی بارگاہ میں گواہی دیں گے، یعنی مومن کے ایمان اور کافر کے کفر کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس سے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ثابت ہوا، وہاں ہی آپ کا ہر شخص کے پاس حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا کیونکہ گواہی دیکھی ہوئی ہونی چاہیے، اسی لیے جب قیامت میں اُمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے حق میں گواہی دے گی، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت کی گواہی دیں گے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (پ ۶ سورۃ نساء ع ۲۴)،

"اے لوگو بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور اتارا"

یہ آیت پاک حضور علیہ السلام کے فضائل کے پھولوں کا نفیس گلدستہ ہے اس میں جس قدر فضائل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان ہوئے ان کا ذکر کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے برکت حاصل کرنے کے لیے کچھ اجمالاً عرض کرتا ہوں۔

بُرہان کے معنی ہیں دلیل جس سے دعوے کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ یہاں دلیل سے مُراد معجزات ہیں جس قدر معجزے کہ پہلے پیغمبروں کو ملے وہ سب کے سب حضور علیہ السلام کو عطا ہوئے، اور اس کے علاوہ اور بے شمار معجزے ملے بلکہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام از سر تا قدم پاک خود اللہ کی وحدانیت اور ذات و صفات کی دلیل ہیں۔ لہٰذا بُرہان سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ اور پیغمبروں کی ذات معجزہ نہ تھی بلکہ کسی کے صرف ہاتھ میں معجزہ اور کسی کی سانس میں معجزہ، کسی کی لاٹھی میں معجزہ تھا جیسے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بال شریف معجزہ کہ حضرت خالد کی ٹوپی میں رہا تو ان کو ہمیشہ دشمنوں پر فتح ہوتی رہی۔ ہرقل کی پگڑی میں رہا تو اس کے سر درد کو آرام رہا۔ سیدنا عمرو ابن عاص نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں حضور علیہ السلام کے بال شریف رکھ دیے جاویں تاکہ قبر کی مشکل آسان ہو۔ امیر معاویہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر میری آنکھوں اور لبوں پر حضور کے ناخن اور بال
شریف رکھ دیے جائیں تاکہ حساب قبر میں آسانی ہو معلوم ہوا کہ بال مبارک قبر کی مشکل
آسان کرتا ہے. صحابہ کرام بیماروں کو بال شریف کا غسل شدہ پانی پلایا کرتے تھے حضرت طلحہ
کے گھر ایک بار بال شریف پہنچ گیا تو انہوں نے تمام رات ملائکہ کی تسبیح وتہلیل سُنی (دیکھو
مدارج او مواہب لدنیہ) آنکھ شریف کا معجزہ کہ قیامت تک کے واقعات کو دیکھا
جنت دوزخ، عرش وکرسی کو ملاحظہ فرمایا بلکہ خود رب کو دیکھ، نماز کسوف میں دوزخ
او جنت کو مسجد کی دیوار میں دیکھ پیچھے مقتدی جو کچھ کریں اس کو ملاحظہ فرمادیں. ناک
مبارک کا معجزہ جس نے محبت کی خوشبو مین سے آتی ہوئی سونگھی (روح البیان یہی آیت)
زبان معجزہ جس کی ہر بات خدا کی وحی اور وہ زبان جو کہ کن کی کنجی ہے. منہ کا لعاب معجزہ
کہ حضرت جابر کے گھر ہانڈی میں ڈال دیا تو ہانڈی کی ترکاری میں برکت ہوئی. آٹے میں
ڈال دیا تو چار سیر آٹا ہزاروں آدمیوں نے کھایا پھر بھی اتنا ہی رہا. موسیٰ علیہ السلام نے
پتھر میں عصا شریف مار کر پانی کے چشمے نکالے. لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت جابرؓ
کی ہانڈی میں لعاب شریف ڈال کر شوربے اور بوٹیوں کے چشمے جاری فرما دیے. خیال ہے
کہ شوربے میں نمک مرچ گھی دھنیا وغیرہ سارا ہی مصالحہ ہوتا ہے. لہٰذا یہ معجزہ نہایت
ہی اعلیٰ ہے کہ یہاں ان تمام چیزوں کے چشمے بہا دیئے. خیبر میں حضرت علیؓ کی دکھتی ہوئی
آنکھ میں لگا دیا تو آنکھ کو آرام ہوگیا. حضرت صدیقؓ کے پاؤں میں سانپ نے کاٹا
اس پر لگا دیا اس کو آرام ہوگیا. کھاری کنویں میں ڈال دیا تو اس کا پانی میٹھا ہوگیا. ہاتھ مبارک
بھی دلیل کہ بدر کے دن ایک مٹھی کنکر کفار کو مارے تو رب نے فرمایا کہ آپ نے نہ پھینکے
بلکہ ہم نے پھینکے. اُسی ہاتھ میں آکر کنکروں نے کلمہ شریف پڑھا اُس ہاتھ سے بیعت لی
گئی تو رب نے فرمایا کہ ان ہاتھوں پر ہمارا ہاتھ ہے. انگلیاں معجزہ کہ ایک پیالہ پانی میں
انگلیاں رکھ دیں، اس سے پانچ چشمے پانی کے جاری ہوگئے. انگلی ہی کے اشارے سے

Marfat.com

چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

پاؤں مبارک بھی معجزہ کہ پتھر پر چلیں تو پتھر ان کا اثر لے، اور فرش پر بھی چلیں اور عرش پر بھی غرضکہ ان کا ہر ہر عضو پاک اور ہر ہر بال مبارک رب کے پہچاننے کی دلیل ہے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

پسینہ مبارک معجزہ کہ جس میں گلاب کی بے مثل خوشبو، جاگنا اور سونا معجزہ کہ ہر ایک کی نیند وضو توڑ دے مگر حضور علیہ السلام کی نیند وضو نہیں توڑتی، تمام جسم پاک سایہ سے محفوظ کہ سایہ بھی کسی قدم کے نیچے نہ آوے، وہ رب کا سایہ ان کا سایہ کیسا ہے تمام کے پیشاب و پائخانہ نجس ہیں، مگر حضور علیہ السلام کا پیشاب و پائخانہ پاک ہیں امت کے حق میں (دیکھو شامی باب انجاس) غرض کہ حضور علیہ السلام کا ہر وصف معجزہ، ہر حالت رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل اس لیے فرمایا بُرْهَانٌ۔ حضور علیہ السلام کا نام مبارک بھی معجزہ ہے چند وجہ سے۔ ایک یہ کہ سب کے نام ان کے ماں باپ رکھتے ہیں، لقب قوم دیتی ہے۔ خطاب حکومت سے ملتا ہے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، القاب، خطاب، سب رب کی طرف سے ہیں حضرت عبدالمطلب نے فرشتہ کی تعلیم سے آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا، دوسرے یہ کہ سب کے نام پیدائش کے ساتویں دن رکھے جاتے ہیں مگر حضور کا نام رب تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے رکھ دیا کہ آدم علیہ السلام نے یہ نام عرش کی ساق پہ لکھا پایا۔ نوح علیہ السلام کی کشتی اسی نام کی برکت سے مکمل ہوئی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں فرمایا اِسْمُهٗٓ اَحْمَدُ انبیاء کرام نے حضور کے نام کے طفیل سے دعائیں کیں۔ تیسرے یہ کہ انبیائے کرام کے نام کے معانی ایسے اعلیٰ نہیں جیسے محمدؐ کے معانی ہیں یعنی بے عیب اور ہر طرح سے لائق حمد، چوتھے یہ کہ اسی نام سے برسوں کا کافر مومن ہو جاتا ہے۔ جیسے سورج سے تمام برف پگھل جاتی ہے، پانچویں یہ کہ

Marfat.com

حضور کے نام سے قبر کے امتحان میں کامیابی اور محشر میں نجات ہے حضور کا نام وہ کیمیا ہے جس سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے اور جو انہیں محمد کہہ کر برا کہے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ پھر تمام پیغمبروں کے معجزے قصہ کی شکل میں رہ گئے۔ مگر حضور علیہ السلام کے چند معجزے قیامت تک کے لیے باقی ہیں مثلاً قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ جگہ جگہ آپ کے بال شریف موجود جن کی زیارت ہوتی ہے۔ آپ علیہ السلام کی مکمل سوانح عمری شریف مع اسناد کے ہر ایک کے سامنے یہ ایسی خوبیاں ہیں جو حضور علیہ السلام کے سوا کسی کو عطا نہ ہوئیں۔

یہاں حضور کو بُرْهَانٌ فرمایا۔ دوسری جگہ نور قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کیونکہ بُرہان یعنی دلیل تو عقل سے اور نور آنکھ سے معلوم ہوتے ہیں۔ فلاسفہ منطقی لوگ حضور کو دلائل سے پہچانیں، عام لوگ آنکھ سے بحیرہ راہب آنکھ سے دیکھ کر اور سلمان فارسی عقل سے پہچان کر ایمان لائے۔

اب جو ارشاد ہوا کہ ہم نے نور اتارا۔ اس نور سے قرآن مجید ہے یا حضور علیہ السلام کی ذات پاک یعنے حضور علیہ السلام دلیل بھی ہیں اور نور بھی، دلیل تو عقل سے پہچانی جاتی ہے اور نور آنکھ سے دیکھا جاتا ہے تو حضور علیہ السلام کو آنکھ سے دیکھو نور ہیں، اور ان کا ہر عضو پاک نور اور عقل سے پہچانو تو دلیل الٰہی ہیں۔ [1]

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (پارہ ۲۲ رکوع ۲)

اور دریا، رکھو، جو شخص اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم نہ مانے وہ بلاشبہ صریح گمراہی میں بہکا۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (پارہ ۱۰ رکوع ۱۴) (۲)

اور جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے درد دینے والا عذاب ہے۔

---

[1] بحوالہ شانِ حبیب الرحمن حضرت مفتی احمد یار خان صاحب معنر القرآن۔

Marfat.com

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ پ۹

یہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو بیشک اللہ اس کو سخت عذاب دینے والا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ پ۱۸ ع۱۵

"پس جو لوگ اللہ کے حکم کی (جو کہ بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا) مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیئے کہ ان پر (دنیا میں) کوئی آفت نہ آن پڑے یا ان پر (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے۔"

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ پ۲۸ ع۱

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرتے ہیں وہ (دنیا میں بھی) ایسے ذلیل ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ (پیغمبروں کی مخالفت کرنے کے سبب) ذلیل ہوئے اور ہم نے کھلے کھلے احکام (رسول اللہ کی صدق میں) نازل کیے ہیں اور کافروں کو ذلت کا عذاب ہوگا جس روز ان سب کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرے گا پھر ان سب کا کیا ہوا ان کو بتلا دے گا (کیونکہ اللہ نے ان کے عمل جو دنیا میں کرتے تھے) وہ محفوظ کر رکھے ہیں اور یہ ان کو بھول گئے اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (پارہ ۵ رکوع ۱۴)

"اور جو شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ

Marfat.com

ہے جانے کی "

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝ (پارہ ۹ ، رکوع ۱۰)

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرتا ہے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ سو یہ مزا چکھو اور جان رکھو کہ کافروں کے لیے جہنم کا عذاب مقرر ہے"

حضورؐ کے وطن کی عظمت

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ (پارہ ۳۰ رکوع ۱۵)

(اے محبوب) اس شہر (یعنی مکہ مکرمہ) کی قسم ہے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ (پارہ ۲۷، رکوع ۸)

" قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا اور کافر اگر کوئی معجزہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے، دیکھتے ہیں (جیسے شق القمر) تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو قوی جادو ہے اور انہوں نے (ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور معجزات کو) جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔

حضورؐ کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں ہیں

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (پارہ ۲۱ رکوع ۱)

"اور (اے محبوبؐ) آپ کی بی بیاں ان کی مائیں ہیں۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ (پارہ ۲۲ رکوع ۴)

"اور تم کو جائز نہیں کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کلفت پہنچاؤ۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد آپ کی بی بیوں سے کبھی بھی نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے

Marfat.com

نزدیک بڑا بھاری گناہ ہے۔

ازواج مطہرات کے مناقب

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پارہ ۲۲ رکوع ۱۰)

" اے نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بی بیو تم (مرتبہ وعظمت میں) اور عورتوں کی طرح نہیں ہو (تمہاری شان اور ادب تمام مسلمانوں پر لازم ہے)

حضورؐ نے فتح مکہ مکرمہ کی پہلے ہی پیشین گوئی فرما دی تھی

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲)

" بے شک اللہ نے اپنے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سچا خواب سچ کر دکھایا کہ بے شک تم لوگ مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ) میں انشاء اللہ امن وامان کے ساتھ ضرور داخل ہو گے "

وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پارہ ۱۰ رکوع ۱۰)

" اور (وہ جو) حرام نہیں جانتے اس چیز کو جس کو اللہ نے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام کیا ہے "

حضورؐ کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا گیا ہے

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ (پارہ ۱۱ رکوع ۶)

" کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس وحی بھیج دی کہ تمام لوگوں کو (احکام خداوندی کے خلاف کرنے سے) ڈرائے اور جو ایمان لے آئے (اور اچھے کام کئے) ان کو یہ خوشخبری سنائے کہ

Marfat.com

ان کے پروردگار کے پاس (پہنچ کر) ان کو پورا مرتبہ ملے گا۔"

إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ۝ (پارہ ۱۱ رکوع ۱۷)

"(اے محبوبؐ آپ فرما دیجیے) بیشک میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے ڈرانے اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔"

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ (پارہ ۱۷ رکوع ۲)

(اے محبوب) آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو میں تو یہی تمہارے لیے صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں پس جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝ (پارہ ۱۱ رکوع ۰)

"(اے محبوب آپ لوگوں سے کہہ دیجیے) یہ (قرآن مجید) ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر حکمت والے خبردار کی طرف سے تفصیل کی گئی ہیں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝ (پارہ ۱۴ رکوع ۶)

"اور (اے محبوبؐ) ہم نے آپؐ کو سات آیتیں دیں جو نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں (یعنی سورۂ فاتحہ) اور ہم نے آپؐ کو قرآن عظیم دیا۔"

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (پارہ ... رکوع ...)

"اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اسی پر راضی ہوتے کہ جو ان کو اللہ اور اس کے رسول پاک نے دیا تھا۔"

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ (پارہ ۲۸ رکوع ۴)

"اور رسول پاک تم کو جو کچھ عطا فرمائیں وہ لے لو۔ اور جس چیز کے لینے سے تم کو منع فرمائیں اس سے باز رہو۔"

اہل کتاب کو حضورؐ پر ایمان لانے کا حکم اور حضورؐ کے علم غیب کا ذکر

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ

Marfat.com

مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ

"اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول پاک آئے ہیں کتاب (یعنی توریت وانجیل) میں سے بہت سی وہ چیزیں جو تم نے چھپا ڈالی تھیں۔ ان میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول کر ظاہر کرتے ہیں۔

تشریح:۔ شان نزول۔ حضور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کی یہ آیت توریت میں سے جب یہود کو بتلائی جس کو وہ چھپاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیۃ نازل فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ یہود شادی شدہ ایک عورت اور ایک مرد کو حضورؐ کے پاس لائے۔ جنہوں نے بدکاری کی تھی۔ آپؐ نے ان یہودیوں سے پوچھا کہ توریت میں ایسے مرد و عورت کے لیے کیا حکم ہے انہوں نے جواب دیا کہ توراۃ کے حکم کے موافق ہم ایسے مرد و عورت کا کالا منہ کر کے بستی میں پھراتے ہیں۔ حضور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سزا توریت کے حکم کے موافق نہیں ہے تم جھوٹ بولتے ہو۔ لاؤ توریت اس میں تو ایسے لوگوں کو سنگسار کرنے کا حکم ہے آخر توریت لائی گئی اور ایک شخص ابن صوریا توریت پڑھنے آیا ابن صوریا نے پہلے تو رجم کی آیت کو اپنے ہاتھ کے نیچے ڈھانک لیا پھر جب حضورؐ نے اس کا ہاتھ اس آیۃ کے اوپر سے اٹھایا تو وہ رجم کی آیۃ نکلی اور اس مرد و عورت کو سنگسار کرنے کے ہیں۔

اس قصہ میں حضور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ علم غیب ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت کے بغیر پڑھے توریت کا وہ صحیح مسئلہ بتا دیا جس کو یہود نے بدل ڈالا تھا۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (پارہ ۵ رکوع ۱۲)

"اور (اے محبوبؐ) اللہ نے آپؐ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے اور (اے محبوب)

Marfat.com

سکھا دیا ہے آپ کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (پارہ ۱۹ رکوع ۴)

"اور اے محبوب جو مسلمان آپ کے تابع (فرمانبردار) ہیں ان کے لیے اپنی رحمت کا بازو بچھا دیجئے۔

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (پارہ ۱۵ رکوع ۹)

"اے محبوب قریب ہے کہ آپ کو آپ کا پروردگار ایسی جگہ کھڑا کرے جو مقام محمود ہے (یعنی مقام شفاعت)"

تشریح: قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب انبیاء کے پاس لوگ شفاعت کی غرض سے جاویں گے اور سب انبیاء خدا کے غصہ سے ڈر کر شفاعت سے انکار کردیں گے اور کہیں گے کہ آج وہ دن ہے کہ کسی دوسرے کی شفاعت تو درکنار ہمیں اپنی ہی جان کا اندیشہ ہے پھر جب وہ لوگ حضور رحمۃ للعالمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آویں گے تو آپ شفاعت کا ذمہ لیویں گے اور مقام محمود میں جاکر سجدہ کریں گے اور شفاعت کی التجا کریں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرمائیں گے اور میدان محشر سے لوگوں کا چھٹکارا ہوگا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (پارہ ۹ رکوع ۱۸)

"اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم (جیسے باعث رحمت) ان میں تشریف فرما ہو"

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲)

"اور اے مسلمانوں جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں"

حضور کو اشیاء کے حلال و حرام کرنے کا اختیار ہے

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ

Marfat.com

عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط (پ ۹ ع ۹)

"اور پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور گندی چیزیں ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر سے (سخت احکام کے) وہ بوجھ اور وہ طوق جو انکے گلے میں پڑے تھے۔ اس کو دور فرماتے ہیں"

نصرت رسول

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ (الاعراف ۱۵۷)

"پس جو لوگ اس رسول پر ایمان لائیں۔ ان کی نصرت و حمایت کریں، اور اس روشنی کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ اتاری گئی ہے۔ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"

حضورؐ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَیْءٍ ط (پارہ ۵ رکوع ۱۴)

"اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور (اے محبوب) آپ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے"

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ط فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ٥ (پارہ ۲۷ رکوع ۴)

"کیا یہ لوگ (ہمارے محبوبؐ کے ساتھ) کچھ برائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں پس (یاد رکھو) یہ کافر خود ہی اس برائی میں گرفتار ہوں گے"

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (پارہ ۲۷ رکوع ۴)

"اور (اے محبوبؐ) آپ اپنے پروردگار کے حکم پر ٹھہرے رہیں کہ بیشک آپ ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں"

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ٥ اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ز صلے (پارہ ۹ رکوع ۴)

(اے محبوب) آپ فرما دیجیے کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر سب مل کر میری ضرر رسانی کی تدبیر کر دو۔ اور مجھے مہلت بھی نہ دو بیشک (یاد رکھو) میرا دوست تو وہ اللہ ہے جس نے

Marfat.com

یہ کتاب (قرآن) نازل فرمائی "

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (پارہ ۶، رکوع ۱۴)

"اور (اے محبوب) اللہ آپ کی نگہبانی کرے گا لوگوں کے شر سے"

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ط (پارہ ۲۴، رکوع ۱)

"(اے محبوب) آپ فرما دیجئے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے"

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ط (پارہ ۲۴، رکوع ۱)

"کیا اللہ اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت) کے لیے کافی نہیں۔"

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۙ (پارہ ۱۴، رکوع ۲)

"پس (اے محبوب) ہم کافی ہیں تمہاری طرف سے اُن ہنسی اڑانے والوں کے لیے"

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط (پارہ ۲۶، رکوع ۱)

"اور اللہ کی شہادت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر) کافی ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں"

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (پارہ ۲۵، رکوع ۶)

"اور (اے محبوب) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ ایک سیدھے رستے کی ہدایت کر رہے ہیں"

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ط (پارہ ۴ سورہ آل عمران)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بے انتہا نعمت ارشاد کی (حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت ہی بڑا احسان کیا) جبکہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے عظیم الشان پیغمبر کو بھیجا جو ان لوگوں کو پاک (یعنی نفوس کی اصلاح) کرتے ہیں اور ان کو کتاب (یعنی قرآن) اور علم کی باتیں بتلاتے ہیں، البتہ وہ لوگ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

Marfat.com

یہ آیت کریمہ بھی حضور علیہ السلام کے فضائل اور مراتب میں ہے۔ کیونکہ خدائے قدوس نے انسان کو اس قدر نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ ان کا شمار بھی انسان نہیں کر سکتا، اور ہر نعمت ایسی قیمتی ہے کہ دنیا کے خزانے خرچ کر دو مگر ایسی نعمت بن سکے۔ آنکھ، کان، ناک، ہاتھ پاؤں، زمین آسمان، چاند سورج، ہوا پانی وغیرہ ہر نعمت الٰہی کا یہی حال ہے پھر جسم میں بے شمار بال اور ہر بال میں بے شمار نعمتیں ہیں، اور ہر نعمت ایسی کہ اس کے بغیر زندگی مشکل ہے۔ لیکن قرآن مجید میں ان نعمتوں کا جگہ جگہ ذکر تو فرمایا، مگر اس طریقہ سے احسان جتا کر ذکر نہ فرمایا کہ مسلمانو ہم کو ہاتھ پاؤں یا چاند سورج یا آسمان و زمین یا پانی ہوا دیئے تم پر احسان کئے کلمہ مَنّ فرمایا یعنی احسان جتایا تو صرف اس نعمت کا کہ ہم نے مسلمانوں پر بیشک احسان فرمایا کہ ان کو اپنا پیارا محبوب دے دیا ان کی ہدایت کے لیے جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر چیز کسی کو دی جاتی ہے مگر محبوب نہیں دیا جاتا۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ○ (پ ۲۶ ع ۸)

"اے مسلمانوں اللہ کی اطاعت کرو اور رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور (کفار اور منافقوں کی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے) اپنے اعمالوں کو برباد مت کرو۔

حضورؐ کی نبوت کا ثبوت واستدلال

وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ○ (پارہ ۹ رکوع ۱۵)

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے گا تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔"

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ (پارہ ۲۶ رکوع ۱)

Marfat.com

"کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس (قرآن) کو انہوں نے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) خود بنا لیا ہے (اے محبوبؐ) آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں نے اس کو خود اپنی طرف سے بنا یا ہوگا تو پھر تم لوگ اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ خوب جانتا ہے تم قرآن کی نسبت جو جو باتیں بنا رہے ہو میرے اور تمہارے درمیان میں وہی گواہ کافی ہے۔"

اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ؕ پ ۲۸ ع ۱۲

"بے شک (اے محبوب) آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت شریفہ میں فرمایا کہ زبان سے تو منافق لوگ قسمیں کھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن ان کے دل میں کفر اور نفاق بھرا ہوا ہے اس واسطے فرمایا کہ یہ لوگ زبان سے ایمان اور اسلام کی باتیں کرتے ہیں مگر ان کے دل کے نفاق کے سبب سے جس کا حال اللہ کو معلوم ہے اللہ گواہی دیتا ہے کہ ظاہری دعویدار اسلام لوگ جھوٹے ہیں کیوں کہ ان کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ پاک کی تسکین کے لیے یہ فرمایا کہ اللہ قسم کھا کر اس بات کی صداقت ادا کرتا ہے کہ اے محبوبؐ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن ان منافقوں کی دو دلی کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ پ ع ۔

"اے ایمان والو تم اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پاکؐ پر ایمان لاؤ تاکہ اللہ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے عطا فرمائے اور تم کو نور عطا فرمائے کہ جس کی روشنی سے تم چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:۔ شان نزول:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق

Marfat.com

یہ آیۃ ایماندار اہل کتاب کی شان میں ہے حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام پر اور توراۃ اور انجیل پر ایمان لا چکے ہیں اور ان کے دل میں اللہ کا خوف بھی ہے ان کو قرآن اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ضرور ایمان لانا چاہئے کیوں کہ بغیر اس کے توراۃ وانجیل میں جو اللہ کا عہد ہے وہ پورا نہیں ہو سکتا یہ وہ عہد ہے جس کا ذکر سورۃ آل عمران میں ہے پھر فرمایا کہ اگر یہ لوگ ایسا کریں گے تو ان کے دونوں زمانے کے عمل قابل اجر قرار پا کر ان کو دہرا اجر دیا جائے گا. نور سے مقصود وہی بلطر یہ کی روشنی ہے۔

آگے فرمایا ایماندار اہل کتاب کو یہ دوہرا اجر اس واسطے دیا گیا کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان نہیں لائے ان کو قیامت کے دن اپنی حالت پر افسوس ہوگا کہ یہ اللہ کے فضل کا دوہرا اجر انہوں نے اپنے ہاتھ سے کھویا.

وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ م بَیِّنٰتٍ ط (پارہ ۲۸ رکوع ۱)

"اور بے شک ہم نے روشن آیتیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق پر) اُتاریں"

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ (پارہ ۲۸ رکوع ۲)

"اور اللہ اور اس کے رسول پاکؐ کی فرمانبرداری کرو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے"

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ٥ (پارہ ۲۸ رکوع ۲)

"بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پاکؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں"

کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ٥ط (پارہ ۲ رکوع ۲)

"(مسلمانوں یہ احسان بھی اسی قسم کے ہیں) جس طرح تم لوگوں میں ہم نے تمہاری ہی قوم میں (ایک عظیم الشان) رسول (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھیجا۔ جو ہماری آیات (و احکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور (جہالت سے) تمہاری اصلاح کرتے ہیں اور

Marfat.com

تم کو کتاب (یعنی قرآن) اور عقل کی باتیں بتلاتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

تشریح:۔ ارکان دین کے اکثر مسئلے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے مختصر طور پر ذکر فرماکر ان کا تفصیلی بیان اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا کہ ان آیتوں کی تفصیل قول سے فعل سے اچھی طرح اُمت کے لوگوں کو سمجھا دیں تاکہ وہ لوگ قرآن کی آیتوں کے معنیٰ میں فکر و غور کرسکیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب پاک کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ اپنے کارخانہ قدرت کے اسرار غیب اپنے رسول کو جتنے چاہے بتا دیتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لئے معجزہ ہوتا ہے

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ (پارہ ۱۱ رکوع ۷)

(اے محبوبؐ) یہ (جو ہم آپؐ پر نازل کرتے ہیں) حکمت والی کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں۔

حضور بحیثیت حاکم و فرمانروا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (پارہ ۵ رکوع ۸)

"جس شخص نے رسول پاکؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔

اس آیت شریفہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو یہ کہ حضور علیہ السلام کی تعظیم کو شرک سمجھنا منافقوں کا کام ہے۔ تعظیم اور ہے عبادت کچھ اور۔ ہر تعظیم عبادت نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور علیہ السلام کو بارگاہ الٰہی میں تقرب خاص حاصل ہے جو بندہ غلام مصطفٰےؐ ہے وہی حقیقتہً عبداللہ ہے۔ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

بندۂ خود خواند احمد در رشاد جملہ عالم را بخواں قُل یا عِبادُ

تیسرے یہ کہ اطاعت الٰہی سے پہلے اطاعت مصطفٰےؐ علیہ السلام کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے کہ یہاں حضور علیہ السلام کی اطاعت کو پہلے بیان فرمایا اور شرط بنا کر بیان فرمایا اور

Marfat.com

اطاعت الٰہی کو جز بنا کر بعد میں ارشاد فرمایا اور بات ہے بھی یوں ہی جب حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم پر اللہ نے پانچ نمازیں فرض فرمائیں اور قرآن کی یہ آیت پاک ہم پر نازل فرمائی پہلے ہم اس حکم کو مانیں گے۔ یہ اطاعت حضور علیہ السلام کی ہوئی، پھر نماز ادا کی اور اطاعت الٰہی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کلمہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کا نام پاک لا الٰہ الا اللہ کے بعد ہے مگر ایمان میں حضور علیہ السلام پر ایمان لانا مقدم، جب محمد ہوئے رسول اللہ تب کھلا لا الٰہ الا اللہ حضور علیہ السلام کو بغیر مانے اللہ کو مان لینا موحد ہی نہ ہوا جیسا کہ سکھ، عیسائی، آریہ ۔

وہ جس کو ملے ایمان ملا۔ ایمان تو کیا رحمٰن ملا　　　قرآن بھی جب ہی ہاتھ آیا جب دل نے وہ نور ہدیٰ پایا

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا

"اور جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے گا بلاشبہ اس نے بڑی کامیابی پائی۔"

اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ (پارہ ۹ رکوع ۸)

"لکھوں گا رحمت آخرت کی واسطے ان لوگوں کے جو تابع ہوتے ہیں اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جو اُمی ہے کہ وہ پاتے ہیں نعت (شریف) اس کی لکھی ہوئی اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کفر ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝ پارہ ۱ رکوع ۱۲)

"اے ایمان والو! (جب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہو تو) تم لفظ راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہا کرو یعنی یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور اس حکم کو اچھی طرح سنو۔ اور جو نبی پاک کو ادب کے خلاف لفظ کہہ کر پکارتے ہیں وہ

Marfat.com

کافر ہیں اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ؈ (پارہ ۲۲ رکوع ۴)

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

وَالَّذِیْنَ یَمْکُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ (پارہ ۲۲ رکوع ۱۴)

اور جو لوگ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف برے داؤ کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ؈ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۲)

"اور جو لوگ (زبان سے) تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے اور ہم نے حکم مانا پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فرقہ پھر جاتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ ایمان والے نہیں ہیں۔"

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ؈ (پ ۱)

"اے محبوب بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ (ایک سچا دین) دے کر بھیجا ہے کہ خوشخبری سناتے رہیے اور ڈراتے رہیے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس نہ ہوگی۔"

اس آیت کریمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے فضائل اور رتب کا ذکر ہے اولاً تو اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار اور منکرین کی حالت دیکھ کر رنج و ملال ہوتا تھا تقاضا رحمت یہ تھا اور نبوت کی آرزو تھی کہ تمام لوگ ایمان لے آویں اور جنتی بن جاویں اور پروردگار عالم کا منشا یہ تھا کہ اے محبوب

Marfat.com

جو تمہارا بدگو اور دشمن ہو وہ میری جنت کی بُو بھی نہ پائے۔ کفار کے کفر اور ضد کو دیکھ کر قلب پاک کو صدمہ پہنچتا تھا۔ تسکین خاطر کے لیے یہ آیت پاک نازل فرمائی گئی کہ اے محبوبؐ آپ کا فرض تھا تبلیغ فرمانا وہ آپ نے بخوبی انجام دے دیا۔ اب آپ سے قیامت میں یہ سوال نہ ہو گا کہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں ایک تو یہ ہی بڑی عظمت ہے کہ رب العلمین اپنے حبیب پاکؐ کا دل میلا ہونا غمگین ہونا پسند نہیں فرماتا۔ اب آیت کو دیکھئے پہلا جملہ یہ ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ ہم نے آپ کو بھیجا جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری خدائے قدوس کا تحفہ ہے۔ بندوں کے لیے اور سمجھ لو بادشاہی تحفہ تحفوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ تو تمام نعمت الٰہیہ میں یہ نعمت سب سے افضل ہے۔ دوسرے بھیجی جاتی ہے وہ چیز جو پہلے سے اپنے پاس ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام دنیا میں تشریف آوری سے قبل اپنے رب کے حضور بارگاہِ خاص میں حاضر رہے کس قدر حاضر رہے؟ اس کے متعلق ایک روایت تفسیر روح البیان میں زیر آیت لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ تمہاری عمر کس قدر ہے؟ عرض کیا کہ یہ تو میں نہیں بتا سکتا ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ایک تارا ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا وہ تارا میں نے ۷۲ ہزار بار دیکھا ہے۔ ارشاد فرمایا وہ ستارا ہم ہی تھے۔ جو ذات بارگاہِ خاص میں اس قدر حاضر ہو اس کے مراتب کا کیا پوچھنا۔ تل بھی پھول کے پاس صرف ایک رات رہ کر بس جاتے ہیں اور پھول کی سی خوشبو حاصل کر لیتے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ صفات الٰہیہ سے موصوف ہو جائیں شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ نے مدارج کے خطبہ میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی صفات سے ہیں۔ ؎

مشکوٰۃ باب فضل الذکر میں فرمایا۔ اولیاء اللہ خدا کی قوت سے تصرف کرتے ہیں۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَ

؎ شانِ حبیب الرحمٰن حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب مدظلہ،

Marfat.com

عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ط (پارہ ۱۸، رکوع ۱۳)

"اے محبوبؐ، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم لوگ منہ پھیرو گے تو سمجھ لو، کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذمہ تو وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ہے۔

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ (پارہ ۱۸، رکوع ۱۳)

"اے مسلمانوں سمجھ رکھو، اگر تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کروگے تو (دنیا و آخرت کی) راہ پاؤ گے"

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ (پارہ ۲۸، رکوع ۱)

"یہ حکم اس لیے ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پاک کا حکم مانو اور یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں"

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ (پارہ ۵، رکوع ۵)

"اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب) آپ کے پاس آدیں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ان کے لیے بخشش مانگیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہ معاف کرنے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے۔ مگر اس سے شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ظاہر ہو رہی ہے کہ سبحان اللہ اس آیت میں توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں بیان ہوئیں۔ اول نبی کریم کی بارگاہ میں حاضری، دوسرے اپنے گناہ سے وہاں جاکر توبہ کرنا تیسرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا۔ اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جاوے تو قبول توبہ کی امید نہیں۔

Marfat.com

اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ اولاً تو یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی کے وکیل مطلق یا مختار عام ہیں۔ کیونکہ گناہ تو کیا رب کا مگر جاؤ کہاں؟ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، جیسے جرم تو کیا حکومت کا مگر جاؤ کہاں؟ وکیل یا مختار عدالت کے پاس بغیر وکیل کے دنیاوی کچہری میں کچھ پوچھ نہیں اور عدالت الٰہیہ میں بغیر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کچھ پوچھ گچھ نہیں۔ اسی لیے نماز وغیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ضرور آتا ہے۔

دوسرے یہ کہ دروازۂ مصطفےٰ علیہ السلام دروازہ الٰہی ہے۔ اگر فقیر کو مانگنا ہو تو چھت پر یا مکان کے پیچھے کھڑے ہو کر نہیں مانگتا بلکہ دروازے پر آ کر بھیک مانگتا ہے اسی طرح جب خدا سے مانگنا ہو تو خدا کے دروازے یعنی بارگاہِ مصطفےٰ میں آ کر مانگو جو کچھ پروردگار عالم کی طرف سے ملے گا اسی دروازے سے اور ان ہی ہاتھوں سے ملیگا۔

تیسرے یہ کہ شفاعت کے لیے مدینہ پاک میں حاضری ضروری نہیں اسی لیے فِی الْمَدِیْنَۃ نہیں فرمایا گیا جہاں بھی ہو قلب سے اس بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ ہر دل ان کی جلوہ گاہِ ناز ہے ؎

سنا ہے رہتے ہیں آقا فقط مدینہ میں   غلط ہے رہتے ہیں وہ عاشقوں کے سینہ میں

چوتھے یہ کہ یہ حکم حاضری قیامت تک کے مجرموں، گنہگاروں کے لیے ہے۔ فقط زندگی کے زمانہ سے خاص نہیں کیوں کہ کلمۂ اذ عام ہے۔ اسی لیے عالمگیری کتاب الحج میں فرمایا کہ جب روضۂ اقدس پر حاضر ہو تو یہی آیت پڑھے تفسیر مدارک اور خزائن العرفان میں ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد روضۂ پاک پر حاضر ہوا اور یہ آیت پڑھ کر عرض کرنے لگا کہ یا حبیب اللہ ہم نے یہ حکم سنا میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور اللہ سے بخشش چاہنے آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہوں تو میرے گناہ کی بخشش میرے رب سے کرا دیجئے اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ اس واقعہ اور آیت سے چند مسائل فقہیہ بھی معلوم ہوئے۔

Marfat.com

(۱) خدا کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعۂ کامیابی ہے (۲) قبر بزرگان دین پر حاجت روائی کے لیے جانا جائز ہے اور حاجات دعا میں داخل ہے (۳) بعد وفات کے مقبول بندوں کو یا کے ساتھ پکارنا جائز ہے (۴) مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ چالیس ابدال شام میں رہتے ہیں جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور دشمنوں پر فتح حاصل کی جاتی ہے اور شام والوں سے عذاب دور رہتا ہے۔ شامی کے مقدمہ میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حاجت کے وقت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر پر حاضر ہو کر دعا کرتا ہوں (۵) یہ کہ ظَلَمُوٓا سے معلوم ہوا کہ کسی طرح کا مجرم ہو، کافر ہو، منافق ہو، گنہگار ہو، کوئی ہو اگر صدق دل سے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آکر توبہ کرے تو رحمت الٰہی دستگیری کرے گی۔ حضور علیہ السلام اس سمندر کی طرح پاک فرمانے والے ہیں کہ کیسا ہی گندہ آدمی آکر غوطہ لگائے پاک ہو جاتا ہے اور مدینہ پاک کا وہ شفا خانہ ہے کہ کسی بیمار سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تیرا علاج ہمارے پاس نہیں، ہر بیمار کو حکم عام ہے کہ چلے آؤ اور منہ مانگی مراد پاؤ۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم۔ (شان حبیب الرحمٰن)

محبت رسول عین ایمان ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ۔ ترجمہ: نبی مسلمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل شفقت و رحمت اور بے پایاں احسان کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف اپنے باپ ماں، اولاد اور عزیز و اقارب سے زیادہ عزیز رکھیں، بلکہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز رکھیں۔ حضور نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے لیے اس کے ماں باپ، اولاد اور دوسرے تمام لوگوں سے محبوب نہ بن جاؤں۔ (بخاری و مسلم) حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ، یا حبیب اللہ، اللہ کی قسم آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، یہاں تک کہ میری جان سے بھی۔ فرمایا،

Marfat.com

اے عمرؓ ایمان اسی کو کہتے ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ (پارہ ۲۶ رکوع ۹)

"اے محبوب، ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور (مسلمانوں کو) بشارت دینے والا اور (کافروں کو) ڈر سنانے والا کر کے بھیجا ہے تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ

"کہتے ہیں ہم کو اللہ کافی ہے جلد دے گا ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (اپنے کرم سے) دے گا"

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ (پارہ ۲۲ رکوع ۴)

"اے مسلمانوں نبی (پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھروں میں نہ داخل ہو جبتک اذن نہ پاؤ"

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۳)

"اے مسلمانوں اللہ اور اس کے رسول پاک سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو"

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۳)

"اے محبوب) جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ ان میں اکثر لوگ (آپ کے بلند مرتبہ کو) نہیں سمجھتے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۳)

"جو اللہ پر اور اس کے رسول پاکؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول پاکؐ کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوں کہ جس کے لیے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک رسول پاکؐ سے اجازت نہ لے لیں"

Marfat.com

تشریح:۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ پکے مسلمانوں کی عادت منافقوں کی سی نہیں ہے بلکہ پکے مسلمان کسی جتھے کے کام کی ضرورت کے وقت جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں جمع کرتے ہیں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ہرگز اپنے گھر کو نہیں جاتے پھر فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی ایمان کی نشانی ہے کہ یہ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کو اپنی ضرورتوں سے مقدم خیال کرتے ہیں۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پارہ ۱۸ رکوع ۱۵)

"تم لوگ رسول پاک کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔"

تشریح:۔ شان نزول۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا نام لے کر بلایا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمایا کہ جس طرح تم لوگ باہم ایک دوسرے کو بلایا کرتے ہو اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بلاؤ۔ بلکہ ان کے نام کی تعظیم و تکریم کیا کرو۔ نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ و منکسرانہ لہجہ میں یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارا کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک کے ہاں وہ عزت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی نام لے کر پکارا ہی نہیں۔ مگر جہاں غایت شفقت اور رحمت کے ساتھ خطاب کیا۔ جب ہم اپنے محبوب کو نام لے کر بسبب ان کے کمال عزت کے نہیں پکارتے تو ہم غیروں سے کب گوارا کریں کہ آپ کا نام لے لے کر پکاریں جیسے آپس میں پکارتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (پارہ ۹ رکوع ۱۷)

"اے مسلمانو! تم اللہ اور رسول پاک کے کہنے کو بجالایا کرو جب کہ رسول پاک تم کو ایسی چیز کی طرف بلائیں جو تم کو زندگی بخشنے گی۔"

تشریح:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پاک کی بات مانو جب تم کو رسول پاک ایسی بات کے واسطے بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے ہر حال میں رسول پاک کی اطاعت کرنی چاہیے کیونکہ رسول پاک کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

Marfat.com

يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتٰبٌ مُبِينٌ ۙ

"اے اہل کتاب بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے کہ تم پر ظاہر کرتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے چھپا ڈالی تھیں کتاب (توریت و انجیل) ہیں۔ اور بہت سی باتیں معاف فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا (یعنی رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) اور روشن کتاب (یعنی قرآن حکیم)

تشریح:۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے۔ فرمایا کہ اس نور کی روشنی میں قرآن مجید کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ وہ لوگ جو اس نور کی روشنی میں قرآن پر عمل کریں گے وہی لوگ جنت کے مستحق ہوں گے۔

اس آیت کریمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان تعریف ہے۔ اس میں اہل کتاب کو مخاطب فرما کر ارشاد ہو رہا ہے کہ اے اللہ کے بندو تمہارے پاس بڑی شان والا نور اور کھلی ہوئی کتاب آپہنچی۔ اس آیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا۔ نور وہ ہے جو آپ تو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کر دے۔ دیکھو آفتاب نور ہے کہ آفتاب کو دیکھنے کے لیے کسی روشنی کی ضرورت نہیں وہ خود روشن ہے اور جس پر اس نے توجہ کر دی وہ بھی چمک گیا۔

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں تو حضورؐ کو نور فرمایا اور قرآن کو فرمایا مبین یعنی ظاہر کرنے والا۔ نور میں اور مبین میں کیا فرق ہے؟ نور تو آنکھ سے نظر آتا ہے بلکہ اندھے بھی کچھ نہ کچھ محسوس کر لیتے ہیں۔ اس معنے سے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہوئے کہ اندھے ابو جہل وغیرہ بھی آپ کے قائل ہو گئے۔ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ مگر قرآن کریم کو وہی پہچان سکا جو ایمان لے آیا، اور اس سے مسائل وہی نکال سکتا ہے جو علم و اجتہاد رکھتا ہو، قرآن کو پالینا ہر ایک کا حصہ نہیں، قرآن فرماتا ہے فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ

Marfat.com

وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ یعنی اے محبوب یہ کافر آپ کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ یہ تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں

معلوم ہوا کہ کافر بھی محبوب علیہ السلام کو امین، سچا، راست باز جانتے تھے۔ ہاں قرآن کو نہ مانتے تھے یہ فرق ہے نور میں اور مبین میں یا یوں سمجھو کہ قرآن کو حضور نے چمکایا کیونکہ آپ نور ہیں اور قرآن نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جگہ جگہ بیان فرمائے۔ کیونکہ وہ بیان کرنے والا مبین ہے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ۔[۱]

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

"اے محبوب! ہم نے بے شک آپ کو تمام لوگوں کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے مسلمانوں کو خوشخبری اور کافروں کو ڈر سنانے کے لیے۔"

يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (پارہ ۲۲ رکوع ۱)

"قسم ہے قرآن با حکمت کی بے شک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (یعنی اے محبوب آپ تمام پیغمبروں کی طرح سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہیں)"

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ نِّصْفَهٗٓ (پارہ ۲۹ رکوع ۳)

"اے کپڑا اوڑھنے والے (محبوب) رات میں (نماز و عبادت کے لیے) قیام کیجئے (تمام رات نہیں) مگر کچھ کم آدھی رات"

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○

"اے کپڑا اوڑھنے والے محبوب کھڑے ہو جائیے پھر قوم کو عذاب الٰہی سے ایمان نہ لانے پر، ڈرائیے اور اپنے رب کو تعظیم سے یاد کیجئے"

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ (پارہ ۳۰ رکوع ۱۹)

"(اے محبوب) کیا ہم نے آپ کا سینہ (علم و حکمت کے لیے) کشادہ نہیں کیا"

یہ پوری سورت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے۔ اول آیت میں

---

[۱] شان حبیب الرحمٰن حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب مدظلہ

Marfat.com

فرمایا گیا کہ ہم نے تمہارا سینہ کشادہ کر دیا۔ سینہ کشادہ کرنے کے چند معنی مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے مراد ہے سینہ کشادہ کرنا کہ نورِ نبوت اور اسرارِ الٰہیہ اور علوم غیب کا وہ سینۂ پاک حامل بن سکے، ورنہ ہر دل میں یہ برداشت نہیں، یہاں تک کہ اس سینہ میں عالم غیب اور عالم شہادت سما گئے۔

دوسرے یہ کہ آپ کا سینہ پاک اس قدر وسیع بنا یا کہ دنیا سے تعلق تو خدا سے غافل نہیں کرتا، اور رب سے علاقہ دنیا سے بے خبر نہیں ہونے دیتا۔ یعنی ایک ہی وقت میں پوری طرح رب سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور دنیا سے بھی بے خبر نہیں ہوتے ورنہ دنیاداری سے آدمی دین سے غافل ہو جاتا ہے اور دین دار دنیا کی خبر نہیں رکھتے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ پاک ہے کہ ہر طرف متوجہ ہے ؎

ادھر اللہ سے واصل اُدھر دنیا میں ہیں شاغل خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

آج قبر انور میں بھی کیا لطف ہے، روزانہ کروڑوں درود پاک پہنچتے ہیں، ان کو متوجہ ہو کر سُننا ملائکہ صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں، ان کی طرف توجہ فرمانا، تمام اُمت کے بُرے اور اچھے اعمال پیش ہونا ان کی شفاعت فرمانا پھر رب تعالےٰ سے بھی راز و نیاز، پھر تمام عالم میں رب کی نعمتیں تقسیم فرمانا اَللّٰہُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ۔ غرضکہ ایک جان پاک ہے اور فکر جہان صلی اللہ علیہ وسلم۔

بُوجھ اتارنے کے یہ معنی ہیں کہ پہلے ہمیشہ دل مبارک گنہگار امت کے غم میں غمگین رہتا تھا، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رب تعالےٰ نے وعدہ مغفرت فرما کر تسکین دے دی۔ (شانِ حبیب الرحمٰن)

پارہ ۳۰ ع

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ

(اے محبوبؐ) جب اللہ کی مدد اور (مکہ مکرمہ) فتح ظہور میں آئے اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ اللہ کے دین (اسلام) میں غول کے غول داخل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ (پارہ ۱۸ رکوع ۴)

"یا یہ لوگ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے واقف نہ تھے اس وجہ سے ان کے منکر ہیں یا یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں (سو ان میں تو کوئی وجہ بھی معقول نہیں) بلکہ (انکی اصلی تکذیب کی وجہ یہ ہے کہ) یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے پاس حق بات لے کر تشریف لائے ہیں اور ان میں اکثر لوگوں کو حق بات بُری لگتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لوگوں کیلئے قرب خدا ہے

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ (پارہ ۱۱ رکوع ۱)

"اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کی نزدیکی کا سبب (خیال کرتے ہیں) اور رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دعائیں لینے کا وسیلہ جانتے ہیں۔ بالتحقیق وہ ان کے لیے موجب قرب ہے۔ ضرور ان کو اللہ تعالیٰ جلد اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔"

اُسوہ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"بلاشبہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات قدسی صفات میں ہر مومن کے لیے اُسوہ حسنہ ہے۔"

یہ آیت کریمہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے اور اس میں مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ اگر تم اللہ سے کچھ انعام کی امید رکھتے ہو۔ اور قیامت کی بہتری چاہتے ہو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پاک کو اپنی زندگی کے لیے نمونہ بنالو۔ اور ان کی پیروی کرو۔ اس میں دو طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات حمیدہ کا ذکر ہے ایک تو یہ کہ ان کی زندگی پاک کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے۔

Marfat.com

اور یہ ہی معنی ہیں وسیلہ کے، اللہ کے محبوب علیہ السلام مسلمانوں کے لیے وسیلۂ عظمیٰ ہیں ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید　　　که هرگز بمنزل نخواهد رسید

دوسرے اس طرح کہ یہ حکم ہر مسلمان کو دیا گیا ہے، خواہ کسی وقت ہو، مطلب یہ ہوا کہ قیامت تک کے تمام مسلمان اپنی زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کر دیں، اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں بعض تو بادشاہ ہوں گے اور بعض وزیر، بعض حاکم، بعض مالدار، بعض غریب، بعض گھر والے، اور بعض تارک الدنیا اب ہر شخص چاہتا ہے کہ میری زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ماتحت ہو، تو اس قدر فرق زندگی کے ہوتے ہوئے سب لوگ کس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ وسلم کی پیروی کریں۔

تو اب اس آیت سے یہ نتیجہ نکلا، کہ ہمارے محبوب کی زندگی پاک ایسی بے مثال اور انوکھی ہے کہ دنیا میں ہر شخص اپنے لیے اس کو مثال بنا سکتا ہے۔ ایسی زندگی عالم میں کسی کی نہیں گزری، بطور مثال سمجھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی ترک دنیا میں گزاری کہ مکان تک نہ بنایا، ان کی پیروی تارک الدنیا تو بطور نمونہ کر سکتا ہے، مگر ایک قاضی، بادشاہ اپنے لیے ان کی زندگی کو مثال نہیں بنا سکتا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی پاک سلطنت و حکومت کے ساتھ گزاری تو سلطان و بادشاہ تو ان کی زندگی کو مثال بنا سکتا ہے۔ مگر فقیر بے نوا کے لیے ان کی زندگی نمونہ نہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس مگر یہ تو شان میرے محبوب علیہ السلام ہی کی ہے کہ حاکم ہو، چاہے محکوم، رعایا ہو، چاہے بادشاہ، مالدار ہو یا فقیر بے نوا، سب کے لیے دعوتِ عامہ ہے کہ آؤ میرے محبوب کی زندگی کو دیکھو اور ان کے نقشِ قدم پر چلے آؤ۔

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہر انسان کے ہر درجہ و مراتب کے لیے نمونہ ہے آپ متوکل ایسے کہ دو دو ماہ تک گھر میں آگ نہیں جلتی صرف کھجوروں اور پانی پر گذارہ ہے۔ ؎

Marfat.com

کھانا جو دیکھ جو کی روٹی، بے چھنا آٹا روٹی موٹی!
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

اُمت کے مساکین ان حالات مبارک کو دیکھیں اور صبر سے کام لیں۔ اگر سلطنت اور بادشاہت کی زندگی گزارنی ہے تو ان حالات کو ملاحظہ کرو۔ کہ فتح مکہ ہو گئی۔ تمام وہ کفار مکہ سامنے حاضر ہیں۔ جنہوں نے بے انتہا تکلیفیں پہنچائی تھیں آج موقعہ تھا کہ ان تمام گستاخوں سے بدلہ لیا جاوے مگر ہوا یہ کہ فتح فرماتے ہی عام معافی کا اعلان فرما دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جاوے اس کو امن ہے جو اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امن ہے جو ہتھیار ڈال دے اس کو امن ہے۔ غرض کہ یوسف علیہ السلام پر دس بھائیوں نے چند گھنٹے ظلم وستم کیا اور جب سلطنت حضرت یوسف میں نمبہ لینے کو حاضر ہوئے تو فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ آج تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ اللہ تمہاری مغفرت فرما دے۔

مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ سال تک اپنے پرائے اہل مکہ کی طرف سے سختیاں برداشت کیں صحابہ کرام اہل بیت عظام ان کے گھر والے اور ان حضرات کی جان و مال، عزت و آبرو سب ہی خطرے میں رہے آخر کار دیس چھوڑ پردیسی ہونا پڑا مگر جب اپنا موقع آیا۔ تو سب کو معاف فرما دیا۔ قیامت تک کے سلاطین اس کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ اگر مالداری اور تونگری کی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ تو ان حالات کو ملاحظہ کرے کہ ایک شخص کے کھیت میں لمبی ککڑی پیدا ہوئی۔ تحفہ کے طور پر حاضر بارگاہ کی اس کے عوض میں ایک لپ بھر سونا عنایت فرمایا۔ ایک بار بکریوں سے بھرا ہوا جنگل حضور علیہ السلام کی ملکیت میں آیا۔ کسی نے عرض کیا یا حبیب اللہ! اب اللہ نے حضور کو بہت ہی مالدار اور تونگر بنا دیا۔ فرمایا کہ تو نے میری تونگری کیا دیکھی؟ عرض کیا کہ اس قدر بکریاں ملکیت میں ہیں فرمایا جا تجھ کو سب عطا فرما دیں۔ وہ اپنی قوم میں یہ مال لے کر پہنچے، اور قوم سے کہا کہ

Marfat.com

اے لوگو! ایمان لے آؤ۔ قسم رب کی محمد رسول اللہ اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خوف نہیں فرماتے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار اتنا دیا کہ وہ اٹھا نہ سکے۔ یہ سب واقعات احادیث میں موجود ہیں اور غربوتی نے ان کو ایک جگہ بیان کیا ہے، مالدار یہ واقعات مبارکہ خیال میں رکھیں اور زندگی گزاریں۔

اگر کسی کی زندگی اہل و عیال کی زندگی ہے، تو خیال کرے کہ میرے تو ایک یا دو یا زیادہ سے زیادہ چار بیویاں ہیں، اور کچھ اولاد، مگر محبوب علیہ السلام کی ۹ بیویاں ہیں۔ اولاد اور اولاد کی اولاد، داماد، غلام لونڈیاں متوسلین اور مہمانوں کا ہجوم ہے، پھر کس طرح ان سے برتاؤ فرمایا، اور اسی کے ساتھ ساتھ کس طرح رب کی یاد فرمائی۔

اگر کوئی تارک الدنیا اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ تو غار حرا کی عبادت وہاں کی ریاضت دنیا کی بے رغبتی کو دیکھے اور کتاب الرقاق کی احادیث کا مطالعہ کرے، غرض کہ ساری قومیں اپنے لیے نمونہ بنا کر بے دھڑک دنیا میں آرام اور ہدایت سے رہ سکتی ہیں۔

قوت و طاقت کا یہ حال ہے کہ جنگ حنین میں حضور علیہ السلام خچر پر تنہا رہ گئے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کفار نے خچر کو گھیر لیا، حضرت عباس اور ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما باگ پکڑے ہوئے تھے۔ جب ملاحظہ فرمایا کہ کفار نے یلغار کی ہے تو خچر سے اترے اور فرمایا کہ ہم جھوٹے نبی نہیں، ہم عبدالمطلب کے پوتے ہیں، کسی کی ہمت اور جرات نہ ہوئی کہ سامنے ٹھہر جاتا۔

ابو رکانہ عرب کا مشہور پہلوان تھا جو کبھی کسی سے مغلوب نہ ہوتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اس کو زمین پر دے مارا، وہ اسی پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مداح بن گیا، مگر اس کے ساتھ رحم و کرم کا یہ حال نہ تو کبھی کسی کو بُرا فرمایا، نہ کسی خادم یا اہل خانہ کو اپنے ہاتھ سے مارا۔

غرض کہ زندگی کیا ہے، ایک قدرت الٰہیہ کا نمونہ ہے۔ اسی لیے آیت کریمہ میں

Marfat.com

سب کو عام اعلان ہے کہ سب لوگ اپنے لیے اس مبارک زندگی کو نمونہ بنا لیں۔

اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضور کی ذات تمہارے لیے قدرت رب کا نمونہ یا سمپل ہے جیسے کہ کاریگر نمونہ پر اپنا سارا زور ہنر لگا دیتا ہے، اسی طرح دست قدرت نے اس ذات پر اپنے سارے کمالات کا اظہار فرمایا، اور جیسے کہ دوکان کا نمونہ ایک ہی ہوتا ہے، اور بازار میں نمائش گاہ خلائق ہوتا ہے، ایسے ہی یہ ذات کریم بھی کارخانہ قدرت ایک ہی نمونہ ہے، جو اس کے کمالات کا انکار کرے وہ درپردہ رب کے کمالات کا منکر ہے۔

صاحب روح البیان نے اس جگہ ایک نئی بات کہی کہ یہ تو تفصیل جب تھی، جبکہ اس آیت کے معنی کئے جائیں کہ تمہارے لیے حضور کی پیروی بہتر ہے۔ یعنی اپنی آیندہ زندگی میں۔ مگر دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارے لیے حضور کی پیروی بہتر تھی یعنی عام ارواح میں ہر جگہ حضور علیہ السلام مقتدا رہے ہیں اور تم سب ان کے مقتدی، وہ اس طرح کہ سب سے پہلے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا، پھر تم سب میں سے اول ربانی فیض روح مصطفے علیہ السلام نے حاصل کیا بعد میں تم نے الست بربکم کے جواب میں سب سے پہلے روح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیٰ کہا بعد میں اوروں نے صلب حضرت آدم سے سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی روح عہد و پیمان کے لیے باہر تشریف لائی، بعد میں تم سب کی ارواح وغیرہ وغیرہ تو اب لازم ہے کہ آئندہ زندگی میں بھی تم ان کے پیرو کار ہو کر رہو صلی اللہ علیہ وسلم۔ (شان حبیب الرحمٰن)

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پارہ ۲۲ رکوع ۱)

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

اس آیت میں پہلے اور بعد والی آیات کے ساتھ بظاہر تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک کو ہدایات فرمائی جا رہی ہیں۔ اور ان کے فضائل کا ذکر ہے۔ مگر درحقیقت یہ حضور علیہ السلام کی عظمت کا بیان ہے، اس میں فرمایا کہ اے ہمارے پیغمبر کی بیویو! تم

Marfat.com

دوسری عورتوں کی طرح نہیں، تمہارے درجات اور تمہارے احکام بہت سے جداگانہ ہیں۔ مگر یہ درجات و فضائل کس لیے ہوئے اس لیے کہ تم نبی کی بیوی ہو۔ جس ذات کریم کی نسبت میں یہ عظمت ہو، تو وہ ذات پاک کیسی عزت و عظمت والی ہے اس آیت میں چند فائدے حاصل ہوئے۔

ایک تو یہ کہ حضور علیہ السلام کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں، کیونکہ یہاں نِسَآءٌ میں کوئی قید نہیں۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ زوجۂ فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں، لیکن حضور علیہ السلام کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل اور بہتر ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل کے لیے فرمایا گیا۔ اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ہم نے تم کو تمام عالم والوں پر بزرگی دی تو اس زمانہ کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے اور اب غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب امتوں سے افضل۔

دوسرے یہ کہ اس میں گفتگو ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا افضل ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ افضل ہیں اس آیت کی وجہ سے۔ بلکہ تمام صاحبزادیوں سے تمام ازواج پاک افضل ہیں۔ کیونکہ اس آیت نے کسی کی قید نہ لگائی۔ دوسرے یہ کہ یہ صاحبزادیاں اولاد ہیں اور ازواج پاک والدات اور والدہ مخدومہ ہوتی ہیں۔

تیسرے یہ کہ جنت میں حضرت عائشہ صدیقہ و دیگر ازواج پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام فرمائیں گی، اور حضرت زہرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادیوں سے ازواج پاک افضل ہیں، اور بعض حضرات فرماتے ہیں، کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ازواج پاک سے افضل ہیں چند وجہوں سے۔

ایک تو یہ کہ ان کا خمیر خون خیر الرسل سے ہے یعنی ان کی طہارت ذاتی ہے،

Marfat.com

کیونکہ جزءِ مصطفےٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، اور ازواج کی خارجی۔

دوسرے یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ تمام جنتی بیویوں کی سردار ہیں۔ اسی لیے ان کا لقب سیدۃ النساء، اور جنتی بیویوں میں حضرت امہات المومنین بھی داخل ہیں۔

تیسرے یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا ہم شکل محبوب ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

چوتھے یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا حیض و نفاس سے پاک ہیں (دیکھو مدارج النبوۃ) اسی لیے ان کو زہرا یا کہ بتول یا کہ فاطمہ کہتے ہیں زہرا کے معنی جنت کی کلی فاطمہ اور بتول کے معنی ہیں دنیا میں ہوتے ہوئے دنیا سے بے تعلق ہم نے عرض کیا ہے ؎

بتول و فاطمہ زہرا لقب اس واسطے پایا　　کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا

مبسوط سرخسی کتاب الکراہیۃ باب مس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت کے جسم کو سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

مگر فیصلہ یہ ہے کہ اولاً تو ان امور میں بحث نہ کی جائے۔ جیسا کہ شامی باب تکفیر میں نقل فرمایا کہ دونوں حضرات ہمارے آقا ہیں۔ ایک تو محبوب کی محبوبہ ہیں، دوسری محبوب کی لخت جگر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اگر قیامت میں کسی کی نعلین پاک ہاتھ آ جائیں ہم فقیروں کا بیڑا پار ہے۔ اگر فیصلہ ہی منظور ہے تو یوں کہو کہ بعض لحاظ سے حضرت خاتون افضل اور بعض سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ تیسرا فائدہ اس سے یہ حاصل ہوا کہ احکام شرعیہ میں بھی حضور علیہ السلام کی ازواج پاک دیگر بیویوں کی طرح نہیں مثلاً دیگر عورتیں بعد طلاق یا شوہر کی وفات کے بعد دوسرے نکاح کر سکیں، مگر یہ حضرات سب مومنوں کی والدہ، دوسری بیویاں شوہر کی میراث پاویں مگر یہ حضرات نہیں۔ دیگر عورتوں کو احتلام ہو، مگر امہات المومنین اس سے محفوظ، کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ اور محبوب کی ازواج تک کس طرح پہنچ سکتا ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ باب الغسل کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورت کے احتلام کو سن کر تعجب فرمایا۔ امہات المومنین نے

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے سروں کے بال کتروا دیئے تھے (دیکھو مسلم مقدار پانی کی غسل کی بحث) کیونکہ اب ان کی زینت کی ضرورت ہی نہ رہی۔ دوسری عورتوں کو بال کتروانے حرام ہیں۔ ان کے دولت خانہ میں حضور علیہ السلام دفن ہوئے۔ دوسری عورتوں کے گھروں میں اُن کے شوہر دفن نہ ہوں، غرضکہ بہت سے احکام میں فرق ہے۔

فائدہ :۔ تمام ازواج مطہرات جہان بھر کی عورتوں سے افضل ہیں۔ مگر پھر ان میں آپس میں درجات ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی ازواج سے افضل ہیں۔ عائشہ صدیقہ تو حضور کو کنواری ملیں، اور حضور علیہ السلام خدیجۃ الکبریٰ کو بے شادی شدہ، اور نسل رسول علیہ السلام حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے پھیلی۔ حضرت خدیجہ کی زندگی میں اور نکاح نہ فرمایا۔ ہمیشہ حضرت خدیجہ کی طرف سے قربانی فرمائی وغیرہ وغیرہ۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ علم و فضل میں تمام عورتوں میں بے مثل کہ صحابہ کرام کے علمی اختلافات آپ طے فرماتی تھیں۔ محبوبہ محبوب رب العالمین آپ کا لقب ہوا۔ آپ کے بستر میں حضور علیہ السلام کو وحی آئی۔ حضرت جبریل نے سلام عرض کیا، حضور علیہ السلام کا وصال شریف آپ کے سینۂ پاک اور گود شریف میں ہوا۔ آپ کا حجرہ قیامت تک فرشتوں اور انسانوں اور جنات کی زیارت گاہ بنا، کیونکہ حضور علیہ السلام کا یہ حجرہ آخری آرام گاہ بنا، خود صدیقہ صدیق کی بیٹی سید الانبیاء کی دنیا و آخرت میں زوجہ ؎

جن کا پہلو ہو نبی کی آخری آرام گاہ — جن کے حجرے میں قیامت تک نبی ہوں جاگزیں

جب آپ پر بعض لوگوں نے تہمت لگائی، تو سورۂ نور نے اُن کی نورانیت اور بریت کو بیان فرمایا اب بھی جو مسلمان قیامت تک قرآن پڑھے گا وہ ان کی عصمت کی گواہی دے گا ؎

Marfat.com

وہ جو ہے سورۂ نور جن کی گواہ　　　ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام [1]

حضورؐ مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَاﰳ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۹ ع)

"اے محبوبؐ آپ کہہ دیجئے کہ اے (دُنیا جہان کے) لوگو بیشک میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں کہ جس کی آسمان اور زمین کی بادشاہی ہے"

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ (پارہ ۳۰ رکوع ۳۳)

"(اے محبوبؐ) بے شک ہم نے آپؐ کو کوثر (یعنی ہر خوبی کی کثرت) عطا فرمائی"

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًاؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ (پارہ ۵ رکوع ۸)

"(اے محبوب) ہم نے آپؐ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔"

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (پارہ ۲۱ رکوع ۱۶)

"نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں"

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (پارہ ۱۰ رکوع ۱۱)

"وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے اپنا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔"

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ط (آلِ عمران ۱۵۹)

"(اے محبوب یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان لوگوں کے لیے نہایت نرم دل واقع ہوئے ہیں، ورنہ اگر کہیں آپ تندمزاج اور سخت طبیعت ہوتے تو وہ البتہ آپؐ کے پاس سے منتشر ہو جاتے"

---

[1] شانِ حبیب الرحمٰن، حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب۔ مفسر القرآن

Marfat.com

خلقِ عظیم کے مالک

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ○ (ن ۴)
"اور حقیقت یہ ہے کہ آپ اخلاق کے انتہائی اونچے مرتبہ پر ہیں"

اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ○ پارہ ۲۰، رکوع ۲

(اے محبوب) آپ یقیناً صریح حق پر ہیں"

اُمت کی سہولت کے خواہاں

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ پارہ ۱۱، رکوع ۴

(اے مسلمانو) تمہارے پاس تشریف لائے ہیں وہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو خود تم ہی میں سے ہیں۔ تمہارا (کسی قسم کے دینی یا دنیوی) نقصان اور تکلیف میں پڑنا ان پر انتہائی شاق گزرتا ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے۔ مسلمانوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہیں"

ایمان کے حریص

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ○ (الکہف ۱۳)

(اے محبوب) شاید آپ تو ان کے پیچھے اس غم میں اپنی جان ہی ہلاک کر دیں گے اگر یہ ایمان نہ لائے"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب و روز جو غم گھلاتا رہتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ خدا سے بھٹکے ہوئے اس کی ہدایت پر ایمان لا کر رحمت الٰہی کے آغوش میں آجائیں

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (پارہ ۲۹ رکوع ۲)

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے"

یہ آیت کریمہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو ظاہر فرما رہی ہے اس میں ارشاد فرمایا گیا، کہ پروردگار عالم غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے خاص

Marfat.com

غیب پر کسی کو قبضہ نہیں دیتا سوائے اپنے خاص پیغمبر کے۔

اس آیت میں دو چیزیں قابل لحاظ ہیں، ایک تو خدا کا خاص غیب اور ایک تسلط دینا غیب اس کو کہتے ہیں، جو آنکھ، کان، ناک وغیرہ حواس سے نہ معلوم ہو سکے اور نہ عقل میں فوراً آ سکے، جیسے جنت و دوزخ وغیرہ۔ اب ہمارے لیے بمبئی اور کلکتہ وغیرہ کا علم علم غیب نہیں، کیونکہ آج جا کر دیکھ سکتے ہیں اور ہزار ہا آدمیوں نے ہم کو خبر دی کہ وہ دنیا میں دو شہر ہیں لہٰذا یہ غیب نہیں، غیب دو طرح کا ہے ایک تو جس کو دلیل وغیرہ سے معلوم کر سکیں، جیسے خدا کے صفات اور خدائے پاک کا ہونا۔ دوسرے وہ جس کو دلیل وغیرہ سے بھی معلوم نہ کر سکیں۔ پہلی قسم کا غیب تو رسولوں کے سوا اوروں کو بھی عطا ہو جاتا ہے۔ جیسے قرآن میں فرمایا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اور دوسری قسم کا غیب، یہ خدا کا غیب ہے۔ جس کو فرمایا غَیْبِہٖ یہ غیب سوائے رسول کے اور کسی کو نہ دیا جائے گا۔ ہاں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کرم سے بتا دیں سو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملے گا، یہی اس آیت میں مراد ہے کہ پروردگار عالم اپنا غیب اپنے خاص رسول کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں دیتا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے خاص اپنا غیب عطا فرمایا۔ (تفسیر کبیر اور تفسیر بیضاوی اور روح البیان)

اب جن آیتوں میں ذکر ہے کہ سوائے خدا کے اور کوئی غیب نہیں جانتا۔ اس کے معنی ہیں کہ حقیقی اور ذاتی علم خدائے پاک کے ساتھ خاص ہے۔ انکار ہے ذاتی کا اور ثبوت ہے علم عطائی کا۔ جیسے قرآن پاک میں آتا ہے اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ساری عزتیں اللہ ہی کے لیے ہیں پھر ارشاد ہوا فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ عزت اللہ کی ہے اور رسول کی اور مسلمانوں کی، ایک جگہ ارشاد ہوا اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ سوائے خدا کے کسی کا حکم نہیں، دوسری جگہ ارشاد ہوا

Marfat.com

فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا جب کسی شوہر اور بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو ایک پنچ تو عورت کی طرف سے اور ایک مرد کی طرف سے بھیجو۔

اب ان آیتوں کا یہ ہی مطلب ہے کہ حقیقی عزت اور حقیقی حکومت تو صرف اللہ ہی کی ہے، مگر خدا کے دینے سے مسلمانوں کو عزت بھی ملی اور حکومت بھی۔ اسی طرح علم غیب، حضور کو کتنا علم غیب دیا، یہ تو دینے والا رب اور لینے والے محبوب ہی جانتے ہیں، لوح محفوظ میں سارے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ہے مگر لوح محفوظ میرے آقا کے علم کے دریا کا ایک قطرہ ہے، قصیدہ بردہ میں ہے

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ہاں جس قدر روایات سے پتہ لگتا ہے وہ یہ ہے کہ روز اوّل تا روز قیامت ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا، از عرش فرش آپکو دکھائے گئے، اگر کوئی پرندہ بھی پر مارتا ہے تو حضور کو اس کا بھی علم دے دیا گیا۔ اس کی پوری تحقیق کتاب جاء الحق وزہق الباطل میں دیکھو، ایسی تحقیق اور جگہ مشکل سے ملے گی۔

دوسری بات اس آیت سے یہ معلوم ہوئی، کہ خدا کا علم غیب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں دے دیا گیا ہے کہ اگر کسی پہ توجہ فرما دیں تو اس کو بھی عرش سے فرش تک روشن ہو جاوے۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں ؎

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا   کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

میں نے اللہ کے سارے شہروں کو ایسا دیکھا جیسے چند رائی کے دانے ملے ہوئے ہیں غرضکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر صفت عظیم ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝ (پارہ ۲۷ رکوع ۱)

" رحمان نے اپنے بندہ محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا اور

Marfat.com

مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کا ان کو بیان سکھایا:

یہ آیت کریمہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح تعریف بیان فرمائی ہے، اس کے نزول میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب یہ آیت اتری اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ یعنی رحمٰن کو سجدہ کرو، تو کفارِ مکہ نے کہ رحمٰن کون ہے ہم نہیں جانتے، اس پر آیت اتری، کہ تم نہیں جانتے، رحمٰن کون ہے۔ رحمٰن وہی تو ہے جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھا دیا۔

دوسرا یہ قول ہے کہ کفارِ مکہ کہا کرتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بشر قرآن سکھاتا ہے۔ تب یہ آیت اُتری، کہ بشر نہیں سکھاتا، بلکہ خالق بشر کو رحمٰن قرآن سکھاتا ہے (خازن) یہاں تو معلوم ہوا کہ رحمٰن نے سکھایا یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن سکھایا۔ یہ نہ معلوم ہوا کہ کس کو سکھایا؟ مفسرین فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان ہی کو سکھایا جن پر یہ قرآن اتارا۔

فائدہ:۔ اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا مسئلہ بھی حل ہو گیا اگر شاگرد میں علمی نقصان رہے تو اس کی تین ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو استاد نااہل یا بخیل ہو۔ یا جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی یا پڑھنے والا شاگرد نااہل تھا۔ چوتھی وجہ ہو ہی نہیں سکتی۔ یہاں رب تعالیٰ تو پڑھانے والا، اور محبوب علیہ السلام پڑھنے والے، اور کتاب قرآن کریم جس میں سارے علم موجود ہیں۔ پھر علم مصطفےٰ علیہ السلام کیوں کامل نہ ہو۔ بتاؤ ان تین میں ناقص کون ہے؟ جب رب بھی کامل استاد، محبوب علیہ السلام کامل شاگرد۔ کتاب کامل قرآن، پھر علم کیوں ناقص۔

دوسرا فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول علیہ السلام تمام پیغمبروں اور تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں کیونکہ قرآن نے خبر دی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتائے، داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا سکھایا عیسےٰ علیہ السلام کو طب کا علم سکھایا، فرمایا وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ اور خضر علیہ السلام کو علم لدنی سکھایا

Marfat.com

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب کا علم سکھایا وَیُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ۔ مگر محبوب علیہ السلام کو قرآن سکھایا جو ان سب سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ اور تمام اگلے پچھلے واقعات سکھائے، جس کو قرآن نے بیان فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔

تیسرا فائدہ:۔ اس سے یہ حاصل ہوا کہ حضور علیہ السلام بلا واسطہ رب تعالیٰ کے شاگرد ہیں نہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے۔ حضرت جبریل علیہ السلام تو درمیان حبیب و محبوب قاصد ہیں، بلکہ خود قرآن لے کر آتے ہیں مگر اسرار سے ناواقف ہوتے ہیں صاحب روح البیان نے کٓھٰیٰعٓصٓ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت جبریل نے کہا ک حضور نے فرمایا میں سمجھ گیا، پھر عرض کیا ھٰ، فرمایا میں سمجھ گیا۔ عرض کیا یا فرمایا میں سمجھ گیا، عرض کیا ع، فرمایا میں سمجھ گیا، عرض کیا ص، فرمایا میں سمجھ گیا، جبریل امین حیران رہ گئے۔ کہ میں تو کچھ بھی نہ سمجھا آپ نے کیا سمجھا ۔

میان عاشق و معشوق رمزیست　　　کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

چوتھا فائدہ:۔ یہ حاصل ہوا کہ یہ نہ معلوم ہوا کہ کب سکھایا، ظاہر یہ ہے کہ ازل میں سکھایا سکھانے کا وقت تو وہ تھا مگر اس کے ظہور کا وقت یہ ہوا (روح البیان) خَلَقَ الْاِنْسَانَ میں انسان سے مراد ذات گرامی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتی ہے، اور عَلَّمَهُ الْبَیَانَ میں بیان سے مراد ہے۔ تمام مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ یعنے اگلے پچھلے واقعات کا علم۔ تو آیت کے یہ معنے ہوئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور ان کو سارے علوم سکھائے (خازن و خزائن العرفان)۔ لہذا اس آیت کا ایک ایک کلمہ حضور کی تعریف بیان فرما رہا ہے

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ

Marfat.com

الصّٰلِحِیْنَ ۝ فَاَثَابَہُمُ اللّٰہُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ؕ وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (پارہ ۷، رکوع ۱)

"اور وہ کہتے ہیں، ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اور اللہ پر اور اس حق پر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) کہ جو ہمارے پاس آیا اور ہم کو اس بات کی طمع ہے کہ ہمارا پروردگار ہم کو اچھے لوگوں کے ساتھ بہشت میں داخل کرے۔ پس اللہ نے ان کے اس کہنے کے بدلے میں ان کو بہشت کے ایسے باغ عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیکی کرنے والوں کا۔

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے ذکر کو بلند کر دیا:۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝ (پارہ ۳۰، رکوع)

"اے محبوبؐ ہم نے آپ کے لیے آپؐ کا ذکر بلند کر دیا (کہ اپنے نام کے ساتھ ساتھ آپؐ کا نام مبارک رکھا)"

یہ آیت کریمہ بظاہر تو مختصر سی ہے۔ مگر اس کے ایک ایک نام میں جس قدر محبوب کی تعریف ہے اس کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہیں۔

رفعت کے معنے ہیں بلندی۔ رفعنا کے معنے ہوئے ہم نے اونچا کر دیا آپ کا ذکر۔ اس اونچا کرنے کے معنے میں بہت گنجائش ہے۔ وہ تو یہ کہ تمام بڑوں کے ذکر تو زمین پر۔ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا زمین پر بھی اور آسمان پر بھی جنت میں بھی سدرہ

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں　　خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

شاعر کا خیال سب سے زیادہ اونچا اڑتا ہے۔ مگر جہاں شاعر کا خیال بھی نہ پہنچ سکے وہ مرتبہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسان فرماتے ہیں

ما ان مدحت محمدًا بمقالتی　　لکن مدحت مقالتی بمحمدٍ

میں نے اپنے کلام سے حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

تعریف نہ کی بلکہ ان کے ذکر پاک سے اپنے کلام کو قابلِ تعریف بنالیا"

دوسرے اس طرح کہ ہر جگہ دیکھو جہاں رب کا نام وہاں حضورؐ کا نام پاک کلمہ، اذان، نماز، التحیات، خطبہ وغیرہ، تیسرے اس طرح کہ قرآن میں اور انبیاء کا ذکر ان کے پاک ناموں سے اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور ندا اچھے اچھے اوصاف سے۔

چوتھے اس طرح کہ بڑے بڑے نام آور دنیا سے ایسے گئے کہ ان کا نام بھی مٹ گیا مگر نہ مٹا تو ان کا چرچا، لوگوں نے ان کا ذکر بند کرنے کی بہت کوشش کی، بدعت کہا، شرک کے فتوے لگائے مگر وہ خود مٹ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ مٹ سکا، رب نے حضور سے وعدہ فرمایا تھا ؎

رونقت را روز روز افزوں کنم ! | نام تو بر نقرہ و بر زر زنم
منبر و محراب سازم بہر تو | از محبت قہر من در قہر تو
چاکرانت ملکہا گیرند و جاہ | دین تو باقی زماہی تا بماہ
تا قیامت باقیش داریم ما | تو مترس از نسخ دیں اے مصطفٰے
من ترا اندر ہر دو عالم حافظم | طاعنان را از حدیثت دافعم

پانچویں اس طرح کہ سارے ملائکہ اور نبیوں سے آپ پر درود و سلام پڑھوا دیا گیا۔ چھٹے اس طرح کہ میثاق کے دن سارے نبیوں نے آپ کا کلمہ پڑھا وغیرہ وغیرہ[1]

اطاعت رسول

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ (الحجرات ۱)

"مومنو! اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پیش قدمی نہ کرو۔ اور اللہ کا خوف رکھو۔ بلاشبہ وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے"

"اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش قدمی نہ کرو"، یعنی اپنی خواہش، عقل

---

[1] شانِ حبیب الرحمٰن، حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب مفسر القرآن

Marfat.com

اور رائے کو خدا اور رسولؐ کے احکام پر مقدم نہ رکھو رسولؐ کے پیچھے پیچھے چلو۔
اور رسول جو حکم دیں، خوش دلی کے ساتھ اس کی پوری پوری اطاعت کرو حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک
اس کی خواہشات اس تعلیم و ہدایات کی تابع نہ ہو جائیں۔ جو میں لے کر آیا ہوں:"

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ
تَسْمَعُوْنَ ۝ (الانفال ۲۰)

"ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ اور حکم سننے کے
بعد اس سے سرتابی نہ کرو۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیوالوں کے درجات اور اُن کا صلہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ (پارہ ۲۶ ع ۵)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور وہی ان کے پروردگار کے پاس سے حق ہے تو
اللہ نے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کی حالتیں درست کر دیں۔"

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ (پارہ ۲۶ رکوع)

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانے گا تو اس کو اللہ
ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی:"

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ ۱۸ رکوع ۴)

"مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب ان کو کسی مقدمہ میں، اللہ کی اور اس کے رسول

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ رسول ان کے درمیان میں فیصلہ فرما دیں یہ ہے کہ وہ (خوشی خوشی) کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (پارہ ۵ رکوع ۴)

"پس اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے رجوع کرو اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اگر ایمان رکھتے ہو۔ اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔"

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ (پ ۵ ع ۱۳)

"(اے محبوبؐ) بے شک ہم نے آپؐ کے پاس یہ سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپؐ ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں جس طرح اللہ نے آپؐ کو بتلا دیا ہے۔"

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ (پارہ ۵ رکوع ۶)

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف تو آپؐ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپؐ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔"

حضورؐ مرادِ الٰہی کے مُبین یعنی بیان کرنے والے ہیں!

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۶)

"وہ بڑی عالی شان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب یعنی قرآن اپنے بندہ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام دُنیا جہان والوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔"

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پارہ ۱۴ رکوع ۱۲)

"اور (اے محبوبؐ) ہم نے آپؐ کی طرف یہ یادگار یعنی قرآن اُتارا کہ آپؐ لوگوں سے بیان کر دیں جو شریعت ان کی طرف اُتاری گئی۔"

Marfat.com

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (پارہ ۲۴ رکوع ۱)

"اور وہ (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سچا دین لے کر تشریف لائے اور وہ (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی لوگ پرہیز گار ہیں "

فَلَمَّا جَآءَہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

"پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اللہ ایسے ظالم لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا "

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ کِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْہُ بِاَیْدِیْھِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (پارہ ۷ رکوع ۲)

(اے محبوب) اگر ہم آپ پر اتارتے (قرآن آسمان سے) لکھا ہوا کاغذوں میں پھر یہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے تب بھی کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر جادو کھلا ہوا "

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اور حکمت نازل کی گئی ۔

وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط (پارہ ۵ رکوع ۱۴)

"اور اللہ نے (اے محبوب) آپ پر نازل کی ہے کتاب اور حکمت اور سکھا دیا ہے آپ کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے "

یہ آیت کریمہ حضور علیہ السلام کی بہت سی صفات عالیہ کو بیان فرما رہی ہے پروردگار عالم نے جہاں آپ کو اور صفات عطا فرمائے وہاں علم غیب بھی عطا فرمایا۔ اس آیت میں یہ ذکر نہیں کہ صرف احکام شریعت کا علم دیا، یا کہ فلاں کا دیا، فلاں کا نہیں بلکہ فرمایا مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ جو کچھ کہ آپ نہ جانتے تھے وہ سب کچھ آپ کو سکھا

Marfat.com

دیا معلوم ہوا کہ ذرہ ذرہ کا علم آپ کو مرحمت ہوا۔ رب فرماتا ہے کہ ہم نے سب چیزوں کا علم دے دیا اور محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم نے لے لیا۔ دینے والا رب دے، لینے والے محبوب لیں پھر کون ہے جو اس ربی عطیہ کو چھین لے۔

حضور علیہ السلام کے فضائل و کمالات کی کوئی حد ہی نہیں کہ جس کو کوئی بولنے والا اپنے منہ سے بیان کر سکے از اول تا آخر روز قیامت حضور علیہ السلام کی نعت اور اوصاف ملائکہ نے پیغمبروں نے انسانوں نے بیان کئے، مگر حق یہ کہ ان کے اوصاف کے دفتر کا ایک نقطہ بھی بیان نہ ہو سکا۔ کیونکہ جو کچھ بیان ہوا وہ حد کے اندر ہے اور حضور علیہ السلام کے صفات حد سے باہر۔ رب کی حمد احمد ہی کر سکتے ہیں اور محمدؐ کی صفت حامد رب العالمین ہی فرماتا ہے۔ ہم نہ رب کی حمد کر سکیں اور نہ کماحقہ نعت رسول علیہ السلام ؎

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت پوچھ خدا کی
خدا سے پوچھو شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر [1]

اتباع رسول فرض ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ (آل عمران ۳)

"اے محبوب لوگوں سے فرما دیجئے اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم میری پیروی کرو تا کہ اللہ تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اتباع کہتے ہیں پیچھے پیچھے چلنے کو، تو آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ اگر محبت الٰہی چاہتے ہو تو محبوب کے پیچھے پیچھے چلے آؤ، نہ تو بھائی بن کر برابر آؤ اور نہ بن کر آگے چلو بلکہ غلام بن کر پیچھے چلے آؤ۔ وہ ڈبہ ریل کا سفر کرتا ہے جو انجن کے پیچھے لگ جاتا ہے جو انجن سے آگے لگتا ہے وہ شنٹ ہو کر وہاں ہی رہ جاتا

[1] شان حبیب الرحمٰن

Marfat.com

فسٹ کلاس کا ڈبہ اگر انجن سے کٹا ہوا ہو تو اس میں کوئی نہیں بیٹھتا، نہ کوئی کرایہ دیتا ہے اور اگر تھرڈ کلاس کا ڈبہ انجن سے جڑ جاوے تو اس میں ہر کوئی بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے معلوم ہوا کہ ڈبہ کی اپنی کوئی قیمت نہیں بلکہ انجن کے پیچھے لگ جانے کی قدر و قیمت ہے نیز انجن یہ نہیں دیکھتا کہ میرے پیچھے ڈبہ کیسا ہے۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ مجھ سے کڑی ملی ہے یا نہیں، ڈبہ تھرڈ ہو یا سکنڈ فسٹ سب کو ایک ہی رفتار سے لے جاتا ہے بشرطیکہ ڈبہ لائن پر ہو گویا انجن بزبانِ حال کہتا ہے کہ اے ڈبہ تو اگرچہ کمزور سہی میں قوی ہوں۔ اسی لیے قرآن کریم نے فرمایا فَاتَّبِعُوْنِیْ خواہ کیسے ہی ہو میرے پیچھے چلے آؤ ہم تم کو نہیں دیکھتے ہم اپنے کو اور اپنی نسبت کو دیکھتے ہیں۔

مولانا فرماتے ہیں ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن
روئے دل را جانب دلدار کن ؎

ادب و عظمت رسول دین ایمان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (الحجرات پ ۲۶ رکوع ۱۲)

"مسلمانو! تم اپنی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان سے بہت زور سے بات چیت کرو، جیسا کہ تم آپس میں کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی گستاخی کی وجہ سے تمہارے کئے کرائے عمل ضائع ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دبی آواز سے بولتے ہیں۔ ان کے دلوں کو اللہ تعالے نے تقوے کی تخم ریزی کے لیے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ ؎

؎ شان حبیب الرحمٰن

Marfat.com

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط (پارہ ۲۲ رکوع ۲)

"اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول پاک کسی کام کا حکم فرمائیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار (باقی) رہے"

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ٥ (پ ۹ ع ۱)

"پس (اے لوگو) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے (ایسے) رسول پر جو نبی امی ہیں جو کہ اللہ کی اور اس کے سب کلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور (ان رسول پاک کے) تابع ہو جاؤ تاکہ تم راہ راست پاؤ"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ط (پارہ ۵ رکوع ۵)

"اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول پاک کا کہنا مانو"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (انفال - ۲۴)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پاک کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ جب بھی وہ تمکو بلائیں"

حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور نبی کریم مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا۔ وہ نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلانے پر تم کیوں نہ آئے اور فوراً جواب کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے نماز کا عذر کیا۔ حضور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے قرآن کریم کی یہ آیت نہیں پڑھی "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ" اے ایمان والو! اللہ و رسول جب تم کو بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ جب بھی وہ تم کو بلا دیں۔

غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالے اپنے محبوب سے کتنی محبت فرماتا ہے۔ نماز سے بھی زیادہ اپنے محبوب کی قدر و منزلت کرتا ہے اور ایمان والوں کو بھی تاکید کرتا ہے کہ میرے محبوب کی اطاعت میری اطاعت ہے۔

Marfat.com

مسلمانوں قرآن کریم سے ثابت ہوگیا کہ حضور کی اطاعت اور محبت کتنی ضروری ہے اور ایمان ہی محبت رسول کا نام ہے حضور کی محبت واتباع سب مسلمانوں پر فرض ہے۔

اگر قرآن کریم کو بنظر ایمان دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخر تک حضور آقائے دوجہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کا خطبہ ارشاد فرمایا جارہا ہے۔ حمد الٰہی ہو یا بیان عقائد گذشتہ انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے واقعات ہوں یا احکام، غرض قرآن کریم کا ہر موضوع اپنے لانے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو لیجئے کہ اس میں خدائے قدوس کے صفات کا ذکر ہے۔ اور سورۂ لہب کو دیکھئے یعنی تَبَّتْ يَدَا اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ کہ اس میں بظاہر ابو لہب کافر اور اس کی بیوی کا تذکرہ ہے از اول تا آخر۔ مگر جب غور کیا تو یہ دونوں سورتیں محبوب کی صفات عالیہ سے بھری ہوئی ہیں قُلْ هُوَ اللّٰهُ میں ارشاد ہے کہ اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ اللہ ایک ہے اور وہی بھروسہ کے لائق ہے نہ وہ کسی کی اولاد، نہ اس کی کوئی اولاد وغیرہ وغیرہ، مگر ایک کلمہ قُلْ نے (یعنی محبوب آپ فرما دیجئے) اس ساری سورت میں صفات کو شامل کر دیا۔ کیوں کہ منشی الٰہی یہ ہے کہ اے محبوب کلام تو ہمارا ہو اور زبان تمہاری۔

ہماری صفات تو تم دنیا کو بتاؤ اور فرماؤ اللّٰهُ اَحَدٌ اور تمہاری صفات ہم ارشاد فرماتے ہیں کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تم کہلواؤ۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہم کہلواتے ہیں یعنی ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے منہ سے اپنے اوصاف سنیں تم ہمیں سناؤ۔ چونکہ اسکی زبان کے لفظ میٹھے اور پیارے معلوم ہوتے ہیں تو بار بار کہلوا کر سنتے ہیں۔ رب نے اپنے محبوب سے قرآن پڑھوا کر سنا۔ ورنہ میثاق کے دن سب سے پہلے توحید کا اقرار حضور ہی نے کیا تھا۔ یا قُلْ سے یہ مقصود ہے کہ اے محبوب لوگوں سے کہہ دیجئے اللّٰهُ اَحَدٌ لہذ

Marfat.com

اگر کوئی انسان آپ کی غلامی کے بغیر ہماری صفات کو جانے مانے ہرگز عارف یا موحد نہیں۔ جب تک کہ آپ کی بتائی ہوئی توحید آپ کے دامنِ پاک سے لپٹ کر نہ مانے۔ اسی لیے کلمہ طیبہ کا نام تو ہے کلمہ توحید۔ مگر اس میں اللہ کے ذکر کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی ہے کہ جزو اول میں توحید اور جزو دوم میں توحید سکھانے والے کا اسم پاک آ جائے کہ توحید صحیح بغیر رسالت کی دستگیری کے حاصل نہیں ہوتی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ میں بھی صفات شامل ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں تو قل فرمانے سے صفات کی شان نظر آئی اور یہاں قُلْ نہ فرمانے سے۔ کیوں کہ ایک بار ابولہب ابن عبدالمطلب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں عرض کیا تھا کہ تبًا لکَ آپ تباہ ہو جائیں۔ پروردگارِ عالم نے اس کلمہ ملعونہ کا بدلہ اور انتقام لیتے ہوئے خود فرمایا کہ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ کہ ابولہب ہلاک ہو جائے۔ اور وہ ہلاک ہو بھی گیا۔ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب آپ نہ دیں ہم خود جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اب اس سے جہاں ابولہب کی گمراہی ہلاکت وغیرہ کا ذکر ہوا ساتھ ہی ساتھ آقائے دوجہان کی عزت و عظمت بارگاہِ الٰہیہ میں معلوم ہوگئی کہ ان کی شان میں ادنیٰ سی بکواس کرنے والا خدائے پاک کا دشمن قرار پاتا ہے مَنْ عَادٰی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس کو اعلان جنگ دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

اسی طرح قرآنی احکام کو دیکھئے کہ سب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ظاہر ہے۔ مثلاً قرآن میں جگہ جگہ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا، یا حج فرض فرمایا، مگر کسی جگہ یہ نہیں بتایا گیا کہ نماز کس طرح پڑھو، کس کس وقت پڑھو کتنی کتنی رکعتیں پڑھو اسی طرح یہ وضاحت بھی نہ فرمائی کہ زکوٰۃ کون دے، کتنے مال پر دے کس قدر دے

Marfat.com

حج کرو، مگر تمام حج کے قاعدے نہیں بیان کئے جس کی منشا یہ ہے کہ احکام ہم نے بتا دیئے اب اگر ان احکام کی تفصیل اور طریقہ دیکھنا ہے تو ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فعل اور قول کو دیکھ لو، ان کی زندگی پاک ہمارے سارے احکام کی مکمل تفسیر ہے اور حق تو یہ ہے کہ نماز، روزہ، حج وغیرہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اداؤں کا نام ہے، ان کی ادائیں پیاری ہیں جو بھی اخلاص سے ان کی سی ادائیں کرے گا مقبول ہو گا۔ اگر کوئی شخص رکوع سجدہ میں قرآن پڑھ لے اور قیام میں اَلتَّحِیَّاتُ پڑھے یعنی جو ذکر الٰہی نماز میں ہوتا ہے اس کی ترتیب بدل دے نماز نہ ہوگی۔ آخر کیوں؟ صرف اس لیے کہ اس نے اگرچہ سارے ارکان ادا کر دیئے اور سارے ذکر بھی کر لیے۔ مگر اس طرح نہیں کئے جس طرح سے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتے تھے، پیاری تو اُن کی ادائیں ہیں نہ کہ محض تمہارے افعال دیکھو نماز و تلاوت بزبان عربی لازم ہے کہ یہ ہی محبوب کی زبان ہے۔ ہمیں طوطی مینا پیاری ہیں کیونکہ وہ ہماری سی بولی بولتی ہیں اگرچہ بغیر سمجھے ہی سہی تو اے مسلمانو تم بھی اس محبوب کی بولی بولو۔ اگرچہ بغیر سمجھے ہوئے سہی ثواب پاؤ گے، اگر نماز محض درخواست ہوتی تو ہر زبان میں ادا ہو جاتی، کہ رب تو ہر زبان جانتا ہے۔ حج میں کیا ہے؟ کہیں ٹھہرنا، کہیں دوڑنا، کہیں کنکر پھینکنا، کہیں طواف میں گھومنا، آخر یہ کام ان تاریخوں میں عبادت کیوں بن گئے؟ اس لیے کہ یہ اللہ والوں کے کام ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ اسی قوم سے ہے۔ ہماری نمازوں اور ساری عبادتوں کا یہ ہی حال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اور تشبیہ نصیب ہو جائے، شاید اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے ہمیں بخش دے۔

اسی طرح وہی کام گناہ ہے جو حضور کو ناراض کرے، رب تعالیٰ فرماتا ہے

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ لَھُمْ کے مقدم ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ان ہی کو عذاب ہوگا جو حضور کو اذادیں معلوم ہوا کہ ہر کافر کے کفر اور مومنوں کے گناہ سے حضور کو ایذا ہوتی ہے۔ اور اگر کسی کی خطا سے حضور راضی ہوں تو وہ خطا عین عبادت ہے۔ حضرت صدیق اکبر کا غار میں سانپ سے اپنے کو کٹوا لینا خود کشی نہیں، عین عبادت ہے، ابوامیہ ضمری کا مجبوری کلمۂ کفر منہ سے نکال دنیا کفر نہیں، خیبر میں حضرت علی کا نماز عصر قضا کر دینا گناہ نہیں بلکہ عبادت تھا کہ ان چیزوں سے حضور راضی تھے۔ مگر فاطمہ زہرا کی موجودگی میں حضرت علی کے لیئے دوسرا نکاح گناہ تھا کہ اس سے حضورؐ کو ایذا پہنچتی عرفات میں نماز مغرب قضا کرنا عبادت ہے کہ اس سے حضور راضی ہیں۔

امام بوصیری شرح قصیدۂ بردہ میں فرماتے ہیں ؎

فَاِنَّکَ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا   یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

یعنی اے محبوب آپ عظمت کے سورج ہیں اور سارے پیغمبر آپ کے تارے کہ سب نے آپ ہی سے لے کہ اندھیرے میں آپ ہی کا نور لوگوں پہ ظاہر کیا۔ [1]

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (پارہ ۱ رکوع ۴)

"پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"

اس آیت کریمہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کے بعد تین سو برس تک سر آسمان کی طرف اٹھایا، اس قدر روئے کہ اگر تمام دنیا کے آنسو جمع کئے جائیں تو ان کے آنسوؤں کے برابر نہیں ہو سکتے (خازن، مدارک، روح البیان۔)

پھر حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں کچھ دعائیہ کلمے خدائے پاک کی طرف سے

---

[1] شانِ حبیب الرحمٰن

Marfat.com

القا ہوئے جب ان کلمات سے دعا مانگی تب رحمت الٰہی نے دستگیری فرمائی۔ وہ دعائیہ کلمہ کیا تھے؟ شیخ عبدالحق نے مدارج جلد دوم کے شروع میں، روح البیان نے اس آیت کے ماتحت، طبرانی، حاکم، ابونعیم، بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن روتے روتے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں آیا کہ جب میں پیدا ہوا تھا تب میں نے ساق عرش پہ لکھا دیکھا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ایسے مقرب بارگاہ الٰہی ہیں کہ ان کا نام رب نے اپنے نام سے ملا کر عرش پہ لکھا ہے تب عرض کیا کہ خداوندا میں اس ذات گرامی کے طفیل اور وسیلہ سے اپنی خطا کی معافی چاہتا ہوں مجھے معاف فرما۔ اس وقت رحمت الٰہی کا دریا جوش میں آیا اور خطا سے معافی ہوئی، سبحان اللہ کیا رحمت والا نام ہے کہ اپنے والد ماجد کو پہلے تو سجدہ ملائکہ سے کرایا پھر اس مصیبت سے بچایا۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم　　نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجیناّ　جامی

اب اولاد آدم کو بھی یہی حکم دیا گیا کہ اگر تم لوگ گناہ کرو، کفر کرو، ظلم کرو تو بارگاہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ان سے شفاعت کی درخواست کرو اور وہاں جا کر رب سے توبہ کرو اور محبوب بھی تمہارے لیے شفاعت فرما دیں تو تمہاری توبہ قبول ہوگی۔ فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ط

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مدینہ پاک ہی جاؤ بلکہ اس ذات کریم کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں غائب تو ہم ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہما و شما تو کیا تمام انبیا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاجتمند ہیں رب ہے رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اور حضور ہیں رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ جس کا یہ پروردگار رب ہے اس کے لیے حضور رحمت ہیں۔ (شانِ حبیب الرحمٰن)

Marfat.com

حضورؐ پر ایمان لانے کا عہد تمام پیغمبروں سے لیا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (پارہ ۳ رکوع ۹)

اور جب وقت اللہ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکم دوں پھر تمہارے پاس وہ پیغمبر آئے جو تصدیق کرنے والا اس کا جو تمہارے پاس ہے تو ضرور اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اور اس کی طرفداری بھی کرنا۔ فرمایا اللہ نے کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا۔ سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا اللہ نے فرمایا پس گواہ رہو تم ایک دوسرے کے اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

تشریح :۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور اُن کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی اُن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا اگر ان کی حیات میں حضور نبی کریم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) قرآن مجید پر حاشیہ مطبوعہ اقبال پرنٹنگ پریس دہلی۔ میں نے یہ چیدہ چیدہ بیان کیا ہے۔ قرآن پاک سے کہاں تک آیات نقل کی جائیں جب کہ پورا قرآن ہی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق دریافت کرنے والے سے فرمایا تھا " کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ "۔ اور پوری سیرت پاک ہی قرآن کا بیان، " قرآن حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مبیّن ہے اور حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مبیّن، " کتاب اللہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تفسیر (نظام مصطفےٰ کا پیغام حیات میں مفصل ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

قال الله تعالیٰ
فی کتابہ الکریم
بسم الله الرحمٰن الرحیم
ما کان محمد ابا احد من رجالکم
صلی الله علیہ وسلم
ولکن رسول الله وخاتم النبیین
الاحزاب
محمد شفیع انور سیالوی

Marfat.com

حضرت بابا انور شاہ ذہین تاجی کراچی۔

ایمان کا معیار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سرورِ کائنات جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے والہانہ شیفتگی اور محبت ہی کا دوسرا نام حق عبدیت کی ادائیگی ہے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھیے کہ خدائے پاک کا قرب اُس کی رضا اور اُس کی بقا کے مشتاق بندوں کی منزل تک رسائی کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ایک ہی جادہ اور ایک ہی سمت ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کامل فنائیت ایسی فنائیت کہ سارے شعور، ساری محبتیں سارے علائق اور سارے ناطے ختم ہو کر اسی ایک ذات میں مرتکز ہو جائیں۔ اس فنائیت کا انعام الٰہی یہ ہے کہ بقائے دوام کی دولت حصہ میں آتی ہے خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یہ ہے۔

"اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ اولاد والدین اور دُنیا کے جتنے بھی انسانی ناطے اور رشتوں کے مقابلہ میں مجھ سے زیادہ محبت نہ کرے"

گویا ایمان کا معیار محبت رسول ہے۔

اس دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم الفاظ میں مقید ہم اپنے تراشیدہ فکری اور عملی اصنام کے پرستار ہیں۔ ہم سود و زیاں کے پیمانوں کے دولتِ ایمان کا سودا کرتے ہیں۔ ہم عقل و خرد کو اپنا پیشوا اور امام بنائے ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ وقتی تقاضوں اور مصلحتوں کی قربان گاہ پر ایسی عقیدتوں اور محبتوں کو بڑی آسانی سے اور سستے داموں ملیامیٹ کردیتے ہیں۔ نتیجتاً ہم بڑے عالمی اور ملکی مذاکرے کانفرنسیں، مجالس، جلوس تو ترتیب دے لیتے ہیں۔ دُنیا کی مختلف زبانوں میں ضخیم کتابیں تو لکھ لیتے ہیں۔ ٹی وی اور ریڈیو پہ نصیح اور بلیغ خطبے تو سنا دیتے ہیں۔ لیکن نہ خود ہماری زندگی میں طمانیت و سرشاری سکون و اطمینان کی رمق نظر آتی ہے اور نہ پھر ہمارے مخاطبین پہ اس کی کوئی اثر آفرینی کی جھلک ملتی ہے۔

اس کے برعکس جو لوگ ادب آشنائے دربار رسالت پناہ ہیں، جو مقامِ نبوت اور مقامِ محمدی کے عارف ہیں۔ جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی کو قلب و ذہن میں بسائے ہوئے ہیں۔ جو ہمہ وقت حضوری سرکار کی دولت اشرف یاب ہیں۔ اُن کا یہ عالم ہے کہ وہ مرقع خلق محمدی بنجاتے ہیں۔ اور سرکار ابد قرار کی تعلیمات کے پیکر محسوس بن جاتے ہیں۔ اُن کی جنبش نگاہ سے قلب پر معصیت و گمراہی اور فسق و فجور کے آہنی قفل آنِ واحد میں ٹوٹ کر گر جاتے ہیں۔ کثافت و غلاظت مادّی راحتوں اور آسائشوں کے بُت آنِ واحد میں چکنا چور ہو جاتے ہیں عبد کو معبود سے رابطہ کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ ذہنی خلفشار اور قلبی اضطراب سکون و اطمینان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اُن کی صحبت اور اُن کے ذکرِ جمیل سے اہلِ مجلس و صحبت کو رقت و خشیت کی دولت سرمدی نصیب ہوتی ہے۔ مخلوق کی خبرگیری اور رہنمائی کا جذبۂ صادق ابھرتا ہے خود غرضی کا عفریت جاہ طلبی کا مکر اور خود نمائی کا شیشہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے عجز و انکساری شفقت و محبت الفت و خیر خواہی کا زم زم موجیں مارنے لگتا ہے۔

Marfat.com

میرا ۱۶ سالہ رفاقت جو حضور بابا حضور بابا ذہین شاہ تاجی رحمۃ اللہ کے دامن فیض رساں سے رہی ہے اُس سے میں نے یہی سبق لیا ہے۔ یہی جوہر نایاب پایا ہے کہ اطاعت رسولؐ کی شرطِ اوّلین حُبِّ رسولؐ ہے اور حُبِّ رسولؐ کی توفیق اور نعمت و شعور صرف اور صرف اہلِ عشق و محبت کی صحبت ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ اولیائے کرام، عارفانِ حق آگاہ، مجاذیب و سالکین یہی تو لوگ صحیح معنوں میں عاشقانِ رسول ہیں۔ آدابِ مصطفیؐ، مقامِ مصطفیؐ، رفعت و عظمت مصطفیؐ سے یہی بندگانِ اخلاص ہی تو دل و نظر کو آگاہی اور عرفان بخش سکتے ہیں۔

ہمارے لئے اور کل ملت اسلامیہ کے لئے اس وقت اسی صدا کی بازگشت آرہی ہے کہ اُویس قرنی کے روپ میں، سلمان فارسی کے انداز میں بلال حبشی کی پکار میں ابوذر غفاری کے ایقان میں ڈوب کر مصطفیؐ کے قدموں میں سر کو جھکالو۔ اسی کی بارگاہ سے اپنا رشتۂ محبت استوار کرلو۔ اسی کے فیض رساں دربار میں اپنی حاضری کا شرف پالو سارے محبتوں کو اسی کی ذات میں گم کردو عرفانِ ذات یہی عرفانِ خدا ہے۔

بمصطفیؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر با و نہ رسیدی تمام بولہبی است

اس راہ طریقت سے آشنائی حاصل کیجائے تو سطوت شاہی بھی نصیب ہوگی بیت المقدس کی بازیابی بھی ممکن ہوگی، مشرقی اور مغربی اقوام میں عظمت و وقار کی دولت بھی نصیب ہوگی، مُسلم اقوام کی باہم چپقلش اور اختلافات بھی مٹ جائیں گے۔ غریب و امیر کی تفریق بھی ختم ہوجائیگی۔ شرطِ اولین یہی ہے کہ طریقۂ اولیائے کرام کے ذریعہ تلقین محبت عام

Marfat.com

صدق و صفا کو حال و قال کی متاع اوّلین بنایا جائے۔ خود بخود تبلیغ دین کا فریضہ بغیر کسی خارجی ذریعہ کے انجام ہو سکے گا۔

ہر حال میں ہر قال میں ہر جہت میں ہر زماں میں ہر مکان میں پیغامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گونجے گا۔

قوّتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

زمین پر جب اغثنی یا رسول اللہ کہا میں نے

اغثنی سیدی اُنظر بحالی یا رسول اللہ
تقبلنی و لا تردد سوالی یا رسول اللہ

خدا کی اک طرف خود خالقِ اکبر کو پیارے ہو
زمانے میں تری سیرت مثالی یا رسول اللہ

حسیں رُوئے منور ہے، خدا خود حسن پہ شیدا ہے
جبیں ہے چاند تو ابرو ہلالی یا رسول اللہ

خدا معطی ہو تم قاسم، زمانہ سا نگنے والا
ہو تم شرحِ صفاتِ لایزالی یا رسول اللہ

زمین پر جب اغثنی یا رسول اللہ کہا میں نے
ملی تسکین، ہوئی دل کی بحالی یا رسول اللہ

جہاں منگتوں کو بِن مانگے کرم کی بھیک ملتی ہے
درِ اقدس ہے وہ دربارِ عالی یا رسول اللہ

دلِ مضطر میں جلوے گنبدِ خضریٰ کے بس جائیں
نگاہوں میں رہے روضے کی جالی یا رسول اللہ

اگر چہ جاں گسل حالات ہوں روزِ قیامت کو
مجھے کیا غم، مری نسبت ہے عالی یا رسول اللہ

بھروسہ اپنے پاکیزہ عمل پر ہے زمانے کو
یہ عاجز چشمِ رحمت کا سوالی یا رسول اللہ

بکن اے والیٔ بطحا نگاہِ لطف بر حافظ
تقبلنی ولا تردد سوالی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا حافظ نذیر احمد حافظ النوری

Marfat.com

ذکرِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبزادہ سید محمد اعزاز الدین دہلوی

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بلا واسطہ اپنے حبیب پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔ پھر اسی نور کو خلقِ آدم کا واسطہ ٹھہرایا اور عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصفِ نبوت سے سرفراز فرمایا۔

چنانچہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آقا یا رسول اللہؐ آپکی نبوت کب ثابت ہوئی۔ آپ نے فرمایا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ یعنی میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدمؑ کی روح نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الآیہ میں مذکور ہے (اس پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے) اور جس وقت اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور علم سے پھر آوے تمہارے پاس وہ پیغمبر تصدیق کرنیوالا جو کچھ تمہارے پاس ہے البتہ ایمان لاؤ تم اُس پر اور البتہ مدد دو تم اس کو۔ فرمایا خدا نے کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے کہا ہمنے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا۔ پس گواہ رہو تم ایک دوسرے کے اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں (آل عمران ع ۱۲)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی اُن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا اگر ان کی حیات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو آپؐ پر ایمان لائیں۔

۱؎ مصنف عبدالرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) بروایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ۲؎ ترمذی شریف۔

Marfat.com

جس وقت اُن پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت وامداد کا اقرار کر لیا تو نور محمدی کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہو گئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہوا اور ان سے معجزات ظہور میں آئے۔ امام ابوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے ۔

وَکُلُّ اٰیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِھَا ۔۔۔ فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِھِمْ

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا ۔۔۔ یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

معجزے جتنے کہ لائے تھے رسولانِ کرام ۔۔۔ لڑ اسی کے نور سے جا ملتی ہے یکی بہم

آفتابِ فضل ہے وہ سب کواکب اسکے تھے ۔۔۔ ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے بیش و کم

اسی عہد کے سبب سے حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اُمتوں کو حضور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد و بشارت اور اُن کے اتباع وامداد کی تاکید فرماتے رہے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو تمام انبیائے سابقین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرما دی۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ (صافات ع ۲) (۳۷)

بلکہ وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو حق لائے ہیں اور انہوں نے پہلے پیغمبروں کی تصدیق کی ہے ۔ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ازبر منبع انوار الانبیاء تھا اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء تھا۔ چنانچہ حضرت کعب اخبار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا تو جبریل کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبریل بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اُترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھا لائے

Marfat.com

پھر وہ مشتِ خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی۔ یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہوگئی۔ جس کی بڑی شعاع تھی۔ بعدازاں فرشتے اُسے لیکر عرش و کرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے۔ یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ کی روح انور و مادۂ اطہر کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب پاک کے نُور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا۔ اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان میں اور چاند اندھیری رات میں اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حوا علیہا علیہ السلام سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے۔ یہاں تک کہ وہ نُور حضرت حوا علیہا السلام کے رحم پاک میں منتقل ہوگیا۔ اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے۔ حضرت حوا کی پیشانی میں نمودار ہوئے ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاسِ ادب و تعظیم حضرت حوا سے مقاربت ترک کردی یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہوگیا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکی لڑکا) پیدا ہوتا رہا اسی طرح یہ نُور پاک، پاک پشتوں میں پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ تک پہنچا۔ اور ان سے بنا بر قول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔ اسی نور کے پاک صاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے آباء و اُمہات کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا ہے۔ اسی نُور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباء و اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود گلزار

Marfat.com

ہو گئی۔ اور اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایت بے نہایت ہوئیں۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کئے[1] جن میں مذکور ہے کہ کشتیٔ نوح علیہ السلام کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کا گلزار ہو جانا حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کی برکت سے تھا۔ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یوں[2] فرماتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَاخُلِقَ امْرَءٌ كَلَّا وَلَاخُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاكَا	آپؐ کی وہ مقدس ذات کہ اگر آپؐ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا۔ اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی اگر آپؐ نہ ہوتے۔
اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰی وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَا	آپؐ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ہے اور سورج آپ ہی کے نور زیبا سے چمک رہا ہے
اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَا	آپؐ وہ ہیں کہ جب آدمؑ نے لغزش کے سبب آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ وہ آپکے باپ ہیں
وَبِكَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُہٗ بَرْدًا وَّقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَا	آپ ہی کے وسیلہ سے خلیلؑ نے دعا مانگی تو آپکے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اور بجھ گئی
وَدَعَاكَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّهٗ فَاُزِیْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاكَا	اور ایوبؑ نے اپنی مصیبت میں آپؐ ہی کو پکارا تو اس پکارنے پر ان کی مصیبت دور ہو گئی۔
وَبِكَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِعُلَاكَا	اور مسیحؑ آپ ہی کی بشارت اور آپ ہی کی صفات حسنہ کی خبر دیتے اور آپ کی مدح کرتے ہوئے آئے
كَذٰلِكَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلًا	اسی طرح موسیٰؑ آپ کا وسیلہ پکڑنے والے

[1] خصائص کبریٰ للسیوطی بحوالہ حاکم وطبرانی [2] مجموعہ قصائد ص۲ ۔

بِكَ فِي الْقِيٰمَةِ مُحْتَمًا بِحِمَاكَا	اور قیامت میں آپکے سبزہ زار میں پناہ لینے والے ہیں
وَالْاَنْبِيَاءُ وَكُلُّ خَلْقٍ فِي الْوَرٰى	اور انبیاء اور مخلوقات میں سے ہر مخلوق
وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاكُ تَحْتَ لِوَاكَا	اور پیغمبر اور فرشتے آپکے جھنڈے تلے ہونگے

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں۔

وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا	زمین از حبِ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا
محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود	کزو شد بود ہر موجود زو شد دیدہا بینا
اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم	نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و جاہت	نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضا

ماخوذ علامہ محمد نور بخش توکلی

اَلْقَصِيْدَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّحِيَّةِ

مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ الْأَعْرَابِ وَالْعَجَمِ	مُحَمَّدٌ خَيْرُ مَنْ يَمْشِي عَلٰى قَدَمِ
مُحَمَّدٌ بَاسِطُ الْمَعْرُوفِ جَامِعَةً	مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْاِحْسَانِ وَالْكَرَمِ
مُحَمَّدٌ تَاجُ رُسُلِ اللّٰهِ قَاطِبَةً	مُحَمَّدٌ صَادِقُ الْأَقْوَالِ وَالْكَلِمِ
مُحَمَّدٌ ثَابِتُ الْمِيْثَاقِ حَافِظَةً	مُحَمَّدٌ طَيِّبُ الْأَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ
مُحَمَّدٌ جُبِلَتْ بِالنُّوْرِ طِيْنَتُهُ	مُحَمَّدٌ لَمْ يَزَلْ نُوْرًا مِنَ الْقِدَمِ
مُحَمَّدٌ حَاكِمٌ بِالْعَدْلِ ذُوْ شَرَفٍ	مُحَمَّدٌ مَعْدِنُ الْاِنْعَامِ وَالْحِكَمِ
مُحَمَّدٌ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ مُضَرٍ	مُحَمَّدٌ خَيْرُ رُسُلِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ دِيْنُهُ حَقٌّ نَدِيْنُ بِهٖ	مُحَمَّدٌ مُجْمِلًا حَقًّا عَلٰى عَلَمِ
مُحَمَّدٌ ذِكْرُهُ رُوْحٌ لِأَنْفُسِنَا	مُحَمَّدٌ شُكْرُهُ فَرْضٌ عَلَى الْأُمَمِ
مُحَمَّدٌ زِيْنَةُ الدُّنْيَا وَبَهْجَتُهَا	مُحَمَّدٌ كَاشِفُ الْغُمَّامِ وَالظُّلَمِ

Marfat.com

مُحَمَّدٌ سَیِّدٌ طَابَتْ مَنَاقِبُهٗ
مُحَمَّدٌ صَاغَهُ الرَّحْمٰنُ بِالنِّعَمِ
مُحَمَّدٌ صَفْوَةُ الْبَارِیْ وَخِیْرَتُهٗ
مُحَمَّدٌ طَاهِرٌ وَسَاتِرُ التُّهَمِ
مُحَمَّدٌ طَابَتِ الدُّنْیَا بِبِعْثَتِهٖ
مُحَمَّدٌ جَاءَ بِالْاٰیَاتِ وَالْحِکَمِ
مُحَمَّدٌ یَوْمَ بَعْثِ النَّاسِ شَافِعُنَا
مُحَمَّدٌ نُوْرُہُ الْهَادِیْ مِنَ الظُّلَمِ
مُحَمَّدٌ قَائِمٌ لِلّٰهِ ذُوْ هِمَمٍ
مُحَمَّدٌ خَاتِمٌ لِلرُّسْلِ کُلِّهِمِ

سلام کا مسدس

مصطفےٰ مہر عرفان پہ لاکھوں سلام
مجتبیٰ ماہِ یزداں پہ لاکھوں سلام
دافعِ رنج و حرماں پہ لاکھوں سلام
منبعِ لطف و احساں پہ لاکھوں سلام
تاجدارِ دو عالم پہ لاکھوں سلام
نازشِ ربِ اکرم پہ لاکھوں سلام

جس کی خاطر بنے کل زمین و زماں
جسکی خاطر بنے بے ستوں آسماں
جس کی خاطر بنے غنچہ و گلستاں
جس کی خاطر بنے باغ ہائے جناں
اس بہار رسالت پہ لاکھوں سلام
اسکی عظمت و شوکت پہ لاکھوں سلام

جس کی انگلی سے پانی کے کوزے بھرے
جس سے سیراب کل تشنہ لب ہو گئے
جس سے گلزار ویرانۂ دل ہوئے
جس سے مرجھائے گل پھر سے کھلنے لگے
اسکی معجز نمائی پہ لاکھوں سلام
اس کی ذات گرامی پہ لاکھوں سلام

جس کی تعلیم ہر چار سو چھا گئی
جس سے ہستی کفر تھرا گئی
جس سے دنیائے مضطر سکوں پا گئی
جس کی ٹھوکر سے مردے میں جان آگئی
اُس مسیحائے عالم پہ لاکھوں سلام
اُس مداوائے ہر غم پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شریف کا بیان

(از صاحبزادہ سید محمد محی الدین دہلوی)

ہزاروں، لاکھوں اور بے شمار صلوٰۃ وسلام ہوں اُس رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس کی وساطت سے انسان قرآن پاک جیسی کتاب عظیم سے روشناس ہوا۔ تعلیم ایسی بلند اور معلمؐ ایسا المرتبت ؎

نوعِ انسان را پیام آخریں ٭ حاملِ او رحمتہ للعٰلمین
اللّٰھم صلِّ علیٰ نبینا محمدٍ و بارک وسلم

امابعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش نبی اور رسول بھیجے تاکہ وہ انہیں راہ راست پر لائیں۔ ان میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے صفی اللہ کا خطاب عطا کیا تو کسی کو کلیم اللہ کا۔ کسی کو روح اللہ کہہ کر پکارا تو کسی کو خلیل اللہ کہا۔ لیکن ان تمام انبیاءؑ میں یہ شان کسی کو عطا نہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے حبیب کہہ کر پکارا ہو۔ یہ عظیم رتبہ حضور آقائے دوجہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا کیا گیا۔ آپؐ ہی کو سید المرسلین کے لقب سے یاد کیا گیا۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ سے ہی محبت ہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ جب ہمارے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنو تو درود وسلام پڑھو اور یہ حقیقت ہے کہ حبیب خدا پر خود اللہ اور ملائکہ اور جن وانس کثرت سے درود وسلام بھیجتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے "بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود پاک بھیجتے ہیں نبی پاکؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔ یہاں تاکید ایمان والوں کی لگا کر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ میرے حبیب پاک پر درود وسلام ایمان والے ہی

Marfat.com

پڑھیں گے اور جو درود و سلام نہ پڑھے وہ قرآن مجید کی رو سے ایمان والوں میں شمار نہیں۔ اسلام میں ۷۳ فرقوں میں صرف ایک ہی فرقہ اہل سنت وجماعت کا ہے جو شوق وذوق کیساتھ درود و سلام پڑھتا ہے اور قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کر کے اللہ ورسول پاکؐ کا محبوب بن جاتا ہے

توحید اور رسالت کی وضاحت:۔ وحدانیت اسلام کی بنیادی تعلیم ہے اور مسلمان ہونے کیلئے کلمہ طیبہ پر ایمان لانا ضروری ہے جس کا اوّل توحید الٰہی سے متعلق ہے اور جزء ثانی رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہی لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دائرہ ازل سے ابد تک محیط ہے اور آپؐ اُسوقت بھی منصب نبوت پر فائز تھے جب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا جارہا تھا آپؐ کی شریعت نے تمام شریعتوں کو منسوخ کیا اور آپ کی شریعت قیامت تک برقرار رہے گی۔ تمام انبیاء کرام پر آپؐ کو امامت کا فخر حاصل ہے آپ کا امام الانبیاء ہونا احادیث پاک کی روشنی سے ثابت ہے۔ آپ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر اور افضل ہیں۔ عالم خلق میں سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر اسی نور سے تمام مخلوق پیدا ہوئی۔ حدیث شریف میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا اور تمام مخلوق میرے نور سے پیدا ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر مجھے اس طرح سلام کیا۔ السلام علیک یا اوّل السلام علیک یا آخر۔ السلام علیک یا ظاہر۔ السلام علیک یا باطن میں نے کہا جبرئیل یہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ مخلوق کو کیونکر مل سکتی ہیں۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا آقا یا رسول اللہ میں نے اللہ کے حکم سے ان القاب کیساتھ آپ کو سلام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے

Marfat.com

ساتھ آپ کو فضیلت عطا کی ہے اور تمام انبیاء کرام پر آپؐ کو خصوصیت بخشی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء صفات کیساتھ آپ کو یہ فضیلت بخشی ہے۔ آقا یا رسول اللہ
آپ کا اول نام اس لئے رکھا کہ تمام انبیاء کرام سے آفرینش میں مقدم ہیں۔ اور آخر
نام اس لیئے رکھا کہ ظہور میں سب سے مؤخر ہیں یعنی خاتم الانبیاء ہیں۔ باطن اس
لئے نام رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے ساق عرش
پر اپنے نام کے ساتھ سُرخ نور سے آپؐ کا نام مبارک لکھا اور مجھے درود شریف
بھیجنے کا حکم دیا۔ ظاہر اس لیئے نام رکھا کہ حضورؐ کو تمام ادیان پر غلبہ دیا اور آپؐ کا
شرف اور فضل سب اہل آسمان اور تمام اہل زمین پر ظاہر فرمایا۔ ان میں کوئی ایسا
نہیں جو آپؐ پر درود و سلام نہ بھیجتا ہو۔ آپؐ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔ آپؐ
کا پروردگار محمود ہے آپؐ محمود ہیں محمد ہیں۔ آپؐ کا رب اول آخر ظاہر باطن ہے
اور آپؐ بھی اول و آخر ظاہر باطن ہیں۔ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
جبرئیلؑ سے یہ واقعہ سن کر فرمایا۔ حمد اس اللہ تعالیٰ کو جس نے مجھے تمام
انبیاء کرام پر فضیلت دی۔ یہاں تک کہ میرا نام اور صفت میں

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ
مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ
وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (پ ۶ ع ۷) ترجمہ: لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے
پاس نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید آچکا ہے۔ جو لوگ خدا کی مرضی کے طلبگار
ہیں اُن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے سلامتی کے راستے دکھاتا ہے اور
اپنے فضل سے اُن کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا اور اُن کو راہ راست
دکھاتا ہے۔
تفسیر ابوالسعود فتح البیان اور تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری اور قرآن مجید

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خان دہلی میں لکھا ہے کہ اس آیت مبارک میں نور سے جناب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ فی الحقیقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آفتاب ماہتاب کے نور سے لاکھوں درجہ زیادہ ہے۔ ماہتاب ایک حد کے بعد گھٹنے لگتا ہے مگر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن دن دگنا رات چوگنا ہے۔ وَالاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی جناب کی ہر پچھلی گھڑی میں پہلی گھڑی سے زیادہ مرتبہ ترقی کرتا ہے۔ آفتاب شب کو زمین کی آڑ میں چھپ کر عالم میں اندھیرا پھیلاتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب فرما کر زیر زمین تشریف لے جانے کے بعد حیات مبارک سے بے انتہا زیادہ عالم میں اپنا نور پھیلایا۔ مواہب اللدنیہ زرقانی شرح مواہب تاریخ الخمیس تاریخ انس الجلیل۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ترجمہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔ نکتہ پہلا سب سے اوّل نور محمدؐ کیوں پیدا کیا۔ عدم کو ظلمت سے مناسبت اور وجود کو نور سے نسبت ہے اور عدم اور وجود میں فرق دکھانے والا نور ہے اس لیئے اوّل نور پیدا کیا پھر نور کے ذریعہ سے ساری مخلوق کو عدم سے وجود میں لا کر الگ الگ دکھایا۔ نکتہ دوسرا۔ سارے نوروں میں نور محمدی مقدم کیوں پیدا ہوا مقصود اس عالم کی پیدائش سے ہدایت اور معرفت الٰہی ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ ترجمہ نہیں پیدا کیے جنات اور انسان کو مگر عبادت اور معرفت الٰہی کے لیے اور معرفت الٰہی موقوف ہے نور ہدایت پر پس اسی لیے سب سے اوّل سراج ہدایت سردار انبیاء و اولیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔

وصلی اللہ علی نور کزو شد نورہا پیدا

Marfat.com

تمام انبیا علیہم السلام نے حضور اقدس کی نبوت کو تسلیم کیا

مواہب اللدنیہ ان اللہ تعالیٰ لما خلق نور نبینا صلی اللہ علیہ وسلم امران ینظر الی انوار الانبیاء فغشھم من نورہ فقال یا ربنا من غشنا نورہ فقال اللہ تعالیٰ ھذا نور محمد ان امنتھم بہ جعلتا نبیئا قالوا امنا بہ فذالک قولہ والاخذ اللہ میثاق النبیین الآیہ

ترجمہ: جب حق تعالیٰ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کر چکا فرمایا اے نور ذرا انبیاء کے نور کو دیکھو، جب آپ کے نور نے انبیاء کے نور کو دیکھا سب کے نور کو آپ کے نور نے دبا لیا۔ حیران ہو کر انبیاء کے نور نے عرض کیا الٰہی یہ کس کا نور ہے۔ ارشاد ہوا یہ نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تم اگر اس نور پر ایمان لاؤ گے تو ہم تمہیں بھی نبوت عنایت کریں گے۔ سارے انبیاء آپ پر ایمان لائے جیسا کہ آیت واخذ اللہ میثاق النبیین۔ یعنی جب خدا نے ازل میں انبیاء سے عہد لیا اس سے یہی عہد و پیمان مراد ہے

نکتہ تیسرا۔ ازل میں انبیاء نے آپ کی نبوت کی شہادت دی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت عطا فرمائی۔ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاء کی صداقت اور پیغام نبوت پہنچانے کی شہادت دیں گے تب سارے انبیاء قیامت کے حساب سے نجات پائیں گے جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

ترجمہ: جب بلائیں گے ہم ہر ایک امت سے ایک گواہ اور لائیں گے تمہیں اے محبوب سب گواہوں پر گواہ جمل و ذالک بان نشھد للانبیاء انھم

Marfat.com

مبلغوا۔ آپ گواہی دیں گے سارے انبیاء کی صداقت کی اور فرمائیں گے کہ بیشک ان پیغمبروں نے اپنی اُمت کو پیغام رسالت و نبوت پہنچایا شہادت کے بدلے شہادت ادا ہوئی۔ ہَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ترجمہ نیکی کا بدلہ نیک ہے۔ ازل میں پھر دنیا میں آکر سارے انبیاء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی تو انبیاء کا بھلا ہوا۔ احکم الحاکمین کی عدالت سے مقدمہ لے لیا۔ ہر ایک نبی کی اُمت مقدمہ ہار گئی۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی شہادت سے مقدمہ جیت گئے۔ کیونکہ ہر کافر اُمت قیامت کے دن انبیاء کے پیغام رسالت پہنچانے کی انکاری ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی شہادت دیں گے۔ آپ کی شہادت سے انبیاء علیہم السلام فتح یاب ہونگے۔ نکتہ۔ کیا وجہ کہ ہر حال میں تمام انبیاء کو نفع پہنچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے اور انبیاء سے کچھ نفع نہ پہونچا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ کی نبوت اصل ہے۔ دیگر انبیاء کی نبوت کے لیے اور آپ کی ذات اصل ہے اور انبیاء کی ذات کے لئے پس درخت کی جڑ سے ہر وقت درخت کی شاخوں اور پتوں کو نفع پہنچتا ہے پتوں یا شاخوں سے جڑ کو نفع نہیں پہنچتا۔

تاریخ الخمیس مواہب اللدنیہ لما خلق اللّٰہُ اٰدمَ جعل ذٰلِکَ النُّورَ فِی ظَهرِہٖ فَکَانَ ملیح فِی جبینہ فیغلب سائر نُورِہٖ ترجمہ۔ حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرما کر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آدمؑ کی پشت میں امانت رکھا تھا مگر وہ نور آدمؑ کی پیشانی سے سورج کی شعاعوں کی طرح چمکتا اور آدمؑ کے نور پر غالب آیا تھا۔ نکتہ اس میں اشارہ یہ تھا کہ نبی آخر الزماں سب سے پیچھے پیدا ہوں گے۔ مگر آپؐ کا نور آپؐ کا رتبہ حضرت آدمؑ سے آگے اور مقدم ہوگا۔ اور آپؐ ہر طرح آدم علیہ السلام

Marfat.com

سے مانوس ہونگے۔ مواہب اللدنیہ۔ جب حق تعالیٰ نے حواؑ کو پیدا کیا اور آدمؑ کا حواؑ سے نکاح منعقد ہوا ملائک نے حضرت آدمؑ سے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا چیز ہے جو میں مہر میں ادا کروں ملائک نے کہا کہ آپ تین دفعہ اللّٰھم صلِّ علٰی محمدٍ درود پڑھیے یہی حوا کا مہر ہے، آدمؑ نے تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر حوا کا مہر ادا کیا نکتہ۔ حضرت آدمؑ کے لیے بی بی حوا کا مہر درود شریف مقرر ہوا۔

حضور اکرمؐ کے طفیل حضرت آدمؑ کا قصور معاف ہوا۔

دلائل النبوت بیہقی و مواہب لدنیہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اعترف ادم الخطیئۃ قال یارب اسئلک بحق محمد الا غفرت لی فقال اللہ تعالیٰ یا آدم وکیف عرفت محمدا قال یا رب لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرئیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیہ فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا آدم بحقہ قد غفرت لک۔ ترجمہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ دانہ کھا کر عتاب الٰہی میں آئے آدم نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ الٰہی میں تجھ سے بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مغفرت مانگتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح جانا۔ عرض کیا کہ الٰہی جب حضور نے مجھے پیدا کیا اور میرے قالب میں روح پھونکی تو میں نے عرش کے پایہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھ کر سمجھا تھا کہ یہ کوئی حضور کا پیارا ہے جس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے۔

Marfat.com

ارشاد ہوا کہ اے آدمؑ تمہارا خیال ٹھیک ہے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمہارا قصور معاف کیا۔ نکتہ حبیب ختم المرسلین کی شفاعت اصل اور جڑ کے لیے کافی ہوئی تو فرع کے لیے ضرور کافی ہوگی۔ پس شفاعت کبریٰ بھی صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے اس لیے بخاری شریف میں حدیث ہے کہ آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک سارے نبی شفاعت سے انکار کریں گے صرف آپؐ ہی شفاعت کریں گے۔ کیونکہ اپنی پیدائش سے پہلے حضرت آدمؑ کی شفاعت کرنے والا بعد پیدائش کے فرع اور اولاد کی شفاعت کا ضرور مستحق ہے۔ حق بحقدار رسید۔

حضرت آدم کی پیشانی سے حضور اکرم کی تسبیح کی آواز

خمیس و معالم التنزیل کَانَ آدَمُ یَسْمَعُ مِنْ تَخْطِیطِ اَسَاوِرِ وَجْہِہٖ نَشِیْشًا فَقَالَ یَارَبِّ مَا ھٰذَا اَفْنُودِی یَا آدَمُ ھٰذَا تَسْبِیحُ مُحَمَّدٍ وَلَدِكَ سَیَکُوْنُ۔ ترجمہ۔ حضرت آدمؑ ہمیشہ اپنی پیشانی کے خطوط سے ایک باریک آواز سنتے تھے۔ ایک دن جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی یہ کیسی آواز ہے۔ ارشاد ہوا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح کی آواز ہے۔

حضرت آدمؑ نے حضور اکرمؐ کے فضائل سنائے

مواہب اللدنیہ۔ تنبیہ فقیہ ابی اللیث معارج نبوت حضرت آدمؑ نے حضرت شیثؑ کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حفاظت کی وصیت فرمائی اور بہت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سنائے حضرت شیث نے آدمؑ سے عرض کیا کہ حضرت بیٹے کا رتبہ باپ سے بھی زیادہ ہوا حضرت آدم نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی امت کو دو باتیں عطا فرمائیں کہ وہ باتیں مجھے نہیں ملیں۔ اول مجھے ادنی سے قصور

Marfat.com

پر جنت سے نکالا۔ آپؐ کی اُمت کے مسلمان ہزار ہا گناہ کریں گے تو بھی جنت میں جائیں گے۔ بلکہ ان کے ہاتھ خداوند کریم نے جنت فروخت کردی ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ، ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھ بالعوض ان کی جان اور مال کے جنت کو بیچ دیا ہے۔ پس جنت ان کی مملوک ہے۔ میں جنت میں رہا مگر جنت میرے لیے عاریتہً تھی۔ وہ دنیا میں جنت کے باہر رہ کر جنت کے مالک ہونگے دوسرے مجھے ایک خطا پر ساتوں آسمان ساری زمین میں نافرمان نافرمان مشہور کیا۔
عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی۔ ترجمہ: نافرمانی کی آدم نے اور راہ راست چھوڑ دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت لاکھوں گناہ کرے گی مگر دُنیا و آخرت میں انکی پردہ پوشی ہوگی۔ تفسیر کبیر حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کیا تھا کہ الٰہی قیامت کے دن میری اُمت کا حساب میرے سپرد کیا جائے۔ ارشاد ہوا کہ اے محبوب تمہارا مقصود اس سوال سے کیا ہے۔ عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری اُمت کے عیبوں کی کسی کو خبر نہ ہو۔ اے شیث میں ان کی امت کی برابری نہیں کرسکتا وہ نبی آخرالزمان تو نہائت عالی رتبہ ہوں گے حضرت شیثؑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سن کر حیران ہوئے پھر اس دن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی بڑی تعظیم کرنے لگے۔

مالک و مختار آئے ہو گئے مملوک سب !
واہ وا صد مرحبا لو آ گئے محبوب رب

تفصیل کے لیے کتاب نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضرور مطالعہ کریں۔

Marfat.com

ہادی برحق نورِ مجسم رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نظر

تحریر:۔ جناب محمد اختر صاحب ۔ آفیسر اسٹیٹ بنک ۔ کراچی

صحیح روایات میں وارد ہوا ہے ۔ کہ حضور کی والدۂ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کو میلادِ محمدی کے وقت ایک ایسا نور نظر آیا ۔ جس کی چمک سے سارا جہان روشن ہو گیا اور روم اور شام دکھائی دینے لگے اس میں یہ راز تھا کہ نور مولود صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے شام روم بھی فتح ہوں گے اور شرک وغیرہ کی ظلمت دفع ہو کر وحدت کا نور چمکے گا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ سو آپ کی ولادت باسعادت کی رات اسی گھڑی سو سالہ دہکتا ہوا آتشکدۂ ایران فوراً بجھ گیا ۔ مجوسیوں کی پوجا کا مرکز مٹ گیا ۔ اوران کے اہرمن نے خیرباد کہہ دی ۔ اس میں یہ راز تھا ۔ کہ آج رات جس رحمت نے ظہور کیا ہے ۔ اور جو مولودِ مسعود وظہور میں آیا ہے اس کی برکت سے شرک ۔ حسد ۔ غصہ ۔ عداوت اور عذابِ الٰہی کی آگ ٹھنڈی پڑ جائے گی ۔ اور ہر فرمانبردار انسان توحید ، مسرت ، محمدی محبت نجات اور جنت سے سرفراز ہو کر تسکینِ ابدی حاصل کرے گا ۔ سو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حوروں کا غسل دینا اس راز کا انکشاف کرتا ہے کہ ہر مسلمان کو بوقتِ ولادت غسل دینا چاہیئے ۔ اور وہ ساری زندگی صاف ستھرا رہنے کی کوشش کرے ۔ تاکہ ”بنی الاسلام علی نظافۃ“ کے اصول پر استقامت ہو سکے ۔

مستند احادیث اور تواریخ میں وارد ہے ۔ جب سرکار صادق المصدوق محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا عالمِ ناسوت میں تشریف لائے

تذکرۂ میلادِ رسول ﷺ

Marfat.com

تو بُت اوندھے گر گئے اور کلمۂ شہادت بزبانِ بلند پڑھا۔ اور رحمۃ اللعلمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صداقت کی شہادت دی اس میں یہ راز
تھا کہ مولود مسعود کی برکت سے بُت پرستی مٹ جائے گی۔ خدائے واحد
کی پرستش ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت کی رات کسریٰ
شاہِ ایران کے محلات میں زلزلہ آیا۔ اور اس کے محل کے چودہ۱۴ کنگرے
گر پڑے۔ اس میں یہ راز تھا۔ کہ نبوّت اور رسالت کے درِ دولت پر شاہانِ
زمانہ سرنگوں ہوں گے اور اُن کی ملوکیت نبوّت کے درِ دولت پر خوشہ چینی
کرے گی۔ اگر کوئی بادشاہ انکار کرے گا۔ تو اس کو مٹا دیا جائے گا۔
چنانچہ کسریٰ نے پیامِ رسالت کو ٹھکرایا تو خدا نے اسی رات اُسی کے بیٹے
کے ہاتھوں اُس کی جان لے لی۔ ؎ مٹ گئے مٹتے رہیں گے تیرے

خصائص کبرا میں وارد ہے۔ کہ سرکارِ ابد قرار نورُ الانوار صلی اللہ
علیہ وآلہ الغفار الستار مختونٌ مسرورٌ یعنی ختنہ شدہ ناف
بریدہ پیدا ہوئے۔ اس میں یہ راز تھا۔ کہ ختنہ کے جس عہد کو یہود
ونصاریٰ نے توڑا تھا۔ اس کا پھر نفاذ کیا جائیگا۔ اور وہ عہد
ابراہیمی جس کا توراۃ میں ذکر ہے۔ اور جو ابدی عہد سے موسوم
ہے۔ پھر سے قائم کیا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آپ کے ناف
بریدہ پیدا ہونے میں یہ راز تھا۔ کہ آپ کسی ظاہری اسباب کے
محتاج نہیں۔ کیونکہ مسبب الاسباب نے آپ کو اپنا خاص محبوب
بنایا ہے۔ اور ظاہری اسباب کا احتیاج ہماری تعلیم کے لئے تھا۔

حضور کے میلادِ اقدس کی مبارکبادی کے لئے چار مائیاں (۱)
مائی مریم والدہ عیسیٰ (۲) مائی حاجرہ والدہ اسمٰعیل۔ مائی حوا زوجہ
آدم علیہ السلام (۴) مائی آسیہ زوجہ فرعون (رضی اللہ عنہا) تشریف

Marfat.com

دیں اور اہلِ خانہ کو مبارکبادیاں دیں۔ اس میں یہ راز تھا۔ کہ اولیاء اللہ بعد از وفات زندہ ہیں۔ اور بحکم خدا جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ اور اپنے احباب کی مدد بھی کر سکتے ہیں۔ اس کی تائید تفسیر مظہری زیر آیت وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ الخ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کے دن ہر جانب سے صدائے مبارک دی جاتی تھی۔ انسان، جن، فرشتے، حوریں بلکہ ذرہ ذرہ مبارکباد کہتا تھا۔ اس میں یہ راز تھا۔ کہ ذکرِ میلاد باعث برکت ہے۔ اور باعث نجات۔ ؎

ذکرِ میلاد نبی ہو ذرہ ذرہ سے عیاں
حیف ہے فارغ رہے اس کار سے پھر مسلماں

حدیثِ پاک شاہد ہے خدا معطی ہے تم قاسم
مدد کیجیے شہنشاہِ معظم یارسول اللہ
پریشاں ہیں مسلمانانِ عالم یارسول اللہ
خدا کے واسطے سن لیجیے صدقہ نواسوں کا
گرفتارِ بلا ہیں آج کل ہم یارسول اللہ
تمہاری شانِ رفعت کو شبِ اسریٰ کوئی دیکھے
تمہارے ہیں قدم اور عرشِ اعظم یارسول اللہ
یہ مانا حضرتِ عیسیٰ نے مُردے کر دیئے زندہ
مگر تھا ان کے دم میں آپ کا دم یارسول اللہ
زمانے پر ہے احساں آپ کے احمد رضا خاں کا
پڑھایا سُنیوں کو جس نے ہر دم یارسول اللہ
حدیث پاک شاہد ہے خدا معطی ہے تم قاسم
تمہارے در سے پلتے ہیں دو عالم یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم

Marfat.com

حرا کے غار سے ایک نور چمکا اور ساری دُنیا منوّر ہو گئی

از صاحبزادہ سیّد محمد اعزاز الدین۔ دہلوی

حرا کے غار سے ایک نور چمکا اور فاران کے پہاڑ پر جلوہ گر ہوا۔ ظلم کی تاریکی چھٹ گئی۔ غلامی کی زنجیر کٹ گئی۔ مصنوعی خداؤں کا طلسم ٹوٹ گیا۔ دُنیا خدائے قدوس کی حمد و ثناء سے بھر گئی۔ بادِ رحمت گلشنِ ہستی میں نسیمِ سحر کی خوشبو بکھیرنے لگی۔ ہزاروں درود و سلام حضور آقائے دوجہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کے تشریف لانے سے مظلوموں کو پناہ مل گئی۔ اسیروں کو دستگیری آ گئی۔ بے سہاروں کا سہارا مل گیا۔ غلاموں کو آزادی نصیب ہو گئی۔ بیواؤں کے سروں کو دوپٹے مل گئے۔ زندہ دفن کی جانے والیوں کو زندگی کی ضمانت دے دی گئی۔

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات نبی مکرم، شفیع معظم۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری تاریخ انسانیت کا سب سے عظیم واقعہ ہے۔ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کو آپس میں ملا دیا۔ جغرافیے کی ساری حدیں ٹوٹ گئیں، کالے اور گورے، عربی اور عجمی، امیر و غریب، چھوٹے اور بڑے غرض سارے امتیازات ختم ہو گئے۔ خاندانی نجابت، مال و دولت، اور دنیاوی اقتدار اب عزت و تکریم کا معیار نہیں رہا۔ ہادیٔ دوجہاں، حبیبِ خدا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو عزت و تکریم کا نیا معیار عطا فرمایا۔ ایسا معیار جس نے تاریخِ عالم کا رُخ بدل دیا۔ زندگی کا دھارا بدل کر موڑ کر رکھ دیا۔ خداوند تعالیٰ

Marfat.com

آپ کی زبانِ مبارک سے اعلان فرمایا کہ

(ترجمہ) اے لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو بہت سے گروہوں میں اور قبیلوں میں بانٹ دیا ہے۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے۔ (الحجرات آیت ۱۳)

جس کے اعمال سب سے اچھے ہیں اور جس کا کردار سب سے بلند ہے۔"

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاندان اور نسل کے بتوں کو توڑ کر، آقا اور غلام کی تفریق ختم کر کے مساوات کا ایسا تصور پیش کیا کہ مکہ کے وہ معزز سردار جو اسلام قبول کرنے سے پہلے غلاموں کو دنیا کی ذلیل ترین مخلوق سمجھتے تھے۔ اب ایک غلام کی قیادت قبول کرنا اپنے لئے باعثِ فخر اور موجبِ نجات سمجھنے لگے۔ جب سے زمین نے اپنے محور کے گرد گردش شروع کی۔ چشمِ فلک نے ایسا منظر کبھی نہ دیکھا تھا کہ کل تک جو شخص زر خرید غلام تھا آج وہ اُن لوگوں کی سرداری کر رہا تھا، جو حسب نسب اور خاندانی برتری کے لحاظ سے کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے جنہوں نے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان طاقتوں کے سامنے بھی کبھی سرخم نہ کیا، جن کا دعویٰ تھا کہ روئے زمین پر قریش سے زیادہ معزز آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔

ایک روز جب مدینہ کی سرزمین پر سورج طلوع ہوا تو اس نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ کہ مکہ کے بڑے بڑے سردار مسجدِ نبوی کے سامنے صف بستہ تھے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفیں درست فرما رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا اور ایک غلام جسے تاریخ زیدؓ بن حارثہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آگے آیا۔ حضورؐ نے علمِ لشکر اس غلام کو عطا فرمایا۔ دوسرے

Marfat.com

لئے اسلامی فوج مارچ کر رہی تھی۔ ایک زر خرید غلام فوج کی قیادت کر رہا تھا، اور مکہ کے بڑے بڑے رؤسا، اور سردار ایک غلام کے احکام کی تکمیل کرتے ہوئے اس کے پیچھے شاداں و فرحاں رواں دواں تھے۔

حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا میں رحمت اللعالمین بنکر تشریف لائے تھے۔ آپؐ کی بعثت کی غرض دُنیا کو خدائے واحد کا پرستار بنانا اور بنی نوع انسان کو پست جذبات کی دلدل سے نکال کر محبت و شفقت اور انسانیت کے سبزہ زاروں میں آباد کرنا تھا۔ حضورؐ اقدس نے دُنیا کے جہنم زار کو محبت و انسانیت کی بہارِ بے خزاں میں تبدیل کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے حسنِ کردار کے وہ دلاویز نمونے پیش کئے کہ چشمِ فلک آج تک حیرت زدہ ہے۔ مدینہ سے مسلمانوں کا ایک وفد اللہ کا پیغام پہنچانے کی غرض سے نجد کو روانہ ہے۔ یماما کے مشہور سردار ثمامہ بن اثال کے حکم سے اللہ کے دین کی منادی کرنے والوں کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ ان مظلوموں پر انسانیت سوز مظالم کئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ ۶ھ میں حضور اقدسؐ مسلمان سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ فرماتے ہیں۔ ثمامہ بن اثال گرفتار ہوتا ہے۔ مدینہ پہنچ کر مسلمان سپاہی ثمامہ کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیتے ہیں اور ثمامہ کو ستون سے بندھا ہوا دیکھ کر فرماتے ہیں کہ "ثمامہ کیا حال ہے"؟

ثمامہ جواب دیتا ہے کہ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا حال اچھا ہے اگر آپؐ مجھے قتل کرنے کا حکم دیں تو یہ درست ہو گا کہ میں ایک خونی ہوں۔ اگر احسان کریں تو ایک شکر گذار پر رحمت ہو گی۔ اور اگر مال کے طالب ہوں تو جسقدر دولت آپ چاہیں نذر کر دوں۔"

حضور اکرمؐ ثمامہ سے تین دن اس کا حال دریافت فرماتے رہے، اور

Marfat.com

ثمامہ ہر روز یہی جواب دیتا رہا۔ تیسرے روز حضور رحمت اللعالمین ثمامہ کو بغیر کسی تاوان کے رہا فرما دیتے ہیں۔ اس ثمامہ کو جس کا دامن کتنے ہی مسلمانوں کے خونِ ناحق سے آلود تھا۔ ثمامہ رہا ہوتے ہی کھجوروں کے ایک باغ میں جاتا ہے غسل کر کے واپس آتا ہے اور حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ کہ "اے خدا کے رسول" میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں ــــ"

دوسرے لمحے فضا میں آواز بلند ہوتی ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کلمہ پڑھ کر شہادت کا ثمامہ حضورؐ کو مخاطب کر کے عرض کرتا ہے کہ ــــ

"یا رسول اللہ خدا کی قسم آج سے پہلے دُنیا میں آپؐ سے زیادہ مجھے کسی سے نفرت نہ تھی۔ لیکن آج آپؐ مجھے دُنیا میں سب سے زیادہ پیارے اور محبوب ہیں۔ خدا کی قسم آج سے پہلے آپ کے شہر سے زیادہ مجھے اور کوئی شہر ناپسند نہ تھا مگر آج آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ خدا کی قسم آج سے پہلے آپؐ کے دین سے زیادہ بغض مجھے دُنیا کے کسی دین سے نہ تھا، مگر آج مجھے دُنیا میں سب سے زیادہ محبوب آپ کا دین ہے۔"

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ساری دُنیا کے لئے انسانیت کا نمونہ بن کر تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپؐ نے زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فرمائی۔ حیاتِ انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو آپ کے مستجاب فیض سے سیراب نہ ہوا ہو۔ جنگ بھی امن کی طرح انسانی زندگی کی ایک لازمی ضرورت ہے اور دُنیا کی ہر قوم کی زندگی میں ایسے مواقع پیش آتے ہیں جب اسے اپنی مدافعت یا دوسروں کیخلاف جارحیت کیخلاف اسے جارحیت کی غرض سے تلوار اٹھانی پڑتی ہے۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جب فاتح فوجیں مفتوحین کے

Marfat.com

علاقوں میں داخل ہوئیں تو انہوں نے پرامن شہریوں کا قتل عام کیا، خون کے دریا بہا دیئے بستیوں کو آگ لگادی۔ شہریوں کو لوٹ کر انہیں قلاش کردیا نوجوانوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنا کر اپنے تصرف میں لے آئے۔ اور جب ان کی فوجیں مفتوحہ علاقوں سے واپس ہوئیں تو اپنے پیچھے لاشوں کے انبار اور ملبے کے ڈھیر چھوڑ گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو بھی دشمن کے جارحانہ حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ آپ کو بھی جنگیں لڑنی پڑیں۔ مگر حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو بھی عبادت بنادیا۔ یہاں بھی آپکی رحمت کا نزول ہوا۔ اور بارش کی طرح ہوا۔

مکہ کی سرزمین سے ہجرت کرنے کے بعد جب مسلمان مدینہ منورہ میں آ بسے تو کفار مکہ نے ان کی زمینوں، ان کے مویشیوں اور ان کے مکانوں پر قبضہ کرلیا فتح مکہ کے بعد جب مسلمانوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درخواست کی کہ انھیں اپنی جائیداد پر دوبارہ قابض ہونے کی اجازت دی جائے۔ بے شمار سلام ہوں رحمت اللعالمین پر، ان گنت درود شریف اشرف المرسلین پر کہ آپؐ نے مسلمانوں کی یہ درخواست بھی رد فرمادی اور کفار مکہ کو ان مکانوں اور زمینوں پر قابض رہنے دیا جو مسلمانوں کی ملکیت تھے۔ حضور اکرمؐ کا یہی وہ شفقت آمیز حسن سلوک تھا جس نے کفار مکہ کے قلوب فتح کر لئے اور وہ بے اختیار ہو کر دیوانہ وار حضورؐ کی بیعت کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔

وہ نبیؐ مقدس، وہ رسولِ رحمت، وہ محسنِ انسانیت، وہ غریبوں کا والی وہ سوالیوں کا مولیٰ، ساری زندگی دکھی انسانیت کا مداوا کرتا رہا۔ زخموں پر مرہم رکھتا رہا۔ حاجتمندوں کی حاجت روائی کرتا رہا۔ اس کے باب رحمت سے کبھی کوئی سوالی خالی ہاتھ نہ گیا۔ کیونکہ اس کے رب نے یہی حکم دیا تھا۔ چنانچہ ارشا

Marfat.com

ہوتا ہے۔

ترجمہ یعنی یہ کوئی کمال نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل کمال تو یہ ہے کہ اللہ اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتاب اللہ اور سب پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور اللہ سے محبت کی خاطر قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں اور غلاموں کی آزادی پر اپنا مال خرچ کرو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

یہ آیات ربانی اس نور مجسم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں جو خود قرآن مجید تھا۔ جس کی ساری زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی جس پاک ہستی نے خدا کے بندوں کو خدا کے احکام کی تعمیل کرنے کے ہدایت فرمانے کے ساتھ ساتھ خود بھی احکام ربانی پر عمل پیرا ہو کر دکھایا جس نے انسان نوازی کے وہ عملی نمونے پیش کیے جو اندھیری رات میں گوہر شب تاب کی طرح آج بھی روشن ہیں اور ابدالآباد تک روشن رہیں گے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ ایک سائل حضور رحمت دو عالم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنی حاجت بیان کرتا اور امداد کا طالب ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے تم میرے نام پر کسی سے قرض لے لو۔ یہ قرض میں ادا کر دوں گا۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں کہ آقا یا رسول اللہ! خدا تعالےٰ نے آپ کو طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانے کی تکلیف نہیں دی۔ حضور اقدس خاموش تھے کہ پاس ہی سے ایک انصاری بول اٹھے کہ اے خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خوب عطا فرمائیے۔

اللہ کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جس کے دامن رحمت نے ساری کائنات کو رحمتوں کا گہوارہ بنا دیا اور آج روئے زمین پر خیر و فلاح کے جو تصورات موجود ہیں وہ نبی مکرم نور مجسم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہیں۔

Marfat.com

حضور رحمۃ اللعلمینؐ کی محبت بندگانِ خدا کیساتھ

(از پروفیسر الحاج شاہ عبدالغنی صاحب قادری چشتی نظامی نیازی)

قرآن پاک میں ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورہ ۹۔ التوبہ)

(ترجمہ) بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے۔ مسلمانوں پر کمال مہربان۔

چند تشریحات: "تمہارے پاس" سے مراد، دنیا کے تمام انسان ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ آپؐ تمام انسانوں کے لئے رسول بن کر تشریف لائے ہیں۔

رَءُوْفٌ وَرَحِيْمٌ: اللہ تعالےٰ کے دو صفاتی نام ہیں۔ جو ایک ساتھ اس نے صرف اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال فرمائے ہیں۔

رَءُوْفٌ: مبالغہ کا صیغہ ہے۔ معنی ہیں بے حد مہربان اور شفقت فرمانے والا

رَحِيْمٌ: نہایت رحم کرنے والا۔ یہ عام معنیٰ ہیں۔ اکابرین فقر و تصوف و اولیائے کرام رحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی رحمت کی دو شانیں ہیں۔ (۱) شانِ رحمانی جو سب کے لئے عام ہے۔ (۲) شانِ رحیمی۔ جو خاص بندوں (عشاق) کے لئے ہے۔ جس کی بدولت وہ درجہ کمال کو پہنچ کر واصل بحق ہوتے ہیں اسی لئے

Marfat.com

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔ آیا ہے۔

سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت اور آپ کی رحمت و رافت کی عام و خاص صورتیں جو حضورؐ کو عام نوع انسانی۔ اور اپنی اُمّت کے عام وخاص افراد کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کا بیان جو قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات میں مذکور ہے۔ نہ اس سے زیادہ فصیح و بلیغ انداز میں بیان کی جاسکتی ہیں نہ خدائی شہادت سے زیادہ مستند کوئی دوسری شہادت ہوسکتی ہے۔

آپؐ کی رحمت ورافت اور شفقت کا کچھ ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

(اے محبوب) آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

چنانچہ حق تعالےٰ نے حضورؐ کی ذات اور آپؐ کے شمائل و صفات کو نہ صرف اس عالم ناسوت اور اس کی مخلوقات کے لئے بلکہ تمام عالمین کے لئے رحمت بنایا ہے جسے جتنا حصہ رحمت اللہ پاک نے چاہا آنحا اسے ملا۔ افرادِ اُمّت اسلامیہ کو بقدر استعداد زیادہ ملا۔ صالحین اُمّت ۔کو سب سے زیادہ ملا۔ رحمتِ محمدیؐ کی بدولت انھیں دنیا و آخرت میں نجات ملی۔ وہ بلائیوں سے محفوظ رہے۔ اور محبوبِ حقیقی سے واصل ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مظہر و مصدر رحمت ہیں۔ صراح (لغت) میں ہے۔ رحمت کے معنی بخشش کرنا اور مہربانی کرنا ہے۔ اور رَاُفَتْ کے معنی۔ بہت زیادہ بخشنا اور مہربان ہونا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ نصوص درافت اشد رحمت ہے۔ اور شفقت = محبت اور پیار کے ساتھ مہربانی کرنے کو کہتے ہیں جیسا کہ شفقت مادری و پدری اور شفقت بزرگان ہوتی ہے۔ اس میں اس خوف کا عنصر بھی شامل رہتا ہے کہ کہیں متعلقہ شخص کو کوئی گزند یا نقصان نہ پہنچ جائے۔

مختصر یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ مخلوقات کے لئے بالعموم اور افراد امت کے لئے بالخصوص، علیٰ قدر مراتب ۔ رحمت و رافت اور شفقت کے موجب ہیں ۔ آپؐ کی حیات مبارکہ و سیرت حسنہ الف سے یے تک رحمت و رافت اور شفقت کی مثالوں کا مجموعہ ہے ۔ صرف چند مثالیں عرض کی جاتی ہیں :-

جب قریش نے آپ کو جھٹلایا اور حد سے زیادہ ایذائیں پہنچائیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا کہ اللہ تعالٰی نے اس فرشتہ کو حکم فرمایا ہے جو پہاڑوں پر مقرر ہے اور تمام پہاڑ اس کے قبضہ و تصرف میں ہیں کہ جو کچھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں ان کا حکم بجالاوے۔ چنانچہ فرشتۂ مذکور نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ حکم فرمائیں تو اخشبین[1] نامی دونوں پہاڑوں کو ان پر الٹ دوں ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ ہلاک ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں میں سے ایسے افراد پیدا کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کا شریک نہ گردانیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احکام شریعت میں آسانی و تخفیف کا

---

[1] ۔ مکہ مکرمہ میں دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان آبادی ہے ۔

Marfat.com

لیٰ فرماتے (یعنی جہاں اس کی گنجائش ہوتی) اور بعض افعال اس خوف سے کہ امت پر فرض نہ قرار دے دیئے جائیں ترک فرما دیتے ۔ جیسے ہر نماز کے لئے مسواک کا ترک فرمانا۔ یا عشاء میں تاخیر کو ترک فرمانا یا صوم وصال کو ترک فرمانا۔ یا بچوں کے رونے کی آواز سُن کر (جبکہ ان کی مائیں نماز میں شریک ہوں) نماز کو ہلکا فرما دینا۔

معراج شریف میں پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں ۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار درخواست پر صرف پانچ فرض رہ گئیں ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم میں حضورؐ کے اختیارات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابہ کرام کی جماعت میں فرمایا۔ اے لوگو ! اللہ تعالےٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا آقا یا رسول اللہ کیا ہم ہر سال حج کیا کریں ؟ حضور آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُنکر خاموش ہو گئے ۔ یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال کیا پس آپؐ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ اسی طرح خلفائے راشدین نے ہر طرح سے حضورؐ کے احکامات عطایا اور وعدوں کا احترام کیا۔ اگرچہ سونا مرد کے لئے حرام ہے لیکن حضورؐ کی پیش گوئی کو پورا کرنے کے لئے ایک صحابی کو کسریٰ کے کنگن بھی پہنائے گئے ۔ حضور کے اختیارات کے بارے میں آگے بیان کریں گے ۔

یہ تو بہت جزوی امور ہیں اور محض عالم ناسوت تک محدود ہیں ۔ عالم ناسوت میں بھی محض مسلمانوں تک ۔ ان میں بھی محض چند احکام شرعیہ تک یہ مثالیں محدود ہو کر رہ جاتی ہیں ۔ لیکن رسول اکرم ، نور مجسم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ اور آپؐ کو یہ لحاظ ذات وصفات وافعال۔ تمام عالمین کے لئے رحمت ثابت کرنا۔ انسانی طاقت سے باہر ہے۔ خواہ تمام انسان متحد ہو کر قیامت تک آپؐ کی رحمتیں بیان کرتے رہیں۔

جس طرح اللہ تبارک وتعالےٰ کے جملہ اوصاف کمالیہ کے ذکر میں تمام ملائکہ اور تمام جن وانس بلکہ تمام اجسام فلکیہ اور زمین پر جمادات نباتات۔ حیوانات اور ذرہ ذرہ۔ نیز تمام دیگر عناصر (آگ، پانی ہوا وغیرہ) سب کے سب حمد باری تعالیٰ میں ازل سے مصروف ہیں اور ابد تک رہیں گے۔ پھر بھی جناب باری جل جلالہٗ کے احسانات اور اس کی حمد وثنا کا حق نہیں ادا کر سکتے —— اسی طرح تمام عالمین اور ان کی تمام مخلوقات (جو اُوپر مذکور ہیں) اصل کائنات، باعث وجود موجودات۔ سیدالمرسلین رحمت اللعلمین۔ محبوب خاص خدا، مظہر اکمل کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور آپؐ کی رحمت ورافت کے بیان کا حق نہیں ادا کر سکتے۔

تاہم بطور تحدیث نعمت۔ اور مثل۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ بلکہ بطور قطرہ از بحر ذخارے قلم حقیقت رقم بہ امداد وسیع النظری و شدت جذبۂ احسان مندی چند مثالیں عرض کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ غور فرمایئے۔ اور اس رحمت اللعالمین پر ہر سانس میں درود وسلام بھیج کر اپنے خالق ومالک کے احسانات کا حقیقی شکر ادا کیجئے:-

حضورؐ رحمت اللعالمینؐ ہی کی بدولت۔ تمام عالمین کو وجود عطا ہوا۔ انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری۔

آپؐ ہی کی بدولت۔ رب العلمین کی ربوبیت ظاہر ہوئی۔
(لولاک لما ظہرت الربوبیتہ)

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دونوں امور (یعنی امر تخلیق کائنات اور امر ربوبیت حق جل جلالہٗ) جو بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ وجود محمدیؐ کے ظہور پہ منحصر تھے اور ہیں لیکن اس پر نعوذ باللہ۔ مخالفین کی جانب سے حق تعالیٰ پر مجبوری کے الزام کا امکان یا گمان پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسے قطعاً ختم کرنے کی یہی صورت ہے کہ ہم اس سے یہ مراد لیں کہ "تخلیق کائنات۔ اور ربوبیت حق تعالیٰ ہی کا دوسرا نام ظہور نورِ محمدیؐ یا ظہور وجود محمدیؐ ہے۔ یعنی حق تعالیٰ اور نور محمدی دو الگ الگ وجود یا ذوات نہیں ہیں۔ بلکہ موجود حقیقی صرف حق تعالیٰ ہے۔ اور نورِ محمدیؐ۔ اس کی شانِ لا ینفکؐ ہے۔ بالفاظ دیگر نورِ حق ہی رحمتِ حق ہے۔ رحمت ہی کی بدولت تخلیق عالمین و پرورش عالمین ہوئی رحمت ہی کی بدولت اللہ رحمٰن و رحیم ہے۔ اسی لئے ہم رحمۃ اللعالمینؐ کو وسیع المعنیٰ جامع جمیع اسماء و صفات حق کی محبوب اور لا ینفک شان کہتے ہیں اسی کو اللہ نے محمدؐ فرمایا ہے۔ اب ہم عالم ناسوت کی نسبت سے نورُ محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو محدود کرکے شخص محمدیؐ کہتے اور حضور سرکار دو عالم۔ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید چند اوصاف کا ذکر دہراتے ہیں:

سرکار دو عالم رحمۃ اللعالمین کی تعریف جو کی جائے اور جس قدر کی جائے معناً رب العالمین کی طرف راجع ہوگی۔ کیونکہ نور محمدی، نور حق، رحمتِ حق، ربوبیت حق وغیرہ ایک ہی ذاتِ حق کی صفات ذاتی ہیں اور ذات سے علیحدہ نہیں ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات خدا کی ملاقات۔ آقا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات خدا کی بات ہے۔۔۔

Marfat.com

سرکارِ دوعالم کا حکم، اللہ کا حکم، سرکارؐ کی محبت، خدا کی محبت اور سرکارِ دوعالم کی خفگی، خدا کی خفگی ہے۔

سرکارِ دوعالم کا دیکھنا خدا کا دیکھنا اور آپؐ کا پانا خدا کا پانا ہے۔

سرکارِ دوعالم کے بیشمار معجزات ہیں۔ سب سے عظیم اور تا قیامت باقی رہنے والا معجزہ قرآن مجید ہے۔

اصل نبوت و رسالت صرف آپؐ کی ہے جملہ انبیاء و مرسلین آپؐ کے نائب اور فرع ہیں۔

آپؐ نے انسانیت کو خدا کا پسندیدہ نظامِ حیات بتایا۔ اخلاقِ الٰہیہ اور اسی کے پسندیدہ اصول و ضوابط معاملات بتائے۔ اللہ ہی کے پسندیدہ آدابِ معاشرت، اور اللہ ہی کے پسندیدہ حقوق و فرائض بالتفصیل عطا فرمائے۔

مقامِ محبوبیت صرف آپؐ کو حاصل ہے۔ باقی تمام محبوبین آپؐ کی فرع ہیں۔

قرآنِ مجید اور کلمۂ توحید میں خدا و رسولِ پاکؐ کا ذکر ایک ساتھ کیا جانا۔ ایک موجودِ حقیقی کو ثابت کرتا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہی عالمِ انسانیت کو بہترین نظامِ حیات، بہترین اخلاق اور حسنِ معاملات کے عملی نمونے (سرکارِ رحمتؐ کی ذاتِ گرامی میں) ملے۔

ہر شعبۂ حیات اور ہر حیثیتِ انسانی کے لئے سرکارِ رحمتؐ کی حیاتِ ناسوتی اور سیرتِ مبارکہ میں۔ زمین کے ہر گوشے میں لینے والوں کیلئے قیامت تک کے واسطے بہترین عملی نمونے موجود ہیں۔ جمادات، نباتات،

Marfat.com

حیوانات، زمین و آسمان اور ان کے درمیان کل مخلوق آپؐ کے تابع و فرمان ہیں۔ اور آپؐ کی تعظیم مقررہ ہیئت سے بجا لاتے ہیں۔ صرف سرکش انسان سرکشی کرتا ہے۔

حضورؐ اور صرف حضورؐ اقرب حق اور نور ذات ہیں۔ آپؐ اور صرف آپؐ (ایک حیثیت سے) خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ عظمیٰ اور برزخ کبریٰ بھی ہیں۔

تمام اسرار الٰہیہ۔ فیوض و برکات الٰہیہ اور حقائق الٰہیہ۔ حضورؐ ہی کے واسطے اور وسیلہ سے مخلوق تک پہنچتے ہیں۔ چنانچہ حضور کی محبت روح ایمان اور جانِ دین ہے اور کائنات کا وجود اس کی حیاتِ نمود۔ اس کی زیب و زینت حضور کے احسان و کرم کی ممنون اور زمین کا ذرہ ذرہ آپ ہی کی رحمت و رافت اور کرم و شفقت کی زندہ نشانی ہے اور حشر میں بھی ہماری بخشش و مغفرت اور جلالِ منتقم حقیقی سے پناہ کی ضامن صرف اور صرف حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت و شفاعت ہوگی۔

چنانچہ دُعا ہے کہ ہم ! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور پکے عاشق بنکر جئیں اور مریں اور اپنا سب کچھ اُن پر قربان کر دیں۔ تاکہ اللہ کے محبوبؐ کے وفادار غلاموں میں ہمارا شمار ہو سکے۔ کیونکہ یہی سب سے بڑا انعام ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز تو کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

نورِ محمدی کی برکتیں!

از پروفیسر الحاج شاہ عبدالغنی صاحب (علیگ) مدظلہٗ العالی - ڈبل ایم اے)

جس عظیم المرتبت شانِ ربی کو ربِ حقیقی اپنا محبوب بنائے اور جس کی ثناء وصفات وہ خود بیان فرمائے۔ ہم ان امور میں جتنا بھی عرض کریں وہ سمندر میں ایک قطرہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نہ ہم نعوذ باللہ اللہ کے برابر علم رکھتے ہیں، نہ قدرت بیان۔ پھر بھی دوسرے بھائیوں کو ترغیب و تحریص کی خاطر اور تحدیث نعمت کی غرض سے کچھ نہ کچھ بیان کر کے اپنے جذبات محبت اُن تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ تمام اشیاء کائنات کا ظہور (عالم لاہوت سے ناسوت تک) عرش و کرسی، لوح و قلم، ارواح و ملائکہ، جن و انس۔ عناصر اربعہ حتیٰ کہ ربوبیت حق اور عرفانِ خدا بھی محض نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہوا۔ اور ان ہی کی بدولت یہ تمام امور و اشیاء۔ تاقیامت برقرار رہیں گی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے سب کی آزمائش ہوئیں۔ ہر ایک طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا ہوا۔ بلکہ جو پیغمبر جتنا عظیم المرتبت تھا اتنی ہی عظیم آزمائش میں مبتلا ہوا۔ کیونکہ اس کے عشق کی آزمائش۔ (اللہ تعالےٰ اسی طرح کرتا تھا۔ اس پر کسی کو چون وچرا کی مجال نہیں ہے) اور ہر پیغمبر کو اسی وقت نجات حاصل ہوئی جبکہ اس نے اسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اللہ سے دُعا کی۔

Marfat.com

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بصورت تمثلِ بشری کی برکتیں

(الف) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمثلِ بشری میں بھی۔ نورِ مجسم اور پیکرِ رحم و رحمت ہیں وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ کے تحت جو کچھ بیان ہوا ہے یا ہوتا رہے گا وہی سب حضور کے وجودِ گرامی کی برکتیں ہیں۔

(ب) آپ سید المرسلین و خاتم النبیین ہیں۔ بلکہ از روئے حقیقت صرف نورِ محمدی ہی نبوت و رسالت کی اصل تھا۔ باقی تمام انبیاء و رسل علیہم السلام آپ کی فرع تھے۔ جیسے کسی درس گاہ میں ایک صدر مدرس و ناظم الامور ہوتا ہے باقی مدرسین سب اس کے نائب ہوتے ہیں جو "درجات" کے اعتبار سے مختلف نوعیت کی تعلیم حسبِ ضرورت و استعداد طالبوں تک پہنچاتے ہیں۔

(ج) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات۔ ہدایات، اخلاقِ حسنہ و سیرتِ مبارکہ کے عملی نمونے۔ تمام دیگر انبیاء و مرسلین کی ہدایات و تعلیمات و اخلاق و سیرت کے عملی نمونوں کے جامع اور اکمل نمونے ہیں۔ ان میں قیامت تک کسی "ازم" اور کسی نظریۂ جدید کا پیوند نہیں لگ سکتا۔ نہ وہ دینِ محمدی یا شریعت و اخلاقِ محمدی کا بدل ہو سکتا ہے۔ دونوں میں وہی فرق ہے جو اللہ و رسول کی صنعتوں اور بندوں کی صنعتوں میں ہے۔

(د) آپ نے انسانیت کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ (ھ) بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ملایا۔ (و) غلاموں کو آزادی بخشی اور انہیں خود مولا بنا دیا۔ بلکہ

Marfat.com

غلامی کو بالکل ختم کر دیا۔ (ز) عورتوں کے حقوق و مراتب بلند کر دیئے۔

(ح) نہ صرف یتیموں، بیواؤں۔ بے کسوں اور مظلوموں کے حقوق معین فرمائے۔ بلکہ ہر فرد کے حقوق و فرائض معین فرما دیئے۔

(ط) اسلامی معاشرے کی تعمیر کر کے مکمل نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔(ی) اسلامی خلافت و سلطنت کا بہترین نمونہ دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ (ک) انسانی برادری، اخوت، مساوات کے بہترین اور قابل عمل نمونے پیش فرمائے۔ (ل) عدل و عدالت اور شہادت کے جو اصول و ضوابط آپؐ نے منضبط فرما دیئے ہیں۔ دنیا کی عدالتیں اور قانون ساز ہستیاں آج تک نہ کر سکیں۔ (م) وراثت اور تقسیم ملکیت کے مفصل اور عادلانہ قوانین منضبط فرمائے جس کا کہیں جواب نہیں۔(ن) آپؐ کے اصولوں اور عملی نمونوں نے جنگ کو بھی رحمت بنا دیا۔

(س) آپ کے جانشینوں، تابعوں اور غلاموں نے تدوین احادیث کے سلسلے میں۔ فن استناد روایات اور فن روایت و درایت کے ایسے لاجواب منضبط فرمائے جن کی مثال آج تک دنیا میں نہیں پیش کی جا سکتی۔ ان اصولوں پر آج تک دنیا کی کوئی تاریخ نہیں لکھی گئی۔ ان اصولوں پر صرف آپؐ کی اور آپؐ کے متعلق حالات کی تاریخ ہے۔ (ف) اگر صحیح معنی میں دنیا کی کوئی تاریخ ہے۔ یا تاریخی شخصیت ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ کیونکہ آپ کی ایک ایک بات۔ ایک ایک صفت۔ آپؐ کا ایک ایک فعل (انفرادی، جماعتی۔ حتّٰی کہ خانگی راز و نیاز بھی اور آپ کے شمائل و خصائل جس طرح پختہ اسناد کے ساتھ ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں، کسی نبی ولی یا مصلح کے نہیں لکھے گئے۔ (ص) آپ کی

Marfat.com

تمام تعلیمات - دینی معاشی - معاشرتی - علمی - سیاسی - ملی - و بین الاقوامی وغیرہ) جامع ہیں - یعنی ہر طبقے اور ہر جماعت کے مردوں، عورتوں، جوانوں، ضعیفوں اور بچوں کے لئے کافی ہیں - نہ صرف کافی بلکہ بہترین ہیں - کیونکہ اللہ کی پسندیدہ ہیں - جامع - اس لحاظ سے بھی ہیں کہ ان پر ہر پیشہ کے افراد آسانی کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں - وہ اس لحاظ سے بھی جامع ہیں کہ ان میں بیماروں، مسافروں، معذوروں، مجبوروں اور مغلوب الحال افراد - سب کے لئے مناسب رعایتیں اور گنجائشیں ہیں - کسی پر جبر نہیں ہے (ق) آپؐ کی مذکورہ بالا تعلیمات عالمگیر ہیں - یعنی دنیا کے ہر گوشے اور ہر موسم میں قابل عمل ہیں - جہاں ضرورت ہو علمارحق کے اجتہاد سے مناسب ترمیم کی جا سکتی ہے -

(ر) حضورؐ کی تعلیمات - خدا کی پسندیدہ ہیں - کیونکہ آپؐ کا ہر لفظ وحی الہٰی تھا اور رسول بندوں کے پاس بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے - کہ وہ اللہ کی پسندیدہ باتیں - اللہ کے بندوں کو بتائے - اس امر میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے - (ش) حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا - لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ - حضورؐ کی اُمت کے علمارحق اور اولیائے کرام ہوتے رہیں گے - یہ دونوں گروہ علم کے جامع ہوں گے - لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ اولیاء اللہ میں زیادہ کشش ہوتی ہے اور انھیں کی کوششوں سے ہر جگہ دین اسلام زیادہ پھیلا ہے - شاید اس لئے کہ علمار کے عشق پر علم کا غلبہ رہتا ہے اور اولیاء اللہ کے علم پر عشق حق غالب رہتا ہے - اسی لئے علمار میں خشک لکڑی کی سختی، اور اولیار میں محبت کی لچک پائی جاتی ہے -

Marfat.com

بے شک سختی کی جگہ سختی اور نرمی کی جگہ نرمی ہونا چاہیے۔ لیکن تبلیغ دین کے لئے نہ جبر ہے نہ جنگ لا اکراہ فی الدین۔

اور ولایت و خدارسی بھی۔ علم سے نہیں عشق مصطفیٰ سے حاصل ہوتی ہے۔

قیامت میں بھی حضور شفیع المذنبین۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاروں کی شفاعت۔ از روئے رحمت و محبت فرمائیں گے۔

(ت) آتش غضب خداوندی کو ٹھنڈا کرنے والی رحمت و رافت محمدیؐ ہوگی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اب ناظرین و سامعین خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ایسے عظیم المرتبت محسنِ انسانیت کے ادب و احترام اور اس سے عشق و محبت کرنے کی انتہا کیا ہوسکتی ہے؟

اس کا فیصلہ بھی خود حضورؐ ہی کی زبانِ پاک سے فرمایا ہوا سن لیجئے۔

آپ نے فرمایا:۔

عَنْ انسؓ۔ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایومن احدکم حتیٰ اکون احبَّ الیہِ مِنْ والدہٖ ولدہٖ والناسِ اجمعینَ ٥

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اسکے ماں باپ۔ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

(بخاریؒ و مسلمؒ)

Marfat.com

یہ حدیث پہلے بھی پیش کی جا چکی ہے اور اس کی زبردست اہمیت کے پیش نظر اب پھر پیش کی گئی ہے۔

افسوس کہ مخالفین احترام محمدی و عشق محمدی ﷺ نہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے واقف ہیں۔ نہ آپ کے اوصاف کمالیہ سے۔ نہ آپ کی حیات طیبہ کی بے مثال خوبیوں سے۔ نہ رموز وصال سے، نہ آپ کے عظیم احسانات سے واقف ہیں جن کے باعث آپ کو محسن انسانیت کہا جاتا ہے۔ اگر ان میں ذرہ برابر بھی عقل ہے تو انھیں یقین رکھنا چاہیے کہ سرکار دو عالم، نور مجسم، خدا کے محبوب ہی نہیں بلکہ خدا کے مظہر اکمل ہیں۔ اور ان پر خدا کا ظہور بالذات ہے۔ ان کا وجود ازلی۔ ابدی ہے۔ وہ خدا کے نور ذاتی ہیں جو خدا کی ذات سے نہ کبھی الگ ہوا ہے۔ نہ کبھی الگ ہو سکتا ہے۔ وہ زندۂ جاوید ہیں۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں وہ ہمیں اور ہمارے اعمال کو دیکھتے ہیں اور قیامت میں شہادت دیں گے۔ نور محمدی ﷺ اصل کائنات ہے۔ اور کائنات کی ہر شے نور محمدی ﷺ کی فرع ہے اور اسی اصل کی نشانی ہے۔

خود اللہ اور اس کے فرشتے حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور ہمیں بھی اللہ نے حکم دیا ہے کہ ادب واحترام کے ساتھ آپ پر درود وسلام بھیجیں۔ لہذا ہم کھڑے ہو کر آپ پر سلام وصلوٰۃ بھیجتے ہیں در روضۂ رسول اللہ پر بھی سب کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔ اور رو برو کھڑے ہوتے ہیں۔ اس طرف پشت نہیں کرتے سوائے بے ادب سپاہیوں کے جو حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت کئے بیٹھے رہتے ہیں۔ اللہ نیک توفیق دے۔

Marfat.com

ہم زور زور سے لیعنی بہ آواز بلند پڑھتے ہیں تا کہ دوسروں کو ترغیب ہو اور بے ادبوں پر ہمارے جوش وخروش کا اثر ہو۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

مزار مبارک رسول اللہ پر بھی رہنمائے زائرین کو بہ آواز بلند صلوٰۃ وسلام پڑھاتے ہیں اور وہ اسی طرح دہراتے ہیں۔

آیئے ہم سب کھڑے ہو کر۔ سرکارؐ دو جہاں کو یہیں موجود یقین کرتے ہوئے۔ نہایت ادب واحترام کے ساتھ۔ ہاتھ باندھ کر۔ سر جھکا کر۔ پر خلوص انداز میں صلوٰۃ وسلام پیش کریں۔

دو عالم کے آقاؐ سلامٌ علیک غلاموں کے مولاؐ سلامٌ علیک

(اس ناچیز کی کتابوں میں درجنوں سلام ہیں۔ جو پسند آئے پڑھیے حضورؐ سنتے اور قبول فرماتے ہیں)

خلاصہ بیان:

۱۔ حضور رحمت اللعٰلمین۔ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کئے بغیر ایمان نصیب نہیں ہوتا۔

۲۔ ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل قبول بارگاہِ خداوندی نہیں ہو سکتا۔

۳۔ انتہائی بدنصیب ہیں۔ محسن انسانیتؐ اور حضورؐ کے احسانات کو بھول جانے والے۔

۴۔ حشر میں ہماری نجات حضورؐ کی رحمت وشفاعت پر منحصر ہے۔

۵۔ یہاں حضورؐ کے عشق میں فنا ہو جانے والے۔ حشر میں نورؐ کے منبروں پر ہوں گے۔

اور انبیاء، صالحین اُن پر رشک کریں گے۔

Marfat.com

ناسوتی شخصیت محمدی ہے نورِ اللہ۔ لاینفک رحمت حق کا نشان۔
اللہ کی محبوب تجلی۔ بصورتِ تمثّلِ بشری ہے۔

غیر اللہ = ہر وقت اور ہر جگہ معدوم حقیقی ہے۔

غیر عارف کی نظر میں : تعینات۔جسم وصورت۔ بلکہ ہر شئے۔ غیر اللہ ہے
عارف کی نظر میں : کائنات۔اسماوصفات الٰہیہ۔اور افعال خداوندی
کا ظہور ہے۔ اور بالفاظ دیگر اشیا نورِ محمدی کی شانیں ہیں۔
جمالِ ذات کی تجلیاں ہیں۔ موجوں میں بحر۔ اور گرہوں میں دھاگا۔
اوراق میں قرآن۔ اور انوارِ رحمت میں رحمن ہی موجود ہے۔

دیکھنے والا : آئینہ میں اپنی صورت (عین) دیکھتا ہے۔ اگر اس کی
توجہ صورت پر مرکوز ہو گی تو آئینہ چھپ جائے گا۔ (حالانکہ موجود
ہے کیونکہ ھوالموجود کی شان ہے) اور اگر ناظرین کی توجہ آئینہ پر
مرکوز ہو گی تو صورت چھپ جائے گی۔ حالانکہ موجود رہتی ہے۔
اب ناظر۔ کائنات کے آئینے میں جس پر چاہے اپنی توجہ مرکوز رکھے۔

سُنّت الٰہیہ اور وسیلہ } تم کہتے ہو اللہ سے مانگو۔ اللہ کہتا ہے وسیلہ کے
ذریعہ مانگو۔ محبوبِ خدا کہتے ہیں اللہ نے مجھے
دیا ہے میں تقسیم کرتا ہوں۔

سُنّت الٰہیہ یہی ہے کہ یہاں ہر "شئے" جوہر ہو یا عرض۔ بقدر استعداد
ذاتی۔ جو اللہ کی مقرر کردہ ہے۔ وسیلہ بھی ہے۔ منزل بھی ہے۔ یہاں کوئی
وسیلے کے بغیر نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ خُدا بھی بغیر وسیلہ نہیں ملتا۔ آسمان
کے نیچے منہ کھول کر قیامت تک کھڑے رہو۔ پانی نہیں ملے گا۔ جب تک
وسیلوں کی مدد نہ لوگے۔ ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤ۔ کھیتی نہ کرو۔ کھانا نہ پکاؤ

Marfat.com

یعنی قدم قدم پر وسیلوں کی مدد نہ لوگے، تو بھوکے مرجاؤ گے۔

درزی کا وسیلہ نہ پکڑو گے تو ننگے رہو گے۔ انجنیئر اور معماروں کو وسیلہ نہ بناؤ گے تو خانہ بدوش رہو گے۔ بڑھئی، لوہار، جلاہے، چمار، بھنگی وغیرہ سب کو خوشی سے وسیلہ بناتے ہو اور کبھی نہیں کہتے کہ ہرگز کسی کو وسیلہ نہ بناؤ صرف اللہ سے مانگو۔

لیکن جہاں۔ دین و ایمان اور خدا و رسولؐ کا معاملہ درپیش ہوتا ہے تو فوراً وسیلہ کا انکار کر دیا جاتا ہے۔ ذریعہ کا نام سنتے ہی موت آجاتی ہے۔ حالانکہ خود قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالےٰ حکم دے رہا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اللہ کو ڈھونڈو۔ وسیلہ کے ذریعہ) یہاں دنیا بھر کی منطق کیوں پیش کرتے ہو۔ اللہ نے فرمایا فرشتوں سے۔ کہ میرے محبوب کے نور کو (جو آدمؑ کی پیشانی میں تھا) سجدہ کرو۔ تمام فرشتے فوراً سجدے میں گر پڑے۔ لیکن منطقی دلیل صرف شیطان نے پیش کی۔ لہذا مردود ہو گیا۔

وسیلہ :۔ انسان کو خدا سے دور نہیں کرتا۔ بلکہ جہاں وسیلہ ضروری ہو وہاں وسیلہ اختیار نہ کرنا۔ خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

خدا کے لئے خدا کے محبوبؐ سے عشق ضروری ہے خدا کی کوئی نعمت براہِ راست خدا سے نہیں ملتی۔ نہ کسی کو براہ راست مل سکتی ہے۔ اللہ نے تمام نعمتیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دے رکھی ہیں۔ حضورؐ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو۔ اُن ہی سے ملے گی۔ یا یہ کہو کہ یا اللہ۔ اپنے محبوبؐ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں فلاں نعمت عطا فرما۔ اسوقت ملے گی۔ بشرطیکہ اللہ مناسب سمجھے۔

Marfat.com

اگر سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمداً فراموش کر کے اللہ سے مانگو گے تو اللہ کا غصہ و غضب نصیب ہو گا۔

غنی ہے محمد نہ کچھ ہاتھ آئے
کئے جائے کوئی ہزار اللہ اللہ

اجل کا وقت ہو، عالم ہو نزع کا طاری
پڑھوں صلوٰۃ و تحیات یا رسول اللہ

تمہی ہو کانِ فیوضات یا رسول اللہ
تمہی ہو جانِ عنایات یا رسول اللہ

تمہاری ذاتِ مقدس سے مرکزِ امید
تمہی ہو قبلۂ حاجات یا رسول اللہ

تمہارے واسطے پیدا کئے ہیں خالق نے
یہ جملہ ارض و سماوات یا رسول اللہ

ترس رہی ہیں نگاہیں جمالِ اقدس کو
ہوں انتظار میں دن رات یا رسول اللہ

تمہارے نور سے روشن ہے بزمِ کن فیکون
ہیں پُر ضیا یہ خرابات یا رسول اللہ

حریمِ کون و مکاں میں سنائی دیتے ہیں
تمہاری نعت کے نغمات یا رسول اللہ

ملائک اور بشر بھی ہیں نعت خوانِ حضور
ثنا طراز ہیں جنات یا رسول اللہ

ستمگروں کو بھی تم نے کیا ہے گرویدہ
بفیضِ حسنِ مدارات یا رسول اللہ

یہ شقِ سینۂ مہتاب و رجعتِ خورشید
ہیں آپ ہی کے کمالات یا رسول اللہ

اجل کا وقت ہو، عالم ہو نزع کا طاری
پڑھوں صلوٰۃ و تحیات یا رسول اللہ

اسے بھی محرمِ اسرارِ عشق کر دیجو
قمر ہے رندِ خرابات یا رسول اللہ

صلی اللہ علیک وسلم

(مولانا قمر یزدانی)

Marfat.com

تیری مثل نہیں ہے خدا کی قسم

باعثِ تخلیقِ عالم! کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جو نہ تھے کچھ بھی نہ تھا جو نہ ہوں کچھ بھی نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جب سیدنا آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے فرشِ زمین پر تشریف لائے تو تین سو برس گریہ وزاری فرماتے رہے۔ مگر رحمتِ حق متوجہ نہ ہوئی۔ آخر تین سو برس کے بعد اُس خالقِ کائنات کرم فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام کا خیال شریف باعثِ تخلیقِ عالم و آدم سید الانس والجان محبوبِ دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا۔ اور آپ نے حضور کے وسیلہ سے مغفرت چاہی۔

چنانچہ امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ "آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے رب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے میری مغفرت فرما دیجیے۔ رب العلمین نے فرمایا تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا۔ عرض کیا جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے بنایا۔ اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا۔ تو عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا پایا۔ پس میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام شریف ملایا ہے۔ جو تجھے ساری مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ حق تعالیٰ نے

Marfat.com

فرمایا اے آدم! تم سچے ہو واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور جب تم نے ان کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیق عالم و آدم ہیں۔ اگر رب تعالیٰ کو آپ کی پیدائش منظور نہ ہوتی تو یہ ساری کائنات اور حضرت آدم علیہ السلام عالم وجود میں نہ آتے گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کی اصل ہیں اور کل عالم فرع۔ اور یہ قاعدے کی بات ہے کہ اصل (جڑ) فروع (شاخوں وغیرہ) سے پہلے وجود میں آتی ہے اور شاخیں تنے وغیرہ جڑ کے ذریعہ خوراک حاصل کرتے ہیں۔ بے وسیلہ جڑ شاخوں اور پتوں کا وجود میں آنا اور زندہ رہنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی پیدائش تمام کائنات سے پہلے ہوئی۔

آپ کی پیدائش نوری

عبدالرشید نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا۔ کہ میں نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ حضور میرے ماں باپ[1] آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر[2] دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا (اپنے نور کے فیض سے) پھر وہ نور قدرت الہیۃ سے جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ

[1] اور [2] کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا

پھر جب اللہ تعالےٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصّے کئے اور ایک حصّے سے قلم پیدا کیا، اور دوسرے حصّے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے حدیث طویل ہے۔،،

اس حدیث سے نورِ محمدی کا اوّل الخلق ہونا با ولیتِ حقیقۃ ثابت ہوا۔کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیّت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نورِ محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالےٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا۔اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر میں ہی پڑے تھے۔(یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔

سلہ۔ ملاحظہ فرمائیے صحابہ کرام کا ادب واحترام حضرت جابرؓ سوال سے پہلے عرض کر رہے ہیں کہ آقا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔یہی حال باقی صحابہ کے ادب واحترام کا تھا۔

سلہ اس سے معلوم ہوا صحابہ کرام کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور عالم الاولین والآخرین ہیں جب ہی تو ابتدائے آفرینش کا سوال کیا۔یعنی حضورؐ سے پوچھا کہ سب سے پہلے کیا چیز پیدا ہوئی۔نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوت یا انکار نہ فرمانا۔بلکہ ابتدائے آفرینش کا بالتفصیل ذکر فرمادینا

Marfat.com

احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی ابن الحسین (یعنی امام زین العابدین رضؓ) سے روایت ہے۔ وہ اپنے باپ حضرت امام حسین رضؓ اور وہ اُنکے جدا مجد یعنی حضرت علی (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

ایک روز حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اے جبریل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کچھ خبر نہیں ـــــ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا، میں نے اُسے بہتر ہزار مرتبہ چمکتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا وعزۃ ربی انا ذلک الکوکب۔

میرے رب کی قسم میں ہی وہ نورانی تارہ تھا۔

(روح البیان شریف جلد ا صفحہ ۹۷۴)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود سب سے پہلے پیدا ہوا۔ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام سے

آپ کے عالم الاولین ہونے کی کتنی واضح دلیل ہے۔ پھر اس روشن دلیل کے ہوتے ہوئے کسی کا یہ کہدینا کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں "معاذ اللہ" کتنی بڑی خطا اور بغض یا نفرت کی علامت ہے۔

Marfat.com

ہزار ہا سال پہلے آپ موجود تھے۔ نیز سارے فرشتے جن اور انسان زمین اور آسمان دنیا و مافیہا اور کائنات کا ہر ذرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے اور آپ کے سامنے ہی مخلوق ہوا۔

پھر آپ ہی انصاف فرمائیے کہ جس محبوب کے ہوتے ہوئے اور جس کے سامنے کائنات کا ہر ذرہ بنا اور جو سبب ہے تخلیق کائنات کا۔ اُس کے علم سے کوئی چیز باہر کیسے رہ سکتی ہے؟

کسی قصبہ میں سب سے بڑی عمر والے کسی بزرگ سے آپ پوچھیئے کہ کیوں صاحب یہاں کے فلاں آدمی کو آپ جانتے ہیں۔ اس قصبہ کے فلاں محلہ فلاں گلی اور فلاں کوچہ کی آپ کو کچھ خبر ہے؟ تو وہ جواب یہی دے گا کہ کیوں نہیں! یہ قصبہ میرے سامنے ہی تو آباد ہوا اس کا ایک ایک کوچہ ایک ایک گلی میرے ہوتے ہوئے ہی تو بنی۔ فلاں آدمی کو میں جانتا کیوں نہیں وہ میرے ہاتھوں میں پلا پوسا وغیرہ وغیرہ۔ بلا تشبیہہ اس کائنات کا ہر ذرہ اور ہر کونہ اُس محبوب پاک کے علم میں کیوں داخل نہ ہو جس کے ہوتے ہوئے یہ دُنیا آباد ہوئی اور جس کے سامنے ہی حضرت آدم علیہ السلام بھی پیدا فرمائے گئے۔ سچ فرمایا اعلحضرت نے کہ ؎

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

قرآنِ کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اوّل الخلق ہونا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ط اور (اے محبوب) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

Marfat.com

آیہ کریمہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں۔ عالمین جمع عالم کی ہے عالم علم سے بنا ہے جس کے معنے ہیں نشان ۔ دُنیا کو عالم اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ہر چیز اپنے خالق کی نشانی ہے۔

بعض مفسرین کرام نے اٹھارہ ہزار عالم (جہان) لکھے ہیں یہ دُنیا یعنی زمین و آسمان وغیرہ جو ہم کو نظر آ رہے ہیں اُن اٹھارہ ہزار جہانوں سے ایک جہان ہے جو سب سے چھوٹا ہے۔ ایک جنّت ہی اتنی بڑی ہے کہ تمام زمین و آسمان اُس میں رکھے جائیں تو ایسے معلوم ہوں جیسے میدان میں چند کوڑیاں۔ جہنم کی گہرائی کا یہ حال ہے کہ اگر ایک پتھر اس کے کنارے پر پھینکا جائے تو ستر سال میں اس کی تہ تک پہنچے۔۔۔۔
علاوہ ازیں عالم ارواح عالم اجسام عالم امکان پھر عالم سفلی عالم علوی عالم ملکوت عالم ناسوت عالم جنّات عالم انسان عالم ملائکہ عالم برزخ۔ علیٰ ہذا القیاس تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ان سب کو شامل ہے۔

اس آیت میں العٰلمین اسی طرح اپنے عموم پر ہے جس طرح رب العالمین میں۔ یہ صحیح ہے کہ بعض مواقع میں العالمین قرائن خارجہ کی وجہ سے مخصوص ہے لیکن اس آیہ کریمہ میں کوئی دلیل خصوص نہیں پائی جاتی۔ بلکہ بعض قرائن خارجہ اس کے عموم کی تائید کرتے ہیں مثلاً یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رحمۃ للعالمین ہونا۔ جہت رسالت سے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہونے کی وجہ سے رحمت ہیں لہٰذا رحمت کا عموم رسالت کے عموم کے عین مطابق ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

جس کے لئے رسول ہوں گے اسی کے لئے رحمت قرار پائیں گے۔ اب یہ معلوم کر لیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کے لئے رسول بنکر تشریف لائے تو مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے۔ ارسلتُ الی الخلقِ کافۃً میں ساری مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

جب وہ ساری مخلوق کے لئے رسول ہوئے تو رسولِ عالمین قرار پائے لہٰذا ضروری ہوا کہ آپ رحمۃ للعٰلمین ہوں۔ جس طرح حضور کی رسالت تمام عالمین کے لئے عام ہے اسی طرح آپ کی رحمت بھی تمام جہانوں کے لئے عام یعنی ماسوی اللہ کو محیط ہے۔

چنانچہ

"رحمۃ للعٰلمین" اب آیت شریفہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ اس میں کسی مسلمان کو شک وشبہہ نہیں ہے، کہ حق تعالیٰ کی ہر نعمت قابلِ شکر ہے خاص کر جو بڑی نعمت ہو۔ پھر ان میں بھی خصوص دینی نعمت اور دینی نعمتوں میں بھی خاص جو بڑی نعمت ہو پھر ان میں بھی خصوص و نعمت جو اصل ہے تمام دینی و دنیوی نعمتوں کی۔ اور نعمت کیا ہے؟ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری۔ کہ حضور سے دینی نعمتوں کے توفیوض دنیا میں فائض ہوئے ہی ہیں دنیوی نعمتوں کے سرچشمہ بھی آپ ہی ہیں اور صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام عالم کے لئے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ط اور (اے محبوبؐ) ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

Marfat.com

دیکھیے عالمین میں کوئی تخصیص انسان یا غیر مسلمان کی نہیں ہے۔
پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہر شے کے لئے باعث رحمت ہے۔ خواہ وہ جنس بشر سے ہو اور خواہ حضور سے زمانہ متاخر ہو یا متقدم۔
متاخرین کے لئے رحمت ہونا تو بعید نہیں پہلوں پر رحمت ہونے کے

کے لئے بھی حضور کا ایک وجود سب سے پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود نور کا ہے کہ حضور اپنے وجودِ نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں۔ اور عالمِ ارواح میں اس نور کی تکمیل وتربیت ہوتی رہی۔ آخر زمانہ میں اس امت کی خوش قسمتی سے اس نور نے جسدِ عنصری میں جلوہ گر وتاباں ہو کر تمام عالم کو منور فرمایا۔ پس حضور اولاً وآخراً تمام عالم کے لئے باعثِ رحمت ہیں۔ پس حضور کا وجود تمام نعمتوں کی اصل ہونا عقلاً ونقلاً ثابت ہوا تو ایسا کون مسلمان ہوگا جو حضور کے وجود باجود پر خوش نہ ہو یا شکر نہ کرے۔

(میلاد النبی ص ۸۵ اور ص ۸۶ بلفظہ)

بحمد للہ تعالیٰ یہ بات واضح اور روشن ہوگئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں اور عالم میں ہر وہ چیز داخل ہے۔ جو چیز داخل ہے۔ جو خدا کے سوا ہے۔ خواہ وہ کروڑوں برس کی پیداوار ہو چکی یا اب موجود ہے یا آئندہ ہوگی۔ اور حضور کے رحمت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرتبہ ایجاد میں تمام عالم کا وجود ہونا بواسطۂ وجود سید الموجودات اصلِ کائنات باعثِ تخلیق عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ہے اور بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصلِ ایجاد ہیں۔ حضور کے بغیر کوئی فرد ممکن موجود نہیں ہو سکتا۔

وجود نعمت ہے اور عدم (نہ ہونا) اس کی ضد۔ اور کل موجودات نعمت وجود میں حضور کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو ذات کسی کے وجود کا سبب یا واسطہ ہو۔ وہ یقیناً اُس کے لئے رحمت ہے اور رحمت کی حاجت ہوتی ہے اور جس چیز کی حاجت ہو وہ محتاج سے پہلے ہوتی ہے۔

چونکہ تمام عالمین اپنے وجود میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محتاج ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے حضور کا وجود موجود ہونے میں واسطہ ہیں تو اس وجہ سے بھی آپ کا تمام عالمین سے پہلے پیدا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ سبب اور واسطہ ہمیشہ پہلے ہوا کرتا ہے۔

پس یہی وجہ تھی کہ خالقِ کائنات جل جلالہ نے سب سے پہلے حضور سرور عالم سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کو پیدا فرمایا۔

آپ جلوہ اگر نہ فرماتے ؛ کچھ بھی ہوتا نہ کارخانے میں
ہیں وہ تخلیقِ دو جہاں کی اصل ؛ نور اُن کا ہے دانے دانے میں
اُن کو خود جیسا دیکھنے والے ؛ سخت رسوا ہوئے زمانے میں
اُن کی رحمت ہے سب جہانوں پہ ؛ اُن کی بخشش ہے ہر گھرانے میں
اُس نے پائی ضیا دو عالم نے ؛ وہ ہیں شمس الضحیٰ زمانے میں

حضرت مولانا مفتی محمد عبد العزیز صاحب مدظلہ، (مزنگ لاہور) اپنی تالیف "سوانح عمری رسولِ کریم" کے صفحہ ۱۰۔ پر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و قائق الاخبار کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے چار شاخوں کا ایک درخت شجرۃ الیقین نامی پیدا فرمایا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ مبارک کو سفید موتی کے پردہ میں نہایت خوبصورت شکل میں اس درخت پر بٹھایا۔ اس نے ستر ہزار برس اس پر سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا۔ پھر اللہ پاک نے شرم کا آئینہ پیدا فرما کر اُس کے آگے رکھا۔ جب اُس نور نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی کہ نہایت اچھی ہے۔ رب العزت سے حیا کی اور پانچ بار اللہ پاک کو سجدہ کیا۔ پس وہی سجدے فرض ہو گئے۔ کہ رب تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کی طرف دیکھا۔ تو وہ نور شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ سو اس کے سر کے پسینہ سے فرشتے پیدا ہوئے۔ اور چہرے کے پسینے سے عرش و کرسی لوح و قلم چاند سورج ستارے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور پیشانی کے پسینے سے تمام پیغمبر اور علماء شہید اور اولیاء پیدا ہوئے اور ابرو کے پسینے سے عام مومنین پیدا ہوئے۔ پیٹھ کے پسینے سے بیت المعمور اور کعبہ شریف اور بیت المقدس اور تمام مساجد کی مٹی۔ اور پاؤں کے پسینے سے تمام زمین اور جو کچھ اس میں ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے نور دیکھ چاروں طرف کو۔ سو دیکھا آگے ایک نور ہے پیچھے ایک روشنی ہے اور دائیں طرف ایک اُجالا ہے اور بائیں طرف ایک چاندنا ہے۔ یہ آپ کے چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا نور تھا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے ستر ہزار برس سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کی ارواح سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کی۔ پھر ایک لعاب سے قندیل شفاف پیدا کی اور وحدت کی

Marfat.com

صورت مبارک کو (جس طرح دُنیا میں آئینہ والی تھی) بنا کو قندیل میں رکھا۔ تمام حوروں نے اس کے گرد طواف کیا۔ اور ستّر ہزار برس تک تہلیل و تسبیح پڑھی۔ پھر حق تعالیٰ نے سب کو حکم دیا کہ اس کی طرف دیکھیں۔ سو جس نے سر کو دیکھا۔ دُنیا میں بادشاہ ہوا۔ اور جس نے آنکھوں کو دیکھا کلام اللہ کا حافظ ہوا۔ اور جس نے ہونٹ اور دانت دیکھے۔ خوبصورت اور روزہ دار ہوا۔ اور جس نے حلق کو دیکھا واعظ موذن ہوا۔ اور جس نے داڑھی کو دیکھا مجاہد ہوا۔ اور جس نے دونوں بانہ و دیکھے۔ بہادر ہوا اور جس نے سینہ کو دیکھا عالم و مجتہد ہوا۔ اور جس نے پیٹھ دیکھی شرع کا تابع ہوا۔ اور جس نے پہلو کو دیکھا غازی ہوا۔ اور جس نے شکم اقدس کو دیکھا صابر اور زاہد ہوا اور جس نے زانو دیکھے نمازی ہوا اور جس نے بالکل نہ دیکھا کافر ہوا۔

طفیل سرورِ عالم ہوا سارا جہاں پیدا ؛ زمین و آسماں پیدا مکیں و لامکاں پیدا
نہ ہوتا گر فروغِ نورِ پاک رحمتِ عالم ؛ نہ ہوتی خلقت آدم نہ گلزارِ جناں ہوتا
شہِ لولاک کے باعث حبیبِ پاک کے باعث ؛ جنابِ حق تعالیٰ نے کیے کون و مکاں پیدا
انہیں کے واسطے آدم انہیں کے واسطے حوا ؛ انہیں کے واسطے کافی کیے سب انس و جاں پیدا

روضۃ الاحباب و قصص الانبیاء میں یوں روایت ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بارہ ہزار برس تک تنہائی کے عالم میں عبادت کرتا رہا۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور سے ایک موتی بنایا اور جلال کی نظر سے اس کو دیکھا۔ تب وہ موتی پانی ہو کر ہزار برس بہتا رہا۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کے دس حصے کر کے دس چیزوں کو پیدا کیا۔

پہلے حصے سے عرش مجید۔ دوسرے سے قلم۔ تیسرے سے لوح محفوظ

Marfat.com

چوتھے سے چاند پانچویں سے سورج چھٹے سے بہشت ساتویں سے دن بنایا آٹھویں سے فرشتے پیدا کیے نویں سے کرسی اور دسویں سے حضرت کی روح مبارک کو پیدا کر کے عرشِ معلیٰ کی دائیں طرف رکھا۔

پھر ایک دن جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اپنے ساتھ میکائیل و اسرافیل علیہما السلام کو لے کر زمین پر جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں شامل کرنے کے لئے ذرا سی مٹی لے آئے۔ زمین نے جس وقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی و اسمِ گرامی سنا ایکدم پھٹ گئی اور خاک سفید مثل کافور کے اس میں سے ظاہر ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام ذرا سی مٹی اس میں سے لے گئے۔ اور وہ زمین وہ تھی جہاں اب حضور سرورِ عالم کا مزارِ اقدس مدینہ منورہ میں ہے۔ پھر اس مٹی کو اس نور سے ملایا اور مشک و زعفران سنبل اور ماءِ معین اور تسنیم کے پانی اور بہشت کے کافور سے خمیر کر کے مادہ وجود باجود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مانند موتی کے روشن بنایا اور بہشت کی نہروں میں غسل دے کر جبرائیل علیہ السلام نے آسمانوں اور فرشتوں اور بہشت اور زمین اور دریا اور پہاڑوں کو زیارت کروائی اور پکارا کہ پہچان لو یہ مادہ نورانی محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ شفاعت کرنے والا گنہگاروں کا اور سردار ہے سب آدمیوں کا [redacted] رحمتاں حبیب اللہ رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء سرور آدمین و آخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے تک عرش پر رونق افروز رہا۔ بعد پیدا کرنے حضرت آدم علیہ السلام کے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو پکارا گیا کہ جو کوئی اس امانت کو لینا چاہے عرض کرے! کسی نے لائق امانت کے اپنے تئیں

Marfat.com

نہ پایا سواس کے لینے سے انکار کیا تب حضرت آدم علیہ السلام نے زبانِ حال سے عرض کیا ؎

کر عنایت مجھ پہ اپنی یہ امانت اے خدا
اس کے اوپر جان و دل اپنا کروں ہر دم فدا ؎
کہاں فلک کو یہ دست قدرت کہاں زمیں میں یہ تاب و طاقت
ہمیں اٹھائیں گے بارِ الفت کہ ناز اُن کے اُٹھا چکے ہیں

نورِ مصطفےٰ پیشانیٔ آدم میں

جب پُتلا حضرت آدم علیہ السلام کا اس امانت کی خلعت سے سرفراز ہوا تو روح کو حکم آیا کہ آدم علیہ السلام کے قالب میں داخل ہو جاوے۔ روح نہایت نازک اور لطیف تھی۔ بدن کے اندھیرے کو دیکھ کر گھبرائی اور داخل ہونے سے انکار کیا۔ حکم ہوا کہ اے روح! آدم علیہ السلام کی پیشانی کو دیکھ جب روح نے جمالِ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکتا ہے۔ عاشق زار بے اختیار ہو کر آدم علیہ السلام کے قالب میں داخل ہو گئی۔ ؎

اس لیے تن میں پھنس گئی ہے روح
جلوہ اس نے جو آپ کا دیکھا

اسی نورِ مبارک کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام مسجودِ ملائک ہوئے اور ابلیس اسی نورِ مبارک کی تعظیم نہ کرنے اور حضرتِ آدم علیہ السلام کو بنظرِ حقارت ,, خاکی بشر،، کہنے پر مردود بارگاہ ہوا۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں حضرت ابن عباس رضی تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مجھے آپ کی صلب میں رکھ کر زمین پہ اتارا اور مجھ کو حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں رکھ کر کشتی کو پار کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رکھ کر آگ میں اتارا۔ پھر ہمیشہ یوں ہی اصلاب مکرمہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اپنے والدین سے پیدا فرمایا۔ جو کبھی برائی کے قریب تک نہ گئے۔

مولائے کائنات باب مدینۃ العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح (بدکاری) سے نہیں پیدا ہوا ہوں۔ آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھ پر نہیں پہنچا۔ یعنی زمانۂ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی۔ میرے آباء و امہات سب اس سے منزّہ رہے بلکہ جس قربت کو میرے نسب میں دخل نہ ہو۔ مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی۔ یعنی آپ کے نسب سول ذکور و اناث ہمیشہ برے کام سے پاک رہے۔ یہ روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب۔

مشکوٰۃ شریف میں ترمذی سے بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا۔ پھر انسان میں دو فرقے پیدا کئے۔ عرب اور عجم مجھ کو اچھے فرقے یعنی عرب میں

Marfat.com

بنایا پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا۔ یعنی قریش میں، پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا۔ یعنی بنی ہاشم میں پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں الخ ۵

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن وادا کی قسم

بے مثل "بشر" صلی اللہ علیہ وسلم رحمِ مادر میں

زرقانی جلد اوّل میں ہے کہ

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات میں حاملہ ہوئی تو مجھے نیند آگئی خواب میں دیکھتی ہوں کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ اے آمنہ تو اس اُمت کے سردار کی متاع عزیز کی امانت دار ہوئی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ اکبر، ہے کوئی جس کی ماں کو اس طرح بشارت دی گئی ہو۔

اور سُنئے سیرت حلبیہ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں۔ جس رات سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں تو قریش کے مویشیوں اور چوپایوں نے بشارت دی۔

سردار العبادفی بیان المیلاد کے صفحہ ۱۱۵ پر حجۃ اللہ از علامہ نبہانی صفحہ ۲۲۳ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ

اس دن روئے زمین کے بادشاہ گونگے ہوگئے اور بات نہ کرسکے۔ اور مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو بشارت دی۔ اسی طرح دریائی جانوروں نے ایک دوسرے کو بشارت دی۔ کہ ابوالقاسم کا زمین پر

Marfat.com

ظہور قریب ہے۔

روض الافکار میں لکھا ہے۔

سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب خدائے تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن میں منتقل فرمایا تو جنت کے دربان رضوان کو حکم فرمایا کہ آج رات فردوس کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں۔ اور ایک منادی ندا کرنے والا سات آسمانوں اور زمینوں میں باآواز بلند پکار دے کہ اے ساکنانِ آسمان اور اے ساکنانِ زمین ہوشیار ہو جاؤ کہ جو نور مخزون اور پوشیدہ تھا۔ اس نے اس رات اپنی ماں کے بطنِ اطہر میں قرار پایا۔

(خیر المواس)

حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

جب اللہ عزوجل نے اس نور پاک کو بلند رتبہ پشتوں سے ظاہر فرمانا چاہا۔ تو اس کی نشانیاں اس طرح ظاہر ہوئیں کہ ساری مخلوق الٰہی نے خوشی منائی۔ اور اطراف زمین و آسمان میں ندا کی گئی۔ کہ اے عرش نور کا برقع پہن لے۔ اے کرسی افتخار کا لباس پہن لے۔ اے سدرۃ المنتہیٰ روشن ہو جا۔ اے ملائکہ کمربستہ ہو جاؤ اور عرش کو گھیر لو۔ اے رضوان کھول دے جنت کے دروازے۔ اور اے مالک بند کر ابوابِ دوزخ اس لئے کہ نور مخفی اور راز مخزون جو میری قدرت کے خزانوں میں مدت سے ہے۔ وہ منتقل ہوا اس رات شکم آمنہ کی طرف۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ خصائص کبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں نو ماہ کامل رہے مگر حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کو نہ درد محسوس ہوا نہ قے وغیرہ وہ تکالیفات جو حمل والی عورتوں کو در پیش آتی ہیں۔

اور سیرت حلبیہ میں ہے۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوں اور نہ مجھے کوئی گرانی محسوس ہوئی اور نہ ان اثرات کو محسوس کیا جو عام طور پہ عورتوں کو ایام حمل میں ہوتے ہیں۔

عام انسانیت میں کوئی انسان ایسا نہیں جو اپنی والدہ ماجدہ کے حقوق کا شکم مادری میں احترام کرے اور ان کو ہر قسم کی تکلیفات جن سے تمام عورتیں دوچار ہوتی ہیں۔ محفوظ رکھے بلکہ یہ وہ بے مثل و بے نظیر ہیں کہ آپ کا نورِ مبارک جس کی پیشانی میں چمکا اس کی قسمت کو چمکا دیا۔ حضرت علامہ جلال الدین ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

بیشک وہ سردار دوعالم ہیں جن کا نظیر تمام جہانوں میں نہ دیکھا جائے گا۔ جب آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہی خدا نے انہیں بخش دیا۔ اور اسی طرح حضرت نوح نے اپنی کشتی کیلئے مدد چاہی۔ طوفان سے نجات پائی۔ حضرت خلیل اللہ کی آگ آپ ہی کے طفیل ٹھنڈی ہوئی۔ اگر وہ نہ ہوتے تو اور زیادہ بھڑکتی۔ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ پیدا ہوتی۔ یہ فخر کی بات ہے۔ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے کسی کو کوئی انکار ہو۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو بشارت :۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

ارشاد فرماتے ہیں۔

پہلے مہینہ میں حضرت آدمؑ نے۔ دوسرے میں حضرت ادریسؑ نے تیسرے میں حضرت نوحؑ نے۔ چوتھے میں حضرت ابراہیمؑ نے۔ پانچویں میں حضرت اسمٰعیلؑ چھٹے میں حضرت موسیٰؑ۔ ساتویں میں حضرت داؤدؑ آٹھویں میں حضرت سلیمانؑ۔ نویں میں حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کو ہر ماہ عالم خواب میں اس پسر نامور کی بشارتیں دیں اور فرمایا۔ اے آمنہ وہ بزرگ ترین عالم سے ہیں اور نفیس مرتبے والے نصرت و فتح کے مالک وقار عزت تکریم۔ جن کا حصہ ہے صاحب اسلام وملیت و تعظیم فضل عالم کے جھنڈے بلند کرنے والے روز قیامت حوض کوثر کے مالک صاحب مقامِ محمود۔ نبی آخر الزماں نمکین حسن والے، اور فصاحت و بلاغت والے تمہارے شکم میں جلوہ فرما ہیں۔ جب یہ پیدا ہونگے ان کا اسم شریف محمد ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

اور فرماتے ہیں یہی محدث صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

جب نوماہ پورے ہوگئے اور قریب ہوئیں ولادت باسعادت کی مبارک راتیں تو ربیع الاول شریف کی پہلی رات میں حضرتِ آمنہ رضی اللہ عنہا کو۔ خوشی کی بشارت دی گئی۔ دوسری رات میں اُمیدوں اور آرزوؤں کے بر آنے کی۔ تیسری رات کو انہوں نے ملائکہ کی تسبیح کرنے کی آوازیں سنیں۔ چوتھی رات میں نیک بختی اور تونگری ظاہر ہونے کی۔ پانچویں رات ہمیشگی کی فرحت وخوشی کی بشارت ملی جو نہ کبھی کم ور ہو نہ سست۔ چھٹی رات کراق اور تکلیف دُور ہونے کی

Marfat.com

بشارت دی گئی۔ ساتویں رات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والثنا۔ اچھے نامون اور نشانیوں والے کے پیدا ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔ آٹھویں رات ملائکہ ان کے گرد طواف کرتے ہیں۔ اور نویں رات ایک نور چمکا۔ جس سے سارے گھر میں روشنی پھیل گئی۔ اور دسویں رات بنی برگزیدہ کی ولادت کی خوشی میں پرندخوش الحانی سے چہچہانے بڑے دلکش ترنم کے ساتھ۔ گیارہویں رات فرشتوں نے اپنے خالق کی ایسی حمد وثنا کی جس سے عالم موجودات کا ہر گوشہ گونج اٹھا۔ بارہویں رات منادی سے سنا جو کہتا تھا کہ اے آمنہ مبارک ہو اور خوش ہو جاؤ۔ کہ

آج وہ بچہ پیدا ہوگا جو فلاح و ہدایت آفتاب ہوگا۔ جب وہ پیدا ہو تو اس کا نام اقدس محمد رکھنا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ؎

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اور فرماتے ہیں یہی ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ منادی نے پکارا۔ عالم کائنات میں کہ معطر کرو ملاء اعلیٰ۔ یعنی فرشتوں کی صفوں کو۔ اور خوشبو کی دھونی دو قدسیوں کی عبادت گاہوں میں اور ملائکہ عابدین اپنی جانمازوں کو صفا کی روشنی میں بچھائیں فرشتگان مقرب کی ضیافت کے لئے کیونکہ اب جامع جمیع صفات و معجزات اور نشانیوں والے خوش جمال کے ظہور کا وقت ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلاماً علیک آقا یا رسول اللہ۔ یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ۔ یا خیر خلق اللہ۔ یا نور عرش اللہ۔ یا قاسم رزق اللہ، یا نوراً من اللہ صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃً وسلاماً علیک آقا یارسول اللہ!

بے مثل بشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال ولادت

جب سے کائنات عالم وجود میں آئی۔ کروڑوں راتیں آئیں اور گذر گئیں۔ بے شمار راتیں اور بھی آئیں گی مگر نہ ربیع الاول شریف کی اس مخصوص اور بے مثل رات کی طرح کوئی رات آئی نہ آئے گی۔

نزہۃ المؤنس میں ہے کہ

حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ اس سہانی رات آسمان کے تارے جھک جھک کر مجھ سے اتنے قریب ہوگئے کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے، میں نے دیکھا کہ تاروں نے اپنی روشنی سے تمام دنیا کو منور کر دیا اور آسمانوں کے تمام دروازے کھل گئے۔

تاریخ الخمیس میں ہے کہ

حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے چند آوازیں سنیں ہر بعد والی آواز پہلی سے بلند ہوتی تھی۔ جس سے میرا خوف اور پریشانی بڑھ گئی۔ کچھ ہی دیر بعد میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سفید چادر زمین و آسمان کے درمیان لٹک گئی اور ندا آئی کہ لوگوں کی نگاہ سے اسے چھپالو۔ پھر کچھ لوگ فضا میں معلق ادھر اُدھر دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے سفید آفتابے ہیں۔

معارج النبوت میں ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں اپنے گھر میں چلنے پھرنے کی آہٹ پاتی تھی مگر مجھے کوئی نظر نہ آتا تھا اسی اثناء میں بادل کا ایک ٹکڑا آسمان سے اترا۔ اور سبز چڑیاں جن کی چونچیں یاقوت سرخ کی تھیں نظر آئیں۔ یہ دیکھ کر میرا جسم پسینہ پسینہ

Marfat.com

ہوگیا اور جو قطرہ اس میں سے ٹپکتا اس سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔

حضرت علامہ جوزی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

جب وقتِ ولادت قریب ہوا۔ اور صبح صادق رونما ہوئی تو سبز جھنڈے گاڑے گئے۔ ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک بام کعبہ پر۔ اور ابلیس لعین پر ذلت وخواری مسلط کر دی گئی۔ روئے زمین کے بت اوندھے کر گئے اور بجھ گیا ملک فارس کا آتش کدہ جو ہزار برس سے روشن تھا۔ کبھی اس کی آگ نہ بجھی تھی۔ کسریٰ کا محل شق ہوگیا۔ حضور کی ولادت سے دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔ اور وادی سماوی میں بھی یہی ہوا۔ ستارے حضرت آمنہ بی بی کے گھر سے قریب ہوگئے۔ اس حی و قیوم جل شانہ نے آمنہ کو حضور کی ولادت سے آگاہ کیا۔

اس وقت حضرت آمنہ تنہا تھیں۔ درد زہ شروع ہوا۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ کاش اس وقت عبد مناف کی بیٹیاں ہوتیں فرماتی ہیں کہ میں دعا پوری نہ کر پائی تھی کہ عورتیں آنا شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ میرا سارا گھر بھر گیا۔

وہ عورتیں دراز قد۔ خوبصورت تھیں جن کے بال سیاہ اور رخسارے سرخ تھے۔ وہ مجھ پر اپنے کو فدا کرتیں۔ اور کہتیں کہ اے آمنہ آپ خوف نہ کریں ہم سب جنت کی حوریں ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہم آپ کی خدمت کریں اور اس مولود سے جو پیدا ہونے والا ہے برکت حاصل کریں۔ پھر ایک بڑا پرندہ آیا اور نرم و نازک جوان بن گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ شربت سے بھرا ہوا تھا جو دودھ

Marfat.com

سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں۔ اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا
مجھے پینے کے لئے دیا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا تو اس نے کہا اور پیو
میں نے دوبارہ پیا۔ پھر اس نے اپنے مبارک ہاتھ کو میرے شکم پہ ملا۔
اور یوں کہنے لگا۔

اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ - اے پیغمبروں کے سردار ظاہر ہو جائیے۔ اِظْهَرْ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ - اے نبیوں کے ختم فرمانے والے ظاہر ہو جائیے۔

اِظْهَرْ يَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اے تمام عالمین کے لئے رحمت ظاہر ہو جائیے۔

اِظْهَرْ يَا نَبِیَّ اللّٰه ؛ اِظْهَرْ يَا رَسُوْلَ اللّٰه
ظاہر ہو جائیے اے اللہ کے نبی ؛ ظاہر ہو جائیے اے اللہ کے رسول
اِظْهَرْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰه ؛ اِظْهَرْ يَا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰه
ظاہر ہو جائیے اے بہترین خلق اللہ ؛ ظاہر ہو جائیے اے نور اللہ اللہ کے نور سے

بِسْمِ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا مُحَمَّدُ بْنَ عَبْدِ اللّٰه -
ظاہر ہو جائیے اللہ کے نام سے اے محمد ابن عبد اللہ

فَظَهَرَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم
پس ظاہر ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

كَالْبَدْرِ الْمُنِيْر ؛ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ آقَا يَا رَسُوْلَ اللّٰه
چاند سی صورت والے ! درود و سلام آپ پر اے اللہ کے رسول۔

کون ہے جو اس طرح پیدا ہوا۔ خاک بدہن گستاخ، جو
کہتا ہے کہ وہ اسی طرح ایک باپ کے نطفہ اور ایک ماں کے رحم سے پیدا ہوا۔

Marfat.com

جس طرح اور انسان پیدا ہوتے ہیں (معاذ اللہ)

کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کی بھی اس طرح ولادت ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں!

دیکھو علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ اور کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شکم آمنہ سے عالم امکان میں رونق افروز ہوئے تو آپ ختنہ شدہ تھے۔ حق بین آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا اور آپ ہشاش بشاش پیدا ہوئے۔

سیرت حلبیہ میں ہے۔ کہ

آپ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ اور معطر و مطہر پیدا ہوئے دُنیا کا ہر بچہ روتا۔ آلائش میں لتھڑا ہوا پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ رسول یکتا اور بے مثل تمام ادوار میں عام انسانوں سے بے مثل تھا نہ کوئی عالم ارواح میں ان کی مثل تھا نہ کوئی دُنیا میں ان کی مثل پیدا ہوا۔ اور نہ قیامت تک ہوگا۔ ذرا غور تو کیجئے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اُسے خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ زمین پر ہے یا آسمان پر۔ ہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ایک ذات ضرور ایسی نظر آتی ہے جنہوں نے پیدا ہونے کے بعد ہی اپنی والدہ کی طہارت و پاکی بیان کر دی۔ یہ آپ کا امتیازی معجزہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

۵ وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا

ہمارے آقا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس معجزے میں بھی امتیازی شان کے حامل ہیں۔ دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا

Marfat.com

ہوتے ہی اپنی ماں کی پاکی کی گواہی دی۔ اور سیدالانبیاء خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت محمد صلی اللہ وسلم وقتِ پیدائش سربسجدہ۔ اور انگشت مبارک آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔

(بیان المیلادالنبوی از علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ) اور یہی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت جبریل نے آپ کو اٹھایا۔ اور حضرتِ اسرافیل نے ان سے برکت لی۔ اور فرشتوں نے انہیں تکبیر و تہلیل کے ساتھ گھیر لیا۔ وہ سب آپ کے حسن وجمالِ صورت سے خوش اور باغ باغ ہوگئے۔ دُنیا نے خوشی سے رقص کیا۔ اور اترا ہٹ واکڑ سے جنبش کی۔ عرش اسی وقت پیدائش حرکت میں آیا۔ اور خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں پر خاص تجلی فرمائی۔ شکستہ دل کی اصلاح اور فقیر کو غنی کیا۔ ان کے اوصاف حسنہ سے تورایت وانجیل فرقان وزبور کو مشرف فرمایا۔ اور منادی نے ندا کی کہ وہ حبیب رہنما پیدا ہوئے۔ جن پر اگر کسی نے ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ اور اس کے اجر و ثواب کو زیادہ کرے گا اور خود ذاتِ اقدس اللہ عزوجل نے ندا فرمائی۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔

اے محبوبؐ ہم نے آپؐ کو شاہد یعنی حاضر و ناظر بنا کر اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا۔

سیرت حلبیہ میں ہے کہ
حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ

Marfat.com

ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب تک ۔۔۔ تمام زمین روشن ہو گئی۔ حتیٰ کہ ملک شام کے مکانات اور بازار چمکنے لگے اور مجھے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔

سیرت نبویہ میں ہے کہ

جس سال حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس سال حضور کی برکت سے دنیا کی تمام عورتوں کے حمل سے لڑکے ہی پیدا ہوئے اس سال کا نام سنة الفتح والابتهاج تھا۔

علامہ ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں۔

"ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر سجدہ کیا۔ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے۔ اور آپ کا نور بہو بچ گیا۔ حجابات تک اور حجابات کو توڑ دیا۔ اور فرماتے ہیں کہ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور سرداران ملائکہ اٹھا کر آسمانوں میں لے گئے اور آپ کے نور نے اطرافِ عالم کو بھر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ تاج کرامت آپ کے سر مبارک پہ سجایا۔

ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کی۔ کہ

بعد ولادت ایک فرشتے نے جو اپنے ساتھ پانی لایا تھا تین بار آپ کو غسل دیا۔ اور پارۂ حریر سے ایک مہر کہ شکل میں مثل بیضہ کے اور چمک میں مانند زہرہ کے تھی نکال کر دوش نبوت پر ثبت کی۔

قسطلانی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ

بعد ولادت آپ نے خدا کو سجدہ کیا اور انگشتِ شہادت آسمان کی

Marfat.com

صرف یہ کلمہ فرمایا - لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ط
یعنی سوائے خدا کے کوئی سچا معبود نہیں - بیشک میں رسول خدا ہوں
مدارج النبوت میں ہے کہ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے جو کلمہ آپ
کی زبان فیض ترجمان سے نکلا تھا -
اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّ اَصِیْلًا -

تاریخ الخمیس میں ہے حضرت آمنہ فرماتی ہیں -
میں نے دیکھا کہ ایک سفید ابر نمودار ہوا اور حضور کو ڈھانپ لیا اور
میری نظروں سے غائب ہو گئے - پھر میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے
کہ ان کو مشرق و مغرب کے سب ممالک اور دریاؤں میں گھماؤ تاکہ سب
پہچان لیں اور ہر خشک و تر نے لینے والے آپ کے آثار اور صورت سے آگاہ
ہو جائیں پھر تھوڑی دیر بعد وہ حجاب اٹھ گیا - اور حضور مسکرا رہے تھے -
علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
حضرت آمنہ نے اب جو دیکھا تو آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیرت
زدہ گئیں - اور کمال رونق جو بہت ہی ظاہر تھی اسے دیکھ کر خوش ہوئیں
اس وقت آپ نور وقار کے ٹکڑوں میں لپیٹے ہوئے تھے -
یہی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ
سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ پھر ایک ابر ظاہر ہوا جس میں گھوڑوں کی
ہنہناہٹ اور پرندوں کے پروں کے ہلنے کی آواز آتی تھی - حتیٰ کہ اس ابر نے
آپ کو ڈھانپ لیا اور میری نظروں سے غائب ہو گئے تو میں نے آواز سنی -

Marfat.com

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب اور انبیاء علیہم السلام کی ولادت گاہوں پر گھماؤ اور جن و انسان، پرند و درند۔ ہر روح والے کے سامنے پیش کرو تاکہ آپ کی شان و قدر پہچانیں اور آپ کو۔ صفوت آدم۔ معرفت شیث۔ رقت نوح۔ خلت ابراہیم۔ انقیاد اسمعیل۔ صبر ایوب۔ شکر یعقوب جمال یوسف۔ آواز داؤد۔ حکومت سلیمان۔ حکمت لقمان۔ قوت موسیٰ۔ بشارت عیسیٰ۔ زہد یحییٰ عطا کرو۔ اور تمام انبیاء و مرسلین کے اخلاق میں غوطہ دو۔ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین

(سرور القلوب خصائص کبریٰ)

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں حضور ملک غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی کپڑے میں لپٹے ہیں۔ اور سبز ریشمین بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ

"نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں۔ نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔

پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر روشنی ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔ واہ واہ ساری دنیا

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ (الامن و العلے)

حافظ ابوزکریا یحیٰی بن عائد اپنے مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔ حضرت آمنہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رضوان خازن جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد ولادت حضور نبی کریم سیدالکونین صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش اقدس میں عرض کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں۔ رعب و دبدبہ کا جامہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا گیا ہے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا سنے گا۔ اس کا دل ڈر جائے گا۔ اور جگر کانپ اٹھے گا۔

اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ

[illegible]

[illegible]

تک کوئی ہم جیسا تو کیا۔ کسی ایک بات میں بھی مثلیت کا حامل نہیں دکھایا جا سکتا۔ پھر یہ کہنا۔ ہمارا رسول "بشر" ہے وہ اسی طرح ایک باپ کے نطفہ اور ایک ماں کے رحم سے پیدا ہوا۔ جس طرح اور انسان پیدا ہوتے ہیں۔ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ نہ ہم میں ایسے باپ کا نطفہ شامل ہے نہ ایسی ماں کا رحم۔ اور وہ تو ایسی برکت و رحمت اور فضل عظیم والے ہیں۔ جن کے صدقے میں ہماری بشریت کو عزت و کرامت کا تاج عطا فرما کر تمام مخلوق پر ممتاز فرما دیا۔ اور یہ ہمارا عقیدہ خود ساختہ نہیں اور

Marfat.com

ہم ہی یہ نہیں کہتے بلکہ بڑے بڑے اولیا یہی کہتے ہیں۔ اور یہی کہتے سُنا۔!
دیکھو اور تو اور حضرت جبریل اسیں علیہ السلام کیا فرماتے ہیں۔

حضور کے بے مثل ہونے پر جبریل کی شہادت

دلائل النبوت میں ابو نعیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اور ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا۔ مگر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا فضیلت والا کوئی نہ پایا۔ نہ خاندان بنی ہاشم کی طرح اسی طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثار صحت کے اس متن میں یعنی حدیث کے صفحات پر نمایاں ہیں۔ (مواہب اللدنیہ) ص

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

غرض کہ حضور نبی مکرم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی پیدائش بھی بے مثل آپ کے اخلاق و اطوار۔ گفتار و کردار۔ ہر خو و خصلت۔ ہر ہر ادا۔ ہر ہر عضو۔ ہر ہر رونگٹا۔ سر مُبارک سے پائے مبارک اور وقت پیدائش سے وقت وصال تک اور بعد وصال حیات دائمی بھی بے مثال۔ مختصر یہ کہ بے مثل خدا اور خالق یکتا نے اپنے محبوب کو بھی ساری مخلوق میں بے مثل بنایا۔

جو خصوصیات بیان ہوئیں اسی پر بس نہیں بلکہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہما کی دونوں چھاتیوں سے دودھ پینا۔ مگر حلیمہ

Marfat.com

سعدیہ کی صرف داہنی چھاتی سے دودھ پینا اور بایاں رضاعی بھائی حلیمہ کے
بیٹے کے لئے وقف کر دینا۔ خانۂ کعبہ کا آپ کے لئے سجدہ میں گرنا۔ سنگ و
شجر کا سلام کرنا اور سجدے میں گرنا۔ حلیمہ کی اونٹنی کا آپ کی برکت سے تیز
چلنا اور توانا ہونا۔ اس کے سوکھے تھنوں سے دودھ کی نہریں جاری ہونا
اور حلیمہ کی بیمار بکریوں کے ایک دن کے دودھ سے چالیس گھروں کا پلنا۔
مکہ معظمہ سے وادی طائف تک کے عجائبات و غرائبات کا ظہور میں آنا۔
حلیمہ کی اونٹنی اور راہ میں ملنے والے جانوروں کا بزبان فصیح کلام کرنا
اور حضور کی رسالت کی گواہی دینا اور آپ کو سلام کرنا۔ راہ کے خشک
درختوں اور سوکھی وادیوں کا سرسبز و شاداب ہو جانا۔ مفلس و لاچار
بیمار حلیمہ کو تندرست و تونگر توانا کرنا۔ آپ کے دستِ مبارک کی
برکت سے بیمار جانوروں کا اچھا ہونا۔ اپنے گہوارے میں چاند سے
باتیں کرنا۔ حلیمہ کے گھر کو چراغ کی روشنی سے بے نیاز کر دینا۔ شق صدر
ہونا آپ کی برکت اور دست و پا کے دھوون سے قبیلۂ بنی سعد کی بکریوں کا
شیر خوار اور گابھن ہو جانا۔ آپ کے بول و براز کا طاہر اور شفا بخش ہونا۔
دھوپ میں ابر کا سایہ کرنا۔ چاند و سورج اور دیگر روشنیوں میں سے
آپ کا سایہ نہ گرنا۔ ڈوبے سورج کا پلٹ آنا۔ چاند کا انگلی کے اشارے سے
دو ٹکڑے ہو جانا۔ اک آن میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے
آسمانوں پر جانا۔ عرش و کرسی اور لامکاں کی سیر کرنا۔ اور بے حجاب اپنے
رب کا دیدار کرنا اور واپس آ جانا۔ آپ کے دستِ مبارک کی انگلیوں سے
پانی کے چشمے جاری ہونا۔ اور پندرہ سو افراد کا مع اپنے جانوروں کے
سیراب ہونا۔ جنگ بدر میں اپنے جان نثاروں کو تر شاخیں دیں جو ان کے

Marfat.com

ہاتھ میں پہنچ کر تلواریں بن گئیں۔ جسم مبارک سے مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو نکلنا۔ جمائی نہ آنا مکھی کا جسم مقدس پر نہ بیٹھنا۔ آپ کے بول و براز کو زمین کا شق ہو کر کھالینا۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا کوئی "بشر" ہے جس میں یہ صفات ہوں جو یہ کہہ سکے کہ حضور میری مثل "بشر" ہیں۔؟

حضرت مولانا فقیہ و امام۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

پھر اس ذات اقدس کے بارے میں تمہارا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جس میں یہ تمام کے تمام محاسن وخصائل علیٰ وجہ الکمال اس طرح پر مجتمع ہوں کہ جس کی کوئی انتہا نہ ہو اور نہ وہ حیطہ بیان میں لائی جا سکتی ہوں۔ اور نہ کسب وحیلہ کی گنجائش۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی جس کو یہ خاص طور پر مرحمت فرماوے فضیلت نبوت و رسالت۔ خلت و محبوبیت، محبت۔ برگزیدگی۔ اسریٰ یعنی سیر ملکوت، رؤیت۔ قربت۔ نزدیکی۔ رب تبارک و تعالیٰ وحی شفاعت۔ وسیلہ۔ بزرگی۔ بلند درجہ۔ مقام محمود۔ براق معراج عرب و عجم۔ یعنی سرخ و سیاہ کی طرف بعثت۔ انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنا امم سابقہ اور انبیاء کرام علیہم السلام پر گواہی دینا۔ اولاد آدم علیہ السلام کی سرداری لواء الحمد۔ خوشخبری دینا۔ ڈر سنانا۔ اللہ تعالیٰ صاحب عرش کی بارگاہ میں تمکن و طاعت۔ امانت۔ ہدایت۔ رحمۃ للعٰلمین مقام محمود۔ مقام رضا کا پانا۔ سوال کا قبول ہونا۔ کوثر۔ سماعی۔ قوت اتمام حجت۔ عفو گذشتہ و آئندہ وضع وزر (بوجھ کا اٹھانا) ذکر کی بلندی۔ مدد سے سرفراز کرنا۔ نزول سکینہ۔ ملائکہ سے تائید کتاب و حکمت سبع مثانی اور قرآن کا دینا۔ تزکیہ امت اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی جانب سے درود شریف بھیجنا۔ لوگوں کو اس کا حکم دینا۔ اللہ تعالیٰ کا آپ کے نام کی قسم یاد فرمانا۔ آپ کی دعاؤں کا قبول فرمانا۔ پتھروں اور گونگوں کا کلام کرنا۔ مُردوں کو زندہ کرنا۔ آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا کم کو زیادہ کرنا۔ چاند کے ٹکڑے کرنا سورج کو واپس لوٹانا۔ اشیاء کو منقلب و بدلنا۔ رعب وہیبت سے مدد دینا۔ غیبت پر اطلاع دینا۔ بادلوں کا سایہ کرنا۔ کنکریوں کا کلمہ پڑھنا۔ تکلیفوں سے نجات دینا۔ لوگوں کے شر سے بچانا۔ یہاں تک کہ کوئی عقل ان کو گھیر نہیں سکتی۔ اور آپ کو ایسا علم عطا فرمانا کہ اس کو سوائے علم کے فرمانے والے اور اس سے فضیلت دینے والے (خدا) کے کوئی نہیں احاطہ کرسکتا۔ (نعیم العطا ترجمہ کتاب الشفاء)

میری بھی مشکلیں ہو جائیں آسان یارسول اللہ

ترے دربار کے جبریل درباں یارسول اللہ
تری سرکار کے خادم ہیں رضواں یارسول اللہ

مصائب دور ہوں سب مشکلیں آسان ہوں فوراً
پکارے تم کو جب کوئی مسلمان یارسول اللہ

نہ چھوڑے ہو نہ چھوڑو گے قیامت تک غلاموں کو
نہ کیوں ہوں اہل سنت تم پہ قربان یارسول اللہ

غلاموں کی ہر اک مشکل میں تم امداد کرتے ہو
مری بھی مشکلیں ہو جائیں آساں یارسول اللہ

مکان و لامکاں، حور و ملک، عرش و فلک کرسی
تمہارے ہی لیے یہ سب سامان یارسول اللہ

خدا کے بعد افضل ہو حقیقت تم کو دو عالم سے
یہی تو ہے ہمارا دین و ایماں یارسول اللہ

الٰہی ساتھ ہوں دونوں کے جب میدانِ محشر میں
تو اس میں میں بنوں تیرا ثنا خواں یارسول اللہ

نیازی قادری کی دو جہاں میں لاج رکھ لینا
طفیلِ حضرت احمد رضا خاں یارسول اللہ

صلی اللہ علیک وسلم

Marfat.com

کمالاتِ محمدی کے پرتو کی ضیاء پاشیاں

دلِ مسلم میں عشقِ مصطفےٰ کی قندیل روشن کیجئے

اللہ رب العزت نے بوساطت نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) عالم و عالمیان کا ظہور فرمایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ خود حق جل مجدہٗ جو قدیم ذات کی اپنی ذات پاک وصفات کمالیہ میں سے بے انتہا غیوب، و بطون میں کنزاً مخفیاً (مخفی خزانہ) تھا نورِ مصطفوی کی جلوہ گری ہوئی تو بے نہایت ظہور فرمایا۔ اعلحضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

فرشتے خدم رسولِ حشم تمام اُمم غلام کرم۔!
وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمال جہاں آرا میں ذات و صفات باری تعالےٰ نے تجلی فرمائی اور مخلوق کو آپ کے وسیلے سے معرفت الٰہی حاصل ہوئی کہ ارشاد نبوی ہوا — من رأنی فقد رأی الحق (جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا) اس کے باوجود حضرت جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا — یا ابوبکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی۔ (اے ابوبکر جیسا میں ہوں سوائے میرے رب کے کسی نے نہ پہچانا) اس لئے کہ صورت حقیقت محمدی پر غیرت الہیّہ کے ستر ہزار پردے ڈال دیئے گئے اور وہ ذاتِ گرامی غایت ظہور کی وجہ سے غایتِ بطون میں ہوگئی۔ حضرات انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

نے کمالاتِ محمدی کے پرتو کی ضیاء پاشیاں کائنات پر فرمائیں جس طرح پانی کی سطح پر تاروں کی عکاسیاں نظر آتی ہیں (بلا تمثیل و بلا تشبیہ)

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا (اعلیٰحضرت)

اسی نورِ محمدی کو جس کی تعریف میں زبانِ وحی ترجمان سے فرمایا گیا
یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره
(اے جابر! تمام جہان سے پہلے اللہ تعالےٰ نے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضرت سیدنا ابو البشر آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کی پیشانی مقدسہ میں جلوہ گر فرمایا اور انہیں مسجودِ ملائک بنایا۔ یہ ملائکہ و مقربین علیہم السلام نورانی و معصوم بندے ہیں جو تعظیم نورِ محمدی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاد مقدسہ میں بحکم خداوندی سجدہ ریز ہو گئے۔ مگر عزرائیل نے تکبّر کیا۔ ارشاد باری تعالےٰ سے انحراف و سرکشی کی اور اس انکار کے سبب ابلیس لعین کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اس شیطان رجیم کا ایمان و عمل، کمال و فضل اس کے کچھ کام نہ آیا۔ کیا اللہ ربّ قدیر کی ربوبیت کا وہ ملعون قائل نہ تھا۔ ہ کیا اُسے معلم الملکوت جیسے بلند مرتبہ پر قدرت نے فائز نہ کیا تھا؟ علامہ صاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وہ مردود چالیس ہزار برسوں تک خازنِ جنت رہا تھا ساتی ہزار سال تک فرشتوں کے ساتھ زندگی گزاری تھی۔ بیس ہزار سال تک پند و وعظ کرتا رہا تھا۔ تیس ہزار برسوں تک ملائکہ کا سردار بنا رہا تھا۔ ایک ہزار سال تک روحانیوں کا پیشوا رہا تھا۔ اور چودہ ہزار برسوں تک عرش کے گرد طواف کرتا رہا تھا۔ پہلے آسمان پر اس کا نام عابد تھا اور

Marfat.com

دوسرے آسمان پر زاہد۔ تیسرے آسمان پر عارف، چوتھے آسمان پر ولی پانچویں آسمان پر تقی، چھٹے آسمان پر خازن اور ساتویں آسمان پر عزرائیل جیسے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ ایک اہلِ قلم کے لئے یہ امر انتہائی عبرتناک اور سبق آموز ہے کہ عزرائیل جیسا مقبول و مقرب بندہ بھی تعظیم رسل سے انکار پر معاف نہ فرمایا گیا بلکہ ہمیشہ کے لئے رجیم و جہنمی بنا دیا گیا۔ سے ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں ا

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

حضرت جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پاک و رسالت پاک پر ایمان لانے کا عہد حضرت حق جل و علا نے روز اوّل اور عالم بالا میں جمیع انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام سے جن با عظمت الفاظ و پرشکوہ انداز میں لیا وہ اظہر من الشمس ہے جس کے آخر میں فرمایا گیا

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۳-۸۲)

(پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد پھر جائے وہی لوگ بے حکم ہیں)

لہٰذا اس عہدِ مبارک کے مطابق حضور کا ذکرِ ولادت و تشریف آوری ہوتا رہا۔ جمیع انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام — اپنے اپنے زمانے میں مجلس پاک منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے رہے یہاں تک کہ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوشخبری سنائی مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (میں بشارت دیتا ہوں اُن رسول کی جو عنقریب میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) آج بھی عشاق نبی کریم ذکر پاک سنتے ہیں تو انکے دلوں کی کلیاں کھِل جاتی ہیں۔ مگر چونکہ ولادت مقدسہ کے موقع پر ابلیس لعین

Marfat.com

جیل بوقبیس میں چالیس شبانہ یوم سر پیٹتا اور غم مناتا رہا تھا اس زمانے میں بھی ولادت پاک کے وقت شیطان مردود کے پیروؤں کا حال زار یہ ہوتا ہے کہ میلاد النبی کی خوشی تو کیا منائیں گے اس پر غم والم کا پہاڑ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس مردود شیطان نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو اذیتیں پہنچا کر رسول دشمنی کا پورا پورا ثبوت دیا۔ یہاں تک کہ محبوب خدا، تاجدار انبیاء مدنی تاجدار سرکار ابد قرار، شفیع محرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے غلاموں، جمال محمدی کے پروانوں پر جن مصائب وآلام کے پہاڑ ڈھائے گئے اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ ابلیس لعین انسان کا کھلا دشمن کیوں نہ ہو جب کہ سارے انسانوں کے مورث اعلیٰ جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم سے انکار کرنے والے، ابلیس لعین کی ساری عبادتیں دریا نتیں خاک میں ملا دی گئیں۔ اس بدبخت نے بڑا ہی حق سے برد آزمائی کی عزم باطل نے شکستوں پر شکستیں کھائیں لیکن اپنی شیطانیت سے کبھی باز نہ آیا۔ ابلیس ہی نے تو کفار مکہ کو ہجرت مقدسہ کی مبارک شب میں حضور کو قتل (شہید) کر دینے کی رائے دی تھی۔ دار الندوہ میں ابلیس شیخ النجد کے لباس میں اور اس کے مشورہ کو سارے کفار مشرکین نے پسند کیا۔ اور آپ کے حجرہ مبارکہ کا قتل کے برے ارادے سے محاصرہ کر لیا۔ لیکن آپ ان ظالموں کے درمیان سے طرح تشریف لے گئے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ آپ کو آپ کے رب نے دشمنوں کے شر سے محفوظ فرما لیا جلی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون ۝ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اپنا نور پورا ہی فرمائے گا گرچہ کفار کو برا معلوم ہو) مسلمانوں کو اس سے باخبر رہنا چاہیے کہ ابلیس لعین اسی نجد کا شیخ بنکر دارالندوہ میں آیا جس کی مذمت حدیثوں میں خود زبانِ وحی ترجمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے موجود ہے۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی کے الفاظ ہیں۔ ھنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان (نجد میں زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور اس سے شیطان کی سینگ نکلے گی) ذوالخویصرہ تمیمی خارجی نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عدل کے ساتھ تقسیم کرنے کو کہا تھا گویا اسے (معاذ اللہ) حضور کے عدل پر شک تھا اسی خاندان اور اسی ملک نجد میں محمد بن عبدالوہاب ہوا جس نے وہابی مذہب کی اپنے زمانہ میں بنیاد ڈالی اور اسلام کے شیرازہ کو منتشر کر دیا۔

نعتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

کہاں جلوہ فرما نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عقیدت سے دیکھو یہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہوں دُور مجھ سے یہ ہے غیر ممکن
مرا دل مکاں ہے مکین ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سِرَاجًا مُّنِیْرًا مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ
بقولِ کتابِ مبین ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدائی میں جلوے جہاں ہیں خدا کے
قسم ہے خدا کی وہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے کون و مکاں جس کا آئینہ خانہ
اسی لامکاں کے مکیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی یاد سے ان کے غافل ہو کیسے
سکوں بخش جانِ حزیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے بعد از خدا مرتبہ ان کا صابر
کہ ہے اسم اعظم محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیغمبرانہ بصارت وسماعت

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۔ (سورۂ نجم)

پیغمبر جو کچھ دیکھتا ہے۔ اس پر تم اس سے جھگڑتے ہو۔

جس طرح آج ہم وائرلیس کے ذریعہ چشم زدن میں اپنے پیغامات ہزار میل دور دراز ملکوں تک پہنچاتے ہیں۔ گھر بیٹھے متمدن دنیا کی خبریں سنتے ہیں اور دنیا کی سیر کا لطف حاصل کرتے ہیں۔

ٹیلی ویژن ریڈیو سیٹ کے ذریعہ سے نہ صرف کائنات کے گوشہ میں بیٹھ کر دوسرے گوشہ کے گانے والے انسان کا راگ سنتے ہیں۔ بلکہ اس کا مجسم اور اس کی تمام حرکات وسکنات کی تصویریں اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح کہ ہم سنیما ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہر آواز سنتے ہیں۔ اور پردہ سیمیں پر ہر متحرک تصویر کو دیکھتے ہیں اسی طرح پورے اطمینان اور انشراح صدر سے کہا جا سکتا ہے کہ رب العالمین نے گناہوں کی کثافتوں سے پاک اور برائیوں کی تاریکیوں سے منزہ نفوس قدسیہ کے جسموں میں ایسے لطیف حواس لطیفہ ودیعت فرمائے ہیں۔ جن کی وساطت سے وہ بغیر ٹیلیفون کے ہر ذرہ کی آواز سنتے ہیں۔ بغیر براڈ کاسٹنگ مشین کے پوری دنیا میں اپنا پیغام نشر کرتے ہیں اور بغیر ٹیلی ویژن اور دوربین کے صرف ظاہری نقشے اور تصویریں ہی نہیں بلکہ حقیقت تک ان کو نظر آجاتی ہے

Marfat.com

ان ارباب قوتِ کاملہ کے دل و دماغ میں کرۂ ایتھر سے آوازیں عکس اور خیالات کی لہروں کے پکڑنے کی زبردست قوت ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر ان چنے ہوئے ممتاز اور الوالعزم نفوس کا دل و دماغ روحانی ٹیلی ویژن ریڈیو سیٹ بن جاتا ہے۔ فضا سے خیالات کی لہریں پکڑنے اور دور کے مناظر دیکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے افکار و خیالات کی لہریں دوسروں تک پہنچانے کی بھی بے انتہا قوت رکھتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے دل و دماغ ٹیلی ویژن ریڈیو سیٹ اور ریکارڈ کاسٹنگ مشین سے کئی گنا بہتر کام دیتے ہیں۔ اسی قوتِ عالیہ سے وہ اسرار الٰہیہ نوامیس ملکوتیہ، عقائد حقہ اور اعمالِ صالحہ کا احساس و ادراک کرتے ہیں۔ غیب الغیب کے صوتِ سرمدی کا کیف و سرور پاتے ہیں کائنات کے نشیب و فراز کا مشاہدہ کرتے ہیں فرشتوں کے پیکر نوری دیکھتے ہیں۔ اور ان کے واسطے سے سرچشمۂ فیض و برکت سے علم و نور کا فیض پاتے ہیں۔ جن چیزوں کو آج تک کوئی نہیں دیکھ سکا۔ اُن کو کفِ دست کی طرح عیاں دیکھتے ہیں۔ نگاہِ نبوت میں قریب و بعید، بلند و پستی۔ شب و روز۔ حال ماضی اور مستقبل کے تمام مراحل یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کے "مثنوی" نے اس مسرت افزا حقیقت کو یوں بیان کیا ہے۔

پنج حسے ہست جز ایں پنج حس
آں چوں زرِ سرخ و ایں حسہا چو مس

ان پانچ جسمانی حواسوں کے علاوہ پانچ اور روحانی حواس بھی ہیں وہ سونا ہیں اور یہ تانبا۔

فلسفی منکر شود در فکر و ظن
گو برو سر را بر آں دیوار زن

فلسفی بسبب اپنے فکر و گمان کے باعث ان حقائقِ ثانیہ کا انکار کرتا ہے اسکو کہنا چاہیئے کہ جائے اپنا سر دیوار کی چوکھٹ سے دے مارے

Marfat.com

نطق آب و نطقِ باد و نطقِ گِل | ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل
پانی ہوا مٹی ان سب کا نطق | اہل دل کے حواس کو محسوس کرتا ہے
فلسفی کو منکر از حنانہ است | از حواسِ انبیا بیگانہ است

فلسفی جو ستونِ نبی کے گریہ کا منکر ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ انبیاء کے حواس سے واقف نہیں ہے۔

قرآنِ عزیز اور اشاراتِ نبوت سے اس حقیقت کبریٰ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔

(۱) شاہدِ کائنات سراجِ منیر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت بلیغ و موثر خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا۔

۱۔ یا امۃ محمدٍ واللہ لو تعلمون ما علمت لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا۔ | اے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم! اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم روتے زیادہ۔ (صحیح بخاری)

۲۔ وانہ کان یریٰ من خلفہ کما یریٰ من امامہ | اور آپ جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے والوں کو بھی دیکھتے تھے۔
(صحیح بخاری)

۳۔ وانہ کان یریٰ فی اللیل فی الظلمۃ کما یریٰ بالنہار والضوء | اور جس طرح آپ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے اسی طرح آپ رات کی تاریکی میں بھی دیکھتے تھے۔

۴۔ ھل ترون قبلتی ھھنا فواللہ ما یخفی علی خشوعکم الی لاراکم | کیا تم دیکھتے ہو کہ ہمارا رخ سامنے کی جانب ہے، لیکن خدا کی قسم! مجھ سے نہ تمہارا خشوع اور نہ تمہارا رکوع پوشیدہ رہتا ہے

Marfat.com

مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ   میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔   (صحیح بخاری)

اللہ اللہ! مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کی نگاہ پاک کی کیا ہی شان ہے کہ دل و دماغ کا کوئی راز بھی پوشیدہ نہیں ہے کسی انسان کی ایسی حقیقت بین نگاہ اور کسی فیکٹری کی باریک بین مشین جو انسان کے کے دل و دماغ کے تصورات و خیالات کو نگاہِ نبوت کی طرح عیاں دیکھ سکے۔

اس نگاہِ نبوت پہ لاکھوں سلام

۵۔ شاہدِ کائنات فخرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے اندر نماز کے مصلّے پر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے اسی مقام پر جنّت و دوزخ کے مناظر دیکھے حالات: جنّت ساتویں آسمان پر دوزخ زمینوں کی تہ میں واقع ہے لیکن نگاہِ نبوت بیک وقت دونوں کو دیکھ رہی ہے اور قرب و بُعد کے تمام مراحل ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

۶۔ رات کی تاریکی میں اور سنّاٹے میں قریشی نوجوانوں کا ایک فوجی دستہ بنی کنانہ پر حملہ کرتا ہے۔ بنی کنانہ کا رئیس اس عالم پریشانی میں معاہدہ کے مطابق جناب محمد رسول اللہ کو امداد کے لئے پکارتا ہے۔ ادھر مکّہ کی وادیوں میں مظلوموں کی فریادیں بلند ہوتی ہیں اُدھر تین سو میل دور مدینہ منورہ کی قدسی فضاؤں میں اس کی پذیرائی ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ کے باشندے خواب نوشین کی راحت فرمائیوں میں مست و مدہوش پڑے ہیں پچھلے پہر کا مقدس اور لاہوتی وقت انوار و برکات کی بارش کر رہا ہے۔ اسی

Marfat.com

سہانی گھڑی میں کاشانۂ نبوت کی حیات بخش تنہائی میں فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد کے لئے وضو کر رہے ہیں کہ دفعتاً وضو ترک کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بنی کنانہ کی بستیوں کی طرف منہ کر کے پکارتے ہیں لبیک لبیک میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ زبانِ نبوت سے نکلی ہوئی یہ غیبی آوازیں جنت بدوش ماحول میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہیں۔ رفیقۂ نبوت جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں آقا! ہمارا اللہ اس سہانے وقت میں کس سعادتمند انسان کی پکار کی پذیرائی ہوئی ہے۔؟ فرمایا ام سلمہ! قریش نے غداری کی اور بنی کنانہ پر اچانک حملہ کر دیا۔ بنی کنانہ کے مظلوم مجھے امداد کے لئے پکار رہے ہیں میں ان کی دلجوئی کر رہا ہوں۔ کہ محمد! معاہدہ کی رو سے ہر وقت امداد کو حاضر ہے

اللّٰہُ اکبر! مدینہ طیبہ کے بوریہ نشین شہنشاہِ نبوت کی پیغمبرانہ بصارت و سماعت کا کیا عالم ہے کہ رات کی تاریکی میں سینکڑوں میل دور کا واقعہ جنگ پیش نظر ہے۔ ظالم و مظلوم دونوں سامنے ہیں۔ اور مظلوموں کی کمزور فریادیں کانوں سے ٹکرا رہی ہیں سہ

خلق کے دادرس، سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

۔۔ غزوہ موتہ کے لئے جب مدینہ منورہ سے اسلامی لشکر روانہ ہوا تو محبوبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کا جھنڈا اپنے محبوب غلام زید بن حارثہ کو عنایت فرماتے ہوئے فرمایا۔ جب شہید ہو تو یہ امانت (حضرت) جعفر کو سونپی جائے۔ جب وہ بھی شہید ہوں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ اس اہم خدمت کو انجام دیں۔ جب وہ شہید ہو جائیں تو

Marfat.com

مسلمان متفقہ طور پر جس کو چاہیں اپنا سپہ سالار بنالیں یہ سرداری کے متعلق ترتیبی ارشادات درحقیقت آنے والے واقعہ کا تفصیلی بیان تھا۔ خداوند ذوالجلال کا عظیم الشان پیغمبر جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہی نتیجہ جنگ سے باخبر تھا۔ چنانچہ حق و باطل کے اس خونی معرکہ میں پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی پھر جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو سپرد ہوا وہ بھی جب علم نبوت پہ نثار ہو چکے تو لشکر کی قیادت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سنبھالی جب وہ بھی جام شہادت نوش فرما گئے تو مسلمانوں نے اتفاق رائے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر منتخب کیا۔

واقعہ کا یہ پہلو قابل غور ہے کہ عین اس وقت جب مدینہ طیبہ سے سینکڑوں کوس دور شام کی سرحد پر اسلام و کفر کی جنگ ہو رہی تھی، اور اللہ تعالیٰ کا جلیل القدر پیغمبر اپنی مسجد پاک کے منبر پر جلوہ فرما تھے۔ دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور حاضرین کو آگاہ فرما رہے تھے کہ فوج کا جھنڈا زید نے لے لیا۔ وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے لے لیا۔ وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر سے عبداللہ نے لے لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے، تو اب (سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ) خالد بن ولید نے علم سنبھالا ہے اُن کو فتح و نصرت سے نوازا گیا۔ (صحیح بخاری)

یوں معلوم ہوتا ہے کہ شام کا میدانِ جنگ نگاہوں کے سامنے ہے مسافت بعیدہ پہاڑ اور ریگستانوں میں سے کوئی چیز دیکھنے میں حائل نہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فوجیوں کی نقل و حرکت کا ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور حاضرین کو وہاں کے حالات سے مطلع فرما رہے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد قاصد فتح کا پیغام لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا ہے اور

Marfat.com

بیانِ نبوت کے ایک ایک حرف کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔

۸۔ کسی غزوہ میں ایک مجاہد قتل ہوا۔ ساتھیوں میں سے کسی نے آکر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آقا یا رسول اللہ آپ کا جان نثار فلاں سپاہی شہید ہوگیا۔ ارشادِ گرامی ہوا۔ یہ نا ممکن ہے۔ اس کے لئے شہادت کی سعادت کہاں۔ تم اس کو مقتولوں کی صف میں دیکھ رہے ہو۔ اور میری نگاہوں نے اس کو دوزخ کے قیدخانہ میں دیکھا ہے۔ کیونکہ مالِ غنیمت میں سے اس نے ایک چادر چرائی تھی (جامع ترمذی باب ما جاء فی الغلول)

۹۔ ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کا قاصد آپ کا پیراہن لیکر مصر کے دارالحکومت سے عازمِ کنعان ہوتا ہے۔ ادھر سینکڑوں میل دور شام کی شاداب وادیوں میں حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے نورانی خلعت کدہ میں تشریف فرما ہیں اور پیراہن یوسفی کی دلاویز خوشبو سے اپنی شام جاں کو معطر کر رہے ہیں۔ اور اپنے پوتوں کو یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ	بلاشبہ میں (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو سونگھ رہا ہوں

(یوسف ۹۴)

۱۰۔ جب شیخ الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ تعمیر کعبہ مکرمہ سے فارغ ہوئے تو روح الامین خداوند جلیل کا یہ پیغام لے کر بارگاہ خلیلی میں حاضر ہوئے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ	اے ابراھیم! لوگوں کو اس پاک گھر کی زیارت کے لئے پکارو

عرض کی یا ربی! میں کس طرح انسانوں کو دعوت دوں وادی غیر

Marfat.com

ذی زرع میں کھڑا ہوا ہوں چاروں طرف سربفلک پہاڑ ہیں میری آواز کو کون سنے گا۔ ارشاد ہوا۔ لوگوں کو زیارت کے لئے پکارنا تمہارا کام ہے اور ان کے کانوں تک آواز کو پہنچا دینا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے جبل بو قبیس پر تشریف لے گئے علامہ صاحب جمل لکھتے ہیں۔

خفضت الجبال راسها ورفعت له القرى فنادى فى الناس بالحج فاجابه كل شىء

دنیا کے تمام پہاڑوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں جبل بو قبیس بلند سے بلند تر ہو گیا۔ اور تمام شہر نگاہوں کے سامنے ہو گئے آپ نے نسل انسانی کو اپنی الہامی زبان میں پکارا

يا ايها الناس ان ربكم بنى بيتا واوجب عليكم الحج اليه فاجيبوا ربكم فاجابه كل من كتب له ان يحج من اصلاب الرجال وارحام الامهات لبيك اللهم لبيك ـ

اے لوگو! تمہارے پروردگار نے تمہاری عبادت کے لئے ایک قبلہ بنایا ہے اور تم پر اس کا حج فرض کیا ہے لہذا حج کو آؤ۔ جن سعادتمند انسانوں کے مقدر میں حج کی سعادت تھی انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا۔

لبيك اللهم لبيك الہی۔ ! ہم تیرے بندے تیرے پاک گھر کی زیارت کے لئے حاضر ہیں۔ (تفسیر جلالین)

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے دل و دماغ کے روحانی ٹیلی ویژن براڈ کاسٹنگ مشین سے نشر کی ہوئی آواز آنافاناً کائنات انسانی کی بلندی

Marfat.com

دلنشینی میں پھیل گئی۔ عام دنیا میں تمام انسانوں نے اور عالم اخروی میں تمام روحوں نے اس قدسی آواز کو سُنا اور اُس کا واضح مضمون سمجھا اور جن کی قابلِ رشک قسمت میں اس پاکیزہ گھر کی زیارت تھی انہوں نے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے اپنی حاضری کا اقرار کیا۔ یہ اُسی شوق اور وارفتگی کی دبی ہوئی چنگاری ہے کہ ہزاروں انسان سفر کی کٹھن منزلیں طے کرتے ہوئے ہر سال اس معظم مقام پر حاضر ہوتے ہیں اور نیاز آگیں سجدوں سے اپنی جبینِ نیاز کو نورانی بناتے ہیں

کہوں میں اور کس سے درد اپنا یا رسول اللہؐ

خدا کے بعد رتبہ ہے تمہارا یا رسول اللہ
ہوا تم سا، نہ کوئی اور ہوگا یا رسول اللہ

تمہارے دامنِ دولت سے وابستہ ہے کل عالم
تمہارے دم سے ہے سارا کرشمہ یا رسول اللہ

تمہارے واسطے حق نے بنایا دونوں عالم کو
تمہی دونوں جہاں کے ہو وسیلہ یا رسول اللہ

تقرب کے جہاں تک تھے مدارج وہ ملے تم کو
بچشم سر خدا کو تم نے دیکھا یا رسول اللہ

نیاز و ناز کی باتیں ہوئیں کیا کیا نہ خلوت میں
دُوئی کا درمیان میں تھا نہ پردہ یا رسول اللہ

تمہارے نام سے ہوتی ہے دل میں اک خوشی پیدا
عجب نامِ خدا ہے نام والا یا رسول اللہ

تمنا جس کو ہو، چُومے وہ جاکر سنگِ اسود کو
ملے مجھ کو تیرے مرقد کا بوسہ یا رسول اللہ

تمہی دارین کے ملجا، تمہی کونین کے ماویٰ
کہوں میں اور کس سے درد اپنا یا رسول اللہ

چھٹرا کر کشمکش سے اب بلالو تم مدینے میں
دکھا دو اب تو تم مجھ کو مدینہ یا رسول اللہ

مدینے کی گدائی ہو کہیں سلطاں کو حاصل
ملے بہرِ حسن اس کو یہ رتبہ یا رسول اللہؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا مفتی سلطان حسن خان تلمیذِ رشید علامہ فضل حق خیرآبادی

Marfat.com

إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ط

بیشک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانے والا

عرش پہ ہے تری گذر دلِ فرش پہ ہے تری نظر
ہے انہیں کے نور سے سب عیاں ہے انہیں کے جلوہ میں سب عیاں
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں
ہے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں

اکابر علماءِ اسلام و بزرگانِ دین اور آئمہ اہلِ سنّت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیاتِ حقیقی زندہ اور حاضر و ناظر ہیں۔ ملکوت و ملک آپ کے پیش نظر ہے اور آپ کی نورانیت اور روحانیت اور خدا داد علم و تصرف کی تمام کائنات میں جلوہ گری ہے۔ اور کوئی مقام و کوئی شے آپ سے بعید و مخفی نہیں ہے۔ آپ جب چاہیں، جہاں چاہیں، جتنے مقامات پہ چاہیں بیک وقت تشریف فرما ہوتے، اور اپنے غلاموں کو اپنے دیدار و فیوض و برکات سے نوازتے ہیں۔

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی (جن کے سر پہ متحدہ ہندوستان میں علم حدیث کی تبلیغ و اشاعت کا سہرا ہے)
فرماتے ہیں "علماءِ امت میں سے اس مسئلہ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی ہیں، اور تمام امت کے اعمال پہ حاضر و ناظر ہیں۔ اور جو طالب

Marfat.com

حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع و توجہ کرے آپ اس کو فیض پہنچاتے اور اس کی تربیت فرماتے ہیں۔

مکاتیب برحاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۵۵

نیز فرماتے ہیں کہ " حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے زمین و آسمان و جنت کے پردے اٹھا دیئے گئے ہیں۔ جہات ستہ (مشرق، مغرب، شمال، جنوب، بالا و پست) حضور کے لئے ایک ہی حکم میں ہیں۔ (اور آپ بیک وقت ان سب کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم شریف کو ایسی قدرت عطا فرمائی ہے کہ زمین و آسمان میں جس جگہ چاہیں بعینہ یا جسم مثالی کے ساتھ تشریف فرما ہوں۔

(مدارج النبوت جلد ا ص ، جلد ۲ ص ۲۹)

اس حقیقت کو ذہن نشین فرمانے کے بعد اب اس مسئلہ میں مزید دلائل ملاحظہ کریں۔

آیات مبارکہ :- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (۲ - ۱۴۳)

اور اسی طرح ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔ اور یہ رسول تم پر گواہ ہوں۔ (پ ۲ ع ۱) مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں کہ احادیث میں وارد ہے۔ کہ جب پہلی امتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعویٰ کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی۔ اس وقت آپ کی امت انبیاء کے دعویٰ کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اپنے (قیامت تک کے) امتیوں کے حالات سے پورے

Marfat.com

واقف ہیں اُن کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے ۔'' (حاشیہ قرآن شبیر احمد عثمانی ص۲۷)

اس آیت کریمہ اور احادیث و تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے تمام اُمتوں کے تمام حالات سے پورے واقف ہیں ۔ اور اسی واقفیت کی بناء پر آپ اُمت کے گواہ ہونگے ۔ کیونکہ آپ بفضل و عطاءِ خداوندی ہر شخص و تمام امت کے جملہ اعمال و حالات کو اپنے نورِ نبوت سے دیکھتے اور ملاحظہ فرماتے ہیں ۔ چنانچہ مفسر قرآن شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہما اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نورِ نبوت کے ساتھ ہر دیندار کے دین پر مطلع ہیں کہ کس درجہ تک پہنچا ہے، اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے، اور اس کی دینی ترقی میں کونسی رکاوٹ ہے ۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امت کے ایمان کی حقیقت، دین کے درجات، اچھے اور بُرے ظاہری اعمال اور اخلاص و نفاق کی دلی کیفیات کو جانتے ہیں ۔ لہٰذا آپ نے صحابہ کرام، بعض تابعین امام مہدی وغیرہ حاضرین غائبین کی جو فضیلت اور بعض حاضرین غائبین منکرین کی جو مذمت بیان فرمائی ہے ۔ اُن سب پر یقین کرنا واجب ہے، (کیونکہ آپ نے یہ سب کچھ اپنے مشاہدہ و نورِ نبوت سے دیکھ کر بیان فرمایا ہے نیز ہر فردِ اُمت کے اعمال روزانہ حضور کی بارگاہ اقدس میں پیش ہوتے ہیں کہ فلاں شخص نے آج یہ کام کیا فلاں نے وہ کیا ۔ تاکہ حضور سب کی گواہی دیں ۔'' تفسیر عزیزی فارسی و اُردو ترجم ص۲۹۶، تفسیر روح البیان جلد۱ ص۲۴۸)

اس نفیس و ایمان افروز تحقیق سے واضح ہو گیا ۔ کہ تمام امت ہمہ وقت

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب و پیش نظر ہے اور کوئی شخص چاہے کسی زمانہ و ملک کا رہنے والا ہو۔ فرداً فرداً ہر ایک کے ظاہری و باطنی اعمال و حالات حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالے نے آپ کو شہید اور قیامت کے دن سب پر گواہ مقرر فرمایا ہے۔ اور یہی شان ہے حاضر و ناظر ہونے کی جو اللہ تعالے نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا "پس کیا حال ہوگا (اُن کافروں کا) جب لائیں گے ہم آپ کو ان سب پر گواہ" (پ ۵، رکوع ۳) اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر نبی اپنی امت کے ایمان و کفر اور نیک و بد کا گواہ ہوگا۔ اور ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب امتوں کی گواہی دیں گے۔ اس آیت کریمہ میں پہلی آیت سے بھی زیادہ حضور کی عظمت و شان کا مظاہرہ اور نور نبوت کی روشنی کا بیان ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں صرف اپنی اُمت پر حضور کی گواہی کا بیان تھا۔ اور اس آیت میں گذشتہ تمام اُمتوں پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ فرمایا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جیسے حضور اپنی امت کے اعمال و حالات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اسی طرح پہلی اُمتوں کے احوال و اعمال بھی حضور کے پیش نظر ہیں۔ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ "انبیاء سابقین جیسا اپنی اپنی امت کے کفار و فساق کے کفر و فسق کی گواہی دیں گے تم بھی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کی بداعمالی پر گواہ ہو گے جس سے ان کی خرابی اور بُرائی خوب محقق ہو گی۔۔"

(حاشیہ قرآن شبیر احمد عثمانی ص ۱۰۹) ـــ تفسیر نیشاپوری میں بھی اسی

Marfat.com

کے تحت فرمایا۔

"لِاَنَّ رُوْحَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَرْوَاحِ وَالْقُلُوْبِ وَالنُّفُوْسِ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِيْ"

یعنی حضور کے سب پر گواہ بنائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ حضور کی رُوحِ انور تمام جہان میں ہر ایک کی رُوح ہر ایک کے دل اور ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے۔ (اور کوئی رُوح کوئی نفس، کوئی دل ان کی نظر مُبارک سے اُوجھل نہیں)

اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میری روح کو پیدا فرمایا۔ (لہٰذا عالم میں جو کچھ ہوا سب حضور کے سامنے ہی ہوا، اور اسی مشاہدہ کے سبب آپ کو سب پر شاہد و گواہ بنایا گیا) اس آیت کریمہ سے حضور کے مقام کی بلندی گواہی کی جامعیت اور حاضر و ناظر ہونے کی شان کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم!

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

"بیشک (اے نبی)، ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سُنا تو الا (پ۲۶، رکوع ۹) اس آیت مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا شاھد، نیکوں کو جنت کی خوشخبری اور گنہگاروں کو دوزخ کا ڈر سُنانے والا فرمایا گیا۔ لفظ سے شاہد شہود و شہادت سے اسم فاعل ہے اور اس کے معنی ہیں " حاضر و ناظر" چنانچہ مفردات راغب و دیگر لغات میں ہے الشھود والشھادۃ الحضور مع المشاھدۃ

Marfat.com

بالبصر او بالبصیرہ۔
"یعنی شہود شہادت کا معنیٰ حاضر اور آنکھ یا دل کی بینائی کے ساتھ ناظر ہونا ہے۔"

(مفردات ص ۲۶۹) گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہا جاتا ہے، کہ وہ موقع پر حاضر ہوتا ہے، اور مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔

نماز جنازہ میں:۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا۔

جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں بھی شاہد کا معنیٰ حاضر و ناظر ہے۔ اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے جہان کی طرف مبعوث ہیں۔ اس لئے آپ سارے جہان کے شاہد جملہ مخلوق پر حاضر و ناظر اور بروز قیامت سب لوگوں کے اعمال و احوال کے گواہ ہیں۔

تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ اِلَیْھِمْ ای تراقب احوالھم وتشاھد اعمالھم۔" یعنی جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں ہم نے آپ کو اُن پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا کہ آپ اُن کے احوال کی نگہداشت اور اعمال کا مُشاہدہ فرماتے رہیں۔" اسی روح المدنی میں مثنوی شریف میں منقول ہے۔ ؎

در نظر بودش مقامات العباد ۔ زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

(یعنی۔" چونکہ تمام بندوں کے مقامات حضور کی نظر میں ہیں اور آپ انکا مشاہدہ فرماتے ہیں، اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کا نام شاہد رکھا ہے۔")

Marfat.com

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت فرمایا :-

"چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی پہلی مخلوق ہیں، اس لیے اس کی وحدانیت کے شاہد (گواہ) ہیں ۔ اور ارواح، نفوس اجرام، ارکان، اجسام و معدنیات، نباتات، حیوانات، فرشتے، جن شیطان اور انسان وغیرہ جتنی چیزیں عدم سے وجود میں آئیں، حضور ان سب کے شاہد (مشاہدہ فرمانے والے) ہیں تاکہ آپ پر رب تعالیٰ کے افعال کے اسرار اور عجائب و غرائب قدرت مخفی نہ رہیں ۔ اور اس بات میں کوئی آپ کا شریک نہیں ہے ۔ اسی لیے حضور نے فرمایا :-

عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْن ۔ جو کچھ ہوا، اور جو کچھ ہونیوالا ہے اور جو کچھ ہوگا، مجھے اس کا علم ہے ۔"

اور یہ اس لیے کہ حضور نے کل (مخلوق) کا مشاہدہ فرمایا، اور ایک لحظہ بھی اُن سے غائب نہیں ہوئے ۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش و حالات، ابلیس کے اوّل و آخر واقعات، حضرات انبیاء، مرسلین اور اُن کی اُمتوں کے جملہ معاملات کے بھی حضور شاہد ہیں ۔ اور ان کے متعلق تمام علوم آپ کو حاصل ہیں ۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔ (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۱۸) علامہ نبہانی و علامہ حلبی علیہما الرحمۃ نے بھی لفظِ شاہد سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا بیان فرمایا ہے ۔ (جواہر البحار صفحہ ۴۹)

احادیث شریفہ :- حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

"تحقیق اللہ نے دُنیا میرے سامنے فرمادی (حجابات اٹھا دیئے) کہ فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا

Marfat.com

انظرُ الیٰ کفّی ھٰذِہٖ جلیاناً مِّنَ اللہِ جَلَّاہُ لِنبیہٖ۔

"پس دُنیا میں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس روشنی کے سبب سے جو اللہ نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی (الحدیث)

(طبرانی، خصائص کبریٰ، مواہب الدنیہ جلد ۲ صـ۹۳)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کو میرے لئے سمیٹا۔

فَرَاَیتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا۔ پس میں نے زمین مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔" (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم صـ۵۱۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جب تم میں سے کوئی نماز میں (تشہد کے لئے) بیٹھے تو اُسے چاہیئے کہ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ (آخر تک) پڑھے۔" (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم صـ۸۵)

اس ارشاد کے مطابق ہر ملک و ہر صدی کے مسلمان پر واجب ہے کہ وہ نماز میں بصیغہ خطاب و حاضر حضور کی بارگاہ میں اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ عرض کرے۔

رسول پاک کو اپنی اُمت کو یہ طریقۂ سلام تعلیم فرمانے سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و موجود ہیں۔ اور ہر جگہ اپنے غلاموں کا سلام سُنتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح ندا و خطاب کے ساتھ بلا واسطہ سلام اُس کو

Marfat.com

کیا جاتا ہے جو کہ مخاطب و حاضر موجود ہو، اور سلام سن رہا ہو، اور اگر ایسا نہ ہو تو اس طرح کسی کو سلام کیا جاتا ہے اور نہ ہی ایسا کہنے کا کوئی مطلب بنتا ہے۔ اسی لئے محققین عارف باللہ حضرات نے اس مقام پر فرمایا کہ "موجودات کے ذرّات میں حقیقت محمدیہ کے سریان اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ممکنات کو احاطہ فرمانے کے اعتبار سے حضور ہر نمازی کی ذات میں حاضر و موجود ہوتے ہیں۔ اور حضور کے اس حاضر و موجود ہونے کی بناء پر حضور کی بارگاہ میں بصیغۂ خطاب

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

عرض کیا جاتا ہے یعنی "سلام ہو آپ پر اے حاضر و ناظر نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں"۔ پس نمازی کو چاہیئے کہ اس نکتہ سے آگاہ ہو اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و موجود ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ اسے قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار کا نور و فیض حاصل ہو۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص۴۰۳، مکاتیب بر اخبار الاخیار ص۲۱۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔۔۔ "جب بندہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی چلے جاتے ہیں، تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے (اور) دو فرشتے (منکر نکیر) اس کے پاس آکر اسے بٹھاتے ہیں۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) فرماتے ہیں:۔ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ۔ تو ان کے متعلق کیا کہتا ہے۔۔۔؟ پس اگر مومن ہو تو بندہ آپ کی عبدیت و رسالت کی شہادت دیتا ہے، اور اگر کافر و منافق ہو تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔" (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ص۲۵)

Marfat.com

حضرات علماء کرام فرماتے ہیں کہ ھٰذا الرجل میں ھذا اسم اشارہ ہے اور یہ اپنے حقیقی معنی کے طور پر حاضر قریب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ کوئی شخص چاہے کسی وقت کہیں بھی مدفون ہو، بطور امتحان رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلوہ اُسے دکھایا جاتا ہے اور وہ حضور کے رخ پُرنور کو دیکھتا ہے اور یہ وہ حقیقت ہے کہ جس میں مرد مومن کے لئے بہت بڑی بشارت ہے۔"

(قسطلانی شرح بخاری - جواہر البحار ص۵۸۴)

احادیث معراج کا واقعہ ہر مسلمان کے پیش نظر ہے کہ شب معراج حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنی قبور میں تشریف فرما ہونے کے باوجود بیت المقدس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اور اس کے بعد مختلف حضرات نے ساتوں سماؤں میں دوبارہ آپ سے ملاقات فرمائی۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی، امام شعرانی و علامہ نورالدین حلبی جیسے اکابر نے فرمایا کہ احادیث معراج سے مسئلہ حیات النبی الانبیاء کے علاوہ ان حضرات کا بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہونا ثابت ہے اور ہمارے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ "امام الانبیاء" ہیں، اس لئے آپ کا حاضر و ناظر اور بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہونا بدرجۂ اولیٰ واضح و ظاہر ہے (جواہر البحار ص۴۸۰)

(کتاب الیواقیت جلد۲ ص۳۰)

یارب میری نس نس بولے یا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
سونے والے رب کو سجدہ کرکے سو۔ کیا خبر اُٹھے نہ اُٹھے تو صبح کو

Marfat.com

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ .... الحدیث

حضورِ آقائے دوجہاں کے اخلاقِ کریمانہ

(مصورِ فطرت، حضرت خواجہ حسن نظامی)

جس طرح ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام رسولوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے اسی طرح آپؐ کے اوصاف و خصائل سب پیغمبروں سے اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام، قرآن شریف میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور وصف بھی وہ بیان کیا گیا ہے، جو تمام اوصاف کی جان ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔ اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ...... کہ حسنِ خلق ایسی شاندار چیز ہے کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ اوصاف میں اس کا شمار ہوا۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسنِ خلق کی فضیلت میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کو ذیل میں قلم بند کر کے بدخُلقی کی برائی کو لکھا جائے گا، اور اس کے بعد بتایا جائے گا کہ حسنِ اخلاق کیا چیز ہے؟ احمد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ''.... میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ عمدہ اخلاق کو پورا کروں .... ا'' (مفہوم)

ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے.... سب سے

Marfat.com

بھاری چیز جو میزانِ عمل میں رکھی جائے گی وہ خدا سے ڈرنا اور خوش خلقی ہو گی! (مفہوم)

ایک دفعہ کسی نے آپؐ سے دریافت کیا "دین کیا چیز ہے --؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا "خوش خلقی" (مفہوم) اس شخص نے آپؐ کے داہنی طرف آکر یہی سوال کیا اور یہی جواب پایا' یہاں تک کہ چاروں رُخ سے پوچھا اور ایک ہی جواب پایا۔

ایک اور آدمی نے دریافت کیا "اعمال میں افضل کیا چیز ہے -؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا.... حسنِ خلق۔" (مفہوم)

کسی نے دریافت کیا۔" باعتبار ایمان کون افضل ہے۔ ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا..... جو خلق میں سب سے اچھا ہے......" (مفہوم)

طبرانی نے "مکارم الاخلاق" میں بروایتِ حضرت ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اگر تم لوگوں سے دولت میں نہیں بڑھ سکتے تو خندہ پیشانی اور خلقِ حسن میں بڑھ جاؤ.....! (مفہوم)

حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے ایک دفعہ آپؐ نے ارشاد فرمایا... اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوبصورت بنایا ہے۔ اپنے خلق بھی خوبصورت بنا لو....." (مفہوم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دُعا فرماتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِی فَحَسِّنْ خُلُقِی! الٰہی! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے تو میرا خلق بھی اچھا بنا.......! (مفہوم)

آپؐ سے کسی نے دریافت کیا" بندہ کو سب سے اچھی کیا چیز دی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ "خلقِ حسن...." (مفہوم) آپ نے ارشاد فرمایا ہے

Marfat.com

قیامت کے دن زیادہ محبوب اور میرے قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ (مفہوم)

آپؐ نے ارشاد فرمایا — "خوش خُلقی گناہ کو اس طرح گھلاتی ہے۔ جس طرح دھوپ برف کو گھلا دیتی ہے۔ (مفہوم)

حضرت رسول اللہؐ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے کسی نے دریافت کیا نحوست کیا چیز ہے۔ ؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا..... بد خلقی.. (مفہوم)

آپ نے ارشاد فرمایا..... بدخُلقی اعمال نیک کو اس طرح خراب کر دیتی ہے۔ جس طرح سرکہ شہد کو بد مزہ کر دیتا ہے۔! (مفہوم)

آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے.. . بدخلقی ایسا گناہ ہے۔ جو کبھی بخشا نہیں جائے گا.... "بدخلق آدمی دوزخ کی تہ میں ڈالا جائے گا.. (مفہوم)

خوش خُلقی یہ ہے کہ کشادہ پیشانی رہے۔ دولت کو خرچ کرے اور کسی کو ایذا نہ دے۔

خوش خلقی کی یہ علامت ہے کہ نہ آدمی خود کسی سے دشمنی کرے نہ کوئی اس سے خصومت رکھے۔ اور مفلسی و تونگری میں خلقت اس سے راضی رہے۔ مخلوق کی ایذا سے باز رہنا اور مشقتوں کا سہنا خوش خلقی ہے۔

غربت کی شان سے لوگوں کے قریب رہنا خوش خُلقی ہے۔

خوش خلقی تین چیزوں میں ہے، محرمات سے بچنا۔ حلال روزی کا تلاش کرنا' اور عیال پر زیادہ خرچ کرنا۔

خُلق کی تعریف یہ ہے کہ انسان سے افعال بآسانی' بلا فکر و تامل و صادر ہوں۔ اگر وہ افعال' عقلاً و شرعاً عمدہ ہیں تو خوش خلقی ہے'

Marfat.com

ورنہ بدخلقی ہے۔ خلق کسی فعل کا نام نہیں ہے۔ بہت سے آدمی طبیعت کے اعتبار سے نرم ہوتے ہیں مگر مفلسی کے سبب سخاوت نہیں کر سکتے یا بعض آدمیوں کی طبیعت بخیل ہوتی ہے۔ لیکن ریاکاری سے خرچ کرتے ہیں۔ جس طرح ظاہری جسم کا حسن، محض آنکھوں یا صرف رخساروں کی موزونیت سے مکمل نہیں کہلاتا۔ جبتک کہ کل جسم کے اعضا موزوں نہ ہوں اسی طرح خوش خلقی، جو انسان کا باطنی حسن ہے چار چیزوں سے مکمل ہوتی ہے۔

ایک قوت علم۔ دوسرے قوتِ غضب۔ تیسرے قوتِ خواہش چوتھے قوتِ عدل ان چاروں طاقتوں کا درجۂ اعتدال پر ہونا ضروری ہے۔ خوش خلقی کے لئے علمی طاقت کی ضرورت اس لئے ہے کہ آدمی اس کے سبب اپنے اعمال اور عقائد میں راست کردار ہو جاتا ہے اسی طرح سے غضب اور شہوانی طاقت پر غالب ہونا محاسنِ اخلاق کے لئے لازمی ہے اور یہ قابو قوتِ عدل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح انسان سے ظاہری جسم کی اصلاح ناممکن ہے اسی طرح اس کے لئے باطنی درستی بھی دشوار ہے۔ بونا آدمی کوشش سے دراز قد نہیں بن سکتا۔ کالا رنگ گورا نہیں ہو سکتا۔ بدصورتی، خوبصورتی سے نہیں بدل سکتی۔ ایسے ہی جس کی سرشت میں کج اخلاقی ہے وہ تدبیر سے خوش اخلاق نہیں بن سکتا۔ مگر یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اوّل تو یہ بعض جسمانی مثالیں اس مسئلہ پر کما حقہٗ صادق نہیں آتیں، دوسرے محققینِ اخلاق نے اس کلیہ کو بھی غلط ثابت کر دیا ہے اور جسم کے وہ عوارض، جسم کی صحت ناممکن مانی گئی ہے۔

Marfat.com

نئی نئی تدبیروں سے گم ہوتے جارہے ہیں۔

بدخلقی بدل جانا فطرت سے ثابت ہے، درندے جانور، انسان کی تربیت سے اپنی خونخوار خصلت کو بھول جاتے ہیں تو خود انسان دوسرے انسانوں کی تربیت سے اصلاح پذیر کیوں نہ ہو سکے گا؟ بعض آدمی تو پیدائشی نیک اور خوش خلق ہوتے ہیں۔ لیکن جن کی عادت ابتدا سے بدخوئی اور تنگ مزاجی کی ہوتی ہے۔ وہ بھی خوش خلق بن سکتے ہیں۔ جس کی سب سے آسان ترکیب خوش اخلاق لوگوں اور بزرگانِ دین اولیاء اللہ کی صحبت ہے۔ یہ امر مسلّم ہے کہ صحبت کا اثر تمام تعلیمات سے بڑھ کر ہے۔ ملنے جلنے کی تاثیر سے آدمی میں انسانیت پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے مشائخ عظام نے حسنِ صحبت کو تصوف کی درس گاہ مانا ہے۔ جس کو خوش خلقی سیکھنی ہو۔ یا کسی دوسرے کو خوش خلق بنانا ہو تو چاہیے کہ ایک ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے جو خوش اخلاقی کا مکمل نمونہ ہو۔

خوش خلقی کی ذہن نشین تعلیم ایک انسانِ کامل کی اخلاقی مثال کے بغیر دشوار ہے، اس واسطے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کی چند مثالیں معتبر و مستند کتب سے اخذ کر کے لکھی جاتی ہیں۔ مشائخ صوفیاء ان مثالوں کو توجہ اور غور سے ملاحظہ فرمائیں اور اپنے متکبرانہ اخلاق کی تبدیلی میں متوجہ ہوں۔

حضرت رسول مقبول، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ بیمار کی عیادت کو خود تشریف لیجاتے تھے، غلام کی دعوت منظور کر لیتے تھے۔ پاپوش مبارک کی مرمت کر لیتے تھے۔ کپڑوں میں پیوند لگا لیتے تھے اپنے

Marfat.com

گھر والوں کے کام میں شریک ہو کر خود کام کرنے لگتے تھے۔ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے، صحابہ کو تکلیف نہ دیتے تھے بلکہ جو کام خود نہ کر سکتے تھے اس کو دوسرے سے کرانا برا تصور فرماتے تھے۔

ایک شخص آپؐ کے پاس آیا۔ وہ آپؐ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا..... "تم کیوں مجھ سے ڈر رہے ہو؟ میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو قریش کی ایک عورت کا لڑکا ہوں، جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی.....! (مفہوم)

آپؐ کا دستور تھا کہ آپؐ اپنے اصحابؓ میں اس طرح سے مل جل کر بیٹھتے تھے کہ اجنبی آدمی آپؐ کو پہچان نہ سکتا تھا۔

ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کیا "میں آپؐ پر قربان جاؤں تکیہ لگا کر کھانا نوش فرمایا کیجئے۔ تاکہ تکلیف نہ ہو..... تو آپ نے ارشاد فرمایا "میں اسی طرح کھانا کھاؤں گا۔ جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھوں گا، جیسا کہ بندہ بیٹھتا ہے۔!.. (مفہوم)

آپؐ کے اصحاب میں سے یا اور کوئی آدمی آپؐ کو پکارتا تو آپؐ جواب میں لبیک فرماتے تھے۔

جس قسم کی بات کا آپؐ کے اصحابؓ میں پہلے سے ذکر ہوتا تھا تو آپ بھی اسی کے متعلق باتیں کرتے تھے۔

سوائے حرام اور ناجائز امور کے اور کسی بات میں اصحابؓ کو زجر و توبیخ نہ فرماتے تھے، آپ غریبوں میں بیٹھتے تھے، مساکین کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔ جو لوگ اخلاق میں افضل ہوتے تھے ان کا احترام

Marfat.com

فرماتے تھے، جو آپ کے سامنے عذر کرتا تھا، اس کا عذر ضرور قبول کر لیتے تھے۔ خوش طبعی فرماتے تھے، مگر جھوٹ کو قریب نہ آنے دیتے تھے۔ کسی کو مفلسی و بیماری کے سبب حقیر نہ جانتے تھے۔ کسی بادشاہ سے اس کی دینوی شوکت و شان کے سبب خوف نہ کرتے تھے۔

آپؐ نے کبھی کسی عورت یا نوکر کو لعنت نہیں کی، اگر آپؐ سے کہا جاتا کہ کسی کے لئے بددعا کیجئے تو آپؐ اس کو دعا دیتے تھے۔

جو لوگ آپؐ کے پاس آتے تھے ان کی خاطر اور تعظیم فرماتے تھے قرابتداروں کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے تھے، جس تکیہ کے سہارے آپؐ تشریف رکھتے تھے آنے ..... والے کو وہ تکیہ عنایت فرماتے تھے کہ اس کے سہارے بیٹھو۔ اگر وہ عذر کرتا تھا تو اصرار کر کے تکیہ کے سہارے اسے آرام سے بٹھاتے تھے۔ ہر شخص سے ایسا برتاؤ کرتے تھے کہ وہ یہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اور کسی پر اتنی مہربانی نہیں ہے۔

یہ آپؐ کے حسن اخلاق کا مجمل سا بیان ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسلمان بالخصوص صوفیاء کرام جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی و تقلید کو مقصودِ حقیقی تصور کرتے ہیں۔ آیا واقعی اس قسم کے اخلاق رکھتے ہیں۔

یا کچھ فرق و تفاوت ہے؟ اب تو مشائخ کی صحبتیں متکبر امراء کے درباروں سے بڑھ کر پائی جاتی ہیں۔ جہاں غرباء اور کم حیثیت لوگوں کو کوئی نہیں پوچھتا اور جو معمولی بات چیت ایسی درشتی سے کرتے ہیں کہ سننے والا خواہ مخواہ مکدر ہو جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اب فقراء میں اگلے وقت کے بزرگوں کی سی تاثیریں نہیں پائی جاتیں، نہ پہلا سا قال ہے نہ

Marfat.com

حال۔ ہر چیز میں آسمان زمین کا فرق پڑ گیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائے کہ آقائے نامدار، مرشدِ حقیقی حضرت رسول العرب والعجم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق سے سبق حاصل کریں اور یورپ کی خود غرضانہ زندگی میں اسلامی صداقت کے اخلاق کا زندہ نمونہ نمودار ہو، تاکہ روحانیت کی پیاسی دنیا اسلامی چشمۂ حیات سے سیراب ہونے کو آگے بڑھے۔

مصلحِ اعظم کی دنیا میں ولادت ہو گئی

مصلحِ اعظم کی دنیا میں ولادت ہو گئی — آگیا دورِ اماں کا فور ظلمت ہو گئی
ایک ہی جھونکا بس آیا تھا ہوائے صدق کا — یک بیک خاموش شمعِ کفر و ظلمت ہو گئی
نیرِ اعظم نمایاں یوں ہوا فاران سے — آشکارا بت پرستی کی حقیقت ہو گئی
بجھ گئے آتشکدے تو سرنگوں بت ہو گئے — جب محمدؐ کی ولادت باسعادت ہو گئی
آپؐ ہیں ختمِ رسالت، آپؐ ہیں ختم الرسل — آپ ہی پر ختم ہر شانِ ہدایت ہو گئی
آپؐ ہی نے تو دکھائی سب کو راہِ مستقیم — آپؐ ہی کی خلق، مرہونِ ہدایت ہو گئی
آپؐ ہی کے یہ بلند اخلاق کا اعجاز ہے — دشمنِ جاں کو بھی دم بھر میں محبت ہو گئی
آخری دم تک رہا اصلاحِ انساں ہی کا غم — آپؐ ہی پر ختم، غمخواری و شفقت ہو گئی
وہ عرب کی سرزمیں پہلے جو تھی دار المحن — آپؐ کے پائے مبارک ہی سے جنت ہو گئی
اُس مصیبت آشنا نے پائی ہر غم سے نجات — آپؐ کی جس بے نوا پر بھی عنایت ہو گئی
میرا ایماں ہے اسے دیدارِ مولا ہو گیا — جیتے جی جس کو محمدؐ کی زیارت ہو گئی
ذوقِ جلوہ! تو ہی اب لے چل مدینے کی طرف — انتہائے بیکسی سے غیر حالت ہو گئی
اب فضائے دہر جوہر! راس آ سکتی نہیں — دل کو سرکارِ مدینہؐ سے محبت ہو گئی

(صاحبزادہ سید محمد محی الدین دہلوی)

Marfat.com

صفات وذات ہیں آئینہ صفاتِ رسول
حدِ شمار سے زائد ہیں معجزاتِ رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ایمان پرور معجزات

سفر ہجرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ام معبد کے خیمہ پر ہوا جو بہت بوڑھی تھی اور خیمہ کے سامنے بیٹھی رہتی تھی۔ راہ گیروں کو پانی پلاتی کھجوریں وغیرہ بھی فروخت کر لیا کرتی تھی۔ اس سفر میں حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہٗ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم " ردیف تھے اور اونٹ پر حضور کے پیچھے بیٹھے تھے۔ دوسری اونٹنی پر ایک اور رفیق سفر تھے۔ یہ مختصر ترین مبارک قافلہ ام معبد کے خیمہ پر آرام کرنے کے لئے ٹھہر گیا، بڑھیا سے پوچھا کہ اس کے پاس کچھ کھانے پینے کے لئے ہے ؟ اس نے جواب دیا نہیں، اگر کچھ ہوتا تو میں خود ہی پیش کر دیتی۔"

ام معبد کے بھائی حبس بن خالد کا بیان ہے کہ خیمہ میں ایک دبلی کمزور بکری کھڑی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے متعلق دریافت فرمایا تو ام معبد نے جواب دیا "کہ یہ کمزور بہت ہے، ریوڑ کے ساتھ نہیں چل سکتی اس لئے یہاں کھڑی ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔" اگر اجازت ہو تو ہم اسے دودھ لیں، ام معبد نے کہا اگر آپ کو دودھ مل جائے تو دوہ لیجئے۔"

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ایک بڑا برتن لاؤ" اور پھر بسم اللہ کہہ کر بکری سے دودھ نکالنا شروع کیا، اسی لاغر و کمزور بکری نے جس کو چراگاہ تک جانا دشوار تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اتنا دودھ دیا کہ برتن بھر گیا اور سب کو دودھ پلایا گیا، دوبارہ پھر دودھ نکالا گیا اور پھر برتن بھر گیا، جب سب لوگ سیراب ہو گئے تو آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا، اسی بکری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہ بارہ پھر دودھ نکالا اور اس دودھ کو گھر والوں کے لئے چھوڑ دیا اور آپ روانہ ہو گئے۔ (مفہوم)

"صحیح مسلم" میں روایت ہے کہ حضرت ام مالک کے گھر گھی کی ایک کپی تھی وہ اس میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھی نکال کر بھیجا کرتی تھی انکی عادت تھی کہ جب بچے ان سے گھی مانگتے تو اسی کپی میں سے گھی نکال کر انہیں بھی دیا کرتی تھیں۔ مدتوں یہی طریقہ جاری رہا، یہاں تک کہ ایک روز ام مالک نے اس کپی کو نچوڑ لیا، اس واقعہ کے بعد سے اس میں سے گھی نہ نکلا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر تم کپی کو نچوڑ نہ لیتیں تو اس میں سے تم ہمیشہ اسی طرح گھی نکالتی رہتیں ۔۔۔" (مفہوم)

منصف ابن ابی شیبہ مسند امام احمد معجم، طبرانی، ورطبقات ابن سعد میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے روایت کی ہے کہ ایک بار ان کے والد جہاد پر گئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معمول بنالیا کہ ان کے گھر تشریف لاتے اور ان کی بکری کا دودھ دوہ جاتے، آپ کی برکت سے اس بکری میں سے اتنا دودھ نکلنے لگا کہ گھر کا سب سے بڑا برتن دودھ سے بھر جاتا تھا، لیکن جب خباب رضی اللہ عنہ جہاد سے واپس آئے اور انہوں نے اسی بکری کا دودھ نکالا تو اتنا ہی نکلا جتنا پہلے اس بکری کا نکلا کرتا تھا "۔ (مفہوم)

Marfat.com

صحیح بخاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ۱۳۰ صحابہ کرام رضؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے ایک منزل پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "کسی کے پاس کچھ کھانے کو ہے؟" ایک صحابی کے پاس تقریباً دو سیر آٹا تھا وہی اس نے بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ وہ آٹا گوندھ لیا گیا تو ایک آدمی ریوڑ لیے ہوئے وہاں آ پہنچا، اس سے ایک بکری خرید لی گئی، بکری کی کلیجی آگ پر بھونی گئی اور آپ کے حکم سے کچھ کلیجی تمام رفقائے سفر میں تقسیم کر دی گئی۔ جسے سب نے نقل کے طرز پر کھایا پھر وہی کلیجی دو بڑے برتنوں میں نکالی گئی۔ اور تمام صحابہ کھانے کے لئے بیٹھ گئے سیر ہو کر کھایا۔

مجھے روضہ پر بلوا لیجئے اب یارسول اللہ

مدینے میں پہنچ ہو گی مری کب یا رسول اللہ
یہی میں سوچتا ہوں ہر گھڑی اب یارسول اللہ

مجھے روضے پہ بلوا لیجئے اب یارسول اللہ
نہیں اس کے علاوہ کوئی مطلب یارسول اللہ

محبت آپ کی اور ہیں اب یارسول اللہ
یہی ہے میرا ایمان امیرا مذہب یارسول اللہ

مشرف کیجئے جلدی مدینے کی زیارت سے
مچلتا ہے مرے پہلو میں دل اب یارسول اللہ

زمانے میں دلوں پر جنکی ہیبت چھائی رہتی ہے
گدا ہیں آپکے وہ شاہ بھی اب یارسول اللہ

مٹی ہیں کلفتیں میری، ملی ہیں راحتیں مجھ کو
ہوئی ہے آپکی چشم کرم جب یارسول اللہ

ہمیشہ آپ کے در سے مری نسبت رہے قائم
نہ دولت چاہتا ہوں میں نہ منصب یارسول اللہ

مری خاطر بھی ہو حسن کرم کی نور افشانی
ستاروں سے ہو روشن دامن شب یارسول اللہ

جبین دل پہ ہیں عارف نقوش کعبہ طیبہ
زباں پر ہے مری ہر وقت یا رب یارسول اللہ

عارف زیبائی

Marfat.com

معجزات

حضور آقائے دو جہاں کی پیشین گوئیاں

حضور پُر نور حبیب رب غفور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا حصر و حساب فہم انسانی سے بالاتر ہے۔ مضمون میں صرف وہ معجزات اہل نظر کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب اور کمال وسعت علم کا ظاہر کرنیوالے ہیں اور جن کا ذکر حضور کی احادیث میں موجود ہے۔

احادیث نبویہ کی تدوین و ترتیب، محدثین و محققین کی وہ پاکیزہ خدمت ہے جس کا اجر و ثواب اُن مقدس نفوس کو اللہ تعالیٰ قیامت تک مرحمت فرماتا رہے گا۔ تیسری صدی ہجری میں احادیث نبوی کتابی صورت میں مرتب ہو کر تمام دنیائے اسلام میں مروج و مشتہر ہوئیں۔ اور وہ پیشینگوئیاں محدثین کی وفات کے بہت زمانہ گزرنے کے بعد وقوع پذیر ہوئیں۔

غزوۂ ہند کی پیشینگوئی ۲۹۲ سال بعد ظہور پذیر ہوئی۔ سُنن نسائی اور بیہقی میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کئے گئے ہیں قال وعدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ الہند۔ وعدہ فرمایا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان ہندوستان میں غزا کریں گے۔

حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا سالِ ولادت ۲۱۵ھ اور وفات ۳۰۳ھ ہے۔ ہندوستان میں سلطان محمود غزنوی نے ۳۹۲ھ میں بہ نیت جہاد حملہ کیا۔ یعنی سننِ نسائی کی اشاعت کے تقریباً ایک صدی گزرنے کے

Marfat.com

بعد حضور علیہ السلام کی پیشنگوئی غزوۂ ہند پوری ہوئی۔ کتب اسلامیہ میں ہند کی تصریح یہ کی گئی ہے کہ جو ممالک دریائے اٹک کے اس پار ہیں وہ ہند کہے جاتے ہیں اور دریائے سندھ کے پار رہنے والوں کو ہند کی مناسبت سے ہندو کہا گیا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں حدیث درج ہے۔

لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من الحجاز تضیٔ اعناق الابل ببصریٰ

ترجمہ: قیامت نہیں آئے گی جب تک حجاز میں ایسی آگ نمایاں نہ ہو گی جو بصریٰ کے اونٹوں پر اپنی روشنی ڈالے گی۔

حضور کی اس پیشین گوئی کا ظہور یکم جمادی الثانی ۶۵۴ھ کو ہوا حجاز کے پہاڑی سلسلوں میں سے ایک پہاڑ ہے جو مدینہ طیبہ کے قریب تھا۔ آتش فشانی شروع ہوئی۔ ۲۰ جمادی الثانی کو زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوئے تیسری تاریخ کو زلزلہ کی رفتار نے شدت اختیار کی۔ چوتھی تاریخ کو زلزلہ کے ساتھ گرج کی ہیبتناک آوازیں پیدا ہوئیں۔ پانچویں تاریخ کو زمین سے آسمان تک غلیظ اور تاریک دھوئیں کی چادر چھا گئی اور آگ کے شعلے فضا میں بلند ہونے لگے۔ پہاڑ کے پتھر پگھل پگھل کر بلندی سے زمین تک گرنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سرخ دہکتے ہوئے شعلوں کا آبشار پہاڑ سے زمین پر گر رہا ہے۔ مدینہ منورہ اور گردو پیش کی تمام آبادیاں خوف و دہشت کے باعث گھروں سے نکل نکل کر مسجدِ نبوی میں پناہ گزیں ہونا شروع ہوئیں۔ آگ کا رخ تیزی کے ساتھ مدینہ طیبہ کی جانب تھا۔ شب جمعہ کو ان ہزاراں ہزار پریشان حالوں خانماں بربادوں نے مسجدِ نبوی میں خشوع و خضوع کے ساتھ نوافل و مناجات میں شب بیداری کی۔ اور بارگاہِ نبوت میں اپنی التجائیں پیش کیں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت میں تموج پیدا ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے آگ کا رخ مدینہ کی طرف سے پھیر دیا۔ اس معجزہ نمایاں

Marfat.com

کے ساتھ دوسرا معجزہ یہ تھا کہ اس قدر قریب آتش فشاں پہاڑ پھٹا تھا۔ مگر مدینہ طیبہ میں نسیم بہارِ جنت اپنے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکوں کے ساتھ دلوں کو تازہ رکھنے میں مشغول تھی۔

مورخین نے عینی شہادت پر اس واقعہ کے متعلق کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ حضرت امام شیخ صفی الدین علیہ الرحمۃ صدر مدرس مدرسہ بُصریٰ چشم دید شہادت دیتے ہیں کہ جس روز اس آتش فشاں پہاڑ کی آگ کا ظہور حجاز میں ہوا ہے اُسی شب میں بُصریٰ کے بدوی قبائل نے آگ کی روشنی میں اپنے اپنے اونٹوں کو بُصریٰ سے دیکھا اور ان کو شناخت کیا۔ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵۶ھ میں اور حضرت امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمۃ نے ۲۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی اشاعت تمام بلادِ اسلامیہ میں ان کی مقبولیتِ عامہ کے باعث دونوں اماموں کی زندگی میں ہو چکی تھی جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ پیشین گوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شیخین حدیث کی وفات سے چار سو سال بعد پوری ہوئی یہ ہے حضور کا علم غیب کہ ساڑھے چھ سو سال کے بعد ہونے والے واقعہ کا اظہار اس طرح فرمایا جاتا ہے۔ جیسے حضورؐ اس کو بیان کرتے وقت ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

صحیحین شریفین کی ایک اور پیشین گوئی ملاحظہ فرمایئے، ارشاد ہوتا ہے۔

لاتقوم الساعۃ حتی تقاتلوا الترک صغار الاعین حمر الوجوہ ذلف الانوف کان وجوھھم المجان المطرقۃ۔

قیامت قائم نہ ہوگی (چند باتوں کے بعد فرمایا) جب تک تم ان ترکوں سے جنگ نہ کرو گے جو چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہرے والے چپٹی ناک والے

Marfat.com

ہونگے ان کے چہرے ڈھال کی طرح چوڑے ہونگے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وسیع علم کے ذریعہ تاتاری ترکوں کے حلیہ کا صاف اور صریح الفاظ میں ذکر فرمایا۔ تاریخی بصیرت رکھنے والے اس عظیم ترین تاریخی واقعہ کو بخوبی جانتے ہیں کہ فتنۂ تاتار کے بانی ہلاکو خاں نے دنیائے اسلام کو اپنے ہلاکت خیز حملوں سے اس منزلِ سخت وصعب تک پہنچا دیا تھا۔ جہاں سلطنتِ اسلامیہ کے پاش پاش ہو جانے میں کوئی شک باقی نہیں رہا تھا خلافتِ بغداد اور شکوہِ خراسان اسی فتنۂ عظیمہ کے نذر ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو پورا فرمایا اور تاتاری خونریزوں کا سارا زور ایشیائے کوچک میں ہمیشہ کے لئے شکستِ عظیم کے ہاتھوں قعرِ جہنم میں غرق ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

ایک دوامی پیشین گوئی صحیحین سے اور سنئے اور حضور کے علم پر قربان ہو جائیے۔

۲۰ رمضان المبارک ۸ھ کو مکہ معظمہ فتح ہوا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ العظیم میں جلوہ افروز ہیں۔ اعلانِ عام ہے جو بیت اللہ میں آجائے اس کو پناہ ہے۔ بیت اللہ کی کنجیاں دستِ اقدس میں ہیں۔ اہل مکہ منہ تک رہے ہیں کہ دیکھئے شیبی خاندان نے جو اذیتیں اور تکلیفیں حضور اور اصحابِ حضور کو ہجرت سے قبل پہنچائی ہیں اس کی پاداش سرکارِ رسالت سے کیا دی جاتی ہے مگر وہ رؤف ورحیم آقا وہ رحمۃ للعالمین تاجدار شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کلید برادرانِ کعبہ کو اپنے قریب طلب فرماتے ہیں۔ چہرۂ مبارک پر بشاشت وشادمانی لب ہائے اطہر پر تبسم کی فراوانی قربان ہو رہی ہے۔ زبانِ حق ترجمان سے ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

خذھا خالدۃ تالدۃ لا ینزعھا منکم الا ظالم۔ لو یہ کنجی سنبھالو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا۔ مگر وہی جو ظالم ہوگا۔

۸ھ کے بعد ۱۳۶۵ سال گزر چکے کیا کیا انقلاب اس دوران میں نہ ہوئے مگر دنیا آجتک دیکھ رہی ہے کہ کلیدِ کعبہ انہیں حضرات کے خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلی آرہی ہے جن کو حضور نے کلید برداری کعبہ کی خدمت سپرد فرمائی تھی۔ اس ایک پیشین گوئی کا تجزیہ کیا جائے تو تین پیشین گوئیاں سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ خاندانِ ابو طلحہ کا قیامت تک باقی رہنا اور انکی نسل کو بقائے دوام کی عزت حاصل ہونا۔ دوسرے کلیدِ بیت اللہ کی حفاظت اور خدمتِ کلید برداری کا ہمیشہ انہیں سے متعلق رہنا تیسرے شیبی خاندان سے کلیدِ کعبہ چھیننے والا دنیا کا ظالم شخص ہوگا۔

یزید نے اپنی چند روزہ حکومت کے زمانہ میں اس خاندان کو چند روز کے لیے کلیدِ کعبہ سے محروم کیا۔ مگر اس کا حشر بھی دنیا نے دیکھ لیا آج تک یزید ہی وہ شخص ہے جس پر شیطان کی طرح ہر گوشہ عالم میں لعنت و مذمت کی جاتی ہے۔

یہ چند وہ پیشین گوئیاں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزاتِ علم غیب کے سلسلے میں پیش کی جاتی ہیں۔ اور جن کو دنیا کی کوئی طاقت غلط ثابت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

نعت بحضور سرور کونین ؐ

جو نبی پاکؐ کا غلام ہوتا ہے ۔۔۔ اُس کا اعلیٰ مقام ہوتا ہے
جھوم اٹھتی ہے کائنات بھی سب ۔۔۔ ذکرِ خیر الانام ہوتا ہے
حاصل زندگی ہیں وہ لمحے ۔۔۔ جب مدینہ مقام ہوتا ہے
شاہِ کون و مکان کے در کا گدا ۔۔۔ مرجع خاص و عام ہوتا ہے
درِ اقدس پہ جا کے عابدؔ کا ۔۔۔ دیکھئے کب سلام ہوتا ہے

Marfat.com

حضور آقائے دوجہاں سے اونٹ کی فریاد! امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ناگہاں ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور سر مبارک کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے اونٹ ٹھہر! اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لیئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے۔

ویسے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا کرے وہ نامراد نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا آقا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ فرمایا اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھانا چاہا تھا یہ انکے پاس سے بھاگ کر تمہارے نبی کے حضور فریاد لایا ہے۔

واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ ہم یونہی بیٹھے ہوئے تھے کہ اس کا مالک دوڑتا ہوا آیا۔ اونٹ نے جب اپنے مالک کو دیکھا تو اسطرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب سمٹ آیا جیسے کوئی کسی کے دامن کی پناہ لیتا ہے۔ اس کے مالک نے عرض کیا آقا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارا اونٹ ہے تین دن سے بھاگا ہوا تھا آج حضور کے پاس یہ ملا ہے۔ سرکار نے فرمایا، سنتے ہو! اس نے ہمارے حضور نالش کی ہے اور بہت ہی بری نالش ہے۔ اس نے پوچھا: آقا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کیا کہتا ہے۔

فرمایا! یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا۔ موسم گرما میں اس کی پیٹھ پر اسباب لاد کر تم اسے سبزہ زاروں میں لے جاتے اور موسم سرما میں گرم مقامات کی طرف کوچ کرتے۔

جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے سانڈ بنا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت سے اونٹ کر دئیے جو چراگاہوں میں چرتے پھرتے ہیں۔ اب جو یہ شاداب برس گزار آیا تو تم نے اسے ذبح کر کے کھا لینا چاہا۔ وہ بولے آقا یا رسول اللہ

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ٹھیک ہی کہتا ہے۔ بالکل ایسا ہی واقعہ ہوا۔

پھر حضور رحمت دو عالم نے ارشاد فرمایا کہ نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے۔

وہ بولے: تو آقا یا رسول اللہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نہ اسے ذبح کریں گے نہ اسے بیچیں گے فرمایا: غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اب میرے پاس یہ اپنی فریاد لایا ہے تو میں زیادہ مستحق ہوں کہ اسکی فریاد کو پہنچوں اور اس پر ترس کھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت تو منافقین کے دل سے نکال لی ہے اور اہلِ ایمان کے قلوب میں اسے بھر دیا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ سو درہم میں مالک سے خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا: اے اونٹ! چلا جا تو اللہ عزوجل کیلئے آزاد ہے۔ یہ سنکر وہ خوشی سے جھومنے لگا اور حضور کے گوش مبارک کے قریب اپنا منہ لے جا کر تین بار ایک عجیب آواز نکالی ہر بار حضور نے آمین کہی۔ چوتھی بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آبدیدہ ہو گئے۔

صحابہ نے دریافت کیا آقا یا رسول اللہ! اس نے اپنی زبان میں کیا کہا؟ فرمایا پہلی بار اس نے یہ دعا کی: یا نبی اللہ! اسلام و قرآن کی طرف سے خدا آپ کو بہترین جزا عطا کرے میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپکی اُمت سے بھی اسی طرح خوف دور کر دے جس طرح آج آپ نے میرا خوف دور کیا ہے میں نے کہا آمین۔

پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت کو باہمی خونریزی سے بچائے۔ اس پر مجھے رونا آ گیا۔ کیونکہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب سے مانگ چکا ہوں سب مرادیں قبول ہوئیں لیکن پچھلی مراد مانگنے سے مجھے روک دیا گیا اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے خدا کا یہ پیغام مجھ تک پہنچایا کہ قلم چل چکا ہے میری امت خود اپنی ہی تلوار سے فنا ہو گی۔ (الامن والعلی)

پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت کا خون انکے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے حتی وہ انہیں دنیا سے فنا نہ کر سکیں جس طرح آپ نے میرا خون محفوظ فرما دیا۔ میں نے کہا آمین۔

Marfat.com

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ معراج ایک ایسا اہم واقعہ ہے جو انسانی فہم و فراست کو غرق حیرت کر دیتا ہے۔

معراج کے متعلق اہل علم و عقل کے طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں انہیں یقین نہیں آتا کہ بشر اپنے مادی جسم کے ساتھ عرش پر پہنچ سکتا ہے انہیں اعتبار نہیں ہوتا کہ فضا و خلاء سے انسان گزر سکتا ہے ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا دور و دراز سفر چشم زدن میں کیسے طے ہو گیا۔ ان کی فہم سے دور ہے کہ ایک انسان آسمانوں سے کیسے گذر سکتا ہے۔

ان تمام باتوں کا جواب دینے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ایسے زمانے میں جب کہ انسان اپنی دماغی کاوشوں، آلات اور جہاز کے ذریعے چند گھنٹوں میں ہزاروں میلوں کا سفر طے کر لیتا ہے اور جب کہ زمین کے بسنے والے ماہتاب تک سفر کر سکتے ہیں۔ جبکہ آن کی آن میں انسانی آواز مشرق سے مغرب تک پھیل جاتی ہے اور ایک انسان ایک لمحہ میں دور دراز کے مقامات کا مشاہدہ کر لیتا ہے ٹیلیویژن کے ذریعہ انسان کا فوٹو چند لمحوں میں آسکتا ہے جب ہوائی جہاز ہزار ہا ٹن وزن اٹھا کر دوڑے دوڑے پھرتے ہیں، روس کا مصنوعی چاند دنیا کے گرد سفر کرے، ابھی حال ہی میں چاند پر کچھ بلند ہی انسانوں نے اپنے قدموں کے نشان چھوڑے ہیں ان سے آج ہر چہار طرف تحسین و آفریں کا غل مچا ہوا ہے پھر یہ کہنا کہ حضور سید خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم راتوں رات مکہ سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے سموات کی سیر نہیں فرما سکتے، اگر موجودہ دور ارتقاء میں راکٹ ہزاروں میل فی گھنٹہ اڑ سکتے ہیں اور انہیں زمین پر بیٹھنے والا کنٹرول کر سکتا ہے تو خالق ارض و سموات جس کی قدرتیں اور

Marfat.com

طاقتیں سب سے اعلیٰ و بالا ہیں وہ اپنے نوری محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سراقدس سے لے کر تا قدم نوری ہی نور تھا، مکہ سے مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمانوں کی سیر کے لیے راتوں رات بلا لینے کی قوت رکھتا ہے۔ وہ اللہ جو ساری کائنات کو چلاتا ہے تو اپنے پیارے محبوب ﷺ اور اس کی سواری کو کنٹرول نہیں فرما سکتا۔ ہو سکتا ہے نظام اوقات کو اس وقت روک دیا گیا ہو۔ آپ کی حکومت کسی غیر ملکی معزز مہمان کی آمد پر ٹریفک کا نظام کنٹرول کر لیتی ہے جو جہاں ہے وہیں رک جائیں۔ سڑک پر آمد و رفت بند ہے جب تک مہمان شاہی کی سواری نہ گزر جائے کسی کو اس مقام سے گزرنے کی اجازت نہیں ہوتی

شب معراج بھی ایک عزیز مہمان کی آمد آمد تھی وہ جس کے لیے افلاک کا شامیانہ تنا گیا۔ زمین کا یہ فرش بچھایا گیا۔ تو وہ مہمان عزیز سر عرش بریں آنے والا تھا۔ حکم ہوا وقت کی رفتار تھم جائے۔ ستارے اپنی جگہ رک جائیں۔ سیارے گردش نہ کریں۔ خلا میں جو جہاں ہے وہیں ٹھہر جائے۔ جب تک ہمارے پیارے حبیب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آکر واپس نہ چلی جائے وقت کو آگے بڑھنے کی اجازت نہیں

یہ اسی اہتمام کا نتیجہ تھا کہ وہی وقت جو آپ ﷺ کی روانگی پر تھا آپ کی سواری آنے تک برقرار رہا۔ بلاشبہ اس نے ایسے مقام تک بلایا جہاں براق و رفرف اور جبرئیل علیہ السلام بھی نہ جا سکے۔ سفر کرنے والا شمس و قمر ستاروں کی تیا گرد ناریں کو عبور کرتا ہوا سفر ختم کرتا ہے نہ عقل مانع نہ اجرام فلکی اس مسافر کی راہ میں حارج ہو سکتے ہیں۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی سیادت اور امامت کا جو خاص منصب عطا فرمایا ہے اس کا ایک منظر تو میدان حشر میں سب کے سامنے آئے گا کہ شفاعت کبریٰ کے لیے کوئی رسول و نبی آگے بڑھنے کی ہمت نہ کریگا۔ صرف سید الانبیاء شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم ہی یہ کام انجام دے سکیں گے۔ اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ اسی سیادت و قیادت کا ایک اہم منظر اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

دنیا میں بصورت اسریٰ معراج دکھایا ہے معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آیات بنیات وا حادیث نبوی اس قدر واضح ہیں کہ انکے قیل وقال کا کوئی موقعہ نہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کی یہ ترقی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں کل اس کا شمار ناممکنات میں تھا۔ آج وہی ناممکنات ممکن ہوچکی ہے جس سائنس کی روشنی میں تم واقعہ معراج کی صحت سے انکار کر سکتے ہو اسی سائنس کی ترقی بتاتی ہے کہ واقعہ معراج لاممکنات سے نہیں۔ یہ جواب تو مادی نقطۂ نظر سے ہے۔ اور ان لوگوں کے لیے ہے جو مادہ کے سوا کسی کے قائل نہیں ورنہ واقعہ معراج واقعی ممکنات سے ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج نتیجہ ہے قدرت کی عنایات خاص کا اور یہ عنایات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھیں۔ یہاں ان لوگوں سے مباحثہ منظور نہیں جو خدا، قدرت خدا اور معراج کے قائل ہیں۔ وہ قدرت خدا کے ضرور قائل ہوں گے ان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا قادر ہے اور اس کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرش سے عرش پر بلاکر دوزخ وجنت کا مشاہدہ کرائے یہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے کہ وہ روحانی معراج سے مشرف کرے یا جسمانی معراج سے۔ اب بحث یہ رہ گئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج روحانی تھی یا جسمانی اس کا فیصلہ قرآن کریم کی ان آیات سے ہوتا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے عبد (بندے) کو مسجد حرام (کعبہ سے) مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرد برکت رکھی گئی ہے تاکہ آیات ربانی کا مشاہدہ ہوسکے۔

اس آیات مبارک سے معراج جسمانی کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے پاک ہے وہ ذات

Marfat.com

(یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ) جو لے گیا اپنے عبد (بندے) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

یہاں دو باتیں قابل غور ہیں۔ کون لے گیا کس کو لے گیا کا جواب اس آیت مبارک سے صاف صاف ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لے گیا۔ کون اللہ تعالیٰ جو قادر ہے قیوم ہے، ہر قسم کی کمزوری، نقص اور برائی سے پاک۔ سبحان کے معنی ہیں ہر قسم کی کمزوری، نقص اور برائی سے پاک۔ جب اللہ تعالیٰ خود لے گیا تو پھر تمام شکوک وشبہات کا ازالہ بھی ہو گیا۔

قرآن وحدیث کے مطالعے کے بعد اس میں شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ یہ معراج کا سفر صرف روحانی ہی نہیں تھا۔ بلکہ جسمانی تھا۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تقریباً ۴۵ صحابہ کرام کی مستند روایات اس پر شاہد عادل ہیں۔ قرآن کے انداز بیان الفاظ اور مضمرت سے بھی یہی کچھ ثابت ہوتا ہے۔ صرف سورہ بنی اسرائیل کی ابتدا پر جو اوپر آیت تحریر کی گئی ہے غور کر لیا جائے تو مدعا واضح ہو جائے گا۔

سب سے پہلے سبحان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یہ لفظ عربی میں اس مقام پر لایا جاتا ہے جہاں کوئی عظیم الشان واقعہ بیان کرنا مقصود ہو۔ "سبحان" اللہ تعالیٰ کا اسم مقدس ہے اور عربی زبان کا مصدر ہے۔ اردو میں بھی عام طور پر اس کا استعمال عام طور پر وہاں ہوتا ہے جہاں کسی خاص قدرت، ندرت یا کرم کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے سبحان تیری قدرت۔ اگر بات اتنی ہی کہنی تھی کہ ہم نے اپنے محبوب پاک کو خواب دکھایا تو اس کے لئے "پاک ہے وہ ذات" کا ٹکڑا الگ اور بے جوڑ ہے۔ آناً فاناً نیند کے عالم میں لاکھوں، کروڑوں میل کا سفر کرنیوالے خواب روزانہ ہم ایسے عاصیوں کو نصیب ہو رہے ہیں اور اس میں مسلم وغیر مسلم تک کا امتیاز نہیں پھر ایک ایسی بات کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس طرح تمہید سے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس تمہید سے ظاہر ہے کہ واقعہ بظاہر ناممکن الوقوع تھا۔ لوگوں کو اس پر حیرت و استعجاب لازم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بیان کرنے سے پہلے ہی کہہ دیا کہ تمہیں تعجب تو ہے مگر یہ بھی اور جھو

Marfat.com

کہ جس ذات نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سفر کرایا ہے کیا کوئی بات اس کے لیے محال اور مشکل ہے:

سبحان کے بعد لفظ "اسریٰ" استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں سیر کرائی یہ صیغہ ماضی ہے۔ اس کا مصدر ہے "اسرا" اس مصدر سے قرآن مجید میں امر کا صیغہ "اسرا"، سورۂ طٰہٰ، سورۂ شعراء، سورۂ دخان، سورۂ ہود میں مذکور ہے اور ہر جگہ اس سے مراد رات کے وقت جسم و روح کے ساتھ سفر کرنے کے ہیں۔

"اسریٰ" کے بعد "عبد" کے مفہوم پر غور فرمائیے۔ یہ بھی قرآن مجید میں ہر جگہ مجموعہ جسم و روح کے لیے استعمال ہوا ہے۔ صرف روح یا صرف جسم کے لیے نہیں۔
بات جو قابل غور ہے وہ "عبد" کا لفظ ہے۔ عبد کہتے ہیں انسان مع جسم و روح کو صرف روح کو "عبد" نہیں کہا گیا۔ قرآن مجید میں لفظ عبد بندے کے معنی میں استعمال ہوا ہے یا غلام کے معنی میں۔ جہاں عبد کے معنی بندے کے ہیں وہاں بشر یعنی جسم و روح مراد ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں ہے:
اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡهٰی عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی ط (یعنی کیا تم اس کو نہیں دیکھتے جو بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یعنی اگر تم کو شک ہے اس وحی میں جو ہم نے نازل کی ہے اپنے عبد پر۔ اور مرکزِ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا "قلب اطہر ہے" "نَزَّلَ عَلٰی قَلۡبِکَ" ظاہر ہے دل جسم کا حصہ ہے روح کا جزو نہیں۔ سورۂ والنجم میں ہے "فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِهٖ مَاۤ اَوۡحٰی" یہاں بھی عبد سے مراد روح و جسم دونوں کا مجموعہ ہے۔ صرف روح کے لیے کہیں عبد کا لفظ نہیں آیا۔ نہ کلام مجید میں اور نہ اہل زبان کی تقریر و تحریر میں جہاں بھی لفظ عبد آیا ہے وہاں انسان مع جسم و روح کے لیے اس لیے یہ کہنا

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج روحانی تھی کسی طرح صحیح نہیں اگر معراج روحانی ہوتی تو عبد کا لفظ نہ ہوتا۔ روح کا لفظ ہوتا جب روح کا لفظ نہیں ''عبد'' کا لفظ ہے تو پھر معراج روحانی کیسے کہی جا سکتی ہے ثابت ہوا کہ جب معراج سے وہ عبد کامل مشرف ہوا تو یہ معراج اکیلی روح کی نہیں تھی بلکہ جسم و روح دونوں کی تھی۔

اگر یہ واقعہ محض ایک خواب ہوتا تو قرآن کو اس کے لیئے فِتۡنَةً لِلنَّاسِ ''یعنی لوگوں کے لیئے ایک آزمائش ہے'' کے الفاظ لانے کی ضرورت نہ تھی۔ خواب میں دور دور کا سفر لمحوں میں طے کر لینا ایسی بات نہیں جو ایمان واسلام کے امتحان کا باعث بن جائے مگر تاریخ بتاتی ہے کہ واقعہ معراج جب حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی صبح کو مکہ والوں کے سامنے بیان کیا تو کفار نے اعتراض کرنے اور مذاق اڑانے کی حد کر دی۔ غرض بہت سے انکار اور مذاق کے بعد فیصلہ یہ ٹھہرا کہ اچھا اگر آپ بیت المقدس تک ہو آئے ہیں تب آپ اس کی عمارت کے نشانات مسجد کی ترکیب اور ہیئت اور مینارے اور برجوں کی تعداد بتایئے اور آپ سے بیت المقدس کی عمارتی جزئیات کے بارے میں طرح طرح کے سوالات کیئے۔ وہاں واقعہ سچا تھا نظر سب کچھ بتا رہا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیت المقدس کے سچے نشانات سن کر کافر خاموش اور ناچار ہوئے۔ پس اس غیبی واقعہ کو مکہ کے کافر منکروں نے بھی تسلیم کر لیا۔

اگر یہ واقعہ محض خواب کی دنیا سے متعلق ہوتا تو اس سوال وجواب کی نوبت نہ آتی اور نہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کر کے صدیق کا لقب پاتے۔

سوال: معراج شریف میں اوّل مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر واقع ہوئی۔ پھر بیت المقدس سے آسمانوں تک۔ خاص مکہ ہی سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر کیوں نہ بلایا۔ اس میں کیا حکمت ہے۔

Marfat.com

جواب: اللہ تعالیٰ کے کام حکمت کے ہوتے ہیں ۔ آسمانوں پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا بہت سے تعلیم یافتہ لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا ۔ بھلا مکہ کے جاہل قریش کے ان پڑھ کس طرح سمجھ سکتے تھے ۔ لیکن جب پہلا حصہ معراج شریف کا زمین اور موجودہ دنیا میں واقع ہوا ۔ اس واقعہ کی تصدیق قریش کے جاہلوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی مسجد کے نشانات ، علامات ، برج اور کنگرے سیڑھیاں اور صحن ساری مسجد کی صورت پوچھ کر اپنا اطمینان کر لیا ۔ اور جان لیا کہ بیشک حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم آج رات کو بیت المقدس تک ضرور گئے ۔ پس موجودہ زمین کا معراج کامل طور پر ثابت ہو گیا ۔ پھر آسمانی معراج کے انکار کی کوئی وجہ باقی نہ رہی ۔ سوال آسمانی معراج میں کیا حکمت تھی ۔ جواب آسمان پر کروڑہا ملائک ایسے ہیں جو کسی طرح زمین پر نہیں آ سکتے تھے ۔ اور جناب سید المرسلین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بے حد مشتاق تھے ۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرتے تھے ۔ کہ الٰہی ہمیں بھی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرما دے ، حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتوں آسمانوں تک بلایا ۔ ملائک کو آپکی زیارت سے مشرف فرمایا ۔ اب جو شرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صحابہ کا حاصل ہے وہی ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کو حاصل ہے نیز جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے زمین کو مشرف فرمایا تھا اسی طرح آسمانوں کو آپ کے قدموں سے مشرف فرمایا ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ معراج کا سال بارہواں سال تھا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سال معراج بڑی سلطنت لازوال ہے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور بڑی دولت تھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ۔ نماز کی نعمت اس میں ملی ۔ جنت کی کنجی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معراج میں عطا ہوئی ۔ اسی طرح ایسی ایسی ہزارہا نعمتیں آپ کو ملیں ۔

Marfat.com

تاریخ الخمیس میں ہے کہ معراج کی تاریخ ستائیس رجب پیر کا دن تھا رجب کا مہینہ اس لیے خاص ہوا کہ سال کا شروع یعنی ماہ محرم شریف اس امت کے لیے شروع اسلام سے متبرک ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ذی الحجہ کا مہینہ بھی نہایت مبارک تھا۔ ٹھیک وسط سال میں کوئی مہینہ ایسا متبرک نہ تھا اس لیے رب العزت نے درمیان سال یعنی ماہ رجب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا مرتبہ عطا فرما کر یہ سارا مہینہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے مبارک بنایا۔ اب یوں خیال فرمائیے کہ قدرت الٰہی اور رحمت نامتناہی نے سال کے دوران کو تین زبردست مہینوں پر تقسیم کیا۔ اول سال میں ماہ محرم الحرام کا مہینہ متبرک۔ درمیان میں رجب المرجب آخر میں حج کا مہینہ پھر ہر ایک حصہ کے درمیان جو کچھ خالی رہا تھا اس کو بڑے بڑے رحمتوں کے مہینے سے مالا مال فرمایا ماہ محرم اور رجب شریف کے درمیان ربیع الاول شریف کا مہینہ داخل کیا۔ جو حضور نبی کریم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کا مہینہ ہے ماہ رجب سے ذی الحجہ کے حصہ میں شعبان المعظم اس کے بعد رمضان المبارک کو داخل فرما کر سارے سال کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ہر روز روز عید اور ہر رات کو شب برات بنایا۔ سبحان اللہ بحمدہ سبحان العظیم۔

مسلمانو! معراج جسمانی یہ ایک جلیل معجزہ اور ایک عظیم نعمت ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو میسر نہیں۔ معراج کی رات عطائے اسرار الٰہی کی رات تھی۔ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے اور پوشیدہ اسرار اور چھپے ہوئے راز اور علم اولین و آخرین عطا فرمائے۔ اس امت کیلئے سال بھر میں دو دن متبرک ہو چکے تھے۔ ایک جمعہ دوسرا ولادت باسعادت پیر کا دن۔ مگر رات صرف ایک ہی مبارک تھی وہ فقط شب قدر رب العزت نے آپ کی امت کے لئے ایک اور کالی رات کو انتہا درجہ نورانی فرما کر اس امت کو دی تاکہ وہ بڑے عظیم الشان نشان رحمت الٰہی کے دن کو اور رات کو دیکھ کر ان کے

Marfat.com

ذرا ذرا سے اعمال کو نیکیوں کا پہاڑ بنا کر غیروں کے سامنے لے جاتے۔ نکتہ۔ وہ رات جس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ پیر کی رات تھی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پیر کے دن کو جمعہ کے دن کے ہم پلہ کرنا منظور تھا۔ اس لیئے قدرت الٰہی نے پیر کے دن کو اتنی بزرگیاں عطا فرمائیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک پیر کے دن۔ ہجرت کا حکم پیر کے دن ہوا وفات شریف جو در اصل آپ کی اُمت کے لیے بڑے مرتبہ کا دن تھا۔ وہ واقعہ ہوا پیر کے دن جس دن کی رات معراج کے لیئے مقرر فرمائی۔ وہ پیر کا دن پس پیر کے دن کو ایسی ایسی بزرگیاں دے کر جمعہ کے قریب قریب پہنچا کر ایک ہفتہ میں پورے دو دن بزرگ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو مرحمت فرمائے۔ تاکہ دو شفیع دن کے دو شفیع رات کے اور بے شمار مہینے ہر سال میں اس اُمت کے کالے اعمال کو نورانی فرما کر قیامت کے دن اُمت کو نورٌ علیٰ نور بنا کر اغیار کے سامنے لائیں۔ نکتہ۔ قیامت کا دن وہی جمعہ کا دن ہوگا جو بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت کو ایک شفیع مل چکا ہے۔ پس جمعہ تو ان کا ہی دن ہے جب ان کے ہی دن میں قیامت آئی تب کیا غم ہے۔ پس جمعہ کا دن اس اُمت کا گواہ تھا۔ مگر گواہ دو ہونے لازم ہیں۔ اس لیئے گواہوں کے نصاب پورا فرمانے کے لیئے دوسرا دن پیر کا بزرگ گواہ اس اُمت کو دے کر نجات اور مغفرت کا پورا سامان کر دیا۔ چونکہ ننھے ننھے ذرا ذرا سے نیک عمل ان دنوں کی برکت سے نیکیوں کے پہاڑ ہو جاتے ہیں۔ یہ اس کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے۔

سوال: معراج شریف کا واقعہ مکہ معظمہ میں ہوا۔ مدینہ طیبہ میں کیوں نہ ہوا۔ **جواب:** اگر مدینہ طیبہ میں ہوتا تو بارہ منزل کی زمین جو درمیان مکہ اور مدینہ شریف کے ہے وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی برکتوں اور حضور

Marfat.com

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی شعاعوں سے محروم رہتی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض عام ہونے کے لئے مکہ شریف سے معراج ہوئی۔ دوسری بات مدینہ طیبہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ کی باتوں کو تسلیم کرنے والے لوگ بہت آباد تھے۔ اعتراض ہو سکتا تھا کہ اپنی جماعت میں جو چاہا کہہ دیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت نے تسلیم کر لیا کون مخالف تسلیم کرتا تو صداقت تھی اس لیے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں دشمن اور مقابل کثرت سے تھے وہیں یہ واقعہ پیش آیا تاکہ دشمن اعتراض کریں اور پھر روشن نشان صداقت کے دیکھ کر عاجز و ناچار ہوویں بات تو وہی ہے جس کو دشمن بھی تسلیم کرے پھر ایسا ہی ہوا کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی صبح کو واقعہ معراج کا مکہ والوں کے سامنے بیان کیا تو ایک ایک نرالی کلمہ بکو جھوٹا کہتا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قہقہہ لگاتا اور یہ کہتا تھا کہ آج تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا جھوٹ بولا ہے جو بچہ بچہ کے نزدیک ثابت ہے۔ غرض بہت سے انکار اور مذاق کے بعد فیصلہ یہ ٹھہرا کہ اچھا اگر آپ بیت المقدس تک ہو آئے ہیں۔ تب امتحاناً آپ سے بیت المقدس کے راستے کے حالات اور بیت المقدس کی مسجد کے نشانات علامات برج اور کنگرے سیڑھیاں اور صحن ساری مسجد کی صورت پوچھنا شروع کئے وہاں واقعہ سچا تھا۔ جو جو باتیں انہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھیں فوراً بتادیں۔

معراج النبیؐ کی چند جھلکیاں

(۱) ہر آدمی کی اور ہر پیغمبر کی معراج الگ الگ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات میں اشرف ترین ہیں۔ اس لئے آپ کی معراج بھی اشرف ترین ہے جو قرب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا ہے اب وہ کسی کو نہیں مل سکتا (محی الدین العربی)

Marfat.com

(۲) اولیاء کو جو معراج ہوتی ہے وہ عموماً خود اپنی ذات کے عرفان کا ایک مقام ہوتا ہے۔ (محی الدین العربیؒ)

(۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہر شے کی کوئی حقیقت ہوتی ہے تم اپنے ایمان کی حقیقت بیان کرو۔ انہوں نے آسمان کی طرف چہرہ کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ وہ دیکھئے میں عرش الٰہی دیکھ رہا ہوں۔ میں جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ رہا ہوں جنت میں میرے دوست احباب چلتے پھرتے نظر آتے ہیں حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مقام کس طرح حاصل ہوا؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کو روزہ دار رہنے اور شب کو قیام یعنی نماز پڑھنے (کشف المحجوب)

(۴) حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان تقسیم کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو مرتبہ باتیں کیں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ اپنا دیدار دکھایا (تفسیر ابن کثیر)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہیں تعجب معلوم ہوتا ہے خلّت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے تھی۔ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور دیدار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (نسائیؒ بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

(۶) رؤیا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں۔ اس دلیل سے کہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ آنکھوں کی رویت ہے خواب نہیں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت ہوئی جب راتوں رات آپؐ کو بیت المقدس لے جایا گیا (تاریخ ابن خلدون)

(۷) سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ یہ دوستی کیسی مکہ سے یہاں تک تو

Marfat.com

میرے ساتھ آئے اب آگے بڑھنے سے انکار کرتے ہو عرض کیا۔

ع اگر یک سر موئے برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد پرم (شیخ سعدی شیرازی)

(۸) موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی تمنا کی تو لن ترانی۔ تم نہیں دیکھ سکتے جواب ملا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حطیم میں استراحت فرما رہے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام دیتے ہیں۔ اور براق پر سوار کر کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ علامہ اقبال اس موقع پر فرماتے ہیں

ع تو بر نخل کلیمے بے محابا شعلہ می ریزی ٭ تو بر شمع یتیمے صورت پروانہ می آئی

(۹) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی سمجھ میں بآسانی آسکتی ہے۔ مگر جو نہ سمجھنے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں ان کا کیا علاج علامہ اقبال نے تو مسئلہ معراج ایک شعر میں سمجھا دیا۔

ع سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ سے مجھے ٭ کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

(۱۰) شب معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجائبات قدرت ملاحظہ فرمائے۔ آسمان اوّل پر آپؐ نے دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت ہے جو ادھر بیج کاشت کرتی ہے ادھر فصل کاٹ لیتی ہے آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپؐ کی اُمت کے شہید ہیں کہ ادھر شہید ہوئے اور ادھر انہوں نے اس کا اجر و ثواب پایا۔ (حدیث نبوی)

(۱۱) ایک مقام پر حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگ اچھا گوشت چھوڑ کر گلا سڑا اور بدبودار گوشت کھا رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ (حدیث نبویؐ)

(۱۲) شب معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کے لیے پانچ نمازوں کا حکم ہوا جن کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے نیز اُمت کے لیے یہ بشارت بھی ملی کہ نیکی کا صرف ارادہ کرنے پر اعمال نامہ میں ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ نیکی کر لی تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی مگر بدی کا ارادہ کرنے پر کوئی بدی نہیں لکھی جائے گی اور اگر وہ بدی کر لی تو اسکے عوض میں صرف

Marfat.com

ایک بڑی لکھی جائے گی یہ صدقہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ دین اسلام اتنا آسان لیکر آئے کہ امت کو قانونِ شریعتِ مصطفےٰ آسان ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

واقعہ معراج وہ عظیم الشان سندِ مبارک ہے جس کی مثال دنیائے رسالت میں نہیں ملتی۔

واقعہ معراج اسرار میں سے ہیں حضورؐ کی معراج معراج جسمانی تھی اور قطعی جسمانی تھی۔ اسے عقل اس حد تک ہرگز نہیں سمجھ سکتی جو سمجھنے کا حق ہے ادراک پیدا کرو بصیرت حاصل کرو اس وقت اس قابل ہو سکو گے کہ اس پر غور کر سکو، معراج بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور معجزہ اسی کو کہتے ہیں جو انسان کی عقل کو عاجز کر دے، یہ بھی یاد رکھو کہ معجزہ خلاف عادات ہوا کرتا ہے خلاف فطرت نہیں۔

اب بھی اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے انکار ہے تو ہم کو یہی کہنا پڑے گا۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِھِمْ ؕ

سَیُعْطِیَ الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ نَجَاۃً فِی الْحَیَاتِ وَفِی الْمَمَاتِ

ترجمہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کی سچائی کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؕ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ؕ

اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

Marfat.com

حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

تمام اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادت میں مشغول ہیں اور حضرات انبیائے کرام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین کو بھی حاصل ہے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مردے سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے مقتولین بدر سے آپ کا خطاب فرمانا صحیحین اور تمام کتب حدیث میں مذکور اور مشہور ہے نیز حدیث میں ہے

ما من احد یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام رواہ ابن عبد البر وصححہ ابو محمد عبد الحق وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان المیت یعرف من یغسلہ ویحملہ ویدلیہ فی قبرہ رواہ احمد وغیرہ زرقانی ص ۳۳۴ ج ۵

ترجمہ حدیث متذکرہ بالا:- جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر پر گذرے جس کو مرنے سے پہلے وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ اس

شاہ عبد الحق محدث دہلوی در شرح بخاری بعد نقل احادیث حیات انبیاء مے فرماید۔ ازیں احادیث معلوم شود کہ انبیاء زندہ اند در قبر از وفات بحیات حسی و اجساد ایشان نیز ثابت باشند و بوسیدہ نگر وند را نحیات ہمچو حیات دنیا باشند بوجہ استغنا از غذا و باحصول قوت نفوذ در عالم چہ غذا از اسباب عادی است کہ در دنیا حیات بداں مشروط است و خدا تعالیٰ قادر است کہ بے آں نیز زندہ دارد و احداث و ایجاد بعضے احوال اعراض در بدن کند کہ التفات و احتیاج بغذا منتفع گرداند شرح شیخ الاسلام صفحہ ۱۴۲ ج ۲ کتاب الانبیاء وراجعہ نقد فصل الکلام بر فی مدح ج بنوف ص ۵۰۶

Marfat.com

کو پہچانتا ہے اور اسکے سلام کا جواب دیتا ہے۔ اس حدیث کو حافظ ابن عبد البر نے روایت کیا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس کو صحیح بتایا نیز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے کہ تحقیق میت اس شخص کو پہچانتا ہے جو اس کو غسل دے اور اس کو اٹھائے اور اس کو قبر میں اتارے۔ اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

مسند ابی یعلےٰ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ — انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز دنیا میں مشغول ہیں۔

شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اس حدیث کو حسن فرمایا اور علامہ مناوی فیض القدیر شرح جامع صغیر صفحہ ۱۸۴ ج ۳ میں فرماتے ہیں۔ ہذا حدیث صحیح اور علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں کہ حیات انبیاء کے بارے میں احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہیں اور انباہ الاذکیا بحیات انبیاء میں فرماتے ہیں۔

حَیَاۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَبْرِہٖ ھُوَ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ مَعْلُوْمَۃٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِیًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْاَدِلَّۃِ فِیْ ذٰلِکَ وَتَوَاتَرَتْ بِہِ الْاَخْبَارُ الدَّالَّۃُ عَلٰی ذٰلِکَ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اپنی قبر مطہر میں اور تمام انبیاء کرام کی حیات اپنی اپنی قبر میں علم قطعی اور یقینی سے معلوم ہے۔ اس لئے کہ حیات انبیاء دلائل سے ثابت ہے اور احادیث متواترہ اس پر شاہد ہیں

اس حدیث سے فقط انبیاء کرام کی حیات بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ جس طرح انبیاء کرام اس حیات دنیویہ میں مشغول عبادت تھے اسی طرح یہ حیات برزخیہ

Marfat.com

میں مشغول عبادت ہیں۔ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ کلام میں آخری قید محط سلام کی ہوتی ہے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون میں مقصود کلام صلوٰۃ اور عبادت فی القبر کا بیان کرنا ہے۔ اصل حیات امر مفروغ عنہ ہے۔ یصلون سے پہلے حیات کا ذکر محض تمہید کیلئے ہے اور مقصود یہ ہے کہ انبیاء کرام کے اجسام مطہرہ اگرچہ اس عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہو گئے۔ لیکن وہی اجسام حسب سابق مشغول عبادت ہیں اور اعمال حیات اور اشتغالِ زندگی بدستور جاری ہیں اور اعمال واشغال میں نماز کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ایمان کے بعد درجہ نماز کا ہے اور نماز انبیاء کرام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ غرض یہ کہ حضرات انبیاء کرام کی حیات جسمانی ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمارا صلوٰۃ وسلام آپ پر کیسے پیش ہوگا؟ سنن ابن ماجہ میں ابو الدرداء سے روایت ہے کہ۔

قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق رواہ ابن ماجہ قال الدمیری رجالہ ثقات کذا فی فیض القدیر ص۳۰۸ ج ۲۔	آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔ پس اللہ کا ہر نبی قبر میں زندہ ہے اور اللہ کی طرف سے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

وقال الزرقانی رواہ ابن ماجہ برجال ثقات عن ابی الدرداء مرفوعاً الخ زرقانی ص۳۳۶ ج ۵۔

شیخ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ

Marfat.com

عنہ مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور جو شخص مسجد نبوی میں آواز بلند کرتا تو اس کو یہ فرماتے

لقد اذیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی قبرہ۔	تحقیق تو نے آواز بلند کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں ایذا پہنچائی۔

معلوم ہوا کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں اسی جسم اطہر کے ساتھ حیات ہیں اور جس طرح بحکم خداوندی لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ الآیہ اس حیات دنیاویہ میں آپ کے سامنے بلند آواز سے بولنا ممنوع تھا۔ اسی طرح اب حیات برزخیہ میں آپ کے سامنے بلند آواز سے بولنا ممنوع ہے۔

اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ اگر مسجد نبوی کے متصل مکانات میں کسی کیل یا میخ ٹھوکنے کی آواز حجرہ نبوی تک پہنچتی تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فوراً اس کے پاس یہ کہلا کر بھیجتیں۔

لَا تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیل اور میخ ٹھوکنے کی آواز سے تکلیف مت پہنچاؤ

شیخ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام اور سلف صالحین کا یہی عمل تھا کہ آپ کے ادب اور تعظیم میں مسجد نبوی میں آواز بلند نہیں کرتے تھے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ،

سید الملائکۃ المقربین سیدنا جبرئیل امین ایک مرتبہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بصد ادب آپ کے سامنے دو زانو بیٹھ کر عرض کیا۔

Marfat.com

اُدْنُوْا مِنْكَ۔ یارسول اللہ اگر اجازت ہو تو آپ کے قریب ہو جاؤں، آپ نے اجازت دیدی۔ جبرئیل امین نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آواز سے عرض معروض کی۔

اور علے ہذا مرض الوفات میں جب ملک الموت آپکی خدمت میں حاضر ہوئے تو بصد ادب و نیاز پست آواز سے قبض روح کی اجازت چاہی شفاء السقام ص ۱۵۲

وقال اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من صلّٰی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّٰی علیّ نائیاً بُلّغته ۝

جو شخص میری قبر کے قریب سے مجھ پر درود پڑھتا ہے اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دور دراز سے مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو مومن صدق دل سے درود شریف محبت کے ساتھ پڑھتا ہے تو ان کا وہ درود شریف میں خود سنتا ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ فرق حیات جسمانی اعتبار سے ہے نہ کہ حیات روحانی اعتبار سے

علامہ مناوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

وَذٰلِكَ لان لروحه تعلقاً بمقر بدنه الشریف و حرام علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فحاله کحال النائم الذی ترقی روحه بحسب قواها الٰی ماشاء اللّٰہ لہ بحسب قدرۃ عند

اور وجہ اسکی یہ ہے کہ آپ کی روح مبارک کو آپکے جسم اطہر کے مستقر یعنی قبر شریف کے ساتھ تعلق ہے اور زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کو کھانا قدرۃً ممنوع ہے پس قبر شریف میں آپ کا حال ایسا ہے جیسے سونے والے کا حال ہوتا ہے کہ اس کی روح کو عروج ہوتا

Marfat.com

الله في الملكوت الاعلیٰ ولها بالبدن تعلق ولذا اخبر بسماعه صلاۃ المصلی علیه عند قبرہ و ذالا نبأ فيه ما مر فی خبرۃ حتما کنتم فصلوا علی من ان معناہ لا تتکلفوا المعاودۃ الی قبری فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم ماذاك الا لان الصلوٰۃ فی الحضور مشافہۃ افضل من الغیبة لکن المنهی عنه هو الاعتیاد الرافع للعظمة المخالف لکمال الھیبة والاجلال

ہے جس قدر اور جس درجہ اللہ کے یہاں قربہ ہوتا ہے۔ اسی قدر اس کو عالم ملکوت میں عروج ہوتا ہے اور باوجود اس کے اس کی روح کو اس کے بدن سے تعلق رہتا ہے اسی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جو میری قبر کے قریب سے مجھ پر صلوٰۃ سلام پڑھے گا اس کو میں خود سنوں گا۔ اور یہ حدیث مذکور اس حدیث کے منافی نہیں جس میں یہ آیا ہے کہ تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو میں ہر جگہ کی آواز سنتا ہوں)

اس لیے اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا درود وسلام مجھ کو ہر جگہ سے پہنچے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاضر ہو کر صلوٰۃ سلام یا غائبانہ صلوٰۃ وسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔

اور مسند بزار میں بسند جید عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ امت کے اعمال آپ پر پیش ہوتے ہیں اور آپ کے لیے دعائے مغفرت فرماتے ہیں

زرقانی صفحہ ۳۳۷ ج ۵۔

ان تمام روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے اجسام مبارکہ بوسیدہ اور بالیدہ ہونے سے محفوظ ہیں۔ اور وفات کے بعد عبادات سے معطل نہیں۔ بلکہ نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے ان کو رزق ملتا ہے اور مزار مبارک پر جو شخص حاضر ہو۔ یا جو صدق دل سے محبت کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے اس کو

Marfat.com

خود سنتے ہیں اور اُمت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ تمام امور اس امر کی قطعی دلیل ہیں کہ حضرات انبیاء کی حیات جسمانی ہے اور ارواح طیبہ کا اجسام مبارکہ سے تعلق قائم ہے غرض یہ انبیائے کرام حیات دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور یہ امر بھی ہے کہ اُمت نے جسد اطہر کو وفات کے بعد قبر شریف میں ودیعت رکھا ہے اور شریعت نے مزار مبارک کی زیارت کی تاکید کی ہے (جذب القلوب ص ۲۰۴)

اور قبور میں اجسام ودیعت رکھے گئے ہیں تو ثابت ہوگیا کہ انبیاء کرام کی حیات جسمانی ہے اور روح کا اصل تعلق اجسام سے قبروں میں ہے۔ غرض یہ کہ ان روایات سے یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ وفات کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل مستقر[1] قبر مبارک ہے کہ جہاں آپ کا جسد اطہر محفوظ ہے اور اسی مقام پر آپ کی روح مبارک

[1] قال الحافظ فی الفتح صفحہ ۳۲۶ ج ۴ واما اجسادہم فہی فی القبور فتح الباری باب البلیۃ ذالخدار فی الوادی ۲

کا جسدِ اطہر سے تعلق ہے۔ اور اسی جگہ آپ پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور بایں ہمہ آپ کی روح مبارک کو عالم علوی سے بھی تعلق ہے لہٰذا اگر آپ کی روح مبارک سیر و تفریح کے لئے اعلیٰ علیین اور ملکوت السمٰوات والارض میں جہاں چاہے جائے اور وہ اس کے منافی نہیں حق تعالیٰ شانہٗ کو اختیار ہے کہ اپنے برگزیدہ بندہ کو جہاں چاہے سیر کرائے اور آخرت اور احوال برزخ کو احوال دنیا پر قیاس کرنا نادانی ہے۔

علامہ قاری شرح شفاء ۱۴۲ ج ۲ میں لکھتے ہیں :

المعتقد المعتمد انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عندربھم وانہ لارواحھم تعلقا	وہ عقیدہ جس پر سلف و خلف کا اعتماد ہے وہ یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسے دوسرے انبیائے کرام خدائے تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان

Marfat.com

بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فھم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون واللّٰہ سبحانہٗ اعلم باحوال ارباب الکمال ھذا شرح شفاء ص ۱۴۲ ج ۲ ونحوہٗ فی فتح الملھم ص ۴۲۱

کی ارواح طیبہ کو بیک وقت عالم علوی و عالم سفلی دونوں سے تعلق ہے جیساکہ دنیوی زندگی میں دونوں عالم سے تعلق تھا۔ یعنی وفات کے بعد بھی اسی طرح دونوں عالم سے تعلق قائم ہے قلب کے اعتبار سے یہ حضرات عرشی ہیں اور قالب جسمانی کے لحاظ سے فرشی ہیں اللہ تعالیٰ ہی ارباب کمال کے احوال کو خوب جانتے ہیں۔

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

حضرات انبیائے کرام بلاشبہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و نیاز میں مشغول ہیں لیکن شب معراج میں انبیائے کرام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے مسجد اقصیٰ میں جمع کردیا گیا۔ اور پھر جس کو چاہا آسمانوں پر بھی بلایا اور ظاہر یہی ہے کہ انبیائے کرام کی یہ ملاقات روح اور جسم دونوں کے ساتھ تھی جیساکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تیسیر القاری شرح بخاری صفحہ ۲۶۲ ج ۳ میں لکھا ہے۔

پوشیدہ نماند کہ دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء را صلوات اللہ وسلامہٗ علیھم و تکلم آنہا چنانکہ در حدیث مذکور بوضوح پیوستہ ناظر دران کہ است کہ آنہا با اشخاص و اجساد دید و قول مختار و مقرر جمہور انیست کہ انبیاء بعد اذاقت موت زندہ اند بحیات دنیوی کذا فی تیسر القادری صفحہ ۲۶۲ ج ۲ باب ذکر ادریس علیہ السلام

یعنی حیات انبیاء در برزخ مانند حیات دنیوی است۔ بلکہ حیات برزخی آن بزرگاں اعلیٰ و اتویٰ است از حیات دنیویہ بمراتب کہ عقل از تصور آن قاصر است ۱۲ منہ عفا اللہ عنہٗ

Marfat.com

حدیث میں ہے کہ مومن کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے اور جنت کا باغ بنا دی جاتی ہے پس اگر روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ فردوس بریں اور رشک علیین بنا دیا جائے تو کیا استبعاد ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ایام محاصرہ میں عرض کیا گیا کہ شام چلے جائیں تاکہ وہاں فتنہ وبلا سے محفوظ ہو جائیں تو یہ فرمایا کہ میں دارہجرت مدینہ منورہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور مجاورت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے مکان کے کواڑ بنوائے تو یہ حکم دیا کہ یہ کواڑ مدینہ سے باہر جا کر بنوائے جائیں تاکہ ان کے بنانے کی آواز مسجد نبوی میں نہ آئے اور اس آواز کی وجہ سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو زرقانی شرح مواہب صفحہ ۳۰۴ ج ۲ وشفاء السقام صفحہ ۱۷۲،

ابونعیم وغیرہ سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ جن ایام میں واقعہ حرہ پیش آیا مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی متنفس نہ تھا۔ ان ایام میں جب نماز کا وقت آجاتا تو میں قبر مبارک سے اذان کو سنتا۔ اس کے مطابق نماز ادا کرتا تین دن تک مسجد نبویؐ میں نماز نہیں ہوئی میں قبر مبارک سے اذان کی آواز سن کر نماز پڑھتا تھا۔ زرقانی شرح مواہب ص۳۳۲ ج ۵،

یہ واقعہ بھی اسی امر کی دلیل ہے کہ روح مبارک کا اسی جسد اطہر سے تعلق ہے کہ جو روضہ اقدس میں ودیعت رکھا گیا ہے سید سمہودی وفاء الوفاء باب ثامن فصل ثانی صفحہ ۴۰۷ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

حیات انبیاء کے تمام دلائل کا مقتضٰی یہ ہے کہ حضرات انبیاء اپنے ابدان اور اجساد مطہرہ کے ساتھ زندہ ہیں جس طرح دنیا میں ابدان کے ساتھ زندہ تھے یعنی یہ آپ کی حیات برزخیہ حیات جسمانی ہونے میں حیات دنیویہ کے مشابہ ہے اور عہد صحابہ و تابعین سے لے کر اس وقت تک امت کے تمام علماء وصلحاء کا یہ عمل رہا ہے کہ جو

Marfat.com

شخص زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے جاتا ہے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں ہدیہ سلام بھیجتے ہیں اور بہت سے اولیائے امت نے جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا ہے تو حجرہ مبارکہ سے وعلیک السلام کی آواز اپنے کانوں سے سنی ہے

فیض القدیر صفحہ ۲۷۹ ج ۲۔

جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو
در مجلس آں نازنین حرفے کہ از ما میرود

یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ روح مبارک کو جسم اطہر کے ساتھ اسی قبر منورہ میں تعلق ہے سلام پڑھا جاتا ہے اور جواب سنا جاتا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

شبہ یہ ہے کہ قرآن کریم صراحۃً آپ کی وفات کے متعلق ناطق ہے انک میت وانھم میتون اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے انی رجل مقبوض اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات کے دن یہ خطبہ دیا فان محمدا قد مات جس کو تمام صحابہ نے تسلیم کیا۔ پھر حیات نبوی کے کیا معنی ہ

جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم کل نفس ذائقۃ الموت تھوڑی دیر کے لیئے موت کا مزہ چکھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کر دیا اور زمین پر آپ کے جسم کو کھانا حرام کیا۔ پس آپ اب حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور آپ کی یہ حیات، حیات شہداء سے کہیں اکمل اور افضل ہے۔ کذا فی شرح المواہب صفحہ ۳۲۲ ج ۵ امداد الذہ سلوک ۱۴۹ ج ۱ باب پنجم ذکر فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

قال الامام البیھقی فی کتاب — امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں

Marfat.com

الاعتقاد۔ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد ما قبضوا ردت الیہم ارواحہم فہم احیاء عند ربہم کالشہداء
زرقانی شرح مواہب صـ۳۳۲ ج ۵
ووفاء الوفاء صـ۴۰۶ ج ۲

کہ حضرات انبیاء کی ایک مرتبہ قبض روح کے بعد پھر ان کی ارواح انکے ابدان میں واپس کردی گئیں پس انبیاء کرام حق تعالیٰ کے پاس شہداء کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر زندہ ہیں۔

اور حیات شہداء کے متعلق علامہ آلوسی روح المعانی صفحہ ۱۸ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

فی ھذہ الحیاۃ فذھب کثیر من السلف الی انھا حقیقۃ بالروح والجسد ولکنا لا ندرکھا فی ھذا النشاءۃ واستدلوا بالسیاق قولہ تعالیٰ عند ربھم یرزقون وبان الحیاۃ الروحانیۃ التی لیست بالجسد لیست من خواصھم فلا یکون لھم امتیاز بذلک علی من عداھم وذھب البعض الی انھا روحانیۃ۔ روح المعانی صـ۱۸ ج۲

حیات شہداء کی حقیقت میں جمہور سلف کا مسلک یہ ہے کہ حیات جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہے لیکن ہم اس نشأت فانیہ میں اس کا ادراک نہیں کرسکتے اور اس حیات کے جسم اور روح کے ساتھ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ شہداء کو خدا کے پاس سے رزق دیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ رزق جسم کے لیے ہوتا ہے نیز حیات روحانیہ شہداء کے ساتھ مخصوص نہیں۔ روحانی حیات تمام مردوں کو حاصل ہے

پس اگر آیت میں بل احیاء سے جسمانی حیات مراد نہ ہو۔ بلکہ روحانی حیات مراد ہو تو پھر شہداء کا امتیاز اور خصوصیت کیا ہوئی۔ حالانکہ مقصود آیت سے شہداء کا امتیاز

اور ان کی خصوصیت کا بیان کرنا ہے کہ جو ان کے ساتھ مخصوص ہو اور دوسروں میں وہ خصوصیت نہ پائی جائے اور ظاہر ہے کہ وہ خصوصیت اور امتیاز جسمانی حیات ہے پس جبکہ شہداء کی حیات جسمانی ہے تو حضرات انبیائے کرام جو شہداء سے کہیں اعلیٰ اور ارفع ہیں ان کی حیات بدرجہ اولیٰ جسمانی ہو گی۔ علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ شہید کو نبی سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ وارفع مرتبہ حاصل ہو سکے۔ نیز شہداء کو یہ مرتبہ عالیہ (یعنی حیات جسمانی) کا مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل اور ملت کی حفاظت میں جانبازی اور سرفروشی کے صلے میں ملا ہے۔ پس آپ کا مقام ان تمام شہدائے سے باعتبار حیات سب سے اعلیٰ اور ارفع ہو گا۔ اس لئے دین کا سنگ بنیاد رکھنے والے حضور[۲] صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لہذا آپ کی تنہا حیات تمام شہداء عالم کی حیات سے زیادہ قوی اور بلند ہو گی۔ دیکھو شفاء السقام صفحہ ۱۴۰ نیز یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید بھی ہیں کیونکہ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت شہادت وفات پائی۔ اس لیے کہ آپ کی وفات اس زہر کے اثر سے ہوئی جو کہ یہود نے خیبر میں آپ کو دیا تھا (رواہ البخاری)

اخرج احمد وابو یعلی والطبرانی والحاکم والبیہقی عن ابن مسعود قال لان احلف تسعا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل قتلا احب الی من ان احلف واحدۃ

امام احمد اور ابو یعلی اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نو مرتبہ یہ قسم کھاؤں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقتول ہوئے یہ بہتر ہے اس سے کہ

---

[۲] شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ شاذ و نادر ہی کوئی نبی ایسا ہو گا کہ جہاں نبوت کیساتھ شہادت جمع نہ کی گئی ہو پس انبیاء کرام نبی ہونیکے اعتبار سے بھی زندہ ہیں اور شہید ہونے کے اعتبار سے بھی زندہ ہیں کیوں ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم کے عموم میں داخل ہیں۔

Marfat.com

انه لم یقتل وذلك ان الله اتخذه نبیا واتخذه شہیدا
زرقانی ص۳۳۲ ج ۵

میں ایک مرتبہ قسم کھاؤں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقتول نہیں ہوئے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو نبی بھی بنایا اور شہید بھی بنایا۔

بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سید الشہداء ہیں تمام شہداء کے اعمال آپ کے نامۂ اعمال اور میزان میں ہیں۔ پس آپ کی حیات تمام شہداء کی حیات سے اکمل اور قوی ہوگی۔ موطا امام مالک میں ہے کہ عمروؓ بن جموح اور عبداللہؓ بن عمرو کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے کھود دیا تھا تو یہ دونوں انصاری تھے۔ اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اور ایک ہی قبر میں دونوں کو دفن کر دیا گیا تھا جب پانی نے قبریں کھود ڈالیں تو دوسری جگہ دفن کرنے کے لئے ان کی قبر کھودی گئی تو اس حالت میں پائے گئے کہ ان کے جسموں میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کل ہی وفات پائی ہے یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ غزوۂ احد کو ۴۶ سال گذر چکے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ امارت میں مدینہ طیبہ میں نہر نکالنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی گذرگاہ میں احد کا قبرستان پڑ گیا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ اپنے اپنے عزیزوں کی نعشیں یہاں سے اٹھا کر منتقل کر لیں۔ جب ان کے عزیزوں نے نعشیں نکالیں تو وہ بالکل اپنی اصلی حالت پر تر و تازہ معلوم

۱؎ سید سمہودی وفاء الوفاء ص۴۰۵ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔ لاشك فی حیاته صلی الله علیه وسلم بعد وفاته وكذا سائر الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام احیاء فی قبورهم حیاة اکمل من حیاة الشهداء التی اخبر الله بها فی کتابه العزیز ونبینا صلی الله علیه وسلم سید الشهداء واعمال الشهداء فی میزانه۔

Marfat.com

ہوئی تھیں۔ اسی وقت یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ کھدائی کرتے ہوئے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مبارک قدم میں کدال لگ گئی تو اسی وقت خون جاری ہو گیا۔ یہ واقعہ غزوۂ احد سے پچاس سال بعد کا ہے۔

شہدائے احد کے علاوہ اور بھی اکابر امت کے متعلق سیر و تاریخ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ دفن کرنے کے بعد جب برسہا برس کے بعد دیکھے گئے تو ان کے جسموں میں تغیر و تبدل نہیں ہوا تھا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو حدیث شریف میں قطعی فیصلہ ہے کہ ان کے جسموں کو زمین کھا نہیں سکتی۔ لیکن کسی ولی، غوث، قطب، ابدال یا جس کو بھی اللہ رب العزت یہ شرف بخشیں تو ان کی رحمت اور قدرت سے کچھ بعید نہیں۔

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِى لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ (پارہ ۱۱، رکوع ۱۵)

(اے محبوب، آپ فرما دیجئے اے لوگو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے پھر جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو اپنے بھلے کے لیے اور جو کوئی گمراہ ہوتا ہے اپنی خرابی کو گمراہ ہوتا ہے۔)

اگر آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور آپؐ کی مجمل زندگی کے حالات پڑھنا چاہتے ہو تو مصنف صاحب کی سیرت النبی منگوا کر پڑھیں بڑی جامع مستند کتاب ہے تمام سیرت کی کتابوں سے بے نیاز کر دے گی۔ مقام مصطفےٰ، جمال مصطفےٰ، کمالات مصطفےٰ کی روشنی ملیگی۔ ہر مرد عورت بچے کے مطالعہ میں رہنی بیحد ضروری ہے۔ بڑی دلچسپ کتاب ہے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

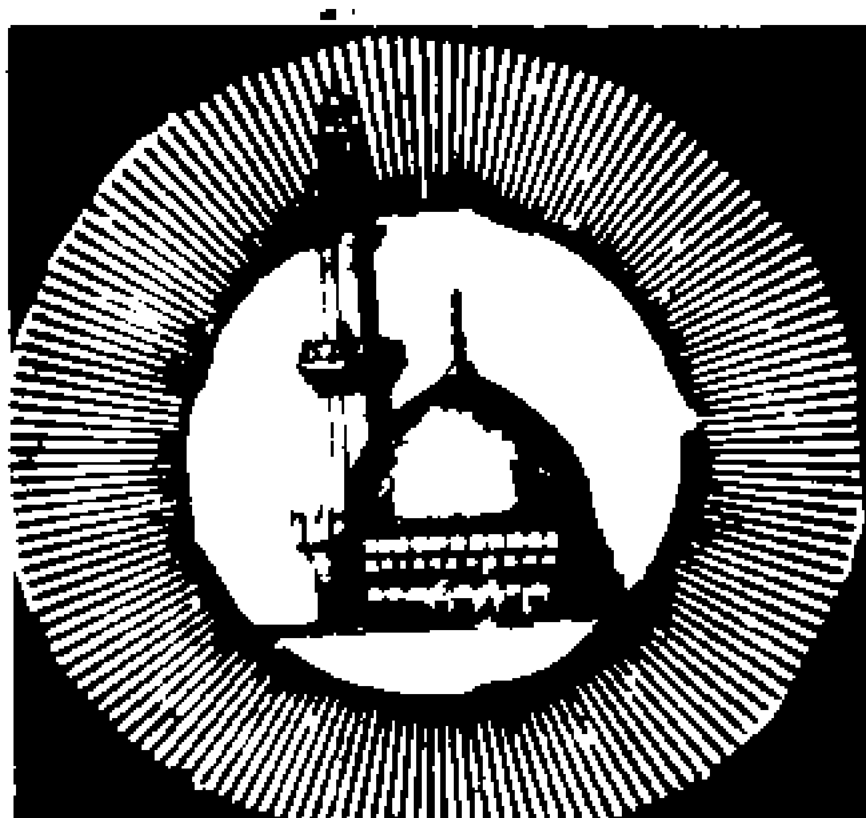

انا خاتم النبیین ولا نبی بعدی

ختمِ نبوت

مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں ختم کرنیوالا ہوں نبیوں کا" اور جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانا وہ کافر ہو جائیگا۔ ایسے ہی اگر کسی نے اس میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

Marfat.com

ختم نبوّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین۔ الذی ختم النبوۃ بسید الاولین والآخرین وصرح فی کتابہ المبین۔ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم وما ارسلنک الا کافۃ للناس۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ٥

برادران اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی خود ساختہ نبوّت میں بڑے مشہور ہیں۔ اور ان کے بہت سے دعاوی ہیں۔ مگر سب کے سب ہی باطل اور حق سے کوسوں دور ہیں۔ منجملہ انکے دعاوی کے ایک ان کا یہ بھی دعوی تھا کہ میں نبی و مرسل ہوں اور سب نبیوں سے افضل ہوں اس فتنہ مرزائیت سے جو ضرر اسلام کو پہنچا شاید ہی کسی اور فتنہ سے پہنچا ہو علمائے اسلام نے اس فتنہ کی کافی و وافی تردید کی میرا بھی خیال ہوا کہ میں بھی اس موضوع پر کچھ لکھوں اور بتاؤں کہ آقائے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نہ غیر تشریعی کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا مدعی ہو وہ کافر و کذاب و دجال ہے۔ واللہ المستعان و علیہ التکلان

ختم نبوت کا عقیدہ کفر و ایمان کا معیار ہے۔ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت کے ساتھ ساتھ ختم نبوت کا بھی عقیدہ رکھتا ہے وہ مومن و مسلم ہے اور جو شخص کسی اعتبار سے اور کسی رنگ میں بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آیا یا آسکتا ہے وہ قطعی طور پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یاد رکھئے عقیدۂ ختم نبوت ملتِ اسلامیہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جو نبوت کو جاری سمجھتا ہے وہ تمام کافروں سے بدتر کافر اور دشمنِ اسلام ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت پر تمام اُمت کا اتفاق چلا آرہا ہے اس میں کسی مسلمان کو بھی اختلاف نہیں اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔

کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ماننا کفر ہے

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ ہمارے نبی خاتم النبیین ہیں اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اور کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آخری کتاب قرآن مجید اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ بے ضرورت کوئی نبی آئے کیوں؟ اگر قرآن کے اس اعلان اور پوری اُمت کے اس متفق علیہ عقیدۂ ختم نبوت کے بعد بھی اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ یقینی طور پر کافر ہے جو اس کو نبی مانے وہ بھی کافر ہے اور جو ان دونوں کے شرک و کفر میں شک و تردد کرے تو وہ بھی کافر ہے

اس بارے میں قرآن مجید کی آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ تو ہے ہی ختم نبوت کی ایک ہی سب سے بڑی دلیل ہے۔ باقی اور بھی بے شمار آیتیں ہیں جو ختم نبوت پر قطعی ثبوت ہیں۔ مگر احادیث میں بھی اس بات کو صاف کر دیا گیا ہے سب سے زیادہ مشہور اور زبردست دلیل "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" ہے یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کے بعد تو کسی مسلمان کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم المرسلین

Marfat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء مبعوث فرمائے سب اس دین محمدی کی تکمیل کیلئے تشریف لائے۔ جس دین کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے رکھی گئی تھی اور جس کی تکمیل زمانہ مبارکہ حضرت خاتم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی یہ شرف حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے کہ دین کی تکمیل حضور ہی کے وجود باوجود سے ہوئی اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اس شرف سے کسی اور کو مشرف نہیں فرمایا گیا۔

بخاری شریف کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے۔

حدثنا الحمیدی عن طارق بن شهاب قال قال رجل من الیهود لعمر یا امیر المؤمنین لو ان علینا نزلت هٰذه الایة اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ لاتخذنا ذٰلِکَ الیومَ عیداً فقال عمر انی لاعلم اَیَّ یومٍ نزلتْ هذه الایة نزلت یومَ عرفة فی یوم جمعة

طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے امیر المومنین اگر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی یہ آیت بروز جمعہ عرفہ کے دن نازل ہوئی۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تکمیل دین نہیں ہوئی تھی۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابن کثیر ص۲۶ جلد ۲ میں اس آیت کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس امت پر یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے انکے لئے

Marfat.com

ان کے دین کو مکمل فرما دیا۔ پس اب یہ اس دین کے سوا کسی اور دین کے محتاج نہیں اور نہ ہی اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے نبی کے محتاج ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا ختم کرنے والا بنایا اور آپ کو جن والنس کی طرف مبعوث فرمایا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کر دینے والے ہیں۔

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ابن جریر ص۱۱ جز ۲۲ میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ الَّذِيْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَهٗ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ۔ فرماتے ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی وہ ذات بابرکات جس نے نبوت کو ختم کر دیا پس نبوت پر مہر لگا دی گئی۔ پس نہیں کھولی جائے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی کے لیے انتھی علامہ بیضاوی فرماتے ہیں وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ، وَاٰخِرَهُمُ الَّذِيْ خَتَمَهُمْ اَوْ خُتِمُوْا بِهٖ عَلٰى قِرَاءَةِ عَاصِمٍ بِالْفَتْحِ (تفسیر بیضاوی ص۱۸۲ جلد ۲) فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں جنہوں نے نبیوں کو ختم کر دیا یا خاتم بالفتح عاصم کی قراءت پر یہ کہ آپ کے وجود باوجود سے نبیوں پر مہر لگا دی گئی۔ علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر حسینی ص۱۵۵ میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں (وخاتم النبیین) مہر پیغمبراں یعنی بدو مہر کردہ شد در نبوت و پیغمبری بر وختم کردہ اند۔ فرمایا پیغمبروں کی مہر ہیں یعنی آپ کے وجود باوجود سے نبوت میں مہر لگا دی گئی ہے اور پیغمبری آپ پر ختم کر دی گئی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر نقل فرماتے ہیں۔

Marfat.com

عَنْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ قَوْلِہٖ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ قَالَ اٰخِرُ نَبِیٍّ وَّعَنِ الْحَسَنِ فِیْ قَوْلِہٖ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ قَالَ خَتَمَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اٰخِرَ مَنْ بُعِثَ (در منثور۔ جلد ۵ صفحہ ۲۰۴) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود سے نبیوں کو ختم کر دیا۔ اور آپ آخری نبی ہیں۔ علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَخَاتَمَ بمعنیٰ آخر" نیز ہست یعنی او ہست آخر انبیا در ظہور چنانچہ اوّل ایشان بود ظہور نور (تفسیر حسینی ص ۱۵۵) فرمایا خاتم کا معنیٰ آخر بھی ہے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہور میں سب نبیوں سے پچھلے ہیں اور خلقت میں سب سے اوّل ہیں۔ شیخ زادہ شرح بیضاوی جز ۳ ص ۶۶ مطبوعہ مطبع عثمانیہ میں ہے وَمَنْ قَرَأَ بِفَتْحِہَا اَرَادَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اٰخِرُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ حَیْثُ خُتِمُوْا بِہٖ وَتَمَّ بِہٖ بُنْیَانُ النُّبُوَّۃِ جس نے خاتم کو بفتح التاء پڑھا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بایں حیثیت کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود سے نبیوں پر مہر لگا دی گئی اور محل نبوّت پورا کر دیا گیا۔

اس کے بعد واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں ایک اور قرأت ہے اس قرأت میں تو مرزائیوں کو چوں وچرا کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ اکثر مفسّرین کرام علیہم الرحمۃ نے اپنی تفاسیر میں اس قرأت کو نقل فرمایا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ذُکِرَ اَنَّ ذٰلِکَ فِیْ قِرَاءَۃِ عَبْدِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ نَبِیًّا خَتَمَ النَّبِیّٖنَ (ابن جریر ص ۱۱ جز ۲۲) یعنی یہ آیت حضرت عبد اللہ کی قرأت میں (بجائے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) کے وَلٰکِنْ نَبِیًّا خَتَمَ النَّبِیّٖنَ ہے۔ علامہ نسفی نے بھی مدارک التنزیل میں اسے نقل فرمایا ہے۔

Marfat.com

مرزائیو اب یہاں تو مہر وغیرہ کا جھگڑا بھی نہ رہا یہاں تو خَتَم ماضی کے صیغہ سے ہے۔ جس کا معنٰی یہ ہے کہ لیکن وہ نبی ہیں جنہوں نے ختم کر دیا نبیوں کو بتاؤ اب یہاں کیا کرو گے۔ کیا یہاں بھی اپنے من گھڑت اعتراضات جڑوگے؟

تمام صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر دور کے بلکہ پوری دنیا کے اسلام میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص بھی نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ جو بھی حضورؐ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے۔ یا اس کو مانے وہ کافر خارج از ملتِ اسلام ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ (م ۸۰ھ ۱۵۰ھ) کے دور میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا! مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کر دوں اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ ہمارے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی ج ۱ ص ۱۶۱ مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۱ھ)

احادیث شریفہ جنمیں ختم نبوت کا بیان ہے۔

اب میں ناظرین کی خدمت میں چند احادیث پیش کرتا ہوں جن میں آقائے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی۔ اب میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔

Marfat.com

فرمایا میرے لیے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ
اللہ تعالیٰ مجھ سے کفر مٹاتا ہے میں حاشر ہوں کہ بروز قیامت اللہ لوگوں کا حشر
میرے قدموں پر ہوگا۔ اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی
نبی نہ ہو۔ انتہیٰ۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عاقب کی تفسیر فرمادی۔ کہ عاقب وہ
ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح
میں فرماتے ہیں۔

اَمَّا الْعَاقِبُ فَفَسَّرَہٗ فِی الْحَدِیْثِ بِاَنَّہٗ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ اَیْ جَاءَ
عَقْبَہُمْ

یعنی عاقب کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ نے حدیث میں خود تفسیر فرمادی کہ
عاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے پیچھے تشریف لائے۔

شیخ سلیمان جمل شافعی محشی جلالین رحمۃ اللہ علیہ عاقب کا معنی کرتے ہیں۔
(العاقب) وَمَعْنَاہُ الْاٰتِیْ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ فَلَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ (جواہر البحار ص ۷۳)
یعنی عاقب وہ ہے، جو سب نبیوں کے بعد آوے۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پاک نہیں۔ اس لیے کہ عاقب بمعنی آخر ہے۔

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے کہ اس کی شرح لمعات میں لکھا ہے کہ
عاقب آخر الانبیاء کے معنی میں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت ج ۱، ص ۱۴۷ پر فرماتے ہیں
عاقب پس آئندہ یعنی خاتم الانبیاء۔

اشعۃ اللمعات میں بھی اس کے معنی یہی لکھے ہیں۔ دیکھیے ص ۵۹ ج ۴

Marfat.com

مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَۃِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ

فرمایا: میں محمد ہوں۔ احمد ہوں۔ آخری نبی ہوں حاشر ہوں، توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی ہوں (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۶۱) ترمذی و بخاری اور مسلم نیز مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور نبیوں کی مثال اُس محل کی سی ہے جس کی تعمیر بہت اچھی کی گئی ہو اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ دیکھنے والے اس کے اردگرد پھرتے ہیں اور خوبی تعمیر سے متعجب ہوتے ہیں مگر اس ایک اینٹ کی خالی جگہ سے۔ پس میں نے آکر وہ خالی جگہ بھر دی۔ یہ محل مجھ سے پورا کیا گیا اور رسولوں کو مجھ سے ختم کیا گیا۔ میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنیوالا ہوں۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۱ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۸ بخاری شریف ص ۵۰ ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۰۹۔ بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے کہیں گے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں (بخاری شریف مسلم ج ۱ ص ۱۱۱)

مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ مُّشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ

میں پیشوا ہوں رسولوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ میں ختم کرنے والا

Marfat.com

ہوں نبیوں کا اور اس میں کوئی فخر نہیں، میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور پہلا شفاعت والا مانا گیا۔ اور اس میں کوئی فخر نہیں انتہٰی۔ اسے دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن صـ۵۱۴

عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ۔

بیشک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت بھی نبیوں کا ختم کرنیوالا لکھا ہوا تھا جس وقت کہ آدم ابھی اپنی مٹی ہی میں تھے۔ مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۳

ابی امامۃ باہلی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ۔

اور میں سب نبیوں کا پچھلا نبی اور تم سب اُمتوں سے پچھلی اُمت ہو اسے ابن ماجہ نے اپنے سنن میں باب فتنۃ الدجال میں روایت کیا ہے صـ۳۰۷۔

مرزائیو! تم ایسی آیت اور ایسا قرینہ کیسے دکھا سکتے ہو؟ جب کہ قرآن خود فرما رہا ہو وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ یعنی دنیا کو علی الاعلان سنا رہا ہو کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہے۔ اور جب کہ حضور علیہ السلام خود فرما رہے ہوں۔ کَانَتْ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مسلم شریف کتاب الامارۃ عن ابی ہریرہ) بنی اسرائیل کی انبیاء سیاست فرماتے تھے جب ایک نبی تشریف لیجاتے تو دوسرا ان کے بعد آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی طرف جو انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر اور انکی شریعت کے تبع

Marfat.com

آتے رہے۔ وہ غیر تشریعی تھے۔ اور حضور علیہ السلام نے انہیں کا ذکر فرما کر فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ آپ کا فرمان زبردست مؤید ہے۔ اس امر کا کہ لا نبی کی خبر موجود" ہو اور جب کہ حضور علیہ السلام نے صاف فرما دیا ہو۔ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۵۱) بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی ہے۔

ذرا غور تو کرو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسالت اور نبوت دونوں کا نام لے کر ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ میرے بعد نہ کوئی رسول (یعنی نبی تشریعی) ہے اور نہ کوئی نبی (یعنی نبی غیر تشریعی) ہے۔

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنیوالے کو کافر لکھتے ہیں فرمایا۔ وَدَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللہُ علیہ وسلم کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔

یعنی ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

علامہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کو کافر لکھتے ہیں

قَالَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ لَا نَبِیَّ بَعْدَ نَبِیِّنَا لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَقَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَمَنْ قَالَ بَعْدَ نَبِیِّنَا نَبِیٌّ یُکَفَّرُ لِاَنَّہٗ اَنْکَرَ النَّصَّ وَ

Marfat.com

كَذَالِكَ لَوْ شَكَّ فِيْهِ لِاَنَّ الْحُجَّةَ تَبَيَّنَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ وَمَنِ ادَّعٰى النُّبُوَّةَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ وَّ لَا يَكُوْنُ دَعْوَاهُ اِلَّا بَاطِلًا۔

ترجمہ:۔ اہل سنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور جس نے ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مانا وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے نص کا انکار کیا۔ ایسے ہی اگر کسی نے اس میں شک کیا۔ وہ بھی کافر ہے۔ اس لئے کہ دلیل نے حق کو باطل سے ظاہر اور واضح کر دیا ہے اور جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کیا۔ اس کا دعوےٰ باطل ہوگیا۔ ہمیں یہ حاصل ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت چاہے تو وہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے کافر ہے۔ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ مفتری اور دجال ہے مگر افسوس صد افسوس مرزائیوں پر کہ محض حضرت قادیانی کی خود ساختہ نبوّت کیلئے وہ ایک واضح امر کو چھپا کر مخلوق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں اور اپنی طرف سے طرح طرح کی بے اصل تاویلیں کر کر کے نامۂ اعمال سیاہ کرتے ہیں۔

تحقیق ختم نبوّت کی حدیثیں بہت طرح سے الفاظ مختلفہ کے ساتھ آئی ہیں اور اجماع۔ پس اُمّت نے ختم نبوّت پر اتفاق کیا ہے۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعوےٰ کرنے والے کو سب بالاتفاق کافر کہتے ہیں۔ انتہیٰ

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہی ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعوےٰ کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پھر دنیا میں تشریف لانا

رہا یہ امر کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان کا تشریف لانا کیا منافی ختم نبوت نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شریعت پر عامل ہونگے وہ بحیثیت نبی تشریف لائیں گے تو پھر ان کا تشریف لانا کسی صورت میں منافی ختم نبوت نہیں۔ تمام مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم یہی لکھ رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا جب بحیثیت نبی نہیں تو منافی ختم نبوت ہرگز نہیں۔ چنانچہ۔

علامہ عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں۔

وَعِیْسٰی مِمَّنْ نُبِّیَ قَبْلَهٗ وَحِیْنَ یَنْزِلُ عَامِلاً عَلٰی شَرِیْعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنَّهٗ بَعْضُ اُمَّتِهٖ (تفسیر مدارک التنزیل جلد ۳۔ ص ۲۳۴)

فرمایا عیسیٰ علیہ السلام تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عہدہ نبوت پر مامور ہو چکے ہیں۔ اب جب وہ نازل ہوں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے عامل ہوں گے۔ گویا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی ہیں

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَلَا یَقْدَحُ نُزُوْلُ عِیْسٰی بَعْدَهٗ لِاَنَّهٗ اِذَا نَزَلَ کَانَ عَلٰی دِیْنِهٖ مَعَ اَنَّ الْمُرَادَ اَنَّهٗ اٰخِرُ مَنْ نُبِّئَ (بیضاوی ص ۱۴۴)

فرمایا ختم نبوت میں نزول عیسیٰ علیہ السلام مخل نہیں۔ اس لئے کہ جب وہ نازل ہونگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے۔ باوجودیکہ ہماری

Marfat.com

مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر ہیں۔ اُن کے جو نبی ہو چکے۔

چند منتخب احادیث نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

نوّاس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور نبی مختارِ شریعت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا اور دیر تک اس کا حال بیان فرمایا پھر آخر میں یہ فرمایا کہ لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ یکایک عیسیٰ ابن مریم دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر آسمان سے اس شان سے نازل ہونگے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہونگے۔ جب اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس میں سے بوندیں ٹپکیں گی اور جب سر کو اٹھائیں گے تو اس سے موتی کے قطرے ڈھلیں گے۔ اور جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا لگے گی وہ مر جائے گا۔ اور ان کا سانس وہاں تک پہونچے گا جہاں تک ان کی نظر پہونچے گی۔ یہاں تک کہ وہ دجال کو دمشق کے باب لُد مقام پر پائیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ اس حدیث کو مسلم نے ص ۴۰۲ ج ۲ اور داؤد نے ص ۱۳۵ ج ۴ اور ترمذی نے ص ۴۷ ج ۲ اور امام احمد نے مسند میں صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲ جلد ۴ پر روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی مختارِ شریعت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر دجّال کو قتل کر دیں گے۔ اور چالیس سال دنیا میں رہیں گے کتاب اللہ اور میری سنّت کے مطابق عمل کرینگے اور ان کی موت کے بعد لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق قبیلہ بنی تمیم کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کریں گے۔ جس کا نام مُقعَد ہوگا۔ مُقعَد کی موت کے بعد لوگوں میں تیس سال نہ گذرنے پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور ان کے مصاحف سے یعنی قرآن کریم کے نسخے اٹھالیا جائے

Marfat.com

گا (الاشاعت ص ۲۴۹ بحوالہ کتاب الفتن لابی الشیخ ابن حیان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل ہونے کے بعد نکاح کریں گے اور انکی اولاد بھی ہو گی۔ (مشکوٰۃ ابن الجوزی وکنز العمال)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مختار شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں نازل ہونے کے ۲۱ سال بعد نکاح کریں گے۔ اور نکاح کے بعد دنیا میں ۱۹ سال قیام فرمائیں گے۔ اس طرح دنیا میں قیام کی کل مدت چالیس سال ہو جائے گی (فتح الباری بحوالہ نعیم بن حماد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مختار آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، خوب سن لو عیسیٰ ابن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول۔ یاد رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت کے آخری زمانے میں میرے خلیفہ ہونگے۔ یاد رکھو کہ وہ دجال کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور جنگ ختم ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ تم میں سے جو ان کو پائے انہیں میرا سلام پہنچا دے۔ (الدر منثور ص ۲۴۲ بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مختار شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم ضرور اتریں گے، حاکم ہو کر اور سردار منصف ہو کر اور وہ سفر کریں گے حج و عمرہ کے لئے اور وہ ضرور میری قبر کے پاس آئیں گے اور وہ مجھے سلام کریں گے۔ اور وہ یا محمد کہیں گے تو میں انکو جواب دونگا (مجمع الزوائد، تفسیر روح معانی سورۃ الاحزاب)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور چالیس سال زمین پر ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے۔ اور میرے پاس قبر میں مدفون ہونگے اور قیامت کے دن میں عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ابوبکر و عمر رضی کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔ اس حدیث کو ابن جوزی نے کتاب الوفا میں روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں ابوبکر رضی و عمر رضی کے برابر میں دفن کیا جائے گا۔ پس ان کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں ابوبکر رضی و عمر رضی کے برابر میں دفن کیا جائے گا۔ پس ان کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توراۃ میں جہاں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات لکھی ہوئی ہیں وہاں یہ لکھا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم حضور کے پاس دفن کئے جائیں گے۔ (ترمذی۔ والدر منشور)

چنانچہ روضہ اقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ کی قبر کے لئے جگہ خالی رکھی گئی ہے۔ (بخاری فی تاریخہ، والطبرانی والدر منشور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کی پیروی سب سے پہلے ستر ہزار یہودی کریں گے جو سبز چادر اوڑھے ہوئے ہونگے اور اس دجال کے ساتھ جادوگر یہودی ہونگے جو عجیب و غریب کام کریں گے اور لوگوں کو دکھا کر گمراہ کرینگے۔ آگے چل کر حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے انیق نامی پہاڑ

Marfat.com

پرامام اور ہادی اور حاکم اور عادل کی حیثیت سے نازل ہونگے اُنکے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہو گی۔ میانہ قد کشادہ پیشانی اور سیدھے بال والے ہونگے اُن کے ہاتھ میں ایک حربہ ہو گا۔ دجّال کو قتل کریں گے قتل دجّال کے بعد جنگ ختم ہو جائیگی اور امن کا دور دورہ ہو جائے گا۔ اور سب لوگ ایک ہی دین اسلام شریعت محمدیہ کے پیرو ہو جائیں گے۔ (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر و اسحاق ابن بشیر)

حضرت عبداللہ بن مُغَفّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفرینش آدم سے لے کر قیامت تک اللہ نے ایسا کوئی فتنہ نازل نہیں کیا اور نہ کرے گا جو دجّال کے فتنہ سے زیادہ عظیم ہو۔ اور میں نے اس کے بارے میں ایسی باتیں علامات بتا دی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہیں بتائیں۔

حضور نبی مختار شریعت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے قریب پیش آنے والے تمام واقعات کی تفصیل سے خبر دی ہے جس میں نزول مسیحؑ اور خروج دجّال اور ظہور مہدی کی بھی خبر ہے۔

چونکہ حضرت مسیح کا نزول اور قتل دجال اور ظہور مہدی یہ واقعات نہائت اہم تھے۔ اس لئے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس صراحت اور وضاحت کے ساتھ ان ہر سہ امور کو بیان فرمایا شاید ہی کسی اور علامت قیامت کو اس تفصیل اور صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہو۔ اب کسی ملحد اور زندیق کے لئے ذرہ برابر تاویل کی گنجائش نہیں رہی مثلاً احادیث میں حضرت مسیح کا نام اور لقب اور کنیت اور کیفیت ولادت اور والدہ مطہرہ کا نام اور ان کی طہارت اور پھر حضرت مسیح کی صورت اور شکل اور قد و قامت۔ قیامت کے قریب ملک شام میں آسمان سے نزول ہونا۔ دجال کو قتل کرنا۔ اور نزول کے بعد چالیس سال دنیا

Marfat.com

یں رہنا اور نزول کے بعد نکاح کرنا اور اولاد کا ہونا اور تمام روئے زمین پر اسلام کی حکومت قائم کرنا اور شریعت محمدیہ پر عمل کرنا۔ صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا اور ہندوستان پر فوج کشی کیلئے لشکر روانہ کرنا اور حج بیت اللہ کرنا۔ اور پھر مدینہ منورہ میں وفات پانا اور روضۂ اقدس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب مدفون ہونا اور اس کے علاوہ اور بھی علامتیں ہیں جو احادیث میں مذکور ہیں بغرض اختصار صرف اس پر اکتفا کیا گیا ہے۔

ناظرین ذرا انصاف تو فرمائیں! کہ کیا ان تصریحات کے بعد بھی کوئی ابہام اور اشتباہ باقی رہ گیا ہے اور کیا مرزائے قادیان میں ان میں سے کوئی ایک بھی صفت پائی جاتی ہے۔ اور کیا ان تصریحات کے بعد بھی مرزائیوں کی اس تحریف کی کوئی گنجائش ہے

مرزائے قادیان کی صحابہ کرام پر زبان طعن درازی

مرزائے قادیانی نے اول تو یہ کوشش نہ کی کہ نزول مسیح کی روایتوں پر کوئی جرح کرتے مگر جب گنجائش نہ ملی تو صحابہ کرام پر زبان طعن درازی کی اور بے تحاشا گالیاں دیں (اعجاز احمدی صـ۵۶-۶۹ دیکھو)

مثلاً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک غبی شخص تھا (دیکھو اعجاز احمدی صـ۸-۵۶-۶۹) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہہ دیا کہ وہ ایک معمولی انسان تھا (دیکھو اعجاز احمدی صـ۸) وغیرہ وغیرہ۔

جب علماء اسلام نے احادیث نزول کا ایک بے پایاں دفتر پیش کر دیا تو مرزا غلام جھنجھلا کر کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی

Marfat.com

حقیقت کاملہ منکشف نہ ہوئی تھی (دیکھو ازالۃ الاوہام ص۵۹۶) مطلب یہ ہوا کہ مسیح موعود اور دجال کی صحیح حقیقت کو مرزا جی تو سمجھ گئے۔ مگر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صحیح نہ سمجھے کہ بجائے مرزا غلام احمد کی ولادت کے عیسٰی ابن مریم کا نزول سمجھ گئے اور کسی حدیث میں یہ نہ فرمایا کہ نزول مسیح سے قادیان ضلع گورداسپور میں مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضٰی کا آنا مراد ہے بلکہ ساری عمر یہی فرماتے رہے کہ عیسٰی ابن مریم جن کو اللہ تعالیٰ نے انجیل عطا فرمائی وہ قیامت کے قریب دمشق کی جامع مسجد کے منارہ شرقی پر آسمان سے اتریں گے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے ساری امت گمراہی میں مبتلا ہو گئی۔ اور ابن چراغ بی بی کو چھوڑ کر ابن مریم کے خیال میں محو ہو گئی حتیٰ کہ چراغ بی بی کے بیٹے مرزا غلام احمد کو بصد حسرت یہ شعر کہنے کی نوبت آئی ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور مسلمان یہ پڑھتے ہیں ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک — کجا عیسٰی کجا دجال مرزا ناپاک

مرزا غلام احمد کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مسیح ابن مریم وفات پا گئے اس لیئے غلام احمد باشندہ قادیان مسیح میں ہوں۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ نزول مسیح ابن مریم سے مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضٰی کی قادیاں میں ولادت مراد ہے۔ منارہ سے حقیقی معنی مراد ہیں اس لئے مرزا غلام احمد نے نازل ہونیکے بعد چندہ کر کے قادیان میں ایک منارہ تعمیر کرایا جس کا نام منارۃ المسیح رکھا۔ سبحان اللہ! نزول تو پہلے ہو گیا اور منارہ بعد میں چندہ کر کے تعمیر کرایا گیا جیسا کہ ایک واقعہ مشہور ہے۔ ایک شخص قضاء حاجت کرنیکے لیے پانی کا برتن لے کر

Marfat.com

چلا برتن کی تلی میں سوراخ تھا۔ اس لیے طہارت تو پہلے کر لی اور قضاء حاجت بعد میں کی۔ اسی طرح مسیح قادیان نازل تو پہلے ہو گئے اور منارہ بعد میں بنوایا۔ تمام امت محمدیہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عیسٰے علیہ السلام آسمان سے نازل ہونیکے بعد شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول نبی اور رسول ہونیکی حیثیت سے نہ ہوگا بلکہ شریعت اسلامیہ اور امت محمدیہ کے ایک مجدد ہونے کی حیثیت سے ہوگا۔

احادیث مذکورہ بالا سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ آنیوالے مسیح سے وہی عیسٰے ابن مریم مراد ہیں جنکی ولادت کے واقعات قرآن کریم میں مذکور ہیں انکے علاوہ کوئی دوسرا شخص مراد نہیں۔

عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ چلا آیا ہے کہ نزول مسیح سے اسی مسیح ابن مریم کا نزول مراد ہے کہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے بنی اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجے گئے اور جن پر انجیل نازل ہوئی جن کا مفصل واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

مرزائیوں سے ایک سوال ! کیا کوئی مرزائی کسی حدیث یا صحابی یا تابعی یا امتِ محمدیہ میں سے کسی عالم کا کوئی قول پیش کر سکتا ہے کہ قرآن و حدیث میں جس مسیح ابن مریم کے نزول کی خبر دی گئی ہے اس سے مراد مرزا غلام مرتضیٰ کا بیٹا مرزا غلام احمد ہے جو چراغ بی بی کے پیٹ سے قادیان میں پیدا ہوا۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور مرزا غلام کا باپ غلام مرتضیٰ موجود تھا۔

سفید جھوٹ ! مرزا اور مرزائیوں کا یہ دعویٰ کہ آنے والے مسیح بن مریم سے مرزا غلام احمد

Marfat.com

پنجابی مراد ہے ایسا سفید جھوٹ ہے کہ دنیا میں اسکی نظیر نہیں

مرزائیو! خدارا غور کرو اور اپنے اوپر رحم کرو

اپنے ایمان کی حفاظت کرو اور ایک جھوٹے کے پیچھے اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔
یاد رکھیئے دنیا میں انبیاء کی آمد کے تین اسباب ہوتے ہیں۔

(۱) کسی قوم کی ہدایت کے لئے پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو لہٰذا اس قوم کے لیئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔

(۲) اگر کسی قوم میں پہلے نبی آئے ہوں لیکن انکی تعلیمات باقی نہ رہی ہوں۔ یا مسخ ہوگئی ہوں تو از سرنو اس قوم کی ہدایت کے لئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔

(۳) پہلے جو نبی آئے ہوں انکی ہدایات و تعلیمات میں اضافہ کرنا مقصود ہو۔
رسالت محمدی کے بعد یہ تینوں اسباب مرتفع ہو گئے لہٰذا اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ عامہ ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ اور آپ کی مقدس تعلیم دنیا کے کونے کونے چپہ چپہ پر پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا جہاں بھی اس کا جھٹلانا عام ہوگا۔ وہاں عذاب آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ کا سہرا سر باندھ کر رسول مبعوث فرمایا۔ اب آپ کے تشریف لے آنے کے بعد بھی اگر اللہ کی نافرمانیاں ہوتی ہیں اور لوگ اپنے نبی کو چھوڑ کر اپنا علیحدہ نبی بنانے لگیں۔ تو ضرور عذاب آئے گا۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلثَّقَلَیْنِ جَمِیْعًا اَلَمْ یَاْتِکُمْ

Marfat.com

فی الدُّنیا (روح البیان صہ۱۰۵ ج ۱)

یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنوں اور انسانوں سب کو فرمائے گا کہ کیا دنیا میں تمہارے پاس میرے رسول نہ آئے الخ۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو یوں فرمائے گا خصوصاً مرزائیوں سے ضرور سوال ہوگا کہ کیا میں نے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فرما کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سب کی طرف رسول بنا کر نہ بھیجا تھا۔ جو تم نے ایک اپنا الگ نبی بنا لیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت توڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے بن گئے۔ (فما تجیبون)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی دعوت بنی نوع انسان کے لئے عام ہے اور قیامت تک ہر زمانہ میں کام آنیوالی ہے۔ اس لیے عالمگیر ہے۔ ۵ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف ۱۵۸)
اور حضور کا ارشاد ہے۔ بعثت الی الناس عامۃ یعنی میں عامۃ الناس کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

۵ اے محبوبؐ آپ کہدیجیے کہ اے لوگو میں تم سب کے لیے (ساری دنیا کے لیے) نبی بن کر آیا ہوں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (ط ۲۸-۲۲)

اے محبوب ہمنے آپؐ کو ساری دنیا کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر زمانے میں اور ہر ملک میں انبیاء مبعوث ہوتے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا۔ (یعنی ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے)

Marfat.com

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات ہی کچھ اور ہیں آپ کی رسالت اور رسولوں کی طرح وقتی طور سے کسی خاص ملک و قوم کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی رسالت کا فیض قیامت تک جاری رہے گا اس لئے کہ آپ ساری دنیا کے لئے نبی پاک بن کر آئے ہیں۔ آپکے بعد رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا اس لئے آپؐ "خاتم النبیین" ہیں آپ کا ارشاد ہے۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حضور نبی کریم چونکہ خاتم الانبیا ہیں۔ اس لئے آپ کی مکمل تعلیم اور زندگی کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) اور سیرت پاک محفوظ ہیں جس سے دنیا ہمیشہ ہدایت حاصل کرتی رہے گی۔ اس لئے آپ کے بعد اب کسی نبی کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ آپ کی طرز زندگی ساری دنیا کے لوگوں کے لئے نمونہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (...)

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی عمل ہدایت نامہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَةَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں نیز جو اللہ اور یوم قیامت کا امیدوار ہو۔ چونکہ آپ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے اس لئے سارے ادیان بھی منسوخ ہو گئے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے رسول پاکؐ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے تمام ادیان و مذاہب پر غلبہ عطا ہو جائے یہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو

Marfat.com

ختم الانبیا ہونیکے خارجی دلائل! الہامی کتب ہوں یا غیر الہامی مذاہب ان سب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ توریت وانجیل میں نہ صرف آخری پیغمبر کے آنے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور صفات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ گوتم بدھ نے بھی اپنے شاگردوں سے کہا تھا، "میں پہلا بدھ نہیں ہوں نہ آخری بدھ ہوں۔ اپنے وقت پر ایک اور بدھ آئے گا جو انسانوں کا عظیم النظیر سردار ہوگا وہ ایک مکمل اور خالص مذہبی نظام حیات کی تبلیغ کرے گا۔

اسی طرح ہندوؤں اور سکھوں کی مذہبی کتب میں بھی آپ کی رسالت کی پیش گوئی پائی جاتی ہے۔

زردشت کے ارشادات میں بھی آپ کی بعثت کا ذکر ہے آپ کی ولادت باسعادت کے وقت جو واقعات پیش آئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی کایا پلٹانے والا آخری رہبر دنیا میں تشریف لایا ہے مثلاً آپ کی ولادت کے وقت قیصر وکسریٰ کے کنگرے گر پڑے آتشکدہ ایران بجھ گیا۔ کوہ فاران کی چوٹیوں پر ایک محیر العقول روشنی نمودار ہوئی اور خانہ کعبہ کے سارے بت اوندھے ہوگئے یہ دراصل اشارات تھے کہ اب دنیا سے باطل ختم ہوگا اور حق ظاہر ہوگا۔

حالات زندگی! آج دنیا میں بعض بڑے بڑے لوگوں کے نام لئے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے حالات زندگی سے دنیا واقف نہیں ہے اور بعض کے حالات زندگی ملتے بھی ہیں تو وہ ناقابل اعتبار ہیں آج دعوے سے کسی ایک شخص کی زندگی کے سارے کے سارے حالات مستند طور پر نہیں ملتے۔

دنیا میں صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ایسی ہے جن کے بچپن سے لیکر آخر وقت تک کے حالات زندگی، حرکات وسکنات اقوال وافعال

Marfat.com

نہایت مستند اور معتبر طریقہ سے محفوظ ہیں، آپ کے حسب نسب، خاندان
بچپن، جوانی غرض نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد کے واقعات نہایت صحیح
طریقہ سے محفوظ ہیں اور یہ سارے واقعات تعلیمات اسلامی ماخذ کے سمجھے جاتے
ہیں آپؐ کی زندگی کے مختلف شعبوں پر قرآن مجید سے روشنی پڑتی ہے۔

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حالات زندگی دو طریقے سے
معلوم ہوتے ہیں ایک تو قرآن خود آپؐ کے اوصاف پر شاہد ہے اور دوسرا ذریعہ احادیث
ہیں جسے صحابہ کرام نے نہایت تحقیق و جستجو سے صحیح طریقہ پر جمع کیا۔

انہی دو ذرائع سے آپ کے خلوت و جلوت کی زندگی نمایاں ہو کر دنیا کے
سامنے آئی ہے۔ دنیا میں آج کسی شخص کی ساری زندگی کے واقعات اس قدر
معتبر طریقے سے محفوظ نہیں ہیں اس لئے سوانح حیات اور سیرت کے اعتبار
سے صرف آپ ہی کے حالات زندگی ایسے ہیں جنہیں اپنے تو اپنے دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں

تمام خوبیاں: مختلف انبیاء کرام میں جو مختلف خوبیاں پائی جاتی تھیں وہ سب کے سب
آپؐ کی ذات میں جمع ہوئیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہر شعبہ حیات کے لیے حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے روشنی حاصل ہوتی ہے۔ کردار سازی کے لیے آپ
کی سیرت طیبہ روشنی کا مینار ہے بچوں کیلئے آپ کے بچپن کے واقعات، جوانوں کے
لیے آپ کی پاکیزہ جوانی کا نمونہ مشعل راہ ہے غرض بحیثیت حاکم، بحیثیت باپ بحیثیت
شوہر، بحیثیت تاجر غرض ہر طرح آپ کی ذات دنیا والوں کے لیے ایک نمونہ ہے۔

اخلاق حسنہ: آپؐ باوجود سردار انبیاء ہونیکے اخلاق حسنہ کا نمونہ تھے۔ فرض شناسی
احساس ذمہ داری، امانت و دیانت، ضبط و تحمل تواضع و انکساری عفو و درگزر، غرض
انسانیت کی ساری خوبیاں آپ میں بدرجہ اتم تھیں۔ آج غیر مذاہب کے لوگ بھی
اسے تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں وہ ساری خوبیاں تھیں جن پر انسانیت کو فخر ہے

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ آپ کی سیرت طیبہ ایک مثالی نمونہ تھی جس کی وجہ سے اشاعت اسلام میں بڑی مدد ملی۔

انسانِ کامل

ایک انسان اپنی زندگی میں جو جو حرکات کرتا ہے اور جس طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ جو پسند کرتا ہے اور جو ناپسند کرتا ہے کس طرح اٹھتا بیٹھتا ہے۔ کیا کھاتا ہے۔ کیسا رہتا ہے۔ غرض پیدائش سے لے کر آخر وقت تک بود و باش کے طریقے، گفتگو کے طریقے کسی شخص کے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر ان کی حفاظت کا امتیاز کسی کو حاصل ہے تو وہ حضورؐ کی ذات گرامی ہے۔ آپ کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو کھل کر سامنے نہ آیا ہو۔ غرض کہ سیرت کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ظاہر نہ ہوا ہو۔ اور ایک انسان میں جن جن خوبیوں کا ہونا ضروری ہے۔ وہ آپؐ کی ذات میں جمع نہ ہوئے ہوں اس لئے آپ انسان کامل تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس امت پر منعم حقیقی جل شانہ نے ایسا عظیم الشان انعام فرمایا کہ جس انعام کا اللہ عزوجل خود ذکر فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

البتہ تحقیق اللہ عزوجل نے بہت بڑا احسان کیا مومنوں پہ جب کہ ان میں سے اس نے ایک رسول مبعوث فرمایا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا ایک زبردست اور عظیم الشان انعام ہے کہ جس پر ہر ایک مسلمان کو فخر ہے۔ اور انعام یہ نہیں کہ صرف مکے والوں کے لیے ہے۔ یا صرف مدینہ والوں کے لئے نہیں بلکہ یہ انعام الہٰی دونوں جہان کے لئے ہے جن و انس ملائکہ حور و غلمان کے لیے ہے۔ اور سب ہی کو فخر ہے۔ اس امر کا کہ اللہ عزوجل نے آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ۔ کا سہرا باندھ کر اور تمام پیغمبروں کا سردار و خاتم النبیین بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے کیا یہ انعام الہٰی کم ہے جو ہم اب بھی نظام نبوت کے خواہاں ہوں اور ہمیں اپنے نبی پاکؐ آقا کے سوا اور کسی نبی کی حاجت ہو۔

Marfat.com

محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا جائز ہے

۱۲/ ربیع الاوّل شریف کے دن پورے عالم اسلام کو جشن

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صبح بہاراں مبارک ہو!

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے ظلِ رحمانی سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلَ اللّٰہ
مرحبا مرحبا رسول اللہ

لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم

زیرِ نظر مضمون حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت پر اجتماعات اور اس موقع پر دیگر تقریبات کے انعقاد سے متعلق ہے۔ بعض حضرات ان تقریبات کو ناجائز یا بدعت قرار دیتے ہیں اور بطورِ ثبوت یہ بھی کہتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

وصال کے کئی سال بعد تک اس نوع کے اجتماعات یا تقریبات نہیں ہوئیں متحدہ عرب امارات کی عدالت شرعیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبدالعزیز المبارک نے احادیث کی روشنی میں ان اجتماعات و تقریبات کو جائز قرار دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ قارئین کے لیے یہ مضمون معلومات اور دلچسپی کا باعث ہوگا۔

(مصنف)

از: شیخ احمد عبدالعزیز المبارک

رئیس القضاء الشرعی (چیف جسٹس عدالت شرعیہ)

(متحدہ عرب امارات)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا ہے ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، واقعات غزوات بیان کئے جاتے ہیں اور اکثر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں قصیدے پڑھتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کے لیے ان کو بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی سیرت واخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے ایک مباح عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ (بعض کو) یہ مرغوب نہ ہو کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول) ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر وہ تقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور صحابہؓ کے زمانہ میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت نہیں قرار دیا

Marfat.com

جا سکتا۔ کیونکہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن یا جائز۔ بخاری اور موطا میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو تراویح کے لیے جمع فرمایا اور فرمایا نعمت لبدعۃ ھذہ یہ بدعت اچھی ہے۔ فتح الباری میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ بدعت کی اصل یہ ہے کہ سابق میں اس کی مثال نہ ہو اور اگر اس کو سنت کے مقابل قابل عمل قرار دیا جائے تو وہ قابل مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے۔ اگر اس کو شرع میں عمل قرار دیا جائے تو وہ بری ہے ورنہ وہ مباح اور وہ احکام خمسہ میں ایک ہے۔ اور اسی میں ایک حدیث کہ بے شک سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ اور کاموں میں برے کام وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں، کے ذیل میں امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے ایک محمود اچھی، دوسری مذموم بری۔ جو سنت کے موافق ہو وہ محمود اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم اور امام شافعیؒ ہی کا قول ہے جو بیہقی نے اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ بدعتیں دو قسم کی ہیں ایک جو کتاب سنت اور اثر اور اجماع امت کے خلاف ہو وہ گمراہ بدعت ہے لیکن جو خیر کے لیے نکالی گئی ہو اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابل قبول بدعت ہے بعض علماء نے بدعت کو احکام خمسہ میں شمار کیا ہے، جو واضح ہے۔

الباجی منتقیٰ میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اس کو قائم کیا۔ حالانکہ بدعت وہ ہے جس کی بدعت نکالنے والا ابتدا کرے اور اس سے قبل کسی نے ایسا نہ کیا تھا۔ پس عمرؓ نے اس بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام نے اس کی اتباع کی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ عمل صحت پر مبنی تھا۔

شہاب الدین قرافیؒ نے کتاب الفروق میں لکھا ہے کہ بدعت احکام خمسہ میں شامل

Marfat.com

یہ تسمیں شرح کی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح، انہوں نے اس کو طوالت سے فرق ثانی (۵۰۲) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات فتح الباری سے اوپر نقل کردہ تحریر کے مانند ہے۔

بعض مالکی فقہاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عید کی مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں ویسا ہی ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے۔ مترجم، ان کی رائے میں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شرع کے لحاظ سے درست ہے۔ اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

مواھب جلیل علی مختصر خلیل میں عبداللہ محمد بن عبدالرحمن المعروف بہ خطاب مالکی (متوفی ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ زروق شرح قرطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو ان کے زمانے کے قریب تھے اور تقوے میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے مکروہ قرار دیا ہے چونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں اور ہمارے شیخ قوریؒ اس کا کثرت سے ذکر کیا کرتے اور اس کو اچھا سمجھتے میں کہتا ہوں کہ ابن عباد نے اپنے رسائل کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے اور ہر وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپؐ کی ولادت کے دن مباح (جائز) ہے مثلاً روشنی کرنا۔ اچھا لباس پہننا جانوروں کی سواری کرنا، اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ان امور کی بدعت ہونے کا حکم اس وقت ہے جبکہ کفر و ظلمت اور خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو اور یہ دعویٰ کرنا کہ عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں ہے۔ مناسب نہیں اور اس کو نور وز و مہرجان سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو سلیم الطبع انسان کو منحرف کرنے کے برابر ہے۔ عرصہ قبل میں

Marfat.com

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف نکلا۔ وہاں میں نے الحاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں سے بعضوں نے کھانے کے لیے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا۔ میں اس روز روزہ سے تھا اس لیے میں نے کہا "میں روزہ سے ہوں" ابن عاشر نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا اس کا کیا مطلب ہے۔ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا عید کے دن۔ میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا۔ گویا کہ میں سو رہا تھا۔ انہوں نے بیدار کر دیا۔

حاشیہ کنون میں ابن عباد کے نام اور لیکن تاج الفاکہانی کا یہ ادعا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے" یہاں تک کہ انہوں نے اس پر ایک رسالہ بھی لکھ دیا صحیح نہیں ہے۔ ان کے اس بیان پر زین العراقی اور علامہ سیوطی نے اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالکی فقیہوں میں سے اکثر نے ابن عباد، ابن عاشر، زروق اور کنون کا مسلک اختیار کیا ہے۔ ان میں نابل ذکر محمد البنانی نے حاشیہ زرقانی پر اور الدسوقی نے حاشیہ شرح الکبیر مولفہ دردیر پر اور صاوی نے اپنے حاشیہ شرح صغیر پر اور محمد علیش نے اپنی شرح خلیل پر اور برہان الدین حلبی نے اپنی سیرت حلبیہ میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔

ابن حجر الہیثمی نے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے۔ اسی وجہ سے امام ابو شامہ فرماتے ہیں کہ کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جس نے ہمارے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دینے اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ اپنایا۔ اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بھی اظہار ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔

Marfat.com

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ عید میلاد ، کو اسلاف میں سے کسی نے تین قرن (یعنی بہ زمانہ رسالتمآب وصحابہؓ وتابعین) میں نہیں منایا بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا لیکن اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا لیکن اس کے بعد برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات عام ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان میں رہنا ہے اور بہت جلد مقصد کے حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اسی طرح ابن حجر الہیتمی کے نوازل حدیثیہ میں اس کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے انہوں نے اپنے مضمون میں جواباً کہا ہے کہ عید میلاد کا اجتماع اگر خیر و شر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا روکنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ملط ہو جائیں لیکن اگر یہ تقریب اس برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضورؐ کے ذکر اور درود وسلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے تو وہ سنت ہے پھر انہوں نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے جس میں سے ایک انہوں نے نوازل میں بیان کی ہے کہ جب قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور دوسری حدیث بھی اس کی مثل بیان کی ہے پھر فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے خیر کے لیے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر کی کتاب فتح سے اور انہوں نے امام شافعیؒ سے اور ابو نعیم اور بیہقی کے طریقے سے نقل کیا ہے۔ اور ہم نے باجی سے اور انہوں نے زرقانی سے جو نقل کیا ہے اس کے علاوہ حضرت عمرؓ کی جو حدیث ہم نے پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح

Marfat.com

ہو جاتا ہے کہ بدعت کا مدار اس کے تحت ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو قابل مذمت۔

اور ایسا ہی مالکی فقہا اور شافعی فقہا مثلاً زین العراقی، علامہ سیوطی، ابن حجر الہیثمی علامہ سخاوی پھر ابن جوزی حنبلیوں میں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانے اور اس میں جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اس کو نصرانیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تقریب کے مشابہ قرار دیتے ہیں وہ قیاس مع الفارق کرتے ہیں اور غلط مثال دیتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرا خدا ہونے کے لحاظ سے مناتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے؛ اللہ تعالیٰ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس سے اعلیٰ وارفع ہے لیکن مسلمان حضورؐ کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کے بندے ہونے میں آپ کے لیے شرف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے۔ پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے اور آپ کو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپ کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

جامع ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام لوگوں میں سب سے پہلے قیامت کے دن میں اٹھایا جاؤں گا میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ جمع ہوں گے، میں ان کا خطیب ہوں جب وہ خاموش رہیں گے، میں ان کا شفیع ہوں جب وہ مایوس ہوں گے بزرگی اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا، اور میں اللہ کے پاس تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ

Marfat.com

بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں دو فرشتوں کے شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کو وزن کر وان کی امت کے دس آدمیوں سے پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزن میں نکلا پھر کہا کہ سو کے ساتھ وزن کرو میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو میرا وزن کیا گیا اور میں ان سے بھی زیادہ وزن دار رہا پھر انہی فرشتوں نے کہا ان کو چھوڑ دے اگر ان کا وزن ساری امت سے بھی کیا جائے تو وہی زیادہ نکلیں گے۔ سیرت ابن ہشام میں بھی ایسا ہی ہے۔ پس بے شک وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین اللہ تعالٰی نے ان کو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور عزت والے اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس کے لیے جمع ہونا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی جدید بات نہیں اس پر سینکڑوں سال سے مالکی اور دیگر فقہا نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں لہذا اس مسئلے میں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا خصوصًا جبکہ ہمارے شہروں متحدہ عرب امارات میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن اگر اس میں حرام اور خلاف شرع امر نہ ہوں تو وہ مباح ہیں جیسا کہ حبشیوں نے مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم وغیرہ میں تصریح موجود ہے۔ اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلاف شرع حرکتیں مل جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے ایسا ہی ہیثمی نے ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

بعض جرائد و اخبار نے لکھا ہے کہ عرب ممالک کے بعض ہوٹل اس موقع پر استعمال کرتے ہیں اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب و غریب خرافات رقص و سرود کی محفلیں منعقد کرنا یہ سب فساد پر مشتمل ہے۔ میں شدت کے ساتھ اس کو روکنے کی خواہش رکھتا ہوں اور میں تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل بند کر دیں اور ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو کھلم کھلا منکرات پر عمل کر رہے ہیں اور بعض اسلام میں اسلام کے معاملات میں مکر سے کام لے رہے ہیں۔ (ماہنامہ منار الاسلام جمادی الآخر ۱۴۰۸ھ اپریل ذی الشعبہ)

درحقیقت عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے صدقہ ہم کو یہ دو عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ ملیں۔ اسی عید کے صدقہ قرآن مجید ملا۔ اسی عید کے صدقہ ہم مسلمان بنے۔ اسی عید میلاد کے صدقہ ہم کو خدا ملا۔ اور انہی کے صدقہ ہم کو جنت ملے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محبوب ہم آپ کو پیدا نہ فرماتے تو اس کائنات کو بھی پیدا نہ کرتے۔

سلام بحضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

سلام ان پر کہ جن کو احمد مختار کہتے ہیں — سلام اُن پر جن کے نور سے ہر انس و جاں پیدا
سلام ان پر کہ جن کو احمد مختار کہتے ہیں — سلام ان پر کہ جن کو سید ابرار کہتے ہیں
سلام ان پر ہوئے جن کیلئے دونوں جہاں پیدا — سلام ان پر جن کے نور سے انس و جاں پیدا
سلام ان پر جو آئے رحمۃ اللعالمین بن کر — سلام ان پر جو آئے ہیں شفیع المذنبین بن کر
سلام ان پر جو نور مجسم فخر آدم ہیں — سلام ان پر جو بعد خدا سب سے معظم ہیں
سلام ان پر جنہیں یٰسین و طٰہٰ حق نے فرمایا — سلام ان پر ہے قرآن مبین جن کیلئے آیا

Marfat.com

محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جائز و بابرکت ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا واقعہ بیان کرنا۔ حمل شریف کے واقعات نور محمدی کے کرامات۔ نسب نامہ یا شیر خوارگی عظمت وسیرت ومعجزات حضور کی نعت پاک نظم یا نثر میں پڑھنا مجموعی طور پر "میلاد" کہلاتا ہے۔ محفل میلاد منعقد کرنا۔ ولادت پاک کی خوشی منانا۔ ذکر کر کے موقع پر خوشبو لگانا۔ گلاب چھڑکنا، شیرینی تقسیم کرنا جس جائز طریقے سے ہو وہ مستحب اور باعث برکت ونزول الٰہی کا سبب ہے میلاد شریف کا جواز قرآن وحدیث واقوال علماء اور ملائکہ وپیغمبروں کے فعل سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور حضور کی تشریف آوری اللہ کی بڑی نعمت ہے میلاد پاک میں اسی کا ذکر ہے لہذا میلاد پاک کرنا اسی آیت پر عمل ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے اس کا چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع صحابہ کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر اپنی ولادت پاک اور اپنے اوصاف بیان فرمائے جس سے معلوم ہوا کہ میلاد پڑھنا سنت رسول بھی ہے۔ (مشکوٰۃ جلد دوم)

مواہب لدنیہ میں اور مدارج النبوۃ وغیرہ میں ذکر ولادت کے بارے میں ہے کہ شب ولادت ملائکہ نے آمنہ خاتون کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا البتہ شیطان رنج وغم میں بھاگا بھاگا پھرا اس

Marfat.com

سے معلوم ہوا کہ میلاد مصطفےٰ سنت ملائکہ بھی ہے۔

ملائکہ نے میلاد مصطفےٰ پر قیام کیا

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت پیدائش کھڑا ہونا ملائکہ کا کام ہے اور قیام سے بھاگنا فعل شیطان ہے۔ اب لوگوں کو اختیار ہے کہ چاہیں تو میلاد پاک کے ذکر کے وقت ملائکہ کے فعل پر عمل کریں یا شیطان کے۔

تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورہ فتح زیر آیت محمد رسول اللہ۔ میلاد شریف کرنا حضور علیہ السلام کی تعظیم ہے جب کہ وہ بری باتوں سے خالی ہو۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور آقائے دوجہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے نعت منظوم حضور اقدس کی بارگاہ میں پیش کی تو حضور علیہ السلام ان کے لئے مسجد میں منبر بچھواتے اور حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت پاک سناتے اور حضور انہیں دعائیں دیتے۔

امام شافعی امام ابوحنیفہ حضور غوث پاک غرضیکہ سارے اولیاء علماء نے نعتیں لکھیں اور پڑھیں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت فاروق اعظم نے سورہ بقر بارہ سال کی مدت میں اس کے رموز واسرار کے ساتھ پڑھی بعد ختم ایک اونٹ ذبح کر کے بہت سا کھانا پکا کر صحابہ کرام کو کھلایا۔ اہم کار خیر سے فارغ ہو کر تقسیم شیرینی وطعام ثابت ہوا۔ میلاد پاک بھی اہم کام ہے۔

Marfat.com

برکات عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خوشی سے مست تھے سب آسماں والے کہ اتنے میں
بیکا یک یہ ہوا روح الامیں کو حکم یزدانی
منادی جا کے کردو، خشک و تر میں بحر اور بر میں
ہوئے پیدا محمد آج عبداللہ کے گھر میں

آج تمام عالم میں مسرت وانبساط جلوہ فگن ہے آج مسلمانوں کے چہروں پر مسکراہٹ رقصاں ہے۔ غنچے چٹک چٹک کر اظہار مسرت کر رہے ہیں۔ چمن بھر میں بہار کا عالم ہے۔ شجر و حجر کسی کی ثناء میں مصروف ہیں۔ طائر کسی عظیم ہستی کی تشریف آوری کی خوشی میں نغمہ زن ہیں۔ پہاڑوں کی خاموشی اور سکوت بھی کسی انبساط کا پتہ دیتی ہے۔ آسمانوں سے فرشتے فرشتوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ زمین کا ذرّہ ذرہ کسی کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ جن و ملک خوشی سے محوِ رقص ہیں۔ اشجار پتوں کے ذریعہ تالیاں بجا بجا کر اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ تمام دُنیا مسرتوں کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ قصبہ قصبہ، قریہ قریہ شہر شہر میں جگہ جگہ محافل میلاد منعقد ہیں نعت خوانی ہو رہی ہے اور مسلمان اپنے آقا و مولیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن منا کر اپنے لئے خیر و برکت کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ مگر شیطان کے گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی ہے۔ کیونکہ آج اس نور کا یوم ولادت ہے۔ جس کے اس دُنیا میں ظہور پذیر ہوتے ہی قصرِ کسریٰ کے کنگرے عظمت و ہیبت سے سرنگوں ہو گئے تھے۔ بت سجدوں میں گر پڑے تھے۔ آتش پرستوں کی ہزاروں سالوں سے روشن کی ہوئی آگ بجھ گئی تھی۔ اور جس کی

Marfat.com

تشریف آوری سے ہی خدائے حقیقی کی ذات اس دُنیا پر ظاہر ہوئی تھی۔
اسی محسنِ کائنات کی ولادت کی خوشی میں رحمان والے خوش ہیں۔ مگر شیطان والے رنجیدہ۔ کیونکہ ان کو آج اپنا سحر ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ آج اس انسان کامل نورِ مجسم کی ولادت کا دن ہے

آج اُس فخرِ موجودات کی پیدائش کا دن ہے جو اپنی مقدس نعلین سمیت عرشِ اعظم، خلوت اللہ تک گیا۔ حالانکہ کلیم اللہ کو طور کی وادی میں بھی نعلین اُتارنے کا حکم ہو گیا تھا۔

آج اس محسن عالم محبوبِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی باسعادت ولادت کا یوم مُبارک ہے۔ جس کے عشق میں تمام جاندار ہی نہیں، بے جان بھی، بلکہ دُنیا کا ذرہ ذرہ خوش ہے۔ غنچہ چٹکتا ہے۔ نامِ محمد کا ورد کرتے ہوئے دلکش پھول بن جاتا ہے جنید و بایزید جن کی خدمت میں نفس کُش کردہ حاضر ہوتے ہیں۔ پروانہ بھی نورِ محمدی کے عشق اور تلاش میں سرگرداں ہے ؎ مثالِ شمع سوزاں عشقِ احمد میں ہے پروانہ

ہے دیوانہ اگر ہے شمع کا دیوانہ پروانہ

۱۲ ربیع الاول کو وہ سرکارِ دو عالم پیدا ہوئے تھے جن کے خدام ان کی خاکِ پا کو دونوں عالم سے بہتر خیال کرتے ہیں۔

۲۱ اپریل ۵۷۱ء کو وہ احمد مجتبیٰ اس دُنیائے آب و گل میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ جو شبِ معراج ساتوں آسمانوں کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ، وہاں سے میدان حریفِ الاقلام اور پھر خلوت گاہِ الٰہی تک تشریف لے گئے اور پھر

آج کے دن قبل از طلوعِ آفتاب و بعد از نمازِ صبح صادق وہ سرورِ کائنات تشریف لائے۔ جن کی محبت ہی اصل ایمان ہے۔ جن کی اطاعت و محبت کے بغیر خدا کی اطاعت و محبت ممکن نہیں ؎

Marfat.com

موحد کوئی کیوں کر ہو سوا تیری اطاعت کے
کہ توحید واحد میں واسطہ ہے میم احمد کا

دوشنبہ کے دن وجہ تخلیق دوجہاں نے اس دنیا پر قدم رنجہ فرمایا۔ جن کے وسیلہ کے بغیر دُنیا کے کام ممکن ہیں نہ عقبیٰ میں سرخروئی۔

یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا وہ محبوب خاص وہ نازونعم غیب کا پروردہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ جس کی آمد آمد میں لیل و نہار نے ہزاروں کروٹیں بدلیں۔ جس کی انتظار کا داغ سینے میں لئے چاند کروڑوں برس حیران و پریشان پھرتا رہا۔ جس کی دھن میں آفتاب جہانتاب مدتوں بے قرار رہا اور شبنم آنسوؤں کے موتی بکھیرتی رہی۔ وہی جس کی خاطر زمین و آسمان کی آرائش وجود میں لائی گئی تھی وہی جو دعائے خلیل اور نوید مسیحا علیہما السلام تھا۔ فاران کی چوٹیوں سے نکل کر دنیا کو نور و عرفاں سے مجلّی کر دیا۔ رات کی ظلمت دن کی تابندگی سے بدل گئی۔ اخلاق اصلاح کا غوغا بلند ہوا۔ صلح و آشتی کی طرح ڈالی گئی۔ بارہ ربیع الاول سے بڑھ کر خیر و برکت والا دن چشم فلک نے کب دیکھا تھا کہ وہ جو منشائے تخلیق کائنات تھا۔ حضرت انسان کی اصلاح کے لئے تشریف لایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور بخشش و رحمت ہے کہ اس رؤف و رحیم خدا نے انسانوں کی فلاح کے لئے آمنہ کے لال کو اپنا نام لقب رؤف و رحیم ہی نہیں بلکہ رحمۃ اللعٰلمین بھی بنا کر بھیجا۔ اور مومنان جہاں کو خبردار کیا کہ اپنے ایمان لانے پر نازاں نہ ہونا بلکہ یاد رکھو۔ " لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا الخ " یہ ہمارا احسان و فضل ہے کہ ہم نے اپنے محبوب خاص کو تمہاری فلاح اور تمہارے تزکیہ کے لئے بھیجا۔ اسی رحمۃ اللعٰلمین کی رحمت و تعلیم تھی جس نے انسانیت سے دُور وحشی نما انسانوں کو انسان

Marfat.com

ہی نہیں بنایا، بلکہ جہاں گیر و جہاں بان بنایا۔ ان کو اندھیروں اور تاریکیوں سے نکال کر نور اور روشنی کی وادیوں میں لا بسایا۔ ان کو اوہام و خرافات کی ظلمتوں سے روکا۔ اور حقائق و معارف کی جانب رہنمائی کی۔ یہ اللہ کا فضل تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا۔ آپ کے فیض سے تاریکیوں کے بادل چھٹ گئے۔ روشنی نظر آئی۔ عقل و ذہن میں روشنی اور تابندگی پیدا ہو گئی۔ اخلاق سنور گئے۔ روح نے ارتقا اور رفعت کی ٹھانی۔ یہ حضور کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ڈاکو حفظِ امن کے ضامن قرار پائے، ظالم اور جفاکاروں نے خدمت و شفقت کا بہترین ثبوت دیا۔ جو اکھڑ اور تند مزاج تھے۔ سلیم و حلیم بن گئے۔ یہ ساقیٔ کوثر و تسنیم مولائے انس و جاں ہی کی مہربانی ہے۔ کہ آج دنیا میں روشنی اور محبت موجود ہے۔ ہر مسلمان باوجود جغرافیائی تقسیم کے ایک وحدت دینی سے وابستہ ہیں۔ ؎ وہ دانا ئے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

اس دن جتنی بھی خوشی کی جائے کم ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاق و عقیدت اور محبت عشق ہی ایک ایسی دوائی ہے جو تمام امراض کا تریاق ہے۔ کیوں نہ ہو جس سے خود خدا محبت کرے اس کا مرتبہ بھی وہی جانے۔

یہ عید میلاد النبی ہے، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ وہ نور اور جو لباسِ بشریت میں منصۂ شہود پہ جلوہ گر ہوئے اور

وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی تعریف کسی سے ممکن نہیں جن کے متعلق آخر کار غالب کا یہ شعر کہہ کر خاموش ہو جانا پڑتا ہے کہ

؎ غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

Marfat.com

جشنِ ولادت باسعادت

کتب سماوی کی روشنی میں

یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ (اعراف)

خداوند عزوجل نے آنحضرت محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو المرسلین رحمۃ اللعالمین بناکر بھیجا۔ آپ کی خاطر تمام کائنات منصۂ وجود پہ آئے۔ آپ کی وساطت بابرکت سے تمام انبیاء وکرام علیہم السلام خلعتِ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ تمام انبیاء کرام سے آپ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا میثاق لیا گیا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط "سورہ آل عمران"، اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو کتاب اور دانائی دیں۔ اور پھر ایک رسول تمہارے پاس آئے۔ جو تمہاری کتاب اور شریعت جو تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرے۔ تو ضرور اس کو ماننا اور اس کی مدد کرنا) اس آیت کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیکم کی رسالت تمام انبیاء کرام کی مسلّم وتصدیق شدہ حقیقت ہے۔ اور آپ سردار انبیاء اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سیادت اور خاتم النبین کی نبوت کا سکہ تمام انبیاء کرام کے

Marfat.com

مقدس گروہ پر چلتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلہ سے دربار الہی میں اپنی خطا کی معافی مانگی اور ان کی توبہ مقبول ہوئی (بیہقی و حاکم وطبرانی)

(۱) حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الایۃ)

جس وقت حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے وادی غیر ذی زرع میں اپنی متحدہ کوششوں سے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی اس وقت منجملہ اور دعاؤں کے ایک دعا یہ بھی مانگی تھی "بار الٰہا! میری اولاد میں سے ایک رسول مبعوث کرنا۔ جو لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے۔ اُن کے نفس کا تزکیہ کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔"

یہ تھی دُعائے خلیل جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں پوری ہوئی۔ نیز اس دُعا میں حضرت اسماعیل کی بھی شرکت تھی۔ اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس دُعا کا مقصود یہ تھا کہ پیغمبر نسلِ اسماعیلؑ سے ہوگا۔ اور مکہ میں اس کی بعثت ہوگی۔ حدیث نبوی میں اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں"

(مستدرک للحاکم ج ۲)

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت:۔ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم

Marfat.com

سے مخاطب ہیں۔" خداوند سینا سے آیا۔ اور سعیر سے اُن پر آشکارا ہوا اور کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ اس کے داہنے ہاتھ میں اُن کے لئے آتشیں شریعت تھی وہ بیشک اپنی قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ (استثناء باب ۳۳)

اس میں موسیٰؑ نے تین انبیاء کی پیش گوئی فرمائی۔ ان میں سے ایک خود جنہیں حق کا جلوہ سینا پر نظر آیا۔ دوسرے حضرت عیسیٰؑ جنہیں یہ شرف سعیر کے قرب وجوار میں حاصل ہوا۔ تیسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدالمرسلین۔ جو فاران سے (مکہ اور حرم کے پہاڑوں کا نام ہے۔) جلوہ افروز ہوا۔ اور اس کے جگمگانے سے مراد قرآنِ کریم کا نزول ہے۔ اور دس ہزار قدسیوں سے مراد دس ہزار مقدس صحابۂ کرام ہیں۔ جو اس فاران سے آنے والے نورانی پیکر کے ساتھ شہر خلیل (مکہ) میں داخل ہوئے۔ اور آتشیں شریعت سے مراد اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ اور محبت سے مراد رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ہے اس طرح حضرت موسیٰؑ کی بشارت پوری ہوئی۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت:

حضرت عیسیٰؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت نہایت صاف اور صریح لفظوں میں دی۔ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ (سورۃ صف) (اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس خدا کا قاصد بن کر اور مجھ سے پہلے جو توراۃ آئی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے بعد احمد نام ایک پیغمبر کی خوش خبری

Marfat.com

لے کر آیا ہوں)

(۴) انجیل باب ۱۴ یوحنا میں اسطرح بشارت کا ذکر ہے۔

"اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا فارقلیط بخشے گا ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔"

اسی طرح اس انجیل کی متعدد آیتوں میں جس پیغمبر کی بشارت بار بار حضرت عیسیٰؑ نے دی ہے۔اس کو لفظ فارقلیط تعبیر کیا ہے۔ یہ لفظ عبرانی یا سریانی ہے جس کا معنے احمد ہے۔ انجیل کے تمام قدیم ترجموں میں اس کے یہی معنیٰ لکھے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ۱۸۹۳ء میں تراجیم انجیل کے لیۓ جو کمیٹی قائم ہوئی تھی۔ اس نے لفظ کو بھی بدلا اور ترجمہ بھی فارقلیط کے بجائے پیرقلیط کر دیا اور اس کا معنے "وکیل" لکھ دیئے۔

(۵) حضرت داؤد علیہ السّلام کی بشارت :

حضرت داؤد علیہ السلام کی بشارت اس طرح ہے۔ فرماتے ہیں۔

"مُبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں رہتے ہیں۔ وہ سدا تیری تعریف کریں گے۔"

مُبارک ہیں وہ آدمی جس کی قوّت تجھ سے ہے۔جس کے دِل میں صیئون کی شاہراہیں ہیں۔ وہ وادیٔ بکّا سے گزر کرا سے چشموں کی جگہ بنا لیتے ہیں۔ پہلی بارش اسے طاقت سے معمور کر دیتی ہے۔ وہ طاقت پر طاقت پاتے ہیں۔ (زبور باب ۸۴ ورس ۴ تا ۷)

ظاہر ہے کہ وادی بکّا سے مراد مکّہ ہے۔ قرآن مجید میں بھی مکہ کو بکہ

Marfat.com

کہا گیا ہے ۔ پہلی بارش سے مراد غزوۂ بدر ہے ۔ اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت دن بدن بڑھتی رہی ہے ۔ وہ ہمیشہ خُدا کی تحریف میں سرگرم ہیں ۔ علماء اسلام نے دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام مثلاً حضرت سلیمانؑ حضرت لیسعیاہ نبی حضرت اشعیاء نبی ۔ حضرت ملاکی نبی کی ادر بشارتوں کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔ صحابۂ کرام اور تابعین میں جن لوگوں کو تورات سے واقفیت تھی یا علمائے یہود میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے اُن کو اچھی طرح معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بشارت گزشتہ صحفِ انبیاء میں مذکور ہے ۔ قیصر روم نے بھرے دربار میں کہا تھا کہ ختنہ والے رسول کی پیدائش کا زمانہ قریب ہے ۔ مقوقس شاہِ مصر کے دربار میں جو قاصدِ نبوی خط لے کر گیا تھا ۔ وہ بھی یہ جواب لایا ۔ کہ " ہاں ہم کو بھی یقین تھا ۔ کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے ۔۔۔ "

حبش کے عیسائی بادشاہ نے لکھا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ۔ کہ آپ سچے پیغمبر ہیں ۔ ورقہ بن نوفل نے جو جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے بعثت کے پہلے ہی روز آپ کی نبوت کی تصدیق کی ۔

مدینہ کے رہنے والے یہود بھی ایک آنے والے پیغمبر کے جلد ظاہر ہونے کے چرچے کر رہے تھے ۔ قرآنِ مجید میں اس طرح اشارہ ہوا ہے ۔ وَکانُوا من قبلُ یستفتحون علے الذین کفروا ۔ (اس سے پہلے کافروں پر آنے والے پیمبر کا نام لے کر فتح چاہا کرتے تھے ۔

اِن مذکورۃ الصدر پیشین گوئیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جشنِ ولادت باسعادت کی عظمت و منزلت کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔ (مشتے نمونہ خروارے)

" بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر "

Marfat.com

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؕ

ظہورِ قدسی

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ھدایت پہ لاکھوں سلام

سرورِ کائنات فخرِ موجودات سیدالانبیاء خاتم النبیین تاجدارِ دو عالم محمد مصطفٰی احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت موسم بہار میں دوشنبہ کے روز ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق قبل از طلوع آفتاب ہوئی حضور کی پیدائش باسعادت سے پہلے ہی حضورؐ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضورؐ کے دادا عبدالمطلبؓ بچے کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی دوڑے آئے اور معصوم بچے کو گود میں اٹھا کر خانہ کعبہ میں لے گئے اور کعبہ کا طواف کر کے خدا کا شکر ادا کیا دستور کے مطابق ساتویں دن قربانی کی اور ایک بھاری جشن کا انتظام کر کے کل قبیلے کی دعوت کی اور سب کے سامنے بچے کا نام محمد رکھا۔ آٹھویں روز شرفائے عرب کے دستور کے مطابق حضورؐ کو دودھ پلانے کے لیے قبیلہ بنی سعد کی ایک نیک خاتون حضرت حلیمہؓ کے سپرد کیا

جب حضورؐ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو حضورؐ کی والدہ آمنہؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد حضورؐ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ نے حضورؐ کی پرورش اپنے ذمہ لی لیکن ابھی حضورؐ کی عمر آٹھ برس کی ہوئی تھی کہ دادا بزرگوار بھی ۸۲ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے اب حضرت ابو طالب جو حضورؐ کے حقیقی چچا تھے حضورؐ کی پرورش کے کفیل ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں جو بی بی ہاجرہؓ کے بطن مبارک سے ہوئی بی بی ہاجرہؓ کے فرزند کا نام حضرت اسماعیل ہے حضور نبی کریم عدنان سے اکیسویں پشت میں ہوئے۔ اور عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیلؑ کا نامور فرزند ارجمند تھا۔

Marfat.com

جب حضورؐ کی عمر کے بارہ سال ختم ہوئے۔ تو حضورؐ کے چچا حضرت ابو طالب حضورؐ کو اپنے ساتھ شام کے سفر پر لے گئے، مگر راہب کے کہنے پر حضورؐ کے چچا نے آپؐ کو راستہ ہی سے واپس مکہ بھیج دیا۔

جوان ہوئے تو ایک عرصے تک تجارت کرتے رہے۔ ان دنوں مکہ میں ایک نہایت ہی شریف خاندان کی بیوہ مالدار خاتون حضرت خدیجہؓ نامی رہتی تھیں۔ حضورؐ ان کا مال تجارت بھی اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور واپس آکر ان کے مال کا اصل نفع انہیں لوٹا دیا کرتے تھے۔ جب حضرت خدیجہؓ نے حضورؐ کی سچائی، صداقت، ایمانداری، سلیقہ شعاری اور دیانتداری کی بابت سُنا اور بچشم خود دیکھا تو حضورؐ سے شادی کی درخواست کر دی۔ جسے حضورؐ نے اپنے چچا کے مشورے سے قبول فرما لیا۔ شادی کے وقت حضورؐ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ برس کی تھی۔ اس شادی کے بعد حضورؐ کا تمام وقت خدا کی عبادت و ریاضت اور بنی آدم کی بہبود اور خیر اندیشی میں گزرنے لگا۔

<u>بارِ نبوت</u>:۔ جب حضورؐ کی عمر مبارک ۴۰ برس کی ہوئی تو آپؐ پر تجلیاتِ انوارِ الٰہی کا ظہور شروع ہو گیا۔ جب چالیسواں سال لگا، تو آپؐ نے اپنی رہائش گاہ غارِ حرا بنا لیا۔ حضورؐ غار میں سارا سارا دن بیٹھے رہتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے بالآخر ایک دن ۹ ربیع الاول مطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء بروز دوشنبہ کو روح الامین حضرت جبرئیلؑ غارِ حرا میں تشریف لائے اور خدا کا پیغام پہنچایا اور حضورؐ پر بارِ نبوت رکھا، جس کی تبلیغ و اشاعت میں حضورؐ نے بڑی بڑی رنجشیں اور تکلیفیں اُٹھائیں۔ چونکہ حضورؐ کا دل خدا کی عظمت و محبت سے بھرپور تھا، اس لئے حضورؐ لوگوں کی ہر ایذا و تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دورانِ وعظ میں لوگوں نے حضورؐ پر گندگی کیچڑ اچھالی پتھر اور اینٹوں کی بارش کی جس سے حضورؐ کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا مگر آپؐ نے خدا کی وحدانیت اور اس کے پیغام سے منہ نہ موڑا اور برابر دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت فرماتے رہے۔ انہی دنوں نبوت کے دسویں سال آپؐ کے چچا ابو طالب جو حضرت علیؓ کے والد تھے، رحلت کر گئے وہ حضورؐ کے بڑے مددگار تھے۔ ان سے تین دن بعد حضورؐ کی زوجہ مطہرہ

Marfat.com

حضرت خدیجہؓ نے دنیا سے منہ موڑا۔ حضرت خدیجہؓ کی رحلت کا حضورؐ کو بہت عرصہ تک ملال رہا۔ اب قریش نے حضورؐ اور اُن کے ساتھیوں کو اور بھی ستانا اور تنگ کرنا شروع کردیا حضورؐ دو برس تک بڑی تکلیفیں سہتے رہے بالآخر تنگ آکر مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کرلیا۔

اسی سال ۲۷ ماہ رجب المرجب مطابق ۱۲ ءیوم دوشنبہ کو معراج ہوئی یعنی اللہ تبارک وتعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بیداری میں آسمان کی سیر کرائی۔ آول حضور براق پر سوار ہو کر بیت الحرم سے بیت المقدس تک تشریف لے گئے۔ وہاں جماعت انبیاء کے امام بن کر نماز پڑھائی۔ پھر آسمانوں کی سیر کرتے اور انبیاء سے ان کے مقامت پر ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ اور بیت المعمور تک جا پہنچے۔ وہاں سے قرب خداوندی حاصل ہوا اور گونا گوں بشارتوں سے مشرف ہو کر واپس تشریف لائے اور اپنی اُمت کے لئے خداوند تعالےٰ کا خاص تحفہ "نماز پنجگانہ" ساتھ لائے۔

انسان الکمل :۔ نبوت کے تیرھویں سال کچھ لوگ مدینے سے آئے اور حضورؐ سے مدینہ چلنے کی درخواست کی، جسے حضورؐ نے قبول کرلیا۔ جب مکہ کے لوگوں نے سُنا کہ اسلام مکہ سے باہر پھیل رہا ہے تو انہوں نے حضورؐ کے مکان کو گھیر لیا۔ حضورؐ ان کے گھیرے سے ایسے صاف نکل گئے کہ کسی محاصرہ کرنے والے نے حضور کو نہیں دیکھا، اور یوں حضورؐ ۲ ربیع الاول بروز شنبہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ شریف پہنچے اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام کیا۔

حضورؐ کی ہجرت کے بعد مصائب و آلام کا دور ختم ہوجاتا ہے اب مدینہ کی آزاد اور خود مختار زندگی ہے۔ مکہ معظمہ کی زندگی کا ایک وہ دورِ مظلومیت تھا جہاں دارِ ارقم میں چھپ کر تحریک اسلامی کو آگے بڑھانے کے مشورے ہوتے تھے۔ اور مدینہ طیبہ میں قوت کا یہ عالم تھا کہ بادشاہو اور حاکموں کے نام حضورؐ فرمان بھیجتے ہیں۔ مگر عفت وعصمت، زہد وعبادت، شرافت، مروت خداترسی واطاعت الٰہی اور بے نفسی کی جو روش مکہ میں تھی، مدینہ طیبہ کی فضا میں ذرہ برابر تغیر پیدا نہیں ہوسکا۔

Marfat.com

قیصر و کسریٰ کے نام فرمان بھیجنے والا مملکتِ اسلامی کا صدر جبکہ وہ مالِ غنیمت تقسیم کرتا ہوتا ہے، آپ کی چہیتی بیٹی سیدہ فاطمہؓ کے سر پر چادر نہ ہوتی تھی، دوسروں کو غلام اور کنیزیں بانٹی جاتی تھیں اور حضرت فاطمہؓ بنت محمدؐ چکی کی مشقت برداشت فرماتی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آلؓ پر صدقہ کو حرام فرما دیا ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت امام حسن نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں رکھ لی۔ اس پر حضور نبی کریم نے سختی کے انداز میں فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھاتا۔ پھر امام حسنؓ کے منہ میں سے کھجور نکلوا دی۔

تاریخ کے سیاہ اوراق بتلائیں گے کہ نامور فاتحین نے شہروں اور ملکوں کو فتح کرنے کے بعد وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کس قدر دردناک اور کتنا ذلت آمیز سلوک کیا، دوسری طرف مکہ معظمہ کا فاتح ہے۔ کہ جس نے خون کے پیاسے دشمنوں کو ادنیٰ باز پرس کئے بغیر معافی دے دی یہاں تک کہ اپنے سب سے بڑے دشمن ابوسفیان کے مکان کو دارالامن قرار دے دیا فتح مکہ اسلام کے انسانیت نواز آئین جنگ کی وہ روشن دلیل ہے جس پر انسانیت رہتی دنیا تک فخر کرے گی۔

ایک بار حضرت ابورافعؓ قریش کے سفیر بن کر مدینہ منورہ آئے تو حضورؐ کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی ان کے دل کی گرہ کھل گئی، عرض کیا یا رسول اللہؐ میں ان کافروں کے پاس واپس نہ جاؤں گا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا، نہ میں عہد شکنی کر سکتا ہوں اور نہ قاصدوں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں، تم اب لوٹ کر مکہ معظمہ چلے جاؤ اور وہاں جا کر بھی تمہارے دل کا یہی حال رہے تو پھر مدینہ آ جانا۔ چنانچہ ابورافعؓ اُس وقت تو مکہ معظمہ لوٹ گئے، پھر وہاں جا کر واپس آ گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ کیا اس ایفائے عہد کی مثال تاریخ میں کہیں مل سکتی ہے ایسی روشن مثال وہی انسان قائم کر سکتا ہے جو عدل و خیر سے دُنیا کو معمور کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہو۔ اور جسے کوئی لالچ، کسی قسم کا خوف، کوئی سنہری موقعہ اور کوئی انفرادی و ذاتی

Marfat.com

فائدہ تا صراطِ مستقیم سے بال برابر بھی اِدھر سے اُدھر نہ کر سکے۔

ایک ملازم حضورؐ کی خدمت میں بارہ سال تک رہتا ہے مگر کسی ناگوار امر اور خلافِ طبیعت بات پر ملازم اپنے آقا حضورؐ کی زبان سے جھڑکی تک نہیں سُنتا۔ ضبطِ نفسی، عالی ظرفی اور طبیعت اور مزاج کا یہ وہ اعتدال کامل ہے جو حضورؐ کے سوا اور کسی انسان کو نصیب نہ ہوا۔

جود وسخا اور ایثار کا یہ عالم ہے کہ آٹے کی پُوری بوری سائل کو دے دی حالانکہ گھر میں اس آٹے کے سوا اور کوئی چیز کھانے کے لئے نہیں تھی۔ بکری کا دودھ مہمان کی نذر کر دیا اور کاشانۂ نبوّت میں یہ رات فاقہ سے گزری۔

حضرت علیؓ چچازاد بھائی تھے۔ بہترین رفیق تھے، اور حضورؐ کے تربیت یافتہ تھے۔ ایک بار اُنھوں نے کسی چیز کا سوال کیا تو ارشاد فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اہل صفحہ کو چھوڑ کر تم کو دُوں۔

عطیۂ خُداوندی: بحرین سے خراج کی کثیر رقم آئی تھی، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسے دُوسروں کو بانٹ دیتے تھے۔ یہانتک کہ جب کچھ باقی نہ رہتا تو دامن جھاڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ کسی سائل نے زبان مُبارک سے "نہیں" نہیں سنا، ایک بار کوئی چیز گھر میں دینے کے لئے نہیں تھی، تو مانگنے والے سے فرمایا تم میرے نام سے قرض لے لینا میں اُسے چکا دونگا۔

عام اعلان تھا کہ جو مسلمان قرض چھوڑ کر مر جائے اس کا قرضہ حضورؐ ادا فرمائیں گے اور اس کا ترکہ اس کے وارثوں کو ملے گا۔

نجاشی نے مُسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا۔ جب حبشی وفد آیا تو اس کے لئے انتظامات خود حضورؐ نے فرمائے تھے۔

حضرت عباسؓ جب بدر میں قید ہو کر آئے تو عبداللہ بن اُبیؓ نے اپنا کرتہ ان کو دیا، ان پر حضورؐ کے کرم کا یہ عالم تھا جب مرے تو حضورؐ نے اس احسان کے بدلے میں اپنا کُرتہ میّت فرمایا۔ اس سے بہتر کفن دنیا میں کسی میّت کو نصیب نہیں ہوا۔

شجاعت کا یہ عالم تھا کہ جب گھمسان کا رن پڑتا تھا تو بڑے بڑے بہادر حضورؐ کی

Marfat.com

پناہ ڈھونڈتے تھے۔ اُحد میں جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور اسلامی لشکر منتشر ہو گیا
تو حضور اکرمؐ پہاڑ کی طرح اپنی جگہ جمے ہوئے تھے۔

خشوع و خضوع کی یہ کیفیت تھی کہ تیز ہوا چلتی تھی تو چہرۂ مبارک فق ہو جاتا تھا، اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا اس خشوع و خضوع کے ساتھ مانگتے تھے کہ جیسے کوئی عاجزی کے ساتھ ہاتھ پھیلا رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہر وقت زبانِ مبارک پر رہتی تھی۔ اس زہد و تقویٰ کے ساتھ حضورؐ خوش طبع اور نرم خو تھے، اکثر متبسم رہتے تھے۔ صحابہ کرام سے مزاج پرسی بھی فرمایا کرتے تھے، خوشبو لگاتے تھے، بالوں میں کنگھی کرتے تھے۔ ازواج مطہرات کی دل جوئی بھی فرماتے تھے، صاف کپڑے پہنتے تھے، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور رہنے سہنے میں سلیقہ، صفائی اور وقار سنجیدگی کی کوئی حد نہ تھی۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل جل کر بیٹھتے تھے اور دین کے اجتماعی کام میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

قربِ الٰہی کا یہ عالم ہے کہ صاحبِ قاب قوسین ہیں بلندی کی یہ کیفیت ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ مشاہدہ کی وہ وسعت ہے کہ آیات الٰہی کو صورتِ مثال میں دیکھا سماعت وہ معجزہ نما کہ لوحِ محفوظ پر چلتے ہوئے قدموں کی آواز کو سُنا اللہ تعالےٰ کے یہاں محبت اور مقبولیت کی یہ حد و غایت ہے کہ مشیتِ الٰہی نے حضورؐ کے تیور دیکھ کر قبلہ کی سمت بدل دی۔ انگلی کا اشارہ کیا اور چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ فاتح خیبر حضرت علی مرتضیٰؓ کی دُکھتی ہوئی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا تو انکی آنکھیں اچھی ہو گئیں دست مبارک میں کنکریاں رسالت کی شہادت دینے لگیں۔ ایک طرف عزت و عظمت کا یہ عالم تھا۔ اور دوسری طرف صحابہ کرامؓ حضورؐ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے کہ یہ عجمی لوگوں کا شعار ہے سلام و مصافحہ میں خود ہی سبقت کرتے تھے۔ بیماروں کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور تسکین آمیز جملے ارشاد فرماتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مُبارک سوز و گداز سے منور تھا۔ کوئی دل

Marfat.com

کشی اور خوبی یا رعنائی ایسی نہیں جس سے حضورؐ متصف نہ رہے ہوں۔ جو حضورؐ کے پاس بیٹھتا اس کا دل معمور اور روح مسرور ہو جاتی حضورؐ حد درجہ درد مند، خلیق اور محبت کرنے والے تھے کسی کی داستان درد سنتے تڑپ اٹھتے۔ ایک صحابی نے حضورؐ سے زمانہ جاہلیت کا اپنا ایک واقعہ تفصیل سے سنایا کہ میں اپنی چھوٹی سی بچی کو جب زمین میں دفن کرنے لگا تو حالت یہ تھی کہ میں اس پر مٹی ڈال رہا تھا اور وہ ابا ابا پکار رہی تھی حضورؐ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ فرمایا تم یہ قصہ پھر سے سناؤ۔ دوبارہ سنایا تو فرط تاثر سے حضورؐ اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ یہ درد مندی تھی جس کا اظہار متعلقین کے ساتھ بھی ہمیشہ ہوتا رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکمل نوری انسان تھے۔ حضور کی ذات بابرکات میں ایسی ایسی خوبیاں موجود تھیں جو اللہ تعالیٰ نے اور کسی پیغمبر کو عطا نہیں فرمائی تھیں۔

عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی تمام عظیم الشان نامور اور مشہور ہستیوں میں صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسی ہے جو پوری طرح محفوظ ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے اور اس کے اسباب وسبب کیا ہیں۔ اس کا جواب قرآن مجید دیتا ہے پوری انسانیت کے لئے اگر کسی کی زندگی کا معیار اور نمونہ ہے تو وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہے اس لئے بھی یہ مقدس زندگی اسی کی مستحق تھی کہ اسے تمام وکمال محفوظ کیا جائے۔ اگر یہ زندگی خدانخواستہ گم ہو جاتی اور یہ نمونہ نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا تو انسان زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کہاں سے حاصل کرتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بے مثل ہے۔ یہی فرق ہے دنیا کے تمام عظیم انسانوں میں اور حضورؐ میں جو دنیا کے عظیم ترین انسان ہیں، حضورؐ کسی حیثیت ہی سے دنیا کے عظیم ترین انسان نہیں ہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں حضورؐ کی مہارت بے نظیر وبے مثال ہے۔ اور حضورؐ کی جامع کمال زندگی کے مختلف الحیثیت کارنامے تاریخ کے صفحات پر نہ صرف یہ کہ آج روشن ہیں بلکہ دنیا کے لئے مینارۂ نور بنے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اخلاقیات کے بے نظیر معلم ہیں عمدہ تہذیب و حسن معاشرت کے نہ صرف یہ کہ پیکر جمیل ہیں بلکہ اپنے متبعین کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق تیار کرکے اس قانون کو ان کی روح بنا دیا ہے اور ان کے دشمن اس اقرار پر مجبور ہیں کہ محمدؐ کے ساتھیوں سے بہتر ساتھی کسی کو میسر نہیں آئے اس تعریف کے اصلی مستحق متعلمین نہیں معلم ہے۔ حضور بہترین سیاست دان، ماہر جنگ اور سپہ سالار ہیں۔ دشمن کی طاقت و قوت اور ارادوں سے باخبر رہنا، دشمنوں کی متحد طاقت کو باہمہ گیر غیر مطمئن بنا کر کمزور کر دینا میدان جنگ میں معرکہ آرائی کی بساط بچھانا اور جنگ میں فوجوں کی کمانڈ کرنا اور ضابطۂ اخلاق و روحانیت کی پوری پابندیوں کے ساتھ فاتح و کامیاب ہونا حضورؐ کی زندگی کے بلند ترین کارنامے ہیں جس سے تاریخ کے صفحات روشن ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک میں وہ تاثیر تھی کہ بیان سے باہر ہے کہ کوہ صفا کی تقریر سے مکہ کی زمین میں لرزہ آ گیا۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں جن اصولوں سے دنیا بالکل نا آشنا تھی۔ حضورؐ نے وہ انمول قانون اور اس کی برکتیں دنیا کے حوالے کیں جو آج تک کوئی پیغمبر اپنی قوم کو نہ دے سکا فتح مکہ کی تقریر سے دنیا کی جنگی روایات میں ایک انقلاب آفریں دور کی ابتدا ہوئی اسی طرح زندگی کا ہر شعبہ اپنے سامنے لائیے، تو آپ پہلی نظر میں محسوس کرینگے کہ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو حضورؐ کی نگاہ حق کا ممنون کرم نہ ہوا۔ اور حضورؐ کی اصلاح و ہدایت سے جس کی برائیاں دور کر کے اسے خیر مجسم نہ بنا دیا ہو۔

اے محبوبؐ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" اس آیت کریمہ میں لوگوں کو خدا پرستی کا راستہ بتایا گیا ہے۔ اور اس سے محبوب کبریا کی شان عالی مرتبت کا اچھی طرح اظہار ہوتا ہے۔ مشرکین کہا کرتے ہیں کہ ہم بتوں کی پوجا اس لئے کرتے ہیں کہ ہم کو قرب الٰہی ہو جائے۔ اسی طرح اہل کتاب کہا کرتے تھے کہ ہم تو اللہ کے پیارے

Marfat.com

ہیں۔ ان سب کو حکم دیا گیا کہ اگر تم واقعی خدا کی محبت رکھتے ہو تو میرے محبوب کی غلامی کرو۔ پھر یہ ہوگا کہ ابھی تو تم خدا کے چاہنے والے بنتے ہو اور خدا کو اپنا محبوب بتلاتے ہو۔ مگر پھر خدا تمہارا چاہنے والا ہوگا اور تم اُس کے محبوب ہوگے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیگا۔ اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور سکھایا تم کو جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

یہ آیت کریمہ حضورؐ کی بہت سی صفات عالیہ کو بیان فرمارہی ہے اوّل یہ کہ آپؐ پر کتاب یعنی قرآن کریم اتارا۔ اور دوسرے حکمت آپؐ کو عطا فرمائی۔ تیسرے آپؐ کو علم غیب بتایا جوتھے یہ کہ آپؐ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر ہے کہ حضورؐ دُنیا کے لئے فضل اللہ ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عظمت مصطفیٰ بھی مخلوق کے علم سے باہر ہے۔

شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم: بیشک اللہ کا تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب اس آیت کریمہ میں حضورؐ کی شان اور عظمت کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو مخاطب فرماکر ارشاد فرماتا ہے۔

"اے اللہ کے بندو! تمہارے پاس بڑی شان والا نور اور کھلی ہوئی کتاب آپہنچی اس آیت میں حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے نور فرمایا ہے۔ نور وہ ہے جو از خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کردے۔ بچپن ہی سے حضورؐ کو انسانوں کے علاوہ جانور پتھر بھی پہچانتے تھے کہ یہ نبی آخر الزماں ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے اور قرآن کو مبین یعنی ظاہر کرنیوالا حضورؐ ایسا نور تھے کہ ذی عقل وغیرہ بھی حضور پر ایمان لائے اسی لئے قرآن کریم نے حضورؐ کے اوصاف جگہ جگہ بیان فرمائے ہیں۔

"جو غلامی کریں گے اس نبی امی غیب کی خبر دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے اور بُرائی سے منع فرمائے گا اور

Marfat.com

ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کریگا، اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے اتار دے گا جو ان پر تھے۔"

اس آیت کریمہ میں حضورؐ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ آیت اس لئے بھی اہم ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو تین لقبوں سے یاد فرمایا ہے۔ نبیؐ رسولؐ اور اُمّی

رسول تو وہ ذات ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہو۔ یعنی رب سے فیض لے کر مخلوق تک پہنچا دے اور مخلوق کے گناہ اور قصور خالق سے معاف کرائے یا مخلوق کو شرک و کفر سے بچا کر خالق تک پہنچا دے۔ حضورؐ میں یہ صفت کمال درجے کی موجود تھی کہ عرب جیسے ملک میں جلوہ افروز ہو کر کسی کو صدیقؓ کسی کو فاروقؓ بنا دیا نبی کے معنی ہیں بڑے درجے والا، حضورؐ کا درجہ اتنا بلند ہے کہ انسان تو کیا فرشتہ بھی حضورؐ کے درجے کو نہیں جان سکتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضورؐ جانتے ہیں اور اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اُمّی کے معنی ہیں جو پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو۔ حضورؐ نے نہ تو کسی سے علم پڑھا نہ کسی سے اخذ فیض کیا۔ مگر اس کے باوجود حضورؐ کی علمیت اور قابلیت کا یہ عالم تھا کہ حضورؐ ہر علم پر حاوی تھے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں بے حد کامیاب تھے کہ کوئی دوسرا پیغمبر ہمسری نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضورؐ کی انہی خوبیوں کا ذکر قرآن کریم میں جگہ جگہ ملتا ہے۔

پارہ ۶، سورہ نساء رکوع ۲۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یَآاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔ (اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور اتارا)

یہ آیت کریمہ حضورؐ کی عظمت اور برتری کا ایک نفیس گلدستہ ہے اس میں جس قدر فضائل حضورؐ آقائے دو جہان کے بیان کئے گئے ہیں ان کا ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے اس آیت پر غور کیجیے، ایک تو یاایھا الناس اے لوگو دوسرے قد جاکم تیسرے برھان یعنی دلیل چوتھے نورمبینا یعنی روشن نور ظاہر ہے کہ الذین امنو میں تو صرف مسلمان سے خطاب ہوتا ہے اور الناس

Marfat.com

میں کفار، مشرکین، یہودی، عیسائی، مجوسی غرض کے سارے اولادِ آدم سے خطاب کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی تشریف آوری سارے جہان کے لئے ہے، لہٰذا پکارا گیا ہے۔ "اے لوگو تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آئی ہے اور تم سب پر نور اترا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی تشریف آوری سارے جہان کے لیے ہے۔ اور نبوت کسی خاص قوم یا خاص خطہ ارض کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ جو انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے وہ حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہے۔ پہلے پیغمبروں کی تبلیغ خاص قوم اور خاص وقت کے لئے ہوتی تھی۔ لیکن حضورؐ کی شخصیت حضورؐ کے ارشادات دُنیا کے ہر انسان کے لئے ہیں، جو خداوند قدوس کی بنائی ہوئی ان وسعتوں میں رہتا ہے۔

معراج مصطفےٰ برہان کے معنی ہیں دلیل جس سے دعویٰ کو مضبوط کیا جاتا ہے یہاں دلیل سے مراد حضورؐ کے معجزات عالیہ ہیں جسقدر معجزے پہلے پیغمبروں کو ملے ہیں۔ وہ سب کے سب حضورؐ کو عطا ہوئے اور اسکے علاوہ اور بے شمار معجزے ملے بلکہ حق تو یہ ہے کہ حضورؐ سراپا اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور ذات وصفات کی دلیل ہیں۔ لہٰذا برہان سے مُراد حضورؐ کی ذات پاک ہے اور پیغمبروں کی ذات معجزہ نہ تھی بلکہ کسی کے صرف ہاتھ میں معجزہ تھا کسی کی سانس میں۔ کسی کی لاٹھی میں۔ مگر حضورؐ سراپا معجزہ تھے۔ حضورؐ کا موئے مُبارک حضرت خالدؓ کی ٹوپی میں رہا۔ تو ان کو ہمیشہ دشمنوں پر فتح ہوتی رہی۔ سیدنا عمرو ابن عاصؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں حضورؐ کے موئے مُبارک رکھ دیئے جائیں تاکہ قبر کی مشکل آسان ہو۔ امیر معاویہؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے غسل دے کر میری آنکھوں اور لبوں پر حضورؐ کے ناخن اور موئے مبارک رکھ دیئے جائیں تاکہ حساب قبر میں آسانی ہو۔ حضرت طلحہؓ کے گھر ایک بار حضورؐ کا موئے مُبارک پہنچ گیا تو انہوں نے تمام رات ملائکہ کی تسبیح وتہلیل سنی۔ حضورؐ کی آنکھ مُبارک کا معجزہ تھا کہ قیامت تک کے واقعات کو دیکھا جنت، دوزخ، عرش وکرسی کو ملاحظ فرمایا، بلکہ خود رب کو دیکھا۔ نماز کسوف میں دوزخ وجنت کو مسجد کی دیوار میں دیکھا، پیچھے مقتدی جو کچھ کریں اسکا حضورؐ کو علم ہوتا تھا۔

Marfat.com

زبان معجزہ تھی۔ جس کی ہر بات خدا کی وحی ہوتی تھی۔ دہن مبارک کا لعاب معجزہ تھا کہ حضرت جابرؓ کے گھر ہانڈی میں ڈال دیا، تو ہانڈی میں برکت آگئی۔ آٹے میں ڈالدیا، تو چار سیر آٹا ہزاروں آدمیوں نے تناول کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے پتھر پر عصا مبارک مارکر پانی نکالے۔ حضورؐ نے انگلیاں پیالہ میں رکھ دیں تو اس سے پانی چشمے کی طرح اُبلنے لگا۔ حضورؐ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے غرضیکہ حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر وصف معجزہ تھا ہر حالت رب کی قدرت کی دلیل ہے۔ تمام پیغمبروں کے معجزات قصوں کی صورت میں رہ گئے ہیں۔ مگر حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات قیامت تک باقی رہیں گے۔ مثلاً قرآن کریم احادیث صحیحہ ایسے معجزات ہیں جو ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ایک رات اپنے بندے کو سیر کرائی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت دے رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

یہ آیت کریمہ حضورؐ کی کھلی ہوئی نعت ہے۔ اس میں اس عظمت جلیلہ کا ذکر ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پیغمبر کو عطا نہیں ہوئی یعنی معراج النبیؐ واقعہ کے متعلق تین باتیں ذہن نشین کرنا ضروری ہیں اوّل یہ کہ معراج کیوں ہوئی۔ دوسرے یہ کہ معراج کب اور کس طرح ہوئی تیسرے یہ کہ اس میں نکات کیا ہیں۔

معراج میں اللہ تعالیٰ کی بیشمار حکمتیں ہیں۔ ظاہراً چار حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمام معجزات اور درجات جو انبیائے کرام کو علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے وہ تمام بلکہ بیشمار معجزات حضورؐ کو عطا ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ کوہ طور پہ جاکر رب سے کلام کرتے تھے۔ تو حضرت عیسیٰؑ آسمان پر بلائے گئے۔ حضرت ادریسؑ جنت میں بلائے گئے اور حضورؐ کو معراج نصیب ہوئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ سے کلام بھی ہوا، آسمان کی سیر بھی ہوئی جنت و دوزخ کا معائنہ بھی فرمایا غرضیکہ وہ سارے مراتب ایک معراج میں طے کرا دیئے گئے۔

Marfat.com

کوہ طور اور عرش بریں جانے میں بڑا فرق یہ ہے کہ حضرت کلیم اللہ جاتے ہیں اور حضورؐ بلائے جاتے ہیں۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ تمام پیغمبروں نے اللہ کی اور جنت و دوزخ کی گواہیاں دیں اور اپنی اپنی اُمتوں سے پڑھوایا۔ مگر ان حضرات میں سے کسی کی گواہی دیکھی ہوئی نہ تھی سُنی ہوئی تھی اور گواہی کی انتہا دیکھنے پر ہوتی ہے۔ انبیاء علیہ السلام کی پاک جماعت میں ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی کہ ان تمام چیزوں کو دیکھ کر گواہی دے اسکی گواہی اللہ کی ذات پر ہوئی اسی کی طرف اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے (گواہی سب پیغمبروں نے دی تھی مگر وہ سند تھی مگر حضور کی گواہی اس اسناد کی انتہا ہے۔ اسی لئے حضورؐ خاتم النبیین ہیں کہ سمعی شہادتوں کی انتہا عینی شہادت پر ہوتی ہے تیسری حکمت یہ ہے کہ رب تعالےٰ نے فرمایا۔

(اللہ تعالی نے مسلمانوں کی جان و مال خریدیے جنت کے بدلے میں)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان و مال کا خریدار، مسلمان فروخت کرنے والے اور یہ سودا حضورؐ کی معرفت ہوا۔ جس کی معرفت سودا ہو۔ وہ مال کو بھی دیکھے اور قیمت کو بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوبؐ تم نے مسلمانوں کی جان و مال کو تو دیکھا آؤ جنت کو بھی دیکھ جاؤ۔ اور اپنے غلاموں کی عمارتیں۔ باغات ملاحظہ کرلو۔ بلکہ خریدار کو بھی دیکھ لو۔

چوتھی حکمت یہ تھی کہ حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم تمام مملکت الہیہ کے مالک ہیں۔ اسی لئے جنت کے پتہ پتہ پر حوروں کی آنکھوں میں غرضکہ ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (یعنی یہ کہ یہ سب چیزیں اللہ کی بنائی ہوئی ہیں اور محمد رسول اللہ کو دی ہوئی ہیں۔

خصائص مصطفےٰ:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو فضائل اور معجزات مخصوص ہیں انکو آپ کے خصائص کہتے ہیں یہ خصائص بھی بکثرت ہیں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بیس سال بڑی محنت سے احادیث و آثار و کتب تفسیر و شرح حدیث و فقہ و اصول و تصوف میں حضورؐ کے خصائص کو جمع کیا جو درج ذیل ہیں یہ خصائص چار قسم کے ہیں۔

Marfat.com

(۱) وہ واجبات جو حضورؐ سے مختص ہیں۔ مثلاً نماز تہجد۔

(۲) وہ احکام جو حضورؐ ہی پر حرام ہیں۔ دوسروں پر نہیں مثلاً حریم زکواۃ۔

(۳) وہ مباحات جو حضورؐ سے مختص ہیں مثلاً نماز بعد عصر۔

(۴) وہ فضائل وکرامات جو حضورؐ سے مخصوص ہیں۔

یہاں صرف چہارم میں سے بعض خصائص پیش کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے اخیر میں مبعوث فرمایا۔

عالم ارواح ہی میں آپؐ کو نبوّت سے سرفراز فرمایا اور اسی عالم میں دیگر انبیائے کرام کی رُوحوں نے آپؐ کی رُوح انور سے استفادہ کیا۔

عالم ارواح میں دیگر انبیاء کرام کی روحوں سے اللہ تعالےٰ نے عہد لیا کہ اگر وہ حضورؐ کے زمانے کو پائیں تو حضورؐ پر ایمان لائیں اور آپؐ کی مدد کریں۔

یوم الست میں سب سے پہلے حضورؐ نے قالو بلیٰ کہا تھا حضرت آدمؑ اور تمام مخلوقات حضورؐ ہی کے لئے پیدا کی گئیں۔ حضورؐ کا اسم مبارک عرش کے پایہ پر اور ہر ایک آسمان پر اور بہشت کے درختوں اور محلات پر اور روحوں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے کتب الہامیہ سابقہ تورات وانجیل وغیرہ میں آپ کی بشارت درج ہے۔

حضورؐ نبی آدمؑ کے بہترین قبائل وخاندان سے ہیں۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضورؐ کے والد ماجدؓ تک اور حضرت حواؑ سے لے کر حضورؐ کی والدہ ماجدہؓ تک حضورؐ کا نسب شریف سفاح (زنا) سے پاک وصاف رہا ہے۔

حضورؐ کی ولادت باسعادت کے وقت بُت اوندھے گر پڑے۔ حضورؐ ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک وصاف اس دُنیا میں تشریف لائے۔ پیدائش کے وقت آپ حالتِ سجدہ میں تھے اور ہر دو انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔

Marfat.com

حضورؐ کے ساتھ ولادت کے وقت ایسا نور نکلا کہ اس میں آپؐ کی والدہ ماجدہؓ نے ملک شام کے محل دیکھ لئے۔

فرشتے حضورؐ کے گہوارہ کو جھولایا کرتے تھے۔ حضورؐ نے گہوارہ میں کلام کیا، حضورؐ چاند سے باتیں کیا کرتے جس وقت آپؐ اسکی طرف انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے تو وہ آپکی طرف جھک آتا۔

بعثت سے پہلے گرمی کے وقت اکثر بادل حضورؐ پر سایہ فگن رہتا تھا اور درخت کا سایہ آپؐ کی طرف آجاتا تھا۔

حضورؐ کا سینہ مبارک چار دفعہ شق کیا گیا یعنی حالت رضاعت میں دس برس کی مبارک میں غار حرا میں، ابتدائے وحی کے وقت در شب معراج میں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضورؐ کے ہر عضو کا ذکر کیا ہے جس سے حق تعالیٰ کی کمال محبت و عنایت ظاہر ہوتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک محمود سے مشتق ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے تقریباً ستر نام وہی ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ہیں۔

حضورؐ کا ایک اسم مبارک احمد ہے جو آپؐ سے پہلے جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی کا یہ نام نہ تھا تاکہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے کہ کتب سابقہ الہامیہ میں جو احمدؐ کا ذکر ہے وہ آپ ہی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور کا پروردگار بہشت کے طعام کھلاتا پلاتا تھا۔

حضور اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے اور رات کو اندھیرے میں ایسا دیکھتے جیسا کہ دن کے وقت اور روشنی میں دیکھتے۔

حضورؐ کے دہن مبارک کا لعاب آب شور کو میٹھا بنا دیتا، اور شیر خوار بچوں کے لئے دودھ کا کام دیتا۔

Marfat.com

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی پتھر پر چلتے تو اُس پر آپ کے پاؤں مبارک کا نشان ہو جاتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل شریف پاک وصاف اور خوشبو دار تھی۔ اس میں کسی قسم کی بو سے ناخوش نہ تھی۔

حضور کی آواز مبارک اتنی دُور تک پہنچتی کہ کسی دوسرے کی نہیں پہنچتی۔ چنانچہ جب آپؐ خطبہ دیا کرتے تھے تو نوجوان لڑکیاں اپنے گھروں میں سُن لیا کرتی تھیں۔

آپ کی قوت سامعہ سب سے بڑھ کر تھی۔ یہاں تک کہ اکثر اژدہام ملائک کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی آپؐ وہ بھی سُن لیتے تھے۔

حضرت جبرئیلؑ ابھی سدرۃ المنتہیٰ میں ہوتے کہ آپؐ ان کے بازوؤں کی خوشبو سونگھ لیتے۔ آسمان کے دروازوں کی آواز بھی حضورؐ سن لیا کرتے تھے۔ خواب میں حضورؐ کی آنکھ مبارک سو جاتی مگر دل مبارک بیدار رہتا۔

خاتم النبیین :- حضورؐ نے کبھی جمائی اور انگڑائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا دیگر انبیاء اسلام بھی اس فضیلت میں مشترک ہیں۔ حضور انور کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبو دار تھا۔

حضورؐ میانہ قد مائل بدرازی تھے۔ مگر جب دُوسروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھ جاتے تو سب سے بلند نظر آتے تاکہ باطن کی طرح ظاہرہ صورت میں بھی کوئی آپ سے بڑا معلوم نہ ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، کیونکہ آپ نورؐ ہی نورؐ تھے۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

حضورؐ کے بدن شریف پر مکھی نہ بیٹھتی اور کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی۔ جب آپؐ چلتے تو فرشتے بغرض حفاظت آپکے پیچھے ہوتے اسی واسطے آپ نے اپنے اصحاب کرامؓ سے فرمایا کہ تم میرے آگے چلو۔ اور میری پیٹھ فرشتوں کے واسطے چھوڑ دو۔

Marfat.com

حضورؐ جس گنجے کے سر پر اپنا دست شفا پھیرتے اسی وقت بال اُگ آتے اور جس درخت کو ہاتھ لگاتے وہ اسی سال پھل دیتا۔

حضورؐ جس سر پر اپنا دست مبارک رکھتے آپؐ کے دستِ مبارک کی جگہ بال سیاہ رہا کرتے کبھی سفید نہ ہوتے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت دولت خانے میں تبسم فرماتے تو گھر روشن ہو جاتا۔

حضورؐ کے بدنِ مبارک سے خوشبو آتی ہے، جس راستے سے آپؐ گزرتے اس میں بُوئے خوش رہتی جس سے پتہ چلتا کہ آپؐ یہاں سے گزرے ہیں۔

جس چوپائے پر حضورؐ سوار ہوتے وہ بول و براز نہ کرتا جب تک کہ آپ سوار رہتے۔

حضورؐ کی بعثت پر کاہنوں کی خبریں منقطع ہو گئیں اور شہاب ثاقب کے ساتھ آسمانوں کی حفاظت کر دی گئی اور شیاطین تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے۔

حضور انور شب معراج میں جسدِ مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں آسمانوں کے اوپر تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے پروردگار جلّ شانہٗ کو آنکھوں سے دیکھا اور آپ نے کلام کیا۔ اسی رات آپ بیت المقدس میں نماز میں دیگر انبیائے کرام اور فرشتوں کے امام بنے۔

بعض غزوات میں فرشتے آپؐ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑے ہم پر واجب ہے کہ حضورؐ پر درود وسلام بھیجیں۔ پہلی اُمتوں پر واجب نہ تھا کہ اپنے پیغمبروں پر درود بھیجیں۔

قرآن کریم اور دیگر کتب الہامیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے حضورؐ کے اور کسی پیغمبر پر درود وسلام نہیں۔

حضور کو اللہ پاک نے وہ کتاب عطا فرمائی جو تحریف سے محفوظ اور بلحاظ لفظ و معنی معجزہ ہے۔ حالانکہ آپؐ امی تھے لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے اور نہ عالموں کی صحبت

Marfat.com

میں رہے تھے مگر اللہ نے آپکو علمِ غیب عطا فرما کر دنیا کو حیرت میں ڈالدیا۔

حضور انور کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے پس ان خزانوں میں سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے وہ حضور ہی کے دست مبارک سے ملتا ہے کیونکہ باری تعالیٰ کے خلیفہ مطلق و نائب کل ہیں باذن الٰہی عطا فرماتے ہیں جو کچھ چاہتے ہیں اور جسکو چاہتے ہیں دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شے کا علم دیا، یہاں تک کہ روح اور ان امورِ خمسہ کا علم بھی عنایت فرمایا، جو سورہ لقمان کے اخیر میں مذکور ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان وانس وجن وملائک کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کا یہ حال تھا کہ دشمن خواہ ایک ماہ کی مسافت پر ہوتا آپ اس پر رعب سے فتح پاتے اور وہ مغلوب ہو جاتا بہ تخصیص یہ نسبت دیگر انبیائے کرام کے ہیں سلاطین وجبابرہ کا معاملہ خارج از بحث ہے۔

حضور انور کے لئے اور آپ کی اُمت کے لئے غنائم حلال کر دی گئی آپ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھیں۔

حضور کے لئے اور آپ کی اُمت کے لئے تمام روئے زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنیوالی بنادی گئی پس جہاں نماز کا وقت آگیا ہو، اور پانی نہ ملے، چاہیئے کہ تیمم کر کے وہیں نماز پڑھ لی جائے اور دوسری اُمتوں کے لئے پانی کے سوا کسی اور چیز سے طہارت نہ تھی اور نماز بھی معین جگہ کے سوا اور جگہ جائز نہ تھی۔

چاند کا ٹکڑے ہونا شجر وحجر کا سلام کرنا اور رسالت کی شہادت دینا حنانہ کا رونا اور انگلیوں سے چشمہ کی طرح پانی کا جاری ہونا یہ سب معجزات آپ کو عطا ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہ آئے گا۔

Marfat.com

حضورؐ کی شریعت تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کی ناسخ ہیں اور قیامت تک رہے گی۔

حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے کنایہ سے خطاب دیا فرمایا بخلاف دیگر انبیاء کے انہیں اُن کے نام سے خطاب دیا ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے نام مبارک کی تصریح فرمائی ہے وہاں ساتھ ہی رسالت یا کوئی اور وصف مذکور فرمایا ہے۔

حضورؐ کے نام مُبارک کے ساتھ خطاب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ حالانکہ دیگر اُمتیں اپنے اپنے نبیوں کو نام کے ساتھ خطاب کیا کرتی تھیں۔ اللہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم میں پسند فرمایا اور مصطفیٰ اور اپنا محبوب و حبیب بنایا۔

حضورؐ کا نام مبارک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں طاعت و معصیت فرائض و احکام وعدہ وعید اور انعام و اکرام کا ذکر کرتے وقت اپنے پاک نام کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔

رحمۃ للعالمین حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپؐ کا دُنیا پر احسان عظیم ہے۔ حضور کی شفقت رحمت سے عورت، مرد، بوڑھے بچے، انسان حیوان سب فیضیاب ہوئے۔

حضورؐ نے اُمی محض ہونے کے باوجود تحریک و تبلیغ کسب علم و فن کا اظہار فرمایا وہ بلا شبہ کسی اور ہادی کے حصہ میں نہیں آیا لیکن شارعِ اسلام ہادی برحق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحصیل علم ہر ایک کے لئے نہ صرف دنیوی فرض بلکہ مذہبی فرض قرار دے کر مرد اور عورت کو اس کا حامل گردانا اور کسب علم کو زندگی کے اولین لمحات سے لیکر دم واپسیں تک لازمی قرار دیا۔ ایک عالم باعمل کی دوات کی سیاہی کو ایک شہید کے خون کے برابر فرمایا اور علم کے حصول کے لئے ہر ایک اجنبی سرزمین حتیٰ کہ چین تک تگ و دو کرنے کی تاکید فرمائی اور سب سے پہلے خود سرکارِ دو عالمؐ نے جس درسگاہ کا افتتاح فرمایا وہ مدینہ منورہ کا ایک مکتب تھا جس میں سب سے اول حضرت مصعب بن عمیرؓ معلم پھر ۲ھ میں اسیران بدر کا

Marfat.com

فدیہ ہی آپؐ نے قرار دیا کہ ایک ایک خواندہ قیدی دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھادے اور آزادی حاصل کرلے۔

آج کسی قوم کی ترقی و بلندی کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے یہ معیار قائم ہوگیا کہ اس پر عورتوں کی حیثیت کو پرکھا جائے اور اس قوم کے آئین میں عورت کی غلامی کی اور تعلیم و تجارت کی حالت کیا ہے۔ اس مسئلہ میں ہر قوم کے آئین کا جُوں جُوں گہری نظر سے مطالعہ کرتے جائیے توں توں وہ ناکارہ اور پسماندہ نظر آئے گی۔ اس لئے کہ اسلام نے عالم نسوانی اور اس کی حالت غلامی میں جو انقلاب پیدا کیا ہے اس کی مثال کہیں بھی نہیں ملتی۔ ابتدا ظہور عالم میں انسان عام جانوروں کی طرح غول بن کر رہتے تھے۔ رشتہ جنسیت کے سوا کوئی رشتہ نہ تھا۔ حیوانوں کی طرح تقاضائے فطرت کو پورا کر لیتے تھے۔ اور جو اولاد ہوتی تھی سب کی مشترکہ ملکیت قرار پاتی تھی، نہ کوئی شوہر تھا نہ بیوی۔ عورت اور مرد اپنی غذا و خوراک خود پیدا کرتے اور کھاتے۔ کسی کا کسی پر بوجھ نہ تھا۔ سب سے پہلا انقلاب یہ ہوا کہ انسانوں نے زمین کو ملکیت قرار دینا شروع کیا اور یہیں سے انفرادیت کی شاخ پھوٹی اور اسی سے علیحدگی جائیداد کے ساتھ علیحدگی سکونت کا جذبہ پیدا ہوا۔ انسانی ضروریات میں عورت بھی نہایت اہم چیز ہے اس لئے مردوں نے عورتیں مخصوص کرنا شروع کر دیں اور عورتوں کی ملکیت تمدنِ عالم کے طلوع کا سبب بن گئی اس لئے کہ عورتوں کی ملکیت کے ساتھ مکانوں کی ضرورت اور قبائل کی تقسیم بھی پیدا ہو گئی۔ عورتوں کی محنت اور کمائی کا سلسلہ بند ہوا۔ کیونکہ اب وہ امورِ خانہ داری کا رجحان رکھنے لگی عورتوں کی کفایت نے ایک مخصوص چیز یہ پیدا کر دی کہ وہ پوری طرح غلام نظر آنے لگیں اور مردوں کی نگاہ میں ایک تفریح کا آلہ یا بچے پیدا کرنے کی مشین بن کر رہ گئیں اور رفتہ رفتہ رفیق حیات سمجھنے کی بجائے مرد اپنی عورت پر ایک جابر حاکم بن گیا دُنیا والوں نے بہت ترقی کی۔ مگر عورت کو جو ڈگری مل چکی تھی، اس میں کوئی ردّ و بدل نہ ہوا، رومیوں کی تہذیب شہرہ آفاق مانی گئی مگر عورت ایک پالتو بلّی سے زیادہ اس میں بھی کوئی استحقاق نہ پا سکی۔ یونان میں انتہائی

Marfat.com

علم فلسفہ کی ترقی کے باوجود عورت جائداد منقولہ سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھی اور علم و فنون سے محروم رکھی جاتی تھی۔ ایران میں بھی یہی حال تھا۔ ہندوستان میں ایک ہندو عورت کی حیثیت قطعاً ایک بے جان بت اور منوشاستر کی رُو سے سانپ اور بچھو سے بدتر کثیر ازدواجی ان کی قسمت کا ایک اندوہناک باب بن چکی تھی اور لوگ مویشیوں کی طرح عورتوں کو گھروں میں بھر رکھتے تھے۔ اور عیسائیت کی مہذب دُنیا میں تو عورت اب تک ایسے جنجال میں جکڑی ہوئی ہے کہ اس کو اپنا نام رکھنے کے بھی قابل نہیں سمجھا گیا بچپن میں باپ کے نام سے اور شادی ہونے پر شوہر کے نام سے منسوب رہی۔ ترکہ اور وراثت تو درکنار اپنی ذاتی کمائی میں بھی اس کا کوئی حق اور حصہ نہیں تھا۔

عرب میں عورت مرنے والے خاوند کی اولاد میں وراثت کے طور پر تقسیم ہو جاتی تھی بیویوں کی کوئی مقررہ تعداد نہ تھی نہ ان کا کوئی حق تھا۔ وحشیانہ سلوک کی وہ حقدار اور بعض اوقات خاوند یا مالک کی مرضی پر واجب القتل قرار دی جاتی تھی۔ دُنیا میں سب سے پہلے حضور رحمت دو عالم نے عورت کے حقوق قائم کئے اور فرمایا تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم عورتوں کو میراث سمجھ کر ان پر جبراً قبضہ رکھو۔ ہاں اگر ان سے کسی بدکاری کا اظہار ہو تو ایسا کر سکتے ہو۔

عورتوں کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آؤ اور اگر تمہیں کسی وجہ سے تمہاری بیوی ناپسند ہو تو عجب نہیں کہ جس کو تم ناپسند کر رہے ہو اسی سے اللہ تمہیں خیر و برکت دے۔ عورتوں کو اذیت نہ دو اور نہ ستاؤ۔ گو مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ مگر حقوق کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ مرد عورتوں کے نگراں کار ہیں۔

قربِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے بعض کو بعض پر فضیلت دے رکھی ہے اور وہ ان پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں گویا نظام مصطفےٰ نے پہلی بار مرد و عورت

Marfat.com

کے حقوق برابر قرار دے کر عورت کی مالی حالت مستحکم کی۔ اس لئے کہ عورت کی تحقیر اور پستی کی وجہ اس کی مالی بیچارگی بھی تھی۔ اسلام نے ہی یہ احسان فرمایا کہ وراثت میں شریک کیا اور وہ اپنے باپ بھائی، خاوند، بیٹے کے مال و جائداد میں اپنے حصہ کی وارث قرار دی گئی اسکو اپنی جائداد کا مالک بنا دیا گیا۔ بیع و شرا، خرید و فروخت اور معاہدہ و انتظام کی پوری اجازت عطا فرمائی گئی۔ اپنے حقِ مہر پر اسکو اختیار دیا گیا عبادت میں بھی عورت کو مرد کے برابر فرمایا۔ اور عورت کی روحانی حیثیت بھی قائم کر دی۔ گویا عورت اب گھر کی ملکہ اور بنیادی حیثیت سے مرد کے برابر ہو گئی وہ ذلیل لونڈی اور پالتو بلی کے درجے سے نکل کر حقیقی معنوں میں رفیقۂ حیات بن گئی جو اسلام سے پیشتر عمل اور مالیات اقتصادیات اور عبادت میں قطعی کوئی حصہ نہ رکھتی تھی لیکن نظام مصطفیٰ نے عورت کے لئے ترقی و مساوات کے تمام دروازے کھول دیئے اور اس کے راحت و آرام کو معیارِ شرافت قرار دیکر صاف طور پر فرما دیا کہ شریف وہی ہے جس کا سلوک اپنی عورت کے ساتھ بہتر اور شریفانہ ہو۔

حضور سرکار دو عالمؐ نے جب بے زبان اور غریب طبقۂ نسواں کی مظلومیت ملاحظہ فرمائی تو قوم کو پیغام دیا کہ مرد اور عورت ایک ہی اصل اور ایک ہی جوہر سے ہیں۔ اس لئے مردوں کو چاہیئے کہ عورت کو کمزور سمجھ کر اس پر حکمرانی نہ کرے اور اس پروردگار عالم سے ڈرے جس نے دونوں کو ایک جان سے پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمام تر روحانی مدارج اور فلاح اخروی میں عورتوں کو مردوں کے پہلو بہ پہلو رکھا ہے اور کسی قسم کی تفریق نہیں فرمائی قربِ خداوندی کا انعام دونوں کے واسطے یکساں طور پر ہے۔ نجات اخروی اور فلاحِ عقبیٰ کا مرد ہی اجارہ دار نہیں بلکہ دونوں میں سے وہ زیادہ مستحق ہے جو زیادہ نیک کام کرے اور زیادہ متقی ہو۔ فطری جسمانی کمزوریاں اور تخلیقی خامیاں عورت کی ذلت کا تمغہ نہیں بلکہ اس کی نزاکت کا روشن پہلو ہیں۔ جن کا پایا جانا خالقِ فطرت نے اس کے لئے ضروری سمجھا اگر یہ اس میں نہ ہوتیں تو وہ چراغ خانہ نہ بن سکتیں۔

Marfat.com

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کو اللہ تعالیٰ نے لڑکیاں عطا فرمائی ہوں وہ ان کی با حُسن وجوہ پرورش کرے۔ وہ لڑکیاں اس کے اور دوزخ کے درمیان آڑ بن جائیں گی۔ اور حدیث قدسی ہے کہ جس نے دو لڑکیاں پالیں وہ شخص اور میں جنت میں اکٹھے داخل ہوں گے۔ انگلیوں کی طرح ایک دوسرے کے قریب ہونگے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ میں تمہیں بتاؤں کہ بہترین نیکی کیا ہے کہ تیری لڑکی جو تیرے پاس آئی ہو اور تیرے سوا اس کا کوئی دستگیر نہ ہو تو اس کی دستگیری کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کو خُدا وند عالم نے لڑکی عطا فرمائی اور اس نے اس کو زندہ دفن نہ کیا اور نہ ہی اس کو ذلیل سمجھا اور نہ ہی اس پر لڑکے کو ترجیح دی وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی بال بچے دار شخص جب کوئی چیز بازار سے لائے تو لازم ہے کہ اس کی تقسیم کی ابتداء لڑکی سے کرے۔

کیونکہ جو لڑکی کو خوش رکھتا ہے گویا وہ حق تعالےٰ سے ڈر کر روتا ہے اور آتشِ دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

حضورؐ کی خدمت میں حضرت فاطمہ زہراؓ جب بھی حاضر ہوتیں تو حضورؐ محبت سے کھڑے ہو جاتے اور حضرت سیدہؓ کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ کیا اس سے بڑی عزت کسی مذہب میں لڑکی کے لئے ممکن ہے اسکے علاوہ سب سے زیادہ حق رسانی یہ ہے کہ نظام مصطفیٰ میں محروم وارثت نہیں۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت فرماتا ہے کہ ایک بیٹے کے لئے دو بیٹیوں کا حصہ ہے اگر بیٹیاں دو سے زیادہ ہوں تو انکے واسطے دو تہائی، اور ایک ہو تو نصف کیا ادیان عالم اور اقوام دنیا میں کہیں بھی یہ تقسیم ملتی ہے۔ یہ وہ حیثیت نظام مصطفیٰ میں ہے جو ادیان عالم اور اقوام

Marfat.com

دُنیا میں کہیں معلوم نہیں ہوتی۔

رحمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم:- سوسائٹی میں عورت کی ایک اہم حیثیت ماں کی ہے یہ اہمیت نہایت بلند درجہ ہے قرآن حکیم میں ہے کہ والدین کے ساتھ بھلائی کا سلوک کر اور ان دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی تیرے پاس بڑھاپے میں پہنچیں تو اُنکے سامنے اُف بھی نہ کرنا، اور اُن کے ساتھ سختی سے نہ بول، بلکہ نرمی سے اُن کے ساتھ بات کر اور عاجزی کا بازو ان کے لئے جُھکا دے اور ان کے لئے دُعا کر کہ اے رَب ان پر رحم فرما جیسے رحم سے بچپن میں اُنہوں نے مجھے پالا۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن موثر الفاظ میں لوگوں کو سمجھایا ہے۔ کہ دیکھو جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ میں نے اپنی ضعیفہ ماں کو سات حج بیت اللہ شریف کے اپنے کندھوں پر بٹھا کر کرائے ہیں، کیا میری طرف سے حق الخدمت ادا ہو گیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا ابھی تو تم اتنا معاوضہ بھی ادا نہیں کر سکے جتنا تمہاری ماں نے تمہیں گیلے بستر سے اٹھا کر سوکھے کی جانب لٹایا تھا اور خود گیلے بستر پر لیٹ گئی تھی۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ میں نے عرب کے فلاں ریگستان علاقہ سے اپنی ضعیفہ ماں کو کندھوں پر بٹھا کر عبور کرایا ہے اور میرے پاؤں گرم ریت سے آبلے پڑ کر زخمی ہو گئے ہیں کیا میں نے اپنی ماں کا کوئی حق ادا کیا ہے۔ فرمایا ہاں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری اس محنت کو تیری ماں کے کسی درد کے اس چھوٹے سے جھٹکے کے عوض میں قبول فرمالے جو تیری پیدائش کے وقت تیری ماں کو لگے۔

ایک صحابی ابی الطفیلؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک عورت آئی۔ حضورؐ نے اس کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ آپؐ سے باتیں کرتی

Marfat.com

رہی۔ پھر جب وہ اُٹھ کر چلی گئی تو ہمارے عرض کرنے پر کہ یارسول اللہ یہ بی بی کون تھیں معلوم ہوا کہ آپ کی رضاعی والدہ تھیں۔ اسی طرح ایک اور مثال حضورؐ کی زندگی سے ملتی ہے حضورؐ نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ جب مصر کو فتح کرو تو مصر کے لوگوں سے سلوک کا برتاؤ کرنا اس لئے کہ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ ہاجرہؓ اس سرزمین کی تھیں۔ حضورؐ کی یہ ایک پیشگوئی تھی، جو پوری ہوئی اور مصر والوں نے اپنے ساتھ فاتحین کا وہ سلوک دیکھا تھا جو لاجواب تھا آخر ان سے نہ رہا گیا اور سوال کیا کہ اسقدر مہربانی کی کیا وجہ ہے تو انکو جواب دیا گیا۔ تو ایک پادری بول اٹھا کہ ایک پیغمبر کے سوا اور کوئی ہستی عورت کا احترام نہیں کر سکتی۔

عورت کی ایک اور اہم حیثیت بطور بیوی کے ہے اور اسی حیثیت میں عورت کی مظلومیت بھی آشکارا ہے، اس لئے پہلا حکم خداوندی جو اس بات میں نازل ہوا یہ تھا کہ بیوی موجب تسکین ہے اللہ تعالیٰ نے تمہاری جنس سے تمہارے واسطے تمہاری بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے تسکین پاؤ اور اسی نے تمہارے درمیان الفت اور محبت پیدا فرمائی انکے ساتھ بھلائی کا سلوک کرو اور انکو وہی کھانے کو دو جو خود کھاؤ، اور انکو وہی پہناؤ جو خود پہنو اور ان سے سختی سے پیش نہ آؤ۔

جہاں حضورؐ نے عورت کے ساتھ حسن سلوک کو سب سے بڑی نیکیوں میں ایک نیکی قرار دی اور بار بار مردوں کو تاکید فرمائی کہ انکی دل جوئی تمہارا فرض ہے بیوی کو اپنی آبرو کا لباس سمجھو، لڑکیوں کی تربیت کو موجب رحمت قرار دیا اور والدہ کی حالت میں وہ قابل احترام ٹھہرایا جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے، وہاں حضورؐ کی رحمۃ العالمین نے عام غرباء کو بھی اپنی رحمت سے محروم نہیں فرمایا اس لئے کہ وہ غریبوں کے محب، مسکینوں کے ساتھی یتیموں کے والی، غلاموں کے مولی بے کسوں کے مددگار، کمزوروں کے سہارے، بے آسروں کے آسرے دردمندوں کی دوا، اور ساری کائنات کے لئے مجسم رحمت للعالمین ہیں۔

حضورؐ ہمیشہ غرباء مساکین سے اسطرح پیش آتے تھے کہ وہ لوگ اپنی غربت اور مسکنت

Marfat.com

کو موجب رحمت سمجھنے لگے تھے، اور امراء کو حسرت ہوتی تھی کہ ہم کیوں غریب نہ ہوئے اور آپؐ نے غرباء کو قابل فخر بنا دیا تھا۔

شفقت مصطفےٰ[۱] حضورؐ کی دعا ہوا کرتی تھی کہ اے میرے خدا مجھے مسکین زندہ رکھ مسکین اٹھا اور مسکین ہی کے ساتھ میرا حشر کر۔ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ[۲] نے آپ سے یہ دعا فرماتے ہوئے سنا تو عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے جو حضورؐ ایسی دعا فرماتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا اے عائشہؓ یہ دولت مندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے نیز ایک اور موقعہ پر حضورؐ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو یوں نصیحت فرمائی "اے عائشہؓ کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نہ پھیرنا، غریبوں سے پیار کرنا۔ اور ان کو اپنے سے نزدیک رکھنا تاکہ خداوند عالم تمہیں اپنے نزدیک فرمائے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورت اور مسکین کے ساتھ سلوک کرنیوالا ایسا ہے جیسا مجاہد فی سبیل اللہ جیسا تمام رات نوافل پڑھنے والا اور دن کو روزہ رکھنے والا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ غرباء مہاجرین کے ساتھ مل کر بیٹھے تو فرمایا کہ فقراء مہاجرین کو بشارت ہو کہ وہ امراء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا اس میں زیادہ غرباء و مساکین تھے، اور مالدار دروازہ پر روک دیئے گئے تھے

حضرت جریرؓ سے مروی ہے کہ ہم خدمت اقدس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے کہ آپؐ کی خدمت میں ایک قبیلہ کے لوگ حاضر ہوئے جو سب کے سب اتنے غریب تھے کہ انکے جسموں پر نہ کپڑا تھا نہ پاؤں میں جوتا ننگے بدن ننگے سر اور ننگے پاؤں حضورؐ انکی حالت دیکھ کر سخت مضطرب ہوئے عالم کرب و اضطراب میں آپؐ کبھی اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر تشریف لاتے چنانچہ اسی بے قراری میں حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا اور نماز کے بعد خطبہ میں ان لوگوں کی امداد و دستگیری کی طرف حاضرین کو متوجہ فرمایا۔ جب کہیں انکی امداد

Marfat.com

کے بعد حضورؐ کا اضطراب رفع ہوا۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یتیم کا مال موجبِ ہلاکت ہے اور فرمایا سات باتیں موجب ہلاکت ہیں۔ ان سے بچو حاضرین دربار نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں، تو فرمایا، خدا کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اس شخص کا قتل کرنا جو حرام کیا گیا ہو۔ سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ سے بھاگنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے انگشتِ شہادت اور وسطیٰ ملا کر فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یتامیٰ و مساکین کے علاوہ غلاموں پر شفقت فرماتے اور ان کو آزاد کرنے میں نہایت سبقت کرتے۔ اس سے حُسنِ سلوک کی بار بار تاکید فرمائی جاتی۔ نہایت محبت سے خود حضورؐ نے تینتالیس غلاموں اور گیارہ لونڈیوں کو آزاد فرمایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام کو ایک مرتبہ گالی دی تو حضورؐ نے سُن کر فرمایا اے ابوذرؓ کیا تم نے اُس کو ماں سے غیرت دلائی ہے۔ تم میں ابھی جہالت کا اثر باقی ہے یاد رکھو تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، ان کو خُدا نے تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے۔ پس جس شخص کا بھائی اسکے قبضے میں ہو اسکو چاہئے کہ جو خود کھائے اس کو بھی کھلائے۔ اور اپنے غلاموں سے وہ کام نہ لو جو ان پر شاق گزرے، حضور انورؐ نے اپنے غلام زید بن حارثہ کو آزاد فرمادیا تھا لیکن وہ حضورؐ کی خدمت سے علیحدہ ہونا اور آغوشِ پدری سے جانا گوارہ نہ کرتے تھے اور حضورؐ ہی کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ انکے بیٹے اسامہؓ سے آپؐ کو اسقدر محبت تھی کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے اگر اسامہؓ لڑکی ہوتی تو میں اسکو زیور پہناتا اور خود اپنے دست مبارک سے اس کی ناک صاف کرتا۔

بعض اوقات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے مزاج کا اس قدر خیال فرماتے

Marfat.com

کہ اگر یادِ الٰہی میں بچے پاس آکر شوخی کرتے یا آپ کے اوپر چڑھ جاتے تو بھی آپ ان کی دل شکنی گوارہ نہ فرماتے۔

چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ایسے کئی واقعات مشہور ہیں کہ سجدے میں گئے ہوئے حضورؐ کی پشت مبارک پر صاحبزادے بیٹھ گئے اور جب تک وہ خود نہیں اُترے آپؐ نے سجدے سے سر مبارک نہیں اٹھایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ ایسے بیماروں کو جو زیادہ تکلیف اور خطرناک حالت میں ہوں اپنے کاشانہ رحمت کے قریب لے آتے تاکہ ہر لحظہ اس کی خبرگیری اور دلجوئی ہو سکے۔

چنانچہ حضرت سعدؓ جب غزوۂ احزاب میں زخمی ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدیں سبب ہی ان کا خیمہ مسجد میں نصب کرا دیا۔

ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے اپنی چادر میں جانوروں کے بچے چھپا رکھے تھے۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ جھاڑی سے آواز آنے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا، تو یہ چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں نے انکو اٹھالیا۔ ان کی ماں نے جب دیکھا تو سر پہ منڈلانے لگی۔ حضورؐ نے فرمایا واپس جاؤ اور ان کو وہیں رکھ آؤ۔

حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپؐ کو ان الفاظ کے ساتھ تسکین دلائی کہ خداوندِ عالم جل شانہ آپؐ کو کبھی رنجیدہ نہیں فرمائے گا آپؐ صلہ رحمی فرماتے ہیں مقروض کا بار اٹھاتے ہیں، غریبوں کی اعانت کرتے ہیں، مہمانوں کی تواضع میں حصہ لیتے ہیں حق کی حمایت کرتے اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔

حضورؐ نے اپنی اُمت کے لئے ایک ایسی تعلیم نظامِ مصطفیٰ چھوڑی ہے جو دُنیا آخرت میں ان کو حقیقی مصیبت سے بچنے کے لئے بہترین وسیلہ ہے جس پر عمل کر سکے

Marfat.com

ہر انسان اپنا، اپنے اہل و عیال کا اپنی قوم اور اپنے ابنائے جنس کا بلکہ تمام جاندار و بے جان مخلوقات کا اور سب سے بالاتر یہ کہ اپنے معبودِ حقیقی کا ٹھیک حق ادا کر سکتا ہے۔

پس جب تک یہ تعلیم نظامِ مصطفیٰ دُنیا میں قائم ہے جب تک اس کلا پیرو دُنیا میں زندہ ہے، جب تک اس کی جانب اہل جہان کو دعوت دی جا رہی ہے اور جب تک اس دعوت کے اُصولوں سے دُنیا بالواسطہ یا بلا واسطہ فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ اس وقت تک قرآن کریم کا یہ دعویٰ صداقت پر مبنی مانا جائے گا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؕ

شانِ مصطفیٰ تاریخ و سیر کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات فخارِ شش جہات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل جب یہ بات مشہور ہوئی کہ نبی آخر الزماں تشریف لانے والے ہیں جن کا اسم گرامی محمدؐ ہو گا تو عرب کے بعض لوگوں نے اپنے بچوں کا نام بھی محمدؐ رکھنا شروع کر دیا کہ شاید وہ وجود مسعود انہیں میں سے پیدا کر دیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ اس نے اپنے انعام رسالت کو کہاں رکھنا ہے۔ لہٰذا یہ راز معرفت حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی پنہاں رکھا، جو ازلی و ابدی طور پر اس منصب کے لئے منتخب ہو چکے تھے۔

صرف حضور رحمتِ دو عالم ہی کی ایک جامع صفات ہستی ایسی ہے جس کے اسماء گرامی تمام دُنیا بھر کے موسوم افراد سے زیادہ ہیں اور جس کی ذاتِ بابرکات اپنے ہر اسم کی کلی مصداق اور صوری و معنوی لحاظ سے صحیح عامل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی اسم اپنے محبوبؐ کو عطا فرمایا اس کو عطا فرمانے سے پہلے اپنے محبوبؐ کو ان صفات سے متصف کیا جو اس اسم کے حامل میں ہونی چاہئیں۔ اس مضمون پر حضورؐ کے انہیں اسماء گرامی کی تشریح کی گئی ہے۔ جو ہر لحاظ سے حضورؐ کی شخصیت پر منطبق اور صادق آتے ہیں اور

Marfat.com

یہی ایک وہ خوبی ہے جو تمام دُنیا کے اوّلین و آخرین افراد کے ناموں کے ساتھ قطعاً مفقود ہے۔ بلکہ اکثر انبیاءؑ کے اسماء کو بھی صرف ایک ایک بزرگی کے ساتھ قطعاً مخصوص کیا گیا ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کا اسم مبارک حلیم، حضرت نوحؑ کا شکور، حضرت ایوبؑ کا صابر ہے۔ ان سب پر بھی حضوؐر کو اسماء کی زیادتی کے لحاظ سے فضیلت حاصل ہے۔

محمدؐ:- یہ اسم مُبارک بروزن مفعل ہے اور اس میں کثرت حمد میں مبالغہ ہے یعنی حضوؐر حمد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اور ان سب سے افضل ہیں جن کی تعریف کی جاتی ہے اسی لئے کائنات کا ذرّہ ذرّہ آج تک حضوؐر کا ثناء خواں ہے اور قیامت کے دن بھی حمد کا جھنڈا حضوؐر کے ہاتھ میں ہوگا کہ کمال حمد آپ کے لئے پورا ہو اور اس میدان میں آپؐ حمد کی صفت سے مشہور ہو جائیں۔ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر اٹھائے گا اور اس مقام پر آپ سب کی شفاعت فرمائیں گے اور آپؐ پر تعریفوں کے وہ دروازے کھلیں گے جو آج تک کسی پر کھلے ہیں اور نہ آئندہ کبھی کھلیں گے۔

احمدؐ:- حضوؐر کا یہ اسم مُبارک پہلی کتابوں میں بھی آچکا ہے اور سابق انبیاء کرام نے اسی اسم مبارک کی خوش خبریاں دی تھیں۔ آپؐ سے پہلے کوئی اس نام سے نہیں پکارا گیا تاکہ کسی ضعیف الاعتقاد کو اس میں کسی قسم کا شک یا اشتباہ نہ ہو۔ حضرت عیسٰیؑ کے ارشاد کا ذکر قرآن کریم میں بھی اسی اسم مبارک کے تحت ہوا ہے۔ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ اور اسی اسم مُبارک سے آپ تمام حمد کرنے والوں میں فوقیت رکھتے ہیں۔

حامد:- حضوؐر نے اپنے مالک و خالق حقیقی کی اس دُنیا میں وہ حمد و ثناء پھیلائی کہ جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی اور نہ ہی قیامت تک مل سکے گی۔ ساری کائنات ارضی و سماوی میں اپنے معبودِ حقیقی کے ذکر کو بلند کرنا آپ ہی کا حصہ ہے۔ مسلمان تو مسلمان ہیں، اغیار بھی اس بات کے معترف ہیں کہ مسلمانوں کے نبی کو خدا سے عشق ہے

Marfat.com

کوئی بلندی ایسی نہیں جس پر چڑھتا ہوا وہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے نعرے نہیں مارتا اور کوئی پستی ایسی نہیں جہاں وہ اترتا ہوا۔ اللھم لبیک نہیں پکارتا۔

محمود:۔ حضورؐ ہی وہ بلند مرتبہ رسول ہیں، جن کی نسبت یوم میثاق میں تمام رسولوں سے اتباع کا عہد لیا گیا اور آپؐ ہی وہ رسول ہیں جن کی حمد و ثنا پر تمام انبیاء علیہم السلام نے آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک یکتائی اور اولوالعزمی کی مہر ثبت کر دی ہے۔ آپؐ ہی قیامت کے دن عرش معلی کی دائیں جانب قیام فرما کر (جہاں کوئی اور نہیں کھڑا ہو سکے گا) اپنی امت کی اور سب لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے یہ مقام محمود ہے، جس پر اولین و آخرین رشک کریں گے۔

قاسم:۔ حضورؐ قاسم ہیں جن کے دست تصرف میں اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ گو کہ ہر شخص کو ہر وقت ہر شے دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر تقسیم حضورؐ فرماتے ہیں۔

عاقب:۔ حضورؐ سب سے پیچھے آئے ہیں اور یہ بھی ایک ایسی فضیلت ہے جو کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ حضورؐ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں آئے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں حضورؐ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں وہ عاقب یعنی تمام انبیاء علیہم السلام سے پیچھے آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ نبوت کے محل کی وہ آخری اینٹ جس سے اس کی تکمیل ہوتی ہیں میں ہوں۔

فاتح:۔ حضورؐ ان انعامات کے فاتح ہیں جو آپؐ کے تشریف لانے تک بند تھے۔ آپؐ ہی نے ان کو کھولا اور خلق خدا کو سرفراز فرمایا۔ کہ اپنے اسم مبارک کی حقیقت کو ظاہر فرمائیں، کیوں کہ آپ رحمت کے دروازوں کو اپنی امت پر انکی عقلوں کو معرفت الٰہی اور اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ کھولنے والے ہیں۔

Marfat.com

خاتم:۔ حضورؐ خاتم ہیں جنہوں نے انبیاء سابقین کے تبلیغی کارناموں پر ختم نبوت ورسالت کی مہر لگا دی اور دُنیا والوں کو اپنی تخلیق کے لاکھوں برس بعد دینِ فطرت کی تکمیل کا وہ مژدہ سُنا دیا جس کے بعد کسی نبیؑ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی، گویا کہ آپؐ کا ظہور ہی ختم نبوت کی بیّن دلیل ہے۔

حاشر:۔ حضورؐ حاشر ہیں یعنی آپؐ حشر کے دن سب سے پہلے اُٹھیں اور تمام لوگ آپؐ کے قدم پر حشر کریں گے یعنی آپ کے سامنے قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ بعض کتابوں میں قدم کے معنی یہ بھی لکھے گئے ہیں کہ لوگ شفاعت کے لئے حضورؐ کے گرد یا حضورؐ کی جانب جمع ہوں گے۔

ماحؐ:۔ حضورؐ ماح ہیں یعنی آپؐ کے ذریعہ سے کفر مٹایا گیا ہے۔ اور بعض حضرات نے اسؐ کے معنی غلبۂ دین بیان کئے ہیں، یعنی حضورؐ کی برکت سے کفر کمزور اور اسلام غالب ہوگا، جس سے وعدہ خلافی، جھوٹ بولنا، بدی کی حمایت، ظالموں کا ظلم، ضعیفوں کا ستایا جانا، مظلوموں کی دل آزاری، بیواؤں کی بے دردی سب مٹ جائیں گے اور تمام ادیان پر حضورؐ کے دین اسلام کا غلبہ ہوگا۔

داعؐ:۔ حضورؐ داع ہیں یعنی اللہ کی جانب بُلانے والے ہیں۔ آپؐ کا منصب ہی تمام سچائیوں کی طرف دعوت دینا تھا۔ آپؐ کے حیات افزا اور زندگی بخش پیغام سے بے شمار مُردہ دل اور مُردہ روح زندہ ہوئے اور رہتی دُنیا تک ہوتے رہیں گے۔

سراجؐ:۔ حضورؐ سراج ہیں جن کی ذات ستودہ صفات سے تمام جہان پر رشد و ہدایت کے دروازے کھلے، جو چودہ سو سال سے آج تک بند نہیں ہوئے اور جب تک دُنیا قائم ہے بند نہیں ہوں گے۔

منیر:۔ حضورؐ منیر ہیں، جنہوں نے تمام کائنات رنگ و بو کو ایسا روشن کیا کہ فضائے ہستی اس شعلۂ طور سے وادیٔ ایمن بن گئی اور اپنی ضیاء باری کا وہ جلوہ دکھایا کہ نورِ

Marfat.com

ازل ٹھکی ہوئی مخلوق کے دلوں میں بھی لہریں لینے لگا اور نہ صرف ان کے قلوب کو بلکہ ان کے تمام ماحول کو بھی منور کر دیا۔

بشیرؐ:۔ حضورؐ بشیر ہیں یعنی فرمانبرداروں کو ان کے حق وصداقت کی خوش خبری اور نافرمانوں کو ان کے ابدی وسخت ترین عذاب کی خبر دینے والے ہیں۔ یہ ایک ہادی کے اوصاف میں لازمی وصف ہے کہ جس جماعت یا قوم کی طرف آئے اپنی ہدایت کے قبول کرنے یا ٹھکرانے والوں کو ان کی آخری منزل کا پتہ دے۔ اسی لئے حضورؐ نے اہل ایمان کو خوش خبری اور بشارت دی اور نافرمانوں کو ابدی عذاب نار کی خبر سنائی۔

نذیرؐ:۔ حضورؐ نذیر ہیں کہ حق بات کہہ کر لوگوں کو ڈرائیں تاکہ وہ گمراہی اور بد اعمال کی سزا سے بچ جائیں۔ چنانچہ حضورؐ نے عرب کے نفس پسندوں اور بت پرستوں اور خون خوار وحشیوں کو یہ کہہ کر ڈرایا کہ تمہارے بت تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ یہ جہنم کا ایندھن ہیں ان کو چھوڑ دو اور ایک خدا کی پرستش کرو۔

ہادیؐ:۔ حضورؐ ہادی ہیں جن کی ہدایت کا مخاطب کائنات کا ہر ذرہ ہے اس لئے کہ آپؐ کی ہدایت ہر خاص وعام کے لئے قیامت تک جاری ہے اس دنیا میں جس قدر ہادی آئے ان کا دائرہ ہدایت محدود تھا۔ لیکن حضورؐ یوم محشر تک کے لئے غیر محدود دائرہ ہدایت رکھتے ہیں۔

مہدیؐ:۔ حضورؐ مہدی ہیں یعنی وہ ہدایت والے جن کو ہدایت کی توفیق بھی حاصل ہے اور جن کی ہدایت کے غلغلے عرش وفرش کی پنہائیوں اور سمندر کی گہرائیوں میں ہیجان برپا کر دیں اور قطرے پر نظر ڈال دیں تو دریا بنا دیں اور کافر کو ایک نظر میں مرد مومن بنا دیں۔

رسولؐ:۔ حضورؐ رسول ہیں، یعنی آپؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر منشائے ایزدی کا اظہار فرمانے کے لئے بھیجے گئے اور وہ حکم پہنچانے کے لئے تشریف لائے، جو آپ کو

Marfat.com

رہنمائی کی صورت میں پہنچا آپؐ کتاب و قانون کے حامل، شریعت میں کامل اور نبوت نامہ کے مالک ہونے کی حیثیت سے وہ رسولؐ ہیں، جن پر رسالت ختم کر دی گئی۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آ سکتا ہے۔

نبیؐ:۔ حضورؐ نبی ہیں جن کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت بلند ہے آپ کو علوم غیب سے ایسا مطلع کیا گیا ہے کہ آپؐ کے اقوال و افعال اور اشارات نے لامکان سے تحت الثریٰ اور انکے علاوہ تمام اسرار الٰہی اور رموزِ کائنات کو طشت ازبام کر دیا ہے۔

طٰہٰ و یٰسینؐ:۔ حضورؐ طٰہٰ و یٰسین یعنی یہ وہ رازدارانہ اسماء شافیہ ہیں، جن میں محبوب اور محب کے ایسے رموز پوشیدہ ہیں جن کو صرف آپس کی گفتگو کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے اور یہ وہ بلندی تعلق ہے جو آپ سے پہلے رسول نبی یا جن و ملائکہ کو حاصل نہیں، اور آپؐ کے بعد تو یہ اہلیت ہی محال و ناممکن ہے۔

مزملؐ:۔ حضورؐ مزمل ہیں یعنی وہ شہنشاہِ کونینؐ جن کے اختیار میں سب کچھ تھا، جو چاہتے سب کچھ کر سکتے تھے مگر ایسی سادہ زندگی بسر کی کہ رب العزت نے ان کی سادگی ہی کی تعریف میں محبوبیت و محبت کا راز منکشف کر دیا خدا کو محبوب کی کملی پوشی ایسی پسند آئی کہ کملی والے کہہ کر پکارا اور اس کملی میں وہ کمال بھر دیئے کہ تمام خدائی اسی کملی پر سے قربان و نثار کر دی۔

مدثرؐ:۔ حضورؐ مدثر ہیں یعنی آپؐ خاندانِ رسالت کا آخری تاج ہوتے ہوئے اپنی پاک و صاف زندگی کا ایک ایک لمحہ آفتابِ عالم تاب کی طرح منور رکھتے ہیں اور آپؐ کی نور بار و نور پاش زندگی کی کوئی کرن اور کوئی ادا ایسی نہیں جو اس چادر کی لپیٹ سے نکل کر اہل دنیا کی آنکھوں کو چندھیا نہ دے۔

شفیعؐ:۔ حضورؐ شفیع ہیں یعنی آپ شفاعت کبریٰ کی خصوصیات سے ممتاز ہیں، روز محشر آپؐ عرش کا پایہ پکڑ کر بارگاہ خداوندی میں سر بسجود ہو کر گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور اپنی امت عاصی کی بخشش کرائیں گے۔

Marfat.com

خلیلؐ:۔ حضورؐ خلیل ہیں، جن کے لئے محبت کے تمام مراتب وقف ہیں۔ وہ ہر میدان ابتلا میں پورے اترنے والے مغفرت کی حد طمع سے باہر سچی زبان اور نیک کردار کے حامل خداوند تعالیٰ کے سوا تمام دنیا سے علیحدہ غیر کی پرستش سے دور رہکر اپنی خلقت کی حقیقت پیش فرماتے ہیں۔

کلیمؐ:۔ حضورؐ کلیم ہیں یعنی حق تعالیٰ نے ان کو اپنی قدرت کا سماں دکھا کر معراج اور ایقان کے بلند درجے تک پہنچایا یعنی ایک رات کے کچھ حصہ میں مسجد حرام سے لے کر بیت المقدس تک اور پھر بہشت دوزخ کی سیر کرائی۔ اور اپنے قرب میں اس مقام پر بلا کر جہاں حضورؐ سے پہلے کوئی نہیں پہنچ سکا اور نہ کوئی پہنچے گا راز و نیاز کی گفتگو فرمائی اور عالم غیب کے اسرار ان پر منکشف کئے۔

حبیبؐ:۔ حضورؐ حبیب ہیں اور آپ کو رب العزت نے اپنی محبت کے ساتھ خاص محبوب بنایا ہے یعنی نہ کسی اور کو حبیب کہا اور نہ پسند کیا۔

مصطفیٰؐ:۔ حضورؐ مصطفیٰ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بے حجابانہ دیدار اور بالمشافہ گفتگو کے لئے ازل ہی سے خاص کر لیا تھا ام الکتاب کے پانے، عرش معلےٰ پر جانے، اللہ کا آخری پیغام پہنچانے، بے پناہ حسن کا قدیمی روپ دکھانے اور خلق خدا کو گناہ سے بچانے میں آپ کو ابتدا ہی سے معصوم و مصطفیٰؐ فرمایا گیا۔

مرتضیٰؐ:۔ حضورؐ مرتضیٰ ہیں، اس لئے آپ اس عالم کے تمام اسرار و علوم کے حامل ہیں اور آپؐ کا سینہ انوار الٰہی کا گنجینہ اور معارف ربانی کا خزینہ ہے۔ آپؐ کے رخ انور اور آپؐ کی پاکیزہ زندگی و مسکن پاک کی اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں آپؐ کی زبان خدا کی زبان، آپ کی گفتگو خدا کی گفتگو آپ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ، آپؐ کا لعاب ذہن ہر مرض کی دوا آپؐ کا بال، بال کبریت و رحمت اور آپؐ کا وجود مقدس سراپا برہان تھا۔

مجتبیٰؐ:۔ حضورؐ مجتبیٰ ہیں، جن کو سَل یعنی مانگ جو مانگے گا دیا جائے گا کے شرف سے

Marfat.com

نواز اگیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انسانوں میں مکرّم اور تمام انبیاء علیہم السلام میں معظّم ہیں۔

مختار:۔ حضورؐ مختار ہیں، ہر اس معاملے میں جو رب العزت کی طرف سے آپ کو بحیثیت محبوب ودیعت ہوا جس کو چاہا جنتی فرما دیا جیسے چاہا جہنمی کر دیا۔

ناصرؐ:۔ حضورؐ ناصر ہیں، جو آپ کی خدمت میں آیا، جو کچھ کسی نے مانگا جس قسم کی مدد چاہی حضورؐ نے دل کھول کر مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ مدد مانگنے والا مدد کے بارے سے عاجز آ گیا۔ ظاہری و باطن حاضر و غیر حاضر قُرب و بُعد زمانہ حیات ظاہری اور وقتِ نقلِ مکانی میں حضور یکساں امداد فرماتے ہیں۔

منصورؐ:۔ حضورؐ منصور ہیں، یعنی حضور ایسے منصور (مدد دیئے گئے) ہیں۔ کہ گویا کوئی ایک کام بھی دینی و دنیوی ایسا نہیں جس میں رب العزت کی نصرت حضورؐ کے شامل حال نہ ہو۔

قائم:۔ حضور قائم ہیں۔ آپ کے نزدیک ہر ایک حال کی تیاری اور قائمی تھی۔ حق سے قصور نہ کرنا اور غیر حق کی تجاوز نہ فرمانا حضورؐ کا شیوہ تھا آپ کی نشست و برخاست رفعت و گزشت گفت و شنید غرض کہ ہر قال و حال خداوند تعالیٰ کے ذکر پر ہوتا تھا۔ آپ اُمت کے لئے ہر اس بات پر قائم ہوئے جس سے اسکی بنیادِ آخرت درست ہو۔

حافظؐ:۔ حضورؐ حافظ ہیں، جو اخلاقِ حمیدہ و فضائل مجیدہ میں نہایت وسعت رکھتے ہیں۔ آپؐ کے بیان کے اختتام سے پہلے دلائل منقطع ہو جاتے ہیں۔ آپؐ کا خوف خدا آپ کی عبادت، آپ کی شفقت، آپ کی ہر امر میں حفاظت اس قدر تھی، جس قدر کہ آپؐ کو رب العزت کا قُرب اور علم تھا۔

شہیدؐ:۔ حضورؐ شہید ہیں۔ جن پر حقائقِ مخفیہ کو عیاں فرمایا گیا اور سب کو گواہ رکھا گیا۔ حضورؐ نے اپنی رحلت سے قبل لکھو کھا بندگان خدا کو نہ صرف اس شہادت

Marfat.com

پر قائم کیا بلکہ آئندہ نسلوں پر گواہ بنا دیا۔ بلاشبہ حضورؐ رب العزت کی طرف سے شاہد ہیں۔ تاکہ قیامت کو سب پر گواہ ہو سکیں۔

عادل :۔ حضورؐ عادل ہیں۔ جو وعدے کے پکے، قول کے سچے، نیکوں کے طرف دار بے کسوں کے دست گیر، ضعیفوں کے سہارے، مظلوموں کے ہمدرد اور بیواؤں کے غمگسار تھے۔ وہ عزت و خودداری، عزم و استقلال اور عظمت و وقار کے پیکر تھے۔ عدل و انصاف کے معاملے میں اپنے بیگانے کی تمیز نہ کرتے تھے۔

حکیم :۔ حضورؐ حکیم ہیں۔ جب کہ تہذیب و تمدن اور علم و حکمت موت کی نیند سلائے جا چکے تھے۔ حضورؐ نے خود ہر قسم کی تربیت و تعلیم ظاہری سے علیحدہ رہنے کے باوجود اہل جہاں کو علم و معرفت اور عقل و حکمت کے وہ رموز بتائے جو محفل علم و حکمت صدر بن گئے اور تمام دنیا کے عقلا و حکماء ان کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے پر مجبور ہو گئے۔

نور :۔ حضورؐ نور ہیں اور وہ نور خدا ہیں جو سب سے پہلے پیدا ہوئے اور باقی کائنات حضورؐ کے نور سے پیدا کی گئی گو بظاہر آپؐ کی ذات گرامی گوشت پوست اور استخواں و اعصاب سے مملو نظر آتی تھی آپؐ انسان تھے اور انسانوں کی طرح رہتے سہتے۔ چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے تھے۔ مگر تھے پیکرِ نور۔ عام انسانوں کی طرح حضورؐ کا سایہ نہ تھا۔ آفتاب و مہتاب کی روشنی میں آپؐ کا کوئی عکس زمین پر نمایاں نظر نہ آتا تھا اور نہ ہی آسکتا تھا، کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ آپ کا ظاہر نور۔ باطن نور۔ سینہ نور، دل نور دماغ نور، جسم اطہر نور، غرضکہ آپؐ سراپا نور تھے۔

حجۃ :۔ حضورؐ حجۃ ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کی ہستی پر سب سے بڑی حجۃ ہیں جن کے مقابلے میں باقی تمام دلائل کے ہیچ ہیں۔

برہان :۔ حضورؐ برہان ہیں کوئی بصارت و بصیرت رکھنے والا انسان اگر حضورؐ کے تمام مراتب و جملہ اوصاف کا مطالعہ کرے تو اس پر واضح ہو گا کہ حضورؐ سراپا برہان ہیں

Marfat.com

اور آپ کا بال بال باعثِ برکت و رحمت ہے اور آپ کو اہلِ معصیت کے لئے چراغ ہدایت اہل تقویٰ کے لئے مشعلِ راہ بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔

البطحی:۔ حضور البطحی ہیں، یعنی بطحی کے رہنے والے۔ گویا حضورؐ ایسے شہر اور ایسے مقام میں رہنے والے ہیں جس کی تقدیس و بزرگی پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

مومنؐ:۔ حضورؐ مومن ہیں، یعنی امن و امان والے تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب غلاموں پر عرصہ حیات تنگ ہو چکا تھا انسانیت تذلیل کے انتہائی درجے پر پہنچ چکی تھی اور اس سے وہ وحشیانہ سلوک ہوتا تھا کہ رُوح لرز اُٹھتی تھی۔ مگر اس امن و امان کی سرکار اور مساوات کے پیغمبر نے ہر ادنیٰ و غلام مخلوق کو آزادی کا پروانہ عطا فرمایا اور ان کو تاج و تخت کا مالک بنا کر شرف و عزت کی مسند پر بٹھا دیا۔

مطیع:۔ حضورؐ مطیع ہیں، جن کے نقش قدم کو وہ ثبات نصیب ہوا کہ جن کے فرمودہ رستے پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

مذکر:۔ حضورؐ مذکر ہیں، جنہوں نے اپنے خالق و مالک کا پیغام پہنچایا اور بھٹکی ہوئی مخلوق کو اس کا دروازہ دکھانے کے لئے نہایت بے بسی کے دَور میں تن تنہا وہ پند و نصائح کے دریا بہائے کہ قوم کو باوجود اختلاف کے اس کے سامنے جُھکنا پڑا اور صداقت کو تسلیم کرنا پڑا۔

واعظؐ:۔ حضورؐ واعظ ہیں، جن کی زندگی، علم و عمل دونوں برابر تھے، جو فرماتے اس پر خود پہلے سے عامل ہوتے یعنی آپؐ کا قال آپ کے حال کے مطابق تھا آپؐ دُنیا میں تھوڑے پر قناعت کرتے اور ہر حال میں عقبیٰ کو ترجیح دیتے۔

امینؐ:۔ حضورؐ امین ہیں، جن کا بچپن، معصوم جوانی بے داغ اور زندگی ایسی پاکیزہ تھی کہ دوست تو دوست دشمنوں کو بھی کبھی اس پر کسی قسم کی نکتہ چینی کرنے کی جرأت نہ ہوئی حضورؐ کی دیانت و امانت پر قوم کو اتنا اعتماد تھا کہ قیمتی سے قیمتی اشیاء لوگ آپ کے پاس

Marfat.com

امانت رکھتے اور محفوظ واپس لیتے۔

صادقؐ:۔ حضورؐ صادق ہیں، آپ کی زندگی بعثت کے بعد جن زہرہ گداز مظالم میں گھری رہی اور آپ نے ان کا مقابلہ جس عزم وثبات سے کیا حقیقتاً وہ ایک صادق ہی کا کام تھا۔ ورنہ جہاں تمام شیطانی طاقتیں اپنے ابلیسی جنون اور رعونتوں کے ساتھ سچائی کو مٹانے کے درپے ہوں وہاں جھوٹے اور ریاکار یا مکار وفریبی کا کیا کام کہ مقابلہ کرسکے۔

مصدقؐ:۔ حضورؐ مصدق ہیں، آپؐ نے اپنی سچائی کے ماتحت انسانوں کو اس دُنیا میں رہنے سہنے کے قابل بنایا۔ ان کے قلوب کو روشن فرمایا بساطِ سیاست اُلٹ ڈالی، امن عامہ کا اعلان کیا۔ غیر الٰہی غلامی سے نجات دلائی اور کسی کے دل میں خوفِ خُدا کے سوا کسی کا خوف نہ رہا۔

ناطقؐ:۔ حضورؐ ناطق ہیں جن کے متعلق قرآن کریم گواہ ہے کہ آپ کبھی خُدا کی مرضی کے بغیر اور اپنی خواہش کے تحت کلام نہیں کرتے۔ جب خداوند تعالیٰ نے بولنے کا حکم دیا بولے اور جب سکوت کا ارشاد ہوا چپ ہوگئے۔ بے زبان جانوروں نے آپؐ سے اپنی دُکھ بھری داستان سُنا کر فیض اٹھایا اور بے جان اشیاء نے آپؐ کے پاکیزہ نطق کی بدولت خدا سے کلام کیا۔

صاحبؐ:۔ حضورؐ صاحب ہیں اور ہر ایک کے صاحب اور ہر بات میں ممتاز و اشرف ہیں۔ انبیاء کے صاحب، صدیقین کے صاحب شہداء کے صاحب اور صالحین ومومنین کے صاحب، ملائکہ کے صاحب جنات کے صاحب شجر وحجر چرند وپرند ارض وفلک، غرض خُدا کے بعد حضورؐ ساری کائنات کے صاحب ہیں۔

مکیؐ:۔ حضورؐ مکی ہیں یعنی مکہ مکرمہ آپ آپ کی جائے ولادت ہے جو خداوند تعالےٰ کے نزدیک مقدس ہونے کے علاوہ ساری کائنات کا روحانی اور جغرافیائی مرکز ہے۔

مدنیؐ:۔ حضورؐ مدنی ہیں یعنی مدینہ منورہ میں سکوت فرمانے والے ہجرت کرنے والے اور

Marfat.com

مدنی لوگوں کو اپنی رحمت سے سرفراز فرمانے والے ہیں۔

عربیؐ:۔ حضورؐ عربی ہیں اور اسی نسبت سے عقیدت مند آنکھ خواب عرب کو محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ فرشتے آپ کے مزار مبارک پر انوار الٰہی کے روشن طبق لے کر اترتے ہیں مکہ مدینہ کی گلیاں آپؐ کی ضیا پاشیوں سے بقعۂ نور بن گئی ہیں کہ رب العزت بھی اُن کی قسم کھاتا ہے۔ غرضیکہ عرب روحانیوں کی نگاہ میں ہزار حُسن و جلوہ کی جنت گاہ ہے۔

ھاشمیؐ:۔ حضورؐ ہاشمی ہیں، جو عرب میں مشہور ترین باوقار سلیقہ شعار حیادار اور اولوالعزم قبیلہ تھا۔ حضورؐ کے مورث اعلیٰ حضرت ہاشم تھے۔ جو نہ صرف مکہ مکرمہ میں بلکہ تمام عرب میں سب سے زیادہ با اثر ذی وقار پرشکوہ، ذی عزت اور بہادر انسان تھے انہی حضرت ہاشم کے اسمِ گرامی پر حضورؐ کی نسبت خاندانی ہاشمی ہے۔

حجازی:۔ حضورؐ حجازی ہیں جن کے طفیل حجاز مذہبی مرکز اور مرجع خلائق بن گیا اور جس کی عظمت کا سبب صرف حضورؐ کی ذات ہے۔

نزاری و قریشیؐ:۔ حضورؐ نزاری و قریشی ہیں یعنی حضورؐ کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ تھے اور آپؑ کا ہی سلسلہ نسب حضورؐ تک پہنچا وہ اس طرح کہ حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے ایک کا نام قیدار تھا اور ان قیدار کی اولاد میں عدنان تھے جن کی اولاد تمام حجاز پر چھا گئی۔ اس اولاد میں بھی خاندانِ نبویؐ کو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایک امتیاز حاصل رہا۔ سب سے پہلے نضر بن کنانہ نے اس خاندان کو قریش کے نام سے ملقب کیا۔ نضر کے بعد فہر اور قصی بن کلابؑ کو بڑا اقتدار نصیب ہوا۔ اسی قریش کے لقب کے سبب حضورؐ کو قریشی کہا جاتا ہے۔

مضریؐ:۔ حضورؐ مضری ہیں، جو اپنی عالی نسبی میں ممتاز ہیں۔

اُمیؐ:۔ حضورؐ اُمی ہیں، جنہوں نے اپنی سعید فطرت کے ماتحت قدرت کے مکتب میں تعلیم حاصل کی اور جن کی ابتدائی و انتہائی تعلیم کی درسگاہ خداوند تعالیٰ کا دربار تھا۔ آپؐ کو کسی استادِ فن کے سامنے حصول تعلیم کے لئے زانوئے تلمذ تہہ کرنے سے رب العزت نے

Marfat.com

محفوظ رکھا۔ کیونکہ جو خود تعریف کئے جانے والا ہو اس کے مقابلے میں کوئی اور بلندی جس کے سامنے وہ جھکے، اس کی توہین ہے گو حضورؐ دنیاوی استاد نہ رکھتے تھے اور ہر قسم کی تعلیم تربیت دُنیاوی اُستاد سے مستغنی تھے لیکن آپ عالم علمِ لدنی تھے اور آپ نے اپنے غلاموں اور پیروؤں کو وہ علوم سکھائے کہ ان پر ترقی کے دروازے کھل گئے اور متلاشیانِ حق کو وہ عرفان عطا فرمایا کہ ماسوا اللہ کا خوف خود بخود دلوں سے دُور ہو گیا۔

عزیز :۔ حضورؐ عزیز ہیں جن کو ہر حال میں غلبہ ہوا اور جن کی پیدائش ہی غلبہ کے لئے تھی۔ آپ کی کامل عقل و ذکاوت قوتِ حواس قبول دُعا۔ فصاحت زبان اعتدال حرکات، خلقِ عظیم تدبر سیاست عامہ و خاصہ دنیاوی علم الٰہی وہ خصائص ہیں جن کو شرع سے ثابت کیا ہے اور جن کے غلبہ میں بمقابلہ اہل جہان کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

حریص : حضورؐ حریص ہیں، کیونکہ حضورؐ کو ہر اُس شخص پر ایمان لانے کی حرص ہے جو خدا کی نافرمانی سے اپنے آپ کو عذاب الٰہی کے مستحق بنا لے اور آپ کو ہمیشہ وہ باتیں ناگوار معلوم ہوئیں جو اُمت کو دُکھ پہنچانے والی ہوں۔ آپ نے کبھی کسی کے لئے بد دُعا نہیں فرمائی بلکہ آپ دشمنوں کے لئے بھی یہ دُعا فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی ان کو ہدایت دے تاکہ یہ مجھے پہچان کر اپنے آپ کو عذاب جہنم سے بچا لیں۔

رؤف :۔ حضورؐ رؤف ہیں جو اُمت کے لئے انتہائی شفقت فرماتے کسی کو کوئی تکلیف ہوئی تو آپ اس سے زیادہ اس کی تکلیف کو خود محسوس کرتے یہاں تک کہ کسی بچے کا رونا کسی غریب کی غربت کسی مسافر کی تنگی اور کسی قرضدار کی قرض داری آپؐ کو بے چین کر دیتی ہے۔ آپؐ اپنے ہر مخالف کو توبہ کے لئے ڈھیل دیا کرتے، اپنے اوپر ظلم و ستم سہہ کر بھی ظالموں کے لئے رحمت ہی طلب فرماتے۔

رحیم :۔ حضورؐ رحیم ہیں جنہوں نے ہر دشمن پر رحم فرمایا اور کسی سے کسی کے ظلم کا بدلہ نہیں لیا۔

Marfat.com

یتیمؐ :۔ حضورؐ یتیم ہیں۔ آپ نے یتیمی کی گود میں پرورش پائی اور یتیموں کی سرپرستی فرما کر انہیں درِ یتیم بنا دیا۔

غنیؐ :۔ حضورؐ غنی ہیں اور ایسے غنی جو دوسروں کو غنی فرما دیتے ہیں۔ حضور خود غنی اور مستغنی عن الخلق ہیں اور آپؐ کو خزائن الٰہیہ کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خداوند تعالیٰ کے جود و کرم سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے اس کی کنجیاں حضور ہی کے دستِ مبارک میں ہیں۔ حضورؐ کی نسبت عطا و غنا کی یہ روایت مشہور ہے کہ آپؐ نے کسی کے سوال کے جواب میں کبھی "نہ" نہیں کہا۔

جوادؐ :۔ حضورؐ جواد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتوں اور خزانوں کے امانت دار تھے، ان پر خدا کی تمام نعمتیں ختم ہوئیں اور تکمیل دین کر دی گئی۔ خداوند عالم کے اس امین نے دین کی لازوال دولت کو دنیا والوں تک پہنچایا اور خداوند تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال کر کے حقِ سخاوت ادا کر دیا۔

فتاحؐ :۔ حضورؐ فتاح ہیں جنہوں نے مفتوں کے ساتھ رواداری برتی۔ مغلوب قوموں پر جبر و ظلم نہیں کیا، بلکہ ان کو بھی انسان سمجھا اور ان کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک فرمایا۔

عالمؐ :۔ حضورؐ عالم ہیں جن کا علم، علمِ الٰہی کا جزو ہے جو فرماتے ہیں علمِ الٰہی کے تحت ہی فرماتے ہیں۔ آپ نے علوم و معارف کے پردے چاک کئے اور وہ کچھ اہلِ جہاں کو بتایا۔ جو آپؐ سے پہلے کسی رہنما نے نہ بتایا تھا اور نہ کوئی بعد میں بتا سکے گا۔ حضورؐ اپنی تعلیم کا آپ ہی نمونہ اور آپ ہی مثال ہیں۔

طیبؐ :۔ حضورؐ طیب ہیں یعنی آپ پاکیزہ پیدا ہوئے اور پاکیزہ رہے اور آپ ایسے پاکباز ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہ سے پہلے معافی کی خبر دی تاکہ ہر حال میں آپؐ کا طیب ہونا منکشف ہو جائے۔

طاہر و مطہرؐ :۔ حضورؐ طاہر و مطہر ہیں۔ آپؐ اس طہارتِ ظاہری و باطنی کے

Marfat.com

پیکر ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ آپؐ ایک عظیم الشان مصلح کی حیثیت میں خود ایسے فطری پاکیزہ ہیں کہ ہر وہ عمل جو حضورؐ کے سامنے آئے یا ساتھ لگے اس کو بھی طہارت یافتہ فرما دیتے ہیں۔

خطیبؐ :۔ حضورؐ خطیب ہیں اور خطیب الانبیاء ہیں جملہ انواع کلام اور اسالیب بیان حضور پر ختم ہوئے۔ آپ کا کلام ہر لحاظ سے تمام اہل قال کا پیشوا اور آپ کے ارشادات اہل حال و علم کے لئے حجت قاطع ہیں۔

فصیحؐ :۔ حضورؐ فصیح ہیں اور آپؐ پُر فسوں و معجزانہ کلمات کا بے انتہا ذخیرہ رکھتے ہیں

سیدؐ :۔ حضورؐ سید ہیں، جو تمام انسانوں سے مکرم اور تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور سیادت ہی کے لئے مبعوث فرمائے گئے ہیں۔

متقیؐ :۔ حضورؐ متقی ہیں، جن کی پیدائش ہی میں کمال خلقت اور جمال صورت، قوت عقل صحت فہم، فصاحتِ زبان، طاقتِ حواس، اعتدال حرکات، شرف نسب، عزتِ قومی اور بزرگی وغیرہ جیسی صفات رکھی گئی ہیں۔

امامؐ :۔ حضورؐ امام ہیں، امام الانبیاء، امام الاتقیاء والاصفیاء، امام وقت امام زمانہ۔ جن کے تمام اوصاف میں سے ایک وصف امام ہونے کا ذکر قرآن سے پہلے کی کتب سماوی میں بھی ہے چنانچہ آپؐ امتیوں کے محافظ، متوکل، نرم دل، بازاروں میں نہ چلانے والے، بدی کا بدلہ نہ لینے والے، دین غیر مستقیم کو درست نہ کہنے والے ہر خوبی کے مالک تسکین کو لباس اور نیکی کو شعار بنانے والے، تقویٰ کے حامل، حکمت میں معقول، صدق و صفا کے حامل، عفو و احسان میں کامل اور ہدایت کے امام ہیں۔

بارؐ :۔ حضورؐ بارؐ ہیں جو باوجود بلند منصب واعلیٰ مرتبہ ہونے کے نیکی کا مجسمہ، تواضع پسند اور کبر و نخوت سے بیزار رہنے والے تھے، مسکینوں کی عیادت کرتے اور فقیروں کے ساتھ بیٹھتے، غلام کی دعوت کرتے اور صحابہ کے ساتھ مل کر رہتے۔ سادہ

Marfat.com

لباس پہنتے۔ گھر میں گھر والوں کی خدمت کرنا کپڑوں میں پیوند لگانا جوتا گانٹھنا، بکری کا دودھ دھونا، گھر میں جھاڑو دینا، اُونٹ کا گھٹنا باندھنا، چارہ ڈالنا، بعض اوقات خادمہ کا آٹا گوندھ دینا، آپ کی پاکیزہ عادات میں داخل تھا۔

شافع :۔ حضورؐ شافع ہیں۔ یعنی دافع البلاءِ والوبا والقحط والمرض والالم ہیں اپنی اُمت کے لئے بالخصوص اور تمام کائنات کے لئے تدبیر و تصرف، امداد و اعانت، حاجت روائی اور مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

متوسط :۔ حضورؐ متوسط ہیں یعنی اعتدال پسند کسی قول و فعل میں حد سے زیادتی بھی پسند نہیں فرمائی اور نہ کمی کو ترجیح دی۔

سابق :۔ حضورؐ سابق ہیں، جن کی سبقت پر قرآن کریم گواہ ہے۔ حضورؐ خود فرماتے ہیں کہ کائنات انبیاء کا تو ذکر ہی بعید ہے میں اس وقت بھی نبی ہی تھا، جب حضرت آدمؑ کا مٹی اور پانی سے پتلا بنانے کے لئے خمیر اکٹھا کیا جا رہا تھا۔

مقتصد :۔ حضورؐ مقتصد ہیں، یعنی میانہ رو، ہر کام میں افراط و تفریط سے پرہیز فرماتے اور درمیانی حیثیت کو اختیار فرما کر ارشاد فرماتے کہ یہی حالت بہتر ہے۔"

مہدی :۔ حضورؐ مہدی ہیں اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرماتے ہیں، یعنی اللہ کی طرف اس کے حکم کے ماتحت بلاتے ہیں۔

حق :۔ حضورؐ حق ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جھٹلانے والوں کی طرف حق آیا مگر اُنہوں نے اس کو جھٹلایا۔ اس لئے حضورؐ کا صدق وامر ثابت ہوتا ہے حضورؐ حق ہیں اور حق کے ساتھ حق لے کر آئے ہیں۔

مبین :۔ حضورؐ مبین ہیں۔ یعنی روشن رسول حق کی صداقت پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ حضورؐ اپنی دلیل آپ ہیں

اوّل و آخر :۔ حضورؐ اوّل و آخر ہیں۔ یعنی مخلوق کے وجود سے پہلے خلقت

Marfat.com

ہیں سبقت فرمانے والے اور بعثت میں سب سے آخر میں ظاہر ہونے والے ہیں۔

ظاہر و باطن :۔ حضورؐ ظاہر و باطن ہیں، یعنی رازِ الٰہی کھولنے والے اور پانے والے ہیں۔

رحمتؐ :۔ حضورؐ رحمت ہیں، یعنی تمام مخلوق، جن و انسان اور مومن و کافر کے لئے رحمت ہیں۔

محلّلؐ :۔ حضورؐ محلّل ہیں، یعنی ہر وہ چیز جو اپنی خاصیت کے اعتبار سے انسان کے لئے مضر تھی، اس کو حضورؐ نے انسانوں کے فائدے کے لئے نہ صرف منع فرمایا، بلکہ اس کے مرتکب کے لئے سزا بھی فرمائی۔

آمرٌ و ناہٍ :۔ حضورؐ آمرٌ و ناہٍ ہیں یعنی صاحب امر و نہی ہیں۔

شکورؐ :۔ حضورؐ شکور ہیں، یعنی ہر لحظہ بارگاہ خداوندی میں شکر گزار ہیں اور ہر نعمت و مشقت پر خداوند تعالےٰ کا شکر ادا فرماتے ہیں۔

قریب و منیبؐ :۔ حضورؐ قریب و منیب ہیں۔ یعنی خدا کے حضور میں سب سے آگے، جنت میں سب سے آگے، پیدائش میں سب سے آگے شفاعت میں سب سے آگے ہیں، آپ زندگی کے ہر شعبہ میں بنی نوع انسان کی مکمل رہنمائی فرماتے ہیں۔

مبلّغؐ :۔ حضورؐ مبلّغ ہیں، جنہوں نے شریعت مطاہرہ کے احکام واضح طور پر خلقِ خدا کو پہنچائے۔

طٰسٓ و حٰمٓؐ :۔ حضورؐ طٰس و حٰم ہیں، یعنی ان رازوں کے رازدار جو رب العزت نے آپ کے لئے ودیعت کئے۔

حسیبؐ :۔ حضورؐ حسیب ہیں، جن کو کائنات کے ذرّے ذرّے کا اس لئے عالم بنایا گیا ہے کہ آپؐ سب پر محاسبت فرما سکیں۔

اولیٰؐ :۔ حضورؐ اولیٰ ہیں، جن کے احکام ان کے تصرف کی قوت سے

Marfat.com

ملے ہوئے ہیں جن کا غلام یا صحابی بننا باعث سعادت دنیا و آخرت ہے۔

رحمۃ اللعالمین: ۔ حضورؐ رحمۃ اللعالمین ہیں، یعنی آپؐ تمام جہان والوں کے لئے باعث رحمت ہیں، خواہ وہ اوّل ہیں یا آخر حاضر ہیں یا غائب، زندہ ہیں یا مُردہ، حضورؐ کے اسم مبارک کی برکت سے یہ اُمت، اُمت مرحومہ کہلانے کی مستحق بنی، کیونکہ حضورؐ آپس میں صبر و رحمت کی وصیت کرتے ہیں۔ حضور کو تراحم کا حکم دیا گیا ہے۔ اور حضورؐ نے اس حکم کے تحت کائنات کے ذرّے ذرّے کو اپنے دامن رحمت میں سمیٹ لیا ہے۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ربّ العزت نے میری اُمت کے لئے میری وجہ سے دو امانتیں اُتاری ہیں۔ ایک یہ کہ جب تک میں اُن میں ہوں اُن پر عذاب نازل نہ ہوگا۔ دوسرے جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ گویا حضورؐ بحیثیت رحمۃ اللعالمین کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُمت کے ساتھ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ گنہگار اُمت عذاب الٰہی سے محفوظ و مامون ہے۔ آپؐ کی صفات اور اسمائے گرامی کی یہ وہ خصوصیات عالیہ ہیں۔ جن کو ربّ العزت نے خود اپنے ارشادات و احکامات میں ظاہر و باہر فرما دیا ورنہ مالک دو جہاں نے ان کے علاوہ جو مدارجِ رفیعہ آپ کو ودیعت فرمائے ہیں وہ وہ ہیں جن سے عقلیں گم اور ادراک حیران رہ جاتے ہیں۔

اخلاق مصطفےٰؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ آپ کا ہمدم و ہمراز کون ہو سکتا ہے آپؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کسی کو بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ حضورؐ نے کسی مرد یا عورت یا غلام یا کنیز کو بھی نہیں مارا۔ حضورؐ اپنے معاملے میں کبھی سختی نہیں کرتے تھے۔ ہاں شریعت کے خلاف ہے تو حد جاری فرماتے تھے۔ حضورؐ نے برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا ہے۔

شہنشاہِ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بدوی نے نہایت گستاخی سے قرضہ طلب کیا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بُرا معلوم ہوا لیکن بجائے اسکے حضورؐ شاہانہ انداز

Marfat.com

سے کام لیں۔ حضورؐ صحابہؓ سے فرماتے ہیں کہ اس کا قرضہ ادا کر دو۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ایمان دار جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اب اگر وہ توبہ کرلے اور اپنی حرکت سے باز آ جائے اور استغفار پڑھے تو وہ نقطہ دُور ہو جاتا ہے۔ اور گناہ زیادہ ہوتے جائیں تو وہ نقطہ بڑھتے بڑھتے اس کے دل پر چھا جاتا ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے حقوق سے محروم رکھتا ہے، نہ اسے رُسوا کرتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے اتنی برائی آخرت کی بربادی کے لئے کافی ہے۔ کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو رسوا کرے۔

اسلام میں وہی لوگ داخل ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور مصیبت میں بیدل ہو کر گھبراتے نہیں آنے والی مصیبت سے مضطرب و پریشان نہیں ہوتے اور سخاوت کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں میں افضل وہ ہیں جنکی گفتار و کردار سے کسی کو نقصان نہ پہنچے اور تمام ایمان والوں میں افضل وہ ہیں جن کی عادتیں نیک ہوں افضل ایمان کا مرتبہ آدمی کو اس وقت ملتا ہے، جب خدا کے واسطے محبت اور خُدا کے واسطے عداوت، اور ہر وقت اللہ کا نام زبان پر ہو اور یہ مرتبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اپنا فائدہ دوسروں کے فائدے میں اور اپنا نقصان دوسروں کے نقصان میں سمجھ کر عمل کرے زنا کار حرام کرنے میں اور چور چوری کرنے میں اور شرابی شراب پینے میں اور قاتل قتل کرنے میں ایمان والا نہیں ہوتا۔

سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ حضورؐ کے چہیتے صحابی تھے، وضو و مسواک کا انتظام انہیں کے سپرد تھا۔ جب حضورؐ مجلس سے اُٹھتے تو نعلین مبارک پہناتے، حضورؐ کا عصائے مُبارک اُٹھاتے حضورؐ کے اُٹھنے سے پہلے نعلین مبارک سامنے لاکر رکھ دیتے۔

حضورؐ کا معمولی سا حجرہ زمین پر جنت کا نشان رکھتا تھا۔ وہاں صبح و شام علم و

Marfat.com

حکمت کے موتیوں کی بارش ہوتی تھی۔ دربار رسالتؐ کی سادگی کے سامنے بڑے بڑے بادشاہوں کی شان وشوکت بھی ہیچ تھی۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے سواری عنایت ہو۔ ارشاد ہوا میں تم کو اونٹنی کا بچہ دونگا اس نے کہا میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کرونگا۔ حضورؐ نے فرمایا کوئی ایسا اونٹ بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔

اسی سال زکواۃ کا حکم نازل ہوا اور اسکے وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کئے گئے۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ حضورؐ چٹائی پر لیٹے ہیں اور بدن مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں ان پر ہاتھ پھیرنے لگا اور عرض کیا کہ حضورؐ نے ہمیں کیوں خبر نہ دی کہ ہم سونے کے لئے کچھ بچھا دیتے۔ حضورؐ نے جواب دیا مجھ کو دنیا سے کیا کام میری تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی مسافر کسی درخت کے سائے میں دم بھر آرام لے کے آگے روانہ ہو جائے۔

کسی معزز خاندان کا کوئی شخص آجاتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعظیم کرتے، حضورؐ کا ارشاد ہے "اکرمواکریم کل قوم" ہر قوم کے عزت والے کی عزت کرو۔ حضرت فاطمہؓ جب آتیں تو ان کی تعظیم کے لئے حضورؐ کھڑے ہو جاتے اور محبت سے ان کا ماتھا چوم لیتے۔

ایک بار حلیمہ سعدیہؓ آئیں تو حضورؐ نے اٹھ کر چادر بچھا دی۔ اسی طرح حضورؐ کے دودھ شریک بھائی آئے تو انکے لئے بھی محبت میں کھڑے ہو گئے اور سامنے بٹھایا۔

حضورؐ کی خدمت میں جو شخص آنا چاہتا دروازے پر کھڑے ہو کر السلام علیکم کہتا پھر اندر آنے کی اجازت پا کر اندر آجاتا مگر کوئی اس کے خلاف عمل کرتا تو حضورؐ کو ناگوار ہوتا۔ ایک شخص نے سلام کے بغیر آنیکی اجازت مانگی تو حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا، اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھادو۔ حضورؐ کی خدمت میں جو لوگ حاضر ہوتے انکو وعظ ونصیحت فرماتے۔

Marfat.com

حضورؐ اکثر صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ دیکھا ہو تو بیان کرے۔ اگر کوئی بیان کرتا تو آپ اچھی تعبیر دیتے اور کبھی خود اپنا خواب بھی بیان ہی فرمادیتے۔

بعض لوگ جاہلیت کے قصے کہتے، شعر پڑھتے، ہنسی کی باتیں کرتے تو حضورؐ اخلاقاً مسکرا مسکرا کر سنتے رہتے۔

جب دن چڑھ جاتا تو چاشت کی چار اور کبھی آٹھ رکعتیں ادا کر کے مکان میں تشریف لے جاتے اور گھر کے کام کاج میں مشغول ہو جاتے۔ پھٹے کپڑے سیتے، جوتا ٹوٹا ہوتا تو اس کو درست کرتے دودھ دوہنے کی ضرورت ہوتی تو دودھ دوھ لیتے۔ سیدھے ہاتھ سے کام کرنا حضورؐ کو پسند تھا۔ بسم اللہ کہہ کر ہر کام شروع کرتے۔

مسجد میں ظہر اسکے بعد عصر کی نماز پڑھ کر ازواج مطہرات میں ہر ایک کے گھر تشریف لے جاتے، کوئی کام ہوتا تو اسکی تکمیل کر دیتے، ورنہ تھوڑی دیر ٹھہر کر چلے آتے۔

پھر مغرب اور عشا کی نماز کے لئے مسجد میں جاتے، اس کے بعد گھر واپس آجاتے سونے کے وقت گفتگو کرنا پسند نہ فرماتے سوتے وقت قرآن شریف کی کچھ سورتیں تلاوت فرماتے آدھی رات یا پہر رات سے جاگ اُٹھتے۔ مسواک ہمیشہ سرہانے رہتی، پہلے مسواک کرتے پھر وضو فرماتے اور خدا کی عبادت میں مصروف ہو جاتے۔

کبھی کسی سے کہیں ملنے تشریف لے جاتے تو اس کے مکان کے دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہوتے اور السلام علیکم کہہ کر اندر آنے کی اجازت چاہتے صاحب خانہ موجود نہ ہوتا یا کسی وجہ سے اجازت نہ دے سکتا تو واپس چلے آتے۔

صحابہؓ کو اس بات کی سخت تاکید تھی کہ کسی کی شکایت یا عیب حضورؐ تک نہ پہنچائیں حضورؐ فرماتے کہ میں چاہتا ہوں کہ دُنیا سے جاؤں تو سب کی طرف سے صاف جاؤں۔

مہذب ظرافت سے کبھی بیزاری نہیں فرمائی خود بھی حضورؐ کی گفتگو میں مہذب اور

Marfat.com

سنجیدہ ظرافت پائی جاتی تھی۔

ایک دفعہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں تباہ ہو گیا ارشاد ہوا کیوں بولا میں نے رمضان میں بیوی سے ہم بستری کی ہے حضورؐ نے فرمایا ایک غلام آزاد کرو بولا غریب ہوں ارشاد ہوا دو مہینے کے روزے رکھو۔ بولا یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ بولا اتنا مقدور نہیں۔ اتفاق سے کہیں سے زنبیل بھر کھجوریں آگئیں۔ حضورؐ نے فرمایا لو غریبوں کو خیرات کر دو۔ عرض کی اس خدا کی قسم جس نے آپ کو پیغمبر بنایا سارے مدینے میں مجھ سے زیادہ کوئی غریب نہیں حضورؐ مسکرائے اور فرمایا اچھا تم ہی کھا لو۔

ایک بڑھیا خدمت اقدس میں آئی کہ حضورؐ میرے لئے دعا فرمائیں مجھ کو بہشت نصیب ہو۔ حضورؐ نے فرمایا، بڑھیا بہشت میں نہ جائے گی۔ اس کو بہت صدمہ ہوا، روتی ہوئی واپس چلی۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا، اس سے کہہ دو کہ بڑھیا جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر جائیں گی۔

ایک بار مسجد نبوی میں کاروباری لوگ میلے کپڑوں سے چلے آئے مسجد میں انکے پسینے کی بو پھیل گئی حضورؐ نے فرمایا نہا کر آتے تو اچھا ہوتا اسی دن سے جمعہ کا غسل شرعی حکم بن گیا۔

جمعہ کے دن مسجد میں خوشبو والی انگیٹھیاں سلگائی جاتی تھیں ایک ضعیفہ جھاڑو دینے کے لئے مقرر تھی۔ حضورؐ کا حکم تھا کہ مسجد میں بچے اور دیوانے جانے نہ پائیں مسجد کو خرید و فروخت کی جگہ نہ بنایا جائے بودار چیزیں مثلاً پیاز، لہسن، مولی پسند نہ فرماتے۔ حکم تھا کہ یہ چیزیں کھا کر لوگ مسجد میں نہ آئیں۔

عرب کے لوگوں میں تمدن اور تہذیب کا پتہ نہ تھا، دیواروں پر تھوک دیتے تھے حضورؐ اس کو پسند نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ دیوار پر تھوک کا دھبہ لگا دیکھا تو غصہ سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ انصار کی ایک عورت نے دھبہ مٹا کر خوشبو لگا دی تو حضورؐ بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

حضورؐ نے فرمایا، جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو خدا اس کے سامنے اور فرشتے دائیں بائیں ہوتے ہیں، اس لئے سامنے یا دائیں بائیں تھوکنا اچھا نہیں۔ راستوں میں بھی پاخانے پیشاب سے منع فرماتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں بڑی نفاست تھی۔ ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا، اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھو لیا کرے۔ ایک اور شخص خراب لباس میں آیا تو حضورؐ نے پوچھا تم کچھ مقدرت رکھتے ہو، اس نے عرض کیا، جی ہاں تو فرمایا، خدا نے نعمت دی ہے تو صورت سے بھی نعمت کا اظہار ہونا چاہیئے۔

کسی بات پر تعجب کرتے تو ہتھیلی کا رُخ پلٹ دیتے۔ مسرت کی کیفیت میں آنکھیں نیچی فرما لیتے۔ بہت کم ہنستے۔ صرف رسیلے غنچوں کی طرح مُسکرا دیتے۔ اس سے زیادہ ہنسی کا موقع ہوتا تو داڑھ والے دانت نظر آجاتے۔

کملی، چادر، قمیص، تہمد، پاجامہ، موزے، عبا، عمامہ ان تمام چیزوں کو حضورؐ نے حسب موقع استعمال فرمایا ہے۔ عمامہ کا شملہ دونوں کاندھوں کے بیچ میں پڑا رہتا تھا۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی لازمی تھی تاکہ مومن اور کافر کا فرق ظاہر ہو جائے۔ دھاری دار چادریں پسند تھیں۔ آج کل کی چپل کی طرح حضورؐ کے جوتے تھے۔

انگوٹھی بھی حضورؐ نے استعمال فرمائی ہے۔ چنانچہ نجاشی اور قیصرِ روم کو جب حضورؐ نے خط لکھنا چاہا تو لوگوں نے کہا کہ ان بادشاہوں کے یہاں مُہر کے بغیر کوئی تحریر قبول نہیں کی جاتی اس لئے حضورؐ نے چاندی کی ایک انگوٹھی جس میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، اسکو داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہنتے تھے اور ضرورت کے وقت اس سے مُہر کا بھی کام لیا جاتا تھا۔

رنگوں میں سفید رنگ حضورؐ کو بہت پسند تھا۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ کبھی کبھی حضورؐ تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامہ بھی اسی رنگ کا پہنتے تھے۔ سفید رنگ کی بابت فرمایا کرتے کہ یہ رنگ سب رنگوں میں اچھا ہے۔

Marfat.com

عرب میں سُرخ رنگ کی مٹی ہوتی ہے۔ اس سے لوگ کپڑے رنگا کرتے تھے حضورؐ کو یہ رنگ بہت ناپسند تھا۔ ایک مرتبہ سیدہ زینب ؓ اس سے کپڑے رنگ رہی تھیں اتنے میں حضورؐ آ گئے۔ دیکھتے ہی واپس ہو گئے حضرت زینب ؓ سمجھ گئیں۔ کپڑے دھو ڈالے۔ تھوڑی دیر بعد جب حضورؐ آئے اور دیکھا کہ اس رنگ کی کوئی چیز اب نہیں ہے تو واپس نہیں گئے۔

ایک شخص سُرخ لباس پہن کر آیا تو حضورؐ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔
ایک دفعہ صحابہ ؓ نے سواری کے اُونٹوں پر سُرخ رنگ کی چادریں ڈال دی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں نہیں چاہتا یہ رنگ تم پر چھا جائے صحابہ ؓ نے فوراً وہ چادریں اُتار کر پھینک دیں۔

خوشبو حضورؐ کو بہت پسند تھی۔ اگر کوئی خوشبو کی چیز تحفے کے طور پر بھیجتا تو حضورؐ بہت خوش ہوتے اور کبھی رد نہ فرماتے۔

سرکہ، شہید، حلوا، کدو کا سالن، زیتون کا روغن حضورؐ کو خاص طور پر مرغوب تھا۔
مُرغ بٹیر، مچھلی، دینبہ، بکری اور اُونٹ کا گوشت بھی حضورؐ نے استعمال فرمایا ہے۔
کبھی خالص دودھ میں پانی ملا کر اور کبھی پانی میں کشمش اور کھجور بھگو کر بھی نوش فرماتے۔ ٹھنڈا پانی بھی بہت پسند فرماتے پانی پینے کے ساتھ ساتھ خُدا کی حمد فرماتے اور شکر ادا کرتے جاتے پانی ٹھہر ٹھہر کر پیتے کھانے کے برتنوں میں لکڑی کا ایک پیالہ تھا، جو ٹوٹ جانے کی وجہ سے لوہے کے تاروں سے بندھا ہوا تھا۔

دستر خوان پر جو کچھ بھی ہوتا اور اس میں سے جو کچھ بھی قریب تر ہوتا اسی کو نوش فرماتے ہر ایک کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے۔ خود اِدھر اُدھر ہاتھ نہ بڑھاتے۔ لیکن دوسروں کو اس پر ٹوکتے بھی نہ تھے۔

مسند یا تکیہ لگا کر حضورؐ نے کبھی کھانا نہیں کھایا۔ قدیم زمانے میں رئیس لوگ اونچی جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ حضورؐ فخر و غرور کی اس قسم کی کسی چیز اور اس قسم کے

Marfat.com

کسی طریقے کو پسند نہ فرماتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے اور دروازے پر ٹھہر کر آنے کی اجازت طلب کی اور فرمایا السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ حضرت سعدؓ نے یہ الفاظ آہستہ سے کہے تاکہ حضورؐ نہ سن سکیں یہاں تک کہ حضورؐ نے تین مرتبہ حضرت سعدؓ کو سلام کیا اور حضرت سعدؓ نے بھی تینوں ہی مرتبہ جواب دیا۔ لیکن اتنی آہستگی کے ساتھ کہ حضورؐ سن نہ سکیں خاموشی کا یہ عالم دیکھ کر حضورؐ واپس تشریف لانے لگے۔ حضرت سعدؓ حضورؐ کے پیچھے دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضورؐ پر فدا ہوں۔ جتنی بار حضورؐ نے سلام کیا میرے دونوں کانوں نے سنا اور میں نے ان کا جواب بھی دیا۔ لیکن اپنے جواب کو حضورؐ کے کانوں تک نہ پہنچنے دیا۔ اس لئے کہ حضورؐ کے سلام اور برکت کا زیادہ خواہش مند تھا، پھر حضورؐ کو وہ مکان میں لے گئے اور حضورؐ کی خدمت میں خشک انگوروں کا خوشہ پیش کیا۔ حضورؐ نے کمال شفقت ومحبت اور عنایت سے انگور تناول فرمائے، اور فرمایا، فرشتوں نے تمہارے لئے استغفار کیا۔

ابی الاص جشمیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں کسی شخص کے ہاں جا کر مقیم ہوں اور وہ مہمانداری کا حق ادا نہ کرے، پھر وہ شخص میرے ہاں آکر مہمان ہو تو میں اس کی مہمانداری کروں یا اس سے بدلہ لوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس کی مہمانداری کرو۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب دستر خوان بچھا دیا جائے تو کوئی شخص اس وقت تک نہ اٹھے، جب تک کہ دستر خوان نہ بڑھا دیا جائے۔ اور نہ اس وقت تک کھانے سے ہاتھ روکے جب تک لوگ فارغ نہ ہو جائیں، اگرچہ اس کا پیٹ بھر گیا ہو لیکن اگر کسی وجہ سے کھانے میں ساتھ نہ دے سکے تو معذرت کرکے علیحدہ ہو جائے۔

Marfat.com

اس لئے کہ کھانے سے ہاتھ اُٹھا لینے کے سبب دوسرے لوگ اسے محسوس کرتے ہیں اور خود بھی کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ ابھی وہ بھوکے ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ صحابہؓ نے ایک روز عرض کیا آقا یارسول اللہ ہم کھانا کھاتے ہیں اور ہمارا پیٹ نہیں بھرتا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا شاید تم کھانا علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو۔ صحابہؓ نے اقرار کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کھانا اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اس پر بسم اللہ پڑھا کرو، تمہارے کھانے میں برکت ہو گی۔

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، سب مل کر کھاؤ علیحدہ علیحدہ نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ جماعت میں برکت ہوتی ہے۔

حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کے سامنے کھانا لایا گیا، پھر ہمارے سامنے پیش کیا گیا۔ ہم نے عرض کیا، اس وقت ہمیں کھانے کی خواہش نہیں ہے۔ حالانکہ ہم بھوکے تھے۔ لیکن تکلف کی وجہ سے یہ الفاظ کہہ دیتے تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔

ایک دن مسجد نبوی میں حضور سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا، اللہ کی خوشنودی کے لئے اُمت اسلام کو جہاں فرائض اسلام کی ادائیگی ضروری ہے وہاں اپنے کردار و اعمال کو بھی بلند رکھنے کی ضرورت ہے۔ اکل و شرب زندگی کے لوازمات ہیں جس طرح ایک انسان اپنے گھر کے اندر اپنے اور اہل و عیال کے کھانے کا انتظام کرتا ہے اسی طرح اس کا دسترخوان اپنے مہمانوں کے لئے بھی کشادہ ہونا چاہئے۔

احادیث ذیل حضور خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے مہمان داری کا پیام مسلمانوں کے لئے تعلیم فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازے سے باہر نکل کر کرے یا رخصت ہونے کے وقت اپنے گھر کے دروازے تک پہنچائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اور دنیا کی مثال ایک مسافر کی سی ہے جو ایک درخت کے نیچے گرمی اور دوپہر کے وقت آرام لینے کے لئے ٹھہر گیا ہو۔ حقیقت میں دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں یہاں سے تمام قافلہ ایک دن کوچ کرنے والا ہے۔

آقا دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی سخی و فیاض طبع تھے حضورؐ کے در سے کوئی سائل محروم نہیں جاتا تھا۔ اگر حضورؐ کے پاس دینے کے لئے کسی وقت کچھ نہ ہوتا تو حضورؐ فرماتے تو میری طرف سے قرض لے لے۔ جب میرے پاس ہوگا۔ ادا کر دونگا۔ حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ اگر جبل احد سونا بن جائے تو میں اس میں سے ایک حبہ بھر اپنے پاس رکھنا قبول نہ کرونگا۔

عمرو بن وہب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنی تلوار زہر میں بجھا کر مدینے میں اس نیت سے پہنچا کہ نعوذ باللہ حضورؐ کو شہید کر دے لیکن مدینہ پہنچ کر اس کا راز فاش ہوگیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کے ساتھ سختی کرنی چاہی تو حضورؐ نے منع فرمایا اور اس سے کوئی تعرض نہ کیا۔

ابو بصرہ غفاریؓ کا بیان ہے کہ جب وہ کافر تھے تو ایک دن حضور شہنشاہ دو جہاں کے مہمان ہوئے اور رات کو تمام بکریوں کا دودھ پی گئے لیکن حضورؐ نے کچھ نہ فرمایا رات بھر تمام اہل بیت نبویؐ بھوکے رہے۔

ایک مرتبہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے ارادہ ہوا کہ بکری ذبح کی جائے اور گوشت پکایا جائے۔ ایک صحابی نے کہا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اس کا صاف کرنا میرے ذمہ ہے تیسرے نے کہا۔ پکانا میرے ذمہ ہے۔ حضور رحمتہ اللعالمین نے فرمایا۔ لکڑی لانا میرے ذمہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کام

Marfat.com

ہم کر دیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا، ہاں میں جانتا ہوں۔

ایک دفعہ مہاجرین دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضورؐ انصار دولت مند ہیں۔ وہ جب حضورؐ کی زبان مبارک سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حال سنتے ہیں تو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس روپیہ پیسہ نہیں، راہ خدا میں خرچ کریں تو کیا۔ حضورؐ نے فرمایا دیکھو مہاجرین تم رنج مت کرو۔ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کا وظیفہ کر لیا کرو۔ اس طرح کرنے سے تمہیں اس قدر ثواب عطا ہوگا۔ جیسا انصار کو مال خرچ کرنے سے ملتا ہے۔ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق مہاجرین ذوق و شوق سے ہدایت نبوی پر کاربند ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد یہ سارا ماجرا انصار کے کانوں تک بھی جا پہنچا، انہوں نے بھی مہاجرین والا وظیفہ شروع کر دیا۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

کعب بن زبیر مزنی اپنے وقت کا زبردست شاعر تھا، اور حضورؐ آقائے دو جہاںؐ کی شان میں نہایت ناپاک اشعار لکھتا اور ان کو علانیہ مجلسوں میں سناتا پھرتا ۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا تو اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر کہیں چھپ گیا۔ مگر اس کا بھائی یحییٰ ابن زبیر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور اس نے کعب سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ، ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ تم نے مسلمانوں اور حضورؐ کی شدید دل آزاری کی ہے اس کے جواب میں کعب نے پہلے سے زیادہ توہین آمیز الفاظ لکھے جس سے مسلمان اس کے جانی دشمن ہو گئے۔ جب کعب نے دیکھا کہ اب جانبری دشوار ہے تو اس نے اپنے ایک دوست سے مشورہ طلب کیا۔ دوست نے اس کو نصیحت کی کہ اگر تو دربار رسالتؐ میں امان طلب کریگا تو ضرور معافی مل جائیگی اس مشورے پر کاربند ہو کر وہ بے خوف دربار رسالتؐ میں اور دست مبارک کو ہاتھ میں لے کر عرض کیا حضورؐ! کعب امان مانگنے کے لئے آیا ہے۔ کیا حضورؐ اس سے درگزر فرمائیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ یہ سنتے ہی اس نے کہا کعب اس گنہگار کا نام ہے۔ یہ کہہ کر وہ فرط عقیدت سے اٹھا اور بآواز بلند کہا

Marfat.com

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

اس کے بعد موذب کھڑے ہو کر نعتیہ قصیدہ پڑھا۔ اس موقعہ پر حضورؐ سرور دو عالم نے اپنے جسم اطہر سے ردائے مبارک اتار کر کعب کو اڑھا دی۔ یہ چادر کعبؓ کے وارثوں سے امیر معاویہؓ نے بیس ہزار درہم کو خریدی۔ جو خلفائے بنو اُمیہ و بنو عباس میں نسلاً بعد نسلاً بطور تبرک منتقل ہوتی رہی۔ یہ مبارک چادر اب تک قسطنطنیہ کے خزانۂ تبرکات میں موجود ہے۔

ایک دفعہ حضرت عثمان غنیؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فالودہ لائے حضورؐ نے تھوڑا سا نوش فرما کر پوچھا یہ کیا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا، "حضور ہم گھی میں گھی شہد ڈالتے ہیں پھر گیہوں کا میدہ شامل کر کے چمچے سے چلاتے ہیں وہ تھوڑی دیر میں پک کر ایسا ہو جاتا ہے جیسا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ غذائے طیب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم سالن پکایا کرو تو کدو زیادہ ڈالا کرو کیونکہ وہ غمگین دل کو تقویت دیتا ہے۔

حضورؐ صحابہ کرام میں اس طرح مل جل کر بیٹھتے کہ کسی طرح کا امتیاز محسوس نہ ہوتا۔ اور اگر کوئی اجنبی شخص آتا تو دریافت کئے بغیر حضورؐ کو نہ پہچانتا۔

ایک دفعہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو وہ ہیبت سے کانپنے لگا حضورؐ نے اسے تسکین دی اور فرمایا تم ڈرو نہیں میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں، جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گرم کھانا تناول نہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔ پس کھانے کو ٹھنڈا کر لینا چاہیئے۔ حضورؐ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے اور کبھی چوتھی انگلی کا سہارا لے لیتے تھے۔

Marfat.com

حضورؐ کی گفتگو بہت مختصر ہوتی تھی۔ بے ضرورت لب مبارک کو جنبش نہ ہوتی تھی حضورؐ کے کلام میں یہ خوبی ہوتی تھی کہ الفاظ کم ہوتے اور معانی زیادہ، یعنی حضورؐ چند لفظوں میں ایک طویل مضمون ادا فرماتے تھے۔ حضورؐ کی آواز صاف اور بلند تھی۔ لہجہ نہایت خوشگوار اور شیریں تھا۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ملاء اعلیٰ میں ان کا ذکر کرتا ہے۔

ایک صحابی نے حضورؐ سے عرض کیا کہ کیا اچھے اخلاق کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا، خدا کی قسم جنت میں خوش اخلاق لوگ داخل ہوں گے۔

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ میرے پیشے کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ تیرا کیا پیشہ ہے۔ اس نے عرض کیا کہ درزی کا کام۔ حضورؐ نے فرمایا، کہ راستی سے تو یہ کام کرے تو بہت اچھا ہے قیامت کے دن تو ادریس پیغمبر کے ہمراہ بہشت میں جائے گا پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کیا کہ آقا یا رسول اللہ میرے پیشہ کی نسبت حضورؐ کیا فرماتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے اس نے عرض کیا کہ کھیتی باڑی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ بہت اچھا کام ہے۔ اس واسطے کہ یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا یہ مبارک اور فائدہ مند کام ہے خداوند تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے تجھے برکت دے گا اور قیامت کے دن بہشت میں حضرت ابراہیمؑ کے نزدیک ہو گا پھر ایک اور آدمی نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کی رائے میں میرا پیشہ کیسا ہے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا کام کرتا ہے اس نے عرض کیا کہ میرا کام تعلیم ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تیرے کام کو خداوند تعالیٰ بہت ہی اچھا جانتا ہے۔ اگر تو خلق کو نصیحت کرے گا تو قیامت کے دن حضرت خضر علیہ السلام کا سا ثواب تجھے ملے گا۔ اور اگر تو عدل کرے گا تو آسمان کے فرشتے تیرے

Marfat.com

لئے معافی کے خواستگار ہوں گے۔ پھر ایک اور آدمی نے اُٹھ کر عرض کی کہ حضورؐ میرے پیشہ کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، کہ تیرا پیشہ کیا ہے، اس نے عرض کیا کہ سوداگری، حضورؐ نے فرمایا اگر تو راستی سے یہ کام کرے گا تو بہشت میں پیغمبروں کا ہمراہی ہوگا۔ پھر فرمایا کہ روزی کمانے والا خدا کا دوست ہوتا ہے۔ لیکن اسے چاہیئے کہ نماز ہر وقت ادا کرے اور شریعت کی حد سے قدم باہر نہ رکھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایسا روزی کمانے والا خُدا کا پیارا ہے۔

حضور نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ کاموں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ جس کی جیسی نیت ہو گی اس کا ویسا ہی پھل ملے گا۔ حیا ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے یعنی ایماندار آدمی میں شرم ہوتی ہے

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ زیادہ تر جو چیز لوگوں کو جنّت میں داخل کرنے والی ہے وہ خوف خُدا و حسن اخلاق ہے۔ ایک دفعہ حضرت اسامہؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ انسان کو قدرت نے جو کچھ عطا کیا ہے اس میں سب سے بہتر کیا چیز ہے۔ حضورؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ حسن اخلاق اور فرمایا کہ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق کی خوبیوں کو تکمیل کروں۔ حضورؐ اپنی اُمّت سے فرماتے ہیں کہ تم میں وہ شخص میرا مقرّب ہے جو اخلاق میں بہتر ہے، جو متواضع ہے اور جو دُوسروں سے اُلفت کرتا ہے اور دُوسرے اس سے اُلفت کرتے ہیں۔

ایک واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہؓ سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آنے لگے تو انہوں نے اپنے صاحبزادے قیس کو ساتھ کر دیا کہ حضورؐ کے ہمراہ جائیں۔ حضورؐ نے قیس سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے اُونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے بے ادبی کے خیال سے تامل کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا سوار ہو جاؤ یا گھر واپس جاؤ۔ وہ واپس چلے گئے۔ حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ حضرت انسؓ حضرت ہند بن ابی ہالہؓ وغیرہ جو مدتوں حضورؐ کی خدمت اقدس میں رہے تھے ان سب کا متفقہ بیان ہے کہ حضورؐ نہایت نرم

Marfat.com

مزاج خوش اخلاق نیک سیرت تھے حضورؐ کا چہرہ ہنستا ہوا تھا، وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے کسی کی دل شکنی نہیں کرتے تھے۔

اولادِ مصطفےٰ ﷺ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب، انبیاء کے سرتاج رہبر کونین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد آپؐ ہی کا درجہ اور مقام ہے۔

حضورؐ کی اولاد آج دُنیا کے کونے کونے میں موجود ہے اور یہ وہ پاک سلسلہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ سلسلہ عالیہ کا ہر فرد عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ کا منبع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اُمہات المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ کو حاصل ہے۔ اور ان کے بطن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مقدسہ ہوئیں۔

اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کے بطن پاک سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سات اولادیں، چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثوم فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم، قاسمؓ طاہر، عبداللہ رضی اللہ عنہم، حضورؐ نے قاسمؓ کے نام پر اپنی کنیت ابوقاسم رکھی تھی۔

صاحبزادوں میں سب سے بڑے قاسمؓ تھے صاحبزادیوں میں زینبؓ یہ چاروں صاحبزادیاں اور تینوں صاحبزادے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت سے پیشتر ہی پیدا ہو چکے تھے، بلکہ تینوں صاحبزادے تو نبوت سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے صاحبزادیوں نے نبوت کا عہد مبارک دیکھا اور سب مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

حضرت ابراہیمؓ جناب ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے مدینہ منورہ میں ۸ ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ ایک سال آٹھ ماہ اور آٹھ یوم زندہ رہے۔ حضورؐ کو ابراہیمؓ سے بہت محبت تھی۔ ولادت کے وقت حضورؐ کی کنیز سلمیٰ دائی کی خدمت بجالائی۔ جب حضورؐ نے ولادت کا مژدہ سُنا تو ابورافعؓ کو جنہوں نے یہ خبر آکر سُنائی ایک غلام عطا فرمایا۔ یہ بچہ ام بردہ بنت منذر انصاریہ کے سپرد ہوا جنہوں نے اسے دودھ پلایا۔ یہ صاحبزادے

Marfat.com

جب عالم رضاعت میں جاں بحق تسلیم ہوئے تو اُن کے دفن کے وقت حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا۔

"تدمع العین ویحزن القلب ولانقول الا مایرضی ربنا وانا علیک یاابراھیم لمحزونون۔"

آنکھوں میں نم ہے، دل میں غم ہے، پھر بھی ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے ابراہیمؓ ہم کو تمہاری وجہ سے رنج ہوا۔

جناب زینبؓ جو سب بہنوں میں بڑی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں، یعنی ان کی ولادت کے وقت حضورؐ کی عمر تیس برس کی تھی ان کا نکاح ابوالعاص بن الربیع سے ہوا جو جناب خدیجہ کے حقیقی بھانجے تھے بی بی زینبؓ کے ہاں ابوالعاص سے ایک صاحبزادے علیؓ اور ایک صاحبزادی امامہؓ پیدا ہوئیں علیؓ بلوغ کے قریب پہنچ کر انتقال کر گئے۔ اور امامہؓ جوان ہو کر جناب فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیاہی گئیں لیکن جب حضرت علیؓ نے شہادت پائی تو امامہ کا دوسرا عقد مغیرہ بن نوفل بن حارثؓ سے ہوا اور ان سے ایک فرزند رشید یحییٰؓ نام پیدا ہوئے۔

ابوالعاصؓ کا شمار مکہ کے بڑے دولت مندوں میں تھا۔ بعثت کے بعد حضرت زینبؓ تو باپ کی پیغمبری پر ایمان لے آئیں، مگر ان کے شوہر ایمان نہ لائے حضورؐ نے چاہا کہ میاں بیوی میں مفارقت ہو جائے مگر بس نہ چلا، حضورؐ مکہ سے ہجرت کر گئے اور زینبؓ کو بلایا تو ابوالعاص نے جانے کی اجازت نہ دی آخر جنگ بدر میں ابوالعاص بھی گرفتار ہوئے اور مدینہ میں لائے گئے۔ ان کی رہائی کے لئے حضرت بیوی زینبؓ نے اپنا قیمتی ہار جو ماں نے جہیز میں دیا تھا مدینہ بھیجا۔ جس وقت حضورؐ نے وہ ہار دیکھا تو پہچان گئے اور خدیجہ یاد آئیں، جس سے دل پر چوٹ لگی، آبدیدہ ہوئے اور صحابہؓ سے کہا کہ اگر مناسب

Marfat.com

سمجھو تو اس قیدی کو فدیہ لیے بغیر چھوڑ دو تاکہ ماں کی دی ہوئی چیز بیٹی کے پاس رہے سب نے سر تسلیم خم کر لیا۔

ابوالعاص آزاد ہو کر اور وہ ہار لے کر پیمبرزادی بیوی کی طرف روانہ ہوئے جاتے ہوئے وعدہ کر گئے کہ وہاں جا کر زینبؓ کو مدینہ بھیج دونگا آپؐ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو مکہ کی طرف روانہ کیا کہ صاحبزادی کو بہ آرام و حفاظت لے آئیں۔ ابوالعاص گو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے مگر وعدہ کے پکے تھے گھر پہنچتے ہی بی بی زینب کو مدینے جانے کی اجازت دے دی اور جب معلوم ہوا کہ زید بن حارثہ لینے بھی آ گئے ہیں تو کنانہ بن ربیع اور ابوالعاص نے بیوی زینبؓ کو ناقہ پر سوار کیا اور مسلح ہو کر ساتھ ہو لئے، تاکہ جا کر زید کے سپرد کر دیں۔ کفار مکہ کو اس بات کی خبر ہو گئی اور راہ میں بیوی زینبؓ کے محمل کو گھیر لیا۔ کنانہ نے جب اہل قریش کی یورش دیکھی تو کمان سنبھال لی۔ اور للکار کر کہا کہ جو قریب آئے گا وہ زندہ نہیں رہے گا کنانہ کی وجہ سے کسی کو قریب آنے کی جرأت نہ ہوئی مگر حضرت بیوی زینبؓ پر اسقدر خوف طاری ہوا کہ اسقاطِ حمل ہو گیا۔ اتنے میں ابوسفیان وہاں آ گیا اور کنانہ سے کہا کہ ہمیں اس عورت کے روکنے سے کیا فائدہ مگر خیال صرف یہ ہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ پیمبرؐ کی بیٹی کو دن دھاڑے لے گئے۔ اور کسی سے روکا بھی نہیں گیا، رات کو ان کو زیدؓ کے سپرد کر دینا۔ کنانہ نے اس بات کو منظور کیا اور مکہ میں پلٹ آئے رات کو چپکے سے حضرت بی بی زینبؓ کو لے جا کر زید کو سونپ دیا وہ لے کر مدینہ میں آ گئے۔

ابوالعاص چند دن کے بعد تجارت کے لئے ملک شام کو گئے، وہاں سے واپسی پر ان کے قافلہ پر مسلمانوں نے حملہ کیا اور یہ بھاگ کر اپنی اہلیہ حضرت زینبؓ کے پاس آ گئے۔ دوسرے دن علی الصباح جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر لوگ نماز کے لئے مسجد میں جمع ہوئے تو حضرت بی بی زینبؓ نے اس حصہ مسجد سے جہاں عورتیں نماز پڑھا کرتی تھیں پکار کر کہا کہ میں نے ابوالعاص کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ حضورؐ نے سن کر کہا اگرچہ

Marfat.com

ہر ایک شخص اپنے قرابتی کو پناہ دے سکتا ہے لیکن زینبؓ دیکھو تم مسلمان ہو، یہ مسلمان نہیں تم اس پر حلال نہیں ہو۔ پھر سریہ والوں کی طرف سے توجہ فرما کر کہا کہ تم نے جو کچھ مال اور اسباب اس شخص کو لوٹا ہے اگر وہ واپس کر دو تو مناسب ہے۔ لیکن یہ بات تمہاری مرضی پر منحصر ہے، کوئی زبردستی نہیں ہے۔ سب نے بخوشی تمام واپس کر دیا۔ ابو العاص وہ اسباب لے کر مکہ آئے اور سب کو سب کا مال دیکر کہا کہ میں نے مدینے میں اس لئے اسلام قبول نہیں کیا کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہمارا مال کھانے کو ایسا کیا ہے۔ اب میں نے تمہاری امانت تمہیں دے دی ہے، اس لئے میں مرخص ہوتا ہوں اور صدق دل سے مسلمان ہوتا ہوں یہ کہہ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بطیب خاطر مسلمان ہوئے۔

بی بی رقیہؓ اور بی بی ام کلثومؓ کا پہلا عقد حضورؐ کے چچا ابولہب کے بیٹوں عتبہؓ اور عتیبہؓ سے ہوا۔ جب حضورؐ نے تبلیغ اسلام شروع کی تو ان دونوں کافر شوہروں نے دونوں معصوم صفت صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔ عتیبہؓ نے تو یہاں تک گستاخی کی کہ ام کلثومؓ کو طلاق دے کر حضورؐ کے پاس آیا اور حضورؐ کی طرف تھوکا اور صاحبزادی کو حضورؐ کے پاس چھوڑ گیا۔ حضورؐ کو یہ حال دیکھ کر بہت صدمہ ہوا اور اتنا کہا کہ اے خدا اپنے کتوں میں سے کسی کو اس پر مسلط کر۔ خدا کی شان چند دن کے بعد عتیبہ اپنے والد ابولہب کے ساتھ شام کی طرف سے واپس آ رہا تھا ناگاہ ان کا گزر ایسے جنگل میں ہوا جہاں شیروں کا ڈر تھا۔ رات کو ایک شیر آیا اور عتیبہ کو ہلاک کر کے چلا گیا۔

جس قدر ابولہب اور اس کے بیٹوں کو حضورؐ سے عداوت تھی اس سے بڑھ کر ابولہب کی بیوی ام جمیل کو حضورؐ سے دشمنی تھی کم بخت سو کام چھوڑ کر بڑے بڑے کانٹے جمع کر کے لاتی اور حضورؐ کے راستے میں بچھایا کرتی تھی۔

جب عتیبہ بن ابولہب نے بی بی رقیہؓ کو طلاق دے دی تو ان کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان سے ہوا جن سے ایک صاحبزادہ عبداللہ پیدا ہوئے چھ برس کی عمر کو پہنچ کر انتقال کر گئے

Marfat.com

جب مکہ میں مسلمانوں پر کفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو حضورؐ کی صاحبزادی رقیہؓ اور انکے شوہر حضرت عثمانؓ نے بھی حبش کے سفر کی تیاری کی۔ حضرت رقیہؓ کے ساتھ حضورؐ کی دائی اُم ایمن بھی تھیں عورتوں میں رقیہؓ مکہ میں نہایت صاحب جمال مشہور تھیں اور مردوں میں حضرت عثمانؓ یوسف ثانی سمجھے جاتے تھے۔ ان کی خوبصورتی کا چرچا تھا۔

جب حضورؐ مدینہ تشریف لے گئے تو رقیہؓ اور حضرت عثمان غنیؓ بھی مدینے آ گئے۔

جب حضورؐ جنگ بدر میں شریک ہونے کے لیئے جا رہے تھے تو صاحب جمال اور معصوم پیغمبر زادی چیچک میں مبتلا تھی۔ حضورؐ حضرت عثمانؓ غنی کو ان کی خبرگیری کے لئے چھوڑ گئے جب فتح بدر کی خبر مدینے میں آئی اس وقت حضرت رقیہؓ وفات پا کر دفن ہو رہی تھیں۔ اس سانحہ سے فتح بدر کی خوشی میں بہت سا فرق آ گیا۔

انہیں ایام میں ابولہب مرض طاعون میں گرفتار ہو کر جہنم واصل ہوا۔

جناب حضرت فاطمہؓ کو اپنی بہن رقیہؓ سے بہت محبت تھی ان کی وفات کے بعد آپؐ کی یہ حالت تھی کہ حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لے جاتے تو آپؐ کے ساتھ ہوتیں اور رقیہؓ کی قبر کو دیکھ کر رویا کرتیں۔ حضورؐ اپنے دامن سے جناب فاطمہؓ کے آنسو پونچھا کرتے تھے۔

حضرت بی بی رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان نہایت پریشان رہا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کرنا چاہا مگر حضورؐ نے اپنی دوسری صاحبزادی اُم کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے کر دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی عابدہ، زاہدہ صدیقہ خاتون جنت جناب فاطمۃ الزہرہؓ تھیں۔ آپؐ ۲۰ جمادی الآخرہ ۶۰۵ھ میں پیدا ہوئیں اس وقت حضور نبی کریمؐ کا سن مبارک ۳۵ سال کے قریب تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ مکہ میں کعبہ کی تجدید ہو رہی تھی۔ آپؐ کی پیدائش کیوقت آپؐ کی والدہ جناب خدیجہؓ کی عمر ساٹھ سال کی تھی اور شادی کو

Marfat.com

بیس برس ہو چکے تھے جب آپؓ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو اُم المومنین جناب سودہؓ نے حقیقی بیٹیوں کی طرح پرورش کی، جب آپؓ جوان ہوئیں تو حضورؐ نے آپ کا نکاح حضرت علیؓ سے کر دی اور فرمایا کہ بیٹی میں نے تجھے وہ خاوند دیا ہے جس سے بہتر اور کوئی اہل بیت میں نہیں ہے۔ یہ نکاح بعد شوال ۳ ھ ہوا جناب سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کے والد حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا محمد مصطفیٰؐ تھے اور آپ کے خاوند درویش صفت حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے ان دونوں ہستیوں کی سرپرستی کے باوجود سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے تمام عمر تنگی سے بسر کی لیکن اس قسم کا استقلال اور ایثار دکھایا کہ اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

جنگ خیبر تک ان کے گھروں میں کوئی لونڈی یا غلام نہ تھا، جنگ خیبر کے بعد حضورؐ نے ایک کنیز فضہ نامی آپؐ کے پاس بھیجی اور کہلا بھیجا کہ آدھا کام گھر کا یہ کرے اور آدھا کام تم کرنا اور دونوں مل کر چکی پیسنا۔ جو کھانا تم خود کھاؤ وہی اس کنیز کو بھی کھلانا۔

جناب سیدہؓ شکل و صورت اور حرکات و سکنات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ملتی جلتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی طرح آپؐ کے جسم مبارک میں بھی بہشت کی خوشبو تھی۔ حضورؐ سے جناب سیدہ کو اسقدر محبت تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کم عرصہ زندہ رہیں اور اس عرصہ میں کبھی آنسو نہیں تھمے۔ آخر کار دنیا میں ۲۸ سال زندہ رہ کر اور عصمت و عفت جرأت اور استقلال، زہد اور تقویٰ کی نظیر پیدا کر کے ماہ رمضان المبارک کی تیسری تاریخ ۱۱ھ سہ شنبہ کی رات کو آپؐ جنت کو سدھاریں۔ اور وہاں جاکر خاتون جنت بن گئیں۔ جناب سیدہؓ کے دو صاحبزادے حسنؓ حسینؓ اور تین صاحبزادیاں زینبؓ، اُم کلثومؓ اور رقیہؓ تھیں رقیہؓ کا انتقال چھوٹی سی عمر میں ہو گیا۔

اُم کلثومؓ کی شادی حضرت علیؓ نے اپنی رضا و رغبت سے حضرت عمرؓ بن خطاب سے کر دی۔ جن سے ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئی۔ لیکن دونوں کی عمر نے وفا

Marfat.com

کی، دونوں بچپن میں چل بسے۔

اُم کلثوم کی وفات کے بعد زینب رضؓ کی شادی عبداللہ رضؓ بن جعفر سے ہوئی، جس سے ایک صاحبزادہ علی اور ایک صاحبزادی ام کلثوم پیدا ہوئیں اُم کلثوم کا نکاح قاسم بن محمد بن جعفر سے ہوا جن سے بکثرت اولاد ہوئی اور علی بن عبداللہ سے بھی سلسلہ اولاد بہ کثرت چلا، جو جعفر بن فاطمی کہلاتے ہیں۔

جناب سیدہ کے صاحبزادوں میں جناب امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے سینہ تک حضورؐ سے مشابہ تھے۔ حضرت علی رضؓ کے بعد یہ خلیفہ ہوئے، امیر معاویہ رضؓ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ ناحق بندگانِ خدا کا خون ہوگا، صلح کرلی اور شرائطِ صلح میں جو خط امیر معاویہ رضؓ کو لکھا اس کا مضمون یہ تھا کہ میں صرف شام نہیں بلکہ اپنی مقبوضہ مملکت بھی تمہارے حوالے کردیتا ہوں اور خود واحد من الناس ہوکر خلع خلافت کرتا ہوں حضرت امیر معاویہ رضؓ نے حضرت امام حسن رضؓ کی یہ شرائط منظور فرمائی اور پھر انہوں نے بیت المقدس میں جاکر بیعت کرلی۔ اور صلح ہوگئی۔

خلافت کے زمانے میں حضرت امام حسن رضؓ نے حاجب اور دربان نہیں رکھا دربار ہر وقت کھلا رہتا تھا، اسی لئے حضرت امام حسن رضؓ کو چند بار زہر دیئے گئے اور اثر نہ ہوا۔ آخرکار جعدہ بنت اشعث نے جو حضرت امام حسن رضؓ کی منکوحہ تھی اس قسم کا زہر پلایا کہ حضرت امام حسن رضؓ کا جگر شق ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ جعدہ نے یہ کام یزید کے مشورہ سے کیا زہر کے واقعہ کے بعد حضرت امام حسن رضؓ چالیس یوم زندہ رہے۔ کلیجہ ٹکڑے ہوکر منہ سے نکلتا تھا رنگ سبز ہوگیا مگر زہر دینے والے کا نام نہیں بتایا۔ وقتِ وفات حضرت امام حسن رضؓ کی عمر چھیالیس سال پانچ ماہ اور کچھ دن تھی۔

حضرت امام حسن رضؓ کثیر اولاد تھے لیکن نسل حضرت امام حسن رضؓ کی صرف دو صاحبزادیوں سے چلی۔

Marfat.com

حافظ ابرو کی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضؓ کے پندرہ بیٹے تھے حسن مثنیٰ زید، عمر، حسین، عبداللہ، عبدالرحمن، عبیداللہ، اسمٰعیل، محمد یعقوب جعفر، طلحہ، حمزہ، ابوبکر قاسم اور پانچ بیٹیاں تھیں ام حسن، زینب، ام عبداللہ، ام سلمہ، فاطمہ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب شہید الشہدا اور سبط اصغر ہے آپ کو ام الفضل بنت حارث حضرت عباس رضؓ بن عبدالمطلب کی بی بی نے دودھ پلایا تھا، حضرت امام حسین ناف سے قدم تک جناب رسالت مآبؐ سے ہم شکل تھے حضرت امام حسین رضؓ کی سخاوت اور بردباری زبان زد خلائق ہے ایک دن ایک سائل خدمت عالی میں آیا اور کہا کہ جناب درماندہ اور محتاج ہوں۔ حضرت امام حسین رضؓ نے اسے ٹھہرایا اتنے میں پانچ توڑے دیناروں کے حضرت امیر معاویہ رضؓ نے بھیجے امام حسین رضؓ نے پانچوں توڑے اس فقیر کو دے دیئے اور عذر کیا کہ تجھے انتظار میں بہت تکلیف ہوئی۔

ایک دن امام حسین رضؓ مہمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ خادمہ ایک پیالے میں آش لے کر آئی، اتفاقاً اس کا پاؤں پھسل گیا اور کاسہ حضرت امام حسین رضؓ کے سر مبارک پر گر پڑا امام حسین رضؓ نے تادیب کی نگاہ سے اس کی طرف دیکھا وہ سہم گئی اور کہا والکاظمین الغیظ۔ امام حسین رضؓ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کیا اس نے کہا واللہ یحب المحسنین حضرت امام حسین رضؓ نے فرمایا میں نے تجھے راہ خدا میں معاف کیا اور آزاد کیا۔

جب امیر معاویہ رضؓ نے انتقال کیا اور یزید اس جگہ ممالک اسلام پر مسلط ہوا تو اس نے جناب امام حسین رضؓ کو بیعت کا پیغام بھیجا حضرت امام حسین رضؓ نے بیعت سے انکار کیا، اس پر وہ ہنگامہ برپا ہوا جسے فتنۂ کربلا کہتے ہیں جس فریب اور مکر سے اہل کوفہ نے حضرت امام حسین رضؓ کو مدعو کیا اور جس بزدلی سے اور سفاکی سے شمر اور یزید نے امام حسین رضؓ کو اور ان کے کنبے کو شہید کیا، اس سے ہر مسلمان واقف ہے۔

جناب امام حسین رضؓ کے چار بیٹے اور دو صاحبزادیاں تھیں سب سے بڑے صاحبزادے

Marfat.com

کا نام زین العابدینؓ تھا، ان کو بعض علی اکبر، بعض علی اوسطؓ اور اکثر علی اصغرؓ لکھتے ہیں۔ آپؓ کی والدہ شہر بانوؓ یزد جرد بن شہریار بادشاہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپؓ نے ۹۸ھ میں وفات پائی آپؓ معرکۂ کربلا میں جہاد سے اس لئے معذور رہے کہ بیمار تھے۔ شمر نے آپؓ پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہا، مگر ابن سعد اور حمید بن مسلم کی فہمائش سے باز رہا۔ جناب امام حسینؓ کی نسل فقط آپؓ کی ہی اولاد سے باقی رہی۔

امام حسینؓ کے دوسرے صاحبزادے کا نام علی اکبرؓ تھا آپؓ لیلیٰ دختر ابی مرہ کے بطن سے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں معرکۂ کربلا میں شہید ہو گئے۔

امام حسینؓ کے تیسرے صاحبزادے عبداللہ معرف علی اصغرؓ تھے۔ یہ شیر خوار تھے اور رباب بنت امرالقیس کے شکم سے تھے یہ پیاس سے تڑپ رہے تھے۔ امام حسینؓ گود میں لے کر آئے کہ اشقیا کو ان کا حال دکھائیں، شاید رحم آجائے۔ ایک کافر نے پانی کی جگہ تیر مارا کہ گلے کے پار ہو گیا اور معصوم نے جان دے دی۔

چوتھے صاحبزادے حضرت جعفرؓ تھے کہ چار سال کے ہو کر والد کی زندگی میں ہی چل بسے۔

صاحبزادیوں میں امام حسینؓ کی بڑی صاحبزادی کا نام فاطمہؓ تھا ان کی شادی حسن مثنیٰ امام حسنؓ کے صاحبزادے سے ہوئی تھی۔ چھوٹی صاحبزادی کا نام سکینہؓ تھا، ان کا مصعب بن زبیرؓ سے نکاح ہوا تھا۔

جب آپؓ کوفہ میں گئیں اور اہل کوفہ استقبال کو نکلے تو آپؓ نے فرمایا اے کوفہ والو تمہارا برا ہو تم نے مجھے بچپن میں یتیم کیا اور جوانی میں بیوہ کر دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ امام حسینؓ کی تیسری صاحبزادی رقیہؓ نامی تھیں، جس کا نام فاطمہ صغریٰ بھی تھا۔ جب آپؓ شہید ہوئے تو یہ شام میں تھیں۔ آپؓ نے والد کو خواب میں دیکھا اور صبح انتقال فرمایا۔ بعض کتابوں میں حضرت امام حسینؓ کے چھ بیٹے بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

Marfat.com

امام زین العابدین رضؓ، حضرت علی اصغر رضؓ، عبد اللہ، جعفر رضؓ، محمد رضؓ، عمر رضؓ۔

حضور آقائے دوجہاں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام اور ان کے احسانات کی وجہ سے اب تک تمام دنیا کے مسلمان اہل سادات کی عزت و تعظیم کرتے ہیں اور انہیں سب سے ممتاز تصور کرتے ہیں۔

آیئے! اب ہم امام حسن رضؓ اور امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں شہزادوں کے کچھ حالات بیان کرتے ہیں۔

امام حسن رضؓ اور امام حسین رضؓ کے حق کی پکار

میدان کربلا میں حق و باطل کی جنگ اور سید الشہداء کا اپنے رفقائے سے خطاب

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارک ۱۵ رمضان المبارک ۳ھ کی شب میں مدینہ منورہ کے مقام پر ہوئی۔ حضور نبی کریم سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپکا نام حسن رکھا اور ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور بال جدا کئے گئے اور حکم دیا گیا کہ بالوں کے وزن کی چاندی صدقہ کی جائے آپ خاص اہل سادات ہیں بخاری کی روایت میں ہے کہ حسن و جمال حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی کو وہ مشابہت صوری حاصل نہ تھی جو سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی۔ آپ سے پہلے حسن کسی کا نام نہ رکھا گیا تھا۔ یہ جنتی نام پہلے آپ ہی کو عطا ہوا ہے حضرت اسما بنت عمیس رضؓ نے بارگاہ رسالت میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کا مژدہ پہنچایا حضور تشریف فرما ہوئے فرمایا کہ اسماء رضؓ میرے فرزند کو لاؤ۔ اسماء نے ایک کپڑے میں حضورؐ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر کیا۔ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تم نے اس فرزند ارجمند کا کیا نام رکھا ہے۔ عرض کیا آقا یا رسول اللہ میری کیا مجال ہے کہ بے اذن و اجازت نام رکھنے پر سبقت کرتا لیکن اب جو دریافت فرمایا جاتا ہے تو جو کچھ خیال میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ حرب نام رکھا جائے۔ آئندہ حضور مختار ہیں۔ آپ نے ان کا نام حسن رضؓ رکھا۔

امام بخاری نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر جلوہ افروز تھے حضرت امام حسن رضؓ رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ حضور ایک مرتبہ لوگوں کی طرف نظر فرماتے اور ایک مرتبہ اس فرزند جمیل کی طرف میں نے سنا حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرا یہ فرزند سید ہے اور اللہ تعالیٰ اسکی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کریگا۔ بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ رحمت دو عالم نے ارشاد فرمایا حسن رضؓ و حسین رضؓ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے حضورؐ نے فرمایا حسن رضؓ و حسین رضؓ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب بہت کثیر ہیں آپ کا علم و وقار حشمت و جاہ جود و کرم زہد و طاعت میں بہت بلند پایہ ہے۔ آپ ایک ایک آدمی کو ایک ایک لاکھ کا عطیہ مرحمت فرمادیتے تھے۔ حاکم سے عبداللہ بن عبید عمیر سے روایت کیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس ۲۵ حج پاپیادہ کیئے۔ آپ رضؓ کا کلام بہت شیریں تھا۔ اہل مجلس نہیں چاہتے تھے کہ آپ گفتگو ختم فرمائیں۔ ابن سعد رضؓ نے علی بن زید بن جدعان سے روایت کی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اپنا مال کل راہ خدا میں دے ڈالا اور تین مرتبہ نصف مال دیا اور ایسی صحیح

Marfat.com

تقسیم فرمائی کہ نعلین شریف اور جرابوں میں سے بھی ایک ایک دیتے تھے اور ایک ایک رکھ لیتے تھے۔ آپ رضؓ کے علم کا یہ حال تھا کہ ابن عساکر نے روایت کیا کہ مروان اپنی امارت کے وقت مدینہ پاک میں حضرت علی شیر خدا رضؓ کو گالیاں دیتا تھا۔ مگر آپ اس کا جواب نہ دیتے تھے صبر و استقامت سے کام لیتے تھے ایک دفعہ مروان نے حضرت امام حسن رضؓ کی طرف ایک آدمی کو بھیجا۔ اور گالیاں دیں۔ حضرت حسن رضؓ نے اس شخص سے کہا کہ تو جاکر مروان کو کہدے کہ میں تجھ کو ان گالیوں کے عوض میں کچھ نہیں کہتا میرا تیرا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگا جب امام حسن رضؓ شہید ہو گئے تو مروان آپ کے جنازے پر بہت رویا۔

امام حسین رضؓ نے کہا اب تو روتا ہے۔ حالانکہ تو نے ان کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائیں اور تو ان کا دشمن تھا۔

مروان نے کہا کہ امام حسن رضؓ بڑے زبردست حلیم اور نرم دل تھے آہ میں، پہاڑ سے زیادہ اس حلیم کے ساتھ سختی کرتا تھا۔ القصہ مروان بن حکم والی مدینہ امام حسن رضؓ کی ہلاکی کی تدبیریں سوچتا تھا۔

ایک دن ایک رومی عورت الیونیہ نامی مدینہ میں دلالی کرتی تھی مروان نے اس سے دریافت کیا۔ اے الیونیہ تو حضرت امام حسن رضؓ کے یہاں بھی جاتی ہے۔ اور انکی بیوی جعدہ سے بھی پہچان ہے یا نہیں۔ اس نے کہا ہاں میں جاتی ہوں اور جعدہ سے میری دوستی ہے۔

مروان نے کہا کہ ایک راز کی بات ہے، اُسے ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا تجھ کو ہزار دینار دوں گا، اور بہت سامان و اسباب دوں گا اور سو دینار تو اس وقت پیشگی دیتا ہوں۔ الیونیہ نے جو اشرفیوں کو دیکھا اور بہت زر کا وعدہ سنا تو منہ میں پانی بھر آیا۔ اور بولی۔ کیا مجال ہے جو کسی پر یہ بھید کھلنے پائے۔

Marfat.com

مروان بولا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جعدہ کا دل امام حسن رضؓ کی طرف سے پھیر دے اور جعدہ سے کہہ کہ تیرے حسن وجمال کی شہرت سن کر بادشاہ شام کے بیٹے یزید کا دل تجھ پر آگیا ہے۔ لہٰذا امام حسن رضؓ کو ٹھکانے لگا۔ اور یزید سے شادی کر کے تمام عراق وشام کی ملکہ ہو جا۔

ایسونیہ نے یہ سنکر حضرت امام حسن رضؓ کے دولت خانہ کی راہ لی۔ اتفاقاً امام حسن رضؓ اپنے بھائیوں کے ساتھ منزلِ عقیق کو تشریف لے گئے تھے۔ اور جعدہ اکیلی گھر میں بیٹھی تھی ایسونیہ نے ادہر ادہر کی باتیں کر کے جعدہ کو یزید پر فریفتہ کر ہی لیا بادشاہی خزانوں کی ہوا اس کے دل میں بھر گئی۔

جب مروان کو معلوم ہوا کہ جادو چل گیا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ تو مروان نے جعدہ سے کہا کہ جب تک امام حسن رضؓ زندہ ہیں تیرا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ مناسب ہے کہ انکو زہر دے اور تو یزید کے پاس چلی جا۔ جعدہ راضی ہو گئی۔ اور شہد میں ملا کر گوشہ مصطفےٰ کو زہر دے دیا۔ تمام رات امام حسن رضؓ کے پیٹ میں درد اور بے چین رہی صبح روضۂ مقدس رحمۃ للعٰلمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر گئے۔ اور مزار مقدس سے منہ ملا شفا کے لئے ہو گئی۔

ایک دن پھر اسمار طباق میں چھوہارے رکھ کر لے آئی سادے چھوہارے تو آپنے آگے رکھے اور زہر آلود چھوہارے حضرت امام حسن رضؓ کے آگے کر دیئے اور بولی مدینہ کے نخلستان سے عمدہ عمدہ چھوہارے آئے ہیں آپ انہیں تناول فرمادیں تو میرا دل شاد ہو۔

آپ رضؓ نے اس کی خاطر سے چند چھوہارے تناول فرمائے تھے کہ کلیجہ منہ کو آنے لگا اور آپ رضؓ حضرت امام حسین رضؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور رات بے چینی میں گذری۔ صبح کو روضہ مقدس رحمۃ للعٰلمین حبیب خدا پر حاضر ہوئے اور جد بزرگوار

Marfat.com

کے عالی مراتب کی برکت سے شفا پائی آپ نے جعدہ سے جاکر فرمایا یہ سن کر جعدہ پریشانی صورت بنا کر کہنے لگی کہ شہزادہ آپ پر قربان میں تو بڑی حفاظت سے طباق ڈھاک کر لائی تھی اور خود بھی میں نے حضور کے ساتھ کھانے میں شریک تھی نہ معلوم کیا معاملہ ہے۔

حضرت امام حسنؓ خفا ہو کر چلے آئے

اسماء کے پاس آنا جانا ترک کر دیا مگر ابلیسونیہ ایک ہار جواہرات اور کچھ پسا ہوا الماس جعدہ کے پاس لائی اور کہا یزید تیری فرقت میں سرا جاتا ہے جعدہ اگر کوشش کر کے یہ الماس کا سفوف پانی میں ملا کر حضرت امام حسنؓ کو پلا دے تو تیرا ان سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔

جعدہ نے جب وہ ہار دیکھا اور یزید کے عشق و محبت کی کہانی سنی تو بڑی سرگرمی سے اپنے کام میں مشغول ہوئی۔ ہر چند کوشش کرتی تھی مگر موقع نہ ملتا تھا آخر ۲۸ صفر شب جمعہ کو موقع مل گیا۔ سب سوتے تھے کہ جعدہ نے پانی کی صراحی میں جو آپ کے سرہانے رکھی تھی۔ الماس کا سفوف گھول دیا تھوڑی دیر بعد ہی آپؓ جاگے اور ہاتھ بڑھا کر صراحی اٹھائی اور گھونٹ پانی کا پیا پیتے ہی زبان سے ناف تک سارے عضو پارہ پارہ ہو گئے۔

آپؓ نے اسی وقت حضرت امام حسینؓ کو بلایا اور گلے لگا کر کہا کہ بھائی الوداع اب قیامت کے دن ملاقات ہو گی۔ میں نے ابھی پانی پیا تھا کہ تمام کلیجہ کٹ گیا۔ حضرت امام حسینؓ نے چاہا کہ میں بھی پانی پی کر دیکھوں کیا پانی ہے! امام حسنؓ نے آگے بڑھ کر انکے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور زمین پر پھینک دیا جہاں تک پانی کا اثر پہنچا زمین جوش میں آگئی اور پھٹ گئی۔ آپؓ کو قے ہوئی ایک سو ستر ٹکڑے جگر کے گنے گئے۔

Marfat.com

دونوں بھائی لپٹ گئے اور ایک دوسرے کو بوسہ دیا۔ اور زار و قطار روئے در و دیوار اور احجار و اشجار سے رونے کی صدا آتی تھی۔ پس وہ کونسا دل ہے جو اس واقعہ جانگاہ سے بھر نہ آئے گا۔ اور وہ کونسی آنکھ ہے جو اس دردناک واقعات پر نہ بھر آئے آپ کی عمر شریف ۴۸ سال کی تھی۔

آپؓ نے چھ ماہ تک خلافت کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۷ ربیع الاوّل ۵۰ھ کو آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ آپ کی بیوی نے آپ کو زہر پلا دیا تھا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ آپ کی آرام گاہ جنت البقیع میں ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہ نے اسمار سے تمام حال سنا تو اسمار سے مخاطب ہو کر کہا۔ لعنت خدا کی تجھ پر خدا سے تجھے شرم نہ آئی۔ اور تو اس کے حبیب رحمۃ للعلمین سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ڈری اور جگر گوشہ رسول پاک کو تو نے شہید کر ڈالا۔ تو یزید کے ساتھ کیا کرے گی۔ خدا ایسی عورت سے بچائے حکم دیا کہ اسکے ہاتھ باندھ کر سمندر میں ڈال دو۔

اب ہم سید الشہداء حضرت امام حسینؓ اور ان کے عدیم رفقاء کی عدیم المثال جانبازیاں پیش کرتے ہیں۔

کون حسینؓ جو مسلمانوں کے پیغمبر سرتاج انبیاء رحمۃ للعلمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ جو علی شیر خدا۔ داماد سرتاج انبیاء کے بیٹے تھے۔ جو کربلا کے تپتے میدان میں تین دن بھوکے پیاسے معہ اعزا و اقربا اہل و عیال شہید ہو گئے۔ جن کو رسول خدا رحمۃ للعلمین کاندھے پر سوار کرتے تھے جن کے لیئے جنت سے پوشاک آتی تھی۔ جن کی غلامی پر صحابہ کرام ناز کرتے تھے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الحسن والحسین سید الشباب اہل الجنۃ۔ یعنی حسنؓ اور حسینؓ

Marfat.com

اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں جن کے مقدس مزار پر آج بھی دور دور سے لوگ کھچے چلے جاتے ہیں۔ جن کی محبت کے لئے یہ آیت شریفہ موجود ہے۔

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ یا میں کوئی اجر تم سے نہیں طلب کرتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو یہی وجہ ہے کہ جنکی بارگاہ میں بڑے بڑے بزرگان دین نے ہمیشہ محبت میں اپنا سب قربان کر دیا۔

سلطان ہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رح جن کے مزار مبارک کی برکتیں سارے ہند و پاکستان بلکہ تمام عالم میں مشہور ہیں جو مرجع خاص و عام ہے اور جو حقیقت معرفت و طریقت کے بادشاہ ہیں۔ ان کے مزار شریف پر آج بھی انکی یہ مشہور رباعی کندہ ہے۔

شاہ است حسین رض بادشاہ است حسین رض   دین است حسین رض دین پناہ است حسین رض

سر داد نہ داد دست در دست یزید   حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین رض

یعنی حسین رض شاہ ہیں حسین رض بادشاہ ہیں۔ حسین رض دین ہیں اور حسین دین پناہ ہیں حسین رض نے سر دیدیا۔ مگر یزید پلید کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا۔

حقا یعنی خدا کی قسم حسین رض لا الہ کی بنا ہیں مطلب قطعی واضح ہے۔ کہ اتنا بڑا بزرگ خدا کی قسم یوں ہی تو نہیں کھا رہا آخر کوئی تو بات ہے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی نگاہ بصیرت افروز تھی۔

عاشورہ محرم جو کسی وقت سب سے بڑی عید تھی۔ واقعہ حائلہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد اس کی کیفیت جس انداز سے مبدل بہ رنج وغم ہوئی تاریخ کے ہزارہا صفحات الٹئے اور تلاش بسیار کے باوجود بھی دنیا میں کسی قوم کی تاریخ اس کی نظیر پیش نہیں کرتی۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس

Marfat.com

کی مظلومیت اپنی جگہ لاثانی ہے۔ لیکن جس اعلیٰ مقصد کے لئے جناب عالی مقام نے اپنا سر مبارک پیش کر دیا اور ان کے (۷۲) بہتر ساتھیوں نے قربانیاں دیں۔ وہ اعلیٰ مقصد بھی اپنی جگہ لامثال ہے۔ جس طرح نواسہ رسول جگر گوشہ بتولؓ کا مقام بلند و اعلیٰ تھا۔ اسی طرح صبر و آزمائش کا مقام بھی ان کی ذات کے لئے مخصوص ہوا۔ قطع نظر عقیدت اگر حقیقت کے آئینہ میں بھی دیکھا جائے تو جناب امام حسین رضی اللہ عنہ ایک ایسی باعظمت اور عرش مقام ہستی نظر آئیں گے جو پر تو مصطفوی اور شجاعت حیدریؓ کی جمالی و جلالی کیفیات و صفات کا مجموعہ ہو جو مقصد اعلیٰ امام عالی مقام کے لئے ودیعت ہوا تھا "تنسیخ باطل" قرآن مجید کی زبان میں امر بالمعروف کی حمایت و اعلان اور نہی عن المنکر یعنی منکرات اور برائیوں کی نفی حضرت امام عالی مقامؓ نے ہر قسم کے ظلم و ستم اور دباؤ برداشت کرنے کے باوجود کربلا میں یہی اعلیٰ مقصد امر بالمعروف پیش کیا اور نہی عن المنکر کرتے ہوئے جان جہاں آفریں کی راہ میں قربان کر دی۔ یہی نہیں بلکہ دیگر عزیز ترین احباب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی نثار کر دیا۔ یہ جاننے کے باوجود کہ ان کے بعد عزت اطہار کی نگرانی اور دیکھ بھال کرنے والا کوئی مقتدر متنفس باقی نہ رہے گا۔ اللہ پر بھروسہ اور حق پر ثبات امر بالمعروف پر قیام اور منکرات کی شدت کے ساتھ تنسیخ کا یہی مقام تھا۔ جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بڑے صبر استقامت، تحمل اور انتہائی شجاعت و دلیری کے ساتھ طے کیا واقعہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جو مظہر کمالات و صفات الٰہیہ تھی۔ یہ انہی کا پرتو سے فیض و آغوش تربیت کی جلوہ سامانی تھی کہ حسینؓ نواسہ رسولؐ نے بدرجہ کمال ان تمام حقائق و مدارج کو پیش کر دیا جو کسی دوسرے کے لیے ماسوا انکے مخصوص نہ ہو سکتے تھے۔ اور یہ مشیت الٰہی

Marfat.com

تھی کہ حضرت ابراہیمؑ کو مقام عطا کرکے اور حضرت اسماعیل کو وفدیناہ بذبحٍ عظیم قرار دے کر مقام شہادت نواسہ حضور ختمی مرتبت کو عطا ہو۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سید الشہداء کے خطاب سے سرفراز فرمائے جائیں۔

چنانچہ مقدر یہی تھا کہ سانحہ کربلا برپا ہو۔ اور وہ اعلیٰ مقام بھی حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہی کو حاصل ہو۔ جس کی ابتدا حضرت اسماعیلؑ سے ہوئی اور انتہا جناب حسینؓ قرار پائے۔ تاہم اس واقعہ کی سر حقیقی معلوم ہونے کے باوجود بھی مسلمانوں کے لیے غور و فکر کی بہت سی راہیں اس حادثہ عظمیٰ میں مضمر ہیں جس جس گوشہ جس جس پہلو سے نظر ڈالی جائے اور تلاش و جستجو میں جوں جوں مستغرق ہوا جائے۔ کوئی نہ کوئی نئی وجہ اور سبب حادثہ منکشف ہوتا ہے۔ تسلیم و رضا کا جو پہلو پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق صرف اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ امام حسین کی ذات ستودہ صفات نے پرورش ہی اس آغوش میں پائی تھی اور وہ پرتو ہی ذات سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے جو باعث تکوینِ دو عالم ہونے کے باوصف آزمائش کی ہر کڑی منزل سے گزر جانے کے ہر طریقے سے آگاہ بنا دی گئی تھی۔ لہذا وہ کیوں نہ پیکر تسلیم ورضا ہوتے؛ شجاعت و تہور کا جہاں تک تعلق ہے وہ قوتِ حیدریؓ کے مظہر تھے پھر کیوں نہ میدان کربلا میں ہزاروں باطل پرستوں کا مقابلہ فرماتے؛ حلم و بردباری اور قوت برداشت کو لیجیئے تو وہ سیدۃ النساءؓ کے جگر گوشہ تھے جن کی بردباری اور برداشت کی عظمتوں کا کیا ٹھکانا؟ انکی اپنی بلندی اور نکتہ رسی کو لیجیے تو براہ راست ہادی برحق کے عطا تھے۔ لہذا یزید اور اس کے لعین ساتھیوں کی تحریف دینی کے فتنہ عظیم سے اگر کوئی شخصیت اُمت مسلمہ کو بچا سکتی تھی تو وہ بھی صرف حسینؓ ہی کی ذات تھی۔ چنانچہ حادثہ کربلا کے اسباب وعلل

Marfat.com

کی جستجو میں عمیق نظری سے کام لیا جائے تو یہ نکتہ بھی پوری شان کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے خلافت نہ تھی بلکہ بیعت یزید سے قطعی انکار تھا۔ اور یہ ایک عظیم مقصد و نظریہ تھا جسے سامنے رکھ کر انہوں نے مختصر سی جماعت کے ساتھ خواتین اور بچوں کو خدا کی نگرانی کے سپرد کرتے ہوئے۔ ہزاروں کے لشکر اشقیاء سے جہاد کیا حضرت امام عالی مقام جانتے تھے کہ یزید کی خلافت باطلہ" کے سامنے جھک جانا دین محمدی کی پاکیزگی اور اسلام وحدت کی انفرادیت کے لیئے کتنا عظیم صدمہ ہے۔ شیرازہ ملت کس طرح "حق پر اتفاق" کی نعمت عظمیٰ سے پراگندہ بنایا جا رہا ہے لہذا حضرت امام عالی مقام اگر اس زبردست فتنہ سدباب نہ فرما دیتے اور بلا خوف لومۃ الائم اعلائے کلمۃ الحق سے گریز فرماتے (نعوذ باللہ) اپنی جان اور اپنے اہل بیت اور ساتھیوں اعزہ اقرباء کی جانوں اور ناموس کی فکر میں مبتلا ہو جاتے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ "حادثہ کربلا" تو پیش نہ آتا لیکن "شرار بولہبی" چراغ مصطفوی پر (نعوذ باللہ) غالب آجاتا" وحدت اسلامی" پارہ پارہ ہو جاتی۔ اسلام کے بنیادی قوانین متزلزل بنا دیئے جاتے اور "یزیدیت" اس طرح غالب آجاتی کہ امر بالمعروف پر حکم کرنے والا کوئی باقی نہ رہتا۔ ہر طرف منکرات ہی منکرات کی تاریکیاں پھیل جاتیں۔ اور روح پاک جناب خیرالانام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے یہ امر کتنا شاق گزرتا پس جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے امر بالمعروف کی حمایت اور نہی عن المنکر کے لئے جہاد کر کے حق و صداقت اور دین برحق کا پرچم بلند رکھا اور اسلام کی عظمت وحدت کی بقا کے لئے وہی کیا جو ان جیسی جلیل القدر منفرد ہستی نواسہ رسول کے لئے منشائے ایزدی تھا۔ اسی اصول و مقصد کی خاطر انہوں نے مدینہ چھوڑ

Marfat.com

کر منع کرنے کے باوجود کربلا کی راہ لی تھی۔ اور اُمت کو یہ سبق دینے کے لئے کہ "اتحاد وحدت" اسلامی کی بقا اور صداقت و حقانیت کا پرچم بلند رکھنے کے لیے ہر کڑی آزمائش سے گزر جانا چاہیئے انہوں نے اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لیا۔ حالانکہ امام حسینؑ انجام سے باخبر تھے۔ مگر مقصد کی بلندی اور اپنے ناناؐ کی اُمت کے اجماع و اتحاد کی خاطر انہوں نے سب شدائد اور مصائب خندہ پیشانی سے برداشت کیے۔ اپنا سر دیا۔ ۷۲ ساتھیوں کا نذرانہ پیش کیا۔ لیکن اللہ رے حسینؓ رہتی دنیا تک وحدت و اخوت صداقت و راست بازی حق و عمل امر بالمعروف پر اثبات کا ایسا عظیم ولاثانی درس دیئے گئے کہ ہر سال محرم اور یوم عاشورہ آتے ہی جناب امام اور شہدائے کربلا کی یاد میں گھر ہائے چشم پیش کرنے کے ساتھ ہر ذی حس اور ہر مؤمن صادق بے اختیار پکار اٹھتا ہے سہ واللہ کہ اے حسین کار سے کردی

خدا سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے قلب میں وہی سچی تڑپ پیدا ہو جائے جو جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا منشا و مقصد سرفروشی تھا۔ آپس کے نفاق ختم ہو جائیں اور سب کے سب عہد راشدہ کے سچے مسلمان بن جائیں متحد و بنیان مرصوص یہی سرحادثہ کربلا ہے اور یہی تفسیر ذبح عظیم۔ میدانِ کربلا میں ایک طرف ہزاروں کا لشکر جمع ہے اور دوسری طرف صرف ۷۲ افراد کا ایک مختصر سا قافلہ لیکن ان کے دل ایمانی و نورانی کیفیات سے معمور تھے۔ وہ حق کے لئے اپنی گردنیں کٹانے آئے تھے انہوں نے شہادت پائی اور اسلام کا نام سربلند کر دیا۔ جنگ شروع ہونے سے قبل سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا:۔

Marfat.com

معاملے کی جو صورت ہو گئی ہے تم دیکھ رہے ہو۔ دنیا نے اپنا رنگ بدل دیا۔ منہ پھیر لیا۔ نیکی سے خالی ہو گئی۔ ذرا تلچھٹ باقی ہے حقیر سی زندگی رہ گئی ہے۔ ہولناکی نے احاطہ کر لیا ہے افسوس تم دیکھتے نہیں کہ حق پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ باطل پر علانیہ عمل کیا جا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑے۔ وقت آگیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الٰہی کی خواہش کرنے میں شہادت ہی کی موت چاہتا ہوں۔ ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا خود ایک جرم ہے۔

واقعات:۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو یزید ۶۰ھ میں خلیفہ ہو گیا۔ اور ہر اقلیم کی طرف خط رکھے کہ میری بیعت کرو اور عامل مدینہ عقبہ بن ولید کو لکھا کہ امام حسین رضؓ وغیرہ سے بیعت کرلے امام حسین رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ نے بیعت نہ کی اور کہا یزید فاسق فاجر ظالم ہے اس کی بیعت جائز نہیں ہے۔ اور دونوں مکہ شریف چلے گئے اہل کوفہ کو اس بات کی خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت امام حسین رضؓ کو خط لکھا کہ تم یہاں چلے آؤ۔ ہم تمہاری جان و مال سے مدد کریں گے اور قریباً ڈیڑھ سو خط پے در پے لکھے۔

جب حضرت امام حسین رضؓ نے ان کی درخواست کمال درجہ کی خواہش دیکھی تو انہوں نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو ان کی طرف بھیجا۔ مسلم بن عقیل مختار بن عبید کے گھر جا کر ٹھہرے اور امام حسین رضؓ کے لئے قریب بارہ ہزار آدمیوں نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اسوقت یزید کی طرف سے کوفہ کا امیر نعمان بن بشیر تھا۔

جب اسکو اس کی بیعت کی خبر ہوئی تو اس نے لوگوں کو بیعت سے

Marfat.com

منع کیا لیکن کسی پر کچھ سختی نہ کی۔ پس عمار بن عقبہ نے یزید کی طرف خط لکھا کہ کوفہ کے لوگ حضرت امام حسین رض کی طرف بہت مائل ہو گئے ہیں۔ اور نعمان بن بشیر اس معاملہ میں سستی کرتے ہیں۔

یزید نے نعمان کو کوفہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عبید اللہ بن زیاد کو جو بصرہ کا حاکم تھا کوفہ پر مقرر کیا۔

پس یہ شخص رات کو مکہ کا لباس پہن کر حضرت امام حسین رض کی ہیئت پر کوفہ میں داخل ہوا۔ اہل کوفہ اس کو اندھیری رات میں پہچان نہ سکے اور خیال کیا کہ حضرت امام حسین رض تشریف لے آئے ہیں۔ اس لئے اس کی تعظیم کی اور کہا کہ مرحبا یا ابن رسول اللہ۔ یہ چپ رہا اور اپنے کو ظاہر ہونے نہ دیا اور دار الحکومت میں جا کر ٹھہرا۔

جب صبح ہوئی تو لوگوں کو جمع کیا اور اپنی سند حکومت کوفہ پیش کی اور لوگوں کو یزید کی مخالفت سے ڈرایا۔ اور حضرت مسلم رض ہانی بن مروہ کے گھر میں ٹھہرے اور عبید اللہ نے محمد بن اشعث کو ہانی بن عروہ کے پکڑنے کو بھیجا جب وہ آیا تو اس کو اور تمام روسا کوفہ کو قید کر لیا۔

جب حضرت مسلم رض کو اس قصہ کی خبر ملی تو انہوں نے لوگوں کو اپنی حمایت کرنے کو بلایا۔ قریب چالیس ہزار آدمیوں نے آپ کی حمایت کی اور چالیس ہزار آدمیوں نے عبید اللہ کے محل کو گھیر لیا اور جو روسا قید کئے تھے۔ ان کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

جب عبید اللہ نے جوش دیکھا تو وہ روسا جو قید کئے ہوئے تھے کہا تم لوگ ان چالیس ہزار آدمیوں کو متفرق کر دو اور اس بغاوت کو دور کر دو ورنہ تم سب کو مع تمہارے بیوی بچوں کے ہلاک کر دیا جائے گا۔ وہ روسا اس دھمکی سے خوف کھا گئے اور انہوں نے سب کو منع کیا اور اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے

Marfat.com

کو کہا۔ سب لوگ متفرق ہو گئے صرف پانچ سو آدمی حضرت مسلم کے ساتھ رہ گئے تھے۔

جب رات زیادہ ہوئی تو وہ پانچ سو آدمی بھی حضرت مسلمؓ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ تنہا رہ گئے۔ پس ایک عورت کے گھر میں قیام فرمایا اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا چیلا تھا۔ اس نے عبیداللہ کو حضرت مسلمؓ کی خبر دے دی۔ عبیداللہ نے کوفہ کے کوتوال اور محمد بن اشعث کو بھیجکر حضرت مسلمؓ کو پکڑوا دیا۔

جب حضرت مسلمؓ عبیداللہ کے سامنے لائے گئے تو عبیداللہ نے حضرت مسلمؓ کو تلوار سے شہید کر دیا۔ ادھر یہ صورت ہوئی اور ادھر چونکہ حضرت مسلمؓ نے کوفہ والوں کی وفاداری اور جوش دیکھ کر حضرت امام حسینؓ کو کوفہ میں بلانے کے لیے خط لکھے کہ آپ آجائیں آپ کے جان نثار تمام آدمی ہیں۔ اور آپ کے دیدار کے متلاشی ہیں۔ اور بڑی خواہش رکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت مسلمؓ کے خط کے بعد مکہ سے کوفہ کی روانگی اختیار فرمائی۔ آپ کے اس ارادے سے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور جابر اور ابوسعید خدامیؓ نے منع فرمایا مگر حضرت امام حسینؓ ارادہ کر چکے تھے۔

اہل بیت سے بیاسی آدمی اور خادم اور غلاموں کے ساتھ لے کر کوفہ کو چلے دو منزل رہ گیا تو حُر ہزار سوار ہتھیار بند کے ساتھ حضرت امام حسینؓ کے مقابلہ کو آپہنچے اور کہا مجھ کو عبیداللہ نے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کروں۔ حضرت امام حسینؓ نے جواب دیا کہ میرے پاس بہت سے خطوط اہل کوفہ

Marfat.com

کے پہنچے ہیں تو میں اس طرف آیا ہوں، اب اگر تم اس بیعت پر قائم ہو تو میں کوفے میں چلوں ورنہ واپس چلا جاؤں حُر نے کہا مجھ کو حکم ملا ہے کہ میں آپ کو عبید اللہ کے پاس پیش کر دوں۔

حضرت امام حسینؓ نہ گئے اور راستہ سے پھر کر موضع کربلا میں اُتر پڑے اور ان کے بالمقابل حر بھی مع لشکر وہاں اتر پڑا۔

یہ دوسرا دن محرم ۶۱ھ کا تھا۔ پھر ابن زیاد نے حضرت امام حسینؓ کی طرف خط لکھا کہ یزید پلید کی بیعت کر۔ حضرت امام حسینؓ نے یہ خط پھینک دیا اور قاصد کو کہا کہ اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے جب وہ قاصد ابن زیاد کے پاس واپس آیا تو ابن زیاد اور زیادہ غضب ناک ہوا۔ اور لشکر کا امیر عمر بن سعد کو بنایا اس میں انہوں نے سستی کی تو کہا کہ تو رے کی حکومت کو چھوڑ۔ یا ان سے لڑائی کر کے دولت حاصل کر اس نے حکومت نہ چھوڑی اور دنیا کو اختیار کر کے حضرت امام حسینؓ کے مقابلے میں لشکر لے کر نکلا۔

حب الدنیا راس کل خطیئۃ اور ابن زیاد نے اور لشکر عمرو کے پاس بھیج دیا یہاں تک کہ عمرو کے پاس بائیس[۲۲] ہزار سوار پیدل جمع ہو گئے اور نہر فرات کے کنارے پر ڈیرہ ڈال دیا۔ اور نہر فرات کا پانی حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھیوں پر بند کر دیا۔ اور اہل بیت پیاسے رہے۔

امام ہمدانی امام حسینؓ نے اجازت لے کر عمرو کے پاس گئے اور کہا افسوس کہ نہر فرات کا پانی جانور تو پئیں اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پانی سے ایک قطرہ بھی نہ ملے۔ اس نے کہا تم بات تو سچ کہتے ہو مگر میں رے کی حکومت چھوڑ نہیں سکتا۔

Marfat.com

آخر جب حضرت امام حسین نے دیکھا کہ اب بغیر لڑائی کے کچھ چارہ نہیں تو انہوں نے اپنے گرد خندق کھودوائی۔

عمرو نے اس وقت بھی حضرت امام حسینؓ پر یزید پلید کی بیعت پیش کی اور بہت دولت اور آسائش کو پیش کیا مگر حضرت امام حسینؓ نے بیعت نہ کی اور دولت کی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ اور حق اور دین کو نہ چھوڑا اور صاف کہہ دیا کہ میں فاسق کی بیعت نہیں کر سکتا۔

پس عمرو کا لشکر میدان میں نکلا اور حضرت امام حسینؓ کا محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع کر دی اور آپ کے آدمیوں کو شہید کرنا شروع کر دیا اس وقت حضرت امام حسینؓ نے باواز بلند ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آیا کوئی اللہ کا بندہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی مدد کے لئے ہمارا ساتھ دے۔

پس ایمان والوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ حر ایمانی جوش میں آ گئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اور عرض کی حضور میں وہ شخص ہوں کہ پہلے آپ سے لڑنے نکلا تھا۔ اب آپ پر میں سب سے پہلے جان قربان کرنے کو تیار ہوں آپ مجھ کو حکم فرمائیں کہ میں آپ کی طرف سے لڑوں اور آپ کی نصرت میں شہید ہوں شاید آپ کے طفیل مجھ کو آقائے نامدار سرکار دوجہاں رحمۃ للعلمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہوں پس یہ کہہ کر عمرو کے لشکر کی طرف چلا اور خوب لڑا۔ اور حر کا بھائی اور غلام اور بیٹا بھی حضرت امام حسین کی حمایت پر لڑے اور ہزاروں کو قتل کر کے شہادت پائی۔ اور حضرت امام حسینؓ کے بھی سب آدمی شہید ہو گئے۔

اب صرف حضرت امام حسینؓ تنہا رہ گئے اور خود میدان میں ننگی تلوار

Marfat.com

لے کر نکلے دشمنوں میں سے جو کوئی آپکے سامنے آتا۔ اس کو قتل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سینکڑوں آدمیوں کو قتل کیا۔ اور دشمنوں نے بھی آپ پر ہر طرف سے تیر اور نیزے مینہ کی طرح برسائے اور شمر پلید اپنے لشکر کے ساتھ حضرت امام حسینؓ کے حرم کی طرف بڑھا۔

حضرت امام حسینؓ نے ایک خطبہ دیا۔

اے لوگو! تم نے خود خطوط بھیج کر بلایا اور بے گناہ میرے سارے عزیزوں کو میرے سامنے شہید کر ڈالا۔ اب بھی کفر چھوڑو اور سرکشی سے باز آجاؤ۔ راستی پر چلو میرے خون ناحق سے ہاتھ نہ رنگو۔ دیکھو ہم ساقی کوثر ملک بحر و بر کے نواسے ہیں۔ ہم وہی حسین ہیں کہ جبرائیل امین بحکم رب تعالیٰ بہشت سے میوے لاکر ہمیں کھلاتے تھے۔ جھولے جھلاتے تھے جب ہم کو اُداس پاتے تھے تو نانا جان اپنے کاندھے پر چڑھاتے تھے اور حضرت امام حسینؓ نے شمر کی طرف مخاطب کر کے فرمایا۔ اے شمر تو اپنے عظیم لشکر پر کیوں غرور کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر اور چند روزہ عیش و عشرت کی زندگی پر گھمنڈ نہ کر۔

اے شمر تو جانتا ہے کہ آج کونسا دن ہے اور کونسی تاریخ ہے شمر لعین نے کہا محرم کی دسویں تاریخ جمعہ کا روز عاشورہ کا دن ہے۔

پھر آپ نے فرمایا اے شمر کیا وقت ہے۔

شمر لعین نے کہا جمعہ کی نماز کا وقت ہے آپ نے فرمایا اے شمر اس وقت مسجدوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اس لعین نے کہا خطبہ جمعہ پڑھایا جا رہا ہے

حضرت امام حسینؓ نے فرمایا خطبہ کیا چیز ہے اس نے کہا تعریف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حمد تبارک و تعالیٰ کی ہو رہی ہے۔

Marfat.com

آپؓ نے فرمایا مقام حیا ہے کہ اس وقت میرے نانا جان کے مداح تو ممبروں پر خطبہ پڑھ رہے ہیں اور تو لشکر کشی کر کے تیر اور نیزے برسا رہا ہے اس تقریر دلپذیر کو سن کر مجمع کثیر آپؓ کے شمع جمال پر پروانہ وار نثار ہونے لگا اور آپ کے محبت بھرے الفاظ سن کر رونے لگے۔ اور تمام مجمع چاہتا تھا کہ اپنے قصور اور گناہوں کی معافی چاہیں۔ اور آپؓ سے لڑائی نہ لڑیں بلکہ آپ سے صلح کر لیں۔

میدان کربلا سے گھوڑوں کی باگ اٹھائی۔ جب عمر شقی اور شمر لعین نے دیکھا کہ اب تمام کام بگڑا جاتا ہے تمام لوگوں کو سختی کے ساتھ دھمکایا اور یزید کے خوف سے ڈرایا کہ تمہارے گھر اور بچوں کو آگ لگا کر ختم کر دیا جائے گا۔

ادھر حضرت امام حسینؓ سے کہا کہ آپ یزید لعین کی بیعت کا اقرار کر لیں اور آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا ہے ہم سب جانتے ہیں کہ آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔ اور سب کچھ آپ ہیں مگر اس وقت اس اعلیٰ نسب اور اس محبت سے ہمارے قلوب میں کوئی جنبش نہیں آئے گی۔ اسوقت اقتدار کی جنگ ہے۔ آپ یزید کی بیعت جب تک قبول نہیں کرتے ہم ایک بات بھی سننا پسند نہیں کریں گے۔

آہ اقتدار دنیا کو سمجھنے والوں حق و باطل کا انجام سوچو اور کربلا کے واقعات اقتدار دنیا والوں کے لیے ایک سبق آموز واقع ہے کہ شمر لعین اور یزید پلید وغیرہ وغیرہ لوگوں کا جو حشر ہوا وہ دنیا والوں کے سامنے ہیں اس دنیا کے اقتدار کی ہوس میں عاقبت کو برباد نہ کرو خدا کے لیے مسلمان ہو کر یزید پلید کی پیروی نہ کرو ورنہ یاد رکھو یہ چند روزہ زندگی ہے۔ یہ دنیا ہی میں اقتدار رہ جائیگا ہمیشگی زندگی کی طرف توجہ دو۔

Marfat.com

الغرض حضرت امام حسینؓ کے خطبہ کا اُن ملعونوں پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے "سرالشہادتین" میں لکھا ہے کہ دسویں تاریخ روز جمعہ ۶۱ھ صبح عاشورہ کو عمر ابن سعد نے مسلح ہو کر نقارہ بجوایا اور میدان کربلا میں اپنی فوج لیکر آیا۔ اور دس پلٹنیں دائیں طرف اور بیچ میں خود سوار ہو کر۔

روایت ہے کہ لشکر عمر بن سعد میں بائیس ہزار پیادہ صف بہ صف تھے حضرت امام حسینؓ رن کارزار میں تشریف لائے۔ آپ کی دلاوری اور شجاعت دیکھ کر زمین و آسمان تھرا گئے۔ اور لشکر مارے خوف کے کانپ گیا۔

عمر سعد شقی آپ کی بہادری کو دیکھ کر آتش غضب سے جل گیا۔ منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ رنگ چہرہ کا بدل گیا۔

پس حضرت امام حسینؓ پر سب موذی جھک پڑے اور دشمن امام حسینؓ پر تیر اور نیزے کی بوچھاڑ کرنے لگا۔ چنانچہ شمر لعین کا تیر آپ کے تالو مبارک میں جالگا۔ پس آپ گھوڑے سے گر پڑے۔

شمر لعین آپ کے سینۂ اطہر جو اسرار الٰہی کا گنجینہ تھا۔ چڑھ گیا اور آپکے منہ مبارک پر تلوار ماری۔ اور سنان بن انس نے بھی نیزہ مارا۔ اور خولی بن یزید آپؑ کا سر کاٹنے لگا اسکے ہاتھ میں لرزہ اور رعشہ ہو گیا۔ پھر اس کا بھائی شبل بن یزید اترا۔ اور اس لعین نے حضرت امام حسینؓ کا سر کاٹ کر اپنے بھائی خولی کو دے دیا۔

پھر دشمن حرم کی طرف گئے بارہ لڑکیوں اور تمام بی بیوں کو قید کر لیا اور عمرو اور شمر لعین نے ایک جماعت کو حکم دیا کہ حضرت امام حسینؓ کی لاش گھوڑوں کے پاؤں میں روند ڈالو اور آپؑ کا سر مبارک بشیر بن مالک اور

Marfat.com

خولی بن یزید کے ہمراہ ابن زیاد کی طرف بھیج دیا۔
یہ شہادت امام حسین رضؓ کی دسویں محرم ۶۱ھ جمعہ کے دن بروز عاشورہ ٹھیک دوپہر ڈھلے جس وقت خطبہ جمعہ ہو رہا تھا چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کے سن مبارک میں آپؓ نے شہادت پائی

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ واقعہ اہل بیت بلکہ تمام مسلمانوں کے لیئے ایسا بڑا ہے کہ دنیا بھر میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ واقعہ وہ ہے جو بیان کرتے اور لکھتے ہوئے دل پارہ پارہ ہوتا ہے۔ اور مصائب زمانہ پر صبر کرنے کا ایک بڑا بھاری سبق ملتا ہے
جب آپؓ کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس پہنچا تو اس سر مبارک کو کوفہ کی گلیوں میں پھرایا۔ پھر ابن زیاد لعین نے سر مبارک اور دیگر شہداء کے سروں کو۔ اور قیدیان اہل بیت کو شمر لعین کے ساتھ یزید کے پاس دمشق میں بھیج دیا۔ اور پھر یزید نے علی بن حسینؓ یعنی امام زین العابدین کو جو طفل طیفر اتفاقاً رہ گئے تھے۔ اور چند ذریہ اور نساء اہل بیت کو مدینہ کی طرف روانہ کیا اور جنت البقیع میں حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک اپنی ماں فاطمہؓ اور بھائی حسنؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اور غیب دان نبی رحمۃ للعلمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کئی حدیثوں میں وارد ہے۔
غیب دان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل آمین نے مجھ کو خبر دی کہ آپ کا بیٹا امام حسینؓ آپ کے بعد زمین طف یعنی کربلا میں شہید ہو گا۔ اور میرے پاس اس سرزمین کی مٹی لائے۔ اور جبرائیل امین نے کہا کہ یہ امام حسینؓ کے لیٹنے کی جگہ ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک دفعہ امام حسینؓ کو گود میں لئے ہوئے

Marfat.com

رو رہے تھے اور فرماتے تھے کہ میری اُمت کے ہاتھ سے امام حسین شہید ہونگے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے دوپہر کو حضور رحمۃ للعٰلمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپؐ پراگندہ بالوں سے ہیں۔ اور آپ کے ہاتھوں میں ایک شیشی ہے اور اس میں خون ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یہ کیا چیز ہے۔ فرمایا حسینؓ کا خون ہے۔ صبح سے اس کو اکٹھا کرتا پھر رہا ہوں۔

پس اسی دن خبر آئی کہ حضرت امام حسینؓ شہید ہو گئے ہیں۔ ام سلمہؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضور رحمۃ للعٰلمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں مٹی پڑی ہے۔ میں نے عرض کی آقا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا حالت ہے۔

سرکار دو جہاں رحمت دو عالم نے فرمایا کہ میں حسین کے مقتل سے آ رہا ہوں وہ شہید کر دیئے گئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آسمان نے خون برسایا اور ہر چیز کے ظروف خون سے بھر گئے تھے جس اینٹ یا پتھر کو اٹھایا جاتا تھا۔ وہاں سے خون نکلتا تھا اور اس دن دنیا میں اندھیرا رہا اور آسمان کئی دن تک ابر آلود رہا اور تمام کھانے پکے ہوئے کڑوے ہو گئے۔ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ نَفْسِہٖ فَھُوَ شَھِیْد" حدیث پاک میں ہے کہ ایسے وقت میں جان اور آبرو بچانے کے لیے لڑنا اور مرنا شہادت ہے۔

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ
دین است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؓ

مسلمانو! جگر گوشۂ رسولؐ فرزند بتولؓ شہید اعظم سیدنا

Marfat.com

امام حسینؓ کی ذات والاصفات اپنے عظیم مجاہدانہ کارنامے اور عدیم المثال ایثار و قربانی کی بنا پر ایک عالمگیر اہمیت رکھتی ہے اُن کی شخصیت نوعِ انسانی کی وہ نادر روزگار منتخب شخصیت ہے جو افقِ تاریخ پر ماہِ تاباں کی طرح ہمیشہ جگمگاتی رہیگی وہ ظلم و جہالت کی ظلمتوں میں ایک مینارہ نور تھے۔ جس کی روشنی میں ہم آج بھی کامرانی و کامیابی کی شاہراہ کو پا سکتے ہیں۔ ؎

راہِ حق میں اب جنونِ سرفروشی عام کر ــــ اس طرح روشن حسینؓ ابن علیؓ کا نام کر

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادتِ کبریٰ کسی ایک قوم یا ایک ملک سے وابستہ نہیں ہے۔ حضرت امام عالی مقامؓ کا کردار ظلم و جبر کے خلاف معرکۂ حریت اور جہادِ حق ہے جو ہر دور میں ہر ملک و قوم کے لئے درسِ بصیرت و پیغامِ عمل ہے۔

سیّدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادتِ عظمیٰ کا واقعہ کسی ایک قوم یا ملک سے متعلق نہیں ہے بلکہ وہ ایک اجتماعی اور ہمہ گیر اصول کے لئے قربان ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنکے واقعہ شہادت نے ہماری اجتماعی زندگی پر اتنا گہرا اور دیرپا اثر ڈالا ہے کہ آج چودہ سو برس کے بعد بھی نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ تمام دُنیا کے انسانیّت نہایت خلوص و محبّت کے ساتھ انکی برتری تسلیم کرتی ہے۔" امام عالی مقامؓ کے سانحۂ شہادت کے عالمگیر اثر کا اندازہ لگانے کے لئے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک دُنیا کے کسی بھی المناک حادثہ پر اتنے شدید رنج و غم کا اظہار نہیں کیا گیا اور کسی بڑے سے بڑے حادثہ کی تباہ کاریوں پر اس قدر آنسو نہیں

Marfat.com

بہائے گئے جتنے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ پر اور اُن کے اہلبیت کی شہادت پر دردمند لوگوں کی آنکھوں اور دل نے بہائے ہیں۔

لاریب کہ خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خونی داستان اور میدانِ کربلا کے رزہ خیز واقعاتِ شہادت کی داستان ایسی نہیں ہے جس کی غم انگیزی ختم ہو جائے۔ انسانیت ہمیشہ اس پر افسوس کرتی رہے گی۔ اور عقیدت و محبت قیامت تک قائم رہے گی۔ باایں ہمہ چشمِ حقیقت نگر کا اشارہ ہے کہ اس سانحۂ عظیم کو حقائق و معارف کی روشنی میں پیش کیا جائے اور اُن اصلی محرکات کو بھی سامنے لایا جائے جو اس شہادتِ کبریٰ کا باعث ہوئے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر ہم آپ کی توجہ ایک اہم تاریخی واقعہ کی طرف مبذول کراتے ہیں۔

حضرت امام حسین رضؓ سے درخواست کی کہ آپ یزید کی بعیت کریں کیونکہ آپ کی بعیت کے بعد اہل مدینہ کے لئے چوں چرا کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

اس نازک مرحلہ پر امام عالی مقامؓ کے سامنے دو ہی راستے تھے ایک تو یہ کہ یزید پلید کی غیر اسلامی اور ظالمانہ حکومت کو تسلیم کر کے اسکے ہاتھ پر بعیت کر لیتے اور حق و صداقت سے منہ موڑ کر ایک لاغوتی طاقت کو پھلنے پھولنے کا موقع دیتے، دوسرا راستہ یہ تھا کہ باطل کی حشر سامانیوں سے مقابلہ کر کے مصائب و آلام میں مبتلا ہوتے اور بے سروسامانی کے باوجود حق کی تائید و حمایت پر کمربستہ ہوتے۔ ان دونوں راستوں میں امام عالی مقام رضؓ نے جادۂ حق کو پسند فرمایا اور اپنی اور اپنے خاندان اور رفقاؓ

Marfat.com

کی عظیم الشان قربانی پیش کردی۔ فی الحقیقت امام عالی مقام رضؓ نے اسلام کی سربلندی، دینِ حق کی حفاظت، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی اطاعت، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور آزادی و حریت کی حمایت کے لئے ایک ایسی عظیم الشان قربانی پیش کی جو ایک دائمی درسِ بصیرت اور ایک مستقل پیغامِ عمل ہے۔ لیکن خدارا انصاف کیجئے کہ آج کتنی آنکھیں ہیں جو اس واقعہ کے اصلی مقصد پر نظر رکھتی ہیں اور کتنے دل ہیں جو اس شہادتِ عظمیٰ کے حقیقی معارف کو امام عالی مقام رضؓ کے اسوۂ حسنہ میں تلاش کرتے ہیں۔

اب سے چودہ سو سال قبل سرزمین عراق پر کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین رضؓ نے اعلائے حق کے لئے اپنی جانِ عزیز اور اپنے عزیز ترین بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں اور بھانجوں کی زندگیاں قربان کی تھیں۔

ماتمیانِ حسین رضؓ اس ذبحِ عظیم کی یادگار منائیں گے، لیکن کس طرح؟ ـــــ تعزیئے اٹھیں گے، علم گشت کریں گے دلدل نکالیں گے۔ باجے بجیں گے۔ راتوں کو گیس کی قندیلوں اور مشعلوں کی روشنی میں عام راستوں پر جلوس چکر لگائیں گے۔ سڑکوں پر مرثیہ خوانی ہو گی سینہ کوبی، اور ماتم کو ایک آرٹ کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ پٹہ اور نیوٹ کے کھلاڑی شہیدانِ کربلا کی یاد میں اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے۔

اے کاش! حضرت امام حسین رضؓ کی شہادت کے غم کو اس صورت میں منانے والے غور کرتے کہ شہیدِ اعظمؓ کے اسوۂ حسنہ

Marfat.com

سے سبق لیتے اور اُن کی زندگی سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے انہیں یہی کرنا چاہیئے جو وہ کر رہے ہیں۔

امام عالی مقام، شہید کربلا کی شہادت و جہاد حق کی اہمیت و عظمت آج بھی کربلا سے یہ اعلان فرمارہی ہے۔

کسی بھی حق پرست اور مسلمان کے لئے وہ زندگی، باعث ننگ و عار ہے جس میں وہ ظلم و جبر کے سامنے سر جھکا دے۔ ظالم و جابر طاقتیں حق پرست اور مرد مومن کا سر تو کاٹ سکتی ہیں مگر اسکے سر کو جھکا نہیں سکتیں۔"

اس بیسویں صدی میں ہے پھر فزوں انتشار
مجروح پھر ہے عدل و مساوات کا شعار
پھر عصر نو کے "شمر" خنجر لیے ہوئے
ذوق فساد و ولولۂ شر لیے ہوئے
اس تازہ کربلا کو بھی عزم حسین دے
اے زندگی! جلال شہ مشرقین دے

گزشتہ چودہ صدیوں میں ہماری تاریخ کے ہزاروں واقعات افسانے بن چکے ہیں۔ لیکن تاریخ اسلام کا جو باب، شہید کربلا کے مقدس خون سے لکھا گیا ہے اسکی رنگینی اہمیت اور جاذبیت پر دنوں، مہینوں برسوں اور صدیوں کے انقلابات اثر انداز نہ ہو سکے ہر سال محرم کے مہینے میں شہید کربلا کا خون ہر مومن کی آنکھ سے آنسو بن کر ٹپکتا ہے۔ ہم ہر سال اس تپتے ہوئے بھیانک صحرا کا تصور کرتے ہیں جہاں رحمۃ للعالمین محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس، زہر میں بجھے ہوئے تیروں سے بجھائی گئی تھی۔ لیکن ہم میں سے بہت کم ایسے ہیں جو اس

Marfat.com

عظیم مقصد کو سمجھتے ہیں۔ جس کی اہمیت نے باغ نبوت کے مہکتے ہوئے
پھول کو بادِ سموم کے تیز و تند جھونکوں کے سامنے لاکھڑا کیا جسکے لئے
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک ایسی قربانی دینی پڑی جس کی نظیر دُنیا
کی تاریخ میں نہیں ملتی، جسکے پیش نظر والدین نے اپنے جگر کے ٹکڑوں
کا تڑپ تڑپ کر جان دینا گوارا کیا۔ بیویوں نے شوہروں کی دائمی مفارقت
کے احساس کے باوجود انہیں یہ مشورہ دیا کہ "جاؤ" اپنا فرض پورا کرو۔
ماؤں نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تیروں سے چھلنی ہوتے دیکھا۔ بہنوں
نے اپنے بھائیوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے ذبح ہوتے ہوئے
دیکھا۔ لیکن ایک عظیم مقصد کے لئے انہوں نے یہ سب کچھ برداشت
کیا۔ سید الشہدا حضرت امام عالی مقام کے لیے ایک طرف دنیا کی
تمام مسرتیں تھیں۔ یزید کی طرف مصالحت کا ہاتھ بڑھانے کے بعد
حضرت امام عالی مقام کا تعاون حاصل کرنے کے لیے یزید بڑی سے
بڑی قیمت ادا کرنے کے لئے تیار تھا لیکن وہ حسین رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضور
آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی عظمت و
کبریائی کے سوا ہر چیز کا انکار سیکھا تھا۔ دُنیا کی بڑی سے بڑی آزمائش
کے باوجود یزید کے شیطانی نظام کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔
امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مقصد اس قانون الٰہی
کو زندہ رکھنا تھا۔ جسکی حمایت کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے چند برس پہلے میدان بدر میں اپنے تین سو تیرہ جان نثاروں کو
ہزاروں کے مقابل لا کھڑا کیا تھا۔ جس قانون الٰہی کی تبلیغ کے لئے حضور
رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے طائف پہنچے تھے اور وہاں پتھروں

Marfat.com

کی بارش میں اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا تھا۔ اسی قانونِ الٰہی کی حمایت کے لیے خاتون جنت کا لال گھر کی تمام راحتیں چھوڑ کر، کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں پہنچا۔ اور تلواروں کے سایہ اور تیروں کی بارش میں یہ اعلان کیا مسلمان اللہ کے بتلائے ہوئے حق و انصاف کے قانون کے سوا کسی بھی ظالم و جابر اقتدار کو تسلیم نہیں کرتا۔ اللہ سے بغاوت کرنے والوں کی تلواریں مردِ مومن کا سر کاٹ سکتی ہیں لیکن جھکا نہیں سکتیں ہیں ایک مسلمان، اعلاء کلمۃ الحق کے لیے تمام دُنیا کا چیلنج قبول کر سکتا ہے اپنے ایمان کی ڈھال کے سایہ میں ہزاروں نہیں لاکھوں کے مقابلہ میں نبرد آزما ہو سکتا ہے۔ اپنی زندگی کی تمام مسرتوں کو مٹا سکتا ہے۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بیٹوں، بھتیجوں اور بھانجوں کا ذبح ہونا برداشت کر سکتا ہے، لیکن وہ کسی غیر الٰہی نظام کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ روزِ اول سے لے کر آج تک کفر و اسلام اور ظلم و حق کی طاقتیں ہمیشہ ایک دوسرے سے نبرد آزما رہی ہیں، کفر کبھی نمرود کا غرور و تکبر بنکر، کبھی فرعون کا جور و استبداد اور کبھی یزید کی بے رحمی و درندگی بنکر میدان میں آیا ہے اور اس کے مقابلہ میں حق و انصاف اور اسلام کا پرچم کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا صدق بن کر، کبھی حضرت موسیٰؑ کا خلوص بنکر اور کبھی امام حسینؑ کا صبر و استقلال بن کر مقابلہ میں آیا ہے اور فتح جلد یا بدیر، اسلام ہی کو ہوتی ہے۔ کفر و ظلم کے علمبردار ہمیشہ ہی اپنی طاقت کا اندازہ اپنی فوجوں کی تعداد اور جنگی ساز و سامان سے کرتے رہے ہیں اور اپنی ساری طاقتوں کو لئے ہوئے حق و انصاف اور اسلام کے علمبرداروں کو آگ کے میدانوں اور خون کے سمندروں

Marfat.com

میں غرق کرنے کے لئے بے چین ہو گئے ہیں۔ لیکن حق و انصاف اور اسلام کے علمبردار، ایمان کی طاقت کے بل پر کبھی حضرت ابراہیمؑ کی طرح جلتی ہوئی آگ میں کود پڑے ہیں، کبھی موسیٰؑ کی طرح دریا میں گھس گئے ہیں اور ثابت کر دیا ہے کہ کسی بھی حق پرست اور مسلمان کے لیئے وہ زندگی باعث ننگ و عار ہے جس میں وہ ظلم و جبر کے سامنے سر جھکا دے۔

قومیں اپنے ماضی کی تاریخ کی روشنی میں اپنے مستقبل کا لائحہ عمل بناتی ہیں عالم اسلام کے مسلمان اگر اس دور میں بھی حضرت امام عالی مقام کو اپنے لئے مشعلِ ہدایت بنالیں تو وہ محسوس کریں گے کہ آج کے ظلم و جبر کی دنیا اور آج کی دنیا کے نمرود یزید، اسی طرح اپنی طاقتوں کے ساتھ آگ کے میدان اور خون کے سمندر لیئے کھڑے ہیں اور حضرت امام حسینؑ کو اپنا قافلہ سالار ماننے والوں کے لئے ایک چیلنج پیدا ہو رہا ہے۔ اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہر مسلمان اور ہر حق پرست کا فرض ہے۔ عالمِ اسلام کے مسلمانو آپس کے اختلافات دور کر کے متحد ہو جائیے اور اسلام کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیجیئے۔

عالم اسلام کے مسلمانو! یاد رکھئے عمل کی دنیا میں بدعملی اور بے راہ روی سے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جد و جہد کا وقت ہے، راہ عمل سامنے ہے، اسوۂ حسینی کو پیش نظر رکھو اور آگے بڑھو۔ حریت و صداقت کو بلند کرنے کے لئے ایسے دل والوں کی ضرورت ہے جو کسی سے خائف نہ ہوں، ایسے مردانِ کار کی ضرورت ہے جنکی گردنیں خدائے بزرگ و برتر کے

Marfat.com

علاوہ کسی کے حضور میں خم نہ ہوں ایسے حق پرستوں کی ضرورت ہے جو دشمنوں کے مقابلے کیلئے بے خوف و خطر تیار ہوں، ایسے نیک خو اور نیک دل انسانوں کی ضرورت ہے جو تلواروں کی باڑھ اور گولیوں کی بوچھار میں اعلان حق کر سکیں۔ کشمیر ہو یا فلسطین ہو یا دیگر مصائب ان تمام مصائب ان تمام مشکلات کا حل صرف امام حسین رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے عمل سے ہو سکتا ہے اور اپنی کھوئی ہوئی منزل پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان کا جذبہ پیدا کرے۔ اور اسوہ حسینی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سب مسلمانوں کو آپس میں متحد ہونے کی توفیق و رغبت عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

فضائل ماہ محرم الحرام

یہ مہینہ تاریخی اور مذہبی اعتبار سے نہایت ہی مقدس اور محترم ہے اس کی نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھنا مسنون اور موجب ثواب عظیم ہے۔ دس محرم کو یوم عاشورہ کہتے ہیں اس دن کے فضائل بہت سی حدیثوں میں وارد ہیں۔ اس دن حضرت سیدنا سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان اہل بیت کو یزیدیوں نے دشت کربلا میں بھوکا پیاسا بیکسی کے عالم میں رکھ کر شہید کیا اس دن لہو ولعب اور فضولیات میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ امام مظلوم کی تکلیف کو یاد کریں اور ان کے صبر و استقلال و پرہیزگاری اور ایثار سے سبق حاصل کریں جو کچھ اللہ کیواسطے ہو سکے غریب، مسکین، بیوہ، یتیم بچوں اور ان

Marfat.com

ضعیفوں کو جو کام کے لائق نہ ہوں کھانا پکا کر انہیں کھلائیں اور اپنے گھر کے کھانے میں بھی زیادتی کریں تاکہ سال بھر تک اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر ماہ محرم میں اوّل تو چاند رات ہی کو دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف تین مرتبہ قل ہو اللہ شریف پڑھے بعد سلام ہاتھ اٹھا کر اس دعا کو پڑھے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَبَدُ الْقَدِیْمُ ھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَالْاَمَانَ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَابِرِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ وَّمِنَ الْبَلَاءِ وَالْاٰفَاتِ وَاَسْئَلُکَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالِ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا بَرُّ یَا رَءُوْفُ یَا رَحِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ؕ

ترجمہ:۔ "اے اللہ تو ایسا ہے جس کی ابتدا ہے نہ انتہا یہ نیا برس ہے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس برس میں نگہبانی شیطان راندے گئے سے اور امان ظالم بادشاہ سے اور ہر شریر کے شر سے اور بلاؤں اور آفتوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے مدد اور انصاف، اس نفس پر جو برائی سکھاتا ہے۔ اور مانگتا ہوں مشغولی اس چیز کی جو مجھ کو نزدیک کرے تیری طرف، اے نیک کار اے مہربان اے رحم کرنے والے صاحب بزرگی اور انعام کے۔"

اس نماز کو جو کوئی بھی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکے اوپر دو فرشتے موکل کرے گا تاکہ وہ مدد کریں اسکے کار دنیا میں اور شیطان لعین کہتا ہے۔

Marfat.com

کہ افسوس میں ناامید ہوا اس شخص سے تمام سال کو۔ اور اسی رات میں دو رکعت نفل حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رضی اللہ عنہ سے اس طرح منقول ہے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے قل ہو اللہ شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے بعد سلام کے کہے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ٥ اس نماز کا بھی بہت ثواب ہے۔ ایک نماز اور بڑی فضیلت حاصل کرنے والی اسی رات میں ہے وہ بھی دو ہی رکعت ہیں۔ ہر رکعت میں سورۂ یٰسین ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ دوسری روایت میں چھ رکعتیں آئی ہیں ہر ایک رکعت میں دس دس مرتبہ قل ہو اللہ شریف پڑھے۔ اس نماز کے پڑھنے والے کو اللہ پاک بہشت میں دو ہزار محل عطا فرمائے گا ہر محل میں ہزاروں دروازے یاقوت کے ہونگے ہر دروازے پر ایک تخت زبرجد سبز کا ہوگا۔ اس تخت پر ایک حور بیٹھی ہوگی اور چھ ہزار بلائیں اس نمازی سے دور کی جاتی ہیں۔ اور ۶ ہزار نیکیاں اس نمازی کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

راحت القلوب، جواہر غیبی۔ رکن دین)

عاشورٰی کی رات میں بہت نمازیں آئی ہیں۔ دو رکعت روشنی قبر کے لیے اسی رات میں پڑھی جاتی ہیں اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے تین تین بار قل ہو اللہ پڑھے جو کوئی اس نماز کو اس رات میں بہ ترکیب مذکورہ پڑھے گا حق تعالیٰ قیامت تک اس کی قبر کو روشن رکھے گا۔ ایک نماز نفل چار رکعت کے ساتھ اسی رات عاشورٰی میں پڑھی جاتی ہے پچاس برس

Marfat.com

کے گناہ پچھلے سال کے اور پچاس برس کے گناہ آیندہ سال کے بخش دیئے جائیں گے۔ (جواہر غیبی۔ رکن دین)

دسویں تاریخ ماہ محرم یعنی عاشوریٰ کے دن بھی عبادت کا ہے۔ مگر مختصر سی نفلیں بتائی جاتی ہیں۔ جو کوئی چھ رکعت نفل ادا کرے ہر رکعت میں یہ چھ سورتیں پڑھے یعنی وَالشَّمْسِ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ، فلق، ناس۔ بعد نماز کے فارغ ہونے کے سجدہ میں جاکر قل یا ایہا الکفرون پڑھے۔ اللہ تعالیٰ سارے گناہ اس کے بخش دیتا ہے اور جو حاجت طلب کرے پوری ہوتی ہے۔ دوسری نماز یہ ہے کہ چار رکعت ادا کرے ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے پچاس بار قل ہو اللہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ پچاس برس کے پچھلے گناہ اور پچاس برس کے آئندہ گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لیے ہزار محل جنت میں اوپر کے گروہ میں تیار کرتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، راحت القلوب)

اس عاشورے کے دن سوائے نفلوں کے روزہ بھی رکھا جاتا ہے اور اس روزہ رکھنے والے کو ہزار حج اور ہزار عمرہ اور شہیدوں اور ساتوں آسمان کے رہنے والوں کا ثواب ملتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ نویں دسویں گیارھویں تین دن روزہ رکھے ورنہ دو دن رکھے تاکہ یہود کی مشابہت لازم نہ آوے دوسرے عیال پر کھانے میں وسعت کی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی عاشورہ کے دن کھانے میں وسعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دسترخوان کو سال بھر تک وسیع رکھے گا۔ تیسرے اس دن مسلمانوں کو کھانا کھلانے اور روزہ افطار کرانا ثواب ہے۔ (غنیۃ الطالبین۔ جواہر غیبی۔ رکن دین) (کتاب نظام مصطفیٰ)

Marfat.com

مسلمانوں کی ذلّت وپستی کا واحد علاج

انسان اس بلزمِ ہستی میں مانندِ حُباب اُبھرتا ہے کوئی اس دارالفنا کو زیاں خانہ اور اس زندگی کو محض میعادِ امتحان سمجھتا ہے اور پھر اپنے اور ساری خدائی کے مالک وخالق حقیقی کو پہچان کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے شفاف و پاکیزہ چشمہ میں غوطے لگاکر آبِ کوثر پر جاکر اُبھرتا ہے اور جنّت کے پُر بہار باغوں میں داخل ہوجاتا ہے اور روزِ محشر کا مالک اُسے اس دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے اور کوئی بدنصیب سطحِ انسانی سے اُوپر اٹھ کر اپنی بلندی کے زعم میں مالکِ کون ومکاں کو بھول جاتا ہے اور اس ناپائیدار زندگی کو بقائے دوام. اس دارالمحن کو عشرت کدہ اور اس امتحان گاہ کو عیش کدہ سمجھتا ہے، خدائی کا منکر ہوجاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع سے منہ موڑتا ہے، بیزار ہوتا ہے اور غیراللہ اور شیطان کے حکم و اشارہ پر چلتا ہے تو مالک روزِ جزا کہتا ہے کہ ایسے لوگ کسی اور کے لیے بُرائی نہیں کرتے بلکہ صرف اپنے لیے برائی کرتے ہیں اور یہ لوگ دوزخ کے ایندھن ہوں گے۔

جب سرکش شخص کے حلقوم میں جان آکر اٹکتی ہے، جب بدنصیب گناہ گار پر سکراتِ موت طاری ہوتی ہے تو اُسے بےبسی میں ذاتِ الٰہی اور طاقتِ خداوندی کا احساس ہوتا ہے مگر یہ امتحانِ زندگی کا آخری لمحہ ہوتا ہے لہٰذا وہ گناہ ومعصیت کی گٹھری ہی کو سر پر رکھے ہوئے اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس زندگانی دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ایمان لاتے ہیں۔ حکم ربانی پر چلتے ہیں اور آیاتِ قرآنی کے بموجب رسولؐ کے فرمان کو سچ جانتے ہیں اور اتباعِ رسولؐ کرتے ہیں. تو وہ قوم اور وہ لوگ دنیا میں فضلِ ایزدی نصرت و کامرانی پاتے ہیں ترقی کے اوجِ ثریا پر پہنچ کر ستاروں کی طرح جگمگاتے ہیں اور دارالبقا میں ہمیشہ خدا کے

Marfat.com

معزز بندہ کی حیثیت سے رہتے ہیں۔

یہ دنیا چند روزہ ہے۔ ہر شخص کو اس دار فانی سے ایک نہ ایک دن جانا ہے۔ نہ انسان کو اپنی پیدائش پر اختیار ہے اور نہ موت کو وقتِ مقررہ سے ٹال کر وہ ہمیشہ یا تھوڑے ہی دنوں اور زندہ رہ سکتا ہے۔ ناسمجھ کے لیے یہ سارا عالم اور حیات و موت محض ایک حادثہ ہے مگر ایک مسلم و مومن کے یقین میں کائنات کا خالق اور اس کی نگرانی و حفاظت کرنے والی وہ واحد ذات پاک ہے جس کی شہادت نبی آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، سب سے بڑی چیز دولتِ ایمان ہے جس پر جزا کا انحصار ہے۔ جو شخص دنیا میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ پر، اس کے انبیاء پر، روزِ محشر پر، اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے فرشتوں پر ایمان نہ لایا اس کی خواہ جتنی بھی نیکیاں اور انسانی خدمات ہوں وہ رائیگاں جائیں گی کیونکہ جب انعام دینے والے اور جزا و بخشش کے قادرِ مطلق اور شافعِ محشر ہی پر ایمان و یقین نہیں ہے تو وہاں انہیں انعام کون دے گا اور کون دلوائے گا؟

افسوس اور بحد افسوس ہے کہ آج کی دنیا ایمان سے خالی ہوتی جاتی ہے اور خوش قسمت ہیں وہ انسان جو اس پُرفتن زمانہ میں، اس فتنہ انگیز ماحول میں اپنے ایمان کو سلامت لیے جاتے ہیں، مگر جسے یقینِ محکم اور کامل ایمان کہتے ہیں وہ اب بھی ہم میں سے بہت سے لوگوں سے بہت دور ہے، ایمان و یقین ہو تو عمل و جوش پیدا ہوتا ہے مگر نہ جانے یہ کیا بات ہے اور وہ کون سا روگ ہم میں لگ گیا ہے کہ ہم میں جوشِ ایمانی ظاہر نہیں ہوتا؟ ایک مسلمان جو ایک بار کلمہ طیبہ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیتا ہے اُسے اللہ جل شانہٗ کے ہر حکم پر پورا پورا یقین ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی نہ جانے کیا وجہ ہے کہ ہم میں احکامِ الٰہی کی اطاعت اور اتباعِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا!

موت کا ایک دن معین ہے، اس کے بعد ہمیں زندہ ہونا ہے، پھر حشر کا میدان ہوگا اور اس دن ہمارے سکون و عیش کے لئے نہ دنیا کی محبت ہوگی، نہ ماں باپ کا ناز یا لاڈ اور پیار ہوگا، نہ شوہر و بیوی کی غلط مروتیں ہوں گی، نہ اپنا کوئی مددگار ہوگا بلکہ صرف اپنی کمائی ہوئی نیکیاں ہوں گی، اس حقیقت پر غور کرنا چاہیئے اور سوچنا چاہیے کہ اس دن کام آنے کے لئے کیا عمل ہم آگے بھیج رہے ہیں؟

Marfat.com

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے" وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝" قسم ہے زمانہ کی کہ انسان گھاٹے میں ہے مگر سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے یقین محکم اور ایمان کامل کی راہ اختیار کی نیک کام کئے اور آپس میں سچائی کی نصیحت تلقین کی اور ہر حال میں خود رضائے حق پر قائم رہے اور دوسروں کو اس کی نصیحت کرتے رہے۔

اس ارشاد ربانی کی موجودگی میں ہمیں سوچنا چاہئے کہ اپنی موجودہ بے عملی کے باوجود انعام یا عفو کے مستحق ہم کیونکر ہو سکتے ہیں! افسوس ہے کہ آج ہمارا دین بھی جا رہا ہے اور ہم دنیا میں بھی آج پست ہو رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب کوئی قوم مجھ پر اور میرے نبی پاک پر ایمان لا کر عمل صالح کرتی ہے تو ہم اُسے دنیا کی نعمتیں بھی دیتے ہیں اور دین کی عظمتیں بھی اسے عطا کرتے ہیں۔ اور جو قوم مجھے بھول کر غلط عمل کرتی ہے تو ہم اُسے دنیا میں بھی ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ اس پر کوئی ظالم حاکم مسلط کر دیتے ہیں اور اُسے آخرت میں بھی مبتلائے عذاب کرتے ہیں۔

خدارا مسلمانو! اپنی حالت پر غور کرو اور سوچو کہ ہم کیا ہیں اور کیوں ذلیل و خوار ہیں؟ اور ہمارے اسلاف کیا تھے اور وہ کیوں دنیا میں عزیز و عظیم تھے! آج ہم میں زہد و تقویٰ کی زندگی گذارنے کی کوئی تڑپ نہیں ہے، نبی پاکؐ کے فرمان پر عمل اور اتباع رسولؐ کی ہم میں کوئی خواہش نہیں ہے۔ جام وحدت خالی ہے لیکن جام شراب چھلک رہا ہے، غربا پریشان حال ہیں، لیکن امراء مست و بیخود ہیں، زکوٰۃ کے دروازے بند ہیں، بینک کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، ہمارا احساس خودداری رخصت ہوا لیکن تقلید فرنگ پر نازِ زیبائی ہمیں حاصل ہے، صراط مستقیم ہم فراموش کر چکے ہیں لیکن منزل پہ پہنچنے کا زعم ہمارے دلوں میں ابھی باقی ہے۔ پھر اپنا وہ کون سا عمل نیک ہے جس پہ خدا کی مہربانی ہو۔ اسلام افضل ترین مذہب ہے اور اس کے ہم نام لیوا ہیں اگر آج بھی خدائے غفور رحیم کے دربار میں حاضر ہو کر عجز و انکسار سے ہم سربسجود ہو جائیں تو دین و دنیا کی تمام نعمتوں کے دروازے ہم پہ کشادہ ہو جائیں گے اور ہم پھر ایک باعزت انسان اور ایک باعزت قوم بن کر دنیا میں زندہ رہیں گے اور آخرت کی نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

پیارے نبی پاکؐ کی پیاری پیاری باتیں!

مصنّف کی کتاب "محمد مصطفٰے کے باغ کے پھول" کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔ چونکہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ و رسولِ پاکؐ کی رضا کی طرف قریب تر وسیلہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے جو شخص میری اُمت تک ایک حدیث پہنچا دے جس سے کسی سنت کو رواج دے۔ اس کے لئے جنّت ہے۔ نیز حضورؐ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ جو شخص میری اُمت کو پہنچانے کے لئے ایک حدیث یاد کرے اسکے لئے اکہتر (۷۱) نبیوں صدیقوں کا ثواب ہے۔ اسی لئے میں نے سوچا کہ کتُب احادیث سے انتخاب کر کے کچھ حدیثیں منتخب کر دوں۔ بس اب ہم اللہ تعالٰے سے سوال کرتے ہیں کہ اپنے حبیب پاکؐ کے طفیل سے ان حدیثوں سے ہمارے دلوں کے لئے جِلا اور بدعقیدگی کی بیماریوں سے شفا عطا فرمادے۔

احادیث مبارکہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تم میں سے کوئی شخص کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے والدین اپنی اولاد اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے۔ مفہوم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ! کہ بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی اب میرے بعد کوئی رسول نہیں ہو گا اور نہ کوئی نبی ہو گا (ترمذی)

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ! میرے صحابہ کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ تم میں سے بہترین لوگ ہیں (نسائی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ ! اے ابوبکر صدیق رضؓ تم سب سے پہلے بہشت میں داخل ہو گے۔ (ابوداؤد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ! بیشک اللہ تعالیٰ نے حق حضرت عمر فاروق اعظم رضؓ کی زبان اور اس کے دل پہ رکھ دیا ہے۔ (ترمذی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ! حضرت عثمان غنی رضؓ کے بارے میں کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جو مسلمان ہو گا وہ تجھ سے محبت کرے گا اور جو منافق ہو گا، وہ تجھ سے بغض رکھے گا۔ (مسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ معاویہ رضؓ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کا سرچشمہ فرما (ترمذی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، کا دورِ حکومت اسلام کی عسکری تاریخ کا درخشاں باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ آپؓ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت اسلام کے شباب کا دور تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، نے اسلام دشمن سرگرمیوں کو اپنی مجاہدانہ صلاحیتوں سے شکست دیکر

Marfat.com

اسلامی معاشرہ کو ایک مثالی معاشرہ بنا دیا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپؓ نے اللہ کی مقدس کتاب قرآنِ مجید کو قلمبند کیا اور دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاتبِ وحی کا لقب حاصل کیا اور آپؓ کی بہن حضرت ام حبیبہؓ حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شریکِ حیات تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ آپؐ نے دعائے خیر فرمائی کہ یا اللہ معاویہؓ کو ہادی بنا۔ یہی وجہ تھی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عجمی سازشوں کو ناکام بنا دیا اور آپؓ کے دورِ حکومت میں صیہونی و یہودی ایجنٹوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حضرت معاویہؓ وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے شروع ہی سے اسلام قبول کر لیا تھا۔ مگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس کا اظہار کافی عرصہ بعد کیا جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپؓ نے اسلام کا اظہار کرنے سے قبل کبھی بھی اسلام دشمن سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیا۔ اور آپؓ کا گھر مسلمانوں کے لئے بہترین پناہ گاہ ثابت ہوا۔ مفصل بیان نظامِ مصطفےٰ اور کتاب فقہ اسلامی میں دیکھیں حضور آقائے دو جہان حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: "اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم"

میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کے پیچھے ہو گے راستہ پا لو گے) اور ظاہر ہے کہ ہر ستارے میں چمک اور روشنی ضرور ہے۔ تو ہر صحابی کا صاحبِ نور ہونا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو صحابہ کرام کے ساتھ محبت رکھنے والوں اور ان کے طریقہ پر چلنے والوں میں سے کرے۔ (آمین)

Marfat.com

ایک شخص نے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ آقا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدین کا حق اولاد پر کیا ہے ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ تیری جنت یا دوزخ ہیں۔ یعنی انکی فرمانبرداری میں جنت ملتی ہے اور انکی نافرمانی میں دوزخ میں داخل ہونا پڑتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جسے پسند ہو کہ اس کی عمر زیادہ ہو اور رزق میں زیادتی ہو تو وہ اپنے والدین کیساتھ احسان و نیکی کرے۔ اور صلہ رحمی کرے (کشف الغمہ صــ۲۱۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کو ایک دفعہ دیکھنا محبت کی نگاہ سے حج صبرو اور مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا آقا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ اگر کوئی ہر روز سَو دفعہ بھی دیکھ لے تو سو حج کا ثواب ملے گا' آپؐ نے فرمایا" ہاں " کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانے بیشمار ہیں اور اس سے پاک ہے کہ اس کی طرف نقصان کی نسبت کی جائے۔ (مشکوٰۃ صــ۴۲۱)

جو مسلمان اپنے اعمال نامہ میں حج مقبول کا ثواب لکھوانا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین کو محبت اور رحم کی نگاہ سے دیکھے اللہ پاک اپنے حبیب پاکؐ کے طفیل ہم سب کو اپنے والدین کا فرمانبردار بنائے۔ (آمین)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو تم میں سے قیامت کے دن اس کی پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے والا وہ ہوگا' جو مجھ پر دنیا میں زائد درود شریف پڑھنے والا ہوگا' آپؐ نے ارشاد فرمایا' جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو بار درود شریف پڑھا

Marfat.com

نور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک عظیم الشان نور ہوگا کہ اگر اس نور کو تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو انہیں کفایت کر جائے گا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر جمعہ کے دن دو سو مرتبہ درود شریف پڑھا تو دو سو سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (کنز العمال عن ابی ذر) حدیث شریف میں آیا ہے کہ کعب الاحبار رضؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی کہ تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تمہیں پیاس نہ لگے۔ عرض کیا جی ہاں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ میرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھا کرو۔ اسے اصبہانی نے نقل کیا ہے اور درِ مختار میں اصبہانی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔

" اسلام کی بنیاد جن پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے۔ درحقیقت انہی میں سارا دینِ مصطفےٰ موجود ہے۔ بشرطیکہ ان کو صحیح طور سے ادا کیا جائے اگر ایمان کامل کے ساتھ نماز۔ روزہ۔ زکواۃ۔ حج ہی کو ہم اچھی طرح ادا کرنے لگیں تو بخدا انہی سے ہمارے اخلاق بھی مہذب ہو جائیں گے۔ معاملات بھی درست ہو جائیں گے، اور دلوں کے کھوٹ بھی نکل جائیں گے مگر افسوس یہ ہے کہ ہم ان کو اچھی طرح ادا نہیں کرتے صرف نام کر دیتے ہیں تو ہمارا دین بھی برائے نام ہی ہوتا ہے۔ ان ہی باتوں کو اچھی طرح ادا کرنے کا نام دینِ مصطفےٰ ہے جس کو نامعلوم لوگوں نے کیا سے کیا سمجھ لیا ہے۔

فکر تمام اعمال سے افضل ہے! فکر اور سوچ تمام اعمال کی روح اور سب سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

یہ ارشاد " خلق الانسان من علق " کہ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا' ایسے مضمون پر مشتمل ہے جس کے اندر غور و فکر کی ضرورت ہے۔ تاکہ مخاطب کو اس کے ذریعہ سے وجود باری تعالیٰ کا علم قطعی اور پختہ یقین اور سچا ایمان حاصل ہو جائے اور ظاہر ہے کہ غور و فکر کے بعد جو ایمان و تصدیق حاصل ہو۔ وہ سرسری ایمان جیسا نہیں اسی حقیقت کی طرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا" تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سنۃ " کہ ایک ساعت کی غور و فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور ایک روایت میں ہے ' !

" خیر من عبادۃ الدھر " کہ زمانہ بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ جب انسان غور و فکر سے کام لیتا ہے تو اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ اور حق ظاہر و واضح ہو جاتا ہے اور جسقدر فکر گہرا ہو گا اسی قدر ایمان اور عقیدہ قوی ہو گا' اسی وجہ سے بعض بزرگوں نے اپنے مریدوں سے فرمایا ہے کہ میں تمکو وصیت کرتا ہوں کہ خلوت اور یکسوئی کیساتھ آئینہ فکر پر ہمیشہ نظر جمائے رکھنا اسی وقت تمہارے سامنے حق ظاہر ہو گا۔۔

الوجہ السادس والثلاثون فیہ دلیل علی ان الفکرۃ افضل الاعمال الی قولہ فہناک یبین لک الحق "۔

مصنف کی کتاب " انتخاب حدیث قول مصطفیٰ " جو انتخاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ذخیرہ ہے۔ ہر گھر میں مرد و عورت کے مطالعہ میں ضروری ہے ہر موضوع کی حدیث پاک اس کتاب میں پائیں گے ضرور خریدیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیکر ثواب عظیم حاصل کریں۔

Marfat.com

فضائل درود شریف

کوئی عمل ریاکاری کا قبول نہیں ہوتا۔

درود شریف کے بغیر دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کو درود شریف ایسا پسندیدہ ہے کہ تم اللہ کا نام کہاں تک لوگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار ہزار نام اللہ پاک کے لئے۔ درخت پر ایک جانور بیٹھا تھا اس نے چار ہزار نام اللہ تعالیٰ کے لئے۔ مولیٰ کے نام بے انتہا ہیں۔ غیر متناہی اجمال میں تفصیل رکھی ہے۔ اَللّٰھُمَّ۔ تم نے کہا سارے نام خدا کے لے لئے۔ اس وجہ سے سارے درودوں میں لفظ اَللّٰھُمَّ پہلے لگا ہوا ہے۔ درود شریف پڑھنے کا بیحد ثواب ہے درود شریف کے پڑھنے سے اللہ کے سارے نام لے لئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بھی اس میں ہو گئی۔

جو شخص درود شریف پڑھتا ہے۔ اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں جیسا کہ عام لوگ اپنی تعریف سننے سے خوش ہوتے ہیں۔ حضور بھی اپنی تعریف سننے سے خوش ہوتے ہیں! نہیں بلکہ آپ کا مدعا یہ ہے کہ میرا امتی درود شریف پڑھ کر خداوند تعالیٰ سے مرتبہ اعلیٰ پاتا ہے۔ یہ ہی باعث حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا ہے' ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص ایکہزار مرتبہ یومیہ درود شریف کا ورد رکھے گا تو میں اس کو اس شان سے لیجاؤں گا کہ جنت کا راستہ طے کرنے میں میرا اور اس کا کاندھا ملا ہوا ہو گا۔ ایسے ہزاروں امتی

Marfat.com

ہوں گے جنہوں نے دُنیا میں رہ کر۔ ایک ہزار مرتبہ یومیہ درود شریف کا ورد رکھا ہوگا بس یہ کمال ہے جس قدر درود شریف پڑھنے والے ہیں سب یہ سمجھیں گے کہ ہمارے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ قُرب ہوگا آپ کا۔

درود شریف کی فضیلت میں طبرانی کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بَلَغَ صَوْتُہٗ"

ترجمہ:۔ جہاں میں جس جگہ میرا اُمتی درود شریف پڑھتا ہے میں اپنے کان سے سنتا ہوں جو شخص درود شریف پڑھتا ہے فرشتہ اللہ پاک کے پاس پیش کرتے ہیں۔ پھر اللہ پاک فرماتا ہے۔ کہ اس بندہ پہ میرا سلام بھیجو اور درود شریف میرے حبیب پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سُنتے ہیں۔ مگر قواعد شاہی کے مطابق فرشتے مامور کیے گئے کہ پیش کیا کریں تاکہ گواہ ہو جاویں معلوم سب ہے یہ مرتبہ درود شریف کا ہے۔ بہت بڑا ثواب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کون کر سکتا ہے۔ سارا جہان مل کر تعریف کرے تو بھی حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ذرّہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتی بڑے بڑے کاملین حیران ہیں مگر کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ تعریف کر سکیں۔ جب خداوند تعالیٰ خود تعریف فرماتا ہے قرآن پاک میں اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

ترجمہ:۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درود و سلام بھیجو۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

(اور اے محبوب، ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)

Marfat.com

عظمت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

جس نے ایمان کی حالت میں خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں اس کا خاتمہ ہوا ہو اسے "صحابی" کہا جاتا ہے۔ تمام صحابہ کرامؓ میں سب سے افضل ترین صحابی امام الامت خلیفہ اول بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ وہ واحد صحابی ہیں جن کی چار نسلیں صحابی ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وہ صحابی ہیں جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کئے بغیر صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام جب انسانی شکل میں احکام خداوندی پہنچانے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے تھے تو اکثر ایک صحابی کی صورت میں تشریف لاتے تھے اور خوش نصیب صحابی کا نام حضرت دحیہ کلبیؓ ہے۔

حضرت زید بن حارثؓ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ وہ صحابی ہیں جنہوں نے موجودہ شہر قاہرہ کی بنیاد رکھی مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کو تقویٰ کی وجہ سے "شیخ الاسلام" کا خطاب دیا گیا۔

حضرت عثمان غنیؓ وہ خوش نصیب صحابی جو قرآن پاک کے سب سے پہلے حافظ ہوئے۔

جن صحابی کو اسلام کے پہلے شہید مرد ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ حضرت حارث بن ابی ہالہؓ ہیں۔

Marfat.com

حضرت سمیہؓ کو اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت عثمان غنیؓ وہ خوش نصیب صحابی جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ جنتی ہونے کی بشارت دی اور اپنی دو صاحبزادیوں حضرت ام کلثوم رضا اور حضرت رقیہؓ کا نکاح عثمان غنیؓ سے کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا "اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو سب ایک کے بعد ایک عثمان کے نکاح میں دیتا چلا جاتا۔"

دس خوش نصیب صحابہ کرامؓ کو خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی۔ انہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے ان دس صحابہ کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) خلیفہ اول بلافصل امام الامت سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) خلیفہ دوم۔ داماد علی خسر رسول سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) خلیفہ سوم۔ داماد رسول سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) خلیفہ چہارم۔ فاتح خیبر شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت بلال حبشیؓ وہ خوش نصیب صحابی ہیں۔ جنہیں اسلام کے پہلے مؤذن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جن صحابی کو اسلام کی حمایت میں پہلی تلوار بلند کرنے کی سعادت نصیب ہوئی وہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہؓ کو "سلطان الحدیث" کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت مصعب بن عمیرؓ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جو حضور اکرم کے ہم شکل تھے

حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے زمانے میں اسلام کی پہلی بحری فوج کی بنیاد پڑی۔

خلیفۂ دوم داماد علیؓ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں پولیس کا محکمہ قائم ہوا۔ سن ہجری کا آغاز ہوا۔ بیت المال قائم کیا گیا اور ایران فتح ہوا۔ مشہور صحابی حضرت حمزہؓ کو حضور اکرم ؐ نے "سید الشہدآ" کا لقب عطا فرمایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔"

ایک اور موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے صحابہؓ کی شان میں گستاخی نہ کرو۔ انہیں برا نہ کہو کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کر دے گا۔ کتنی ہی عبادت کرلے گا۔ ان کی بزرگی کا کچھ بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ	یہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی ترغیب سے مشرف بہ اسلام ہوئے اسلام لائے تو نوفل ابن خویلد نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ دونوں کو پکڑ کر ایک رسی میں

باندھ دیا۔ جرم یہ ہے کہ اسلام کیوں قبول کیا؟ اور حضور نبی کریم کے ساتھ عشق اور محبت اور اطاعت میں کیوں سرگرم رہے اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول پاکؐ کے ساتھ ساتھ محبت رسول پاکؐ پر بھی بہت زور دیا ہے اسی لئے صحابہؓ حضورؐ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ (سیرت النبی)

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	محض اس خطا پر کہ مسلمان ہو گئے تھے کفار انہیں سخت تکلیفیں دیتے تھے ہاتھ پیر باندھ کر کانٹے چھونے لگے میں رسی باندھ کر گھسیٹتے

مگر جذبۂ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ ع

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

آخرکار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں طفیل بن عبد اللہ سے خرید اور انہیں ان مصیبتوں سے نجات ہوئی (مشکوٰۃ الانوار)

Marfat.com

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی کی شخصیت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آقائے دوجہاں تاجدار مدینہ حضور سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں اپنی خداداد ذہانت و فراست اور علم وفضل کے اعتبار سے منفرد مقام رکھتی ہیں ان کے والد بزرگوار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور والدہ زینب ام رومان رضی اللہ عنہا تھیں۔ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفیق خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دین کے لئے اپنی بے لوث خدمات و جاں نثاری کی وجہ سے عہد رسالت خلافت راشدہ اور پوری اسلامی تاریخ میں نمایاں مقام و منصب رکھتے ہیں ان کا اصل نام عبداللہ لقب صدیق اکبر عتیق کنیت ابوبکر اور سلسلہ نسب عبداللہ بن ابی قحافہ سے عثمان ابن عامر بن عمر کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تک جاکر ساتویں پشت میں پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے قریش مکہ میں ایک ممتاز تاجر اور صاحب ثروت شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ زندگی میں چار نکاح کئے قتیلہ، ام رومان، اسما بنت عمیس، اور حبیبہ بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہم پہلی بیوی سے اسماء اور عبداللہ دوسری اہلیہ سے حضرت عائشہ اور عبدالرحمٰن تیسری بیوی سے محمد بن ابی بکر اور چوتھی بیوی سے ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ اپنے والد کی امارت اور خوشحالی کے باعث حضرت عائشہ نے بڑے ناز ونعم کے ساتھ پرورش پائی اور کمسنی سے ہی حسن صورت اور حسن سیرت کا نمونہ تھیں ان کا بچپن گلاب یا سمین کی طرح خوبصورت عہد شباب چاندنی کی طرح بے داغ اور وقعت ضعیفی ارباب صفا کی طرح صدق و پاکیزگی کا نمونہ تھا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب ۶۵ برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی انتہائی مخلص اور غمگسار رفیقہ

Marfat.com

کی جدائی نے مغموم کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کی وساطت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ان کی والدہ ام رومان تک پیغام پہنچا جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہ دل جان قبول کر لیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آگئیں۔ کاروانِ اسلام نے جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۷برس تھی۔ مدینہ آنے کے ایک سال بعد ماہ شوال ۲ھ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی۔ ۱۱ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور اس طرح نو سال کا عرصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں بحسن و خوبی گزارا۔ اور باوجودیکہ دوسری امہات المومنین موجود تھیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج مطہرات کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے محبوب پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور ذہنی وابستگی میں کوئی کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور تعلیمات کو عام کرنے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوری خلافت راشدہ اور اس کے بعد کے عہد میں عظیم الشان خدمات انجام دیں۔

انہوں نے ثابت کر دیا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی زندگی کی رفیقہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے پیغام انسانیت اور جادہ صداقت کو سمجھنے میں اتنی گہری دلچسپی لی تھی کہ دوسری مثال نہیں مل سکتی۔ خواتین ملت اسلامیہ کے لئے ان کی شخصیت اور سیرت حسنہ میں بڑا اسبق اور بلندی کردار کی راہنمائی موجود ہے۔

بڑے بڑے علما و فضلا ارباب علم و دانش دور و نزدیک سے آکر ان سے مسائل پر گفتگو کیا کرتے تھے خلفائے راشدین کے عہد میں ان کے فیض علم سے استفادے

Marfat.com

کے بیشمار واقعات موجود ہیں۔ ان کی اخلاقی جرأت کا یہ عالم تھا۔ کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی رعایت کے مطابق انہوں نے ایک بڑے صحابی کو ۵۶ھ میں مدینہ منورہ میں منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک خاص سیاسی تجویز وحمایت میں تقریر کرتے ہوئے اپنے حجرے میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے روک دیا تھا یہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رفاقت کا فیض و اعجاز تھا۔

ان کی پاکیزہ سیرت اور نیک نفسی کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ مدینہ منورہ میں اسحاق نامی ایک نابینا شخص ان سے دینی مسائل پر رائے لینے آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پردہ کرنے پر ٹوکا کہ ام المومنین میں تو نابینا شخص ہوں پھر مجھ سے کیا پردہ ضروری ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا میں تو نابینا نہیں ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان خوبیوں اور فضیلتوں کا بخوبی علم تھا چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا۔

جس طرح تمام کھانوں میں بہتر ثرید ہے۔

اسی طرح عورتوں میں بہتر عائشہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تقریباً ۴۰ سال تک بقید حیات رہیں۔ لیکن اپنی ذات خاص شان و شوکت راحت و آسائش اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مقرب اہلیہ ہونے کے واسطے سے سرکاری یا مالی مراعات حاصل کرنے کا گمان تک نہیں کیا۔ امیر وکبیر والد کی چہیتی بیٹی ہونیکے باوجود دوسری امہات المومنین کی طرح اپنے عظیم اور نامور شوہر کا عہد رفاقت عسرت و فلاکت میں گزار دیا۔ صرف ایک جوڑا کپڑوں کا ایک وقت میں میسر ہوتا اسے دھو دھو کر پہنتی رہتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو باریک ریشمی لباس مرغوب نہیں تھا موٹے

Marfat.com

کپڑے کا لباس زیب تن کرتیں البتہ جوڑے کو کبھی ارغوانی اور کبھی دوسرے رنگ میں رنگ لیتیں۔ ایک بار ان کی بھتیجی حفصہ باریک دوپٹہ پہن کر آئیں تو حیا اور پردے کا مقصد اس سے پورا نہیں ہو رہا تھا۔ دیکھ کر بہت خفا ہوئیں موٹے کپڑے کا دوپٹہ لا کر سر پہ ڈال دیا اور سورہ نور پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ہدایت یاد دلائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام مبارک میں عائشہ کے لفظی معنی "زندہ جاوید" کے ہیں اور صدیقہ ان کا لقب ہے انہوں نے جتنی بڑی تعداد میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحت و صداقت کے ساتھ تعلیمات اسلامی کو ملت مسلمہ تک پہنچانے کا درجہ حاصل کیا ہے۔ وہ بیمثال اور ان کے فیض علم، وسعت۔ نظری اور کشادہ دلی کا نمونہ ہے۔ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت پر انہوں نے جو خطبات دیئے وہ فصاحت بیان اور بلاغت زبان کا شاہکار کہے جا سکتے ہیں مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ کے سفاکانہ قتل کی خبر سن کر وہ فرط غم سے تڑپ اٹھیں۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمایا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہ ہیں کہ جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ پھر ام المومنین نے ہی فرمایا" امت میں سب زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور خدائے قدوس سے سب سے زیادہ ڈرنے والے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت زید بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خبر سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شدت غم سے نڈھال ہو گئیں اگلے دن اس عالم میں روضہ منورہ پر پہنچیں کہ قدم لڑکھڑا رہے تھے چادر تک نہ سنبھل رہی تھی حبیب خدا نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے قریب پہنچ کر نہایت دل شکستہ لہجہ میں مخاطب ہوئیں۔

اے نبی اور ہادی! آپ پر لاکھوں سلام! ابو القاسم آپ پر سلام! آقا یا رسول اللہ آپ پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام! میں آپ کے محبوب ترین عزیز کی موت کی خبر سنانے آئی ہوں واللہ وہ شہید ہو گیا جو ایمان لایا اور عہد میں پورا اترا اور جس کی بیوی افضل

Marfat.com

ترین عورت تھی۔ حکایات چشتیہ میں کتاب استیعاب کے حوالے سے مذکور ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقائے خاص کی جدائی کا سخت حزن و ملال تھا، چنانچہ ایک موقعہ پر یہ تاریخی اہمیت کا حکیمانہ تبصرہ فرمایا تھا۔

اب عرب جو چاہیں کریں کوئی انہیں روکنے والا باقی نہیں رہا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے سے چند روز قبل کا واقعہ ہے کہ انہوں نے طبیعت زیادہ ناساز ہونے کے بعد دوسری ازواج مطہرات سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام کرنے کی رضامندی حاصل کر لی تھی۔ اسی دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ مسلمانوں کی نماز کی امامت کرنے کی ہدایت فرمائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں وصال ہوا اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔

عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے منبر پر کھڑے ہو کر گواہی دی اور یہ الفاظ کہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ ہیں۔

خیر القرون قرنی والی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے ابتدائی دور کے برتر ہونے کا جو اظہار کیا ہے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور حکومت میں ہونے والی خانہ جنگی اور نسلی اور علاقائی امتیازات کی کشمکش سے اس کی تصدیق ہونا شروع ہو گئی تھی چنانچہ ہشام بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت اپنے والد سے اور ان کے والد عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ وہ لبید متوفی ۴۱ھ کا یہ شعر شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ایک سال بعد اور شہادت علی رضی اللہ عنہ سے چار برس قبل کے زمانے میں پڑھتیں۔

ذہب الذین یعاش فی اکنافہم   ولقیت فی خلف کجلد الاجرب

Marfat.com

پھر فرمائیں خدا لبید پر رحم کرے جن لوگوں کے درمیان ہم رہ رہے ہیں اگر لبید ان کا زمانہ پالیتا تو خدا جانے اس کی کیا حالت ہوتی۔ اس واقعہ کے پورے پچاس برس بعد ۹۱ھ میں وفات پانے والے عروہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے۔ خدائے بزرگ و برتر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنی رحمتوں سے نوازے اگر وہ ان لوگوں کا زمانہ پالیتیں جن کے درمیان ہم رہ رہے ہیں تو خدا جانے ان کی کیا کیفیت ہوتی۔ بہر حال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسلمانوں کی سیاسی کشمکش اور باہمی آویزش کے بڑے نازک اور عبرت ناک مناظر بچشم خود دیکھے اور نہایت پر آشوب دور میں دینی و دنیاوی معاملات میں تعلیمات قرآنی اور اقوال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یاد دلا کر ملت اسلامیہ کی صحیح رہنمائی کرتی رہیں۔

۵۸ھ میں رمضان المبارک کی ۱۷ ار تاریخ کو (روایات میں اختلاف ہے) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ اور ان کی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں دفن کیا گیا یہ وہی مقام مقدس ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ دو قبرستان ایسے ہیں جن کی روشنی آسمان پر اس طرح پڑتی ہے کہ جیسی چاند سورج کی روشنی زمین پر۔ ایک قبرستان بقیع، دوسرا قبرستان عسقلان۔

اکابر صوفیہ کا یہ قول کتب تصوف میں نظر سے گذرا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور دیگر بزرگان دین کو ایصال ثواب کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یاد رکھنا ضروری اور پسندیدہ ہے بلکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایصال ثواب کے وقت نام لینا مناسب ہے۔

Marfat.com

تاریخ کی روشنی میں عدلِ اسلامی کا ایک ورق

یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کا بدترین دور بھی عوام کیلئے مغرب کے بہترین دورِ حکومت سے کہیں بہتر رہا ہے۔ خصوصاً اسلامی دور جس چیز میں ہر زمانہ میں ممتاز رہا ہے وہ امیر وغریب کو جلد از جلد انصاف مفت مہیا کرنا ہے اس دور میں نہ وکیل ہوتے تھے نہ کسی کو کسی قسم کی سرکاری فیس ادا کرنا ہوتی تھی۔ قاضی سائلوں سے ایسی ہمدردی سے پیش آتے تھے جیسے کوئی مہربان باپ اپنے بیٹے کے ساتھ پیش آتا ہے مگر وہ انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔

تاریخ طبری میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازاروں میں چکر لگایا کرتے اور اس دوران قرآن پڑھتے رہتے کوئی اختلاف یا جھگڑا دیکھتے تو اس کا فیصلہ وہیں فرما دیتے۔

یعنی لوگوں کو عدالت جانے کیلئے تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ جہاں جھگڑا ہوا فیصلہ کرنے کیلئے عدالت عالیہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ نہ وکیل کی ضرورت ہوتی نہ عرضی لکھنے کی حاجت اور کورٹ فیس کا تو ذکر ہی کیا۔

خلافت راشدہ سے لیکر مغلیہ دور تک انصاف جلد اور بآسانی مہیا ہوتا رہا۔

شبلی نعمانی "الفاروق" میں لکھتے ہیں "آج کل مہذب ملکوں نے انصاف اور دادرسی کو ایسی قیود میں جکڑ دیا ہے کہ دادخواہوں کو دعوے سے باز آجانا اس کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصول اس قدر سہل اور آسان تھے کہ انصاف کے حاصل کرنے میں ذرا بھی دقت پیش نہ آتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا خیال رہتا تھا عدالت کے لئے خاص عمارتیں نہیں بنوائیں بلکہ مسجدوں پر اکتفا کیا گیا کیونکہ مسجد کے مفہوم میں جو تعلیم اور اجازت عام تھی وہ اور کسی عمارت میں پیدا نہیں ہو

Marfat.com

سکتی. مقدمات کے رجوع کرنے میں کوئی صرف برداشت نہیں کرنا پڑتا تھا. عدالت کے دروازے پر کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہ تھی تمام قضاۃ کو تاکید تھی کہ جب کوئی غریب محض مقدمہ کا فریق بن کر آئے تو اس سے نرمی اور کشادہ روی سے پیش آئیں تاکہ اظہار مدعا میں اس پر مطلق خوف کا اثر نہ ہو۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدعا علیہ کی حیثیت سے زید رضی اللہ عنہ نے تعلیم دی. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ تمہارا پہلا ظلم ہے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زیدؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل سمجھے جا سکتے "قضاۃ، اور ان کی کاروائیوں کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس قسم کے اصول اختیار کئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے عہد خلافت سے دور بنی امیہ تک قضا عموماً ظلم اور ناانصافی کے الزام سے پاک رہی غیر مسلم اور غیر مذہب والوں کو اجازت تھی کہ آپس کے مقدمات کا فیصلہ کر لیا کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازاروں میں گشت لگایا کرتے تھے اور مقدمات کا فیصلہ وہیں موقعہ پر کر دیا کرتے تھے آپ کی یہ سنت بعد میں بھی بہت سے خلفاء اور قضاۃ نے برقرار رکھی اس سلسلہ میں مشہور تابعی قاضی یحییٰ کے واقعات زیادہ مشہور ہیں طبقات ابن سعد میں موسیٰ بن بسیار کا بیان ہے "اس نے قاضی یحییٰ کو گلیوں اور بازاروں میں فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن بسا اوقات وہ سواری پر راستہ چلتے ہوئے، اس حالت میں اگر دو فریق آجاتے تو سواری روک کر کھڑے کھڑے فیصلہ کر دیتے۔

مذکورہ بالا مختصر بیان سے ناظرین کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اسلامی حکومت میں انصاف مفت اور فوراً ملنا لازمی امر ہے جس معاشرے یا نظام میں ایسا ہو وہاں نہ تو مزدور کو ہڑتال کرنے کی ضرورت رہتی ہے، نہ جلوس وغیرہ نکالنے کی تکلیف کرنا پڑتی ہے نہ خون خرابہ ہوتا ہے اور نہ ہی پیداوار میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے ایک اکیلا ملازم یا مزدور بھی بڑے سے بڑے سرمایہ دار ہی کو نہیں سربراہ مملکت تک کو بھی عدالت میں کھینچ کر لا سکتا اور انصاف طلب کر سکتا ہے۔

Marfat.com

نعت شریف

وہ ذاتِ مصطفےٰ آئینۂ ذاتِ خدائی ہے!
انہی کے نور سے خالق نے سب خلقت بنائی ہے

انہی کے در کا صدقہ بٹ رہا ہے بزم عالم میں
یہ داتا ہیں انہی کے در پہ منگتا سب خدائی ہے

منور رخ، معطر زلف ہے دلکش ہر ادا انکی
محمد مصطفےٰ کی ذات میں کیسی زیبائی ہے

خدا نے بخش دی ان کو حکومت سارے عالم کی
جہاں کے ذرہ ذرہ پہ انہی کی شہنشاہی ہے

اگرچہ تھا جہنم کے میں لائق پہ مرے آقا!
مجھے فردوسِ جنت میں تری رحمت لے آئی ہے

ترا نور تجلا ہے ترے رخسار کی ضو ہے
کہ جس کی ضو فشانی سے یہ دنیا جگمگائی ہے

ترے فیضِ نظر سے وہ بدل جائیگی نیکی میں
مرے اعمال نامے میں اگر کوئی برائی ہے

انہی کے حسنِ صورت کی چھڑی ہیں ہر طرف باتیں
انہی کے حسن صورت پہ زمانہ سب فدائی ہے

ہماری مغفرت کے واسطے کافی ہے قاسم وہ
جو ہم کو مردہ کون و مکاں سے آشنائی ہے

از احمد حسین قاسم - کوٹلی آزاد کشمیر

Marfat.com

طوافِ کعبہ کی آرزو ہے دیارِ آقا کی جستجو ہے
ہے دیکھنا مصطفیٰ کا روضہ چلو مدینے چلو مدینے

(نوابزادہ سید محمد اقبال الدین دہلوی، لاہور)

یہ آرزوؤں کا ہے تقاضا چلو مدینے چلو مدینے
ہے قلبِ مضطر کی یہ تمنا چلو مدینے چلو مدینے

طوافِ کعبہ کی آرزو ہے دیارِ آقا کی جستجو ہے
ہے دیکھنا مصطفیٰ کا روضہ چلو مدینے چلو مدینے

فلک پیامی فلک سلامی مبارک اے زائرانِ نامی
ہے نورِ ارض و سما میں برپا چلو مدینے چلو مدینے

فرشتے جنت سے آ رہے ہیں ملائکہ مل کے گا رہے ہیں
ہے طائرِ سدرہ کا یہ نغمہ چلو مدینے چلو مدینے

اگر ہے ذوقِ طوافِ کعبہ تو سر پہ رکھ کر غلافِ کعبہ
دعا کرو حاجیانِ کعبہ چلو مدینے چلو مدینے

ازل سے دیوانۂ عرب ہوں غبارِ راہِ حبیبِ رب ہوں
بسا ہے سر میں مرے یہ سودا چلو مدینے چلو مدینے

عبث ہے دل میں خیالِ دوری قدم اٹھاتے ہی ہے حضوری
ہے سامنے روضۂ معلیٰ چلو مدینے چلو مدینے

جہاز کے بادباں اڑا دو سفینہ بحرِ عرب میں لاؤ
حدِ وطن سے کرو کنارا چلو مدینے چلو مدینے

ملال زادِ سفر ہے ناحق کہ ہے خدا کارسازِ مطلق
اٹھو اٹھو جلد اب خدارا چلو مدینے چلو مدینے

یہاں ہے کعبہ وہاں ہے روضہ یہ گھر خدا کا وہ گھر نبی کا
یہاں وہاں ہے خدا کا جلوہ چلو مدینے چلو مدینے

عزیزو دم ہے ابھی تو دم میں گذار دو زندگی حرم میں
حیاتِ فانی کا کیا بھروسہ چلو مدینے چلو مدینے

لٹا دو یہ کائنات ساری درِ نبی کے بنو بھکاری
نکال دو دل سے حبِ دنیا چلو مدینے چلو مدینے

لگی ہے دُھن وادیٔ حرم کی نہیں ذرا فکر کیف و کم کی
یہی ہے ورد و وظیفہ اپنا چلو مدینے چلو مدینے

وہیں زمیں بوس ہے زمانہ وہیں نبی کا ہے آستانہ
وہی ہے اصلی وطن ہمارا چلو مدینے چلو مدینے

Marfat.com

سلام

(صاحبزادہ سید محمد اعزاز الدین رضا دہلوی)

سلام اے صدرِ ایوانِ رسالت یا رسول اللہ — سلام اے بدرِ افلاکِ نبوت یا رسول اللہ
سلام اے مطلعِ انوارِ قدرت یا رسول اللہ — سلام اے منبعِ انہارِ وحدت یا رسول اللہ
سلام اے تاجدارِ عرشِ عظمت یا رسول اللہ — سلام اے نوبہارِ خلد و جنت یا رسول اللہ
سلام اے غمگسارِ دین و ملت یا رسول اللہ — سلام اے رازدارِ حالِ امت یا رسول اللہ
سلام اے جامعِ صدق و دیانت یا رسول اللہ — سلام اے شافعِ روزِ قیامت یا رسول اللہ
سلام اے ہادیِ اقوام و ملت یا رسول اللہ — سلام اے ہادیِ ابنائے امت یا رسول اللہ
سلام اے آفتابِ نورِ ظلمت یا رسول اللہ — سلام اے ماہتابِ طورِ رفعت یا رسول اللہ
سلام اے صاحبِ وحی و شریعت یا رسول اللہ — سلام اے واہبِ ملک و حکومت یا رسول اللہ
سلام اے حاملِ بارِ امانت یا رسول اللہ — سلام اے حاملِ رشد و ہدایت یا رسول اللہ
سلام اے ظلِ رب اے ابرِ رحمت یا رسول اللہ — سلام اے عینِ احساں عینِ راحت یا رسول اللہ
سلام اے محسنِ اربابِ حاجت یا رسول اللہ — سلام اے مونسِ ہر بے بضاعت یا رسول اللہ
سلام اے قلزمِ جود و سخاوت یا رسول اللہ — سلام اے مجمع البحرینِ رحمت یا رسول اللہ
سلام اے صاحبِ قرآں سلام اے ہادیِ دوراں — سلام اے ناشرِ احکامِ وحدت یا رسول اللہ
سلام اے آنکہ حجِ کعبہ جس نے فرض فرمایا — سلام اے رہبرِ حج و زیارت یا رسول اللہ
سلام اے زائرانِ روضہ و حجاج کے آقا — سلام اے والیِ عشاقِ ملت یا رسول اللہ
سلامی کے لئے حجاج لاکھوں چل کے مکے سے — ہوئے ہیں حاضرِ دربارِ رحمت یا رسول اللہ
سلام اپنے غلاموں کے بإکرام و عطا سنئے — سمجھئے سب کو حقدارِ شفاعت یا رسول اللہ

Marfat.com

تصدق زائرانِ بزمِ انور کے سلاموں کا — ہو ان غلام پہ بھی چشمِ رحمت یارسول اللہ
سلامی کی تمنا جو لئے سینوں میں بیٹھے ہیں — ابھی تک ہیں جو محرومِ زیارت یارسول اللہ
سلامی کے لئے یہ دورافتادہ بھی مضطر ہے — زمیں بوسی کی ہے اس کو بھی حسرت یارسول اللہ
روانہ قافلے سوئے مدینہ ہوتے رہتے ہیں — ہے محوِ یاس یہ برگشتہ قسمت یارسول اللہ
نہ زادِ راہ رکھتا ہوں نہ مال و زر ہے پاس اپنے — عیاں ہے آپ پہ سب میری حالت یارسول اللہ
دلِ ناشاد کو پھر آستاں بوسی کا ارماں ہے — ہے پھر مجھکو تمنائے زیارت یارسول اللہ
طلب فرمائیے دربار میں پھر اس بھکاری کو — حضوری کی عطا ہو پھر زیارت یارسول اللہ
خدارا اس غلامِ نعت گو کی التجا سُنئے — خدارا کیجئے اس کی اعانت یارسول اللہ

لبِ اعزاز سے سُنئے اعزاز کی اس گذارش کو
اعزاز کو دیجئے تازہ بشارت یارسول اللہ

سلام

(صاحبزادہ سید محمد اعزاز الدین دہلوی)

بحضور شہنشاہِ دو عالم، محبوبِ العالمین، احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حمیدٌ مجیدٌ ولیٌ امام صلی اللہ علیٰ العظیم معلّٰی مقام
محمد کہ ہیں حاملِ کُلِّ نظام علیہ وسلم شہنشاہِ عالم ہیں اُن کے غلام

پڑھو مومنو تم بصد احترام
رسولِ خدا پہ درود و سلام

وہ صٓ، وہ قاف قٓ، وہ نونٓ وفہیم صلی اللہ وہ محبوبِ رحمٰن وہ طٰسین میم
وہ منصور و فتّاح وبیک رحیم وآلہ وسلم جمیلُ الشّیَم ہیں الف لام میم

پڑھو مومنو تم بصد احترام
رسولِ خدا پہ درود و سلام

Marfat.com

حقیقی مبشّر مبیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہنشاہ دینِ متیں ہیں حضور
قریبٌ من المحسنیں ہیں حضور نگاہوں میں ہیں دلنشیں ہیں حضور

پڑھو مومنو تم بصد احترام
رسولِ خدا پہ درود و سلام

وہ محمود احمد وہ سیّد رشید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ طاسین وطٰہٰ وہ شاھد شہید
وہ حمٓ طیّبٌ سلامٌ وحید صفیُّ الغفورؒ قدیم المجید

پڑھو مومنو تم بصد احترام
رسولِ خدا پہ درود و سلام

خطیبُ الحقیقتُ بلیغ البیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رقیبُ الطریقتُ فصیحُ لسان
قسیمٌ وسیمٌ صبورالجنان محلِّل محرّم مقیتُ الثان

پڑھو مومنو تم بصد احترام
رسولِ خدا پہ درود و سلام

شفیع الوریٰ خلق کے کارساز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائی کے رہبر اے شاہِ حجاز
ہے اعزاز بھی ہر ہوں سوز وگداز جبیں کو ملے اس کی کوئے حجاز

پڑھو مومنو تم بصد احترام
رسولِ خدا پہ درود و سلام

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تشریح:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیۃ میں فرمایا ہے کہ اے محبوب آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ جو دین اور کتاب میں لے کر آیا ہوں اس میں شک وشبہ نہیں ہے جو اس سے ہدایت پائے گا وہ اپنے ہی جان کے لیے پائے گا اور اپنا آپ فائدہ اٹھائے گا۔ اور جو اس کو نہ مانے گا اور گمراہ کا گمراہ ہی رہے گا اس کا وبال اُسی کی گردن پہ ہوگا۔

Marfat.com

نعت

(سید اعزاز الدین دہلوی)

تھا دلوں میں کسی کے نہ ایمان جب
ہر طرف کفر کی چھائی تھیں بدلیاں
انساں انسانیت سے بہت دور تھا
ظلم و عصیاں کا چاروں طرف شور تھا
اک خدا کے عوض سینکڑوں تھے خدا
حد سے جب بڑھ گئیں کفر کی ظلمتیں
بارہ تاریخ کو آمنہ رضی اللہ عنہا کا مکاں!
نورِ حق سے منور ہوا کل جہاں
ہر طرف سے اُٹھا شورِ صلِ علےٰ
غل ہوا لائے تشریف شاہِ ھُدا
سب ملائک نے مل کر خوشی میں کہا
نور سے خلق معمور ہونے لگی
قصرِ کسریٰ کے چودہ کنگورے گرے
سارے گلشن پہ رنگِ بہار آگیا
دور بزمِ جہاں سے اندھیرا ہوا
نورِ حق نے زمانے کا بدلا چلن
اُن کی چشمِ کرم کام کرنے لگی
ان کی پرتو سے ذرّے بنے آفتاب
الغرض کفر سے پھر ہوئے معرکے
حق کی آواز سے گونج اٹھا جہاں
جن کی آمد بنی رحمتوں کا پیام
ربِّ اکبر کو بھولے تھے انساں جب
اور رقصاں تھیں ہر سمت تاریکیاں
اپنی قوت پہ نازاں تھا مغرور تھا
اُس کا جینا تھی مشکل جو کمزور تھا
کس قدر گمرہی میں یہ انسان تھا
جوش میں آئیں اللہ کی رحمتیں
یک بیک بن گیا رشکِ صد آسماں
سارے تاریک گوشے ہوئے ضوفشاں
لرزہ ایوانِ باطل پہ طاری ہوا
ہونے والا ہے اب کفر کا خاتمہ
ربِّ سلّم علیٰ سیّد الانبیاء
ظلمتِ کفر کا نور ہونے لگی
اہلِ فارس کے آتش کدے بجھ گئے
ہر فسردہ کلی پہ نکھار آگیا
چمکا مہرِ عرب تو سویرا ہوا
جو پجاری تھے بُت کے بنے بُت شکن
دشمنی دوستی سے بدلنے لگی!
گُل تو گُل، خارِ صحرا پہ آیا شباب
قافلے اہلِ ایماں کے آگے بڑھے
کفر اور شرک کی چھٹ گئیں بدلیاں
اے اعزاز ان کو لاکھوں درود و سلام

Marfat.com

دیکھئے کس حسن سے آتا ہے نوشہ نور کا

(از جناب سید محی الدین صاحب دہلوی)

پشت پر مہرِ نبوت سر پہ سہرا نور کا
دیکھئے کس حسن سے آتا ہے نوشہ نور کا

نور کا ہر بام و در ہے گوشہ گوشہ نور کا
ہے دیارِ مصطفےٰ میں ذرہ ذرہ نور کا

گنبدِ خضرا ہے وہ سرچشمۂ حسن و جمال
جالیوں سے آج بھی بہتا ہے دریا نور کا

کم نہیں جنت سے جلووں میں مدینے کی زمیں
نور کی ہے ہر گلی ہر ایک کوچہ نور کا

آرہی ہے یہ عرب کے ریگزاروں سے صدا
مژدہ باد اہلِ جہاں آیا زمانا نور کا

بجھ گئے ہر سمت معبودانِ باطل کے چراغ
رفعتِ باراں پہ جب خورشید چمکا نور کا

ہے رگ و پے میں یہ آکر کس کی الفت موجزن
پھوٹتا ہے ہمارے دل سے چشمہ نور کا

ظاہری آنکھیں نہ لا کر تاب جھک جاتی ہیں خود
دل کی آنکھیں دیکھ لیتی ہیں اشارہ نور کا

المدد اے جذبِ دل جوشِ عقیدت المدد
کعبۂ دل میں اٹھا لاؤں نہ زینہ نور کا

ہر قدم پر سجدے کرتی ہیں نگاہیں شوق کی
دیکھا ہے جس دن سے وہ نقشِ کفِ پا نور کا

چاند سجدے میں گرے جھک جائے تاروں کی جبیں
آج بھی گر دیکھ لیں وہ رخِ زیبا نور کا

ساکنانِ عالمِ بالا ہوں یا اہلِ زمیں
اہلِ نسبت میں ہوا کرتا ہے چرچا نور کا

دونوں عالم آج تک ہیں غرقِ دریائے جمال
وادیٔ بطحا میں کب چمکا تھا تارا نور کا

کیا ہو وصفِ چار یار و پنجتن اب اے محی الدین
اک رباعی نور کی ہے ایک خمسہ نور کا

Marfat.com

اعزاز ربیع الاول شریف ہے

ہے عید ولادت عالم میں آغاز ربیع الاول ہے
محبوب خدا کی نسبت سے اعزاز ربیع الاول ہے

عشاق نبی پاک ہیں شیدائی، ہے خلق میں جلوہ آرائی
کتنا دلکش، محبوب و حسیں انداز ربیع الاول ہے

پھولوں میں مہک سینوں میں مہک تاروں میں چمک ذکروں میں مہک
جاں بخش و ضیا بخش جہاں اعجاز ربیع الاول ہے

بجوں ہیں جہاں میں حور و ملک، تسبیح بلب ہیں ارض و فلک
ہر زمزمہ مرغ سدرہ، آواز ربیع الاول ہے

وہ پردہ جو انداز وحدت آنکو ہے باشان و شوکت
ہر ستر خفی، ہر رمز جلی ہمراز ربیع الاول ہے

خوشبو سے معطر ہیں دو جہاں، فردوس بکف ہیں کون و مکان
کون کے گوشہ گوشہ میں اعزاز ربیع الاول ہے

ہے ورد زباں سبحان اللہ، ہر لب پہ ہے شور صل علیٰ
تکبیر کی دھن میں نغمہ سرا، ہر ساز ربیع الاول ہے

جنت سے فرشتے آتے ہیں، انوار ملک برساتے ہیں
عشاق نبی پاک پر آئینہ، ہر راز ربیع الاول ہے

ہر منکر تعظیم احمدؐ، ہے مورد قہر و غیض احد
ایماں کے شرف سے بے بہرہ غماز ربیع الاول ہے

لاریب کہ ہے میلاد نبیؐ محبوب مجھے مثل رجبی
سینہ میں مرے ہر آن ضیا اعزاز ربیع الاول ہے

یا حبیب خدا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

مجھ گناہ گار کا تو ہی ہے آسرا
یا حبیب خدا یا رسول خدا

نام میری زباں پر ہے ہر دم ترا
یا حبیب خدا یا رسول خدا

توشۂ دو جہاں ہے حبیب خدا
بن کے سائل میں آیا ہوں در پہ ترے

صدقہ حسنینؓ کا کر دو کچھ تو عطا
یا حبیب خدا یا رسول خدا

گھیر رکھا ہے رنج و الم نے مجھے
تیری چشم کرم مجھ کو درکار ہے

تو ہے مشکلکشا تو ہے خیر الوریٰ
یا حبیب خدا یا رسول خدا

شتاق تیری جدائی ہے مجھ پر بہت
یا نبیؐ پاس اپنے بلا لو مجھے!

آرزو ہے کہ دیکھوں میں روضہ ترا
یا حبیب خدا یا رسول خدا

Marfat.com

محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(سید محمد اعزاز الدین دہلوی)

دل برباد کو ہم اس طرح آباد کرتے ہیں
حبیبؐ کبریا کی یاد سے دل شاد کرتے ہیں

جو اپنا دل نبی پاک کے ذکر سے آباد کرتے ہیں
خدا کے خاص بندے ہیں خدا کو یاد کرتے ہیں

مصیبت میں جہاں لیتے ہیں نام پاک حضور کا
تو پھر سرکار عالیجاہ خود امداد کرتے ہیں

نصیبے کے سکندر ہیں نبی پاک کو چاہنے والے
خدا کے دوست ہیں جو محفل میلاد کرتے ہیں

نبی پاکؐ کو خواب میں دیکھا جو ایکدن مرد صالح نے
تو پوچھا وہ ہیں کیسے لوگ جو میلاد کرتے ہیں

تو فرمایا نبی پاکؐ نے ہیں یہ سب سامان الفت کے
ہم انکے ہوتے ہیں مہمان جو ہمکو یاد کرتے ہیں

جہاں پہ ذکر میلاد نبی پاکؐ اعزازؔ ہوتا ہے
وہاں سرکار خود جاکر ہر اک کو شاد کرتے ہیں

سلہ اب اعزاز کی رب تبارک وتعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ یا الٰہی مجھ کو اپنی اور میرے آقا رسول سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید الاولین والآخرین سرتاج الانبیاء محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی ایسی سچی محبت عطا فرما کہ زندگی کا ہر لمحہ یاد الٰہی اور یاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرے اور اے اللہ مجھ کو دین و ایمان کی سلامتی پر قائم رکھیو اور یا الٰہی مجھ کو اس دنیا کی مکروہات اور شیطانی وسوسوں سے بچائے رکھیو۔ یا الٰہی اپنے اس گناہگار بندے کی اس دعا کو شرف قبولیت مرحمت فرمائے گا۔

یا الٰہی مقصد یہ ہے میری زندگی کا
میں عاشق زار رہوں نبی پاکؐ کا

یا الٰہی جس دن ہو زیارت مدینہ
حاصل ہوا مقصد وہ میری زندگی کا

Marfat.com

افتخارِ کونین، رحمتِ دارین حضور رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی وقار میں اُمت کا سلام نیاز

ہوں خدایا! سیدِ ابرار پہ لاکھوں سلام

(صاحبزادہ سید محمد اعزاز الدین دہلوی)

نور ریز داں، منبع البرکات پہ لاکھوں سلام
اُن کے اخلاق، اُن کے ارشادات پہ لاکھوں سلام

شافعِ کل، ارفع الدرجات پہ لاکھوں سلام
تاجدارِ بزمِ موجودات پہ لاکھوں سلام

ہوں خدایا! سید الابرار پہ لاکھوں سلام
روز و شب ہوں احمدِ مختار پہ لاکھوں سلام

راہِ حق کے کارواں سالار پہ لاکھوں سلام
نورِ ذاتِ ایزدِ غفار پہ لاکھوں پہ سلام

افتخارِ جملہ مخلوقات پہ لاکھوں سلام
ہوں محمد مصطفےٰ کی ذات پہ لاکھوں سلام ۔

ہوں درودوں کی نچھاور مصطفےٰ پہ روز و شب
روضۂ انور پہ برسیں رات دن انوارِ رب

عرش سے ہر سلامی آئیں قدسی باادب
دست بستہ یوں کہیں عشاق ملکر سب کے سب

لو سلام اُمت کا اپنی اے شہِ کون و مکاں
لو سلامِ عاشقاں اے تاجدارِ انس و جاں

لو غریبوں کا سلام اے خسروِ عرش آستاں
روز و شب وقفِ سلامی ہیں زمین و آسماں

افتخارِ جملہ مخلوقات پہ لاکھوں سلام
ہوں محمد مصطفےٰ کی ذات پہ لاکھوں سلام

واسطہ اصحابؓ و اہلبیتؑ کا، انصارؓ کا
واسطہ یارب! وقارِ عترتِ اطہارؑ کا

واسطہ سب اولیاء اللہ کا، اخیارؒ کا
تا درِ محبوبؐ پہنچا دے سلامِ ابرار کا

یا رسول اللہ! سنیئے التجاءِ ہر غلام
سُنئے آہِ بیکساں، سلطانِ دیں، خیر الانام

امن کی نعمت عطا فرمائیے ہر صبح و شام
انتظامِ خیر و برکت کیجیے مُحسن کر سلام

افتخارِ جملہ مخلوقات پہ لاکھوں سلام
ہوں محمد مصطفےٰؐ کی ذات پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

سلام بحضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام (صاحبزادہ سید محمد محی الدین دہلوی)

عاشقِ ربِ ذوالکرام تم پہ ہزار ہا سلام | حق کے حبیبِ مصطفیٰ تم پہ ہزار ہا سلام
صاحبِ جاہ و احترام تم پہ ہزار ہا سلام | خاصۂ ربِ کبریا تم پہ ہزار ہا سلام
ہادیِ بزمِ خاص و عام تم پہ ہزار ہا سلام | زینتِ خلوتِ دنیٰ، تم پہ ہزار ہا سلام
مخزنِ رحمتِ دوام تم پہ ہزار ہا سلام | مرکزِ رحمتِ خدا تم پہ ہزار ہا سلام
عرش نشیں، جناں مقام تم پہ ہزار ہا سلام | عرش نشیں، جناں مقام تم پہ ہزار ہا سلام
سرورِ دیں، شہِ انام تم پہ ہزار ہا سلام | سرورِ دیں، شہِ انام تم پہ ہزار ہا سلام

تا بہ نمودِ صبح و شام تم پہ ہزار ہا سلام | تم سے جہانِ حسن و عشق جنتِ روزگار ہے
ہوں بخلوص و احترام تم پہ ہزار ہا سلام | گلشنِ بزمِ کائنات تم سے سدا بہار ہے
کرتے رہیں سدا غلام تم پہ ہزار ہا سلام | ذکر تمہارا خلق میں خلق کے تاجدار ہے
صبح و مسا علی الدوام تم پہ ہزار ہا سلام | تم پہ درود اور سلام خلق میں بار بار ہے
عرش نشیں، جناں مقام تم پہ ہزار ہا سلام | عرش نشیں، جناں مقام تم پہ ہزار ہا سلام
سرورِ دیں، شہِ انام تم پہ ہزار ہا سلام | سرورِ دیں، شہِ انام تم پہ ہزار ہا سلام

مہرِ عرب، مہِ عجم تم پہ ہزار ہا سلام | ملتِ بے قرار کو امن و اماں نصیب ہو
جلوۂ حسن آفریں تم پہ ہزار ہا سلام | تم ہو ذرا جو مہرباں، شاد ہر اک غریب ہو
خاتمِ جملہ مرسلیں تم پہ ہزار ہا سلام | دور ہیں تم سے ہم غلام تم تو مگر قریب ہو
شاہدِ قدس بالیقیں تم پہ ہزار ہا سلام | لطف ہمارے حال پہ بہرِ خدا حبیب ہو
عرش نشیں، جناں مقام تم پہ ہزار ہا سلام | عرش نشیں، جناں مقام تم پہ ہزار ہا سلام
سرورِ دیں، شہِ انام تم پہ ہزار ہا سلام | سرورِ دیں، شہِ انام تم پہ ہزار ہا سلام

تم پہ نثار جان و دل، در پہ بلائیے ہمیں | گنبدِ سبز کی بہار اللہ دکھائیے ہمیں
آب و ہوا مدینہ کی صرف ہے چاہیے ہمیں | سن کے سلام، مژدۂ خلد سنائیے ہمیں

Marfat.com

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عافیت و امن عطا ہو (صاحبزادہ سید محمد محی الدین دہلوی)

محبوبؐ خدا، شاہِ رسل! صرفِ دعا ہو
تا محوِ خدائی سے یہ طوفانِ بلا ہو!

اُمت ہے گرفتارِ مصائب، شہِؐ والا!
فرمائیں دعا آپؐ، تو عالم کا بھلا ہو

تم رحمتِ عالم ہو، تمہیں لاج ہے سب کی
تم چاہو تو معدوم یہ مسموم فضا ہو

ہے عالمِ اسلام پہ اغیار کی یورش
اُمت کو عطا ہو صلۂ شیرِ خدا ہو

سرکارؐ! غلام آپ کے ہیں امن کے طالب
سرکارؐ! ہمیں عافیت و امن عطا ہو

اے رحمتِ عالمؐ، یہ مصیبت، یہ تباہی
ظلمت کدۂ دہر سے اب جلد فنا ہو

بھٹکے ہوئے، بہکے ہوئے اشرار کے حق میں
اے ہادیِ کونینؐ! ہدایت کی دعا ہو

ہر گوشۂ آفاق سے اے مصلحِ عالم
خونریزی و غارت گری و جنگ فنا ہو

اے عرش نشیںؐ! اپنی رسالت کا تصدق
ایمانِ مکمل، دلِ مسلم کو عطا ہو

صدقہ رخِ صدیقؓ کا اے خاصۂ باری!
اُمت کو عنایت شرفِ صدق و صفا ہو

فاروقؓ کے ایامِ خلافت کا وسیلہ
پھر صولتِ اسلام کی مضبوط بنا ہو

اے سرورِ کل! واسطہ عثمانِ غنیؓ کا
بابِ کرم و جود، تہی دستوں پہ وا ہو

محبوبؐ خدا، حیدرِؓ کرار کا صدقہ
کمزوروں کو زورِ اسداللہ عطا ہو

ضرارؓ کی، خالدؓ کی شجاعت کا تصدق
حمزہؓ کی شہادت کا صلہ ہم کو عطا ہو

ہر مردِ مسلماں کو بنا مردِ مجاہد
طلحہؓ ہو کوئی، سعدؓ کوئی شیرِ خدا ہو

درویشوں کو دے ہمتِ تبلیغ خدارا!
اصلاح فقیروں کی، محب الفقراء ہو

رکھ دین پہ قائم زعماء و فقہاء کو
زائل نہ زمانہ سے وقارِ علماء ہو

یہ وقت ہے گرتوں کو سنبھالو، شہِؐ والا
ذی حوصلہ مسلم وہ بنے، تم جسے چاہو

مسلم کی یہ فریاد، یہ روداد الم ہے
للہ محی الدین دہلوی کی یہ مقبول دعا ہو

تم سامنے ہو، کلمۂ طیب ہو زباں پہ
یوں خاتمہ بالخیر مرا، وقتِ قضا ہو

Marfat.com

آپؐ پہ سیدالبشر، لاکھوں درود اور سلام

سرورِ کل، شہِ رسل، خسروِ دیں سلام لو
جلوہ گہِ جلیل کے حجلہ نشیں سلام لو

جانِ جہاں پناہؐ، خلد مکیںؐ، سلام لو
نازشِ کائناتِ حسن، رب کے حسیںؐ، سلام لو

شاہؐ سریرِ لامکاں، عرش نشیں، سلام لو
سلطانِؐ بزمِ دوجہاں، نورِ مبیں، سلام لو

جن و بشر، رسلؐ، ملک کرتے ہیں آپؐ کو سلام
شمس و قمر، زمین، فلک کرتے ہیں آپؐ کو سلام

کون و مکاں بغیر شک کرتے ہیں آپ کو سلام
شاہ و گدا سب آج تک کرتے ہیں آپ کو سلام

شاہِ سریرِ لامکاں، عرش نشیںؐ، سلام لو
سلطانؐ بزمِ دوجہاں، نورِ مبیںؐ، سلام لو

آپؐ پہ سیدالبشر، لاکھوں درود اور سلام
آپؐ کی روح پاک پر لاکھوں درود اور سلام

آپؐ پہ شاہِ بحر و بر، لاکھوں درود اور سلام
آپؐ پہ حق کے تاجور، لاکھوں درود اور سلام

شاہِؐ سریرِ لامکاں، عرش نشیںؐ، سلام لو
سلطانؐ بزمِ دوجہاں، نورِ مبیںؐ، سلام لو

شاہدؐ مجلسِ جمال، صلِّ علیٰ محمدٍ
رونقؐ بزمِ ذوالجلال، صلِّ علیٰ محمدٍ

خسروِ مسندِ کمال، صلِّ علیٰ محمدٍ
عرش نشیںؐ، ملک خصال، صلِّ علیٰ محمدٍ

شاہؐ سریرِ لامکاں، عرش نشیں، سلام لو
سلطانؐ بزمِ دوجہاں، نورِ مبیں، سلام لو

سوئے مدینہ، یا نبی! جلد ہمیں بلائیے
گنبدِ سبز کی بہار، بہرِ خدا دکھائیے

سنیئے سلامِ بیکساں، دستِ دعا اٹھائیے
امتِ بے نوا کی سمت بہرِ اعانت آئیے

شاہ سریرِ لامکاں، عرش نشیں، سلام لو سلطانؐ بزمِ دوجہاں، نورِ مبیں سلام لو

(از سیدہ محمودہ بیگم دہلوی۔ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ سوسائٹی کراچی)

Marfat.com

نعت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

(حافظ مظہر الدین)

ہم سوئے حشر چلیں گے شہِ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہو گا رواں قافلہ سالار کے ساتھ

رہ گئے منزلِ سدرہ پہ پہنچ کر جبریلؑ
چل نہیں سکتا فرشتہ تری رفتار کے ساتھ

بخت بیدار ہے، یاور ہے مقدر اس کا
جس نے دیکھا ہے انہیں دیدۂ بیدار کے ساتھ

یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

اے خدا! دی ہے اگر نعتِ نبیؐ کی توفیق
حسنِ کردار بھی دے لذتِ گفتار کے ساتھ

جب کھلے حشر میں گیسوئے شفاعت انکے
ہم سے عاصی بھی نظر آئیں گے ابرار کے ساتھ

میں یہ کہتا ہوں کہ تھا اُن کی نظر کا اعجاز
لوگ کہتے ہیں کہ دیں پھیلا ہے تلوار کے ساتھ

ایسا حج زحمتِ بیجا کے سوا کچھ بھی نہیں
عشق محکم نہ ہو گر احمدِ مختار کے ساتھ

گر مدینے کا تصور ہو تو ظلمت کیسی
ربط مضبوط رہے عالمِ انوار کے ساتھ

پُل سے مجھ سا بھی گنہگار گزر جائے گا
ہو گی سرکارؐ کی رحمت جو گنہگار کے ساتھ

رات دن بھیج سلام اُن پہ ملائک کی طرح
پڑھ درود ان پہ غلامانِ وفادار کے ساتھ

دیکھ! اے معترضِ نعتِ رسولِ عربیؐ
قرب حسانؓ کو ملا تھا انہی اشعار کے ساتھ

سب عطائیں ہیں خدا کی مرے مولا کے طفیل
ورنہ یہ لطف و کرم مجھ سے گنہ گار کے ساتھ

ہم بھی مظہر سے سنیں گے کوئی نعت رنگیں
گر ملاقات ہوئی شاعرِ دربار کے ساتھ

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

Marfat.com

لاکھوں سلام

اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذّت پہ لاکھوں درود
اسکے خطبہ کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

جسکی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوّت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ اُمّت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

توضیح العقائد سے چند اقتباسات

حضورؐ کی نبوت آدمیوں، جنوں، فرشتوں بلکہ حیوانات ونباتات وجمادات اور کل مخلوق کے لیے ہے

مسلمانوں ایمان اور یقین رکھو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ونبوت تمام اقسام موجودات کے لیے ہے۔ خواہ وہ جمادات ونباتات وحیوانات سے ہوں۔ خواہ فرشتوں اور جنوں اور آدمیوں سے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ط (اے محبوب) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے"۔

دوسری جگہ فرمایا۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًاۙ "برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے (خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر تاکہ اہل عالم کو ڈر سنانے والا ہو"

دوسرے مسلم شریف کی حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسولؐ بھیجا گیا ہوں"۔ پس اب کوئی بھی ہو جب تک فخر دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے گا۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ مقبول نہیں۔ اور بعد مرنے کے وہ بہت ٹوٹا پائے گا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۝ یعنی اور جو کوئی اختیار

Marfat.com

کرے اسلام کے سوائے اور دین تو پس ہرگز قبول نہیں ہوگا۔ وہ دین اس سے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔

اور حدیث شریف میں ہے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِہِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ (رواہ مسلم)
یعنی مجھے اسی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ اس تمام عالم میں سے کہ جس کی طرف میں رسول ہوکر آیا ہوں، جو شخص کہ اُس کو میری خبر پہنچے خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی، اور پھر مجھ پر ایمان نہ لائے اور اسی حالت پر مرجائے تو بے شک وہ عذاب دوزخ میں رہے گا۔

قرآن اور صاحب قرآن یعنی ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر توراۃ اور انجیل محرف میں بھی کہیں ہے یا نہیں؟

ہاں باوجود تغیر اور تحریف نامہ کے پھر قرآن اور صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بصراحت و وضاحت موجود ہے۔ مگر تعصب اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔

اوّل توراۃ موجودہ سے بشارت قرآن اور صاحب قرآن کی کچھ تھوڑی سی بیان کردیجئے۔

پہلی بشارت ترجمہ عربی توراۃ سفر الاستثنا مطبوعہ ۱۸۴۴ء باب ۳۳ میں مذکور ہے۔
جَآءَ الرَّبُّ مِنْ سَیْنَاءَ اَشْرَقَ لَنَا مِنْ سَاعِیْرَ اِسْتَعْلَنَ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ۔
یعنی آیا رب پہاڑ سینا سے اور روشن ہوا ساعیر سے۔ اور ظاہر ہوا فاران کے پہاڑ سے۔
جس سے صاف ظاہر ہے کہ کوہ سینا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ اتری اور ساعیر پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ملی۔ اور فاران کے پہاڑ پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا۔ یہ پہاڑ مکہ معظمہ میں ہے جس میں غار حرا ہے۔
دوسری بشارت کتاب حیقوق باب ۳۔۳ ترجمہ کتاب اللہ بان عربی مطبوعہ ۱۷۳۲ء

Marfat.com

مطبوع البطونی پر تو لی باب ۱۳ میں موجود ہے۔ آوے گا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانوں کو جمال سے چھپا دے گا۔ اس کی ستائش سے زمین بھر جائے گی۔ اَثَرُ سَلْطَنَتِہٖ عَلٰی ظَھْرِہٖ وَاِسْمُہٗ اَحْمَدُ یعنی اس کی بادشاہت کی نشانی اُس کی پُشت پر ہوگی۔ (یعنی مہر نبوت) اور نام اس کا احمد ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم۔ افسوس صد افسوس ایسی کھلم کھلی عبارت اپنی توراۃ محرفہ میں بھی دیکھ کر یہود ایمان نہیں لاتے۔ اور اپنی ہٹ دھرمی اور تعصب اور عناد کی وجہ سے دوزخ خرید رہے ہیں۔

انجیل محرفہ سے بھی بشارت حضور کی سُنا دیجئے؟

انجیل برناباس مندرجہ ترجمہ قرآن مجید سیل پادری مطبوعہ ۱۸۰۱ء کے مقدمہ میں ہے۔

وَيَظُنَّ كُلُّ شَخْصٍ اِنِّيْ صُلِبْتُ لٰكِنْ هٰذِهِ الْاِهَانَةُ وَالْاِسْتِهْزَاءُ تَبْقِيَانِ اِلٰى اَنْ يَّجِيْءَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا جَاءَ فِي الدُّنْيَا يُنَبِّهُهٗ كُلَّ مَنْ هُوَ عَلٰى هٰذِهِ الْغَلَطِ وَتُرْفَعُ هٰذِهِ الشُّبْهَةُ مِنْ قُلُوْبِ النَّاسِ۔ "یعنی گمان کرے گا ہر شخص کہ میں سُولی دیا گیا ہوں۔ یہ اہانت اور مسخراپن باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ آئے گا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ پس جب آوے گا دنیا میں خبردار کرے گا اس کو جو کوئی غلطی پر ہوگا۔ اور اٹھائے گا یہ شبہ لوگوں کے دلوں سے۔"

چنانچہ قرآن نے یہ شبہ بالکل دور کر دیا۔ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ "یعنی عیسیٰ کو، نہ کسی نے قتل کیا اور نہ سولی دی۔ لیکن شبہ میں ڈالا اُن کو۔"

یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ مطبوعہ ۱۶۷۱ء میں تحریر ہے۔ وَاَنَا اَطْلُبُ مِنَ الْاَبِ فَيُعْطِيْكُمْ فَارْقَلِيْط۔ یعنی میں مانگوں گا اپنے باپ سے پس دے گا تم کو فارقلیط۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب نے لکھا ہے کہ فارقلیط جس کی خبر مسیحؑ نے

۱؎ یہ انجیل بزبان انگریزی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پیشتر لکھی گئی ہے اس کے معتقد یونیٹیرین مشن چرچ نمبر ۱۸ ترب سوسائٹی ہول بورن اسٹریٹ لندن میں موجود ہے (توثیق العقائد) ۱۲

Marfat.com

یوحنا میں دی ہے محمدؐ صاحب ہیں۔ مسٹر گاڈزی ہنگس صاحب نے اپنی کتاب موسومہ اپاجی دی محمدؐ میں جس کا ترجمہ حمایت الاسلام ہے ایسے معنے لکھے ہیں۔ جن کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (حاشیہ توثیق العقائد)

انجیل متی باب ۱۳ آیت ۳۱ میں ہے۔ آسمان کی بادشاہت مثل رائی کے دانہ کے ہوگی۔ الخ یہ مثال مطابق ہے اُس مثال کے جو قرآن شریف میں اصحاب کبار کی تعریف میں مذکور ہے۔ اور وہ یہ ہے مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ۔ "صفت ان کی توریت میں اور صفت اُن کی انجیل میں جیسے کھیتی نکالی اپنی سو۔ پس قوی کرے اس کو پس موٹی ہو جائیں پس کھڑی ہو جائیں اوپر جڑ اپنی کے"

انگریزی ترجمہ قرآن مجید مطبوعہ لنڈن صفحہ ۳۹۴ بحوالہ صفحہ ۴۱ چارج سٹیل نوٹس بائیبل میں لکھا ہے۔ کمنگ اف محمد دی میسنجر اف گاڈ۔ یعنی آدے کا coming of mohamd The me محمد پیغمبر خدا کا aongan of god (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (توثیق العقائد)

کیا ہندوؤں کی کتابوں سے بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ظاہر ہوتی ہے۔

بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ اتھرون وید میں لکھا ہے برھمانن اِلّامُوْالرّسُوْلُ مُحَمَّدُرَہٗ کَمْ بَرْ شِیْئِے۔ یعنی پیدا کرنے والا اللہ رسول محمدؐ زور آور کا کون ہے اس کی برابر کا۔ رگھ وید کے منتر میں نام احمدؐ اور یجر وید کے منتر میں نام محمد ہے۔ دوسرے عبارت اُن کی جو ہندوؤں میں مشہور ہے اور اس کو نناوان کبی کہتے ہیں۔ لَا اِلٰہَ ھوٰلی پاپن اِلَّا اللہ پرم پدم۔ جنم بیکنٹھ پراپت ہوئے۔ جپے نام محمدؐ م یعنی لَا اِلٰہَ کہنے سے پرم پدم ملتے ہیں۔ جنم بیکنٹھ ہونا چاہو تو نام محمد مصطفےٰ کا وظیفہ کرو۔

Marfat.com

چھٹی کانڈ بارہویں اسکنڈ پوتھی راہسنگ رام میں جو کہ بیاس جی نے لکھی ہے اس کا ترجمہ گوشائیں تلسی داس جی نے بزبان بھاکھا اور پر حاشیہ کے لکھ دیا ہے یوں کہتے ہیں:۔

یہان میں نا کچھ بات راکھون

یہاں میں آپ کی طرف داری میں کچھ نہ کہوں گا۔

यहां मैं न कछु बात राखूं

وید پران ست مت بھاکھون

جو وید پراں میں لکھا ہے وہ سچ کہوں گا۔

वेद पुरान सत मत भाखूं

برکھ سہس دس سنمت ہوئے

یعنی برس دس ہزار تک رسالت تمام ہوگی۔

बरख सहस दस सम्पत होई

تہ کی بات نپائی کوئی

بعد کو یہ مرتبہ کوئی نہیں پاسکتا (یعنی رسالت ختم ہوگی)

तह के बात न पाये कोई

دیس عرب بھرکت سہائی

یعنی دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہوگا

Marfat.com

हेस अरब मैं भला सुहाई

سوتھل بھوم گت سنو کھٹ رائی

اچھی شان کی زمین ہوگی

सुथल भूप गत सुनो खक राई

سنبھو سمت تاکر ھوئی

ان ہوئی بات (یعنی معجزے) اُس سے ظہور میں آئینگے

सिंभूसमत ताकर होई

سندرم ادلیس تھنتھ سوئی

ولی اللہ قاسم کہا جاوے گا۔

सन्दम अहेस थन्थ सोई

سمت بکرم کی دو دانگا

یعنی سمت بکرماجیت کی سمندروں کی تعداد کے مطابق (یعنی ساتویں صدی میں پیدا ہوگا کیونکہ سمندر سات ہیں)

सम्मत बिक्रम के दो दांगा

مھاکوٹ تس چھتیر تنگا

نہایت اندھیری رات مثل چار آفتاب کے چمکیگا (توشیق العقائد)

Marfat.com

महा कौक नम नस थितमर नगा

راج نیت بھوپریت دکھاوے

یعنی بادشاہی قاعدے کے موافق خوف دکھا کر خلق ومحبت ظاہر کرے گا۔

राजनीत वहु प्रीत दिखावे

اپن مت سب کو سمجھاوے

اور اپنا مذہب سب کو سمجھا دے گا

अपन मत सब को समझावे

چتر سندرم ست چاری

اس کے چار خلیفہ ہوں گے

चतर सन्द्रम सत. चारी

تنکی بنس ہوئی بھو بھاریے

ان سے نسل بہت بھاری ہوگی۔

तिनके बंस हुवे वहु भारी

تب لگ چو سندرم جیر کوئی

یعنی اُس دین کے جاری رہے تک جو کوئی خدا تک پہنچتا ہے۔

Marfat.com

तब लग चो सरूप चेहकोई

بنا محمد پار نہ ہوئی

بغیر ذریعہ محمدؐ کے پار نہ ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم)

बिना मुहम्मद पार न होई

تب ہووے ستگ لنگ اوتارا

تب ہوگا ایک مرد کامل

तब होवे संग लग औतारा

ھندی کہیں شکل سنسارا

امام مہدی کہیں گے اس کو سب جہاں والے

मेंहदी कहें शकल संसारा

پھر سندارم تمان نہیں ہوئی

بعد اُن کے ولایت نہیں ہوگی

फिर सद्धरम समां नहीं होई

تلسی بچن ست مت گوئی

تلسی داس یہ بات سچ سچ کہتا ہے۔

तुलसी बचन सत मत गोई

(انوشق العقائد)

Marfat.com

بابا نانک کی نصیحت

پہلا نام خدا کا اور دوجا نام رسول تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگہ پویں قبول

یعنی پہلا نام خدا کا اور دوسرا نام رسول کا تیسرا کلمہ پڑھ لے نانکا کہ اللہ کی درگاہ میں قبول ہو جاوے

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا کی نجات کے لئے بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے بابا نانک جی کو کہا کہ ۳۰ سپارے قرآن شریف کے ہیں، ہر چہار طرف ان کی مناری کرو۔ اور وحدہٗ لاشریک کی پوجا کرو کیونکہ دوسرا کوئی اس کا شریک نہیں اور جو کوئی حق و راستی پہ ہوگا وہ پاک اور تیر ہو جائے گا۔"

ہر سیت صدق مصلیٰ حق حلال قران، شرم سنت روزہ ہوئے بسلمان، کرنی کعبہ

سچ پیر کلمہ کرم نواز تسبیح شانت سبھاؤسی نانک رکھے لاج! (بابا نانک جی)

ترجمہ! مسجد میں جانے سے آدمی کے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے اور مصلیٰ پر سیس (سر) کہنے سے صدق پیدا ہوتا ہے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت سے حق حلال میں امتیاز ہو جاتا ہے اور روزے رکھنے سے سانت یعنی صبر کا سبق ملتا ہے اور کعبہ شریف کی زیارت سے دل پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور کلمہ یعنی (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ کامل مرشد ہے جس سے قسمت کھلتی ہے۔ تسبیح کے ساتھ درود شریف کا ورد کرنے سے دل میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ اے نانک جب انسان ان باتوں پر کاربند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت رکھتا ہے۔" بابا نانک جی فرماتے ہیں۔

توریت، زبور، انجیل، ترے پرسن ڈٹھے وید، رہتی قرآن کتاب کل جگ میں پردار (ترجمہ) توریت، زبور، انجیل اور وید وغیرہ تمام پڑھ کر دیکھ لیے قرآن شریف ہی قابل قبول اور باعث تسانتی (اطمینان قلب) کی کتاب نظر آئی۔"

رہی کتاب ایمانداری، سچ کتاب قرآن (بابا نانک جی)

مطلب؛ اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی جس کی تلاوت سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے قرآن شریف ہی ہے۔

Marfat.com

ـــہ باباناک جی کے جو اقوال نقل کئے گئے ہیں اخبار کرزن گزٹ دہلی جلد ۱۲ نمبر ۱۹ سے لیے گئے ہیں۔ اور کرزن گزٹ نے باباصاحب کی ایک تصنیف سے نقل کئے ہیں۔ (مصنف)

گوسائیں تلسی داس کی نصیحت

کاشی پربت یادبن تیرتھ سبھی کام　　بیکنٹھ باس نپائی بنا محمدؐ نام

گوروکبیر داس کی نصیحت

لَآ اِلٰہَ کا تانا اِلَّا اللّٰہ کا بانا　　داس کبیر بُن کو میٹھا الجھا سوت پرانا

اور بہت سی بشارتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ایک مذہب کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ہم اس عظیم الشان ارفع و اعلیٰ ذاتِ گرامی کے نام پر یہ مقالہ سپردِ قلم کر رہے ہیں۔ جو زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ اور وہ اصول اپنے ساتھ لائے جن کی پیروی میں ہر فرد و بشر ہر قوم و ملک اور تمام نوع انسان کے لیے یکساں فلاح و سلامتی ہے اور جس کی سیرت پاک پر ہزار ہا کتب اور مقالات لکھے جا چکے ہیں اور تا قیامت لکھے جاتے رہیں گے کیا ہم اور کیا ہماری بساط اصل تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح شان اور عظمت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ؎

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوندِ کریم
آں چناں از خود جدا شد کز میاں اُفتاد میم

انبیاء اور رسل اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں پھر اس رسولؐ ذی شان اور ذی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کہنا جو زمرۂ انبیاء علیہم السلام میں احمدؐ

Marfat.com

یکتا اور یگانہ ہیں

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی مقام صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے تو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی توصیف میں فرمایا اس سے بڑھ کر انسان کیا تعریف و توصیف بیان کر سکتا ہے۔ کہاں اللہ تعالیٰ کی زبان سے تعریف و توصیف اور کہاں یہ انسان کہ اپنے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کر سکے جتنی بھی تعریف و توصیف بیان کرے رائی کے دانے سے بھی کم ہے حضور کی تعریف ہی اصل ایمان ہے درحقیقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری کائنات کیلئے مبعوث ہوئے - اور آپ کے بعد سلسلۂ نبوت کو بالکل قدرت نے بایں وجہ بند کر دیا کہ ان کی تعلیم ہر قوم و ملک و ملت ہر زمان و ہر وقت اور مزاج اور عنصر کے لیے کافی و دانی تھی اور ان کی نبوت نے اسرار ربوبیت تخلیق کی حکمت۔ رموز عبادت۔ معارف وحدت، حقائق معرفت۔ قوانین شریعت ضوابط طریقت اور اصول معاشرت اس وضاحت اور سلامت کے ساتھ کامل و مکمل کر کے رکھ چھوڑے کہ اب ان میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت انقطاع نسل انسانی تک باقی نہیں رہی۔ اس لیے قدرت کو یہ منظور ہوا کہ ان کی ساری تعلیم و تلقین ان کی مکمل وحی اور ان کے سارے کارنامے آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ اور سالم رہیں تاکہ انقطاع نسل تک بھی یہ کتاب انسان کا آخری دستور العمل اور واحد سرچشمۂ رشد و ہدایت رہے۔

دوسری یہ کہ خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ساری زندگی میں کئی مرتبہ اپنے ملنے والوں سے تاکیدی وصیت فرمادی بلغوعنی و لوآیہ کہ ایک نقطہ ہی کیوں نہ ہو جو بھی تم نے مجھ سے دیکھا یا سنا ہے پچھلے آنے والوں کے گوش گزار کر دینا ورنہ تم سے سخت باز پرس ہوگی۔

Marfat.com

تیسری یہ کہ ہمارے پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتاً فوقتاً وحی کا لفظ لفظ لکھوا کے مکمل رکھ چھوڑا جس کی نسبت اپنے خیر غیر بھی پکار اٹھے۔

سرولیم مور لکھتا ہے کہ " محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قرآن کے سوائے اور کوئی کتاب چودہ صدیوں کے بعد بھی صحیح المتن اور جیسی کی ویسی صفحہ روزگار پر دیکھی نہ سنی " علاوہ ازیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے روزانہ کے کارنامے روزمرہ کی بول چال وقتیہ احکام فیصلے اور نمازوں کے خطبے سارے کے سارے آپ کے ملنے جلنے والے مسلمان یا تو حفظ کر لیا کرتے تھے یا انہیں لکھ لیا کرتے تھے۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) بار بار ان سے پوچھ بھی لیا کرتے تھے۔ کیا تم نے ہماری باتیں ہمارے احکام اور ہمارے فیصلے اور قوانین حفظ کر لیے اور لکھ رکھے ہیں۔ یا نہیں۔ چنانچہ عبداللہؓ بن عمرو ابن عاصؓ سے آپ نے ایک دن فرمایا کہ میاں ہماری زبان سے جو بھی نکلے اس کو لکھ لیا کرو۔ کیونکہ ہماری زبان سے حق کے سوا اور کوئی بات نہیں نکلتی اس کی تصدیق خود خداوند قدوس اپنی مقدس کتاب میں اس طرح فرماتا ہے

وما ینطق عن الھوا ان ھو الا وحی یوحی۔

یہی وہ وجوہ تھے جنہوں نے اسلام کو اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ کارناموں کو دست برد زمانہ سے بچا لیا اور صفحہ روزگار سے اس آخرین ناموس الٰہیہ کو ناپید ہونے نہ دیا قرآن مجید اس کے تیس پارے محفوظ ہیں اس کی ایکسو چودہ صورتیں از بر ہیں اس کی ۶۲۳۷ آیتیں بر زبان ہیں اس کے ۷۷۴۳۹ لفظ ہمارے سینوں میں ہیں اور اس کے ۳۲۳۲۶۷۱ حروف مسلمانوں کے حافظوں میں نقش ہیں اس وحی الٰہی کے حافظ زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تا ایں دم ان گنت رہے اور قیام

Marfat.com

قیامت تک بھی یوں ہی رہیں گے ۔ دُنیا کی کسی قوم نے بھی کسی شخص کو بھی جو ان کی کتاب مقدس کا حافظ ہو آج تک دنیا میں پیش نہیں کیا ۔

بانی اسلام حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ۲۲ فروری ۶۱۰ء کو منصب نبوت کا اعلان فرمایا ۸ جون ۶۲۲ء کو مکہ سے مدینہ منورہ آئے اور ۸ جون ۶۳۲ء کو نہضت فرمائے عالم بالا ہوئے ۔ آپ ترسٹھ سال دنیا میں رہے جس کے جملہ تمہ ۲۳۳۳ دن ہوتے ہیں ۔ چالیس برس تک ایک شریف قریشی معزز شہری ہمدرد انسان محب وطن خدا جو رحم دل ہستی کی طرح اور خلیق ہمہ تن رہے نبی ہونے کے بعد تعلیم و تلقین ہدایت اور تبلیغ میں ۱۳ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں گذارے کوئی دن کوئی گھنٹہ شاید ہی ایسا گذرا ہو جو یادِ خدا خدمتِ خلق آزادیٔ عرب تبلیغ وارشاد فلاح واصلاح قوم سے خالی گذرا ہو آپؐ کا سارا کارنامہ بقید تحریر دُنیا کی تمام زبانوں میں آج بھی موجود ہے ہر سال کا سالنامہ ہر مہینے کا ماہنامہ ہر دن کا روزنامہ آپ کی عربی سیرتوں اور سوانحوں میں مسطور ہے ۔ دوست دُشمن سب پڑھتے ہیں کوئی راز نہیں کوئی بات پوشیدہ نہیں کھلے ہوئے احوال اور واقعات درج ہیں آپ کے سیرت نویسوں اور سوانح نگاروں کی تعریف مشرق سے مغرب تک میں سُنی جاتی ہے ۔ زمانہ ان کی کارگذاری پر عش عش کر رہا ہے ۔ اور تاریخ ان کی محنت کی ثناخواں ہے ان کی سب سے بڑی اور سب سے قیمتی جانفشانی یہ ہے کہ ہر واقعہ چھوٹا ہو یا بڑا ثقہ راویوں اور عینی شاہدوں سے مروی ہے اس پر طرہ یہ کہ صحت کا مدار ثقاہت رواۃ پر ہی نہیں بلکہ درایت پر مشمول ہے ۔

Marfat.com

اس کا سہرا سب سے پیشتر خود بانیٔ اسلام حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر رہا آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بال بچوں اپنے ملنے جلنے والوں اور ہم نشینوں کو تاکید کر دی کہ میری روزمرہ کی زندگی سے تم ہر طرح واقف ہو میری صورت میری سیرت سے آشنا ہو میری چال چلن سے آگاہ ہو۔ میرے حال وقال کے ناظر ہو۔ میری تعلیم و تلقین کے عالم ہو تمہارا فرض ہے کہ جو دیکھا یا سُنا ہے بے کم وکاست من وعن پیچھے آنے والے مسلمانوں کو پہنچا دینا مگر اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا اور آنے والی نسلوں کو بتا دینا کہ جس نے جان بوجھ کر ہم پر جھوٹ باندھا وہ قطعی دوزخی ہے۔ اس حکم کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس شدت سے پابندی کی کہ ایک طرف تو ہمارے ہاتھوں میں احادیث اور سیر کے پوٹ ہیں اور دوسری طرف ان کی جانچ اور تحقیق اصل روایات کے اصول اور قواعد وضوابط بھی مکمل ہمیں مل چکے ہیں

صحابہؓ کو آپ سے اس قدر الفت ومحبت تھی کہ آپ کی صورت اور سیرت کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے۔ آپؐ کا نمونہ بننے کی خواہش میں ان کے دل تصویر کش صورت وسیرت مبارک تھے آپ کے ہر فعل اور ہر قول کے حافظ تھے۔ ہر فیصلے ہر حکم ہر نہی کو یاد رکھتے تھے اَن پڑھ تو حفظ کر لیتے تھے لکھے پڑھے لکھ لیا کرتے تھے ان کی تعداد بھی بحمد اللہ کچھ کم نہ تھی بعثت کے وقت اگر، امی تو بوقت وفات دو سو سے کم نہ تھی چنانچہ حضور آقائے دوجہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے وقت صحابہؓ کے پاس یہ تحریری سرمایہ موجود تھا۔

چمڑوں۔ ہڈیوں اور کاغذوں پر لکھا ہوا سارا پورا قرآن

Marfat.com

۲ ؛ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ حضرت عبداللہؓ حضرت انسؓ
حضرت ابن عمرؓ کے مکتوب احادیث (۳) آپ کے احکام فیصلے
معاہدے اور فرامین (۴) رئیسوں اور بادشاہوں کے موسومہ خطوط
(۵) مسلمانوں کے ناموں کی فہرست۔

تقریباً اسی سال بعد مسلمانوں کا تحریری ذخیرہ اس قدر ہو چکا کہ
اکیلے امام زہریؒ کے مرویات کا مسودہ اونٹوں پر لدوایا گیا۔

عرب عموماً اپنے انساب اور اپنے اسلاف کے کارناموں اور حروب
کے مشہور رجز خواں گذرے ہیں۔ مگر تحریر نے ان کی اس شہرت میں چار
چاند لگا دیئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مغازی اور احادیث
آپ کے صحابہؓ کو از بر تھے انہوں نے اپنے بچوں اور شاگردوں کو بھی اس
کا حافظ کرا دیا چنانچہ مدینہ، مکہ، کوفہ۔ اور شام جہاں صحابہ بکثرت
پھیل گئے تھے اسلام کے بڑے جامع تھے کوفہ میں حضرت علیؓ اور عبداللہ بن
مسعودؓ کے بصرہ میں صرف حضرت انسؓ بن مالکؓ کے مدینہ میں صرف
حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اور مکہ میں صرف عبداللہ بن عمرؓ اور ابن
عباسؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہزاروں شاگرد ہوئے سب سے بڑے
روایات کرنے والے صحابہ میں سات بزرگ بہت مشہور ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ
حضرت ابن عمرؓ۔ حضرت جابرؓ۔ حضرت انسؓ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم
صحابہ کی اولاد اور تلامذہ میں عروہ ابن الزبیرؒ۔ علقمہ۔ اسود۔
سعید بن المسیب۔ حسن بصری۔ مجاہد۔ وہب۔ عاصم بن عمرو شعبی۔
سالم۔ نافع۔ عکرمہ۔ ابوبردہؒ۔ امام زہری۔ فنون حدیث اور سیرت کے

Marfat.com

امام کو ملا ہے سنہ ۵ھ میں عبید بن شربہ نے اخبار الماضین تاریخ کی بڑی کتاب لکھی۔ سعید بن جبیر نے تفسیر لکھی۔ سعد بن ابراہیم اور ابوبکر بن محمد نے دفتر کے دفتر حدیثوں کے قلمبند کر دیئے۔ اور عاصم بن عمرو بن قتادہ نے سیرت النبی لکھی اور جامع دمشق میں اس کا باقاعدہ درس دینے لگے۔

شوق حدیث صرف صحابہؓ تک محدود نہ رہا بلکہ تابعین میں وہ لگن پیدا ہو گیا۔ امام زہری سنہ ۵۰ھ میں پیدا ہوئے سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی بیسیوں صحابہ سے ملے اور حدیث سنی مدینہ کی گلی گلی چھان ماری ایک ایک صحابی سے ملے اور پوچھ پوچھ کر پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معاملات سیرت اور مغازی یاد کیے اور لکھ لکھے ان ہی امام زہری کے تلامذہ میں امام الفقہاء ابو حنیفہؒ امام المحدثین مالکؒ امام السیرت محمد بن اسحاقؒ ہوئے ہیں۔

ان ارباب سیر و حدیث کو یہ واقعات اور احادیث کہاں سے ملے اور کیونکر ملے اس کا پتہ آسانی سے ہماری کتب رجال سے مل جاتا ہے چنانچہ آخری حج میں جو صحابہؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ علم کھڑے تھے ان میں سے ۱۳ ہزار نفوس نے سیرت اور روایت کی اشاعت کی اور ان سے جنہوں نے سماعت کی ان کی تعداد بلا مبالغہ ۵ لاکھ سے کم نظر نہیں آتی اور ان میں سے ہر شخص کو ہزاروں حدیثیں حفظ تھیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ کو ۳ لاکھ اور امام بخاریؒ کو ۲ لاکھ حدیثیں مع اسناد ازبر تھیں اور اکیلے امام بخاری کے ۹ ہزار شاگرد تھے۔ جنہوں نے آپ سے صحیح سماعت کی جرمنی کے ایک عالم ڈاکٹر اسپرنگر اصابہ فی معرفت الصحابہ مطبوعہ کلکتہ کے دیباچہ میں رقمطراز ہیں:

دنیا میں کوئی بھی ایسی قوم نہ گزری اور نہ آج ہے جس نے مسلمانوں کی

Marfat.com

طرح فن رجال ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج ۵ لاکھ راویان حدیث کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔

پادری باسورتھ لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نویس قیامت تک بھی ختم نہ ہوں گے کیونکہ ان کے سوانح نگاروں میں جگہ پانا ہی عزت وافتخار ہے۔

جان دیوان ریورٹ لکھتا ہے کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی سوانح عمری سے بڑھ کر سچی اور مفصل سوانح کسی اور شخص کی دنیا میں نہیں۔"

عظیم الشان کامیابی اور ختم المرسلین کی دعوۃ و تبلیغ کی عدیم المثال ہمہ گیری نے مغربی دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے)

(انسائیکلوپیڈیا برٹنیکا باب ۱۱)

انسائیکلوپیڈیا برٹنیکا کے یہ الفاظ ہمیشہ یادگار رہیں گے اور اس اقرار کے بغیر کسی کو چارہ بھی نہیں۔ ہر شخص کو تاریخی واقعات نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ چارو ناچار آپ کو سب سے زیادہ کامیاب نبی یقین کرے اسی بنا پر بڑے بڑے متعصبین نے سر تسلیم خم کر دیا جیسا کہ ٹالسٹائی روس کا مشہور مورخ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہے "حضرت محمد خلیق، متواضع روشن خیال اور صاحب بصیرت تھے۔ آپ لوگوں سے عمدہ برتاؤ کرتے تھے آپ کی طبیعت اصلاح اور دینی مباحثات کی طرف قدرتی مائل تھی۔"

موسیو کاسٹن کار لکھتا ہے: "اسلام درحقیقت ایک اجتماعی مذہب ہے یہ ایک مقبول مذہب ہے اس میں تمام وہ چیزیں موجود ہیں جن سے ہمارے اس زمانے کا تمدن بنا ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا

Marfat.com

مذہب ہے اور سچا مذہب ہے اس کے اصول دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

امریکہ کے مشہور پروفیسر ہو ورڈ نے ڈیلی نیویارک ٹائمز میں لکھا ہے: "ہم لوگ خواہ کتنا ہی انکار کریں مگر واقعات کو سامنے رکھ کر یہ ماننا ہی پڑتا ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور اس قوم پر حکومت کر رہا ہے جو تاریکی کے زمانہ میں عیسائیوں کے لئے شمع بنی رہی ہے اور جس نے ہمارے دماغوں کو اپنے علوم و فنون سے سیراب کر دیا ہے اس کی الہامی کتاب قرآن ہے جو روز اول سے اسی طرح محفوظ ہے۔

پروفیسر ایڈورڈ مونٹے یورپ کی مسلمہ شخصیتوں میں شمار ہوتا ہے اس کی تحقیق اور صاف گوئی یورپ میں ضرب المثل ہے اور اس نے اسلام کا بھی بغور مطالعہ کیا ہے وہ اپنی کتاب تبلیغ عیسائیت اور مخالف اسلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر لکھتا ہے کہ "یہ سچ ہے کہ حضرت محمد وجدان صحیح اور ذوق سلیم کے مجموعہ تھے۔ آپ کا دل ایمان اور حق کے عرفان کی روشنی سے منور تھا اور آپ نے اس نور سے مسلمانوں کے دلوں کو منور کر دیا جس کی صداقت پر ہم یقین رکھتے ہیں۔

مسٹر اسٹینلی اسپیچز آف محمد میں لکھتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت رحم و شجاعت کا حیرت انگیز مجموعہ ہے۔ آپ کئی سال تن تنہا عربوں کی مخالفت کا مقابلہ کرتے رہے۔ آپ اپنے خوش خلق تھے کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے محبت سے پیش آتے۔ غیروں کے ساتھ ہمیشہ شفقت فرماتے حقیقت یہ ہے کہ آپ کی عظیم الشان فیاضی بہادری و استقلال اور بے غرضانہ محبت بلاشبہ قابل تعریف ہے۔ اور آپ پر عیش پسندی ظلم وغیرہ کے جو اتہامات لگائے جاتے ہیں ہم تحقیق کی بنا پر کہتے ہیں کہ یہ سب بے بنیاد ہیں۔ اور آپ کی سیرت پاک اس سے مبرا ہے اور آپ کا دین قابل تسلیم ہے۔

Marfat.com

انگلینڈ کے مشہور رائٹر ٹامس کارلائل اپنی کتاب "ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ" لکھتے ہیں: "میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا تو یقین کرتا ہوں لیکن آپ تو سب انبیاء سے سچے ہیں۔

پروفیسر باسورتھ سمتھ لکھتا ہے: "قرآن مجید جو ایک غیر تعلیم یافتہ امی کی کتاب ہے جو ان پران کے خدا کی طرف سے اتری ہے وہ ایک ہی وقت میں منظوم بھی ہے۔ دعاؤں کی بھی کتاب ہے اور بائیبل بھی ہے اس میں عجیب حکمت کی باتیں ہیں اور آج کے دن تک تمام نسل انسانی کے ۱/۴ حصہ لوگوں کی نظر میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور معجزہ خیال کی جاتی ہے جیسا کہ محمد صاحب نے اسے سٹینڈنگ میریکل (دائمی معجزہ) قرار دیا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ وہ واقعی ایک معجزہ ہے" پھر لکھتا ہے:۔

علم تاریخ میں یہ ایک بے مثال قسم کی بات کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت ایک قوم اور ملت کے اور ایک ایمپائر کے اور ایک مذہب کے کامیاب بانی قرار پائے۔

جارج برنارڈ شاہ لکھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کا نجات دہندہ کہنا چاہیے۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس جیسے شخص کو اس زمانہ میں متمدن دنیا کی ڈکٹیٹر شپ سونپی جائے تو وہ اس کی بہت سی مشکلات کے حل میں ایسے طریق پر کامیاب ہو جائے گا جس سے مطلوبہ امن اور سلامتی حاصل ہو جائے۔

مشہور یورپی محقق پیر کارلیتن لکھتا ہے۔

تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں جب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ماؤں اور بیویوں اور لڑکیوں کو وہ درجہ اور حرمت و عزت و مرتبہ دیا ہے جو ابھی تک مغرب کے قوانین میں عورتوں کو نہیں دیا گیا۔

Marfat.com

ڈبلو منٹگمری واٹ نے دو کتابیں سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شائع کی ہیں وہ لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق و عادات میں تمام دنیا کے انسانوں سے افضل ہیں اور آپ کی سیرت پاک تمام انسانوں کی سیرت سے زیادہ سچی ہے۔

ڈاکٹر کنیدہ کرگ KENNETH CRAGG مسلم ورلڈ امریکہ کا ایڈیٹر ہے۔ اس نے "کال آف دی مرٹ" کتاب لکھی ہے یعنی مینار سے اذان۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شہادت دی ہے اور حضرت محمدؐ کی رسالت اور قرآن کریم کے متعلق عمدہ بیان کیے ہے۔

اطالوی خاتون واگ لی ایری جو نیلز یورسٹی میں عربی کی پروفیسر ہے اس نے کتاب "اپالوجی آف اسلام" لکھی جس کا انگریزی ترجمہ انٹروڈکشن آف اسلام ہے یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبی ہوئی کتاب ہے اور اس میں آپؐ کی سیرت پاک اس رنگ میں پیش کی ہے کہ واقعی آپؐ کی زندگی قرآن کا نمونہ ہے۔

لالہ کنور سنگھ چیف جسٹس کشمیر لکھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے آپؐ کی سیرت کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ توحید اور مساوات آپؐ کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

پروفیسر شانتا رام ایم۔اے لکھتا ہے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مہاپرش تھے کہ ان کے مقابلہ کا اوتار روئے زمین کی تاریخ میں نظر نہیں آیا۔ مہاپرش حضرت محمد صاحب بہت بڑے ریفارمر ہیں۔ آپؐ نے ہی اخلاق، محبت سلوک و مساوات کی روشنی پھیلائی اور غریبوں کی مظلومیت کا خاتمہ کر دیا۔ یہ ہم نے چند اقوال نقل کئے تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ حقیقت در جانی

Marfat.com

کبھی نہیں چھپتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے بڑھ کر کوئی سیرت سچی نہیں اسکو تمام عقلائے مغرب و مشرق نے تسلیم کرلیا جیسا کہ آپکی نظر سے گزرا اور آج بھی یورپ کے کتب خانوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر یورپ کی مختلف زبانوں میں چھ ہزار سیرت پاک کی کتابیں موجود ہیں اور دیگر ممالک میں سیرت پاک پر عربی، فارسی اور اردو میں ان کی تعداد بیشمار ہیں اور ہر روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر ہر زبان میں کتاب دیکھنے میں آتی ہے اور سلسلہ قیامت تک حضور کی حیات طیبہ کا قائم رہیگا ہے کوئی بشر جسکی ان گنت سیرت پر کتابیں لکھی گئی ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر آج تک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کتابوں کی تعداد کا اندازہ لگانا انسان کے بس سے باہر ہے سیرت پر جو کوئی لکھتا ہے وہ اپنی سعادت عظمیٰ خیال کرتا ہے اپنی نجات کا ذریعہ بناتا ہے اس احقر نے بھی ایک "سیرت النبیؐ" لکھی ہے اگر توفیق ہو تو ضرور مطالعہ میں رکھئے۔ عوام میں بہت مقبول ہوئی ہے اردو میں نہایت سلیس عبارت میں ہے اللہ تعالیٰ اس سعادت کو قبول فرمائے آمین۔

آخیر میں اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اے میرے مولیٰ میری اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر اسے میری مغفرت کا ذریعہ بنا اور مجھے اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما اور مجھ پر دنیا و آخرت میں اپنی رحمت کے دروازے کشادہ فرما۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنين يوم يقوم الحساب. ربنا اتنا فی الدنيا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. اللّٰهم انی اعوذ بك من الهم والحزن واعوذ بك من العجز والكسل واعوذ بك من البخل والجبن واعوذ بك من غلبة الدين وقهر الرجال. وسلام علی المرسلين والحمد لله رب العٰلمين

ناچیز سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دهلوی عفی عنه

(رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ)

Marfat.com

آیئے اب دعا کے لیے ہاتھ پھیلایئے! ہم اپنے تمام حلقۂ احباب کو دعا کی طرف متوجہ کرتے ہیں

اے اللہ! ہم گنہگار ہیں، سیاہ کار ہیں تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اے اللہ! ہماری خطاؤں کو معاف فرما دے۔ اے اللہ! ہمیں سکرات موت سے محفوظ رکھنا۔ اے اللہ! ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر فرمانا۔ اے اللہ ہمیں قبر کے عذاب سے بچانا۔ اے اللہ! قبر کے حساب و کتاب کو آسان فرمانا۔ اے اللہ! قبر کی دہشت اور ہول سے محفوظ کرنا۔ اے اللہ! قبر میں روشنی عطا فرمانا۔ اے اللہ! ہمیں جہنم کی آگ سے بچانا۔ اے اللہ! قیامت کے دن سب گنہگار امت کے چہرے سیاہ نہ ہوں تو اپنے حبیب پاکﷺ کے طفیل ہمارے چہروں کو اپنے نور سے منور فرمانا۔ اے اللہ! قیامت کے دن جب گنہگار اُمت پیاس کی شدت سے تڑپتی ہو تو ہمیں حوض کوثر کا پانی پلانا۔ اے اللہ! جب گنہگار اُمت دھوپ کی شدت سے بے چین ہوں تو ہمیں اپنے حبیب پاک محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نصیب کرنا۔ اے اللہ! حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب فرما۔ اے اللہ! حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک پہ حاضری کا شرف نصیب فرما۔ اے اللہ! ہمیں پلصراط سے صحیح و سالم پار فرمانا۔ اے اللہ! ہم کو رزق اور حلال روزی عطا فرما اور روزی میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہماری دلی تمناؤں اور آرزوؤں کو پورا فرما۔ اے اللہ! دین و دُنیا کی بھلائیاں عطا فرما۔ اے اللہ! ہماری ہر مشکلات کو دور فرما دے۔ اے اللہ! ہماری پریشانیوں کو دور فرما کر امن اور امان نصیب فرما اور قلب کو سکون نصیب فرما۔ اے اللہ! ہمارے دلوں میں سے حسد اور کینہ اور ہر بُرائی کو دُور فرما اور دل کو پاکیزہ کر دے۔ اے اللہ۔ ہم جئیں تو تیرے اور تیرے حبیب پاکﷺ کے لیے جئیں اور موت

Marfat.com

آئے تو تیرے اور تیرے حبیب پاک کے لیے مریں۔ اے اللہ! جو غریب ہیں ان کو عزت اور حلال کی دولت عطا فرما۔ اور جو دولت والے ہیں ان کو شریعتِ مصطفےٰ کے مطابق صحیح راہ پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں ایسی صحت عطا فرما کہ ہم تیری عبادت کر سکیں۔ اے اللہ ہم کو شیطانوں کے ہر شر سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! آپ ہم کو ظالموں اور حاسدوں اور بدخواہوں اور ہر ناگہانی آفتوں سے محفوظ رکھنا۔ اے اللہ! آپ اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنی رحمتوں کی بارش ہم پر اور ہمارے گھروں پر برسانا۔ اے اللہ! ہم نے جو گناہ کئے ہیں انہیں معاف فرما دے۔ اے اللہ! ہم اپنے گناہوں سے شرمندہ ہیں۔ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں آپ ہماری خطاؤں کو معاف فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہمیں ہر قسم کی بداخلاقیوں سے بچائیے اے اللہ! ہماری ہر مشکل کو آسان فرما دیجئے۔ اے اللہ! دل کو چین اور راحت عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہمارے تمام دُکھ۔ درد۔ صدمے دور فرما دیجئے۔ اور ہمارے گھر کو آباد رکھیو۔ اے اللہ! ہمارے گھر والوں میں سچی محبت اور پیار عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! بچھڑوں کو ملا دیجئے اور جو اولاد والے ہیں ان کی اولاد کو نیک اور صالح اور ماں باپ کا فرمانبردار بنا دیجئے اور ہماری اولاد در اس کی نسل جو اس کے بعد چلے سب کو نیک اور صالح بنائیے۔ اے اللہ! ہمارے وفات شدہ حضرات کی مغفرت فرما دیجئے اور ان کی قبروں پر رحمت نازل فرما دیجئے اور ان کی روحوں کو راحت عطا فرما دیجئے اور ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہمارا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں عطا فرمائیے اور آخرت کی رسوائی سے بچائیے۔ اے اللہ! اپنے حبیب پاک کی شفاعت نصیب فرمائیے اے اللہ! ہماری یہ دعائیں قبول فرما لیجئے۔ آمین۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

خاکِ پائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی عفی عنہٗ

Marfat.com

مؤلف کے حالات پر ایک نظر اور علمائے کرام کا اظہارِ خیال

سلطان العلماء، مناظر الاسلام حضرت مولانا مولوی ابو الحسنات سید محمد احمد شاہ صاحب مفسر القرآن خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور کیا فرماتے ہیں

آفتاب اہل سنت سید معز الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی جو ایک زبردست نیک دل انسانوں میں سے ہیں اور آپ نے کئی کتابیں تصنیف بھی فرمائی ہیں اور یہ کتابیں خاصکر اسلام اور ہمارے آقا و مولا سیدنا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور اہلِ بیت اطہار میں اسقدر محنت وذوق اور ساتھ ساتھ ایسی محبت اور عقیدت سے لکھی ہیں جنکی مثال اگر کہیں سے ملی بھی تو مشکل سے سید صاحب موصوف کی تعریف میں وہ الفاظ میری زبان سے نہیں نکل سکتے۔ جو یہ خوبیوں کے مالک ہیں۔ یہاں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کا خاندان دہلی میں جو وقار حاصل کئے ہوئے تھا وہ دہلی والوں سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کے والد ماجد حاجی الحرمین الشریفین عالی جناب شمس الاسلام نواب مولوی سید محمد شفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی رئیس اعظم دہلی مرحوم و مغفور تھے۔ خدا بتعالیٰ کے فضل سے آپ کی اسقدر جائداد اور ساتھ ہی ایک عظیم الشان کتب خانہ کے علاوہ بہت بڑا پریس بھی تھا جو اقبال پرنٹنگ پریس دہلی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ ہزارہا آپ کے پریس سے قرآن کریم اور اسلامی کتب شائع ہوئیں۔ غرضکہ آپ کو پوری فارغ البالی نصیب تھی۔ آپ کے بزرگ شیخ الاسلام

Marfat.com

مولانا ابوالبرکات سید محمد صاحب حسب الطلب جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند ہندوستان تشریف لائے، کچھ عرصہ کے بعد خلیفۂ عرب نے آپ کو واپس بلا لیا۔ جلال الدین اکبر شہنشاہ کو پھر بُلانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ لہٰذا آپ کے صاحبزادے سید محمد ہاشم صاحب ۹۹۲ھ میں ہندوستان تشریف لائے اکبر بادشاہ آپ کی بہت عزت کرتا تھا اور اہلِ اسلام کی طرزِ حکومت اور خلفائے عرب کی طرزِ سلطنت دریافت کرتا رہتا تھا۔ یہ لوگ پیشوائے اہلِ اسلام تھے اور "شیخ الاسلام" خلفائے عرب کی طرف سے ان کا لقب تھا شاہانِ ہند نے اِن لوگوں کو نہایت تعظیم کے ساتھ یہاں رکھا۔

آخر سید محمد ہاشم صاحب نے ۱۰۱۱ھ میں اس دنیا سے انتقال فرمایا اور پھر ان کی اولاد ہندوستان میں رہی اور عرب میں بھی آتی جاتی رہی۔ سید محمد ہاشم صاحب کی اولاد میں سے سید محمد ہادی صاحب جو ایک مشہور ولی گذرے ہیں جاہ وسوہہ ضلع ہوشیارپور میں آپ کا مزار شریف ہے۔ آپ کی اولاد میں سے نواب محمد عبدالعزیز صاحب تھے۔ آپ نے دکن کی طرف ترچناپلی کے مقام پر مرہٹوں کو شکست دی۔ ۱۷۹۰ء میں جنگ میں شہید ہوئے۔ نواب صاحب کے شہید ہونے کے بعد آپ کے دونوں صاحبزادوں نواب سید محمد غلام حسن صاحب اور نواب سید غلام حسین صاحب نے اپنے والد ماجد کے ارادوں کو استقلال کے ساتھ پورا کرنا چاہا اور اندور کے مقام پر مرہٹوں کو شکست دی۔ اور آخر کار جنرل لارڈ کیو صاحب نے دونوں نوابوں کو تسکین دیکر پانی پت۔ سونی پت۔ سنبھالکا۔ قوم ندوک اور دیگر

Marfat.com

شورہ پشت قوموں کے غارت کرنے کے لیے ان کے سپرد کیا ان کے حسنِ انتظام سے خوش ہو کر ۱۸۰۵ء میں بستی دارا پور۔ شکور پور۔ اور کئی موضعے نئے جاگیر میں دے دیئے۔ نواب سید محمد غلام حسن صاحب لا ولد انتقال فرما گئے اور نواب سید محمد غلام حسین صاحب بھی ۱۸۱۵ء میں صغیر السن اولاد چھوڑ کر انتقال فرما گئے۔ جاگیر کا انتظام سرکار انگریزی نے کیا۔ پھر کچھ آراضی معافی ان کو دی اور بیگمات کی پنشن مقرر کر دی۔ سید صاحب اس خاندان کے روشن چراغ ہیں۔

بہرکیف آپ کا ذوقِ ایمانی محتاجِ بیان نہیں — یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس دارو گیر کے زمانے میں جو خاموش خدمتِ اسلام کی کی ہے اور جو کتابیں تصنیف کی ہیں وہ آپ کے لیے باقیات الصالحات میں سے ہیں۔ مسلمان رہتی دنیا تک ان کتابوں سے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ مجھ کو امید ہے کہ اردو زبان میں آپ نے جتنی کتابیں لکھی ہیں اور جس قابلیت اور بے ساختگی سے اردو زبان کو پیش کیا ہے اہلِ نظر اور اہل اسلام اس دارو گیر زمانے کے عالم میں بھی اس کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سید صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اس خدمت کو مقبولیت عام تام عطا فرمائے اور ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

عالم باعمل فاضل اجل مفتی مولوی طاہر حسن صاحب
نقشبندی مجددی شاہی امام عیدگاہ دہلی

گرامی قدر نواب زادہ سید محمد معز الدین صاحب نقشبندی مجددی

Marfat.com

دہلوی کی اعلیٰ شخصیت سے دہلی والے اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ کے والد ماجد عالیجناب شمس الاسلام نواب مولوی الحاج سید محمد شفیع الدین صاحب مجددی نقشبندی دہلوی مالک اقبال پرنٹنگ پریس جو خان بہادر شمس العلماء مولوی حاجی محمد ضیاء الدین صاحب مرحوم ایل۔ ایل ڈی پروفیسر پنجاب کے بھتیجے اور شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب مرحوم پروفیسر یونیورسٹی الہ آباد کے بھانجے ہیں اور آپ اس خان عالی شان کے نونہال ہیں جو ہمیشہ عظیم الشان اسلامی خدمتوں کا عامل رہا ہے۔ جب تک مکہ معظمہ میں قیام رہا ہمیشہ اسلامی حکومت اور خلیفۃ المسلمین نے آپ کے خاندان کی خدمات سے استفادہ حاصل کیا اور جب شہنشاہ اکبر نے خلیفۃ المسلمین کی اجازت سے آپ کے مورث اعلیٰ حضرت علامہ شیخ الاسلام ابوالبرکات سید محمد صاحبؒ کو بہ اصرار تمام ہندوستان میں طلب فرمایا تو آپ نے ہندوستان میں بھی اسلام اور اہل اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیں مگر کچھ عرصے کے بعد خلیفۃ المسلمین نے اپنی خاص اہم ضرورتوں کی بنیاد پر دوبارہ مکہ معظمہ بلایا اور پھر آپ کا وہیں انتقال ہوگیا۔ شیخ الاسلام کے واپس تشریف لے جانے کے بعد شہنشاہ اکبر کو ان بزرگوں کے ہندوستان میں مدعو کرنے کی تمنا باقی رہی اور خلیفۃ المسلمین شہنشاہ اکبر کے درمیان رسل و رسائل کا سلسلہ قائم رہا اور بالآخر خلیفۃ المسلمین نے حضرت شیخ الاسلام علامہ ابوالبرکات سید محمد صاحبؒ کے فرزند رشید حضرت شیخ الاسلام علامہ سید محمد ہاشم صاحب سے استدعا کی کہ شہنشاہ اکبر کا اصرار بہت بڑھ گیا ہے ممکن ہے کہ آپ کے تشریف لے جانے سے ہندوستان میں اسلام اور اصول اسلام کی اشاعت ہو اس لئے آپ کا ہندوستان تشریف لیجانا مناسب ہے چنانچہ آپ ۹۹۲ھ میں مکہ سے ہندوستان تشریف لائے۔ یہ بزرگ سادات کرام

Marfat.com

بزرگانِ عظام اور پیشوایانِ اہلِ اسلام تھے۔ شہنشاہ اکبر اور اس کے جانشینوں نے ان کی عزت و حرمت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ ۱۰۳۸ھ میں آپ کا وصال ہو گیا اور آپ کی اولادِ امجد ہمیشہ کے لئے ہندوستان میں سکونت پذیر ہو گئی اور جو بیش بہا خدمات انہوں نے انجام دیں تاریخ کے صفحات ان سے مزین ہیں جن کا بیان کرنا اس وقت مطلوب نہیں ہے۔

آمدم برسرِ مطلب نواب زادہ سید محمد معز الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی اس خاندان عالیشان کے چراغ ہیں۔ آپ نے بھی اپنے خاندانی روایات کے مطابق اسلامی خدمات انجام دی ہیں اور دے رہے ہیں۔ سید صاحب کا ذوق مذہبی کتابوں اور قرآنِ پاک کی اشاعت رہا ہے آپ نے جو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں وہ میرے مطالعہ میں بھی رہی ہیں جو قابلِ قدر ہیں۔ اہلِ اسلام آپ کی ان خدمات کو کبھی فراموش نہ کرینگے۔ پس سید صاحب کی زبردست شخصیت آفتاب کی طرح روشن اور درخشاں ہے۔

افضل المحدثین و مفسرین فلاسفرِ اسلام حضرت مولٰینا مولوی شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف

امّا بعد:۔ سید معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی ایک معزز اور علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے اپنے والدین کے آغوشِ تربیت میں ہی بڑی سعادت حاصل فرمائی۔ آپ کے والد بزرگوار حاجی الحرمین الشریفین عالیجناب شمس الاسلام نواب مولوی سید محمد شفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی ایک ممتاز شخصیت اور بڑے ذاکر مشاغل اور

Marfat.com

بڑے پُر لطف مزاج اور شریعت مطہرہ کے بڑے پابند بزرگ ہیں علماء کرام نے اپنے بیان میں بڑی عظمت کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے اور بڑے اہتمام سے ان کا تعارف کرایا ہے اور آپ کی معرفت و اتقان کی بہت تعریف کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی علمی زندگی سے آپ کے صاحبزادگان پر گہرا اثر پڑا ہے۔ اور الحمد للہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ کے صاحبزادے سید محمد معز الدین نے تفسیر اور تصنیف کا سلسلہ اپنی زندگانی کا مشغلہ بنا لیا ہے۔

آپ کے والد بزرگوار نے ایک عظیم الشان کام انجام دیا، وہ یہ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح کے فارسی ترجمہ قرآن کریم کا اردو زبان میں ایسا ترجمہ کیا جس سے کم لیاقت والا مرد عورت بچے بھی قرآن کریم کے مطالب کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور سب سے بڑھکر ایک نہایت محقق اور نفیس تفسیر کا اضافہ کیا جس کی مدد سے قرآن کریم کے ارشادات صحیح طور پر سمجھ میں آجائیں۔

ہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اوّل چودہ۱۴ پاروں کی تفسیر خود سید صاحب نے سرانجام دی اور بقیہ سولہ پاروں کی تفسیر کا حصہ آپکے صاحبزادے سید محمد معز الدین نے نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیا۔ اس ترجمہ اور تفسیر سے عوام کے علاوہ علماء کرام کے لئے بھی مفید معلومات کا اضافہ ہوا۔ میں اس ترجمہ اور تفسیر پر سید صاحب ممدوح کو مبارک باد دیتا ہوں کہ یہ کام اس زمانہ میں جبکہ قرآنِ کریم میں الحاد پیدا کرنے والے میدان میں آگئے ہیں اُنھوں نے بڑی خوبی سے انجام دیا۔ اور ان کی یہ گرانقدر خدمتِ قرآنی ملتِ اسلامیہ کے لئے ہزاروں برکات و سعادات کا باعث ہوگی۔ میری

Marfat.com

آرزو ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس مصحفِ پاک کی کم از کم ایک جلد ضرور موجود رہے۔

آمدم بر سرِ مطلب سیّد معز الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں بڑی بلند پایہ تصنیف یادگار ہیں۔ سیّد صاحب کے اخلاص کا ثمرہ اور حسن نیت کی برکت ہے کہ بارگاہ ایزدی سے ان کو قبول عام اور شہرتِ دوام کی سند عطا ہوئی۔ آپکی تصنیف میں یہ خوبی عیاں ہے کہ جو کچھ لکھتے ہیں نہایت تحقیق کے ساتھ لکھتے ہیں اور مفصّل لکھتے ہیں۔ عبارت سہل اور پیرایہ بیان دلکش ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر علمار کرام نے آپ کی تصنیف کی افادیت اور انکی قبولیت کا ذکر خاص طور سے کیا ہے۔ اور آپ کے فہم کی خاص تعریف کی ہے۔ لوگوں نے آپ کی تصنیف خصوصاً تفسیر سے نفع اُٹھایا۔ درحقیقت اس طرز پر دوسری تفسیر نہیں لکھی گئی۔ سچ یہ ہے کہ اس اہم کام کے لیے ان جیسے بالغ نظر ہی کی ضرورت تھی۔ یہ اتنا بڑا کام تھا کہ اگر ان کی علمی خدمات میں صرف یہی ایک خدمت ہوتی تب بھی وہ انکے فخر کے لیے کافی تھی۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء

حضرت المحترم الشیخ مولانا شاہ محمد عبد الغفور صاحب عباسی نقشبندی مجددی فضلی دام ظلہم العالی مہاجر مدنی

قرآن مجید بیشمار خوبیوں والا مع جامع تفسیر اردو مطبوعہ اقبال پرنٹنگ پریس دہلی میرے پاس ہے جو میرے مطالعہ میں رہتا ہے اس میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلویؒ کا فارسی سے اردو ترجمہ درج ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب

Marfat.com

محدثؒ دہلویؒ کو یہ اولین فخر حاصل ہے کہ انہوں نے اس ظلمت آباد ہند میں ترجمہ القرآن کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو پھر اس چشمۂ حیات کی طرف لے آئے جو عربی سے ناواقف ہونے کی بنا پر اللہ کی کتاب قرآن کریم سے بُعد و ہجر اختیار کر چکے تھے۔ اس ترجمہ پر پوری ایک صدی گزر چکی تھی اس لئے ضرورت تھی کہ اسی ترجمہ کو اردو زبان میں کر دیا جائے۔ اور ایک حد تک با محاورہ ہو جائے تاکہ اس کے سمجھنے میں کسی مرد و عورت بچے کو دقت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے لئے ہمیشہ مخصوص افراد کو چن لیا ہے جو اس کا دستِ عمل بن جاتے ہیں۔ حاجی الحرمین الشریفین عالیجناب شمس الاسلام نواب مولوی سید محمد شفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی عظمائے رجال اور آئمہ اسلام میں سے ہیں جن کی تمام زندگی کتاب و سنت کے مطالعہ اور انکے اسرار و معارف کی نشر و اشاعت میں گزری۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا اردو ترجمہ سید صاحب نے کیا ہے۔ میرے زیرِ نظر ہے اور وہ یقیناً ان تمام نقائص سے پاک ہے۔ یہ اردو ترجمہ جو سید صاحب نے کیا ہے سلیس اردو با محاورہ ہونے کے ساتھ تحت اللفظ بھی ہے۔ اس لئے ہر شخص اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے حاشیہ پر ایک جامع تفسیر بھی ہے جس نے اپنوں اور غیروں سے یکساں طور پر دادِ تحسین حاصل کی ہے۔ اس کی شہرت کی وجہ یہ ہے کہ یہ تفسیر تمام تفسیروں کا نچوڑ ہے۔ حواشی نہایت معنیٰ خیز اور بصیرت افروز ہیں۔ انکے پڑھنے سے نہ صرف ربطِ آیات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ نہایت مشکل مطالب آسانی اور سہولت سے سمجھ میں آجاتے ہیں اور فوراً ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

عام قارئین کے علاوہ اہل تحقیق اور تدریس کرنے والے علما بھی اکثر اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس تفسیر کے ابتدائی چودہ پاروں کی تفسیر حضرت سید صاحب نے کئے ہیں باقی سولہ ۱۶ پاروں کی تفسیر آپ کے صالح اور سعادت مند فرزند سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی نے جو اپنے والد بزرگوار کے فیض تربیت کی وجہ سے اس اہم اور عظیم کام کو انجام دیکر سونے پر سہاگے کا کام کیا اور حاشیہ کی عمدگی نے اس میں چار چاند لگا دیئے۔ اس کی تفسیر کو میں اپنے پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کی تفسیر صحیح حدیثوں اور روایتوں اور معتبر تفسیروں سے ہی لکھا گیا ہے۔

قرآن کریم ایک ایسی کامل و جامع کتاب ہے جس کے عجائبات کی کوئی انتہا نہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سے آج تک جتنی بھی تفسیریں لکھی گئی ہیں۔ سب استطاعت قرآن کریم کی تشریح اور توضیح کی خدمت کو انجام دینا اپنا فرض منصبی قرار دیا۔ قرآن کریم کی خدمت خواہ اس کی نوعیت کچھ ہی ہو مسلمان کے لئے سعادت اور ذخیرہ آخرت ہے۔ بالخصوص جبکہ وہ خدمت اُمتِ مرحومہ کو قرآنی معارف سے روشناس کرانے والی اور قلوب میں فہم قرآن کی رغبت پیدا کرنے والی ہو۔

اس قرآنِ کریم کی تفسیر میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر ہر آیت کی شانِ نزول بڑی تحقیق سے درج کی ہیں۔ غرضیکہ ترجمہ اور تفسیر قرآنِ کریم میری نگاہ میں اتنا بلند پایہ اور عالی مرتبہ ہے کہ اس پر اظہار کرنے کے لئے بھی علم کی ضرورت ہے۔ یقیناً سید صاحب

Marfat.com

اور ان کے صاحبزادے (سید محمد معز الدین) صاحب نے بہت ضخیم ضخیم تفسیروں سے مستغنی کر کے سمندر کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ اس قرآن کریم کی تمام خوبیاں صرف پڑھنے اور غور کرنے پر معلوم ہو سکتی ہیں تحریر و تقریر اس پر پوری روشنی ڈالنے سے عاجز ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ کوئی گھر اس نسخۂ عجیبہ سے خالی نہ رہے اور خاص کر میرے حلقہ کا ہر فرد اس قرآن کریم کو حاصل کرے اور اس کے ترجمہ اور تفسیر کو پڑھ کر اپنے ایمان کو منوّر کرے۔

غرضیکہ یہ مجموعہ ایک نادر تحفہ ہے جس کی قدر پڑھنے والے حضرات خود معلوم کریں گے۔ معمولی تعلیم یافتہ حضرات مرد و عورت بچے درسِ قرآن کے وقت اس کا غور سے مطالعہ کریں گے تو اپنے سینوں میں ایک عجیب انشراح اور لطف پائیں گے۔ اسی لئے اس قرآنِ کریم کی اشاعت میں زیادہ حصّہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

حسّانِ پاکستان حضرت الحاج علامہ مولینا ضیاء القادری بدایونی رسالہ آستانہ دہلی

سیّد محمد معز الدین صاحب نقشبندی مجدّدی دہلوی کو میں عرصے سے جانتا ہوں اور اکثر آپ کے پاس بیٹھنے کا موقع بھی ملا ہے۔ میں نے جو جو خوبیاں سید صاحب موصوف میں پائی ہیں وہ حقیقتاً سادات اور بزرگوں کی علامت ہے۔ سید صاحب بزرگانِ دین، اولیائے کرام اور علمائے مشائخ کے سلسلے میں بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ سید صاحب اپنی خاندانی روایات کے مطابق قرآن پاک

Marfat.com

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مذہبی کتابوں کی اشاعت اور طباعت ذوق کے ساتھ شائع فرماتے رہے۔ اور حال ہی میں میری ایک جامع کتاب "ستارے چشت"، جو خواجۂ خواجگان کے حالات میں لکھی ہے۔ آپ نے بڑی قلبی ذوق کے ساتھ شائع فرمائی ہے۔

آپ کے والد بزرگوار کا بڑا زبردست کتب خانہ اور پریس جو اقبال پرنٹنگ پریس کے نام سے دہلی میں مشہور تھا آپ سادات کے ایک روشن چراغ ہیں۔ آپ کی زندگی بہت سادہ ہے اور بہت حلیم اور خوش اخلاق اور خدا ترس انسان ہیں۔ بس سید صاحب کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی اخلاقیات اس درجے بلند ہیں جس کی مثال فی زمانہ ملنا مشکل ہے۔

عالم جلیل فاضل نبیل حضرت مولینا مولوی ابوالاسد مفتی عبدالحفیظ صاحب الوزنوی مفسر القرآن وخطیب شاہی مسجد آگرہ۔

آفتاب اہلسنت جناب سید محمد محی الدین نقشبندی مجددی دہلوی کے نام نامی سے مسلمان واقف ہیں۔ سید صاحب کی تصنیف کردہ کتابوں کو اس دور مادیت میں جبکہ اللہ و رسولؐ نیز اولیاء اللہ سے ازکار رفتہ خیال کرتا ہے مسلمان اس نازک دور میں آپ کی تصنیف کے موتیوں کو ایسی لڑی میں منظم دیکھیں گے کہ قاصر ذہنیتیں بھی بآسانی پہنچ سکتی ہیں۔ سید صاحب کی تحریر کو میں بہترین ذخیرہ خیال کرتا ہوں، درحقیقت قسام ازل نے یہ نعمت سید صاحب موصوف کے حصے میں لکھی تھی جو انہیں مل گئی۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

Marfat.com

سلطان العلما امام الہند مناظر الاسلام حضرت مولانا مولوی ابوالحسنات سید محمد احمد شاہ مفسر القرآن و خطیب جامع مسجد لاہور صدر جمعیۃ العلماء پاکستان

آیئے! آپ کے خاندانی روایت کی ایک بیش بہا خدمت کا بھی ذکر کر دیں۔

محب گرامی جناب مولانا مولوی حاجی سید محمد شفیع الدین صاحب دہلوی نے جو ترجمہ و تفسیر مرتب فرمائی ہے اور اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خان دہلی نے اس قرآن کریم کو شائع فرمایا ہے میں نے اسکے ترجمہ اور تفسیر کا مطالعہ کیا۔ اس پر آشوب وقت میں انکی یہ محنت میرے خیال میں ایک زبردست خدمت دینی ہے جس کا اجر انہیں خزانہ واہب المراد جل علاشانہ سے ہی ملے گا۔

ترجمہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کا فارسی میں تھا جو عوام کیلئے زیادہ مفید تھا اسے ممدوح نے اردو کر دیا ہے اور زبان نہایت سلیس عام فہم ہے یہی خدمت کم نہ تھی مگر اسکے ساتھ حاشیہ پر جو تفسیر مستند تفاسیر سے مقتبس کر کے چڑھائی ہے وہ ایک بڑی عرق ریزی اور محنت کا کام تھا پھر اسی اقتباسات کو اتنا واضح کیا ہے کہ پڑھنے والا مفہوم آیات بآسانی سمجھ کر ہر قسم کے شبہات کے خلیج سے عبور کر کے مقصود کلام پر واقف ہو سکتا ہے۔

اس طباعت قرآن کریم سے دنیائے اسلام کی ایک بہت بڑی کمی پوری ہو گئی ہے۔ اور اسکا سہرا ممدوح کے سر کہا جائے تو بیجا نہیں ہیں پرزور الفاظ میں اپنے تجربہ اور مطالعہ کے ماتحت یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ آج تک اتنی آسان اور جامع تفسیر اردو زبان میں دنیا نے نہیں دیکھی۔ یہ ایک ایسی جامع تفسیر ہے کہ جو زمانہ سے زمانہ میں میسر نہیں آئی۔

مجھے قوی امید ہے کہ اس مترجم قرآن کریم با اردو تفسیر کو پڑھنے کے بعد ایک کم استعداد مسلمان اور اردو خواں مستورات اور چھوٹی عمر کے لڑکے اچھی خاصی مذہبی معلومات کے مالک بن جائیں گے میں ہر مسلمان کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ ضرور اس مترجم قرآن کریم کی تلاوت کرے اور اسکے حاشیہ کی تفسیر کا مطالعہ کر کے اپنی مذہبی استعداد کو بڑھائے تاکہ ایک مسلمان کامل مسلمان مومن بن جائے۔ آخر میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں سید صاحب اور انکے صاحبزادے سید محمد معز الدین کی اس خدمت کو مقبولیت عام تمام عطا فرمائے اور انکے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

Marfat.com

عالم باعمل فاضل حضرت مولینا مولوی

محمد یونس صاحب

منتظم دارالعلوم معینیہ عثمانیہ و امام جامع مسجد شاہجہانی اجمیر شریف

حامدًا و مصلیًا:۔ آج میں نے مطبوعہ اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خاں دہلی کا بیشمار خوبیوں والے قرآن مجید کے مطالعہ کا شرف حاصل کیا۔ جسکے حاشیہ پر مکمل آسان اردو تفسیر ہے جو بلحاظ حسن بیان، سلاست زبان، اظہار نکات حل معنی الفاظ، ایک عدیم النظیر تفسیر کہلانے کی مستحق ہے اور مابین السطور دو مستند و معتبر مفید ترجمے ہیں جن کے لئے انکے مترجمین کا اسم گرامی ہی بہترین سند ہے۔ ایک حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا۔ دوسرا حجۃ الاسلام امام الکلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فارسی سے اردو زبان میں درج ہے۔

جناب مولانا مولوی الحاج شمس الاسلام سید محمد شفیع الدین صاحب نقشبندی، مجددی، دہلوی کی یہ محنت قابل ہزاراں اجر ہے کہ انہوں نے اسکی طباعت و تالیف حواشی و تراجم میں دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔

ہاں! یہ بتانا بھی ضروری امر ہے کہ اول چودہ پاروں کی تفسیر حضرت قبلہ شاہ صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی باقی آخری حصہ سولہ پاروں کی

Marfat.com

تفسیر اور شانِ نزول آپ کے فرزند صالح سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی جو علم و فضل شریعت و معرفت کے سدا بہار چمنوں کا عطر اور مجموعہ ہیں میں نے اس تفسیر کو بڑی جامعیت کیساتھ پیش کیا ہے۔ ان سولہ پاروں کی تفسیر کے متعلق صرف اتنا عرض کرنا ہی کافی ہوگا کہ یہ تفسیر اردو زبان میں اتنی عام فہم اور بلند مقام رکھتی ہے جسکی مثال اس دور میں ملنا مشکل ہے۔ سید محمد معز الدین نقشبندی صاحب ہر سال اجمیر شریف عرس خواجہ علیہ الرحمۃ کے موقع پر آتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ سید صاحب کا تقویٰ اور پرہیزگاری۔ زہد و ورع ریاضت و عبادت صوم مسلسل طبیعت ثانیہ بن چکا ہے۔ نماز پڑھنا یہ بچپن کے وہ اعلیٰ عزائم ہیں جو بالکل متقدمین اولیاء کرام سے ملتے جلتے ہیں۔ آپ فنافی الرسول کا جذبہ رکھتے ہیں۔ میرا مشاہدہ ہے کہ جو زبان سے کہہ دیا وہ ہو کر رہا۔ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

طلب دعا کیلئے روزانہ لوگ حاضر ہوتے۔ فقراء اور مساکین ہر وقت موجود رہتے کبھی کسی سائل کو خالی نہ پھیرا۔ غرض تقدس و تصوف کی زندہ مثال حضرت سید صاحب کا وجود ہے۔ انتہائی نورانی چہرہ ہے۔ یہ آفتابِ کمال انسان ہیں غرضیکہ سید صاحب اپنے لیے باقیات الصالحات کا سرمایہ خود جمع کر رہے ہیں۔ آپکی تمام تصنیفات آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے روشن چراغ کا کام دیگیں۔

جناب حضرت سید محمد معز الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی کے حالات و کمالات و مکشوفات و تصرفات اس قدر ہیں کہ جس کے جمع کرنے کو بہت وقت چاہیئے اور آپ کے دیکھنے والے بھی خال خال لوگ ہیں۔ میں نے بھی جو کچھ حالات آپ کے اس طرف کے چند معتبر لوگوں کی زبانی سنے ہیں۔ ان میں سے بھی بہت کم لکھتا ہوں۔ اور یہ بھی لکھنے کی ضرورت یوں ہوئی کہ

Marfat.com

اکثر حضرات نقشبندیہ کے حالات کتابت میں آکر چھپ چکے ہیں۔ اس واسطے آپ کے متوسلین سلسلہ ان بزرگوں کے حالات اور ریاضت اور مجاہدات اور مکشوفات سے ناواقف ہیں انکو خصوصًا واقف کرنا ہے اور اوروں کو عمومًا اور جب یہ لوگ واقف ہو جائیں گے تو ان بزرگوں کی محبت ان کے دلوں میں زیادہ ہوگی۔ اور جب اُن سے محبت زیادہ ہوگی تو ان بزرگوں کے انوار اور فیضان و برکات سے مستفیض ہونگے۔ حضرت سید صاحبؒ سے ایسی خرقِ عادات ظاہر ہوئی ہیں کہ جو حضرات متقدمین رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کے حالات و معاملات سے ملتی جلتی ہیں۔ لیکن یہ صدقہ انہیں پیرانِ کبارؒ کا ہے۔ آپ کی ذات والا صفات خدا کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت اور آیاتِ الٰہی میں سے ایک آیت ہے۔ جس نے دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے اپنے متعدین حلقہ احباب کو تعلیم اور نصیحت تھی کہ نمازِ عصر کے بعد روزمرہ سوا لاکھ مرتبہ درود شریف صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وَّآلہٖ وسلّم کا ختم کرنا چاہیئے اور بعد ختم درود شریف پھر حلقہ شروع کرنا چاہیئے۔ آپ کی مقبولیت اور کثرت نسبت اور فیضان کا یہ حال کہ بعض وقت لوگ بیہوش ہوکر گر جایا کرتے۔ اور جس کو انہوں نے جو دعا دی وہ اللہ کی جناب سے رد نہ ہوئی، اور جس دل پر توجہ فرمائی وہ ذکرِ خدا اور ذکر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہو گیا۔ ہزاروں کو ان سے فیض پہنچا اور ہزاروں کے کام ان کی دعا سے نکلے اور ہزاروں کے دل قفسِ دنیا سے نکل کر عالم بالا کی طرف پرواز کر گئے اسی واسطے حضرت مولانا رومیؒ نے اولیا کی شان میں یہ فرمایا ہے۔

اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز ٭ زندہ گردد از فسونِ آں عزیز

اندھا اور کوڑھی تو کیا بلکہ مردہ بھی ٭ اس بندہ خاص کے دم کرنے سے زندہ ہو جاتا ہے

Marfat.com

اسی واسطے ہمارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "کہ ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے نور سے" اور بہت سے ایسے واقعات ہیں جن کو اگر لکھا جائے تو بہت بڑی ضخیم کتاب بھی کافی نہ ہو کیونکہ حضرت سید صاحب کے حالات بہت کثرت سے ہیں جو کچھ لکھا گیا ہے بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں، جو عقلا اور طلباء کے لئے کافی ہیں، کسی نے ایسے ہی لوگوں کی شان میں خوب کہا ہے۔

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

وہ خاصانِ حق کہ جو مٹی کو اپنی ایک نظر سے کیمیا بنا دیں، کاش کہ وہ ایک نظر لطف و کرم ہم پر کریں۔ حضرت مولانا رومیؒ نے جو اولیاء اللہ کے حال میں فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے۔

ہر دم او را یکے معراج خاص
بر سرش تاجش نہد حق تاج خاص

بندۂ خاص ہر وقت معراج خاص سے مشرف ہوتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے سر پر اپنے فضل کا خاص تاج رکھتا ہے۔

جسم او بر خاک و روح در لامکان
لامکانِ وہم قصرِ سالکان

اس کا جسم خاکی اس دنیا میں رہتا ہے اور روح عالم بالا میں ہوتی ہے وہی لامکان طالبانِ حق کا مرکز و محل ہے۔

ایسے واقعات اور کشف اور حالات اور کرامات جناب حضرت سید صاحب کی لکھی جائیں تو ایک دفتر چاہیئے۔ جناب حضرت سید صاحب پر حضور آقائے دوجہاں رحمۃ العالمین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مہربانی اور کرم تھا۔ بلکہ بعض بعض وقت حضرت سید صاحب فرماتے، یہ فقیر جو کچھ دین و دنیا کی دولت تقسیم کر رہا ہے جانتے ہو یہ کہاں سے آتی ہے

Marfat.com

یہ مدینہ منورہ سے روضۂ اقدس سے آئی ہے۔ مگر افسوس کہ میرے پاس کوئی ذریعہ انکی مفصل کیفیت لکھنے کا نہ ملا۔ یہ ذات بابرکات مجمع کمالات نائب حقیقی سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کیسی اللہ نے پیدا کی ہے، مگر میرا مقصد اختصار تحریر ہاتھ سے جاتا تھا۔ اس لیے بہت مختصر حالات کے جو نہ ہونے کے برابر ہیں، لکھے ہیں۔

فجزاهم الله احسن الجزا میں شاہ صاحب قبلہ کو اس کامیاب کوشش پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ خداوند قدیر نے اس خدمت قرآن اور نشر و اشاعت کا آپ کو موقعہ دیا اور اس طرح اسلام اور مسلمانوں کی زبردست خدمت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ ساتھ ہی جمیع برادران اسلام کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس تفسیر اور ان ترجموں کے مطالعہ سے ایمان تازہ کریں اور اپنے متعلقین بچوں اور خواتین کو بھی اس کی برکات سے مستفید کریں۔ واللہ الموفق والیہ المآب

یہ عزیزو! میرے بزرگ نے جو محبت اور عقیدت کے پھول اس ناچیز فقیر کے لئے برسائے ہیں یہ میرے محترم کا حسن ظن ہے آپ خود آئینہ میں اپنا عکس خود دیکھ کر بیان فرما رہے ہیں۔ میں اپنے مولانا محترم کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس احقر ناچیز کیلئے یہ حسن ظن قائم کیا ہوا ہے جس کا میں لائق نہ تھا۔

میرے عزیزو! بھائیو! میں کچھ بھی ہوں خود کو خوب جانتا ہوں۔ ممکن ہے میرا ظاہر لوگوں کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہو۔ لیکن میں جب بھی اپنے آپ پر نظر کرتا ہوں۔ مجھے خود میں سینکڑوں عیب نظر آتے ہیں اور مجھے اپنے عیبوں پر ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں

Marfat.com

رورو کر دعا کرتا ہوں کیونکہ یہ عام لوگوں سے تو پوشیدہ ہیں لیکن اُس ذات سے پوشیدہ نہیں ہیں جو ہر چیز کو دیکھ رہی ہے ۔ میری حالت تو ایک مور جیسی ہے جسکے جسم پر بنے ہوئے نقش و نگار لوگوں کے دل موہ لیتے ہیں اور وہ ان نقش و نگار کی تعریف کرتے ہوئے نہیں تھکتے ۔ لیکن خود بے چارہ مور جب بھی تنہائی میں اپنے پاؤں دیکھتا ہے ۔ کافی دیر تک روتا رہتا ہے ۔ میں بھی اللہ تعالیٰ کی جناب میں رُو رُو کر دعا کرتا ہوں ۔ یاد رکھئے ! اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی کمزوریوں اور عیبوں پر نظر رکھے نہ کہ بڑائیوں اور تعریفوں پر نظر رکھے ۔

میں اپنے تمام معتقدین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل مجھ کو ایسا ہی بنا دے ۔ اور میرے ظاہر اور باطن کو ایک کر دے ۔ ریاکاری اور نام نمود کی لعنت سے محفوظ رکھے اور مجھ کو نیک اور صالح اور عمل کی ہدایت کی روشنی عنائت فرما دے اور ایمان کیساتھ خاتمہ بالخیر فرمائے ۔ اور میرے تمام حلقۂ احباب اور معتقدین کو بھی عمل صالح کی توفیق دے اور انکی ہر مشکل کام کو آسان فرما دے اور نیک دلی مقاصدوں کو پورا فرما دے اور مجھ کو سب کو ایمان کیساتھ خاتمہ بالخیر فرمائے آمین ۔

حضرت مولانا مولوی شیخ المشائخ عرف ملّا شوباز ار کابلی

فقیر مجدّدی کتب اسلامی محترم سید محمد معز الدین نقشبندی مجدّدی دہلوی از زبانِ خود شان شنیدم کلام شان بسیار مؤثر و فصیح و بلیغ معلوم میشود کہ صاحب درد و محبّ حضرت سید عالم رحمۃ للعالمین حبیب خدا

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم است حق تعالیٰ اجزائے خیر برایشاں عنایت فرمودہ زیادہ بر زیادہ طبع شان را جاری کلام شان را موثر گرداند۔ بہ ذکرم

احقر

سید محمد فضل عمر مجددی (عرف نورالمشائخ)

افغانستان

پیرِ طریقت حجۃ الاسلام حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب

امیرِ ملت از علی پور سیداں ، ضلع سیالکوٹ

فقیر نے قرآن مجید بیشمار خوبیوں والا مع ترجمہ اور تفسیر مطبوعہ اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خاں دہلی مطالعہ کیا، اور خوردبرخوردار نورچشم سید محمد معزالدین نقشبندی مجددی دہلوی سے ملاقات بھی کی اور کچھ دن قیام بھی کیا آپ نے اس قرآن مجید کے آخر کے سولہ پاروں کی تفسیر مرتب فرمائی ہے۔ فی زمانہ اس تفسیر کی جامعیت قابل قدر ہے۔ زبان کی فصاحت اور پاکیزگی اور عقائد اہل سنت و جماعت کے مسلک کے اندرونی جذبات محبت کا اظہار کر رہی ہے اور یہی وہ چیز ہے جسکی مومن کامل کو دارین میں ضرورت ہے کیونکہ اسکی وجہ سے فلاح و کامیابی و خوشنودی سید عالم حضور نبی کریم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے جوکہ انسان کی زندگی کا مقصد اعلیٰ اور مطمح نظر ہے۔ فقیر دعا کرتا ہے کہ مولیٰ کریم شہزادہ سید محمد معزالدین نقشبندی مجددی دہلوی کو اس قسم کی محبت میں ترقی بخشے اور اسکے صلہ میں دنیا و آخرت میں درجات عطا فرمائے اور آپکی تصنیف ذخیرہ آخرت اور نجات کا ذریعہ بنائے اور عوام خاصکر میرے مریدین اس تفسیر اور آپکی

Marfat.com

تصنیفات سے اپنے ایمان کو مضبوط اور روشن کریں۔ میرے تمام حلقہ احباب کے ہر گھر میں آپکی تصنیفات ہر ایک کے مطالعہ میں رہنے چاہیئے اور اشاعت کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

مجدد الملت جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ صاحب شاہی امام جامع مسجد فتحپوری دہلی

اس زمانہ میں اگرچہ قرآن کریم کے تراجم اردو زبان میں بکثرت موجود ہیں لیکن ان میں سے اکثر ایسے ہی نظر آتے ہیں جنکے مترجمین نے اکابر اہل سنت کے اتباع کو اپنے اوپر لازم نہیں سمجھا ہے اور جو انکی ناقص رائے میں آیا ہے اسی کے موافق ترجمہ کر دیا ہے ایسے ترجموں کے بعض مضامین چونکہ شریعت مطہرہ کے بالکل مخالف ہیں اس لیے مسلمانوں کو انکا دیکھنا جائز نہیں۔ پس ایسی حالت میں ضرورت تھی کہ با محاورہ ہونیکے باوجود کسی مستند عالم کا ترجمہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے انکو گمراہی سے بچایا جاتا۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے محب گرامی الحاج شمس الاسلام نواب مولوی سید محمد شفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ کے فارسی ترجمہ کو با محاورہ اردو زبان میں کر کے ایک بڑی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انکی اس محنت کو قبول فرما کر بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ علاوہ ازیں سید صاحب نے ایک جامع اور نہایت سہل تفسیر کا بھی اضافہ فرمایا جو مستند تفاسیر سے ماخوذ ہے اور بکثرت ضروریات تفسیریہ اور مسائل شرعیہ پر مشتمل ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ

Marfat.com

مجموعہ اپنی جامعیت میں بہت بے نظیر ہے۔ اس قرآن پاک کو اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خان دہلی نے شائع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے مسلمانوں کو نفع پہنچا کر سید صاحب کی محنت کو ٹھکانے لگائے مسلمانوں کو چاہیے کہ خود بھی اس کے حاصل کرنے کے لیے کوشش کریں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں کہ الدال علی الخیر کفاعلہ اغنیا اگر مخیر حضرات اسکی جلدیں خرید کر ان شائقین کو تقسیم کریں جو اس کے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو وہ دوہرے اجر کے مستحق ہونگے۔ فقط

مبلغ اسلام حضرت مولانا مولوی **عبدالحنّان** صاحب خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش صاحب لاہور

جناب سید محمد شفیع الدین صاحب مالک اقبال پرنٹنگ پریس دہلی نے جو قرآن مجید معہ ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بزبان اردو شائع کیا ہے مجھے اسکے مطالعہ کا موقع حاصل ہوا حضرت محدث صاحب اور آپکے ترجمہ کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ میں جناب سید صاحب کو اس خدمت سعید پر مبارک باد دیتا ہوں کہ اس زمانہ پر آشوب میں جبکہ مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہونیکے باعث دہریت والحاد کے سیلاب میں بہتے جا رہے ہیں حق جل شانہ نے آپ کو اس خالص دینی خدمت کی توفیق عطا فرمائی ز اس کے حاشیہ پر کامل آسان تفسیر اردو ہے جو بلحاظ سلامت زبان اپنی آپ ہی نظیر ہے اس کے علاوہ اس قرآن مجید میں دیگر ایسی ایسی معلومات درج ہیں کہ تلاوت کرنیوالے کو ہر لحاظ سے قرآن کریم کے مطالب آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔

مجھ کو سید صاحب کے صاحبزادے سید محمد معز الدین صاحب نے

Marfat.com

یہ قرآن کریم عطا فرمایا آپ سے مل کر بڑی خوشی اور مسرت ہوئی۔ درحقیقت سید محمد معزالدین صاحب بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ آپ نے ۱۶ پاروں کی تفسیر تحریر فرما کر عظیم مسلمانوں پر احسان فرمایا آپ کا برتاؤ اور لباس بالکل عام لوگوں کا سا ہے۔ کوئی خصوصیت لباس یا کلام یا درویشانہ نہ تھی۔ ہاں علم شریعت اور علم تصوف میں آپکی نہایت درجہ کی تحقیقات اور معلومات ہے۔ علم شریعت و طریقت کے سمجھانے میں اللہ تعالیٰ نے آپکو شانِ خاص عنائت کی ہے گویا آپ علم درویشی کے عالم متبحر جو آپ سے واقف نہ ہوتا وہ کبھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ درویش ہیں۔ ہر سلسلہ مبارک کے اولیاء اللہ کی تعظیم اور محبت آپ کے دل میں ہے، جہاں کسی شخص نے کسی اولیاء اللہ کی شان میں کسر شان کے الفاظ کہے اور آپ اس سے برہم ہوجاتے۔ دُنیادی ٹھاٹ یا درویشانہ نہ رکھتے بالکل عام آدمیوں کی زندگیوں کی طرح رہتے بناوٹ ریاکاری، علم و فضل کا ذرہ برابر ظاہر نہ فرماتے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سید صاحب کے صاحبزادے سید محمد معزالدین صاحب کے درجات بلند فرمائے اور انکی اس خدمت کو مقبولیت عطا فرمائے اور انکے لیے ذخیرہ آخرت بنائے آمین۔

آخیر میں عرض کرونگا کہ اس کلام پاک کو میں ہر طرح سے مکمل اور مفید خیال کرتے ہوئے ہر مسلمان کو مشورہ دیتا ہوں کہ اسکی تلاوت کرکے اپنے ایمان کو مکمل بنائے۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس سید صاحب اور انکے صاحبزادے صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

عمدۃ الواعظین زبدۃ الصالحین مولانا مفتی شاہ نسیم احمد صاحب مفسر القرآن امام سنہری دہلی

جناب سید محمد شفیع الدین صاحب دہلوی نے اس پرآشوب زمانہ میں قرآن مجید کی ایک نہایت اعلیٰ خدمت انجام دی ہے۔ یعنی ایک بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید شائع کیا ہے جس میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے ترجمہ کو بزبان اردو درج کیا ہے اور اس کے حاشیہ پر کامل آسان تفسیر اردو چڑھائی ہے۔ یہ تفسیر کیا ہے تاریکی کیلئے روشنی ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے سے اجنبیت اور شبہات کا پردہ خود بخود اٹھتا چلا جاتا ہے۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس تفسیر نے دنیائے اسلام کی ایک بہت بڑی کمی کو پورا کر دیا۔ کیونکہ آج تک اس قدر آسان مکمل اور جامع تفسیر شائع نہیں ہوئی جس کو پڑھ کر کم استعداد لوگ عورتیں اور بچے تک کلام اللہ کے معانی اور مطالب کو سمجھ سکیں۔ حضرت شاہ صاحب کے عدیم المثال ترجمہ کی بابت تو کچھ عرض کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ ان لاثانی ترجمہ اور تفسیر کے علاوہ اس قرآن مجید میں اور بیشمار خوبیاں ہیں جو دیکھنے اور مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ ہر مسلمان اس کلام پاک کا معہ تفسیر و ترجمہ تلاوت کرے اور کامل مسلمان بنے۔ اللہ تعالیٰ سید صاحب کی اس خدمت کو باعث نجات آخرت بنائے۔ آمین۔

مبلغ اعظم الحاج حضرت مولانا مولوی شاہ قاری محمد عبدالحامد صاحب مفسر القرآن بدایونی

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی علمی شخصیت مشاہیر ہند میں نمایاں مقام حاصل کر چکی ہے۔ آپ نے جو خدمات جلیلہ فرمائیں ان کو اسلامی ہند کا کوئی گوشہ فراموش نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

شاہ صاحب نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ فرمایا تھا جو فی زمانہ اردو داں طبقہ کے لیے پڑھنا مشکل تھا عرصہ سے اس ضرورت کا احساس کیا جارہا تھا کہ اس ترجمہ کو بزبان اردو شائع کیا جائے۔ مقام مسرت ہے کہ یہ فخر محترمی جناب مولوی سید محمد شفیع الدین صاحب مالک اقبال پرنٹنگ پریس دہلی کو حاصل ہوا۔ آپ نے زرکثیر صرف فرماکر اور بہت سے تراجم و تفاسیر کو سامنے رکھ کر بنظیر عمیق انتہائے کاوش و محنت کے بعد اردو ترجمہ مکمل فرما دیا اور اسکے اندر وہ سب خصوصیات جمع کردیں جن کی ضرورت تھی۔ میں نے اس ترجمہ و تفسیر وغیرہ کو دیکھا۔ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ جس قدر بھی ترجمے و حاشیے زمانہ میں شائع ہوئے ان سب میں یہ ترجمہ اپنی نوعیت و جامعیت کے لحاظ سے نہایت مفید ہے بہت سے مشکل مقامات قرآن کو نہایت احتیاط اور تحقیق سے کام لے کر بہترین طریق سے حاصل کر دیا گیا ہے۔

سید صاحب ممدوح اس مبارک خدمت پر ہر طرح قابل مبارکباد ہیں اور انکی یہ گرانقدر خدمت قرآنی ملت اسلامیہ ہندیہ کے لیے ہزاروں برکات و سعادتوں کا باعث ہوگی۔ میں مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ان میں کا ہر خواندہ فرد اس ترجمہ کو پڑھے اور اس کی اشاعت میں ہر ممکن سعی کرے۔

حضرت مولانا مولوی ابوالحقائق پیر سید امانت علی شاہ صاحب چشتی نظامی خطیب عیدگاہ لاہور

مسلمانوں کی نہایت خوش نصیبی ہے کہ خشک زمین اسلام پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا اردو ترجمہ اور کامل آسان تفسیر والا قرآن مجید آب رحمت ہو کر برسا یہ بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید جناب سید محمد شفیع الدین صاحب مالک اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خان دہلی نے بکوشش کمال اور زرکثیر صرف

Marfat.com

کر کے طبع کیا ہے۔ جناب سید صاحب کا مسلمانان ہند پر بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے حضرت محدث صاحب کے ترجمہ کو اردو لباس سے مزین فرمایا اور کامل آسان تفسیر جو اردو زبان کی بہترین تفسیر ہے اس قرآن مجید میں شائع کی ہے تاکہ کم سے کم استعداد والا بھی جس کو اردو زبان کی کچھ بھی شد بد ہو کلام اللہ اور اس کے مطالب کو آسانی سے سمجھ جائے اور پکا مسلمان بن جائے اللہ تعالیٰ سید صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس عظیم الشان کام کو بڑی خوبی کیساتھ انجام دیا آمین

شاہ صاحب کے صاحبزادے سید محمد معز الدین نے آخیر کے سولہ پاروں کی جو تفسیر لکھی ہے وہ انکی روحانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ سید معز الدین صاحب میرے علم اور تحقیق میں اولیائے اللہ اور مشائخ عظام سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں جسکی تصدیق مجھ کو بہت طریقہ سے ہوئی جس کو میں تحریر و تقریر میں لانے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ سید محمد معز الدین صاحب کی طبیعت میں اللہ تعالےٰ نے اعلیٰ درجہ کا ظرف رکھا ہے کہ وہ اپنے حالات باطنی کی خبر کسی کو نہیں دیتے۔ رازداری یہانتک کہ متعقدین کا حال دوسرے معتقدین سے کم بیان فرماتے۔ اکثر جو متعقدین کشف اور معلومات کے متعلق حالات عرض کرتے آپ اس کو نہایت بے رغبتی کیساتھ سماعت فرماتے آپ فرماتے کہ ذکر حق اور فکر حق۔ قرب حق کام کی چیز ہیں۔ سید صاحب کے تصرفات اور ہمت باطنی کا یہ حال دیکھا کہ جس بات پر آپ ہمت فرماتے اور دعا بجناب باری تعالیٰ کرتے اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ضرور قبول فرماتا۔ آپ کی دعا سے اہل حاجت کے بڑے بڑے کام انجام پاتے ہیں۔

بعض علمائے ظاہر کہ جو نور علم باطن سے محروم ہیں۔ علم باطن کے منکر ہوئے اور اسکی نفی کرنے پر کمر باندھی اور تقریروں اور تحریروں کتابوں کے ذریعہ اہلسنت و

Marfat.com

جماعت کے مذہب، علم شریعت اور علم طریقت، عقائد کہ جو مغز شریعت، مغز اسلام مغز ایمان ہے۔

سید صاحب دنیاوی ٹھاٹ یا طرز درویشانہ نہ رکھتے اور زیادہ آدمیوں سے خلا ملا نہ ہوتے۔ آپکی نسبت زبردست اور قوی، اگر لوگ آپ سے واقف ہو جاتے ہیں تو ہزاروں قلوب منور و روشن ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور پیرانِ عظام رحمۃ اللہ علیہم کا صدقہ اور توسل ہے۔

سلطان العلماء، ناظر اسلام حضرت مولانا مولوی سید محمد صاحب جادلی مفسر القرآن دہلی

گرامی قدر جناب سید محمد شفیع الدین صاحب مالک اقبال پرنٹنگ پریس دہلی نے اپنی خاندانی روایات کے مطابق حال میں ایک اور اہم اسلامی خدمت انجام دی ہے۔ یعنی بے شمار خوبیوں والا قرآن شریف دو ترجموں کے ساتھ شائع کیا ہے جس میں معتبر اور مستند تفاسیر کے ضروری مضامین بھی ہیں فقہ حنفی کے مطابق مسائل بھی ہیں عقائد صحیحہ کی تشریح بھی ہے غرض یہ کہ وہ سب کچھ ہے جس کی قرآن کریم کے مطالعہ کے وقت ہر مسلمان کو جستجو ہوتی ہے۔ اس قرآن کریم اور اس کے ترجمہ اور تفسیر و تشریح کے مطالعہ کے بعد ہر شائق اسلام دوسروں ترجموں اور تفسیروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ تفسیر کی تعریف کہنے کو تو بات دو سطروں میں ختم ہو جاتی ہے۔ مگر جب کوئی عمیق نظر سے اس قرآن کریم کا مطالعہ کرے۔ تو حقیقت کھلتی ہے اور بے ساختہ زبان سے الحمد للہ سبحان اللہ، جزاک اللہ نکل جاتا ہے۔ واقعی جس محنت شاقہ اور عرقریزی دلسوزی سے مختلف اور متعدد کتب تفاسیر و سیر و احادیث و فقہ کے ضروری اور اہم مضامین کو یکجا کیا گیا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ صرف یہی ایک بات اسی قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر

Marfat.com

کو دوسرے ترجموں اور تفسیروں سے بہت بڑا امتیاز بخشتی ہے کہ اس میں ہندوستان کے مایہ ناز بزرگ فقہ و محدث حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب عدیم المثال اور مشہور و مقبول فارسی ترجمہ کو عام فہم سلیس اردو کا لباس پہنایا گیا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ فارسی ترجمہ کی خوبیوں کو نقل مطابق اصل کی طرح تمامہ اس طرح اردو میں منتقل کر دیا گیا ہے کہ کسی کو گلے شکوے کا موقعہ باقی نہیں رہتا اس تفسیر سے جس طرح عامۃ الناس مرد و زن فائدہ اٹھا سکتے ہیں اسی طرح علماء و واعظین کی معلومات کے لیے بھی اس میں ایک بیش بہا ذخیرہ موجود ہے اور اسیطرح نو مسلم بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ یہ ایسا کامل اور آسان تفسیر ہے جس میں زمانہ حال کے موافق قرآن کریم کے حقائق و معارف نہایت سلیس اور شگفتہ زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔ طرز تحریر ابتداء سے انتہا تک نہایت سلجھا ہوا اور مدلل ہے قرآن مجید کے دشوار مقامات جن کے افہام و تفہیم عقول قاصر تھی۔ اب آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں یہ تفسیر دنیائے اسلام میں اسلامی سلسلہ کی سب سے بہتر اردو تفسیر ہے اور دنیا کیلئے ایک بہت بڑی نعمت اور بیش بہا مذہبی سرمایہ ہے جس پر اردو داں طبقہ جتنا بھی ناز کرے بجا ہے۔ درحقیقت جناب سید محمد شفیع الدین صاحب پر خدائے پاک کا کرم خاص ہے کہ وہ ایسی مبارک تفسیر کے لکھنے میں کامیاب ہوگئے۔

میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ ہر مسلمان کو اس کلام اللہ کی ایک جلد ضرور اپنے مطالعہ میں رکھنی چاہئے پاک پروردگار اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اس قرآن پاک کو دینی و دنیوی رفعت کا سبب بنائے اور اجر جزیل عطا فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفید ہونے کا موقعہ نصیب ہو آمین۔

نوٹ: مندرجہ بالا تصادیق کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات کی رائیں اس کلام مجید کی خوبیوں کے متعلق ہمارے پاس موجود ہیں اس اشتہار میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ایک ساتھ شائع نہیں کر سکے اگر زمانہ نے مہلت دی تو انشاء اللہ کتاب کی صورت میں چھاپ کر شائع کی جائیں گی۔

Marfat.com

چند اور ایمان افروز تالیفات

سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی نے علمی دنیا کی ایک
اِسلامی نظامِ زندگی عظیم خدمت انجام دی ہے۔ سید صاحب موصوف نے اس
دینِ رحمت کتاب میں حقوق فرائض اسلام کے بارے میں بیش بہا تالیف فرمائی
ہے جس کے استفادہ و مدد سے تمام متعلقہ مسائل کی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ دنیائے
اسلام میں اس کتاب کو بلند مرتبہ اور تمام کتابوں میں اس تالیف کو ایک امتیازی شان اور
خاص مقام حاصل ہے۔ اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ دین کیا ہے مسلمان کسے کہتے ہیں۔ دنیا
میں کس طرح رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کیا کیا ہیں۔ ماں باپ کے حقوق کیا ہیں۔ بیوی
کے حقوق کیا ہیں شوہر کے حقوق کیا ہیں۔ اولاد کے حقوق کیا ہیں۔ اولاد کی تربیت کس طرح
کرنا چاہیئے۔ یتیموں کے حقوق کیا ہیں ہمسائے کے حقوق کیا ہیں۔ رشتہ داروں کے حقوق کیا
ہیں مہمانوں کے حقوق کیا ہیں۔ عام مسلمانوں کے حقوق کیا ہیں۔ حیوانات اور نباتات کے
حقوق کیا ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کیا چیز ہے۔ اسلامی آداب و اخلاق کیا ہیں۔ یہ
ایک ایسی جامع کتاب ہے جو باپ بیٹوں۔ بھائی بہنوں۔ شوہروں۔ اولاد اور والدین سب
کے لیے کار آمد ہے جو سب کچھ ایک اسلامی نظام زندگی کے لیے ضروری ہے وہ اس کتاب
سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ قدم قدم پر یہ کتاب آپ کی رہنمائی کریگی۔ اس کتاب کی ترتیب میں
یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو مذہبی اُمور میں جن معلومات کی ضرورت پڑتی ہے وہ سلسلہ وار
بیان کر دی جائیں تاکہ اس کے مطالعہ کے بعد اسلام کی روح سے واقف ہو جائے۔ ہر مسلمان کا
فرض ہے کہ وہ اس کتاب کی روشنی میں اپنی سیرت و کردار کی تعمیر کرے۔ عبارت اس قدر عام فہم
اُردو میں ہے کہ علماء اور عام مسلمان مرد و عورت ہر ایک اس سے یکساں طور پر فیضیاب ہو سکتا
ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ مرد ہو یا عورت ایک سعادت ہے۔ یہ کتاب کیا ہے معلومات
اسلامی کا ایک سمندر ہے۔ پتہ: کتبخانہ اشاعت القرآن نکلسن روڈ کراچی ؎

Marfat.com

دین اسلام از سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی نے اس کتاب میں بتایا ہے کہ نماز کے فرائض اور واجبات کیا ہیں۔ وضو کس طرح کرنا چاہیئے غسل کس طرح کرنا چاہیئے۔ اذان کس طرح کہنی چاہیئے جنازے کے جملہ مسائل اور نماز جنازہ کس طرح ادا کرنی چاہیئے۔ ایمان مفصل ایمان مجمل اور چھ کلمہ شریف۔ گھر سے نکلنے کی دعا مسجد میں داخل ہونے کی دعا مسجد سے نکلنے کی دعا نیا چاند دیکھنے کی دعا۔ ہدیہ :-

اسلامی فقہ اور فتاویٰ اعزازیہ! تالیف آفتاب اہل سنت سید معز الدین شاہ نقشبندی مجددی دہلوی۔

اسلامی فقہ کی سینکڑوں مستند کتابوں کا خلاصہ اور اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کا گرانقدر صحیفہ

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فقہ و اجتہاد کے مطابق تمام دینی مسائل کا یہ ایک لاجواب مجموعہ ہے۔ اسلام کی بہترین تہذیب و معاشرت اور پاکیزہ اخلاقی تعلیمات کا یہ مکمل نصاب ہے۔ دینی اور دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کے لیئے اردو زبان میں سب سے زیادہ سہل اور جامع کتاب ہے۔ اس کتاب میں ان تمام مسائل کو انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جو سارے مسلمانوں کو ان کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں اور جن کا علم حاصل کئے بغیر وہ سچے اور پکے مسلمان نہیں بن سکتے۔ یہ کتاب مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ زبان نہایت صاف ستھری اور ترتیب بہت عمدہ ہے اسے پڑھ کر دین و مذہب کے ابتدائی مسائل سے لے کر انتہائی مسائل تک بڑی آسانی کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

درحقیقت یہ کتاب دینی اور اخلاقی تعلیمات کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے جسے ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہونا چاہیئے۔ اس کو پڑھ کر تمام مسلمان عالم دین بن سکتے ہیں۔ دین و مذہب کے بیشمار عنوانات کو اس مفید کتاب میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔ ہدیہ :-

نظامِ مصطفےٰ کا پیغامِ حیات یہ کتاب کیا ہے؟ پچاس نہایت مستند اسلامی کتابوں کی روح اور ایک زبردست اسلامی انسائیکلوپیڈیا ہے۔

دراصل عربی تعلیم اور مذہب سے ناواقف ہونیکی وجہ سے مسلمان دن بدن اسلام سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اس لاپرواہی اور بے دینی سے بچانے کیلئے پچاس مستند

Marfat.com

اسلامی کتابوں کی مدد سے ایک ایسی جامع اور مستند کتاب تالیف کی گئی ہے جس میں دس ہزار سے زیادہ ایسے تمام دینی اور دنیاوی باتیں اور مسائل بیان کیے ہیں جن سے ہر مسلمان کو روزانہ واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ مستند اور ضخیم کتاب کی تصنیف آفتاب اہلسنت سید محمد معزالدین نقشبندی مجددی نے کی ہے۔ **نظام مصطفٰے کا پیغام حیات** کے نام سے شائع کی گئی ہے۔

نظام مصطفٰے کا پیغام حیات کیلئے عشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے قلوب کا معمور ہونا ضروری ہے۔ اس لیے کہ عشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دعویٰ ایمان نامکمل ہے۔ دامنِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی ہی دین و دنیا میں کامیابی کی ضامن ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو اپنی عظمت رفتہ کے حصول کے لیے غیروں کے نظریات کی بھیک مانگنے کی بجائے نظام مصطفٰے کے پیغام حیات پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ یہ ایک جامع اسلامی قانونِ شریعت کی کتاب ہے۔

اس میں ایک مسلمان مرد اور عورت کیلئے کوئی ایسی دینی اور دُنیاوی معلومات نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ اس میں اسلام کے فضائل اور عقائد اسلامی کی تفصیل ہے۔ پھر اسلامی عبادات کو قرآن و سنّت کی روشنی میں دیکھئے اور اسلام کے چار بنیادی رکن مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے اسرار و مقاصد اور انکے حقیقی فوائد و ثمرات کی تشریح کی گئی ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں اور ہر ''رکن'' کے واضح مسائل جو ہر وقت اور ہر لمحہ ضرورت پڑتی ہے درج ہیں۔ اعمال و وظائف کا مکمل ذخیرہ موجود ہے۔ اس میں اسلامی تہذیب اور اخلاق کی مکمل تعلیم ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ جس میں حضور آقائے دوجہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک دین اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔ اس میں اسلامی تمدن اور معاشرت کا پورا درس موجود ہے غرضیکہ اس کتاب میں ایک مسلمان کیلئے پیدائش سے لیکر موت تک اور موت سے لے کر قیامت تک کے تمام دُنیاوی اور دینی مسائل اور معاملات پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس میں اسلامی نقطۂ نظر سے کھانے پینے رہائش میل جول اور حفظانِ صحت تک کے جملہ اصول درج کر دیئے گئے ہیں جس گھر میں یہ کتاب ہوگی اس گھر میں ایک زبردست مستند عالم دین اور ایک تجربہ کار دنیاوی مشیر مسلمانوں کے ہر معاملہ میں مشورہ دینے کیلئے موجود ہوگا۔ یہ کتاب نہیں ہے بلکہ ایک زبردست انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں پوری

Marfat.com

اسلامی لائبریری کے برابر مواد موجود ہے ۔ ضرور خریدیئے اور اشاعت کیلئے ہر شخص کو خریدار بنایئے آپ اہل سُنّت وجماعت کے تبلیغی مشن میں حصہ لے کر ثواب جاریہ اور ثواب دارین حاصل کیجئے ۔

ہدیہ :۔

حضور کا اُسوہ حسنہ عالم انسانیت کیلئے عالمگیر پیغام ہے

حضور سرور کائنات فخر دوجہاں رحمۃ العالمین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک دینِ اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے آپ نے قرآن اور حدیث کی شکل میں جو آئین دنیا کے سامنے پیش کیا اُسے عملی نمونوں کے قابل بنا دیا ۔ قرآن کریم اور سیرت نبوی دراصل ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں قرآن مجید کلام الٰہی ہے اور سیرت طیبہ اس کا عملی نمونہ ہے قرآن مجید علم ہے اور سیرت طیبہ عمل ہے ۔ آپ کی ذات بابرکات ایک مجسّم قرآن ہے اور آپ کا اُسوہ حسنہ رہتی دنیا تک عالم انسانیت کیلئے عالمگیر پیغام ہے ۔

اگر آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قرآن حکیم کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں تو آج ہی کتاب "قرآن اور عظمتِ رسول عربی" پڑھیئے ۔ جس کو سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی نے مرتب کیا ہے ۔ جس میں قرآن مجید کی ہر آیت سے یہ بتایا ہے کہ قرآن مجید مقام مصطفےٰ ، جمالِ مصطفےٰ ، کمالِ مصطفےٰ ، معراج مصطفےٰ ، ذکر مصطفےٰ ، نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پیش کرتا ہے اور قرآن مجید حضور کے اوصاف حمیدہ کی کس انداز میں تشریح فرما رہا ہے ۔ درحقیقت قرآن ربّانی میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے اوصاف حمیدہ اور مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر کے دنیا کو فراست ، عقل و دانائی سے عاجز کر دیا اس کتاب میں قرآن مجید کی آیات سے قرآنی علم کے سمندر سے مسلمانوں کیلئے چند موتی اس قرآنی سمندر کی گہرائی میں سے چن چن کر نکالے ہیں جو آپ کے سامنے کتاب کی شکل میں پیش کر رہے ہیں ضرور خریدیئے عظمتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیجئے اور ایمان اور عقیدے کو روشن اور منور فرمایئے ۔ ہر گھر میں یہ کتاب ہونی ضروری ہے بار بار پڑھیئے اور ایمان میں روشنی پیدا کیجئے اسکی روشنی سے اپنے ایمان کو روشن کیجئے ۔

پتہ : کتبخانہ اشاعت القرآن نکل روڈ کراچی ؁

Marfat.com

سرکار دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ جاوید ارشادات و ہدایات اور اقوال و اعمال کا بے مثال سرمایہ

انتخاب حدیث قول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں اللہ کے پیارے رسول پاک کی اطاعت کیجئے، دنیا آپ کی اطاعت کریگی۔

قرآن کریم کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال ہی دین اسلام کی بنیاد اور سرچشمۂ ہدایت ہیں۔ اس لیے کامل مسلمان بننے اور سچا مسلمان رہنے کیلئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ اور انکے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ احادیثِ مبارکہ کو محدثین کرام نے سالہا سال کی محنت اور تحقیق و تلاش سے بڑی بڑی ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے۔ جن کو فراہم کرکے استفادہ کرنا ہر شخص کے بس کا کام نہیں ہے۔ قولِ مصطفیٰ انتخاب حدیث کے فاضل مؤلف نے صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری مستند کتابوں سے منتخب احادیث کا ایک گراں قدر مجموعہ عام مسلمانوں اور طلباء کو فائدہ پہنچانے کیلئے مرتب فرمایا اور اس کا نام قول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ اس کتاب سے اہل علم اور عامۃ المسلمین کو جس قدر فائدہ پہنچا اس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ دنیائے اسلام میں قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی وہ عدیم المثال ہے۔ یہ مقدس اور بابرکت کتاب تمام مسلمانوں کیلئے دینی نصاب تعلیم کا ایک اہم اور لازمی جزء ہے، اور سچ تو یہ ہے اردو پڑھے لکھے لوگ بھی اس گنجینۂ علم و حکمت سے بہرہ اندوز ہونگے۔ سید معزالدین نقشبندی مجددی دہلوی نے یہ کتاب مرتب کرکے اُمتِ مسلمہ پر بڑا احسان کیا ہے جسکی بدولت مسلمانانِ عالم قیامت تک قولِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔ غرض زندگی کے ہر مسئلہ اور معاملہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ اس نادر و نایاب مجموعہ حدیث قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیا گیا ہے۔

اگر آپ کو اسلام سے محبت ہے، اللہ رب العزت سے محبت ہے، اس کے احکام کی تعمیل کیلئے آپ تیار ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کی محبت و اطاعت کی رغبت آپ کے دل میں موجود ہے تو قولِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھئے کہ یہ مجموعہ احادیث جو سرکار دوعالم رحمۃ للعلمین، انیس الغریبین، راحۃ العاشقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کا مجموعہ اور آپکے اعمالِ مقدسہ کا آئینہ ہے

Marfat.com

آج ہی آپ اس مبارک و مقدس کتاب کو طلب فرمایئے یہ کتاب ذخیرۂ رحمت اور مجموعۂ خیر و برکت ہے کیونکہ مسلمان کی زندگی کا واحد مقصد صرف اللہ کے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ہی ہے اور بس ہدیہ

ذکرِ حبیبِ خدا سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اگر آپ حضور کی پیدائش اور آپ کی مکمل زندگی کے حالات پڑھنا چاہتے تو کتاب ذکرِ حبیبِ خدا سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیجیئے۔ آج تک اتنی جامع سیرۃ النبی پر کوئی کتاب نہیں ملیگی بڑی دلچسپ کتاب ہے۔ سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی نے مقام مصطفیٰ، جمالِ مصطفیٰ، کمالِ مصطفیٰ، معراجِ مصطفیٰ، ذکرِ مصطفیٰ، نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوش اسلوبی سے پیش کیا ہے کہ سرکار دو عالم حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سیرت مبارکہ آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ اس بےنظیر کتاب میں حضور تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بیان۔ پوری زندگی کے حالات کو قلمبند کیا ہے مدینہ طیبہ کی زندگی، مکہ معظمہ کی زندگی وہاں کی مصیبتیں اور اذیتیں دینِ اسلام کی تبلیغ اور تبلیغِ اسلام میں دشمنانِ اسلام کی رکاوٹیں۔ حضور رحمت دو عالم کا صبر و استقلال اور جرأت و شجاعت دشمنانِ اسلام سے لڑائیاں۔ لڑائیوں میں دشمنانِ اسلام کی ذلت آمیز شکست، معراج شریف کا واقعہ حضور رحمت دو عالم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدینہ طیبہ کو ہجرت، غزوات کا بیان، غزوۂ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق غزوۂ حدیبیہ، غزوۂ خیبر، غزوۂ موتہ، غزوہ مکہ، غزوۂ طائف، حجۃ الوداع، غزوۂ تبوک، اسلام کی عزت و عظمت و فتح۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی، بیویوں سے حسن سلوک، بچوں سے پیار، بڑوں کے آداب، حضور کا مرض اور وفات غرضیکہ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اس نادر و نایاب کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ آج ہی آپ اس مبارک و مقدس کتاب کو طلب فرمایئے۔ یہ مبارک کتاب عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر اعتبار سے قابلِ دید لائقِ مطالعہ ہے۔ اگر آپ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے خواہاں ہیں اور اپنی زندگی میں یہ ساری رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ آج ہی ذکرِ حبیبِ خدا سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکمل طلب فرمایئے یہ کتاب ذخیرۂ رحمت اور مجموعہ خیر و برکت ہے۔ بے شمار عنوانات ہیں۔ جو تمام اسلامی تعلیمات پر حاوی و مشتمل ہیں۔ تعلیماتِ اسلام اور ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو زبان

Marfat.com

میں اس سے بہتر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی ہر مرد عورت بچہ اس کا مطالعہ کر کے حضور کی سیرت مقدسہ سے واقف ہو جائے گا۔ ضرور منگائیے اور گھر گھر اس کتاب کو پہنچائیے اور اہلسنت و جماعت کے تبلیغی مشن میں شریک ہو جائیے اور ثواب جاریہ اور ثواب دارین حاصل کیجئے۔ ہدیہ

مقام اولیائے کرام ہندو پاکستان

اولیائے کرام اور صوفیۂ کرام کی گذشتہ سات سو سالہ تبلیغی جدوجہد کی مکمل تاریخ

از آفتاب اہلسنت جناب سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی کی جدید ترین مایۂ ناز تالیف

اولیائے کرام اور صوفیائے کرام نے سرزمین ہند میں اسلام کیونکر پھیلایا۔ کروڑوں ہندوستانی کس طرح حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان بزرگان دین نے تبلیغ اسلام کی خاطر بڑے بڑے حکمرانوں سے کیونکر ٹکر لی؟ اور سخت خطرات کا مقابلہ کرنیکے بعد کس طرح اسلام کی روشنی ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلائی؟ اس کے علاوہ ان مقدس ہستیوں نے بلا امتیاز مذہب وملت ہندوستان کے افراد کو کیسی فراخ حوصلگی کیساتھ فیض پہنچایا ہے۔ اس ولولہ انگیز تفصیل اس مقدس کتاب میں موجود ہے یہ نادر مفید کتاب اولیائے کرام کی کرامتوں، ملفوظات اور حیرت انگیز واقعات کا نادر مجموعہ ہے اس کتاب میں تقریباً ساٹھ ستر اولیائے کرام کی کرامتیں اور حیرت انگیز واقعات درج ہیں۔ انکے مطالعہ کے بعد عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے اس پاکیزہ کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان مرد عورت بچے کیلئے نہائت ضروری ہے۔ یہ سب دین کے ستون ہیں ضرور منگائیے ایمان اور عقائد کی روشنی پیدا کیجئے۔ ہدیہ ....

دعوتِ عمل

سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی نے اس کتاب میں قرآن وحدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور چھوڑنے پر عذاب جماعت کا ثواب اور ترک جماعت پر عذاب اس میں بیشمار فضائل جمع کر کے نہایت مؤثر اور عام فہم انداز میں روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ مسلمان کیلئے نماز فرض کیوں ہے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں تاکید فرمائی ہے۔ نماز کے پڑھنے سے انسان کو معراج کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ اللہ ورسول پاک کا مقرب بندہ کیوں ہو جاتا ہے۔ علماء وبزرگان دین نے کیوں نماز کی پابندی اختیار کی ہے آج تک اتنی جامع کتاب فضائل نماز میں آپ کو کوئی نہیں ملے گی۔ ان باتوں کا جاننا ہر

Marfat.com

مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے، یہ کتاب عام مسلمانوں کے ایمان کو تازگی بخشے گی
انداز بیاں موثر اور نہایت دلنشین ہے اس اہم موضوع پر سید صاحب موصوف نے جس محنت و
کاوش کا مظاہرہ کیا ہے اس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ ہر ذی علم نے اس کی اہمیت کا اعتراف
کیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے بیحد ضروری و باعثِ فلاح ہے۔ یہ
ایسی کتاب ہے جس کا عالم مولوی اور ایک عام مسلمان سب کے پاس ہونا ضروری ہے۔ ہدیہ:

ریحانِ بہشت عُرف جنتی بیبیاں سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی کی یہ مایۂ ناز کتاب ہے۔ اس کتاب میں ایک سو سے زائد اولیاء
اللہ عورتوں کے حالات کو قلمبند کیا ہے۔ فی زمانہ مغرب زدگی کی تقلید کی وجہ سے دین سے بیزاری کی
جو ہوا مسلمانوں میں پھیل رہی ہے اس فتنہ سے مسلمان عورتوں کو خبردار محفوظ رکھنے کے لئے سید صاحب
موصوف نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح و کامیابی کا راز سُنت
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مضبوطی سے عمل کرنے میں مضمر ہے۔ سید صاحب موصوف کی علمیت بُزرگی
مسلمہ ہے جس سے پاک و ہند کا علم داں طبقہ بخوبی واقف ہے۔ فی زمانہ کتاب کا وجود مسلمانوں
کیلئے عموماً اور خاصکر مسلمان عورتوں کے لیے رحمتِ الٰہی سے کم نہیں، ہر مسلمان مرد اور عورت
کے لیئے اس کا مطالعہ ضروری و مفید ہے۔ انداز بیان اس قدر دلچسپ ہے کہ اس کا ایک ایک
لفظ پڑھنے والے کے دل و دماغ میں نقش ہوتا جاتا ہے۔ اس کتاب میں ایسی ایسی نیک نسل
خواتین کا تذکرہ ملتا ہے جس کی نظیر دُنیا کی کوئی دُوسری قوم پیش نہیں کر سکتی اردو میں ایسی جامع
کتاب اس موضوع پر اب تک کوئی نہیں تھی جس میں خواتین اسلام کا مکمل تذکرہ جمع ہوتا۔ موجودہ
دور میں اس کتاب کا مطالعہ بیحد مفید اور ضروری ہے اگر آپ دین و دنیا میں سرخروئی چاہتے
ہیں تو اس کتاب کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا لازمی ہے۔ ہدیہ:

تفسیر سراج المنیر سُورۃ فاتحہ شریف مدت سے قرآن مجید کے ایسے ترجمہ و تفسیر کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی
جو اہل سنت و جماعت کے مسلک کا ترجمان بھی ہو۔ اور اسلام سے بڑھتی ہوئی بیگانگی کے دور میں
نوجوانانِ ملت کے دل و دماغ پر قرآن کی عظمت اور اسلام کی صداقت کا نقش ثبت کر دے

Marfat.com

الحمد للہ یہ سعادت سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی کی محنت وجانفشانی سے یہ تفسیر سراج المنیر جس میں پہلا اعوذ باللہ کی تفسیر وفضائل اور شان نزول بسم اللہ شریف کی تفسیر وفضائل اور شان نزول پھر سورۂ فاتحہ کی تفسیر اور فضائل اور شان نزول کو بیان کیا گیا ہے تفسیر سورہ فاتحہ کے مطالب قرآنی کو بڑے دلنشین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر محبت الٰہی اور عشق مصطفوی اسلام کی روح رواں ہے۔ تصوف تعلیمات اسلامیہ کا عطر ہے یہ تفسیر اس عطر کی خوشبو سے مہک رہی ہے اپنے ذہن اور دل کو منور کرنے کے لیے تفسیر سراج المنیر کا ضرور مطالعہ کیجئے۔

یوں تو قرآن مجید کی ہزاروں تفاسیر ہر زبان میں لکھی گئی ہیں، مگر اردو زبان میں تفسیر سراج المنیر اپنے رنگ میں انوکھی، بے نظیر اور بے مثل ہے۔ یہ تفسیر تمام مستند عربی فارسی اور اردو تفاسیر اور دیگر کتب سے مدد لی گئی ہے۔ ان میں سے کچھ نام یہ ہیں۔ خازن۔ روح المعانی۔ روح البیان تفسیر کبیر ابن جریر، دُر منشور۔ ابن کثیر، مدارک، مسند حاکم، مسند بزاز، مسند امام احمد ابن ابی حاتم، اسباب شان نزول از جلال الدین سیوطی، تفسیر حقانی، خلاصہ التفاسیر، احسن التفاسیر آسان تفاسیر از الحاج مولوی سید محمد شفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی، موضح القرآن تفسیر حسینی۔ صحاح ستہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ۔ ابو داؤد۔ نسائی، طحاوی، مؤطا امام مالک وغیرہ وغیرہ

آپ اس تفسیر کو پڑھ کر یہ محسوس کریں گے کہ قرآن مجید دنیا کے ادب میں عمدہ اضافہ ہے

عالمگیر کتاب الحج

از سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی، فریضۂ حج جو اسلام کا ایک رکن ہے۔ اس کی ادائیگی کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ کس جگہ کونسی دعا پڑھنی چاہیئے اور کس طرح اس فرض کو ادا کرنا چاہیئے۔ اس کتاب میں سید صاحب موصوف نے جملہ مسنون طریقے سے وہ دعائیں جمع فرمادی ہیں جو حجاج کیلئے بہترین تحفہ ہے۔ یہ کتاب آپ کو معلم کا کام دیگی اور ہر جگہ کا راستہ خود بخود اس کتاب کی مدد سے ملتا رہے گا۔ تمام مزارات کے نشانات اور تفصیلی باتیں درج ہیں حج اور عمرہ کرنیوالوں کیلئے یہ ایک جامع اور مکمل بہترین رہنمائی کرنیوالی کتاب ہے۔ پتہ: کتب خانہ اشاعت القرآن نکل روڈ کراچی

Marfat.com

موجودہ پُرفتن دورِ مادیت لادینیت، بدمذہبیت، پرویزیت، قادیانیت، نجدیت کے طوفانی دور میں دینِ متین و مسلکِ حق اہلِ سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے دورِ حاضرہ کی بلنظیر اور بے مثل

کتاب نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۰، صفحات پر مشتمل شائع ہوگئی

علمائے کرام و مشائخ عظام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ کتاب اسلامیات پر وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جو پڑھنے والے کے سامنے "نظام مصطفیٰ" کی صحیح اور مکمل تصویر کھینچ دیتی ہے۔ یہ کتاب فقہ اسلامی اور عقائد ایمانی کی ایک اہم اور ضخیم مستند کتاب ہے اور فقہ اسلامی اور قانون شریعت اور عقائد اہلسنت کا عظیم علمی ذخیرہ ہے۔

کتاب نظام مصطفیٰ! اس سلف صالحین کے بشمار اور بیش بہا خزانوں کے بکھرے ہوئے موتی اس کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ خاصکر اس دورِ پُرفتن میں یہ کتاب ہدایت اور اصلاح کا سرچشمہ ہے درحقیقت یہ کتاب اہلسنت وجماعت کی ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس میں اہلسنت کے لئے علمی ذخیرہ موجود ہے۔ اس کتاب کا ہر موضوع ایک دریا ہے۔ جسے اس چھوٹے سے کوزے میں سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کتاب ایسی جامع اور مفید ہے جو تمام مسائل پر مشتمل ہے، اسی لئے اس کتاب کا مطالعہ مسلمانوں کو بڑی حد تک دوسری کتابوں کے مطالعہ سے مستغنیٰ کر دے گا۔ علمائے کرام و مشائخ عظام نے اس تصنیف کی روحانی و اخلاقی اور اصلاحی و تعمیری صفات و خصوصیت پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ پس فقہ اسلامی اور عقائد ایمانی کے اس عظیم اور مستند علمی ذخیرے کو خریدیں اور اس سے روشنی حاصل کریں۔ یہ کتاب واعظین کے لئے بڑی کار آمد ہے یہ کتاب ہر مرد و عورت اور واعظین اور علماء کے مطالعہ میں رہنی چاہیئے۔ لہٰذا آج ہی کتاب نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منگوا کر مطالعہ کیجئے۔ بہت تھوڑی تعداد میں موجود ہیں اس لیئے جلد توجہ فرمائیں۔ نوٹ: ہدیہ پیشگی مع محصول آنا ضروری ہے۔ ہدیہ ملنے پر کتاب فوری بذریعہ ڈاک خانہ رجسٹری روانہ کر دی جائیگی۔ ہدیہ کاغذ سفید عمدہ چکنا مجلد مع پلاسٹک کور نہایت خوبصورت ۲۰/ روپے محصول ۵/ روپے میزان ۲۵/ روپے

پتہ مکتبہ خانہ اشاعت القرآن نکلسن روڈ کراچی نمبر ۲

Marfat.com

دو جلد پر محصول چھ روپے لگتے ہیں۔ پانچ کتابیں یکمشت خریدنے پر محصول معاف یہ مزید خاص رعایت دی جائے گی۔

بوستان غوثیہ اردو | حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے مکمل حالات مقدس ولادت سے وفات تک سوانح حیات۔ ظلمت کدۂ عالم میں آپ کی تبلیغی خدمات کا ذکر دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ پڑھنے سے روح کو تازگی ہوتی ہے

شمع ہدایت :۔ از سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی۔ ہدیہ

قیامت کی باتیں قرآن و سنت کی روشنی میں | از سید محمد معز الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی۔ ہدیہ :۔

اسلامی عقائد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور کلمہ کے مسائل سے بھی مسلمان ناواقف ہیں۔

آجکل اکثر مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے۔ اسلامی ارکان کیونکر ادا کیے جاتے ہیں۔ ایمان مجمل اور ایمان مفصل میں کیا فرق ہے۔ فرض کسے کہتے ہیں؟ واجب کیا ہے؟ سنت کے کیا معنی ہیں؟ نفل کیا چیز ہے؟ مباح کا کیا مطلب ہے؟ حرام اور مکروہ میں کیا فرق ہے؟ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے مسائل کیا ہیں؟ نکاح و طلاق۔ عقیقہ اور تجہیز و تکفین کیلئے اسلام کے کیا احکامات ہیں؟ غرضیکہ اسلام کی موٹی موٹی باتوں سے بھی ننانویں سے نوے مسلمان واقف نہیں اگر آپ ان تمام باتوں کو جاننا چاہتے ہیں تو آفتاب اہل سنت سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی، دہلوی کی مایۂ ناز تالیف "**اسلامی قانون شریعت مصطفیٰ**" کا مطالعہ کیجئے۔ آپ کو جملہ مسائل پر پورا عبور حاصل ہو جائیگا۔ ہدیہ :۔

رکن اسلام : از سید محمد معز الدین صاحب نقشبندی مجددی دہلوی۔ ہدیہ :۔

خواب نامہ قادریہ اعزازیہ! | مرتبہ سید محمد معز الدین نقشبندی مجددی دہلوی مکمل خواب نامہ مع تعبیر نامہ۔ ہر قسم کے خوابوں کی تعبیروں کے بالتفصیل حالات قابل احترام ائمہ دین علیہ الرحمۃ کی مستند روایات سے اخذ کرکے درج کیئے ہیں بڑی جامع اور مکمل خواب نامہ ہے۔ ہدیہ :۔

پتہ: کتب خانہ اشاعت القرآن نکل روڈ کراچی ۲

Marfat.com

مفلسی، مصیبت، بیماری اور پریشانی کا مجرب علاج

اعمال و وظائف کی بے پناہ طاقت

اولیائے کرام کے وہ پانچ سو مجرب اعمال جنہوں نے ہزاروں مایوسیوں کی قسمتوں کو بدل ڈالا ہے۔

یہ حقیقت ہے اور اس حقیقت سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خدا نے اعمال و وظائف یعنی اللہ کے کلام میں وہ بے پناہ طاقت پوشیدہ رکھی ہے کہ اگر اعمال کو صحیح طریقے پر پڑھا جائے یا نقوش کو صحیح اوقات میں لکھا جائے تو ان سے لوگوں کی قسمتیں بدل جاتی ہیں، بیماری اور مفلسی سے حیرت انگیز طریقے پر نجات مل جاتی ہے۔ بگڑے ہوئے کام آن کی آن میں درست ہو جاتے ہیں اور اعمال کے پڑھنے والے نہ صرف مالا مال ہو جاتے ہیں بلکہ محبوب خلائق بھی بن جاتے ہیں لیکن اعمال و وظائف کی پوشیدہ اور غیبی طاقت اسی وقت اپنے کرشمے دکھاتی ہے جبکہ اعمال و وظائف کو بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کے بتائے ہوئے صحیح طریقے پر پڑھا جائے لہٰذا جو حضرات کہ اعمال و وظائف کا زندہ کرشمہ دیکھنا چاہتے ہیں وہ آج ہی اس فن پر سب سے مستند کتاب "عملیات اولیاء" منگوالیں جس کو ایک زبردست روحانی پیشوا نے پچاس سال کی محنت و جستجو کے بعد مرتب کیا ہے۔

عملیات اولیاء نقشبندیہ قادریہ

مرتبہ روحانی پیشوا سید محمد معز الدین صاحب نقشبندی مجددی دھلوی

فی الحقیقت اعمال و وظائف اور نقوش نویسی کے فن پر سب سے مستند کتاب ہے جس میں اعمال و وظائف کے بارے میں مکمل معلومات ہے، برجوں اور ستاروں کی پوری تفصیل ہے، ہر شخص کے طالع جاننے کے طریقے ہیں، ستاروں کو مسخر کرنے کے اعمال ہیں، اعمالِ حسنہ پر مکمل بحث ہے بیشمار محبت کے اعمال ہیں، لاتعداد عداوت کے اعمال درج ہیں اور کشائش رزق، تسخیرِ خلائق، تسخیرِ محبوب، چور کی شناخت، کامیابی مقدمات اور مختلف امراض کیلئے اولیاء اللہ کے بتائے ہوئے سینکڑوں اعمال و نقوش درج ہیں۔ یہ کتابیں ان کتب خانہ سے بھی دستیاب فرما سکتے ہیں۔

مرکز تصنیف و تالیف شارع نوابزادہ ایس ایم اعزاز الدین ۹ فاطمہ جناح مارکیٹ ایم اے جناح روڈ کراچی ٹ (۲) تاج اردو کتاب گھر نشتر روڈ کراچی۔

Marfat.com

یہ کتاب ذیل کے کتب خانوں سے بھی دستیاب ہے

★ تاج اردو کتاب گھر بکل روڈ، کراچی ★ مدینہ پبلشنگ
کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی ★ دارالعلوم امجدیہ مکتبہ رضویہ
گاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی ★ شیخ غلام علی اینڈ سنز
ایم اے جناح روڈ، کراچی ★ فیروز سنز، تاجران کتب ایم
اے جناح روڈ، کراچی ★ پنجاب بکڈپو، اردو بازار، کراچی
کتب خانہ عباسیہ جونا مارکیٹ کراچی ★ کتب خانہ اسحاقیہ
جونا مارکیٹ کراچی ★ کتب خانہ عزیزیہ جونا مارکیٹ کراچی
اقبال بک ہاؤس صدر کراچی ★ طاہر بک ہاؤس صدر، کراچی
★ ایس ایم میر ۳۸ چارٹرڈ بینک چیمبرز، وڈ اسٹریٹ، کراچی
★ رحمٰن برادرس ناشران کتب شارع لیاقت، کراچی
★ امین برادرس ناشران کتب، آرام باغ روڈ، کراچی
★ ماہنامہ ترجمان اہلسنت، ۲۷ محمدی منشن مارسٹن روڈ کراچی
★ سنی باب الاشاعت اخوند مسجد نیونہام روڈ، کھارادر کراچی
★ ملک دین محمد اینڈ سنز، تاجران کتب، کشمیری بازار، لاہور
★ گنج شکر اکیڈمی، اکبری منڈی لاہور ★ رضا پبلیکیشنز
بازار داتا صاحب لاہور ★ شرکت حنفیہ لمیٹڈ گنج بخش روڈ،
لاہور ★ مکتبہ قادریہ لوہاری دروازہ لاہور ★ حامد اینڈ کمپنی
مدینہ منزل اردو بازار لاہور ★ الفیصل پبلشنگ کمپنی اردو بازار
لاہور ★ مکتبہ فریدیہ جناح روڈ، ساہیوال ★ مکتبہ
رضائے مصطفےٰ، چوک دارالسلام، گوجرانوالہ ★ نوری ک...
متصل دربار داتا صاحب لاہور ★ مکتبہ نبویہ گنج بخش ر...
لاہور ★ مکتبہ اسلامیہ گنج بخش روڈ، لاہور ★ حاجی مشتاق...
سنز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان ★ صدیقی بک اسٹال بورے...
ضلع ملتان ★ اسلامی کتب خانہ، زیر جامع مسجد، راو...
انڈیا کے لیے، ماہنامہ استقامت، $\frac{۴۸۸}{۲۴}$ ریل بازا...
یوپی، انڈیا ★ انجمن خدام احمد رضا، ملتان روڈ، لا...
فریدیہ بک اسٹال ۳۸-اردو بازار لاہور ★ نذیر سنز پبلش...
۳۸اے اردو بازار لاہور ★ پاکستان سنی رائٹرز گلڈ، ۵...
ریلوے روڈ لاہور ★ مکتبہ غوثیہ محمودیہ مدین سوات
★ چشتی کتب خانہ، ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل...
★ مکتبہ اسلامیہ، حافظ جمال روڈ ملتان ★ مکتبہ اس...
چکوڑہ ★ خلافت اینڈ کمپنی منگورہ سوات ★ مکتبہ
رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد ★ قادری کتب خانہ تحصیل...
بازار سیالکوٹ ★ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکو...
★ تاجدار حرم پبلیکیشنز ۲-۱۷ اے وحید آباد، گلبہار کر...
★ عبدالستار چند ریگر مکتبہ حنفیہ رضویہ شہداد پو...
★ اہلسنت رائٹرز کلب پاکستان کوٹ مالی چوک شاہ...
چاکر ضلع سانگھڑ ★ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہ...
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور ★

مرکز تصنیف و تالیف

شائع کردہ نوابزادہ ایس ایم اعزاز الدین کراچی ۵
۹۔ فاطمہ جناح مارکیٹ ایم اے جناح روڈ،

Marfat.com

موجودہ پُرفتن دور، مادیت، لادینیت، بدمذہبیت، پرویزیت، قادیانیت، نجدیت کے طوفانی دور میں دینِ متین و مسلکِ حق اہلسنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دورِ حاضرہ کی بینظیر اور بے مثل

کتاب نظامِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۰۰ صفحات پر مشتمل شائع ہوگئی

علمائے کرام و مشائخ عظام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ کتاب اسلامیات پر ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے جو پڑھنے والے کے سامنے "نظامِ مصطفٰی" کی صحیح اور مکمل تصویر کھینچ دیتی ہے۔ یہ کتاب [illegible] مسائل اور عقائد ایمانی کی ایک اہم اور ضخیم مستند کتاب ہے اور فقہ اسلامی اور [illegible] عقائد اہلسنت کا عظیم علمی ذخیرہ ہے۔

کتاب نظامِ مصطفٰی میں سلف صالحین کے بیشمار اور بیش بہا خزانوں کے بکھرے ہوئے موتی اس کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ غرضکہ اس دورِ پُرفتن میں یہ کتاب ہدایت اور مسائل کا ذخیرہ ہے۔ درحقیقت یہ کتاب اہلسنت و جماعت کی ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس میں اہلسنت کا علمی ذخیرہ موجود ہے۔ اس کتاب کا ہر موضوع ایک دریا ہے جسے اس چھوٹے سے کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کتاب ایسی جامع اور مفید ہے جو تمام مسائل پر مشتمل ہے۔ [illegible] کتاب کا مطالعہ مسلمانوں کو بڑی حد تک دوسری کتابوں کے مطالعہ سے مستغنی کر دے گا۔ علمائے کرام و مشائخ عظام نے اس تصنیف کی روحانی، اخلاقی اور اصلاحی و تعمیری صفات و خصوصیات [illegible] کیا ہے۔ پس فقہ اسلامی اور عقائد ایمانی کے اس عظیم اور مستند علمی ذخیرے کو [illegible] روشنی حاصل کریں۔ یہ کتاب واعظین کے لئے بڑی کارآمد ہے۔ یہ کتاب ہر مرد و عورت اور واعظین اور علمائے [illegible] میں رہنی چاہیئے۔ لہٰذا آج ہی کتاب نظامِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم منگوا [illegible] کیجئے۔ بہت تھوڑی تعداد میں موجود ہیں اس لئے جلد توجہ فرمائیں۔ نوٹ: [illegible] محصول ڈاک ضروری ہے۔ [illegible] یہ کتاب وی پی بذریعہ ڈاک خرچ [illegible] کاغذ سفید عمدہ چکنا مجلد مع پلاسٹک کور نہایت خوبصورت [illegible] ۵ روپے [illegible]

پتہ: مکتبہ خانہ اشاعت القرآن [illegible] روڈ کراچی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com